THE ISMAT DELHI.

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لیئے

پاکیزہ خیالات۔ علمی۔ ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصورِ غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی میں ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے
بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے	گجراتی اور پنجابی کھانے
نفیس نفیس کھانے	لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے
غریبوں اور امیروں کے کھانے	سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنیکی	بوڑھوں اور بچوں کے کھانے

اردو زبان میں بہترین کتاب

عصمتی دسترخوان (حصہ اول)

جس کا ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلیگی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنیکے بعد لکھی گئی ہیں اسلئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست، ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی قریبًا عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور اڈیٹر عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے باورچیخانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق بھی نہایت قیمتی ہدایات درج کی گئی ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
جام پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضۂ مرغ	تاتاری کباب
کھوئے کی پڈنگ	انڈہ پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کے کباب	شامی کباب
نارنگی بھری پڈنگ	بینئے پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے چینی کباب	سیخ کے چپٹے کباب	اروی کے کباب
انناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی قسم
کمزور بیماروں کیلئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کے کباب

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے

اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے، سوئیاں، کھیر، فرنی، سادے اور ترکاری کے سالن، مچھلی مرغ، جیلی بسکٹ، کیک۔ دالیں مٹھائیاں حلوے چٹنیاں مربے، اچار، سموسے بڑے، پوری، کچوری۔ پراٹھے۔ روٹی غرض ہر قسم کے مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن ترکیبیں۔ یہ کتاب ہر شریف گھرانے میں ہونی چاہیے ہندوستان بھر میں اسکی دھوم مچی ہوئی ہے سینکڑوں خطوط اس کی تعریف میں آ چکے ہیں۔ قیمت صرف دو روپے ۲؍ مجلد ۲؍۸

مذاقیہ کھانے

دولھا بھائی سے، نندوئی سے، سہیلیوں سے، مہذب مذاق کرنے کے لئے نہایت دلچسپ کتاب جس کی ہر ترکیب صحیح ہے، بیہودہ تکلیف دہ عامیانہ مذاق کی جگہ اس کتاب سے شائستہ مذاق کرو اور اس ہنسنے ہنسانے والی کتاب سے نندوئی کا ثبوت دو لڑکیوں کی شادی کے وقت دولھا بھائی کی تواضع کے لئے لڑکیاں یہ کتاب نہایت شوق سے منگاتی ہیں عورتوں نے اس کتاب کو بہت پسند کیا ہے قیمت صرف چھ آنہ ۶؍

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

عصمتی دسترخوان کے دوسرے حصے

عصمتی ہنڈکلیا

یہ کتاب بچیوں کے لئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہو جائیں اور ایک کنواری بچی کو جو کچھ جاننا چاہیے عملی طور پر اس سے واقف ہو جائے، سوا سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں۔ بچیوں ہی کے مطلب کی درج کی گئی ہیں پھر خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے متعلق بھی کار آمد ہدایتیں درج کی گئی ہیں جو ہر لڑکی کو ضرور جاننی چاہئیں، عصمتی ہنڈکلیا کے مضامین بھی نے انتہا مفید ہیں، باتصویر ٹائٹل قیمت صرف ۸؍

ناشتہ

دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جاتا ہے اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں چا، کوکو، شربت لسی فالودہ، آئس کریم، بسکٹ، کیک، ٹوسٹ، کٹر بائی وغیرہ وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر حصے کے مختلف قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں ہیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں جس حصہ ملک کا مہمان ہمارے ہاں آئے اسی کے مطلب کی چیز ہم ناشتہ میں پیش کر کے محو حیرت کر سکتے ہیں ۱۰؍

بچوں کے کھانے

ننھے بچوں کے لئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہیے۔ کون کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں اس موضوع پر بےنظیر کتاب جس میں بچوں کی صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کاروں کے لکھے ہوئے ہیں۔ باتصویر قیمت صرف ۸؍

بیماروں کے کھانے

بیماروں کے لئے جو کھانے مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور بے حد کار آمد ہیں۔ مضامین بھی بے انتہا مفید و قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں یہ کتاب ہونی ضروری ہے۔ باتصویر قیمت دس آنے ۱۰؍

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآراء تصانیف

حیاتِ صالحہ

صالحات جو پچیس سال سے [illegible] ملک کی [illegible]
[illegible] بیسیوں کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کرتے
[illegible]

حیاتِ صالحہ [illegible] تصنیف ہے جس میں علامہ راشد الخیری [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] اس میں ایک لڑکی کی زندگی کے تمام
واقعات [illegible] بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں
میں پیش آتے ہیں۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ [illegible]
کس طرح [illegible] کا دشمن اور [illegible] ہو جاتا ہے۔ صالحات بتائیگی
کہ جاہل سوتیلی ماں کس طرح سوکن کے بچوں کی [illegible] کرتی ہے۔ صالحات سے
معلوم ہوگا کہ نیک لڑکی [illegible] مصائب [illegible] قربانیوں سے
[illegible] کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں [illegible] چالیس سال
پہلے گھرانوں کی معاشرت، رسم و رواج وغیرہ نہایت دلچسپ طریقے سے
بیان کئے گئے ہیں طرز تحریر کا کیا کہنا۔ زبان وہی [illegible] کی [illegible]
سے نکلی ہوئی۔ واقعات اس قدر موثر کہ کلیجے کے پار ہوتے ہیں ہندوستانی
زبان میں مستورات کے مطلب کے اس قدر [illegible] ناول
بہت ہی کم لکھے گئے ہیں۔ ضخامت پونے دو سو صفحے۔ اعلیٰ درجہ کا دبیز کاغذ
عمدہ لکھائی چھپائی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ

موؤدہ

ہندوستان کے کئی صوبوں میں رواج کو غالب کر کے
ترکہ پدری سے لڑکیوں کو محروم کر رکھا ہے۔ اس
موضوع پر نہایت موثر افسانہ ہے پڑھکر آنکھیں ڈبڈبا
آتی ہیں۔ قیمت صرف [illegible]

ملنے کا پتہ

طوفانِ حیات

[illegible] دیکھی جس کی تعریف میں [illegible]
[illegible] ادب [illegible]
[illegible]
[illegible] کیا جا
[illegible]
[illegible]
[illegible] طوفانِ حیات کے
[illegible] خوفناک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت ایک روپیہ

نوحۂ زندگی

[illegible] آپ کو ایک ایسا قبرستان ملیگا جس میں ایک عصمت کی لاش رکھے
[illegible]
[illegible]
[illegible] زندگی نے اسلام میں
[illegible]
[illegible]
[illegible] نوحۂ زندگی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مینجر رسالہ عصمت دہلی

[illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار

حضرت علامہ اخلاق دہلوی مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصانیف

سیدہؑ کا لال — حصہ اوّل

مکمل ایک شہادت نامہ

حضرت امام حسینؑ کی ماں سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اسلام لانے، جناب سیدہؑ کے فضائل، سرورِ کائنات ﷺ کی رحلت، حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ کی خلافت، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی شہادت اور دردناک مرثیہ، جنگ جمل، جنگ صفین کا مکمل بیان، شیعہ سنی اختلافات کی ترقیاں، بنی امیہ کی کوششیں، امیر معاویہ کی سیاست، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری کیفیت، غرض پہلے حصہ میں معرکہ کربلا سے پہلے کے تمام صحیح اور مستند واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن سے واقعہ کربلا کے صحیح اسباب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ مراثی کربلا ہے، حضرت مسلمؓ اور ان کے بچوں کی شہادت، سیدہؑ کے لال کی مدینہ سے روانگی، حضرت حرؓ کی شہادت، بی بی زینبؑ کا میدان کربلا میں ایثار، ان کے بچوں کی شہادت، شہادت حضرت عباسؓ، شہادت حضرت قاسمؑ، شہادت حضرت علی اکبرؓ، کربلا کا نوحہ، بیمار صغریٰ کا قاصد، سیدہؑ کے لال کی شہادت عظمیٰ، خاندان برباد [illegible]، ابن زیاد اور یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، قاتلان حسینؑ کا انجام اور خدائی فیصلہ۔ یوں تو تمام کتاب اس قدر دردانگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی مگر نثر میں جو مرثیے علامہ محترم نے لکھے ہیں ان کی ایک ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے۔

آمنہ کے لال کی طرح سیدہ کے لال میں بھی کوئی واقعہ خلاف عقل نہیں ہے۔ ادب لطیف کے علاوہ جو کتاب کی جان ہے شہادت کا اس قدر مفصل اور مکمل دردانگیز اور مؤثر بیان کسی زبان میں نہیں۔ تعلیم یافتہ عورتیں اور مرد شیعہ ہوں یا سنی شہادت کی یہی کتاب اب پڑھتے یا مجلسوں میں پڑھواتے اور سنتے ہیں۔ ضخامت قریباً ڈھائی سو صفحے۔ قیمت۔ دو روپے ۲؍

مجلد دو روپے چھ آنے ۲؍۶۔ قسم دوم ایک روپیہ آٹھ آنہ ۱؍۸ مجلد ایک روپیہ چودہ آنہ۔ قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپی ہے ۳؍ اور مجلد تین روپے چار آنہ ہے۔ علاوہ محصول ڈاک

آمنہؑ کا لال

[illegible]

دلّی میں ہر سال تعلیم یافتہ مرد و زن ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کرتے ہیں، کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جا سکے، اور ساتھ جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی استفادہ ہے کہ اہل دل تڑپ تڑپ جائیں کیونکہ تمام اشعار خود علامہ محترم کے ہیں۔ آمنہ کے لال میں علامہ [illegible] کا بہترین لٹریچر ہے ایک سال میں تین دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۱؍

دِلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہاں آباد اجڑ چکا۔ مگر اس کے کھنڈر ابھی تک [illegible] اور شہر کے [illegible] بھی اپنے جاہ و جلال کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ آج سے ستر سال پہلے دلی کیا تھی۔ بادشاہ کا جلوس، قلعہ معلی کی بہاریں، شاہی جھگڑے، میلے تماشوں کے رنگ، دربار کی کیفیت، قطب صاحب کے مقبرے، [illegible] بڑے [illegible] کے جشن، شہزادوں کی چہل پہل، ہندو مسلمانوں کی معاشرت، [illegible] عید، پھول والوں کی سیر، سالگرہ کے تزک و احتشام، شادی بیاہ کی رسوم۔ غرض [illegible] بہار اگر دیکھنی ہو تو

نوبت پنج روزہ یعنی وداعِ ظفر

ملاحظہ فرمائیے جس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ روزہ [illegible] کس طرح [illegible] وداع کیا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات، مخبروں کا ظلم، مغلیہ [illegible] کے حالات، مردوں کی [illegible] کی تباہی اور بادشاہ کے ہیبت ناک مصائب۔ [illegible] آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ بادشاہ کی تصویر [illegible] ہیں۔ [illegible] ہاتھوں ہاتھ نکل چکے، تیسرا ایڈیشن [illegible] صرف ۱؍ علاوہ محصول ڈاک۔ قسم خاص [illegible] کاغذ پر چھپی ہے۔ قیمت [illegible]

پردہ نشین لائبریری کی منتخب کتابیں

آداب نسواں مستورات کے لئے اخلاق و آداب کی ایسی جامع کتاب آج تک کہیں دیکھنے میں نہیں آئی [illegible] انعام تقسیم ہوئی ہے قیمت صرف ۵ر

شوہر کی نصیحتیں یہ کتاب بھی آداب نسواں کے مصنف کی تازہ تصنیف ہے ایک لائق شوہر [illegible] کے ذریعہ اپنا ہم خیال اور ہمنوا بنا سکتا ہے۔ مستورات کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت صرف چار آنے۔

گھر اور گھروالی خانہ داری کے متعلق کارآمد اور مفید ہدایتیں درست [illegible] ۴ر

صنعت خانہ خانہ داری کی ضروریات کے لئے تمام چیزیں خود بنائیں۔ قیمت ۴ر

نیا باورچی خانہ اسلامی اور ہندوانی کھانے پکانے کی ترکیبیں اور قاعدے قیمت ۶ر

چاند تارے بچیوں اور بچوں کے لئے نصیحت خیز نظمیں عمدہ چکنا کاغذ سنہری ٹائٹل۔ قیمت ۳ر

زنانہ خطوط خط و کتابت میں اخلاقی اور اصلاحی اصول بتائے ہیں۔ قیمت ۵ر

معینی [illegible] زچہ اور بچہ کے لئے ایک قابل ڈاکٹر کی مفید ہدایتیں۔ قیمت ۸ر

لائق ماں کا نالائق بیٹا تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ماؤں کی اولاد کا مقابلہ قیمت ۴ر

حسن صحت حسن خداداد اور تندرستی قائم رکھنے کی تدبیریں قیمت ۶ر

جمیلہ خاتون ایک [illegible] دلدادہ خاتون کی عبرتناک کہانی قیمت ۳ر

بہشتی مجموعہ عرف مشغلہ لڑکیوں کے لئے دستکاری اور مذہبی تربیت ایک قابل استانی کے ذریعہ قصے کے پیرایہ میں۔ قیمت ۱۰ر

صبر کی دیوی ایک صابر و شاکر بیوی نے اپنے ظالم شوہر کو اپنی نیک نفسی اور ضبط سے [illegible] کر لیا۔ قیمت صرف ۳ر

سہیلی نامہ روتے بچوں کو بہلانے اور ان کو سلانے کی نصیحت خیز لوریاں قیمت ۲ر

راہ جنت بیویوں کو دنیا و آخرت کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم و تربیت۔ قیمت ۳ر

لیڈی ڈاکٹر یا جمیلہ خانم ایک غریب مسلمان لڑکی کا تعلیم پاکر اسلام کی تبلیغی خدمت کرنا۔ اس کتاب میں آریوں سے مباحثہ بھی دیا ہے قیمت ۱۲ر

آسمان کی پری ایک شوہر پرست خاتون کی دلچسپ داستان قیمت ۲ر

انجام زندگی تین مختلف الخیال لڑکیوں کا طرز معاشرت علامہ راشد الخیری [illegible] مشہور [illegible] قلم [illegible] کا لکھا ہوا دلچسپ ناول مستورات کی [illegible] میں اس کے پڑھنے کے بعد ہر لڑکی موجودہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آسکتی ہے۔ قیمت صرف ۷ر

ثروت دلہن اصلاح معاشرت کی ایک معرکۃ الآرا کتاب آج کل کے تعلقات میں صحیح روش اختیار کرنے کا ہدایت نامہ جو عورتیں اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہیں فوراً منگائیں۔ قیمت ۱۲ر

[illegible] شادی بالائی آمدنی، مذاق وغیرہ افسانے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

تفسیر [illegible] خواتین [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] ایک [illegible] ایک عورت کی [illegible] شریف عورت اپنے شوہر کے [illegible] کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں [illegible] کامیاب اور [illegible] قیمت صرف [illegible]

[illegible] بیٹی نہایت دلچسپ [illegible] افسانہ [illegible] رسالوں میں شائع ہو کر [illegible] ماں باپ [illegible] قیمت صرف [illegible]

گلستان خاتون [illegible] رسالوں میں شائع ہو [illegible]

پانچ ترجموں والا قرآن مجید

[illegible] خوبیوں کا کلام مجید [illegible] جس [illegible]
حضرت شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ کے علاوہ [illegible] شاہ رفیع الدین و شاہ
عبد القادر اور مولوی اشرف علی [illegible] کے حاشیے پر آسان زبان میں اردو کی
سب سے جامع اور [illegible] بہترین تفسیر [illegible] سب سے پہلا [illegible]
نے اس کی صحت کی ہے [illegible] علمائے [illegible] کتابت اور چھپائی بھی
قابل تعریف پاکیزہ اور عمدہ ہیں، کاغذ موٹا اعلیٰ مصری ہے وہ کلام مجید ہے جس کی
چند روز میں [illegible] روپے ہیں [illegible] چکی ہیں لیکن آپ کو حیرت ہوگی کہ اب
اعلیٰ مجلد کی صرف [illegible] روپے ہیں علاوہ محصول منگا سکتی ہیں [illegible]
حضور نظام نے اس قرآن مجید کو اپنی تلاوت کے لئے مخصوص فرمایا ہے شروع
میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے تفسیر قرآن کی فہرست بھی ہے تمام [illegible]
کے تعبیر خواب میں اور لغویۃ القرآنی ہیں، مسائل فضائل، آداب قرآن ہیں۔
سرور کائنات کی سوانح عمری ہے۔ غرض ان خوبیوں کا کلام مجید دیکھا کیا آپ نے
کبھی سنا بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام دنیا میں کہیں ایسا نہیں مل سکتا۔ لاکھوں روپے خرچ
کے بعد ہزاروں جلدیں تیار ہوئی ہیں۔ اگر آپ نے فوراً نہ منگایا تو ممکن ہے پھر کم قیمت
پر یہ قیمت آپ حاصل نہ کر سکیں محصول ڈاک یا نصف قیمت یعنی [illegible] روپے پیشگی بھیجئے

بڑا قرآن مجید

قرآن مجید کے اردو میں کتنے ہی ترجمے ہوئے لیکن
باعتبار زبان مولوی نذیر احمد مرحوم کا ترجمہ سب ترجموں
پر فوقیت رکھتا ہے زبان کی شیرینی اور حلاوت کا کیا کہنا۔ خواہ مخواہ پڑھنے کو
جی چاہتا ہے سبحان اللہ کیا ترجمہ ہے [illegible] ڈپٹی نذیر احمد ہی کی زبان میں جید علماء
کی تفسیر کا عطر [illegible] سفید کاغذ بہترین کتابت قیمت مجلد بارہ روپے۔
(۱۲) محصول ڈاک بعد نصف قیمت پیشگی بھیجئے۔

نورانی قرآن مجید

ہندوستان کے سب سے بڑے خوشنویس
کا لکھا ہوا اور ایک ایک حرف موتیوں کا سا
صاف چمکیلا صحیح چھپا ہوا، نفیس کاغذ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
کا سلیس [illegible] ترجمہ۔ حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ جید علماء نے اس کی
صحت کی ہے بخط جلی کر دیا ہے اور عورتیں بھی با سانی تلاوت کر سکیں [illegible]
مجلد چرمی رعایتی سوا چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید

مع تفسیر موضح القرآن و ترجمے
اول ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دوم از مولانا اشرف علی صاحب
تھانوی جس میں خواص القرآن، برہان القرآن، تاریخ القرآن، فوائد القرآن

[illegible] قرآن [illegible]
[illegible]
پسند کے بر [illegible]
کے [illegible] بنا ہوا ہو [illegible] صرف [illegible]
کی [illegible] سے [illegible] سے [illegible]
[illegible] کا کلام مجید کہیں نہیں مل سکتا۔ [illegible]

حمائل شریف مترجم

از مولوی اشرف علی صاحب [illegible]
کے نشانات [illegible] حال [illegible]
مسائل تعبیر خواب ہر سورۃ کی شان نزول وغیرہ مقدمہ میں قرآن مجید کا [illegible]
آداب [illegible] مناجات [illegible] وغیرہ فہرست احکام القرآن [illegible]
کے [illegible] ہند [illegible] دیکھا آپ نے [illegible] سورتوں کے نقش [illegible]
[illegible] صفحات کی [illegible] کاغذ سفید
[illegible] کتابت چھپائی [illegible] ہر [illegible] روپے محصول

بغیر ترجمہ کے قرآن مجید

جیبی قرآن شریف

یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ اعلیٰ درجہ کا
[illegible] کاغذ صاف ستھری چھپائی، غرض ایسا
خوبصورت چھپا ہوا کلام پاک بہت کم دیکھا ہوگا [illegible] سے نصف [illegible]
ہے [illegible] صرف [illegible] کی [illegible] کے [illegible]
[illegible] اس کا کاغذ و چھپائی [illegible]

طلائی متن والا قرآن شریف

سفید [illegible]
[illegible] بہت صاف [illegible]
دونوں طرف خوشنما [illegible] ابتدا میں مقدمۃ القرآن [illegible]
مجلد چرمی صرف [illegible] محصول [illegible]

اورنگ زیبی قرآن مجید

[illegible]
[illegible] کلام مجید [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible] اس کی [illegible]
مجید کو [illegible] اس کا [illegible] صرف [illegible]

[illegible] قرآن مجید

[illegible]
[illegible]
صحت میں خاص اہتمام کیا گیا ہے جس کی چھپائی نہایت [illegible]
جس کی [illegible] مضبوط ہے [illegible] علاوہ محصول [illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

انگلستان کی
…ات
…ستوم
…ول کی
…الب علم
لڑکیاں
اکیڈیمک
پوشاک
میں



مس میگن لائڈ جارج



مسٹر لائڈ جا… ا… ہمراہ
مسز اور مس … جارج کے
ہمراہ … کے لئے
کولون … …

شہزادگان نظام کی شادی



نائس (اٹلی) میں شہزادگان نظام کی شادی کے بعد کی تصویر
ارد گرد شہزادگان دکن اور درمیان میں سابق
خلیفۃ المسلمین کی لڑکیاں کھڑی ہیں۔



هز ہائی نس مہارانی صاحبہ سکم



شہزادی جاپان



نواب رانی عصمت خانم مولابخش

جو پنجاب پبلک ہیلتھ سکول کی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئی ہیں۔

عصمت دہلی

جلد ۴۸ — بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء — نمبر ۱

تصاویر ۱۶

فہرست مضامین

چند باتیں

نئے سال کا پیغام نظم	خورشید آرا بیگم صاحبہ	۳
بہار سال نو نظم	رابعہ خاتون صاحبہ پنہاں	۴
غدر کی ماری شہزادیاں	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۵
روزہ دار بچیوں کی افطاری	" "	۷
بچوں کی تعلیم	مفتاح الدین صاحب ظفر بی ایس سی	۹
آنکھ اور سانس کی ورزش	سردار محمدی بیگم صاحبہ	۱۱
آ سکھی ہم باغ کو جائیں	"عذرا"	۱۳
سیتاجی باغ اشوک میں	لالہ تلوک چند صاحب بی اے محروم	۱۴
خوف	افضل النساء بیگم صاحبہ	۱۶
مکان اور جسم کی صفائی	و-ا صاحبہ	۱۸
ان کی ایک نگاہ	کنیز محمد سلیم صاحبہ منشی فاضل	۲۱
شکست	مہر النساء صاحبہ	۲۲
چونا	ظفر جہاں بیگم صاحبہ	۲۹
دنیا کا پہلا کمسن کمانڈر	لیئقہ بیگم صاحبہ	۳۰
کوئلہ کی کان باتصویر	کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب	۳۳
جاپانی ملاقات	مسز فضلی جاپان	۳۹
چند دن بیت المقدس میں	مرزا حسین احمد بیگ صاحب	۴۱
جدائی میں	ہمشیرہ عبدالمالک صاحب	۴۶
تعلیم نسواں کا مذہبی رخ	حضرت امام اکبر آبادی	۴۷
بے وقت مہمانوں کی آمد	بنت محمد یوسف صاحب	۵۲
چپ کا روزہ	سید ابو تمیم صاحب فرید آبادی	۵۳
گنڈے تعویذ	بنت چودہری مبارک علی صاحب	۵۹
پھولوں کی کاشت	سرور جہاں صاحبہ	۶۱
حج بیت اللہ کے متعلق ہدایات	کپتان ڈاکٹر نصیر الدین صاحب	۶۳
دسمبر نمبر کے ایک مضمون پر رائے	" "	۶۰
کیا دعا دی جائے	صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ	۶۴
پگڑی اتر گئی	شہر بانو صاحبہ	۶۵
گورستان	فانی گلیانوی	۶۷
آج کل کے عالم	زہرہ بیگم صاحبہ فیضی	۶۸
بر کتخدائی عابدہ بیگم	خورشید آرا بیگم صاحبہ	۶۸
تربیت گاہ بنات	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۶۹
مخملی گل و برگ	خدیجہ بائی صاحبہ	۷۱
سلمہ ستارے کی بیل	اے بی صاحبہ	۷۲
میز پوش کے لئے پھول	سلمہ بیگم صاحبہ	۷۲
خانہ داری	مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے	۷۳
سیر بین	"	۷۷
دور بین	"	۸۱
دست کرم	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۸۵
بزم عصمت	متفرق مضامین کی رسید	۸۸

چندہ سالانہ پیشگی مع محصولڈاک وغیرہ

قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں عنہ/ روز سالانہ پچیس روپیہ۔ والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ ایک روپیہ

قسم اول جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے پانچ روپے۔ فی پرچہ آٹھ آنہ ممالک غیر سے دس شلنگ۔

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہلکا ہوتا ہے ساڑھے تین روپے فی پرچہ ۶/

چند باتیں

سنہ ۳۱ء ختم ہوا اور اس سال بھی ہندوستانی خواتین کی جو خدمت اس ننھی سی "عصمت" نے خاموشی کیساتھ انجام دی اس سال کے قریب قریب ہر پرچہ میں بعض مضامین نہایت اہم شائع کئے گئے جو خاص وقعت و قدر کی نظر سے دیکھے گئے۔ حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے تربیت گاہ بنات کی مصروفیات کے باوجود کافی مضامین عطا فرمائے، عصمت کی مخصوص قدیم مضمون نگار خواتین نے بدستور پرچہ کو یاد رکھا ئی نئی لکھنے والی ہونہار بیبیوں کا اضافہ ہوا سال کے کسی ماہ کے پرچہ کی اشاعت میں ایک دن کی بھی تاخیر نہیں ہوئی ہر ماہ کا پرچہ ٹھیک ۳ تاریخ کو شائع ہوا مضامین کے صفحے سال گذشتہ سے زیادہ دے گئے، اور رفتار اشاعت میں بھی اچھی خاصی ترقی ہوئی۔ غرض مجموعی حیثیت سے سنہ ۳۱ء عصمت کا کامیاب سال رہا اب نئے سال کا آغاز ہے خدا کرے عصمت اپنی ناچیز کوششوں کو اس سال اور بھی اچھی طرح انجام دے اور یہ سنہ ۳۲ء عصمتی بہنوں کو ان کے عزیزوں کی سلامتی میں مبارک ہو۔

ابھی دو مہینے ہی ہوئے کہ ڈاکخانہ فیس رجسٹری ۲ ؍ سے ۳ ؍ کردی چونکہ عصمت و بنات کا چندہ بالعموم وی پی کے ذریعہ وصول ہوتا ہے۔ لہٰذا سالانہ چھ ہزار آنوں کا خرچ بڑھ گیا۔ اب ۱۵ ؍ دسمبر سے کارڈ پر بجائے دو پیسہ کے تین پیسہ کے ٹکٹ لگتے ہیں اور لفافہ بجائے ۱ ؍ کے پانچ پیسہ ایک پائی کا آتا ہے۔ کاغذ وغیرہ کے مہنگے ہونے کا ذکر نہیں صرف فیس رجسٹری اور کارڈ لفافہ کا محصول بڑھ جانے سے دفتر عصمت کے اخراجات قریباً ۱۳۰۰ روپیہ سالانہ بڑھ گئے ہیں!!

ان حالات میں اگر بہنیں مناسب سمجھیں تو اپنے پرچہ کے لئے جدید خریدار فراہم کرنے سے غافل نہ رہیں ضرورت ہے کہ اس سہ ماہی میں عصمت کی اشاعت کم سے کم ایک ہزار اور بڑھ جائے اور جب تک عصمتی بہنیں توجہ نہ فرمائیگی ۱۰۰ خریدار بھی نہیں بڑھ سکتے۔

عصمتی بہنیں اپنے پرچہ کی اعانت اس طرح بھی کر سکتی ہیں کہ بجائے وی پی منگانے کے منی آرڈر کے ذریعہ اپنا سالانہ چندہ بھیجیں اور جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا تین پیسے کے ٹکٹ روانہ فرمائیں۔

سالگرہ نمبر سنہ ۳۲ء حسب معمول سالگرہ نمبر ماہ جون میں شایع ہوگا لیکن اس میں صرف وہی مضامین درج ہو سکیں گے جو ۲۸ ؍ فروری تک موصول ہو جائیں۔ عصمت کی مخصوص مضمون نگار بہنیں براہ کرم سالگرہ نمبر کے لئے مضامین ماہ فروری ہی میں بھیجدیں تاکہ اطمینان سے سالگرہ نمبر مرتب کیا جا سکے۔

نئے سال کا پیغام

خوشا خورشید سالِ نو جہاں میں جلوہ افگن ہے　　دلِ ہر پیر و برنا۔ فرحتِ کامل کا مخزن ہے
مگر غور و تفحص ریز ہو اے عفتِ نسواں　　گیا سال گذشتہ گیا۔ جو یوں عشرت بدامن ہے
گذاریں ساعتیں غفلت طرازی۔ خواب کوشی میں　　خزاں پرور مثالِ دورِ سابق اپنا گلشن ہے
عروسِ زندگی محرومِ حُسن و زیورِ علمی　　چراغِ صد ترقی بزمِ نسواں میں نہ روشن ہے
نہ چھیڑے نشترِ احساس سے جذباتِ خودداری　　نہ حق غصب کردہ کے لئے فریاد و شیون ہے
نہ سعی بہتری۔ ذوقِ عمل فکرِ ترقی ہے　　نہ غم پستی و نکبت کا نہ بے علمی سے الجھن ہے
ہوا ہر کاروانِ قوم و ملت راہ پیمودہ　　مگر خوابیدہ ہندی مسلمہ بے خوف رہزن ہے

خدارا چشمِ غفلت واکرو اے محترم بہنو
وسائل بہتری صنف کے کر دو بہم بہنو

فضا رنگینیِ علم و ہنر بر دوش ہے بہنو　　ہوا رعنائی امن و ترقی کوش ہے بہنو
زمانہ بانگ کیف آگیں بیداری چکاں ہر دم　　شمیم عزم جریان ہر دلِ ذی ہوش ہے بہنو
ہوئیں صہبائے سرجوشِ عمل قومیں　　وفاقِ باہمی ہر قوم در آغوش ہے بہنو
شبِ تاریک نکبت صبحِ خندانِ ترقی ہے　　مبدل آج کی فرحت سے رنج و کاوش ہے بہنو
گروہِ مرداں ہے شہسوارِ عرصۂ علمی　　مگر صنفِ خواتین جہل و غفلت کوش ہے بہنو
بدل دو حالتِ نسواں سعی و عزم و ہمت سے　　یہ سن تبیس کہتا بالبِ خاموش ہے بہنو

ہے خورشید کارِ قوم ناز زندگی تیرا
ہو خدمت فرقۂ نسواں کی راز زندگی تیرا

خورشید آرا بیگم

بہارِ سالِ نو

مژدۂ جاں بخش لائی ہے ہوائے سالِ نو
بن رہی ہے مرکزِ عشرت فضائے سالِ نو

نوجوانانِ چمن کو ہو مبارک یہ بہار
بن گیا ہے دامنِ تخئیل حسنِ لالہ زار

صبحِ خنداں آ رہی ہے نور برساتی ہوئی
اپنی تابانی سے ضوئے خور کو شرماتی ہوئی

بوئے جنت لے کے آئی ہے نسیمِ جانفزا
ہو رہا ہے دامنِ گلشن معطر آشنا

بادۂ کوثر سے ہے لبریز ہر اک جامِ گل
روح کو دیتا ہے کیفیت نئی پیغامِ گل

ہر کلی کے لب پہ ہے موجِ تبسم خندہ ریز
ہر گلِ رنگین کی چشمِ نازنیں ہے بادہ خیز

عارضِ رنگین پہ سرخی کی جھلک آئی ہوئی
ہے شفق کی لالہ گونی جس سے شرمائی ہوئی

ہے مبارکباد کا رنگین ترانہ دل نشیں
شادمانی کی نوائیں ہیں لطافت آفریں

ہے بہارِ سالِ نو شیریں ادا رنگیں نظر
روح پر برسا رہے ہیں کیف انوارِ سحر

دے رہے ہیں ایک پیغامِ طرب موجِ نسیم
لائی ہے یعنی نوید خرمی بوئے شمیم

وجہِ شادی آفتابِ نو کی ہے پہلی کرن
نورِ عشرت سے ضیا اندوز ہے صبحِ چمن

دامنوں سے اس کے وابستہ ہے اُمیدِ نشاط
ہے دلِ یاس آفریں محوِ خیالِ انبساط

یا خدا پیغامِ عشرت دے بہارِ سالِ نو
روح کو ساماں راحت ہو نگارِ سالِ نو

قلبِ مردہ کی بر آئیں یعنی اُمیدیں تمام
ہو دلِ محزون و غمگیں بھی بہارِ شادکام

ہوں وطن کی آرزوئیں بارور ربّ العلیٰ
ہر نظر سے اس کی ہو بارانِ رحمت دلفزا

اک حیاتِ تازہ بخشے دل کی دنیا میں یہ سال
ہو کشادہ وسعتِ جدت سے دامانِ خیال

پھر جگا دے قوم کے سوئے ہوئے جذبات کو
چھیڑ دے پھر قلب کے مجروح حسیات کو

ہو جسارت، جوش، ہمت، اور اندازِ وقار
ہو خلوص و صدق و اُلفت کی وطن میں پھر بہار

جوش ہو سینہ میں، ہو بالیدگی پھر روح میں
رفعتیں فاتح کی آ جائیں دلِ مفتوح میں

یا الٰہی عیدِ رنگیں جلوۂ نوروز ہو
قوم پر یہ آفتابِ نو ضیا افروز ہو

رابعہ پنہاں

بیلے میں میلہ

غدر کی ماری شہزادیاں

(از حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ)

گوری کی داستان ختم ہوئی تو رات فضائے آسمانی میں کروٹ بدل رہی تھی طبیعتیں گوری کے بیان سے متاثر ہو چکی تھیں اس پر چند لمحہ کی خاموشی اور وداع شب کا دردانگیز آسمان دلوں کی کیفیت عجیب تھی مشکل سے گھڑی بھر اس طرح گذری ہوگی کہ بڑی دولہن نے روتے ہوئے کہا۔

بس بی واللہ ختم کرو روؤ گی تو ہمیشہ مگر اب طبیعتیں سنبھالو اور اپنے دھندے دیکھو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

بڑی دولہن دوسروں کو سمجھا رہی تھیں مگر انکی اپنی حالت یہ تھی کہ ہچکی بندھی ہوئی تھی آخر گوہر آرا بیگم نے انکو پانی پلا کر خاموش کیا اور فرمایا۔

"ہم ختم ہو جائیں گے مگر ہماری داستانیں ختم نہ ہونگی جب تک دنیا ہے اس وقت تک ہمارے رونے بھی دہرا رہیں گے۔ ہم پر جو قیامت ٹوٹی ہے یہ ایسی نہیں ہے کہ آدمی بھول جائے ہماری بپتا دوسروں کے دل دہلائے گی۔ گورے یا کالے جو کچھ بھی تھے ایسی آفت ڈھائی ہے کہ بیٹی اور بیٹی والے عمر بھر روئیں گے مخبروں نے جو ستم توڑا ہے اور بیگناہوں کو پھانسیاں دلوا کر جیسے جیسے گھر اجڑوائے ہیں اسکا بدلہ ہم اپنی آنکھ سے دیکھیں گے مخبروں کا خون اوپر ہی اوپر نہ جائے گا ان چاروں نامراد مخبروں میں سے ایک کانے کی کٹیا تو کٹ چکی دوسرا جو تو پاؤں پیٹ رہا ہے باقی دونوں کا حشر بھی دیکھ لینا۔ اب میلہ اور داستانیں ختم زندگی ہے تو اگلے برس پھر دیکھیں گے۔

بڑی دولہن پانی پیکر کچھ سنبھل گئی تھیں وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں کہ ایک دفعہ اور

"پٹیں آرہی ہیں موتیا کی"

آواز گونجی اور پھول والی بیگم نے کہا۔ مرنیوالے ایسے بدنصیب تھے کہ ان شہیدوں کو گور و کفن کچھ بھی نصیب نہ ہوا پھول اور چالیسواں تو ایک رہے ڈھونڈھیں بھی تو پتہ نہیں کہ کس کی قبر کہاں ہے یہ جنتی بندے ایسے بے وارثے تو نہ تھے کہ انکی روحیں ترستی پھڑکتی سدھاریں اور دو روٹیاں تک نصیب نہ ہوں میں چاہتی ہوں کہ غدر کے شہیدوں کا کل چالیسواں ہو جائے بوا اگر گوہر آرا بیگم اگر منظور کریں تو اس سے بہتر موقعہ کونسا ہوگا سارا شہر جمع ہے لیکن بس خالی خولی رونے دھونے سے کیا حاصل جو جسکو نصیب ہو اپنا اپنا کھانا لے آئے اور یہاں مل بیٹھ کر انکے نام سے کھائیں۔

پھول والی بیگم کی رائے سے سب نے اتفاق کیا اور جلسہ سے متفقہ آواز آئی کہ بہت خوب ضرور چاہیے کل ہم سب جو خدا نے دیا انشاء اللہ چاہے مغرب کے وقت لیکر حاضر ہو جائینگے

اب پوپھٹ رہی تھی ہوا اور پرندوں روش کی آمد کا غلغلہ بلند کر رہے تھے کہ گوہر آرا بیگم نے کہا اچھا بھائی بہنوں خدا حافظ اصل تیسرے شام کو پھر جمع ہونگے اور آج اپنے مرنے والوں کا چالیسواں کرینگے۔

جلسہ برخاست ہوا اور لوگ اپنے اپنے گھر رخصت ہوئے مگر شام سے پہلے ہی خلعت انواع و اقسام کے کھانے لیکر آ پہونچی۔

افسوس ہے مجھے آج ٹھیک یاد نہیں مگر اتنا خیال ضرور ہے کہ دیگوں کی گنتی نہ تھی چاروں طرف زردہ بریانی پھیلا ہوا تھا بلا مبالغہ سو سو اسو دیگیں ہونگی یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ کتنے اور کسنے خاندان شریک ہوئے مجھے یہانتک یاد ہے شاید ہی کوئی گھر بچا ہوگا زمین آدمیوں اور کھانے سے پٹ رہی تھی کھانا شروع ہونے سے پہلے حمید مجرا اور اسکا چھوٹا بھائی جسکا نام مجھے اسوقت یاد نہیں لیکن گوہر آرا بیگم کو دکھائی دے گئے دیکھتے ہی آپے سے باہر ہوگئیں اور کہنے لگیں۔

ارے ہوا مرگ حمید تو نے تھوڑی مصیبت توڑی ہے کمبخت چاروں سے بچے تیری بدولت یتیم ہوئے مہینہ دو دو مہینہ کی دلہنیں تیرے ہاتھوں رانڈیں ہوئیں تو نے بھرے پرے گھر اجاڑے اور جوان شیروں کو جوہا ہے آس پاس پھانسی پر لٹکوا دیا آج تو نیک بنکر کھانا کھانے اور ثواب لوٹنے آیا ہے اسی وقت یہاں سے دور ہو اور نکل جا نہیں تو یاد رکھیو اتنی جوتیاں ماروں گی کہ بھیجا پلپلا ہو جائیگا تو سوچ ہے کھا کر یہاں سچ کو چلے سارے شہر کو پکڑوا کر گھر گھر کہرام مچوا چکا اب چالیسویں میں شریک ہوا مرے بے غیرت غارت ہو یہاں سے

گوہر آرا بیگم کا غصہ لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا تھا خلقت اکٹھے ساتھ ہوگئی اور میں سمجھتا ہوں کہ دم بھر میں حمید کی تکا بوٹی ہو جاتی کہ پھول بیگم نے آواز لگائی

"پہلیں آ رہی ہیں موتیا کی"

ایک صدا کے ساتھ ہی ایک قہقہہ گونجا اور خود گوہر آرا بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی، تو پھول والی بیگم نے کہا بڑی آپا جان اس ناشدنی نے جو کچھ کیا آپ بھگتیگا یہ جانے اور اسکا خدا جانے تمنے سنا نہیں مردہ دو جوانوں کو رو چکا لڑکے کی منچباتی لاش گھر سے نکلی خاصی اچھی بھلی چنگی بیٹی گھڑی بھر میں چٹ پٹ ہوگئی وہ کس بل سب نکل گیا اب تو اپنے کرتوتوں کو روتا ہے یہ جانے اور اسکا خدا آگیا ہے تو آنے دیجئے ایسا ہی ہے تو اس کے کھانے پر لعنت بھیجئے اور کتوں کو کھلا دیجئے گا زمین تو اللہ کی ہے ہم کیوں نکالیں۔ پھول والی بیگم کے ساتھ ہی کچھ لوگ ہوگئے اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس کے کھانے کو کوئی ہاتھ نہ لگائے بیٹھا ہے تو بیٹھا رہنے دو۔

حمید کا نام سنتے ہی چاروں طرف سے خلقت منہ اٹھائے گھورنا شروع کیا گو پھول والی بیگم کی رائے سے کچھ آدمی متفق بھی ہوگئے مگر ہر طرف سے ایسی لعن طعن ہوئی کہ اسکو بیٹھنا مصیبت ہوگیا اور دونوں بھائی آنکھ بچا ایسے چمپت ہوئے کہ پھر صبح تک انکی صورت نہ دکھائی دی۔

دس بجے ہونگے یا بجنے والے ہونگے کہ مولوی نور اللہ خاں نے آواز بلند فرمایا جب یہ کھانا چالیسویں کا ہے تو پہلا ثواب کے واسطے پہلے ختم ہو اس کے بعد کھانا کھایا جائے انکی رائے پسند کی گئی اور بسم اللہ انہوں ہی نے کی گا۔

دلی میں آج بھی بہت سے حافظ ہیں اور شاید آگے بھی
رمضان المبارک میں سینکڑوں مسجدیں آباد ہو جاتی ہیں اور شاید
ہی کوئی ایسی مسجد ہو جہاں تراویح نہ ہوتی ہو۔ ختم بھی ہوتے ہیں
کلام مجید بھی پڑھا جاتا ہے لیکن نہ معلوم اس دور کے حافظ کیسے
تھے کہ ان کی آواز میں کیا جادو اور دلوں میں کیسا درد تھا کہ مجمع پر سناٹا
چھا گیا ہزاروں آدمیوں کا مجمع مگر سانس تک کی آواز نہ تھی
شہر کے مشہور حافظ امیر اللہ خاں کو پہلی مرتبہ میں نے وہیں
سنا اور دیکھا حافظ وزیر نے باوجود پنجابی کے مصری لہجہ میں
ایک رکوع اس طرح پڑھا کہ آنسو نکل پڑے اس کے بعد تو
مجلس کا رنگ ہی بدل گیا سب کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں
ختم کے بعد سلیمہ سلطان نے نعت پڑھی اور دلوں کے ٹکڑے
اڑا دیے اور بیبیاں بھی پڑھنے کا ارادہ کر رہی تھیں مگر
گوہر آرا بیگم نے کہا کہ بس اب پہلے کھانا کھا لیجئے گیارہ بجے
ہیں باسی ہو جائے گا۔

کھانے میں خاصے ڈھائی تین گھنٹے صرف ہوئے دو بجے کے
قریب فارغ ہوئے تو امی خاں نے جو شہر کا مشہور گویا تھا
بادشاہ کی ایک غزل سنائی اس وقت کی مجلس کا یہ حال تھا کہ کلیجہ
منہ کو آ رہا تھا مجھے غزل یاد نہیں مگر قدسی کی غزل پر بادشاہ کی
تضمین تھی اس کے بعد اور لوگوں نے بادشاہ ہی کی غزلیں پڑھیں
اور یہ اسی طرح ختم ہوئی تو حافظ رحمت نابینا نے بلند آواز سے پڑھا

"ہمیشہ رہے نام اللہ کا"

روتے روتے کھڑے ہوئے وضو کیا اور ایسی اذان دی کہ میلہ گونج اٹھا
نماز حافظ ضمیر نے پڑھائی اور اس کے بعد ایک دفعہ اور دسترخوان لگا
کی پاک ... تک خراب پہنچا دیا گیا اور بادشاہ کی درازئی عمر کی دعائیں ہوئیں
میلاد شریف کا خاتمہ ہو گیا تھا اور دلی والے اپنے اپنے کاموں میں پھنس گئے تھے

روزہ دار بچیوں کی افطاری

مسلمانوں کی اس افراتفری اور بربادی کے دور میں کوئی
ہی سی کوئی صبح ایسی آتی ہوگی جب میری آنکھیں دلی کے در و دیوار
پر کسی جماعت کی طرف سے دوسری کے یا کسی فرد کی طرف سے
دوسرے کے خلاف اشتہار نہ دیکھتی ہوں اور شاید ہی کوئی ہفتہ
ایسا گذرتا ہوگا جس میں کسی نہ کسی اخبار کے ذریعہ سے مسلمانوں
کے جنگ کی صدا کان میں نہ آتی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کی
بہترین خدمت یہ اور صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنے فرد کی اصلاح کی کوشش
کرے اور اگر اس میں کامیاب ہو جائے تو یہ مذہب مقدس کی
سب سے بڑی خدمت ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی جذبہ باقی
رہے تو اپنی ذات سے جو کچھ کر سکتا ہے نہایت خاموشی سے کرتا رہے
تربیت گاہ اور اس کی خدمات میری دوسری کوشش کا نتیجہ
ہیں۔ جن عصمتی لڑکیوں اور صباتی بچیوں نے کنیز فاطمہ مظفر نگر
والی لڑکی کی اصلاح پر مجھے اور میرے ہر کام کو مبارکباد دی
لکھیں اور شکریہ ادا کیا ہم خود ان کے شکرگذار ہیں لیکن
حق یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی تو اس نام کے چھپنے والے ہیں جو
عربستان کی جلتی بھلتی ریت کو گلزار بنا گیا۔ یہ سب اسی کا صدقہ اور طفیل ہے
ورنہ ہم کیا اور ہماری کوشش کیا۔

کنیز فاطمہ کے حالات میں نے کسی اخبار میں نہیں بھیجے۔ میں اس عمل
خیرات کو پسند کرتا ہوں عصمت و بنات میں بھی صرف اس لئے
لکھتا ہوں کہ بعض لڑکیاں اور بچیاں ان کوششوں میں ہماری شریک
ہیں اور مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ تربیت گاہ نے جو کچھ کیا اور
کر رہی ہے اس کا سہرا ان ہی لڑکیوں اور بچیوں کے سر ہے مگر کس قدر
تعجب انگیز ہے کہ ان ہزارہا خواتین میں جنہیں مطالعہ سے یہ پرچے

گذرتے ہیں گنتی کی چند لڑکیاں اور برائے نام مرد ایسے ہیں جنکی کمائی میں تربیت گاہ کی یتیم بچیوں کا حق ہے اور جو کا دست کرم تربیت گاہ کا معاون و مددگار رہا اگر خریداران عصمت میں سو زیادہ نہیں دس فیصدی اس طرف توجہ فرماتے تو تربیت گاہ کہیں کی کہیں پہونچ جاتی اور ایک کثیر خاطر کیا نہ معلوم کتنی یتیم ولاوارث بچیاں غیر مسلم دستبرد سے محفوظ رہ کر آغوش اسلام میں آجاتیں۔ ممکن ہے اسکی ذمہ داری اس لحاظ سے مجھ پر ہو کہ میں عام مسلمانوں کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتا مگر میں ہرگز ہرگز ان پرستاران عیش و عشرت کے مشاغل میں خلل انداز ہونا نہیں چاہتا جن کے دل درد سے محروم ہیں اور جن کی آنکھوں میں ہادی برحق کا نام لینے والی اسحا مجبور و لاچار حاجت کے واسطے چند آنسو بھی نہیں ہیں مسلمانوں کے سامنے لاتعداد ضرورتیں ہیں اور کروڑوں مسلمان انکی تکمیل کیواسطے ہیں اس لئے میں صرف ان مسلمانوں سے جن کے ملاحظہ سے یہ سطریں گذریں صرف اس قدر کہتا ہوں کہ رمضان کے مقدس مہینہ میں جو برکت کے دن ہیں سحر و افطار کیوقت جب ان کے دسترخوان انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال ہوں جب خدا کے بہتر و برتر کے انعام ان کے سامنے آئیں تو بچوں والی مائیں اور اولاد والے باپ ان معصوم اور بھولی بھالی صورتوں کو یاد رکھیں جو ماں کی ممتا اور باپ کی محبت سے محروم ہیں اور جنکا ان کے سوا رب کوئی وارث نہیں۔

انکی ضرورتوں کو ٹھکرا دینے والے انکی آرزوؤں کو دھتکا دینے والے انکی حسرت بھری التجاؤں پر متوجہ نہونیوالے اس قدر اور سن لیں کہ یہ وہ مخلوق ہے جسکو گو وقت فقیر بنا چکا لیکن انہوں نے ان مبارک کندھوں پر اور اس مقدس گود میں جگہ پائی ہے جس کا کہ جبریل ایک ادنی غلام تھا"

میں ان چند مسلمانوں کو جو یتیم سیکشن کے درد سے باخبر اور اس کی بے بسی میں شریک ہیں اذیت دینی نہیں چاہتا مگر یہ کہنے پر مجبور رہوں کہ اس سال کی آمدنی ہر سال سے کم اور خرچ بہت زیادہ ہے جس کی تکمیل کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں میں اور بیگم صاحبہ اس اذیت کو برداشت کرنے کے واسطے تیار ہیں جس کا نتیجہ محبوب رب العلمین کی پیاریوں کا آرام ہو۔ لیکن اس کے سوا کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آئی کہ ناظرین عصمت اور بنات کے کانوں میں یہ آواز پہونچا کر ان سے عرض کروں۔ کہ

تربیت گاہ کی یتیم و معصوم روزہ دار بچیاں جو بڑے بڑے باپ کی بیٹیاں ہیں اور جن کو قدرت نے دوسرے مسلمانوں کی آزمایش کیواسطے بے وارث کیا ہے۔ افطا کے وقت ترکاریوں اور پھلوں کی مستحق نہ سہی مگر پیٹ بھرنیکا حق ضرور رکھتی ہیں۔ یہ کسی امیر یا رئیس کے دسترخوان پر روزہ کھولنے نہ جائینگی۔ یہ اس کی مہمان ہیں جو خدا کا مہمان تھا۔ ان کی افطاری اس کے ذمہ ہے جو دونوں جہان کا مالک ہے اس لئے تربیت گاہ کے یتیم سیکشن کی مدد اس کا ہاتھ بٹانا ہے جس کے پائے مقدس کی خاک ہماری آنکھ کا سرمہ ہو اور جسکا کرم ہمارا بیڑا پار کریگا۔ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ تربیت گاہ کی بچیاں زکوۃ کی بہترین مستحق ہیں، اس لئے امید ہے کہ بچوں والے ماباپ افطار کیوقت ان ماباپ کی بچیوں کی روزہ دار صورتیں فراموش نہ کرینگے۔

راشد الخیری

تربیت گاہ بنات کوچہ چیلان دہلی

بچوں کی تعلیم

ایک تجویز

ہمارے یہاں بچوں کو تعلیم دلانے کا قاعدہ ہی نرالا ہے۔ دوسرے ملکوں میں بچوں کو تعلیم اس طرح دی جاتی ہے کہ وہ اس میں دلچسپی لیں۔ انگلستان میں کنڈرگارٹن کے طریقہ تعلیم سے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی کھیلنے کی چیزیں ان کے ہاتھ میں دی جاتی ہیں۔ اور ان کے نام انھیں بتائے جاتے ہیں۔ اور لکھکر سکھائے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں بچوں کو تعلیم دینے کا قاعدہ یہ ہے کہ بچہ کی بسم اللہ کے بعد "قاعدہ بغدادی" سے اس کی تعلیم کی ابتدا ہوتی ہے۔ بچہ الف بے تے۔ پڑھتا ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے۔ بچہ بھی دلچسپی محسوس کرتا ہے۔ وہ آسانی سے سب شروع کے زبر۔ زیر۔ پیش کے قواعد آسانی سے سمجھ لیتا ہے اور یاد کر لیتا ہے۔ کہ ان قاعدوں کے پڑھنے میں اسے دلچسپی اس لئے اور ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی ترتیب کے ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی 'تختی' کے حرف یا لفظ پڑھنے میں ایک ہی قسم کی آواز منہ سے نکلتی ہے اور وہ کانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس درجہ کو پہونچنے کے بعد بچوں کے "مغز سر کا آماس" شروع ہو جاتا ہے۔ نئے نئے غیر مانوس عربی کے لفظ جو 'قواعد بغدادی' میں ہوتے ہیں اسکو پڑھائے جاتے ہیں۔ لفظ غیر مانوس ہوتے ہیں۔ اور اکثر مشکل۔ بچہ کو ان سے دلچسپی نہیں ہوتی نہ وہ انھیں جلدی یاد کرتا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت میں تعلیم کی طرف سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ خیال تو کیا جائے کہ جب ہم کسی بچہ کو پڑھنے کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اس سے یہی کہتے ہیں۔ کہ "ننھے میاں یا ننھی بی اب تم بھی پڑھنا شروع کر دو تم بھی وہ کتابیں کہانیوں کی پڑھنے لگوگی جو بھائی جان یا بڑی آپا پڑھتی ہیں"۔ بچہ تعلیم کے نام سے خوش ہوتا ہے اور وہ خوشی خوشی پڑھنے بیٹھ جاتا ہے مگر اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی جب وہ دیکھتا ہے کہ بجائے اچھی اچھی "بھائی جان والی کتابوں" کے پڑھنے کو اسے "عاجلون اور کاملون" عربی الفاظ پڑھنے پڑتے ہیں۔ جو نہ تو اسے یاد ہوتے ہیں۔ اور نہ جن کا مطلب اسے معلوم ہوتا ہے۔ وہ تو یہ سمجھنے لگتا ہے کہ تعلیم مشکل چیز ہے اور ایسے ہی بیکار (نعوذ باللہ) الفاظ کا نام پڑھنا لکھنا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچہ جو شروع شروع میں تعلیم کی طرف دلچسپی کا اظہار کرتا تھا پڑھنے سے جی چرانے لگتا ہے۔ وہ کند ذہن۔ غبی۔ کھلنڈرا۔ بدشوق۔ اور نہ معلوم کیا کیا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے وہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ صرف ہمارے طرز تعلیم کا قصور ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہوتا تو بچہ اتنی ہی امنگ سے علم حاصل کرتا جس طرح سے اس نے اس کو شروع کیا تھا۔

اسی طرز تعلیم کو جاری رکھنے کا لازمی نتیجہ یہی نہیں ہوتا کہ بچہ بد شوق ہو جاتا ہے بلکہ اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ یا تو بچہ دو ایک سال بعد ہی اپنے قاعدے اور سیپارے سے منہ موڑ لیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے تعلیم سے متنفر ہو جاتا ہے یا یہ کہ اگر اس کے والدین میں کچھ عقل ہوتی تو وہ لاچار اپنے طرز تعلیم کو بدل دیتے ہیں۔

ہمارے اسی طرز تعلیم سے ایک نقصان اور بھی ہے۔ بچے جب عربی الفاظ پڑھتے ہیں تو اکثر ان کے منہ سے لفظ غلط نکلتے ہیں۔ بعض وقت تو یہ ہوتا ہے کہ انکی غلطیوں کو صحیح ثابت کر دیا ہے لیکن اکثر وہ غلط ہی رہنے دیے جاتے ہیں اور بچے انہیں غلط الفاظ کو بار بار دوہراتے ہیں۔ بچوں کے الفاظ پڑھنے سے تمام ذمہ داری پڑھانے والے کے سر عائد ہوتی ہے جو عربی الفاظ کی توہین اور ایک گناہ سے کم نہیں۔

میں یہ تجویز پیش کرونگا کہ بجائے قواعد بغدادی کے بچہ کو اردو کا قاعدہ شروع کرایا جائے۔ قاعدہ با تصویر ہوگا۔ بچہ کو پڑھنے میں دلچسپی ہوگی اور جب وہ چل نکلے گا تو روزانہ بولنے والے اردو کے الفاظ وہ پڑھیگا اور خوش ہوگا اور اس طرح وہ پڑھنے لکھنے سے گھبرائے گا نہیں۔ جب وہ اردو کی دو ایک کتابیں پڑھ چکے اور اس کی عمر بھی بہت کم نہ ہو تو اسکو قرآن شریف پڑھانا ثواب ہے۔ اس کی بے ادبی کرنا اور غلط الفاظ منہ سے نکالنا گناہ ہے۔ اب چونکہ بچہ تھوڑی بہت اردو پہلے ہی سے جانتا ہے وہ قرآن شریف سے گھبرائے گا نہیں اور تعلیم سے جی اچٹنے کی پہلے جو صورت تھی وہ قریب قریب غائب ہو جائے گی۔

مفتاح الدین ظفر بی ایس سی (بریلی)

آنکھ اور اس کی ورزش

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ تمام اعضائے انسانی میں سب سے زیادہ نفیس و نازک عضو آنکھ ہے۔ اور اس سے زیادہ قیمتی اور کارآمد عضو کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پیروں کا کام اگر منزل مقصود تک پہنچانا ہے تو اس کی رہبری کے لئے آنکھ کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ہاتھوں کا کام تکمیل فن کے لئے حرکت کرنا ہے تو اس نگرانی کے لئے بھی آنکھ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور بالکل اسی طرح دل و دماغ کان و زبان وغیرہ بھی آنکھوں کی ہمدردی کے محتاج ہیں۔ مگر جس خصوصیت کے ساتھ آنکھ کو ایک خاص قسم کا امتیاز حاصل ہے۔ وہ یہ کہ انسانی خوش بصری کا بہت کچھ دارومدار آنکھوں کے ہی صحیح و سلامتی پر موقوف ہے۔

قدرت نے بھی انہیں خصوصیتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام اعضائے انسانی میں آنکھ کو سب سے زیادہ اپنی حفاظت کے سامان عطا فرمائے ہیں۔ چنانچہ علم طب کے ماہر آنکھ کی ساخت میں متعدد طبقے اس طرح بتاتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے راتک نامی سفید رنگ بادامی شکل کا سخت پردہ سب سے اوپر۔ اس کے بیچ میں ایک گول دروازہ اور اس پر ایک پتلی سی چمکدار جھلی کنجنکٹوا نامی۔ اس کے اندر ایک شفاف بلا رنگ کی جھلی کا گول پردہ جسے قرنیہ کہتے ہیں۔ اس پر ایک اور گول پردہ آئرس نامی لٹکا ہوا جو کسی کا سیاہ کسی کا نیلا یا کنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اور اس کے بیچ میں ایک سوراخ پیوپل یعنے تل یا مردمک کہتے ہیں ہوتا ہے۔ اور اس جگہ دو خانے ہیں جن میں رطوبت بھری رہتی ہے اور اندر باہر دو راستے دونوں طرف ہوا کرتے ہیں۔ تیسرا طبقہ رکھتا یہ ایک جوف عصب نورانی کا ہے جس کے اندر ایک قسم کی منجمد رطوبت بھری رہتی ہے۔ اس میں ایک زرد نقطہ نہایت روشن ہے اور دوسرا مدھم اور پیچھے اندر ایک راستہ گیا ہے۔ اسی ریٹنا طبق کے پاس کرسٹلین لینس آلہ عکس ہے۔ آنکھ کو ہمیشہ تر رکھنے اور گرد و غبار سے دھو ڈالنے کے لئے ایک قسم کی رطوبت جسے ہم آنسو کہتے ہیں ہمیشہ ابرو میں سے آتی رہتی ہے جو وہاں ایک خانہ میں اسی کام کے لئے قدرت نے جمع رکھنے کا انتظام کر دیا ہے۔ اور پھر وہ کوئے میں سے ہو کر ناک کی راہ سے خارج ہوتی رہتی ہے۔ آنکھوں کی حفاظت اور اسے ڈھکنے کے لئے بھی قدرت نے پلکیں بنا دیں جس کے ذریعہ پانی خارج ہوا کرتا ہے اور آنکھوں کو ضرب و گرمی سے محفوظ رکھنا بھی انکا کام ہے اور بہت سی رطوبتیں جو آنکھوں میں اپنی اپنی جگہ موقعہ سے بھری ہوئی ہیں ان کا بیان کرنا اور سمجھانا تو علم طب کے ماہرین کا کام ہے جو بلا نمونہ و فوٹو مشکل ہے۔ اگر اس کے مفصل حال سے آگاہی ہو تو آنکھ کے تمام امراض اور

ضعف بصارت وغیرہ کے پیدا ہونے کا حال اور اس کی وجوہ اور اسباب پر تجربی روشنی پڑ سکتی ہے اور علاج سے بھی واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

غرض متذکرہ صدر آنکھ کی طبی تشریحات سے ہی واضح ہوتا ہے کہ قدرت نے بصارت کے اس آلہ مکس کی حفاظت کیسے پردوں اور ڈھکنوں وغیرہ سے کی ہے۔ مگر نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہندوستانی گھروں میں ایسے نازک۔ اہم اور کار آمد عضو کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور کی جاتی ہے تو اس وقت جب کہ کسی خطرناک مرض سے یا حادثہ سے مقابلہ ہو جائے۔ اور باتوں میں تو ہم تقلید یورپ کے شیدائی۔ مگر اس قسم کے مفید باتوں کی پیروی میں کوسوں دور۔ ہم ذرا غور سے نظر ڈالیں گے تو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ یورپین اقوام ایک منٹ کے لئے بھی آنکھ سے غافل رہنا پسند نہیں کرتیں۔ مصنوعی آنکھیں۔ بھینگے پن کا علاج اور آنکھوں کی ورزش وغیرہ سب ایجادیں یورپ کے ہی زیر بار احسان ہیں۔ چنانچہ انہیں میں سے ایک ورزش ہمارے اس مضمون کا بھی جزو اعظم ہے۔ جس کے لئے ہم ناظرین کی توجہ اپنی مایۂ ناز بہن محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ کی ایک ننھی سی کتاب "تندرستی ہزار نعمت" کی طرف متوجہ کراتے ہیں جس میں مصنفہ موصوفہ نے اپنے یورپ اور امریکہ کے سیر و سیاحت سے جو مفید معلومات اور تجربات حاصل ہوئے ہیں ان میں سے چند صحت کے لیے نہایت ضروری اصول مختصر پیرایہ میں نہایت وضاحت سے لکھے ہیں۔ جس کی ہر انسان کو روزمرہ کی زندگی میں سخت ضرورت پڑتی ہے۔ اور اسکی بیقاعدگی اور ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں صرف آنکھوں کے متعلق ہی صفحہ ۱۳ پر "آنکھ کا ہاضمہ سے تعلق"، صفحہ ۱۶ پر "آنکھیں ایک حالت میں ہمیشہ رہ سکتی ہیں" اور صفحہ ۲۲ پر "آنکھوں کی ورزش" نہایت مفید معلومات ملیں گے۔ کتاب صرف چار آنے قیمت پر دفتر عصمت سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہو جانے پر ناظرین کو بخوبی اندازہ ہو جائیگا کہ آنکھوں کی ورزش کا طریقہ اہل یورپ نے ایجاد کیا ہے وہ بلاشبہ نہایت مفید و قابل عمل ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ بہت سے امراض چشم کی جڑ انجماد خون ہے۔ جسکی وجہ آنکھوں کو تازہ اور عمدہ غذا نہیں ملتی اور طرح طرح کے مرض پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور خون اکثر اسی وقت منجمد ہوتا ہے جبکہ آنکھوں کو زیادہ حرکت اور دور تک یا غور سے دیکھنے کا موقعہ نہ ملتا ہو۔ اسلئے ورزش کا طریقہ ضرورت سے زیادہ مفید ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا۔ پتنگ بازی، کبوتر بازی وغیرہ لوگوں کا عام طور پر تیز نگاہ بصارت میں مشہور ہونا بھی اسی بات کا کافی ثبوت ہے کہ ان لوگوں کے آنکھوں کی کافی ورزش اس طریقہ سے ہوا کرتی ہے۔ اور جس طرح ایک سست و کاہل آدمی سے مقابلہ میں ایک ورزش کرنیوالا شخص زیادہ مضبوط و توانا ثابت ہوتا ہے بس اسی طرح آنکھوں کی ورزش نہ کرنیوالے کے مقابلہ میں ورزش کرنے والے کی آنکھیں خوبصورت، مضبوط اور نگاہ تیز ہوتی ہیں۔

ضعیف العمر لوگوں کی بینائی کمزور ہونے کا بھی یہی سبب ہوتا ہے کہ قدرتی طور پر انکے دوران خون میں جو کمی واقع ہوتی ہے وہ انکی آنکھوں کو مناسب غذا پہنچنے نہیں دیتی اور گویا انکی حرکتوں کو بحال نہیں رکھ سکتی۔ سردار محمدی بنت مرحوم نواب آفتاب اللہ خاں (?)

آ سکھی ہم ہار گوندھیں

اس وقت جبکہ نکہت پھولوں سے انگڑائیاں لیتی ہوئی نکل رہی ہے۔ ملکۂ صبح اپنے مرمریں چہرہ سے آہستہ آہستہ گھونگھٹ ہٹا رہی ہے۔ اور اس کی تجلیاں اس چمن کو رشک فردوس بریں بنا رہی ہیں۔ مست معطر نسیم جانفزا رندانہ وضع کے ساتھ نونہالان چمن سے کھیل رہی ہے۔ نیم کا مضبوط اور پرانا درخت سراپا رزشک بنا ہوا ہے۔ شاہ مشرق بصد شان دلربائی اپنا تاج زریں نمایاں کرنیوالا ہے۔ اور ملکۂ صبح۔ ایک شرمیلی عروس نو کی طرح چھپنے والی ہے۔ آبشار کی روانی فضا کو سحر کن نغمہ موسیقی سے معمور کر رہی ہے۔

آ سکھی۔ ایسے لطیف وقت میں ہار گوندھیں۔ ان پھولوں کا جو اس جنت ارضی میں فطرت کی صناعی کا اعلیٰ نمونہ ہوں۔ وہ حسین پھول جو اسوقت زیب چمن ہیں جن سے نسیم عطر بار ہو رہی ہے اور جنکا وجود اس بہشت ارضی کیلئے لازمی و لابدی ہے۔ ہم انہیں نازک شاخوں سے جدا کریں۔ اور انکے پاک معصوم سینوں کو اپنے تیروں سے چھلنی بنائیں — "سکھی۔ بتا!۔ انسان کتنا ظالم ہے۔ تیری خوبصورت آنکھیں آنسوؤں ہوگئیں۔ کیا تو انسانوں کا یہ ظلم نہیں برداشت کرسکتی۔ آہ۔ تیرا دل بھی شاید ان پھولوں کی طرح معصوم ہے۔ فطرت انسانی مجھے مجبور کرتی ہے۔ تو نہیں جانتی۔ ہمارا معبود۔ اس ظلم کو ظلم نہیں سمجھیگا۔ اسلئے۔ آ سکھی۔ ہار گوندھیں۔ اور اس کے حضور میں پیش کریں۔ جو ہماری نظروں سے مستور ہے۔ جو ہم سے بہت دور لیکن ہمارے دلوں سے قریب ہے۔ اس داتا کے چرنوں میں ہار پیش کریں۔ جسے نہ ہم نے دیکھا ہے۔ نہ ہمارے اجداد نے۔

آ۔ ہم ہار گوندھیں۔ اور گائیں۔ کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ کیسا اچھا گیت ہے۔ وہ داتا، جو اس سماوی فردوس میں رہتا ہے۔ جہاں گلاب کے خوبصورت پھول اپنے دادیاں لبریز رہتی ہیں۔ جہاں مرتیا کے نازک پھول روشوں پر بکھرے رہتے ہیں۔ وہ مالک۔ جسکا مسکن ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں کے چشموں کی روانی مسحور کن موسیقیت سے لبریز ہے۔ بہت ہی حسین پریاں تیتریوں کی طرح اس باغ عدن میں اڑتی رہتی ہیں وہاں معصومیت کی مجسم دیویاں مصروف گلگشت ہوتی ہیں۔ اور پاک دھیمی اپنے ترانوں سے سامعہ نوازی کرتی رہتی ہیں۔ وہ معبود۔ جسکی ہر جزو ارض و سما ہر چیز پر ملکیت ہے — سکھی۔ بتا کیسا اچھا گیت ہے۔

آ۔ ہم ہار پیش کریں اسی کے حضور میں۔ اور اسے اپنی پاک دعاؤں سے پیش کریں۔

"نہیں سکھی۔ وہ عدل کا دیوتا۔ رحم و کرم کا بادشاہ۔ ہمارا ہار نہیں قبول کریگا۔ وہ معبود رحم مجسم ہے۔ ایسا ہار نہیں قبول کرسکتا۔ کیونکہ معصوم پھولوں کا سینہ چاک کرکے بنایا جائیگا" اور یہ ظلم ہے!۔ "بہتر ہے۔ آ ہم اپنی پاکیزہ دعاؤں کا ایک ہار بنائیں۔ اور اسکے حضور میں بھیجیں۔ سکھی۔ جلدی۔ بنا۔ دیکھ شاہ خاور آیا ہی چاہتا ہے۔

عذرا

سیتا جی باغِ اشوک میں

حیران و یاس و درد کی پتلی بنی ہوئی
سیتا اداس بیٹھی ہے باغِ اشوک[۱] میں (۱)

یوں عالمِ خیال میں کہتی ہے رام سے
ہے پرانْ ناتھ[۲]! دھاک تری تین لوک[۳] میں

چاہو تو ایک تیر سے زیر و زبر کرو
ارض و سما و شمس و قمر کے نظام کو! (۲)

ممکن نہیں کہ لا نہ سکو راہِ راست پر
اک حاکمِ جزیرہ کے سودائے خام کو

تاخیر کا سبب نہیں کھلتا کہ کیا ہوا
برگشتہ مجھ سے ہوگیا میرا نصیب کیوں؟ (۳)

حیرت ہے مجھکو گردشِ لیل و نہار پر
یوں مجھ سے پھر گئی ہے نگاہِ حبیب کیوں!

کب تک ستم اٹھاؤنگی؟ کب تک آؤ گے؟
کب تک رکھو گے دل کو مرے اضطراب میں (۴)

راون کی دھمکیاں بھی ہیں اور دردِ فراق بھی
اک جانِ ناتواں ہے دوگونہ عذاب میں

جب چاندنی میں کونپلیں باغِ اشوک کی
مانندِ صد شرار چمکتی ہیں رات کو (۵)

کہتی ہوں میں یہ آگ چمن میں بھڑک اٹھے
اور بھسم کر ہی دے مرے نخلِ حیات کو

بڑھتی ہے تیرگی مرے بختِ سیاہ کی
آتی نہ کنجِ باغ میں اے کاش! چاندنی (۶)

روتی ہوں اور بھی گئے گزرے زمانہ کو
ہوتی ہے زخمِ دل پہ نمکپاش چاندنی

پہنچائے گی ضرور تمہاری خبر مجھے
رہتی ہوں انتظار میں بادِ شمال کے! (۷)

۱ باغِ اشوک۔ راون کا وہ باغ جس میں سیتا کو رکھا گیا تھا ۲ جانِ الفاس۔ جانِ جاں۔ ۳ لوک۔ دنیا۔ عالم۔ (گزشتہ۔ موجود۔ آئندہ)

مسمارِ عدم انہیں کرتی ہے آکے پاس — جو قصر میں بناتی ہوں شب بھر خیال کے!

(۸)
مجھ کو کبھی یقین نہیں آئے گا، پران ناتھ! — تم۔ اور چھوڑ دو مجھے دشمن کی قید میں
شاید خبر نہیں مرے حالِ تباہ کی — اے کاش! جان لو کہ ہوں راون کی قید میں

(۹)
حائل ہے راستے میں سمندر تو کیا ہوا — ہو جائے گا یہ ایک نگاہِ غضب سے خشک!
ڈرتی ہوں کیا کہو جو اجازت لیے بغیر — کر دوں میں اسکو آہِ شرربارِ شب سے خشک!

(۱۰)
عفریت گھیرے رہتے ہیں شام و سحر مجھے — مامور ہیں جو "لنکنیاں"[1] وحشت آفریں
دھمکاتی ہیں، ڈراتی ہیں، پھسلاتی ہیں، مگر — ان حادثات کا مرے دل پر اثر نہیں

(۱۱)
غم ہے تو یہ کہ دور تمہارے قدم سے ہوں — اور اس سے بے خبر ہوں کہ تقدیر کب ملائے
گزرا ہے آہ و نالہ سے اب کام، دیکھئے — برگشتہ بخت راہ پر آجائے یا نہ آئے!

(۱۲)
کرنا مجھے معاف! اگر اس عذاب میں — رخصت طلب ہو تن سے یہ جانِ حزیں مری
یا آپ آئیں یا مجھے پہنچے پیامِ مرگ — اس کے بغیر اور تمنا نہیں مری

تلوک چند محروم

[1] لنکا کی رہنے والیاں۔ راکھشسنیاں۔ راون نے خاص طور پر مقرر کر دی تھیں۔

خوف

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو مختلف جذبات کا منبع بنایا ہے۔ جیسے شجاعت۔ صداقت۔ صبر۔ عفو۔ عدل۔ احسان۔ لیکن یہ تمام جذبات اخلاق کا درجہ اُسوقت حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ موقعہ و محل پر عقل کی رہنمائی کے ساتھ استعمال کئے جاویں۔ مثلاً عفو ایک جذبہ ہے۔ لیکن اگر ہر ایک موقعہ پر انسان عفو سے ہی کام لے۔ تو عدل فنا ہو جائے گا۔ اور بجائے اس کے کہ نتیجہ مفید نکلے باعث نقصان ہوگا۔

آج میں جس جذبہ پر کچھ لکھنا چاہتی ہوں وہ خوف ہے۔ جس طرح بے جا خوف انسان کے حق میں سم قاتل ہے۔ اسی طرح خوف حقیقی اسکو پارس بنا دیتا ہے۔ اس دنیا میں انسان پر کئی قسم کے خوف ہوتے ہیں۔ مثلاً ماں باپ کا خوف۔ استاد کا خوف۔ حاکم کا خوف۔ بادشاہ کا خوف۔ دوستوں کا خوف۔ میاں کو بیوی کا خوف۔ بیوی کو میاں کا خوف۔ سوسائٹی کا خوف۔ جو بچہ والدین کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے۔ وہ سعادت مند بیٹا کہلاتا ہے۔ جو طالبعلم استاد کا خوف اپنے سینہ میں رکھتا ہے۔ وہ فرمانبردار شاگرد کہلاتا ہے۔ حاکم کا خوف بھی انسان کے لئے ایک حد تک گناہوں سے بچنے کا باعث ہوتا ہے بادشاہ کا خوف انسان کو غداری سے محفوظ رکھتا ہے دوستی کا خوف انسان کو بے وفائی سے ہمیشہ روکتا رہتا ہے۔ سوسائٹی کا خوف انسان کو اعلیٰ اخلاق کے حصول کی طرف رہنمائی کرتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام خوف عارضی ہوتے ہیں۔ کیونکہ عموماً بچے والدین کے منہ پر تو فرمانبرداری کرتے ہیں۔ لیکن آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی آزاد ہو جاتے ہیں۔ طالبعلم بھی جب تک اسکول کے احاطہ میں ہوتا ہے تو ماسٹروں کی فرمانبرداری کرتا ہے لیکن سکول کے باہر ہوتے ہی ماسٹروں کے خوف کو پس پشت ڈالدیتا ہے اسی طرح بادشاہ اور حاکم کا خوف بھی اسیوقت تک ہوتا ہے جب تک انسان انکی حکومت میں رہے۔ یا غداری پر کمربستہ نہ ہو جاوے۔ دوست کا خوف بھی اسیوقت تک ہوتا ہے جب تک کہ حق دوستی قایم رکھا جاوے بلکہ آجکل کی دوستی کا تو عموماً یہ رنگ نظر آتا ہے کہ منہ پر تو دوست کی خوب تعریف کی جاتی ہے اور پس پشت خوب عیب جوئی۔ ایسی دوستی کسی قدر کے قابل نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ دوستی نہیں بلکہ سراسر منافقت ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض مرد اپنی عورتوں کے منہ پر تو اسکے لحاظ سے پیش آتے ہیں۔ لیکن گھر کی چار دیواری سے باہر خوب مزے اڑاتے ہیں۔ اور حقیقت حال کو خوب احتیاط سے محفوظ رکھتے ہیں۔ بعض عورتیں بھی بظاہر اپنے خاوندوں سے مرعوب رہتی ہیں۔ لیکن درپردہ اسقدر مکر و فریب کی چالیں چلتی ہیں۔ کہ بڑے بڑے فرزانوں کو دیوانہ بنا چھوڑتی ہیں۔ سوسائٹی کا خوف ان تمام خوفوں سے بڑا مانا جاتا ہے کیونکہ انسان فطرتاً زمانہ میں معزز و محترم بننے کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے بہت حد تک محتاط رہتا ہے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا فعل سرزد

ہوا ہے۔ جو کہ محض دنیا کی نظروں میں بے عزت کر دے چنانچہ اکثر آجکل کے نیو لائیٹ جنٹلمین تو صرف سوسائٹی کے خوف کو ہی حقیقی خوف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ انکی غلطی ہے کیونکہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ بظاہر بڑے نیک و شریف انسان جو پوشیدہ عاشقی بظاہر نہایت پابند صوم و صلوٰۃ در پردہ غاصب اور بعض نہایت خوش اخلاق ہستیاں پوشیدہ نہایت برے افعال کی مرتکب ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ تمام جتنے خوف جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ انسانی خوف ہیں۔ اور انسان کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہے وہ اس کی روح کا نگران نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کے دل کے نہاں در نہاں اور مخفی در مخفی رازوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ پس انسان کا خوف ایک عارضی خوف ہوتا ہے لیکن خدا کا خوف حقیقت کا وجود رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا انسان کے اندر کو بھی اسی طرح دیکھ سکتا ہے جس طرح کہ باہر کو اور اس کے باطن سے بھی اسی طرح آشنا ہوتا ہے جس طرح کہ ظاہر سے۔ جو خباثتیں ایک انسان دوسرے انسان سے اپنے سینے میں چھپا کر محفوظ رکھتا ہے وہ علیمٌ بذات الصدور ان سب کو اسی طرح دیکھ رہی ہوتی ہے جس طرح کہ ہم ہر ایک چیز کو اپنی مادی آنکھوں کے ساتھ ملاحظہ کرتے ہیں۔ پس جب انسان کو یہ یقین پیدا ہو جاوے کہ ہر تنہائی میں میرے ساتھ ایک حاضر ہے اور ہر غائب میں میرے ساتھ ایک ناظر ہے۔ وہ کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتا اور جبکہ یہ یقین کامل پیدا ہو جاوے کہ چاہے میں کیسی ہی پوشیدگی میں انتہائی تاریکی و خلوت میں تمام انسانوں سے پوشیدہ ہو کر کوئی گناہ کیوں نہ کروں۔ وہ عالم الغیب ہستی ہر آن میری نگران اور اس راز کو فاش کرنے کو تیار ہے تو ایسے انسان سے کبھی گناہ سرزد نہیں ہو سکتا لہٰذا ثابت ہوگیا کہ دنیاوی تمام خوف مجازی ہیں۔ اور حقیقی خوف اسی علیمٌ خبیر کا ہے جس کے سینے میں وہ پیدا ہو جاوے۔ خشیۃ اللہ اس پر غلبہ پا جاتی ہے۔ اور اسکا دل مثل آئینہ کے پاک و صاف ہو جاتا ہے اسکا ظاہر باطن ایک ہو جاتا ہے۔ اور گناہ کا خیال بھی اس کی روح کو لرزا دیتا ہے اور خدائے غیور خود اس کی عزت کا حامی ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسے انسان پر بدگمانی کرے تو وہ خدا کی لعنت میں گرفتار ہو کر خود ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

پس مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اپنے دلوں میں صرف خدائے واحد کا خوف پیدا کریں۔ اور ماسوا اللہ تمام خوف اپنے دلوں سے نکالدیں۔ خداوند کریم غریق رحمت اور اپنے نزدیک بلند سے بلند مرتبہ عطا فرمائے ہماری والدہ مرحومہ مغفورہ کو جنہوں نے بچپن ہی میں ہمارے دلوں میں خشیۃ اللہ کا بیج بو دیا۔ جس نے تمام عمر ہر ابتلا سے محفوظ رکھا۔ اور مبارک ہیں وہ مائیں جو بچپن ہی سے اپنے بچوں کے نرم نازک دلوں میں خدا کا خوف اور اس کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین قائم کرکے اپنی عاقبت بخیر اور اپنی آیندہ نسل کو صراط مستقیم پر چلائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام حق پسند بہنوں کو اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فضل النساء بیگم (از جوہی علاقہ سندھ)

مکان اور جسم کی صفائی

کوئی مکان کتنا ہی عالیشان اور خوبصورت کیوں نہ ہو اگر اُسے صاف نہ رکھا جائے تو وہ کبھی بھی اچھا نہیں معلوم ہوگا۔ بلکہ اس کی خوبصورتی اور زیادہ اس کے میلے پن کو ظاہر کرے گی ایک سادی بغیر بیل بوٹوں والی دیوار پر اگر خاک پڑی ہو تو اسقدر نمایاں نہیں ہوتی جیسی بیل بوٹوں میں نظر آتی ہے اور بُری معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح جالیوں میں جالے لگے ہوئے اور منوں خاک بھری ہوئی دور ہی سے دکھائی دیتی ہے۔ اور اس طرح وہ خوشنمائی کی چیزیں سب کی سب اور زیادہ بدنمائی کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اگر زیادہ آدمی کام کرنے والے گھر میں نہوں تو ایسا مکان ہی نہ لیا جائے۔ جس کی صفائی دشوار شکل ہو۔ چھتیں بھی ایسی ہوں کہ کڑیاں دور دور لگی ہوئی ہوں۔ یا لداؤ کی ہوں تو پھر تو کیا کہنا۔ مہینوں ان کی جھاڑ پونچھ کی ضرورت نہیں ہوتی اور صاف ستھری پڑی رہتی ہیں۔ سادے سلٹے محرابی در اور طاق بھی یونہیں صفائی کی وجہ سے زیادہ بھلے لگتے ہیں بہ نسبت ان کنگورے دار دروازوں اور طاقوں کے جن کا ہر کنگورہ میلا کچیلا ہو۔ گھر کی روزانہ جھاڑو کے ساتھ اگر کمرے کے کونوں کے جالے جھاڑ دیئے جائیں اور کواڑوں کو بھی جھاڑو یا جھاڑن سے صاف کر لیا جائے تو پھر مدتوں تک کسی خاص اہتمام کے ساتھ صفائی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میزوں الماریوں مسہریوں وغیرہ کے پیچھے اور کھونٹیوں الگنیوں کے اوپر سے ایک ایک ہاتھ مار دیا جائے اور جھاڑو کے بعد میزوں پر کی چیزیں اور کرسیاں وغیرہ جھاڑن سے پونچھ کر صاف کر دی جائیں تو کافی ہے۔

لیکن مہینے دو مہینے بعد کمروں کا فرش وغیرہ اٹھا کر اچھی طرح اُسے جھاڑ جھٹک کر صاف کرنا چاہئے۔ اور زمین کی جھاڑو دے کر اُسے کچھ دیر کھلا پڑا رہنے دینا چاہئے اتنی دیر فرش کو دھوپ میں ڈال رکھیں کہ وہ خوب سک جائے۔ پھر اس کے بعد جھاڑ کر اسے بچھا دیں اور باقی سب چیزیں جو جو جہاں جہاں رکھنے کی ہوں رکھیں۔ اگر کچھ دنوں بعد کمرے کا سامان اس طریقے سے تبدیل کرتے رہیں کہ جو سونے کا کمرہ ہو اسے بیٹھنے کا کر لیں اور بیٹھنے والے کو سونے کا تو ایسی تھوڑی سی تبدیلی بھی طبیعت میں شگفتگی پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

ہم لوگوں میں سب سے زیادہ بے توجہی باورچی خانے کی طرف سے برتی جاتی ہے اور جن لوگوں کے ہاں نوکر ہوتے ہیں وہ تو کبھی اتفاقاً ہی باورچی خانے کی طرف جا نکلیں تو جا نکلیں۔ ورنہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہاں کی حالت کیا ہے۔ دیواریں سیاہ بھٹ چھت میں کالے کالے جالے۔ زمین میں کیچڑ۔ اسی میں برتن وغیرہ رکھے ہوئے۔ غرض بعض جگہ تو وہ ڈی گت ہوتی ہے کہ دیکھ لو تو کھانا کھانے کو جی نہ چاہے۔ حالانکہ اگر ذرا سی توجہ کی جائے تو باورچی خانہ کی صفائی اور سب جگہ سے آسان ہے

[illegible] جھاڑو بانہ رکھی اور جب نہانے کو جانے لگے۔ جالے جھڑا کر دیواریں جھاڑ دیں الماریاں اور طاق صاف کر دیئے [illegible] کی جھاڑ دے سب چیزیں ہٹا کر صفائی سے دیدی۔ چولہے کو لیپ پوت دیا اور بس۔ روزانہ اتنا خیال کیا کہ ہر جگہ پانی [illegible] ہے۔ برتنوں کا بچا ہوا کھانا اور ترکاری کے چھلکے وغیرہ نہ پھینکے جائیں۔ ان چیزوں کے لئے صحن میں ایک طرف جگہ مقرر کر لینی چاہئے۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ایک ڈھکنے دار ٹوکری یا پیپا اس کام کے لئے رکھا ہے۔

غسل خانے میں بھی دوسرے تیسرے دن جھاڑو ہونی چاہئے اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ کہیں پانی نہ ٹھہرا رہے۔ میلے کپڑے غسل خانے میں نہیں رکھنے چاہئیں بلکہ جب کوئی نہائے اسی وقت تھوڑی دیر دھوپ دکھا کر میلے کپڑوں کے تھیلے یا بکس میں ڈال دینے چاہئیں۔ غسل خانے کو کتنا بھی صاف رکھا جائے وہاں ہر وقت سیل رہنے کی وجہ سے ایک خاص قسم کی بدبو ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے آٹھویں دسویں دن فنیل سے دھلوانا چاہئے۔ اور کبھی کبھی وہاں خوب گندھک جلانی چاہئیں کہ سیل کم ہو جائے۔ پاخانے کی صفائی کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قدمچوں میں بے لے ٹین کے تسلے رکھے جائیں جیسے اسٹیشنوں پر ہوتے ہیں اور مہترانی اسے دونوں وقت دھو کر صاف کر دیا کرے پاخانے کا فرش پختہ اور ڈھلواں ہونا چاہئے۔ اور روز ایک دفعہ وہ دھلوا دیا جائے۔ دوسرے تیسرے روز فنیل ڈالنی بھی ضروری ہے۔ چھت دیواریں اور لٹا رکھنے کی جگہ۔ سب جھڑی ہوئی اور صاف ستھری رہنی چاہئیں۔

زینہ اور ڈیوڑھی کا صاف ستھرا رہنا بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا بیٹھنے کے کمرے کا۔ کیونکہ گھر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اسی پر نظر پڑتی ہے اور گھر والی بیوی کے سلیقے کا اندازہ وہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر وہاں ہر طرف جالے اور کونوں میں کوڑے کی ڈھیریاں دکھائی دیں تو سارے گھر کی آرائش پر پانی پھر جاتا ہے۔ ڈیوڑھی میں تو روزانہ اور سیڑھیوں پر دوسرے تیسرے دن جھاڑو کا ہونا ضروری ہے۔ اور جالے بھی جب اور سب جگہ کے چھڑائے جائیں تو انہیں نہیں بھولنا چاہئے۔

بعض جگہ مکان کے دروازے کو کوڑے خانہ بنا لیا جاتا ہے۔ اس کے ادھر ادھر ڈھیر کے ڈھیر لگے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مگر گھر والوں کو پروا نہیں ہوتی کہ بہتر ہے کہ ان کو اٹھوائیں صاف کرائیں۔ اگر مکان لب سڑک ہو اور دروازے پر کی صفائی میونسپلٹی کے ذمے ہو تو چاہئے کہ مہتر کو انعام وغیرہ دیتے رہیں کہ وہ اچھی طرح کام کرے اور اگر پھر بھی وہ ٹھیک نہ ہو تو میونسپلٹی کے دفتر میں اس کی شکایت لکھ کر بھیجنی چاہئے۔ اور اپنے دروازے کو کبھی میلا کچیلا نہیں رہنے دینا چاہئے اسی طرح اگر نالی سڑ رہی ہو تو اس کی بھی صفائی یا تو خود کرائیں یا میونسپلٹی میں رپورٹ کریں صحن میں گڑھے وغیرہ ہوں تو انہیں اینٹ کنکر سے بھر کر اوپر سے مٹی ڈلوا دینی چاہئے اور سارا صحن برابر کر کے اسے صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔ اینٹیں وغیرہ ادھر ادھر نہ پڑی رہیں۔ یہ علاوہ بدنمائی کے بدتمیزی بھی ہے کہ کسی کے ٹھوکر وغیرہ لگے اور تکلیف اٹھانی پڑے۔ مامائیں اور آنے جانے والیاں اکثر صحن میں پیکیں تھوک کر اسکا ناس کر دیتی ہیں ایسے موقعہ پر برابر ٹوکنا چاہئے اسی طرح بچے فضلی پھل وغیرہ کھائیں تو انہیں تاکید کر دو

چاہئے کہ کوڑا سارے میں نہ پھیلائیں۔ کسی ٹوکری وغیرہ میں اکٹھا کریں جو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا جائے۔

اگالدان۔ سلفچے اور لوٹے وغیرہ ہمیشہ مانجھے دھلے صاف ستھرے رہنے چاہئیں۔ صابن دانی بھی اوپر نیچے سب طرف دھو کر صاف رکھنا چاہئے کبھی کبھی نہاتے وقت بچے اُس پہ پانی گرا دیتے ہیں اور وہ اس کے نیچے کے خانے میں بھر کر دو تین دن میں سڑ جاتا ہے جسے دیکھ کر سخت نفرت ہوتی ہے۔ بچوں کو سمجھانا چاہئے کہ تعریف کی بات یہ ہے کہ جس وقت نہا کر نکلو تو صرف تم ہی نہیں بلکہ غسل خانے کی ہر چیز نہائی ہوئی دکھائی دے اور کسی کو دیکھ کر یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ "اے ہے بی اسے کیا خراب کر دیا" لڑکیوں کو نہانے کے لئے جاتے وقت سر میں کنگھی ضرور کر لینی چاہئے ورنہ بال ٹوٹ ٹوٹ کر سر دھونے میں گرتے ہیں اور بہت بُرے معلوم ہوتے ہیں۔

تولیہ۔ دسترخوان۔ نہا کر اوڑھنے کا کھیس۔ باورچی خانہ کی صافیاں۔ جانماز۔ میز پیا کرسیاں وغیرہ صاف کرنے کے جھاڑن۔ میزوں کی چادریں اور فرش کی چاندنی تکیوں کے غلاف غرض گھر کی تمام چیزیں ہمیشہ صاف ستھری رہنی چاہئیں لیمپ لالٹین اور روشنی کی تمام چیزوں کی صفائی کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اور روزمرہ کی اوپری صفائی کے علاوہ ہفتے ڈیڑھ ہفتے بعد اندر سے گرم پانی سے دھونا چاہئے۔

طاقوں اور الماریوں میں کاغذ بچھا رکھنا چاہئے اور جب میلا ہو جائے اسے بدل دیں۔ اگر ان کاغذوں میں خوبصورت سی جھالر کاٹ دی جائے تو بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ الماریوں کی رکھی ہوئی چیزیں کتابیں برتن شیشیاں وغیرہ بھی روزانہ ایکدفعہ جھاڑ پونچھ دینی ضروری ہیں۔

روزمرہ کی جسمانی صفائی میں صرف منہ ہاتھ پاؤں کا دھونا ہی ضروری نہیں بلکہ سر میں کنگھی بھی دونوں وقت نہیں تو کم از کم صبح ضرور کرنی چاہئے۔ دانتوں میں منجن اگر صبح وضو کرتے میں اچھی طرح نہ ہو سکے تو بعد میں دانتوں کو خوب صاف کرنا چاہئے اور کھانے کے بعد دونوں وقت خوب زیادہ پانی سے کئی کئی کلیاں کر کے منہ صاف کرنا چاہئے۔ بعض لوگوں کو کھانا کھانے کے بعد منہ کھٹا کھٹا اور بدمزہ ہونے کی شکایت رہتی ہے اور جب تک پان نہ کھائیں چین نہیں آتا۔ لیکن اگر منہ میں دیر تک پانی لیکر اور خوب ہلا ہلا کر کلیاں کی جائیں تو بالکل صاف ہو جاتا ہے اور پھر اوپر سے کوئی چیز کھانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ رات کو سوتے وقت بھی منہ صاف کر لینا چاہئے۔ بلکہ اگر کوئی دانتوں کی مضبوطی اور صفائی کا خاص منجن ہو تو وہ ملنا چاہئے کہ رات بھر اسکا اثر رہے۔

گرمیوں کے دنوں میں روز اور اگر روز نہ ہو سکے تو تیسرے دن اور جاڑوں میں کم از کم آٹھویں دن خوب صفائی سے نہانا ضروری ہے۔ بعض لوگ ایسی بے پروائی سے نہاتے ہیں کہ اگر مشکوں پانی سے بھی نہا کر نکلیں تو جہاں سے ملا جائے بتیاں اُترنے لگتی ہیں۔ یہ کبھی تو صابن ہوتا ہے اور کبھی میل۔ اس لئے نہاتے وقت جھانوے یا کیسے کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس سے اچھی طرح سارے جسم کی صفائی ہو جاتی ہے۔

نہانے کے بعد کانوں میں تیل لگا کر روئی کی پھریری سے صاف کرنا چاہئے اور ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹنے چاہئیں۔ ان ذرا ذرا سی باتوں سے بے پروائی بعض وقت بڑی تکلیف اور شرمندگی کا سبب بن جاتی ہے۔

ان کی ایک نگاہ

انہیں احساس بھی یا نہ ہو مگر میں ان سے ناراض تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے میرے آئینۂ دل پر زبردست ٹھیس لگائی تھی۔ آج چوتھا روز ہے۔ کہ میں نے ان سے بات تک نہ کی تھی۔ مگر مجھے ان کا انتظار آج معمول سے زیادہ تھا۔ وہ باہر گئی ہوئی تھیں۔ اور میں ان کے انتظار میں صدر دروازے کے عین سامنے بیٹھی تھی۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ آتے ہی سب سے پیشتر انکی نگاہیں میری ہی تلاش میں سرگرداں ہونگی۔ کیونکہ ان پر میری غیر معمولی خاموشی کا خاص اثر تھا۔

وہ سلسلہ جنبانی کے لئے سختی سے بیقرار اور میں ..... مجھے اس ناراضگی میں حد سے زیادہ لطف محسوس ہوتا تھا اور میرے لئے انکی صرف یہی ایک نظر جو برآمدے میں قدم رکھتے ہی میری تلاش میں پہلی بار میرے چہرے پر پڑی کافی سے زیادہ تھی۔ اور میں صرف اس ایک نگاہ کی صبح سے منتظر تھی۔

گڑگڑاہٹ کی آواز آئی یوں تو صبح سے ایسی سینکڑوں آوازیں فضائے آسمانی میں گونجی ہونگی۔ مگر خدا معلوم کیوں؟ اس میں ایک خاص اثر تھا۔ اور میں جانتی تھی۔ کہ وہ ضرور آئیں۔

وہ آگئیں۔ میں نے انہیں پہلے گیٹ پر۔ پھر گیٹ سے روش پر مگر آن واحد میں اپنے بالمقابل دیکھا۔ انہوں نے بیتابانہ مگر غلط انداز نگاہ مجھ پر ڈالی۔ مگر مجھے حد سے بڑھکر ساکت پایا۔ وہ میرے ساتھی سے چند منٹ باتوں میں مصروف رہیں تاکہ میرے دلی جذبات کو پا سکیں۔

اب شاید انہوں نے میرے دلی جذبات کو پالیا اور اس کتاب کو (جو غالباً میں پڑھ رہی تھی) اٹھا لیا اور چلی گئیں۔ شاید کہ ان کی اسی حرکت سے میں کچھ بولوں۔ مگر یہ بھی بیکار ثابت ہوا میرے لب بدستور خاموش تھے۔

وہ دس منٹ بعد پھر واپس آئیں۔ اور مجھ سے کسی دوسری کتاب کے لئے استفسار کیا جسکا جواب دے دیا گیا۔ مگر ان کا منشار اب بھی پورا نہ ہوا۔ وہ کسی اور بات کی منتظر تھیں۔ وہ اس سے زیادہ کی طلبگار تھیں۔ بالآخر انہوں نے میرے ساتھی سے چند ایسی باتیں کیں جنہوں نے میرے غیر متحرک جذبات میں حرکت پیدا کر دی۔ مگر میں اب بھی ان کی اسی پہلی نگاہ کی متمنی ہوں۔ اس لئے اب بھی اپنی پہلی روش پر قایم۔

کنیز محمد بیگم منشی فاضل

شکست

(۱)

"اگر فیاض ریاض کے برابر کامیاب نہ ہوا تو میں زہر کھالوں گی، اس کا الزام تم پر لگے گا، اس جرم میں تم بھی پکڑے جاؤ گے!"

غیاث الدین نے کہا اس کے لئے معقول روپیہ کی ضرورت ہے کیونکہ ممتحنوں کو اچھی خاصی رقم رشوت دئے بغیر فیاض کامیاب نہیں ہو سکتا۔

"جو کچھ ہو تمہیں جان بیچ کر کرنا پڑے گا آخر تمہارا روپیہ جائداد کس دن کے لئے ہے اپنے بچہ پر خرچ نہ کرو گے تو کیا قبر میں اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔ تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہوگا ورنہ دیکھیو!"

سید غیاث صاحب نہایت شریف خاندان سے تھے آبائی معقول جائداد کے مالک تھے ذاتی لیاقت بھی اچھی خاصی تھی۔ علاوہ مشرقی السنہ کے مغربی زبانوں انگریزی اور فرانسیسی میں بھی کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ نہایت خوش اخلاق مخیر ہمدرد قوم تھے۔ تھوڑے بہت روشن خیال بھی تھے۔ جس کی وجہ سے بزرگوں اور نوجوان دونوں طبقوں میں مقبول تھے۔ شاعری موسیقی کا مذاق بھی رکھتے تھے مگر قدرت کی ستم ظریفی سید صاحب کی بیوی کے اوصاف بالکل متضاد تھے۔ خوبئ تقدیر سید صاحب بالکل بیوی کے ہاتھوں میں تھے۔ گھر کے باہر وہ فولاد تھے تو بیوی کے پاس بالکل موم۔ وہ جس طرف چاہتیں رُخ پھیر سکتی تھیں۔

ماں باپ دونوں نے فیاض کو وراثت میں اپنے اپنے اوصاف بخشے۔ باپ نے اپنی صورت دی ماں نے سیرت، یہی وجہ تھی کہ فیاض ریاض سے دو تین سال بڑا ہونے کے باوجود ابھی اسکول فائنل میں تھا۔

غیاث صاحب حج کو جانے کا ارادہ کر رہے تھے مگر اپنے بیٹے فیاض اور یتیم و یسیر بھتیجے ریاض کے نتیجہ امتحانات کے منتظر تھے۔

بیوی کے حکم سے سید صاحب نے ممتحنوں کو زر سُرخ پیش کر کے ہر پرچہ کے نمبر بڑھوائے اور فیاض کا نام کامیاب طلبا کی فہرست میں نظر آنے لگا۔

(۲)

سید صاحب کے ہاں انکے دوست احباب کے علاوہ طلبا کی بھی خاصی تعداد مدعو تھی جب ریاض کی کامیابی کا ذکر آتا تو سید صاحب کا چہرہ وفور مسرت سے سرخ ہو جاتا مگر فیاض کے نام کے ساتھ ایک قسم کی شرمندگی چھا جاتی کیونکہ اکثر لوگ حقیقت حال سے واقف بھی تھے۔

فیاض اور ریاض مہمانوں کی تواضع میں مصروف تھے۔ انہیں اپنے ہاتھوں سے ناشتہ چائے میوے برف وغیرہ پیش کر رہے تھے۔ ریاض کے چہرے سے سادگی آنکھوں سے اُلوالعزمی وضع سے انکسار پایا جاتا تھا تو فیاض کے چہرے سے تکبر آنکھوں سے تصنع اور وضع سے اغماض۔

سید صاحب نے زنانہ میں آکر بیوی سے کہا "لڑکوں کے امام ضامن باندھ دو ٹرین کا وقت ہو گیا"۔ انکی بیوی نے آبدیدہ ہو کر کہا تمہیں تو عجب خبط ہو گیا ہے کیا یہاں تعلیم نہیں ہوتی جو کوسوں پار بھیج رہے ہو۔

سید صاحب نے کہا بیگم صاحبزادے کو سمجھا دو، وہی تو ضد کر رہے ہیں۔ میں اس باب میں بے قصور ہوں۔

ماں نے بیٹے کی طرف ملتجی نظروں سے دیکھا تو بیٹے نے درشت لہجہ میں کہا "اماں جی تمہیں ان معاملات کا کیا علم۔ اگر میں علی گڑھ کالج میں داخل نہ ہوا تو میری زندگی بے کار ہے"۔

"ایں کیا کہتے ہو منحوس الفاظ زبان سے نہ نکالو" کہتی ہوئی بیگم صاحبہ نے امام ضامن باندھا اور گلے لگا کر اللہ بیلی کہا ریاض کی باری آئی اُس کے بھی امام ضامن باندھا گیا مگر اُسکو کبھی اُلفت مادرانہ شفقت سے سینے سے لگانے والا کوئی نہ تھا۔ اس احساس سے اُس کے آنسو چھلک آئے۔ اُس کی بہن شمیمہ دوڑی آکر اس سے لپٹ گئی اس کے بھی آنسو جاری ہو گئے۔

(۳)

چچی نے کہا "دیکھو شمیمہ ڈاکیہ خط دے گیا ہے شاید تمہارے چچا کا ہے"۔ شمیمہ نے خط چاک کر کے دیکھنا شروع کیا ہی تھا کہ چچی نے پوچھا "کیا لکھا ہے"۔ شمیمہ نے کہا "ابھی دیکھ رہی ہوں ٹھیریے عرض کرتی ہوں"۔ چچی نے برہمی سے کہا "ابھی پورا نہ ہوا یہی تمہاری لیاقت علم ہے ایک خط کے لئے ایک گھنٹہ لگے واہ بہت اچھی لیاقت پیدا کی۔ کمبخت شمیمہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا خدا کی قسم جلد کہہ دو۔ تم تو کبھی کا بیر نکال رہی ہو"۔

شمیمہ کو بھی چچی کے ساتھ رہتے ہوئے انکی بے سر تال بکواس سننے کی عادت ہو گئی تھی۔ وہ نہایت تحمل سے ایسے موقعوں پر خاموشی اختیار کر چکی۔ آخر اس نے خط ختم کر کے کہا "چچی جان مبارک چچا جان ملازم ہو گئے"۔

چچی نے حیران ہو کر کہا "کیا عرب کے بادشاہ نے انہیں اپنا ملازم بنا لیا۔ ہائے اللہ اب وہ یہاں کاہے کو آنے لگے اسی لئے تو میں نے کہا تھا مجھے بھی ساتھ لیتے چلو بغیر میرے وہ بے لگام کا گھوڑا ہو جاتے ہیں جدھر سینگ سمائے نکل چلے۔

شمیمہ نے کہا "چچی جان خفا نہ ہوجیے پورا خط تو سُنئے"۔ چچی نے کہا "کیا خاک پتھر سنوں کہتی تو ہو چچا ادھر کے ہو گئے اب کیا باقی رہا"۔ شمیمہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "چچی چچا نے لکھا ہے ان کا خط آپ کو تفصیل سے سناؤں لہٰذا عرض کرتی ہوں۔ چچا جان حج سے واپس ہو رہے تھے کوئی انکے دوست نواب صاحب یورپ کی سیاحت

کو جا رہے تھے چچا جان کو بھی جبراً اپنا سکریٹری بنا کر ساتھ لے گئے ہیں شاید چھ سات سال انگے ساتھ یورپ میں رہنا ہوگا اس کے بعد خدا کے فضل سے واپس تشریف لائیں گے۔

اں ہاں سات سال تک! میں قیامت کے بوریئے بیٹھے زندہ رہونگی۔ انھیں تو صرف بہانہ چاہیے تھا آپ تو چل دیے مجھ پر اس جنجال کو ڈال گئے انکے بھتیجے کو تعلیم دوں بھتیجی کو پرورش کروں یہ میرا ہی دل گردہ ہے جو نباہ رہی ہوں دوسری کوئی ہوتی تو مزہ چکھا دیتی خیر اب بھی میرا صبر ضرور ان پر پڑے گا۔

(۴)

"بیٹا! ریاض کو تو انجینیر بنا دیا گیا تمہیں کیوں وکالت کی سند نہ لی۔" فیاض نے کہا "اماں ان گدھوں سے کون کہے وہ صرف خوشامد پسند ہیں میری طبیعت اس قسم کی نہیں۔ ان افسروں کو تو صرف کالج کے سندوں پر بھروسہ ہے انسان کی ذاتی لیاقت اس کی زبان دانی کو یہ لوگ کیا جانیں۔ مجھے کالج کے پروفیسروں نے کہا بھی دوبارہ امتحان میں بیٹھو تو میں نے انھیں جواب صاف دے دیا کہ میری ساری عمر کالج میں کھونے کے لئے نہیں ہے نہ مجھے ملازمت کی ضرورت ہے۔ کالج میں صرف اس لئے داخل ہوا تھا کہ وہاں کی زندگی کا بھی کچھ لطف حاصل کروں۔ اب تو میرا ارادہ ہے آرام سے بیٹھے اپنے خیالات اپنی تصانیف کے ذریعہ ملک میں پھیلاؤں گا۔ میرا نام ہی ان کتابوں پر کافی ہے۔ شیمہ تم نے "افغان ہیرو" میری تصنیف نہیں دیکھی؟"

شیمہ نے نہایت نرم لہجہ میں کہا "مگر بھائی یہ تو ترجمہ ہے اور اس سے پہلے اس کتاب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔" فیاض نے سختی سے کہا "تم غلطی کرتی ہو یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتا تم نے غور نہیں کیا تو جب نہیں دیکھا ایک دفعہ اور پڑھو تو تمہیں اس کی اہمیت معلوم ہوگی۔ خیر اب تو ہمیں پیانو سناؤ۔ ذرا جانے کے لئے حکم دو وہاں ایک گلدستہ بھی بنا کر میز پر رکھ دو۔ کوئی بات ترجمہ سے سنا کرو، دل لگا کر کام کیا کرو۔ دیکھو تمہارے چند راگ ابھی بہت نقص ہیں آواز کو بلند کرو۔"

شیمہ نے کہا "بھائی صاحب بھائی جان نے ان راگوں کو بہت پسند کیا ہے۔ بہت تعریف کی ہے۔" فیاض نے قہقہہ لگا کر کہا "بھائی ریاض کو موسیقی میں دور کا بھی لگاؤ نہیں۔ وہ تمہیں کیا اصلاح دینگے۔ وہ اپنے فن کے ماہر ہو سکتے ہیں ہر فن مولا نہیں ہو سکتے۔ سب سے بڑی بات تمہیں میری پسند کا خیال رکھنا چاہیے۔"

(۵)

"شیمہ نے کہا "چچی جان ذرا چل کر دیکھیے چچا جان کا کمرہ صاف کرا چکی ہوں۔" چچی نے نہایت مہربانی سے فرمایا "آخر دیکھنا ہی کیا ہے وہ کوئی دولہا تھوڑے ہی ہیں۔ لو فیاض آ گئے۔"

شیمہ نے کہا "بھائی صاحب سب تیار ہو چکا آپ دیکھ لیجئے۔" فیاض نے تمام مکان کا معاینہ کر کے کہا "شیمہ ماں نے

[illegible] کی آرائش کی تعلیم خوب دی شاباش" (ماں کو اس فن سے دور کا بھی لگاؤ نہیں)

شمیمہ نے کہا "بھائی جان کا تار آیا ہے انہیں رخصت نہیں ملی آئندہ ہفتہ میں آئیں گے۔" فیاض نے کہا "اسی لئے تو میں اس [illegible] سے بیزار ہوں۔ ریاض کو بہت سمجھایا وہ نہ مانے اسی کی سزا پا رہے ہیں۔ اس وقت تو میرا کلب جانے کا وقت ہے اگر ہو سکے تو ابا کو لینے اسٹیشن پر جاؤں گا ورنہ گھر پہ مل ہی لیں گے۔"

شمیمہ نے کہا "بھائی آج کلب نہ جائیے ابا کو لینے جائیے۔" فیاض نے درشتی سے کہا "ایک معمولی سی بات کے لئے میں اپنے دوستوں میں شرمندہ ہونا پسند نہیں کرتا۔ آپکے دوست انہیں لینے جائیں گے۔"

شمیمہ نے جرأت کر کے کہا "آپ اسٹیشن پر موجود نہ ہوں گے تو چچا جان بہت اداس ہو جائیں گے۔" فیاض نے خفا ہوتے ہوئے کہا "میں بارہا کہہ چکا ہوں میرے معاملات میں دخل دینے کا کسی کو حق حاصل نہیں میں اپنے دل و دماغ کا اپنے وقت کا بادشاہ ہوں مجھ پر کسی کی حکومت نہیں چل سکتی جو کوئی مجھے روکے گا اس کے لئے مجھ سے برا کوئی نہیں۔ تم ان سے کہد و شب کے کھانے پر میں نہیں آسکتا ایک دوست کے ہاں مدعو ہوں۔"

بیچاری شمیمہ کے آنکھوں میں گرم گرم آنسو چھلک آئے۔ گو وہ اس قسم کی گفتگو کی عادی ہو چکی تھی مگر اس وقت اپنے بستر پہ پڑ رہی گئی خوب روئی یہاں تک کہ تکیہ کا ایک حصہ تر ہو گیا۔ اف اس بن ماں کی بچی کے آنسو خشک کرنے والا کوئی نہ تھا۔

(۶)

چچا نے بھتیجی کو سینے سے لگاتے ہوئے دعائے درازیٔ عمر دیکر دریافت کیا "لڑکے کہاں ہیں اسٹیشن پر میری آنکھیں انھیں ڈھونڈتی تھیں۔"

شمیمہ نے کہا "بھائی ریاض کو رخصت نہیں ملی شاید آئندہ ہفتہ میں آئیں گے۔" "تو ہمارے صاحبزادے کہاں ملازم ہیں کیا انکو بھی چھٹی کی ضرورت تھی۔" سید صاحب نے بیوی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ بیوی نے ترش روئی سے کہا "ملازم نہ ہوا تو کیا ہوا اس کے ذمہ سینکڑوں کام ہیں تمہیں کیا معلوم نہیں تم برسوں گھر سے بے خبر دنیا بھر میں سیر کر آئے تو سمجھنے لگے تمہاری طرح وہ بھی بیکار پھر رہا ہے۔"

سید صاحب نے جواب دیا "ہاں ہاں تمہاری نظر میں میری زندگی بیکار گزری یہ کیوں نہیں کہتیں بیٹے کو فضولیات سے فرصت نہیں۔ سات سال بعد باپ وطن آئے تو صاحبزادے صاحب اسٹیشن پر بھی نہ گئے گھر سے بھی غایب ہیں۔ شاباش تمہاری تربیت پر۔"

بیوی نے نہایت غیض و غضب سے گرجتے ہوئے کہا "ہاں اب تمہیں بھی مجھ پر حکومتیں جتانی آ گئی ہیں ذرا دیکھ سمجھ کر بات کرو۔ پہلے تم جو کچھ تھے اب بھی وہی ہو۔ تم دوسروں پر رعب جمانا مگر میرے سامنے الٹی سیدھی باتیں نہ کرو۔ سبھی آگ لگ جائے گی۔ تم نام کے باپ ہو۔ بھتیجے کے لئے تو سفارش پر سفارش ہوئی بیٹے کے لئے پھوٹے

منہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔ اب تمہارا بیٹے پر کیا حق ہے میرے بھتیجے جی تو تمہارا اس پر بس نہ چلے گا۔"

سید صاحب کو برسوں کے بیتے ہوئے اسباق یاد آنے لگے۔ جرأت تشریف لے گئی سگے بیوی کو سمجھانے لیکن وہاں تو ٹھہرنے کا نام نہ تھا۔ دریا آتا پر تھا۔ جب تک پورا کچھ ختم نہ ہوا خاموشی نہ ہوئی۔ گویا دور کی بارش طوفان بادوباراں کے ساتھ ہو کر تھمی۔

سید صاحب شکست خوردہ بہادر کی طرح سر تسلیم خم کر کے حسب سابق بیوی کے حکم بردار بن گئے بیوی بھی اپنی اس شاندار فتحیابی پر شاداں و کامران نظر آنے لگیں۔

(۷)

وسیع کشادہ کمرہ میں نہایت قیمتی قالینوں کے فرش پر دو طرفہ بیش قیمت صوفے لگے ہوئے تھے بیچ میں خوبصورت سی نازک تپائی پر کروشیا میں نکالا ہوا الوال پڑا تھا۔ جس پر چند آرائشی چیزیں اور گلدان وغیرہ رکھے ہوئے تھے دروازے کھڑکیوں پر ولایتی کپڑوں کے ہلکے ہلکے رنگ کے کپڑے کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ ان پر بھی ہاتھ سے نکالے ہوئے لیس لگے تھے۔ کھڑکیوں میں چینی کی انگیٹھیوں میں خوبصورت پھولوں کے گملے لگے تھے باہر کی طرف سے بھی ان کھڑکیوں پر نازک بیلیں چڑھی تھیں۔ کمرہ کے طاقوں پر جابجا گلدانوں میں نازک نازک پھول زینت دے رہے تھے۔ جن کی مشام جان کو معطر کرنے والی بھینی بھینی بو سے دل و دماغ شگفتہ ہو رہے تھے۔

سید صاحب ایک صوفے پر نیم دراز لیٹے پائپ پی رہے تھے اور بار بار سر اور ریش دراز پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ چہرہ سے تفکر پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ ان کی بیوی دوسرے صوفے پر بیٹھی پان کھا رہی تھیں۔ سید صاحب نے پائپ کا لمبا کش لیکر کہا۔ "ریاض نے لکھا ہے شمیمہ کی مرضی اس کے عقد کے متعلق لوں"

بیوی نے کہا۔ "دیکھو تمہارے بھتیجے نے اپنے ہاتھ پاؤں کتنے نکالے ہیں۔ میں پہلے ہی سے انکے چال چلن سے سمجھ چکی ہوں کون بے حجاب دیدہ دلیر لڑکی ہوگی جو اپنے منہ سے کہے گی۔ اس میں مرضی دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے فیاض میں کونسا عیب ہے۔ اس سے بہتر کونسا ملتا ہے میں بھی تو دیکھوں"

سید صاحب نے کہا "خیر تم شمیمہ کو بلاؤ میں رسمی طور پر اس سے پوچھ تو لوں۔ بیوی نے ملازمہ سے کہا "ذرا چھوٹی بیگم کو یہاں بھیجدو" شمیمہ نے چچی کی طلبی سنی تو ملازمہ سے پوچھا "وہاں کون ہیں؟" جب معلوم ہوا کہ چچا اور چچی دونوں ہیں تو اس کا دل نامعلوم خطرات سے دھڑکنے لگا۔ چہرہ زردی مائل ہونے لگا۔

شمیمہ نے جوں ہی کمرہ میں قدم رکھا چچا نے نہایت شفقت سے بلا کر پاس بٹھا لیا ادھر ادھر کی بات چیت کے بعد کہا "بیٹی آج وہ مبارک دن خدا نے دکھایا ہے کہ ہم تمہارا نکاح فیاض سے کرتے ہیں برسوں کی دلی تمنا نکلنے والی ہیں۔ میں چاہتا ہوں عقد سے پہلے تمہارے کان میں اسکا تذکرہ پڑ جائے تو بہتر ہے۔"

غریب شمیمہ کا برسوں کا تفکر مہینوں کا انتشار ہفتوں کی پریشانی اس کے جذبات کا ہیجان اب ناقابلِ برداشت تھا۔ پیمانۂ صبر و تحمل چھلک چکا تھا۔ ندی کی منڈیر ٹوٹ چکی تھی۔ پانی کا بہاؤ نشیب کی طرف آچکا تھا۔ اب اس کے ضمیر کی اُمید فضول تھی۔ لہٰذا اس کے آنسو بے اختیاری کے عالم میں اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ چچا نے سمجھانے کی کوشش کی چچی نے منانا چاہا۔ آخر چچا نے پوچھا "بیٹی تم روتی کیوں ہو پہلے بھی یہ گھر تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہی ہوگا۔" شمیمہ چچا کے قدموں سے لپٹ گئی سسکتے ہوئے کہا "میرے چچا جان مجھے اس مصیبت سے بچائیے۔"

ان الفاظ کا سننا تھا چچی کے غیض کا پارہ حرارت آخر حد تک پہنچ گیا گرجتے ہوئے کہا "بدلحاظ بدنصیب چھوکری ہے۔ اس سے پہلے تو مر کیوں نہ گئی۔ خواہ تو انکار کر یا اقرار آج شام تیرا نکاح فیاض سے ہو جائے گا۔ تیرے چچا کی تو مجال نہیں کہ میری کسی خواہش کو روک سکے کسی بات کو رد کر سکے تو کس شمار میں ہے تیری ہستی ہی کیا ہے دیکھوں تجھے میرے قبضے سے کون چھڑا سکتا ہے۔"

دروازہ زور سے کھلا اس کے ساتھ بھاری بھاری قدم ڈالتے ہوئے کسی شخص نے کہا۔ "چچی جان خدا اپنے مظلوم بندوں کی مدد کے لیے کسی کو بھیج ہی دیتا ہے۔ ہر فتحیاب کو ایک نہ ایک دن شکست کے لیے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ یہی دنیا کا قانون ہے۔"

چچا چچی بیچ کے کمرہ میں کھڑے تھے چچا کے قدموں سے لپٹی ہوئی شمیمہ نیم بیہوشانہ عالم میں پڑی تھی۔ ان الفاظ کا کمرہ کی فضا میں گونجنا تھا کہ چچا کا دل ساکت ہو گیا چچی پریشانی کے عالم میں مڑیں۔ شمیمہ "بھائی بھائی" کہتی ہوئی آنے والے شخص سے لپٹ کر بیہوش ہو گئی۔

(۸)

چھوٹے سے خوشنما بنگلہ کے پائیں باغ میں تین نازک نازک کالی کٹ کی بنی ہوئی کرسیاں پڑی تھیں بیچ میں میز پر پھل پھول شربت کے خوبصورت گلاس ایک طرف چائے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ شمیمہ گلابی بنارسی ساری میں ملبوس نازک نازک زیورات سے آراستہ ایک کرسی پر بیٹھی گود میں رکھے ہوئے ستار کے تار درست کر رہی تھی۔ بار بار سر اٹھا کر دروازہ کی طرف دیکھتی جاتی تھی۔ کہ دو نوجوان ہلکے خاکی رنگ کے نکر کوٹ پہنے ہاتھ میں شکار کے پرندے لئے ہوئے باغ میں داخل ہوئے جنہیں دیکھ کر شمیمہ مسرت کے عالم میں کھڑی ہو گئی اور کہا "بھائی آپ لوگوں نے بڑا انتظار دکھایا میں تو سمجھ چکی تھی شاید رات کو وہیں ٹھہر جائیں گے۔"

فیاض نے کہا "ہم تمہیں تنہا چھوڑ سکتے ہیں جب کہ تمہارے بہت سے مہربان موجود ہیں!"

"بھائی خدا کا شکر ہے اسی نے آپ کے طفیل ان نامہربانوں سے مجھے بچا لیا یہ احسان شکریہ کے حقیر الفاظ سے بہت بالاتر ہے یہ تو فرمائیے آپ کو میری مصیبت کا علم کیسے ہوا؟"

ریاض نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "میرے عزیز دوست نسیم نے مجھے اس کی اطلاع دی کیونکہ یہ تمہارے لئے مجھ سے درخواست کر چکے تھے میں بھی انھیں پسند کرتا تھا، میں نے انھیں وہاں آنے کی اطلاع دی اور چچا کے ہاں کی بھی اطلاع کے لئے انہیں لکھا مگر یہ خود سیدھے سٹیشن پر مجھ سے ملے تمہاری مصیبت کی مفصل کیفیت مجھے سنائی اسی لئے میں بغیر اطلاع دئے چچا کے ہاں پہنچ کر تمہیں بچا سکا۔ لہٰذا سب سے پہلے تمہیں اپنے شوہر نسیم کا شکرگزار ہونا چاہیئے"

شمیمہ نے نسیم سے پوچھا "آپ کو ہمارے ہاں کے معاملات کا علم کیسے ہوا؟" نسیم نے ہنستے ہوئے کہا "اپنے مہربان دوست فیاض سے۔ وہ گھر کی تمام باتیں یہاں تک کہ آپ کے عادات و اطوار وضع قطع آپ کے خیالات علم و ہنر کا تذکرہ کھلے بندوں کلب کے عام ممبروں کے سامنے کرتے رہتے ہیں نیز آپ کے خیالات فیاض صاحب کے خیالات سے بالکل متضاد ہیں۔ مگر آپ اپنی چچی کے قبضہ میں ہیں سوائے فیاض صاحب کے آپ کا عقد کسی سے نہیں ہو سکتا صرف آپ کے بھائی صاحب کا تھوڑا بہت خوف ہے۔ یہی حالات سنکر میں نے ہمت کر کے ریاض صاحب سے آپ کے لئے درخواست کی تھی۔ ایک دن معلوم ہوا آپ کا نکاح زبردستی فیاض صاحب سے کیا جائے گا میں نے گھبرا کر ریاض صاحب کو بذریعہ تار اطلاع دی اس کے بعد کے واقعات کا تو آپ کو علم ہے"

ریاض نے ہنسکر کہا "آپ کو معلوم نہیں چچی چچا پر بےطرح حاوی ہیں لہٰذا ہر معاملہ میں چچا پر فسخ باقی ہیں"

شمیمہ نے کہا "لیکن بھائی اس دفعہ انھیں نہایت فاش شکست ہوئی چچی جیسی عورتوں کے لئے کبھی کبھی آپ جیسے مردوں سے مقابلہ ہو جانا اس قسم کی دوسری عورتوں کے لئے معقول سبق ہے"

ریاض نے کہا "چچی کو اس شکست سے بڑی خفت ہوئی ہے اور بہت جل رہی ہیں سنا ہے انھوں نے قسم کھائی ہے کہ چچا کی زبان پر ہمارا نام نہ آنے دینگی۔

مہرالنسا ہمشیرہ غلام دستگیر کرانچہ

چونا

چونا ہمارے ہندوستانی گھروں میں پان کی بدولت عام طور پر مستعمل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے زیادہ اور رکھنے کے طریقوں سے اکثر بہنیں ناواقف ہیں۔ جن گھروں میں پانوں کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے ان میں عام طور پر ہوتا ہے کہ سیر دو سیر چونا بازار سے منگا کر بجھایا گیا اور پھر اسکو چھان کر گھڑے میں بھر کر پانی ڈالا اور رکھ دیا۔ اس میں یہ فایدہ تو ضرور ہے کہ چھن کر صاف ہو جاتا ہے اور کنکری وغیرہ نہیں رہنے پاتی جس سے دانت بھی کرکرے ہوں اور منہ بھی پھٹے۔ مگر یہ دقت ضرور رہتی ہے کہ گرمی کے موسم میں دوسرے تیسرے اور جاڑے برسات میں آٹھویں دسویں دن جب تک خیال سے پانی نہ ڈالا جائے چونا سوکھ کر مر جاتا ہے۔ اور پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔ اس لیے سب سے بہتر طریقہ چونا رکھنے کا یہ ہے کہ بغیر بجھی خشک ڈلیاں کسی ٹین یا لکڑی کے ڈبے میں رکھدی جائیں۔ دو تین روز میں وہ خود بخود کھل کر بالکل باریک میدہ سا ہو جائے گا۔ اگر کوئی ڈلی رہی ہوگی تو علیحدہ ہو جائیگی یا ایک کنکریاں کپڑے میں چھان لی جا سکتی ہیں۔ غرض وہ سوکھا ہی رکھا جائے اور ضرورت کے وقت پانی میں گھول کر کام میں لایا جائے تو اول تو اس کے چھاننے کی زحمت نہوگی اور بفرض محال ہوئی بھی تو سوکھا چونا چھاننا گھلے ہوئے چونے کے چھاننے سے کہیں زیادہ آسان ہے پھر روز کی دیکھ بھال سے بھی نجات رہیگی اور یہ عذاب نہ ہوگا کہ پانی ڈالنا بھول گئے تو سب چونا مر کر بیکار ہوا اور کی کرائی محنت ذرا سی غفلت میں ضایع ہو گئی۔ اگر چونا تیز زیادہ ہو تو جس وقت پاندان کی کلہیا میں ڈالا جائے پانی کے ساتھ اس میں دو تین چمچہ دودھ بھی ڈالدیں اس سے اس کی تیزی کم ہو جائیگی اور منہ نہیں پھٹے گا۔

چونا اپنی ذات سے نہایت ہاضم چیز ہے۔ اسی لیئے اسکا پانی دوا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اور انگریزی دوکانوں سے بنی بنائی بوتلیں "لائم واٹر" کے نام سے نہایت قیمتی بکتی ہیں۔ بہت سی مائیں اپنے بچوں کو ڈاکٹر کی ہدایت دیتی ہیں مگر نہیں جانتیں کہ یہ کیا چیز ہے۔ حالانکہ لائم واٹر بھی چونے کا پانی ہے جو روزمرہ پان میں کھایا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ بھی نہایت آسان ہے۔ تین ماشہ بغیر بجھا چونا پاؤ بھر پانی میں ڈالکر ایک شیشے کے گلاس میں رکھدیجئے اور چوبیس گھنٹے اسے یونہیں بغیر ہلائے جلائے پڑا رہنے دیجئے۔ چوبیس گھنٹے بعد اس کے اوپر ایک ہلکی سی باریک کرکری تہ جم جائے گی اور چونا گلاس کے پیندے میں بیٹھ جائے گا اور پانی بالکل صاف نتھرا ہوا ہوگا۔ اس وقت اس باریک پپڑی کو آہستہ آہستہ علیحدہ کر دیجئے اس طرح کہ پانی کے ہلنے سے نیچے کا چونا پانی میں نہ مل جائے پھر کسی فلالین یا جاذب کے ٹکڑے میں اس پانی کو چھان لیجئے فلالین یا جاذب میں

معمولی کپڑے کی بہ نسبت چھاننا مشکل ہے اس لئے ایک پیالے پر فلالین یا جاذب کا ٹکڑا رکھ دیجئے بیچ میں ذرا سا گڑھا کر دیجئے۔ اور چونا پانی گڑھے میں آسکے ہلکے سے رکھ کر باقی پانی میں چونا نہ ملنے پائے) ڈال دیجئے جب وہ بوند بوند ہو کر ٹپک جائے تو اور پانی ڈال دیا جائے۔ جب گلاس کا سب پانی اس طرح چھن جائے تو شیشی میں بھر کر ڈاٹ لگا کر رکھ چھوڑیئے۔ چھوٹے بچے جنکو گائے کا دودھ ہضم نہیں ہوتا اور دست آنے لگتے ہیں انکے دودھ کی ہر خوراک میں عمر کے حساب سے چار بوند سے لیکر ایک چار کا چمچہ تک ملایا جائے انشاء اللہ پہلے ہی دن دست رک جائیں گے۔ لیکن قابض بہت ہوتا ہے اس لئے دست بند ہو جانے پر اسکا استعمال فوراً ترک کر دینا چاہئے دانت نکلنے کے زمانے میں اکثر بچوں کو دست آنے لگتے ہیں ان میں خاص طور پر چونے کا پانی مفید ہے۔ شیر خوارگی کی عمر سے نکلکر بھی بعض بچوں کے معدے کمزور ہوتے ہیں اور اکثر دستوں کی شکایت رہتی ہے ایسے بچوں کو اگر تھوڑے عرصہ پابندی کے ساتھ چونے کا پانی دیا جائے تو رفتہ رفتہ معدہ قوی ہو جائے گا اور دستوں کی شکایت بالکل جاتی رہے گی۔ مگر متواتر استعمال کرنا ہو تو مقدار بہت کم رکھنی چاہئے ورنہ قبض ہو کر نقصان پہنچے گا۔ تازہ بنا ہوا پانی زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے اس لئے ہر ہفتہ تازہ بنا لینا چاہئے۔ میں اپنے بچوں کو دکان کا بنا ہوا لائم واٹر کبھی نہیں دیتی۔ ہمیشہ اسی ترکیب سے خود بناتی ہوں اور خدا کے فضل سے بچے تندرست رہتے ہیں۔

ظفر جہاں

دنیا کا پہلا کمسن کمانڈر انچیف اور گورنر جنرل

یوں تو دنیا میں بہت سے شجاع و بہادر اور کمسن دلیر و جوانمرد گذرے ہیں مگر تاریخ عالم میں کوئی ایسا کمسن بہادر نہیں ملتا جس نے ایک سپہ سالار کی حیثیت سے سے کسی غیر ملک کو فتح کیا ہو اور پھر وہاں کا گورنر جنرل بھی مقرر ہوا ہو۔ اور پھر اس نے بہت لیاقت، قابلیت اور دانشمندی سے اس ملک پر کامیابی کے ساتھ حکومت کی ہو۔

یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ انکی تاریخ ازمنہ میں ایک ایسا بہادر جری۔ شیر دل جوانمرد گذر چکا ہے۔ جو ۱۷ سال کی عمر میں سندھ کو فتح کر کے وہاں کا گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اور پھر نہایت انصاف و کامیابی کے ساتھ اس ملک پر حکومت کر کے نہ صرف ملک کو بلکہ اس ملک کے باشندوں کے دلوں کو بھی تسخیر و فتح کر لیا۔

ان کارناموں نے اس کے نام کو حیات جاودانی اور شہرت غیر فانی کا بیش بہا تاج پہنا دیا۔ آج ہم اس کے کارناموں پر فخر کرتے ہیں۔ مگر اپنے مشاہیر اسلاف کے کارناموں پر فخر و مباہات کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ کیونکہ انکی روحیں ہمارے اعمال و افعال سے متنفر ہونگی اور ہم جیسے نالائق جانشینوں پر انکی

رہ ہمیں شرمندہ ہونگی۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنے مشاہیر اسلاف کے کارناموں سے قومی غیرت خودداری۔ ہمت و استقلال۔ استقامت اُولوالعزمی، اصابت رائے جوانمردی۔ بہادری۔ تحمل برداشت عزت نفس، عشق الٰہی۔ علو ہمتی کا سبق سیکھیں۔ اور اپنی قومی عظمت و عزت اور وقار کو بڑھائیں۔

سندھ پر یوں تو محمد بن قاسم سے پہلے کئی بار حملہ ہو چکا ہے۔ مگر قابل ذکر اور حجاج بن یوسف کے بھیجے ہوئے دو لشکر محمد بن قاسم سے پہلے آئے اور سندھ پر حملہ کیا مگر ان کو شکست ہوئی۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک بار راجہ سراندیپ نے جو اسلام قبول کر چکا تھا۔ خلیفہ وقت کے لئے آٹھ جہازوں کا ایک بیڑا اور قیمتی چیزیں معہ بہت سے مال و اسباب کے بطور تحفہ کے روانہ کیا۔ ان جہازوں میں بہت سے تجار بھی تھے جن کے پاس اسباب تجارت کثرت سے تھا اور بہت سے مرد بچے اور عورتیں تھیں جو حج کے لئے جا رہی تھیں جن میں سے بہت سی بیوہ عورتیں اور یتیم بچے تھے جنکے شوہر و باپ اس ملک میں انتقال کر گئے تھے۔ اور وہ اپنے ملک واپس جا رہی تھیں۔ اتفاقاً بحری طوفان کے باعث بیڑا ساحل سندھ پر آلگا۔ جسکو راجہ کے گورنر نے لوٹ لیا اور مسافرین کو قید کر کے جہازوں کو سندھی بیڑے میں شامل کر لیا۔ وفد ایک آدمی کسی طرح سے بچ کے حجاج گورنر عراق کے پاس پہنچے اور اس سے فریاد کی تو اس نے راجہ سندھ کو لکھا کہ "تمہارے گورنر نے بیگناہ مردوں و عورتوں کو گرفتار کر کے جہاز کے بیڑے اور قیمتی مال و اسباب کو لوٹ لیا ہے لہٰذا مال و اسباب اور جہاز واپس کر دو اور بیکس و بیگناہ لوگوں کو قید سے نجات دیکر اپنے افسروں کو سزا دو"

مگر اس جائز مطالبہ کا کوئی اطمینان بخش جواب دینے کے بجائے راجہ سندھ نے لکھا کہ "جہاز لوٹنے والے ہماری دسترس سے باہر ہیں۔ تم خود آکر اپنے مال و اسباب و قیدیوں کو چھڑا لیجاؤ"

جب حجاج کے پاس یہ اشتعال انگیز جواب پہنچا تو اس نے مجبور ہو کر عبداللہ اسلمی کے زیر کمان ایک مختصر فوج روانہ کی مگر عبداللہ شہید ہوئے اور انکی فوج شکست کھا کر واپس آئی۔ پھر حجاج نے ۴ ہزار فوج بدیل بجلی کی ماتحتی میں روانہ کی مگر اسے بھی شکست ہوئی۔

حجاج نے ایک بار اپنے داماد محمد بن قاسم کے زیر کمان ۶ ہزار فوج سندھ کی طرف بھیجی۔ یہ غور کا مقام ہے کہ ایسے نازک اور خطرناک مہم پر جبکہ اس سے پہلے ۲ فوجیں تباہ و برباد اور ۲ کار آزمودہ سپہ سالار شہادت کا پیالہ نوش کر چکے تھے اسنے اپنے ۱۷ سالہ کمسن داماد کو کیوں روانہ کیا۔ ضرورت تو تھی کہ وہ بالفتضائے محبت اپنے داماد کو کسی پرامن صوبہ کا گورنر بنا دیتا۔ مگر اسنے محمد میں غیر معمولی بہادری ہمت۔ جرأت دیکھی۔ اور اسکے پہلو میں مذہب و ملت کے لئے ایک سچا جانثار و جانباز دل محسوس کیا اور اسکے سینہ کو ایک آتشکدہ کے مثل پایا جو اپنے ملک و ملت اور مذہب کے لئے ہر وقت سوزاں رہتا تھا۔ اسکی روح کو عشق الٰہی کے نشہ سے مخمور دیکھا جس سے اسکی کامیابی کا حجاج کو پورا یقین ہو گیا۔

بہرکیف حجاج نے محمد بن قاسم کو ۱۲ ہزار کی فوج کیساتھ روانہ کیا اور اسکی مدد کے لئے حزم بن مغیرہ کی ماتحتی میں ایک بحری بیڑا بھی ساتھ کر دیا۔ محمد بن قاسم ارض سندھ میں فتح و ظفر کے جھنڈے اڑاتا داخل ہوا ہر منزل اور ہر مہم پر کامیابی

اسکی خادم بنی۔ نصرت اسکی کنیز۔ فتح اسکا چاکر۔ اور اقبال اسکا غلام ہوا ہر شہر اور ہر قریہ میں جہاں اسکا گذر ہوتا اسے پوری فتح ہوتی اور پھر اسکے نیک سلوک اور اعلیٰ مراعات کے سبب سے بہت سے شہروں نے پہلی ہی سے امان طلب کرلی اور حاکم شہر وامراء اور عوام معہ ہدیہ اور تحائف کے اسلامی لشکر کے استقبال کو نکلے۔ پرتپاک خیر مقدم کئے اور عزت واحترام سے شہر میں لیگئے۔ محمد بن قاسم نے بھی شہر والوں کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا۔ اور کسی قسم کے ظلم وجبر اور سختی کو روا نہ رکھا۔

غرض محمد فتح وظفر کے پھریرے اڑاتا ہوا بہرورچ میں داخل ہوا جہاں راجہ داہر والئے سندھ کے بھتیجے نے قلعہ بند ہو کر لڑائی شروع کی مگر یہاں بھی محمد کو کامیابی ہوئی اور بہرورچ کے جاٹوں نے محمد کے عمدہ برتاؤ اور نصیحتوں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا

محمد نے پھر آگے بڑھکر سیوستان کو فتح کیا اور پھر جے وا میں آکر راجہ داہر والئے سندھ سے صف آرا ہوا بڑی سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ معرکہ کارزار ۳ دن گرم رہا۔ تیسرے دن راجہ کی فوج کا بڑا حصہ مقتول ہوا اور بقیہ بھاگ گیا مگر خود راجہ ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ آخر میں محمد بن قاسم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اب محمد بن قاسم نے برہمن آباد کا محاصرہ کیا برہمن آباد کا قلعہ بہت مضبوط تھا اور راجہ داہر کا بیٹا جے سنگھ قلعہ بند ہو کر حملوں کا جواب دیتا رہا۔ آخر چھ ماہ بعد یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا تو محمد شہر الور کی طرف روانہ ہوا۔ اور یہ شہر بغیر لڑے محمد کے ہاتھ آگیا اور شہر والوں نے ہتھیار ڈالدئے اور امان طلب کرلی۔

محمد بن قاسم نے اب ملتان کا محاصرہ کر کے اسے بھی فتح کرلیا اور ملتان کے قید خانہ سے تمام مسلمان حاجیوں تاجروں اور بے بس عورتوں مردوں کو زندان بلا سے نجات دی جو راجہ داہر کے حکم سے پکڑ کر پہلے برہمن آباد پھر الور پھر ملتان میں قید کیے گئے تھے

تمام سندھ فتح کرنے سے پہلے محمد بن قاسم ہر اہم معاملہ در ملکی ومالی اور سیاسی امور میں حجاج سے حکم حاصل کر کے عمل درآمد کرتا۔

محمد بن قاسم حجاج کی ہدایات کے مطابق رعایا کے ساتھ عفو و درگذر اور امان دہی مفتوح نوازی۔ رعایا پروری کے ساتھ پیش آتا۔ اور انکی فلاح وبہبود کے کاموں میں دل کھولکر روپیہ خرچ کرتا۔ کاریگروں سوداگروں پیشہ وروں۔ زمینداروں سے کچھ تعرض نہ کرتا سرداروں کو حسب مراتب انعام واکرام سے مالا مال کر دیتا اکابر وامراجو اسکی ملاقات کو آتے انکے عزت واحترام سے پیش آتا۔ اور قیمتی خلعت انعام دیتا۔ غرض رعایا نوازی اور انتظام مملکت میں اسنے اپنی بیمثال قابلیت ظاہر کی۔ جسکی وجہ سے حجاج نے فتح سندھ کے بعد ہی فوراً محمد بن قاسم کو گورنر جنرل بنا دیا

محمد بن قاسم نے اپنے فرائض کو جس خوبی سے سرانجام دئے وہ اظہر من الشمس ہیں اسنے نہایت دانائی۔ لیاقت قابلیت سے حکومت کی اسکے زمانہ گورنری میں ملک کو ہر طرح سے ترقی ہوئی۔ ملک سرسبز وشاداب ہوگیا۔ تجارت وزراعت میں ترقی ہوئی۔ لوگ خوشحال نظر آنے لگے علوم وفنون کا چرچا ہونے لگا اسنے اپنے عہد حکومت میں یہ بھی کوشش کی کہ ہندوؤں کی دلشکنی نہ ہو انکے حقوق فراہمی پامال نہ ہوں۔ سندھ کی عبادات کیلئے جاگیریں دیں۔ برہمنوں کو اعزاز و بڑے بڑے عہدے دئے۔ صوبہ کا بالکل ہندوؤں کے ہاتھ میں کر دیا یہ صفات ومحامد ہیں جنہوں نے محمد بن قاسم کو شہرت عام اور بقائے دوام کا غیر فانی اور بیش بہا خلعت پہنا دیا۔

کاش ہم آج بھی ان اعلیٰ اخلاق اور ستودہ صفات سے اپنے آپکو متصف کریں تو کچھ شک نہیں کہ ہماری بیچکی خاریں بڑی ہوئی قوم پھر بام عروج پر چڑھے اور اپنی پہلی عظمت پھر حاصل کرے۔ لیکن [illegible]

عصمت جنوری ۱۹۳۲

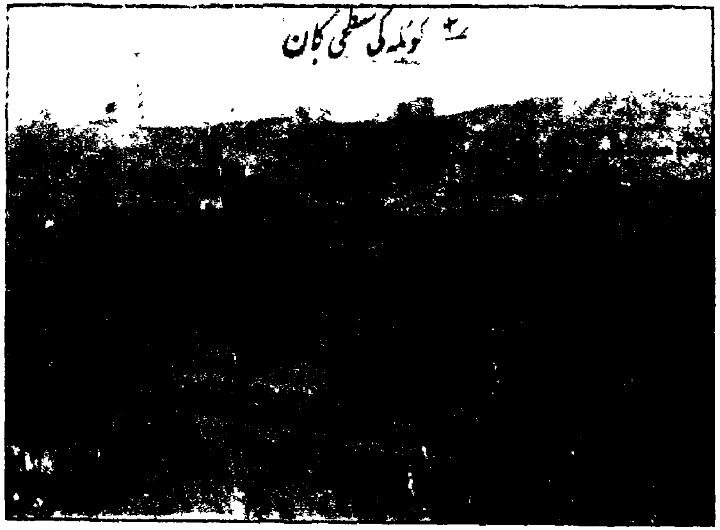
کوئلہ کی کان


کان کی زمین دھنس جانے کا خوفناک نظارہ (جھریہ)


۵ کان گرجانے کا ایک دوسرا مہیب منظر


۶ کوئلہ کے میدان کی عام زمین کا منظر

کوئلہ کی کان



۲ کوئلہ کی سطحی کان



دریائے دامودر جو بکارو کی کوئلہ کے میدانوں سے گذرتا ہے
کوئلہ کے میدانوں میں دریا کا ہونا عموماً ضروری ہے



تین منزلہ عمارت جو کان کے اوپر تھی، در زمین دھنس جانے سے اندر دھنس گئی ہے

کوئلہ کی کان

کوئلہ جسکا آپ نے کبھی دھیان بھی نہ کیا ہوگا، مغربی ممالک کی قوت، تجارت، حیرت انگیز مشینوں اور موجودہ تہذیب کا اصل سہارا ہی نہیں بلکہ انکی سب سے بڑی دولت و نعمت تصور کیا جاتا ہے۔ یورپین ممالک کی خوشحالی کا اندازہ ان کی جمادات کی فراوانی اور جمادات میں سب سے زیادہ کوئلہ کی افراط اور اس کے صحیح استعمال اور اس سے کامل فائدہ اٹھانے کی اہلیت سے کیا جاتا ہے۔ جان رابنسن ایک مشہور انگریز عالم معدنیات کہتا ہے: "یہ مسلمہ ہے کہ برطانیہ کی خوشحالی کا ذریعہ اسکی معدنیات اور خصوصاً کوئلہ ہے۔ کوئلہ کی فراوانی اور لوہے کی افراط نے ہمیں اس قابل بنا دیا کہ ہم ایک عظیم الشان جنگی و تجارتی بحری بیڑا طیار کر سکے جس کے ذریعہ ہم ایک لامحدود بحری تجارت اور ایک پرجلال سلطنت کے مالک بن گئے"۔

اگر میں آپ کو ان لاتعداد چیزوں میں سے جو کوئلہ سے نکلتی اور بنتی ہیں چند کے بھی نام بتاؤں تو آپ کو اس درجہ حیرت ہوگی کہ شاید آپ میرے صحیح بیان کو پریوں کی کہانی سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گی۔ لیجئے سنئے! یہ سبز، سرخ، نیلے پیلے، کچے، پکے خوشنما رنگ کالے کوئلہ ہی میں سے نکلتے ہیں۔ کوئلہ سے نکلا ہوا "بنزول" ہوائی جہازوں کو آسمان میں ہوا پر اڑائے پھرتا ہے۔ پٹرول کی طرح موٹر چلانے کے بھی کام آتا ہے۔ سر کے درد کو رفع کرنے کی مشہور دوا "اسپرین" اور بخار اتارنے کی دوائیں اور جلاب کے تیل بھی کوئلہ ہی سے نکلتے ہیں۔ فنائل اور زخموں کو دھونے اور جراثیم سے پاک صاف کرنے والی دوائیں اور بدبو اور گندگی کو رفع کرنے والے مرکب بھی کوئلہ ہی سے بنتے ہیں۔ کھیتوں کے لئے کیمیاوی کھاد (المونیم سلفیٹ) بھی کوئلہ ہی سے بنائی جاتی ہے۔ ہماری سڑکوں اور مکان کی چھتوں کو مضبوط و ہموار بنانے کے لئے ڈامر کی شکل کی مختلف چیزیں کوئلہ ہی سے نکالی جاتی ہیں۔ مشینوں میں دینے کے بھاری و ہلکے تیل بھی کوئلہ سے نکالے جاتے ہیں۔ فولاد کی ساخت میں سب سے بڑا حصہ کوئلہ (کوک) کا ہی ہوتا ہے۔ بم کے گولے بنانے میں کوئلہ ہی کا ایک جز پکرک ایسڈ Picric Acid سب سے زیادہ کام میں آتا ہے۔ میں آپ کو کہاں تک بتاؤں، دودھ سے زیادہ سفید "نفتھلین" (جس کی گولیاں گرم کپڑوں میں رکھتے ہیں) اور شہد سے زیادہ شیریں "سیکرین" جسکا ایک ماشہ دو سیر شکر کا کام دیتا ہے اور مصنوعی مشک، چنبیلی اور دار چینی کا تیل نارنگی کا ست اور طرح طرح کے عطریات تک بھی کوئلہ ہی کے مختلف اجزاء سے تیار کئے جاتے ہیں۔ موجودہ تجارتی میدانوں میں کوئی ایسا میدان نہیں کہ جو کوئلہ کے اجزاء سے بنائی ہوئی اشیاء سے خالی ہو۔

چونکہ کوئلہ کے متعلق عام طور پر ہم ہندوستانیوں کو زیادہ واقفیت نہیں اسلئے میں نے اس موضوع پر آپ کی دلچسپی کے لئے یہ مضمون لکھنے کی جرأت کی ہے۔ میری ایک عزیزہ نے اس مضمون پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ بھلا "**عصمت**" میں ایسے مضمون کی کیا ضرورت ہے جبکہ مردوں تک کو واقفیت نہیں تو عورتوں کیلئے ایسے مضامین یقینی بیکار ہیں۔ میرا ایسے لوگوں کے لئے صرف یہ جواب ہے کہ مردوں کی واقفیت سے ابتک کوئی نتیجہ نہیں ہوا اس ہی لئے تو اب ایسی باتیں عورتوں کو بتانا چاہتا ہوں تاکہ اگر انہیں ان باتوں کا کچھ خیال رہ جائے اور وہ قصہ و کہانی کی طرح اپنے بچوں سے انہیں کہیں تو وہ کمی جو ہم مردوں میں رہ گئی وہ ابتدا ہی سے پوری ہوتی جائے اور خدا کرے کہ ہماری آیندہ نسلیں عورتوں ہی کے ذریعہ سے سدھر کر دنیا کی عام باتوں سے لاعلمی کی خجالت سے بچ جائیں۔

کوئلہ کب اور کس طرح پیدا ہوا علم الارض (جیولاجی) کے ذریعہ ابتک یہ تحقیق ہوا ہے کہ ہماری زمین کی عمر پچاس کروڑ برس سے کم نہیں ہے۔ اس تمام عمر کے چار دور مانے گئے ہیں (۱) پہلا دور طفلی سمجھئے جبکہ نہ حیوانات تھے نہ نباتات و جمادات۔ اس دور میں زمین ایک آگ کا شعلہ مجسم تھی لیکن ایک عرصہ کے بعد اسکی سطح سرد ہونے لگی (۲) دوسرا دور بچپن کا سمجھئے جبکہ کچھ معمولی ابتدائی زندگی کے آثار شروع ہونے لگے تھے۔ اس دور میں بعض نباتات اور چند بہت ہی نیچی قسم کے جانور پیدا ہوئے لیکن پرندوں اور چرندوں کا اسوقت تک پتہ بھی نہ تھا (۳) تیسرا دور جوانی سمجھئے جبکہ نباتات کی کثرت تھی اور ساگ پات کی مانند سبزی بہتات سے تھی، بڑے بڑے درخت نہ تھے۔ اس دور میں سانپ کی قسم کے جانور اور حشرات الارض پیدا ہوئے اور اس ہی دور میں کوئلہ کے پیدا ہونے کی ابتدا مانی جاتی ہے (۴) چوتھا دور دنیا کی جوانی کا کہئے جبکہ چرند پرند، نباتات و جمادات سب پیدا ہو چکے تھے۔ اس دور کے آخر میں حضرت انسان عدم سے وجود میں آئے۔ گویا کوئلہ حضرت انسان سے بہت پہلے زمین میں پیدا ہو چکا تھا۔

یہ روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ زمین کی سطح ایک حالت میں قائم نہیں رہتی، یہاں نشیب تھا وہاں فراز اور جہاں فراز تھا وہاں نشیب ہوتا رہتا ہے۔ زمین کی سطح میں یہ تغیر اور تبدل بارش، ہوا، موسم، ندیوں اور زلزلوں وغیرہ کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ اگر آپ غور سے کسی دریا کے کناروں کی حدود وغیرہ کو ایک دو سال بھی ملاحظہ فرمائیں تو یہ صاف ظاہر ہو جائیگا کہ وہ ہر برسات کے بعد کس قدر بدلتی رہتی ہیں، کہیں پانی مٹی کے ٹیلوں کو کاٹ پھینکتا ہے اور کہیں مٹی لاکر ٹیلے بنا دیتا ہے، کہیں چٹانوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور کہیں ان کو چھپا دیتا۔ زلزلہ جب آتا ہے تو وہ بھی حیرتناک تغیرات سطح زمین میں لا کر جاتا ہے مثلاً ۱۸۱۹ء میں دریائے سندھ کے میدانوں میں زلزلہ آیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ سو مربع میل سطح زمین سب کی سب تقریباً ۱۰ فٹ اونچی ہوگئی اور دوسری طرف دو ہزار مربع میل میدان اتنا نیچا ہوگیا کہ اس میں پانی بھر آیا اور وہ ایک جھیل اور دلدل میں تبدیل ہوگیا۔ اسی طرح بعض شہر کے شہر اور ملک کے ملک زلزلوں کے ذریعہ زمین دوز یا سمندر کی نظر ہو گئے ہیں اور بعض سمندر کی زمین اس قدر اونچی ہو گئی ہے کہ پانی خشک ہو کر بڑے بڑے ملک بن گئے ہیں اب جبکہ زمین کی عمر کا تخمینہ پچاس کروڑ برس کیا جاتا ہے تو اس طویل عرصہ میں کئی بار خشکیاں سمندر اور سمندر خشک ہوتے رہے ہوں گے۔ یہ سمجھ لینے کے بعد کوئلہ کی ابتدا پر غور فرمائیے۔ دنیا کے دور سویم میں نباتات بکثرت تھی وہ زمین پر گر کر دبی اور کھات بن گئی اس کھات سے اور نباتات پیدا ہوئی اور وہ بھی گر کر دب گئی گویا نباتات کی تہ پر تہ لگتی گئی اب زلزلے یا کسی اور سبب سے سطح زمین میں تغیر ہوا اور یہ نباتات زمین میں بہت نیچے دب گئی دوسری حالت میں یہی نباتات دریاؤں وغیرہ کے ذریعہ ریت میں ملکر بہتی ہوئی کسی جھیل یا سمندر میں جمع ہوتی رہی اور آخر کار تہ پر تہ جمتے جمتے وہ زمین میں سینکڑوں اور ہزاروں گز نیچے دب گئی اور جب وہ جھیل یا سمندر کسی تغیر کی وجہ سے خشکی بن گیا تو یہ نباتات اس خشکی کے نیچے دبی ہوئی رہی، یہ پھر حرارت زمین سے اس طرح جلی کہ کوئلہ ہوگئی اور اس میں معدنیات اور پتھر کا جز ملنے اور دباؤ پڑنے سے پتھر کا کوئلہ بن کر رہ گئی۔ اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ لکڑی اور پتھر کے کوئلہ میں کوئی خاص پیدائشی فرق نہیں جس طرح لکڑی کے جلانے اور اسکو خاک ہونے سے بچا لینے سے لکڑی کا کوئلہ طیار ہوتا ہے اسی طرح نباتاتی مادہ کے زمین میں دب جانے اور وہاں زمین کی حرارت کے ذریعہ ایک حد تک جلنے سے پتھر کا کوئلہ بن جاتا ہے اور چونکہ یہ زمین میں دبا ہوتا ہے اسلئے اس میں دیگر معدنی اجزاء اور پتھر وغیرہ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

کوئلہ کہاں کہاں اور کس مقدار میں پیدا ہوتا ہے؟ انگلستان، فرانس، جرمنی، امریکہ، ہندوستان اور چین میں سب ممالک سے زیادہ کوئلہ پیدا ہوتا ہے لیکن قسم کے لحاظ سے سب سے اچھا اور سب سے زیادہ کوئلہ انگلستان میں ہوتا ہے گو جرمنی کوئلہ سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے انگلستان میں تقریباً چھ سو کروڑ من (۶ ارب من) اور ہندوستان میں ساڑھے باسٹھ کروڑ من کوئلہ سالانہ پیدا ہوتا ہے گویا ہندوستان میں انگلستان سے آٹھ گنا کم کوئلہ کی پیداوار ہے۔ ہندوستان میں بنگال (رانی گنج)، بہار و اڑیسہ (جھریا و بکارو) اور آسام اور صوبہ متوسط میں کوئلہ کی کانیں ہیں، اس میں سے جھریا اور بکارو کی کانیں کل ہندوستان کی نوے فیصدی کوئلہ کی پیداوار کی ذمہ دار ہیں ممالک مغربی و مشرقی کا اگر مقابلہ کیا جائے تو یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مغربی ممالک کی دولت و ترقی کا دارومدار کوئلہ پر ہے اور مشرقی ممالک کا کاشتکاری پر۔

کوئلہ کے خزینوں کا کسطرح پتہ لگاتے ہیں۔ ماہرین علم طبقات الارض (جیولاجسٹ) اس کام کو انجام دیتے ہیں۔ یہ فطرت کا مقررہ قاعدہ ہے کہ زمین میں جہاں بھی کسی ایک قسم کی چٹانیں ہوتی ہیں تو انکی ترتیب ہزاروں گز کی گہرائی سے زمین کی سطح تک یکساں ہوتی ہے مثلاً جہاں بھی کوئلہ ہوا اسکے اوپر اور نیچے کی چٹانیں ہمیشہ ایک ہی قسم کی ہونگی اور اسکے مختلف طبقات کی ترکیب وہ ہوگی کہ جو نقشہ سے ظاہر ہے۔ یہ ترکیب کبھی بھی نہیں بدلتی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ چند یا سب طبقات اوپر کے نہ ہوں۔ تمام دنیا کے کوئلہ کے میدانات میں سے شاید چند ہی ایسے ہوں کہ جہاں کوئی نہ کوئی دریا نہ بہتا ہو۔ ہر دریا اپنے کنارہ میں تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے کہیں چٹانوں کو کاٹ کر انکے طبقات کو کھول دیتا ہے اور کہیں اونچی جگہ کی مٹی وغیرہ کو کاٹ کر خود چٹانوں کی ترتیب کو ظاہر کر دیتا ہے۔ ایک جیولاجسٹ کوئلہ کی تلاش میں دریا کے کنارہ کنارہ چٹانوں کے طبقات کو دیکھتا ہوا میلوں چلا جاتا ہے اور جہاں بھی کہیں مندرجہ بالا طبقات میں سے ایک بھی طبقہ نظر آجائے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ اسکے نیچے ضرور کوئلہ ہوگا جہاں دریا نہ ہوں وہاں زمین میں سوراخ کر کے مختلف چٹانوں کے طبقات کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اگر وہ چٹانیں جو کوئلہ کے خزینہ کے اوپر ہوتی ہیں ملجائیں تو گہرائی میں کوئلہ کا ہونا یقینی مان لیا جاتا ہے ہندوستان کے مشہور کوئلہ کے میدانوں (جھریا و بکارو) میں دریائے "دامودر" بہتا ہے۔ ہم اس دریا اور اسکے اطراف



کی ایک تصویر دے رہے ہیں اس کے کنارے کنارے اگر آپ میل بھی چلے جائیں تو آپ کو کوئلہ کی اوپر کے قریب قریب کے تمام طبقات جابجا نظر آ سکتے ہیں اور بعض جگہ صاف کوئلہ کا طبقہ ہی سامنے دکھائی دیگا۔

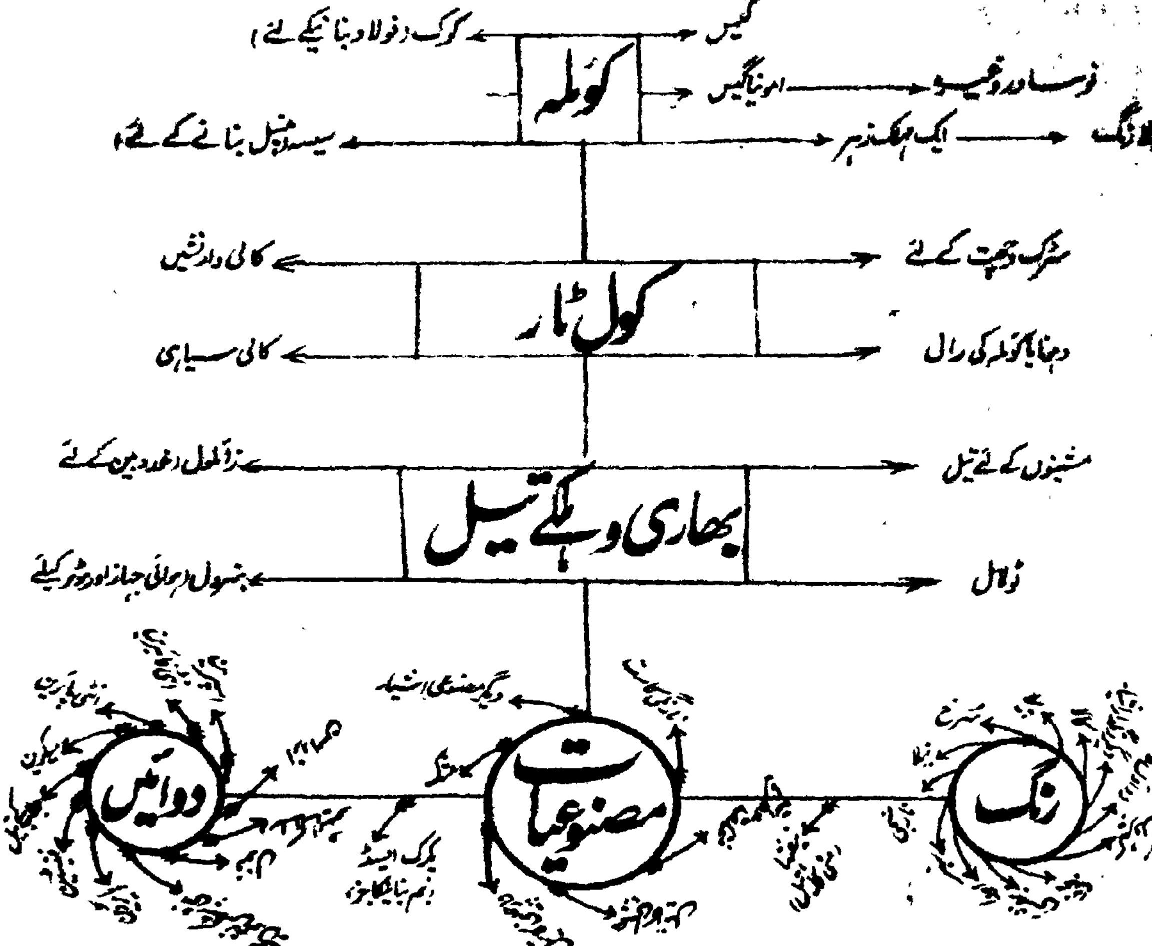
کوئلہ کی کانوں کی گہرائی ان مختلف طبقوں کی دریافت اور ان کی گہرائی معلوم کرنے سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کوئلہ کتنی گہرائی میں ملیگا۔ مثلاً بکارو میں ذرا سی مٹی ہٹانے کے بعد چونے کے پتھر کا طبقہ نکل آتا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بہت ہی کم کھودنے کے بعد کوئلہ نکل آئیگا اور ایسا ہی ہے۔ ہمارے بنگلہ کے چاروں طرف جیسا کہ دریا روالی تصویر سے ظاہر ہوگا مندرجہ بالا طبقات میں سے کوئی طبقہ بھی نہیں سطح زمین ہی کوئلہ مل جاتا ہے۔ اس زمین پر چلنے ہی سے پاؤں کالے ہو جاتے ہیں سفید کرچ کا جوتا پہننا مشکل ہے۔ اس کے برخلاف ولایت میں بڑی گہرائی میں کوئلہ ملتا ہے مثلاً دنیا کی سب سے زیادہ عمیق کوئلہ کی کان "وہنکا سٹر" انگلستان میں ہے جس کی گہرائی ایک ہزار گز یعنی نصف میل سے کچھ زیادہ ہے۔ انسان بجلی کے جھولوں کے ذریعہ اسقدر نیچے اتر کر کام کرتے اور کوئلہ نکالتے ہیں۔ کوئلہ کی کان کی گہرائی کا اس مثال سے آپ کو خوب اندازہ ہو جائیگا کہ "کمبر لینڈ" میں ایک کوئلہ کی کان تین میل تک سمندر کے نیچے نیچے چلی گئی ہے گویا سمندر کے پیندے کے نیچے وہاں روزانہ لوگ کام کرتے اور کوئلہ نکالتے ہیں۔ ہمیں بچپن میں یہ بتایا جاتا تھا کہ سمندر کے نیچے زمین ہوتی ہی نہیں اور اب ہمارا ایک انگریز دوست یہاں بکارو میں موجود ہے جو وہاں سمندر کے نیچے کوئلہ کی کان میں مدت کام کر آیا ہے۔

کوئلہ کس طرح نکالتے ہیں کوئلہ تین طرح کی کانوں کے ذریعہ نکالا جاتا ہے (۱) **سطحی کان یا کواری** Quarry جہاں کوئلہ سطح زمین سے زیادہ گہرائی پر نہ ہو وہاں اوپر کی مٹی ہٹا کر اور پتھروں کو توڑ پھوڑ کر پانچ سات سو گز زمین کو کھود لیتے ہیں تو کوئلہ نکل آتا ہے اس کوئلہ کو دو دو تین تین سو گز نیچے تک گہرا کھودتے چلے جاتے ہیں، ہم "سطحی کان" کی ایک تصویر دے رہے ہیں جس میں مٹی، پتھر اور کوئلہ کے طبقات اور کان کی گہرائی معہ مزدوروں اور ان چھوٹی گاڑیوں کے جن کا ذکر آگے آئیگا صاف نظر آ رہے ہیں۔ (۲) **ڈھلوان کان** Incline اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک جگہ سے دس پانچ گز مٹی ہٹا کر ایک راستہ کے مانند سرنگ سی بنا لیتے ہیں اور جب کوئلہ نکل آئے تو اُس کو ڈھال دیکر نیچے کی طرف کھودتے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ کئی سو فیٹ کی گہرائی میں چلے جاتے ہیں۔ اس میں راستہ کے ذریعہ پیدل مزدور آ جا سکتے ہیں (۳) **اصل کان یا پٹ** pit اس کا طریقہ یہ ہے کہ مشینوں سے ایک کنوئیں کی مانند کھودتے گئے اور جبتک کوئلہ نہ ملے گہرا کرتے جاتے ہیں آپ فرمائیں گی کہ پانی نکل آتا ہوگا، بیشک پانی نکل آتا ہے لیکن اُس کو بجلی کے پمپ کے ذریعہ نکال دیتے ہیں اور پانی آنے کے راستہ بند کر دیتے ہیں، ایک سطح پر اگر پانی نکل آئے تو یہ ضروری نہیں کہ اُس سے گہرے جانے پر بھی اور پانی نکلے۔ یہ کنوئیں یا "پٹ" بہت ہی گہرے ہو جاتے ہیں ولایت میں آدھے میل سے زیادہ تک ہیں اور ہمارے یہاں بکارو کے قریب جارنڈیہہ میں بھی ایک ہزار فیٹ گہرا تو موجود ہے یعنی قطب صاحب کی لاٹ آپ نے دیکھی ہے اُس سے تین چار گنا زیادہ۔ جب پٹ کو کھودتے کھودتے کوئلہ کے طبقہ تک پہنچ جاتے ہیں تو وہاں چاروں طرف کوئلہ کھودنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح "پٹ" کے ہر طرف راستے بنتے چلے جاتے ہیں، ایسے ہی ہیں راستوں کا ذکر کر چکا ہوں کہ کمبر لینڈ میں سمندر کے نیچے تین میل تک چلے گئے ہیں۔ ہماری بکارو کی پٹ کا ایک راستہ پانچ سو فیٹ کی گہرائی میں ہمارے بنگلہ کے نیچے سے نکلکر دریا کے نیچے تک چلا گیا ہے۔ دریا روالی تصویر میں جو بنگلہ نظر آتا ہے گویا اُس کے نیچے کان موجود ہے۔ ہندوستان کی کانیں اسقدر فراخ ہوتی ہیں کہ آدمی مزے سے اندر بھاگ دوڑ سکتا ہے لیکن ولایت میں یہ اسقدر تنگ ہوتی ہیں کہ بعض جگہ بیٹھ کر اور کہیں کہیں لیٹ کر بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ ان راستوں میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور ہزار ہا مزدور مرد عورتیں کوئلہ کاٹنے، توڑنے اور گاڑیوں میں لادنے میں دن و رات ان زمین دوز شہروں میں مشغول رہتے ہیں۔ ہر مزدور لفٹ (بجلی یا بھاپ سے چلنے والے جھولے) کے ذریعہ نیچے جاتے ہیں اور ان ہی جھولوں

کے ذریعہ کوئلہ اوپر آتا ہے پہلے زمانہ میں بعض مزدور کئی کئی دن تک اندر کام کیا کرتے تھے، وہیں کھاتے پیتے، سوتے اور پھر کام کرنے لگ جاتے تھے لیکن اب آٹھ گھنٹے سے زیادہ کوئی کان میں کام نہیں کر سکتا اسی طرح ۱۴ برس سے کم عمر کو بھی پٹ میں اترنے کی اجازت نہیں ہے اور اب ان بے پناہ کانوں میں عورتوں کو بھی کام کرنے کی قانوناً ممانعت ہو گئی ہے

کوئلہ کھودنے، جمع کرنے اور روانہ کرنے کے طریقے کوئلہ ہندوستان میں آہنی اوزاروں کے ذریعہ زیادہ تر ہاتھ سے کھودا جاتا ہے لیکن کوئلہ کھودنے اور کاٹنے کی مشینیں بھی موجود ہیں اب ہماری کانوں میں بھی استعمال کیجانے لگی ہیں کوئلہ کی چٹانوں میں سے پہلے بڑے بڑے ٹکڑے کھود کر کاٹ لئے جاتے ہیں پھر ان کو توڑ کر چھوٹے ٹکڑے بنا لیتے ہیں اور اسکے بعد چھوٹی گاڑیوں میں جن کو "ٹب" کہتے ہیں لاد دیا جاتا ہے، ایک ٹب بھر دینے پر مزدور کو ہندوستان میں چھ آنے سے آٹھ آنہ تک ملتے ہیں۔ ہر کوئلہ کی کانوں کے میدان میں ایک کارخانہ ہوتا ہے جہاں اسٹیم (بھاپ) یا بجلی سے انجن جلتا رہتا ہے اس میں سے تار یا فولاد کا اسی چھوٹی ریل کی لائن کے ساتھ ساتھ کئی کئی میل ہر کوئلہ کی کان میں چلی جاتی ہے۔ اس لائن پر دس دس بارہ بارہ ٹب ریل گاڑیوں کی طرح علیحدہ علیحدہ کھڑے رہتے ہیں اور یہ لائن کان کے ہر ہر گوشہ میں پہنچی ہوتی ہے جب کوئلہ سے دس بارہ ٹب کی ایک ٹرین بھر گئی تو اسکو چھوڑ دیا جاتا ہے، وہ خود ہی کارخانہ پہنچ جاتی ہے اور جب کارخانہ میں خالی ہو گئی تو دوسرے راستہ سے پھر کان میں واپس چلی آتی ہے۔ جہاں کارخانہ اور کانوں کے درمیان زمین بہت ہی ناہموار ہو تو وہاں ٹیلیگراف کے تاروں کی طرح لوہے کے موٹے تار ایک ستون سے دوسرے ستون تک کھنچے رہتے ہیں اور ان کے ذریعہ یہ ٹب کان سے کارخانہ اور وہاں سے پھر کان تک ہوا میں معلق اڑن کھٹولوں کی طرح سے اڑتے پھرتے ہیں۔ کوئلہ کی کانوں میں ان اڑن کھٹولوں کا کم رواج ہے لیکن برما میں جہاں مٹی کے تیل کے کنوئیں ہیں میں نے یہ طریقہ بہت عام دیکھا ہے۔ جب ایک ٹب کارخانہ میں بھرا ہوا آتا ہے تو یہ سیدھا ایک مشین میں چلا جاتا ہے جو اسکو پکڑ کر اوندھا کر دیتی ہے اور کوئلہ گر جانے کے بعد خالی ٹب کو سیدھا کر کے چلتا کرتی ہے یہ کوئلہ ایسی مشین پر گرتا ہے کہ جو بہت سی بڑی لوہے کی حرکت کرتی ہوئی چادروں سے بنی ہوتی ہے، یہ مشین کوئلہ کے چھوٹے بڑے ٹکڑے اور چورے کو خود علیحدہ علیحدہ کر کے مختلف راستوں سے آگے بڑھا دیتی ہے، ہر راستہ کے نیچے مال گاڑی کا ایک ایک ڈبہ لگا رہتا ہے، اب یہاں ایک مشین کوئلہ کو ڈبہ میں ڈالتی ہے اور اس تیزی سے کام کرتی ہے کہ بڑی لائن کا ایک ڈبہ پانچ منٹ کے اندر پورا کوئلہ سے بھر کر آگے روانہ ہو جاتا ہے اور جب ساٹھ ستر گاڑیاں اس طرح بھر جاتی ہیں تو ریل کا انجن اس ٹرین میں لگا کر جن مقامات میں ضرورت ہو کوئلہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

کوئلہ کس کام آتا ہے کوئلہ جس جس کام آتا ہے اور اس سے جو جو نیا اور نکلتا ہے اسکی تفصیل اس مضمون میں ناممکن ہے لیکن ہم آپ کو اسکے چند ضروری کام اور بہت مشہور اشیا جو اس سے بنتی ہیں بتائے دیتی ہیں (۱) سب سے پہلا کام تو اسکا اسٹیم (بھاپ) بنانا ہے، پانی کو اس سے ابال کر اسٹیم بناتے ہیں اور اسٹیم سے ریل کے انجن، کارخانوں کی مشینیں مثلاً کپڑوں کے کارخانے وغیرہ چلتے ہیں۔ اسٹیم سے بجلی بنانے کی مشین بھی چلتی ہے جس سے بجلی بنکر ہمارے گھروں کو روشن اور دیگر ہزاروں کام کرتی ہے (۲) کوئلہ سے گیس بناتے ہیں جو بجلی کی طرح شہروں کو روشن کرنے اور کھانا پکانے اور دیگر کاموں میں لیا جاتا ہے (۳) کوئلہ کو بڑی بڑی بھٹیوں میں ایک خاص مقدار ہوا کے ساتھ گلایا جاتا ہے۔ اس میں سے جو سیال حصہ نکلتا ہے وہ کولتار کہلاتا ہے اور اس سے ہزارہا مختلف چیزیں بنتی ہیں (جو گیس وغیرہ مادہ جوش) نکلتے ہیں اسکو علیحدہ جمع کر لیا جاتا ہے اور اس سے بھی عجیب عجیب چیزیں نکالی جاتی ہیں اور جو کچھ باقی بچ جاتا ہے وہ بھی بہت کام آتا ہے۔ یورپین ممالک اور خصوصاً جرمنی اپنی تجارت کی پچہتر فیصدی اشیا کوئلہ ہی کے اجزا سے طیار کرتے ہیں مگر ہم کوئلہ سے جتنی چیزیں یورپ بناتا ہے بنا نہ سکیں اور بنانے بھی لگیں تو ہمیں دوسرے ممالک سے کسی چیز کو درآمد کی ضرورت نہ رہے۔ ہم ان چند تجارتی اشیا کا جو کوئلہ سے بنتی ہیں ایک نقشہ دے دیتے ہیں۔



کوئلہ کی کان کے خطرات آپ ضرور سوچیں گی کہ کوئلہ جلنے والی چیز ہے اسلئے کبھی نہ کبھی کانوں میں آگ لگ جاتی ہوگی، اس کا جواب یہ ہے کہ کوئلہ کی کانوں میں گیس پیدا ہوتی رہتی ہیں جو عام صحت کے لئے بھی مضر ہیں اور اگر ان کے قریب آگ پہنچ جائے تو جلکر بھک سے اُڑ جاتے ہیں اس سے ایک ہولناک دھما کا ہوتا ہے اور کوئلہ کے ذرات جو کان کی ہوا میں اُڑتے رہتے ہیں سلگ کر جلنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح تمام کان میں آگ لگ جاتی ہے جو کبھی کبھی برسوں لگی رہتی ہے لیکن عموماً سائنٹفک طریقہ سے بجھا دی جاتی ہے۔ جو لوگ اندر کام کرتے ہوتے ہیں ان میں سے چند ہی بھاگ نکلتے ہیں باقی جلکر مر جاتے ہیں۔ اس خطرہ سے بچنے کے لئے کان میں جانے سے پیشتر ہر شخص کی تلاشی لے لیجاتی ہے کہ کہیں دیا سلائی وغیرہ پاس نہ ہو اور جو مزدوروں کو لالٹینیں دی جاتی ہیں وہ خاص قسم کی بنی ہوتی ہیں کہ جن کا شعلہ باہر آکر گیسوں کو جلا نہیں سکتا یہ لالٹین باہر سے ایک ذمہ دار شخص جلاکر مزدوروں کو دیدیتا ہے مزدور خود ان لالٹینوں کو کھول ہی نہیں سکتے۔ (۲) یہ بھی آپ کو خیال ہوگا کہ جب زمین کو نیچے ہی نیچے کوسوں کھودتے چلے جاتے ہیں تو اوپر کی زمین کبھی بیٹھ تو نہیں جاتی، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہوتا ہے۔ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ ہمارے قریب کی ایک ہزار فیٹ گہری کان میں آگ لگ گئی تھی تو مجھے چار بجے صبح موقعہ پر جانا پڑا عجیب ہیبتناک منظر تھا اور ایسی خطرناک جگہ پر سے گذرنا پڑا کہ جس کے ہر دم اُڑ جانے کا خوف تھا، اس کے بعد ہی جھریا میں ایک کان کے اوپر کی زمین معہ عمارات و باغ وغیرہ بیٹھ گئی اور تمام اوپر کی

چیزیں زمین میں دھنس گئیں میں موقع پر پہونچا اور چند فوٹو میں نے اس جگہ کے لئے وہ اسلئے قیمتی ہیں کہ رات کو زمین بیٹھی اور صبح جبکہ ابھی اور زمین دھنس جانے کا خطرہ باقی تھا میں نے یہ فوٹو عین اس مقام پر پہنچکر کھینچے اور وہ بھی خاص "عصمت" کے لئے۔ ایسے حادثات غلط طریقہ سے کان کھودنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہاں ایک عبرتناک واقعہ سنا دینے کو جی چاہتا ہے۔ جھریا کی گرنے والی کان کے متعلق پیشتر ہی سے خوف تھا۔ ایک روز دس بجے رات کو کان میں کام کرنے والے خطرے کے نشانات پاکر تیزی سے باہر نکل آئے، اُن کی شور و پکار سے اوپر کے رہنے والے لوگ اپنے مکانات چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے لیکن ایک موزے و بنیان کی فیکٹری کا مالک ہندوستانی جو فن صنعت و حرفت میں کامل مانا جاتا تھا اپنے سہ منزلہ مکان کی تیسری منزل پر بیٹھا یہ تماشہ دیکھتا رہا، نوکروں نے جب خطرہ کی اطلاع دی تو وہ ہنس کر بولا کہ میں نے پہلے ہی انجینیروں سے دریافت کر لیا ہے کوئی خطرہ نہیں ہے تم ڈرتے ہو تو گھر میں سے بھی عورتوں وغیرہ کو لے جاؤ اور بھاگ جاؤ۔ بہار و اڑیسہ کے گورنر صاحب دھن باد آئے ہوئے تھے اور ناچ رہا(ڈانس) ہو رہا تھا کہ رات کو ایک بجے سے کچھ پیشتر ایک قیامت خیز آواز کے ساتھ ہی عمارتوں کے گرنے کی آوازوں سے تمام جھریا گونج گیا اور اس شخص کی سہ منزلہ کوٹھی بھی اتنی زمین میں دھنس گئی کہ اُس کی چھت سطح زمین سے کہیں نیچے نظر آتی ہے جیسا کہ آپ تصویر میں ملاحظہ فرمائیں گی۔ صبح اس شخص کی لاش کا مشکل سے پتہ لگ سکا۔ خدا کے کام عجیب ہیں جس کو بچانا چاہتا ہے بچاتا ہے اور جس کو مارنا چاہتا ہے مارتا ہے!

(۳) ان بڑے خطرات کے علاوہ معمولی حادثات تو روزانہ ہی ہوتے رہتے۔ کسی کے سر یا کمر پر پانچ سات من کوئلے کی سل آ رہی، کوئی بیس پچیس فیٹ کی اونچائی سے کوئلہ کاٹتے کاٹتے نیچے آ رہا تو کوئی "لفٹ" کے ہٹجانے سے ہزار پانسو فٹ نیچے "پٹ" میں گر کر چورا ہو گیا تو کوئی کسی چٹان کے پھٹ جانے سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ غرض اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ ہزار ٹن کوئلہ نکلنے پر ایک جان ضائع ہونے کا اوسط ہے۔

کوئلہ کی تجارت میں ہندوستانی عورت کا حصہ۔ ہندوستان کی کوئلہ کی کانیں ایک لاکھ پینسٹھ ہزار ہندوستانیوں کی روزی و مزدوری کا ذریعہ ہیں، ان میں بیالیس ہزار عورتیں ہیں اور باقی مرد، ان عورتوں میں سے بائیس ہزار گہری گہری کانوں میں دن و رات کام کر کے اپنے خاوندوں اور باپ بھائیوں کے دوش بدوش محنت و مزدوری کرتی اور پھر اپنی سادہ خانہ داری کو بھی سنبھالتی ہیں، یہ عورتیں اپنے رفیق حیات کی سچی رفیق و ساتھی ہیں۔ گھر سے باہر اُس کے ساتھ محنت و مشقت میں بڑا حصہ لیتی ہیں اور گھر کے اندر اُسی کو عیش و آرام بہم پہنچاتی ہیں اور اُس کی اولاد کی مائیں بھی بنتی ہیں۔ گو یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ صرف جھریا کی کانوں کے ۵۵ ہزار مزدور مرد و عورت دس لاکھ روپے سالانہ کی شراب اور دوسری نشئی چیزیں پی جاتے ہیں ان کی زندگی ایسی ہے کہ جو مشاہدہ ہی نہیں ایک دقیق نظری چاہتی ہے، میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے ان مزدور عورتوں کی اصلی زندگی سے بہت کچھ واقف ہو گیا ہوں اور انشاء اللہ آپ کی دلچسپی کے لئے بشرط موقع و وقت ایک باتصویر مضمون "مزدور عورت" لکھنے کی کوشش کروں گا جو آپ کو یہ بتا سکیگا کہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ ہر ملک کی "مزدور عورت" کی گذشتہ تمدنی تاریخی حالت اور موجودہ کیفیت زندگی کیا ہے؟

کیپٹن نصیر الدین احمد

جاپانی ملاقات کے طریقے

جاپانی نہایت خلیق اور ملنسار ہوتے ہیں۔ اور تکلفات کے پابند۔ جس طرح اور رسم و رواج اس ملک کے ہندوستانیوں سے مختلف ہیں اسی طرح میل ملاقات مہمان نوازی اور میزبانی کے طریقے بھی الگ ہیں جب کوئی مرد یا عورت کسی سے ملنے کے لئے اس کے گھر جاتا ہے۔ تو یہاں کے دستور کے بموجب ضرور کچھ تحفہ لے کر جاتا ہے۔ یہ تحفہ یا تو پھول ہوتے ہیں یا پھل مٹھائی وغیرہ ہوتی ہے۔

جب گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص ملنے کے لئے آتا ہے اُس کے استقبال کے لئے صاحب خانہ یا کوئی نوکر آکر دروازہ کھولتا ہے۔ آنے والا سلام کرتا ہے اور ساتھ ہی گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر اپنا سر خوب جھکاتا ہے اور گھر والا بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ یہ فرشی سلام کم از کم تین بار ہوتا ہے۔ اور بعض وقت اس سے بھی زیادہ اس کے بعد آنے والے کو بیٹھنے کے کمرہ میں لیجاتے ہیں اور آنے والا اپنے آنے کی معذرت چاہتا ہے۔ مگر گھر والا یا گھر والی اُس کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرتے ہیں۔ بعد ازاں گذشتہ عنایات کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور اس موقع پر پھر مہمان و میزبان کھڑے ہو کر فرشی سلام کرتے ہیں کھڑے ہونے کی ضرورت صرف اُن گھروں میں پیش آتی ہے۔ جہاں کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ مگر ٹھیٹھ جاپانی گھروں میں جہاں نشست زمین ہی پر ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے ہی ایک دوسرے کے لئے سر جھکا لیتے ہیں۔ اس کے بعد جاپانی چائے پیش کیجاتی ہے۔ مگر گھر والی خود اس فرض میزبانی کو نہایت خوبصورتی اور سلیقہ کے ساتھ بجالاتی ہے۔ کیونکہ بچپن سے اس کو خاص طور سے چائے پیش کرنے کے مراسم سکھائے جاتے ہیں۔ ہر شریف لڑکی کے لئے شادی سے قبل چائے پیش کرنا، پھولوں کو ترتیب دینا۔ ستار بجانا۔ کپڑے سینا۔ کھانا پکانا ان فنون میں مہارت پیدا کرنا لازمی ہے۔

جب دو چار عورتیں مل کر بیٹھتی ہیں تو اُن میں کس قسم کی گفتگو ہوتی ہے؟ اس لحاظ سے شاید تمام مشرقی ممالک کی حالت یکساں ہے۔ وہی ہندوستان کی سی کیفیت یہاں بھی ہے اکثر معاملات خانہ داری۔ یا رشتہ داروں اور دوستوں کے حالات پر گفتگو ہوتی ہے جو بعض اوقات غیبت اور عیب جوئی تک پہنچتی ہے۔ زیور پہننے کا رواج نہیں البتہ زیور کی قسم سے انگوٹھیاں پہنی جاتی ہیں۔ سر میں لگانے کے پن اور ایک قسم کا پھول ہوتا ہے کمر کی پیٹی پر آگے کی طرف لگاتے ہیں۔

چونکہ پردہ کا رواج نہیں ہے۔ اس لئے کبھی کبھی کسی سیر کے حالات بھی بیان ہوتے ہیں۔ ہم عمروں میں ہنسی مذاق

چھیڑ چھاڑ کی باتیں بھی ہوتی ہیں

جاپان میں جبری تعلیم ہونے کی وجہ سے کوئی عورت بالکل جاہل نہیں رہتی اور شرفا میں اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین بھی بکثرت ہیں۔ مگر میں نے کبھی ان کو کسی یا معاشرتی معاملات پر بحث کرتے نہیں سنا۔ مذہب کا ذکر بالکل نہیں ہوتا۔ جب تک مہمان رہتا ہے میزبان کا فرض ہے کہ کچھ نہ کچھ کھانے پینے کے لئے پیش کرتا رہے اکثر چاول کی شراب بھی پیتے پلاتے ہیں۔

رخصت ہونے کے وقت مہمان پھر معذرت چاہتا ہے۔ اور بہت سے رسمی جملے مہمان و میزبان ادا کرتے ہیں۔

میزبان مہمان کو دروازہ تک پہنچاتا ہے اور مہمان کے سامنے پھر سجدہ کرتا ہے۔ اور مہمان بھی بہت جھک کر سلام کرتا ہے۔ اور رخصت ہوتا ہے۔

راستہ میں بھی جب مرد عورتیں ملتی ہیں تو اسی طرح فرشی سلام کئی کئی بار ہوتے ہیں۔ بعض مہمان اسقدر دیر تک بیٹھتا ہے کہ میزبان اکتا جاتا ہے۔ اس حالت میں دو ٹوٹکے کئے جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان ٹوٹکوں کا اثر فی الفور ہوتا ہے اور مہمان فوراً رخصت چاہتا ہے۔

اول ڈیوڑھی میں جھاڑو الٹی کھڑی کر دیتے ہیں اگر یہ تدابیر کارگر نہیں ہوتی تو پھر مہمان کی کھڑاؤں کو جو ڈیوڑھی ہی میں چھوڑ جاتا ہے۔ الٹ کر اس پر جھاڑو کی ایک سینک جلا دیتے ہیں۔ فوراً مہمان کے تلووں میں کھجلی اٹھتی ہے اور وہ روانہ ہو جاتا ہے۔
اگرچہ یہ تدابیر ٹوٹکے سمجھ کر کی جاتی ہیں اور مہمان سے چھپا کر ایسا کرتے ہیں لیکن جاپانیوں کی یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ جب کسی کے یہاں سے رخصت ہونے لگتے ہیں تو کھڑاؤں کو الٹ کر ضرور دیکھ لیتے ہیں۔ یہ عادت غالباً اسی وجہ سے پڑ جاتی ہے کہ ہر شخص کو یہ خوف رہتا ہوگا کہ مبادا اس پر یہ ٹوٹکا نہ کیا گیا ہو۔

ایک اور رسم تحائف کے متعلق نہایت عجیب یہ ہے کہ جب مٹھائی پھل وغیرہ تحفہ لاتے ہیں۔ یا نوکر کے ہاتھ بھیجتے ہیں۔ تو جس رکابی میں وہ تحفہ ہوتا ہے۔ اس کو خالی واپس دینا معیوب سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس پر ایک سفید کاغذ کا ٹکڑا یا ایک دیا سلائی کی ڈبیہ رکھ دیتے ہیں۔

مسز فضلی۔ (جاپان)

چند دن بیت المقدس میں

از مرزا سلیمان علی بیگ صاحب بی اے حیدرآباد دکن

حرم شریف ۱۸ مئی کو صبح کے وقت ہمارے ترجمان صاحب وقت مقررہ پر آگئے۔ سب سے پہلے حرم شریف میں حاضر ہوئے۔ یہ ایک وسیع احاطہ ہے جس میں متعدد متبرک آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں۔ لیکن سب سے اہم دو عمارتیں ہیں قبۃ الصخرا اور مسجد اقصیٰ۔ عام طور پر داخلہ جس دروازہ سے ہوتا ہے اس کو باب القطانین کہتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض ناواقف لوگ قبۃ الصخرا کو مسجد عمرؓ سے موسوم کرتے ہیں۔ دراصل یہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ البتہ تحقیق طلب امر یہ ہے کہ اس گنبد کو کس نے بنایا۔ زمانۂ قدیم میں اس جگہ یہودیوں کی بہت بڑی عبادت گاہ تھی جس کی ابتدا حضرت داؤد کے زمانہ میں ہوئی لیکن حضرت سلیمان نے اسکو مکمل کیا۔ اس عمارت کا اب نام و نشان باقی نہیں ہے لیکن اس مقام پر مسلمانوں نے یہ گنبد تعمیر کیا۔ یہ تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جو عبادت گاہ حضرت سلیمان نے اس جگہ بنائی تھی اس کا احترام مسلمان بھی کرتے تھے۔ چنانچہ شروع زمانہ میں کچھ عرصہ تک پیغمبر صلعم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد وحی نازل ہوئی کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا کرو (ملاحظہ ہو سورۂ بقرہ رکوع ۱۷) ۔

قبۃ الصخرا عرب مؤرخین کا بیان ہے کہ سلطان عبدالملک بن مروان نے اس گنبد کو تعمیر کیا تھا۔ اور اسی پر غلبہ آرا ہے۔ لیکن گنبد کے اندر ایک کتبہ بخط کوفی یہ خبر دیتا ہے کہ ۲۱۶ھ ہجری مطابق ۸۳۱ء میں گنبد کی تعمیر ہوئی مگر مشکل تو یہ ہے اس کتبے میں بانی کا نام عبداللہ الامام المامون دیا ہوا ہے جن کا زمانہ حکومت ۸۱۳ء میں شروع ہوا تاریخ کے اس اختلاف کی وجہ سے کتبے کی صحت پر اعتبار نہیں ہوسکتا۔ ماسوا اس کے کتبے کے پتھر کا رنگ بھی عمارت کے دوسرے پتھروں کے رنگ سے مطابق نہیں ہوتا پس ہر طرح قیاس سلطان عبدالملک کے حق میں قائم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس گنبد کی تعمیر کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ خاندان بنی امیہ کا داخلہ کعبۃ شریف میں ممنوع ہوگیا تھا۔ سلطان عبدالملک کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے حدود ارضی میں ایک عبادت گاہ اس رتبہ کی قائم کریں کہ مرجع خلایق عام ہو جائے۔ دروازہ کی بالائی چوکھٹ پر جو کتبہ ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہارون الرشید کے زمانہ میں گنبد کی مرمت ہوئی تھی قبۃ الصخرا کی پوری عمارت ایک وسیع چبوترہ پر ہے۔ جو سطح زمین سے دس فٹ بلند ہے۔ چبوترے کے کنارے۔ سیڑھیوں کی ختم پر خوبصورت اور عالی شان کمانیں بنی ہوئی ہیں جنکو عربی میں موازین کہتے ہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ قیامت کے دن میزان عدل انہی کمانوں میں لٹکائی جائے گی۔ گنبد ہشت پہل

ہے۔ جسکا ہر پہلو (۶۶) فٹ بلند ہے دیوار کے نچلے حصہ میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ لیکن کھڑکیوں سے اوپر رنگین چینی کی اینٹیں خوش اسلوبی کے ساتھ پیوست کی گئی ہیں۔ گنبد کے چاروں طرف دیواروں پر قرآن شریف کی آیات خط طغرا میں بہت خوبی کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں اس عمارت میں چار دروازے اور متعدد کھڑکیاں ہیں۔ شمالی دروازہ کو باب الجنت مغربی کو باب الغرب جنوبی کو باب القبلہ اور مشرقی کو باب داؤد یہ باب سلسلہ کہتے ہیں اطراف جان عیسائی ہونے کی وجہ سے گنبد کے اندر نہ جا سکا ایک عرب شیخ قدیم وضع کے لباس میں ہمارے ساتھ ہو گئے انہوں نے اندر سے جا کر سب کچھ دیکھا گنبد دوہرا ہے اور آراستہ ہے۔ قطر اس کا (۶۶) گز کے قریب ہے۔ قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں۔ دیواروں پر اعلیٰ درجہ کی پچی کاری ہے۔ اور قرآن شریف کی آیات بخط کوفی سنہری حروف میں لکھی ہوئی ہیں۔ بحیثیت مجموعی یہ آرایش بہت دل آویز ہے ستونوں کی دو قطاروں نے گنبد کو تین درجوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ سنا ہے کہ اس عمارت کی آرایش میں سلطان صلاح الدین نے بھی بہت کچھ حصہ لیا ہے گنبد کے بیچ میں مقدس چٹان ہے۔ جس کے اطراف ایک رنگین چوبی دیوار ہے۔ چٹان کا طول (۵۶) فٹ اور عرض (۴۴) فٹ ہے۔ بلندی (۶½) فٹ ہوگی یہ چٹان اندر سے کھوکھلی ہے۔ روایت ہے کہ اس مقام سے۔ آنحضرت صلعم کو معراج حاصل ہوئی اور اس جگہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسحٰق کو قربانی میں دینا چاہا مگر عیسائی لوگ اس مقام کی نشان دہی اپنے گرجا میں کرتے ہیں مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق حضرت اسمٰعیل مکہ معظمہ کے قریب مقام مینا پر قربانی میں دئے گئے چٹان کے اندر پتھر کی سیڑھیں بنی ہوئی ہیں کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت داؤد علیہ السلام۔ حضرت سلیمانؑ و حضرت ابراہیمؑ عبادت کیا کرتے تھے گنبد کے ایک جانب کچھ تبرکات محفوظ ہیں مثلاً موئے مبارک وغیرہ۔

باب السلسلہ کے سامنے ایک مختصر لیکن خوبصورت گنبد ہے۔ جسکو قبتہ السلسلہ کہتے ہیں سنا ہے کہ قدیم زمانہ میں یہاں ایک زنجیر لٹکی رہتی تھی۔ جس کی تاثیر یہ تھی کہ اگر کوئی جھوٹا گواہ اسکو پکڑتا تو ایک کڑی ٹوٹ کر گر جاتی۔ قبتہ الصخرا کے متصل شمال و مغرب میں قبتہ المعراج ہے۔ خانہ کعبہ سے بیت المقدس پیغمبر اسلام صلعم ایک رات میں پہونچے اس سفر کی یادگار میں یہ گنبد تعمیر ہوا۔ قرآن شریف میں بھی اس سفر کا حال موجود ہے (سورۂ بنی اسرائیل رکوع پہلا آیت پہلی)

قریب میں ہی چند چھوٹے چھوٹے گنبد اور ہیں مگر سب کے حالات لکھنا خالی از طوالت نہیں البتہ جنوب میں ایک خوبصورت حوض لائق تذکرہ ہے۔ اسکو ملک الاشرف ابونصر قائت بے نے بنوایا تھا۔ چنانچہ اس حوض کو سبیل قائت بے کہتے ہیں جنوب مشرق میں ایک منبر ہے۔ جسکو قاضی برہان الدین نے بنوایا تھا اس کے خوبصورت ستون اور کمانیں عربی فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔

مسجد اقصےٰ۔ یہاں سے فارغ ہو کر مسجد اقصیٰ میں گئے جو بالکل مقابل میں ہے اسکو اقصےٰ کہتے ہیں کہ

اس جگہ میں کہ معظمہ سے بعید ترین مسجد یہی تھی۔ عمارت وسیع اور شاندار ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ایک قدیم عبادت گاہ تھی جس کا سنگ بنیاد قیام کعبہ سے صرف چالیس سال بعد رکھا گیا تھا۔ اسکو مسلمانوں نے مسجد کر لیا۔ سلطان عبدالملک نے مسجد کے دروازوں پر سونے چاندی کے پتر چڑھوائے جنکا وجود اب نہیں ہے۔ سلطان ابوالجعفر المنصور کے زمانہ میں زلزلہ سے پہلی دفعہ جب اس مسجد کو نقصان پہونچا تو اس کی مرمت کے واسطے وہ قیمتی دھات جو آرایش کی غرض سے اس میں لگے ہوئے تھے سکہ کی شکل میں تبدیل کر دیے گئے۔ دوسرے زلزلے نے پھر کچھ حصہ منہدم کر دیا جس کی مرمت سلطان المہدی نے کسی قدر تغیر کے ساتھ کر دی۔ مگر امتداد زمانہ اور زلزلہ کے جھٹکوں نے عمارت کی بنیادوں کو کمزور کر دیا۔ اندر کے چوبی کھمبے اور شہتیر بھی بوسیدہ ہو گئے تھے ۱۹۲۲ء میں ایک مجلس انتظامی قایم ہوئی۔ اسلامی طریقہ تعمیر کے ماہر فن جمع ہوئے اور تصفیہ یہ ہوا کہ اصل عمارت کو قایم رکھکر اس کی بنیادوں کو مضبوط کر دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ اور بھی کام مسجد کے اندرونی حصہ میں تکمیل طلب تھے اس مجلس نے ممالک اسلام میں چندہ کے لئے وفد روانہ کئے۔ بہت کچھ کامیابی ہوئی خود ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت حضور نظام نے گراں بہا چندہ عنایت فرمایا۔ مرمت کا کام ابھی تک جاری ہے۔ مسجد کے اندرونی آرایش نے ہمکو محو حیرت کر دیا۔ پہلو کے حصوں کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو اصل مسجد (۸۰) گز لمبی اور (۶۰) گز چوڑی ہے۔ گنبد کی سنہری زمین پر نفیس پچی کاری نے عجیب کیفیت پیدا کر دی ہے۔ یہ کام سلطان صلاح الدین کے زمانہ کا ہے۔ اسی وقت کی بنی ہوئی ایک محراب جانب جنوب سنگ مرمر کے خوبصورت ستونوں پر قایم ہے۔ خط کوفی میں قرآن شریف کی آیات اور رنگین بیل بوٹوں کی حاشیہ عمارت کی شان کو دوبالا کرتی ہیں۔ مسجد کے شمالی حصہ میں دروازہ کے قریب حضرت موسیٰ کے بھتیجوں کی قبریں ہیں۔ جنوب میں محراب کے قریب نہایت خوبصورت چوبی منبر ہے۔ جس پر ہاتھی دانت اور سیپی کا کام عرب دستکاری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے یہ منبر سلطان نورالدین نے بنوایا تھا۔ جنوب مغربی گوشہ میں ایک حصہ عمارت کو مسجد عمر کہتے ہیں۔ حرم شریف کی مشرقی دیوار پر سے وادی النار اور جبل الزیتون کا منظر دیکھنے کے لایق ہے کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اس مقام پر عدل کیا جائے گا پیغمبر اسلام جبل الزیتون پر اور حضرت عیسیٰ حرم الشریف کی دیوار پر بیٹھیں گے۔ درمیان میں ایک باریک تار باندھا جائے گا جو گنہگار ہیں وہ وادی النار میں گر جائیں گے اور جو اچھے ہیں وہ اس تار پر سے تیزی سے گزر جائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بیت المقدس کی دونوں عمارتیں اچھی حالت میں رکھی گئی ہیں۔ دیکھکر دل خوش ہوتا ہے عیسائیوں کے مقامات کی یہ کیفیت نہیں ہے۔ احاطہ کے ایک گوشے میں مجلس انتظامیہ کا دفتر ہے بیت المقدس کی پوری نگرانی اس مجلس سے متعلق ہے۔ یہاں کچھ دیر ہم بیٹھے۔ قہوہ سے ہماری تواضع کی گئی۔

حمام الشفا۔ حرم شریف کی زیارت سے فارغ ہوکر اس کے شمالی مشرقی دروازے۔ باب الناظر سے

ہم باہر نکلے کچھ دور ہو جانے کے بعد ایک بازار میں پہونچے جسکو ہم سوق القطانین کہتے ہیں۔ یہاں ایک مسجد چشمہ گنبد کے اندر ہے۔ جسکو حمام الشفاء کہتے ہیں اعتقاد یہ ہے کہ اس چشمہ کا پانی اکثر امراض کے واسطے مفید ہے۔ داخلے کے دروازے کے قریب دیواروں پر دنیا کی ہر زبان میں اس چشمہ کے متعلق ایک روایت لکھ کر آویزاں کر دی گئی ہے۔ چنانچہ اردو، انگلش اور مرہٹی وغیرہ میں یہی کیفیت لکھی ہوئی ہے خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں اس چشمے کے اطراف سیکڑوں بیمار اور معذور لوگ پڑے رہا کرتے تھے۔ ایک مقررہ وقت پر آسمان سے فرشتہ اتر کر پانی کو ہلا دیا کرتا تھا۔ اس عمل کے بعد ہی سب سے پہلے جو آدمی اس چشمہ میں نہاتا۔ اس کی شکایت دور ہو جاتی۔ ایک دن حضرت عیسیٰؑ کا گذر اس جانب ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک لنگڑا آدمی یہاں پڑا ہوا ہے جو اڑتیس ۳۸ سال سے اس شکایت میں مبتلا ہے اس سے حضرت نے دریافت کیا کہ تو چشمہ میں کیوں نہیں نہاتا۔ اس نے جواب دیا کہ مجبور ہوں کہ ہر شخص اپنی فکر میں رہتا ہے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جو ٹھیک وقت پر مجکو چشمہ تک پہونچا سکے حضرت کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ فرمایا کہ اپنا بستر اٹھالے اور اپنے پاؤں سے چلتا ہوا جا لنگڑا جو اٹھا تو پاؤں بالکل اچھے تھے۔ خوش خوش چلا گیا۔

جبل الزیتون

شام کو تین بجے کے قریب ہماری موٹر شہر کے باہر ایک پہاڑی پر گئے جس کو جبل الزیتون کہتے ہیں۔ سطح سمندر سے یہ پہاڑی تقریباً ڈھائی ہزار فیٹ بلند ہے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے آخری زمانہ سے متعلق اکثر روایات اس پہاڑی سے منسوب کی جاتی ہیں بیت المقدس کا منظر اس پہاڑی سے قابل دید ہے پہاڑی کے ڈھلاؤ پر انجیر اور خوبانی کے درخت جابجا دکھائی دیتے ہیں۔ جبل الطور کے نیچے دامن کوہ میں بی بی مریم کا مزار ہے۔ قریب ہی میں ایک باغ ہے۔ جس میں زیتون کے آٹھ درخت دیکھنے کے لایق ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے وقت سے چلے آتے ہیں۔ ان درختوں سے جو روغن نکالا جاتا ہے وہ تبرکاً گراں قیمت پر فروخت ہوتا ہے اور انکے پھلوں کی گٹھلیوں سے تسبیح کے دانے بنائے جاتے ہیں اسی نواح میں حضرت داؤدؑ کا مزار ہے۔ گنبد معمولی ہے۔ جس میں کوئی خاص بات نہیں۔ ہم مغرب شہر کی طرف واپس ہو گئے۔

عیسائیوں کا مشہور گرجا

شہر کے اندر عیسائیوں کا ایک بڑا مشہور گرجا ہے جس کو انگریزی میں church of the holy sepulchre کہتے ہیں عربی میں اس کا نام کنیستہ القیامۃ ہے اگرچہ ابتداء اس کی زمانہ قدیم میں ہوئی تھی مگر کئی دفعہ یہ منہدم ہوا اور بنا رہا۔ قدیم عمارت کا کچھ حصہ ابتک باقی ہے۔ یہ عبادت گاہ بہت بڑی ہے اور اس کے اندر متعدد مقامات دکھائے جاتے ہیں۔ لیکن اندھیرے کی وجہ سے [illegible] موم بتیاں ہاتھ میں لیکر جانا پڑتا ہے ایک عجیب بات

یہ مقبرہ کے دروازے کی کنجی ایک مسلمان دربان کے پاس رہتی ہے یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے۔ مسلم دربان دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ گرجا کی نگرانی کے متعلق عیسائیوں کے متعدد فرقے آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ رفع فساد کی خاطر دربان مسلمان رکھا گیا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اسی مقام پر حضرت عیسیٰ کو سولی دی گئی اور [illegible] تک یہاں دفن رہنے کے بعد آسمان پر گئے۔ ایک تنگ و تاریک حجرے میں قبر کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ دروازہ اس قدر چھوٹا ہے کہ جھک کر اندر جاتے ہیں۔ گرجا کے ایک حصہ میں حضرت مریم کی ایک بڑی صورت کانچ کے فریم میں محفوظ ہے۔ صورت پر بیش بہا زیورات زائرین کے چڑھائے ہوئے موجود ہیں۔ عمارت کا اکثر حصہ خراب حالت میں ہے۔ عیسائیوں کے فرقہ واری اختلاف کی وجہ سے مرمت کی نوبت نہیں آتی۔

دیوار گریہ بیت المقدس کی ایک دیوار کی پشت کے کچھ حصہ کو دیوار گریہ کہتے ہیں یہ دیوار (۵۲) گز طویل اور ساٹھ (۶۰) فیٹ اونچی ہے۔ بعض پتھر اس میں بہت بڑے ہیں خاص خاص اوقات میں یہاں یہودیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ بالخصوص جمعہ کے دن کثرت سے آتے ہیں مرد اور عورت یکساں طور پر اس دیوار کو بوسہ دیتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں۔ بعض یہاں بیٹھکر اپنی مذہبی کتابیں پڑھتے ہیں اور گزشتہ شان و شوکت یاد کرکے اسکا ماتم کرتے ہیں۔

جدائی میں

زہر کی ایک بھیگی ہوئی چاندنی رات زمین پہ نور کے موتی برسا رہی تھی چاروں طرف ایک ہولناک خاموشی، ایک ہیبتناک سکوں ——! مست ہوائیں محو خواب تھیں۔ جنگلوں میں شور کرنے والے گیدڑ اور بستی میں غل مچانے والے کتوں کی آوازیں خاموش تھیں، کائنات اور کائنات کا ہر ذرہ قیامت کی نیند سو رہا تھا۔ چاندنی رات اور چاندنی رات کا ایک ایک منظر کسی گہری خاموشی میں غرق تھا —— یکایک ..... ایسے موقع پہ مجھے یادِ رفتگاں آئی ..... دِل کانپ گیا ..... جسم لرز گیا! ..... آہ! غمگین آواز اور دلخراش صدا دل سے درد کی طرح نکلی، اور موجودات کو ہیبے کرا تی بتاتی ہوئی، چمکدار آسمان کی طرف پرواز کر گئی ..... اِدھر اُدھر کی گھاٹیاں فطرت غم سے لبریز ہو گئیں۔ اور آس پاس کی پہاڑیاں بے اختیار گونج اُٹھیں ..... کہ آج پھر ایک نہ معلوم غم پرست لڑکی اپنی درد بھری آواز سے کائنات کے ہر ذرے کو تڑپا کر، نکہت برباد کرکے، مٹا دینے کی کوشش کر رہی ہے۔

ایک دلفریب سہانی صبح جبکہ میں کھڑکی پاس بیٹھی باغ کا روح پرور منظر دیکھ رہی تھی ..... بلبل باغ میں اب بھی گا رہی ہے۔ گلابی پھول ہر روز نئی بہار کے ساتھ کھِلتے ہیں۔ طیور صبح خواں گلستان میں حمد باری تعالٰی میں مشغول تھے۔ ہوا اُس شوخ رفتاری سے چل رہی تھی۔ ابابیلیں پھول سے بھرے ہوئے درخت پہ رقص کر رہی تھیں۔ شبنم کے موتی بدستور بکھرے ہوئے تھے۔ عطر میں ڈوبی ہوئی ہوائیں جس وقت چلتی ہیں —— میرے غم کے شعلے اِن ہواؤں سے بھڑک اُٹھتے ہیں۔ میرے لئے اِس روح پرور مناظر میں کچھ بھی دِلچسپی نہیں —— میرے کانوں میں اُس کی نرم و شیریں آواز گونج رہی ہے۔ اور دِل اُس کی جدائی میں وقفِ حزن و ملال آہ! تیرے جانے کے بعد میری مسرت بھی رخصت ہو گئی —— اور میرے تصور میں اب کوئی تصویر کوئی یاد باقی نہیں رہی ہے

خدا کب تک آخر رکھ سکے گا ہمیں جدا ہمکو
بنا رکھے گا کب تک تختۂ مشق جفا ہمکو

رہا ہو جائیں گی ایک دن یہ روحیں قیدِ ہستی سے
نہیں ستائے اِس بے مہر دُنیا میں سدا ہمکو

ہمیشہ کے لئے اپنی وہاں مل جائیں گی روحیں
نہ ہرگز کر سکے گا پھر کوئی جدا ہمکو

ہمشیرہ عبدالمالک —— سرینگر

تعلیمِ نسواں کا مذہبی رُخ

(از حضرت شاہ امام اکبر آبادی)

علاوہ ہندوؤں کے مختلف اقوام کی امثال بھی عورتوں پر مہربان نہیں ہے۔ یونانی عموماً عورت کو ادنےٰ درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے جنکا مصرف صرف خانہ داری اور ترقیٔ نسل تھا۔ یہ لوگ یعنی یونانی اپنے اعلےٰ سے اعلےٰ تمدن کے زمانہ میں بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہیں کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ بجز طوائف کے دیگر عورتوں میں کسی قسم کی تعلیم وتہذیب نہ تھی۔ اسپارٹا میں اُس بدنصیب عورت کو جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی اُمید نہ ہوتی تھی مار ڈالتے تھے۔ مرسیو تراپ لانگ لکھتے ہیں کہ "جس وقت کسی عورت کے بچہ ہو چکتا تھا تو فوائدِ ملک کی غرض سے اسے دوسرے شخص کی نسل لینے کے لئے اُس کے خاوند سے مار پیٹ کر لیتے تھے"

زمانہ قدیم کے کل مقننوں نے اپنی مستورات کے ساتھ ایسی ہی غلطی کی ہے۔ ہندوؤں کا قانون کہتا ہے کہ تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، اور زہریلے سانپ ان میں سے کوئی اس قدر خراب نہیں ہے جتنی عورت" کتاب مقدس بھی کچھ اس سے کم سخت نہیں ہے، لکھا ہے کہ "عورت موت سے زیادہ تلخ ہے" عہد قدیم کے باب واعظ میں لکھا ہے "جو کوئی خدا کا پیارا ہے وہ اپنے تئیں عورت سے بچائے گا۔ ہزار آدمیوں میں سے خدا کا پیارا ایک پایا ہے، لیکن تمام عالم میں کسی ایک عورت کو بھی خدا کی پیاری نہیں پائی" چینیوں میں مثل مشہور ہے۔ "اپنی بیوی کی بات تو سُننی چاہئے لیکن اس پر یقین ہرگز نہیں کرنا چاہیئے" روسی مثل ہے کہ "دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے" اطالیوں کا قول ہے "گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اسے مہمیز کی ضرورت ہے ، عورت اچھی ہو یا بُری اُسے مار کی ضرورت ہے" اسپینی کہتے ہیں کہ "بُری عورت سے بچنا چاہئے مگر اچھی صورت پر بھی کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے" روم میں مرد اپنی عورت پر جابرانہ حکومت کرتا تھا اور اس کی ایک لونڈی سے زیادہ حیثیت نہ تھی، حتیٰ کہ معاشرت میں اسکا کوئی حصہ ہی نہ تھا۔ اسلام سے قبل اگر کسی عرب کے گھر میں لڑکی پیدا ہو جاتی تھی تو اسے زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ شارلمین کے عہد میں عورتوں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ کیا جاتا تھا۔ خود شارلمین ایک دن اپنی بہن کے ساتھ مباحثہ میں اسقدر غصہ ہوا کہ اس پر حملہ کرکے اس کے تین دانت توڑ دیئے، اور اس کے بال پکڑ کر خوب مارا۔ غرضکہ اس نورانی کیفیت کو اس درخشندہ شعاع

کر، اس اعجاز فطرت کے نمونہ کو، اس روح افزا پیکر کو۔ اس عورت کو جس سے بہتر مخلوق فطرت نے زمین و آسمان کے درمیان نہیں پیدا کی۔ تمام اقوام عالم کے فرقہ ذکور نے اسے بڑی طرح ٹھکرایا ہے، بلکہ جگہ اس پر طعن کئے ہیں زوائد و اباطیل کے ساتھ بہت بہیمیت کا برتاؤ کیا ہے۔ ناگنوں اور سانپوں سے تشبیہ دیا گیا ہے۔ موت، جہنم، زہر، زہریلی چیزوں سے اسے تعبیر کیا گیا ہے۔

لیکن ایک اسلام اور صرف اسلام تھا جس نے اسے اپنے آغوش میں پناہ دی، جس نے اسے قعر ذلت سے نکال کر بام عروج پر پہونچایا، اور جس نے اس کے حقوق کو سمجھا اور جانا۔ اس کی عزت و عصمت کے موقع پر اسلام نے اپنے فرزندوں کا خون بہایا ہے۔ عرب کی زمین، افریقہ کے صحرا، اور اندلس کے کوہسار گواہی دیں گے؛ مسلم عورت کی شجاعت و بہادری کے۔ چین و ترکستان کے پہاڑ، ایران، ہندوستان کے دریا و دشت و دیار شہادت دیں گے؛ مسلمان عورت کی ذکاوت و ذہانت کے۔ بحر عرب کی موجیں، خلیج فارس کی لہریں، اور بحر ہند کا سمندری طوفان گیت گا رہا ہے مسلمان اسلام کی وفا شعار بیٹیوں کا۔ اور سارا جہان گواہ ہے کہ مسلم مستورات نے اپنے رفیق زندگی کا اور اپنی قوم کا ہمیشہ ہر وقت، اور ہر جگہ ساتھ دیا ہے۔ پھر اسلام نے اس کے ساتھ کیا کیا؛ یہ کہ اسکو پورے حقوق دئے۔ صحیح آزادی کا سبق پڑھایا، اور اسکو زیور تعلیم سے آراستہ کیا، حتیٰ کہ یہ اعلان کر دیا کہ والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر یعنی۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔ سورہ نساء اسکا بین ثبوت ہے کہ مطلقہ عورت کے نان و نفقہ بھی انتظام کیا جائے۔ مال میں اسکا حق، جائداد میں اسکا حصہ، طلاق کے مقابلہ میں خلع کا اسکو اختیار پھر ضروری اوقات میں مثل مردوں کے اسکو ذمہ دار بنایا۔

ہر چندکہ میں نے اپنی گذشتہ نمبروں میں بہت سی عورتوں کے نام گنا دئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے دوش بدوش رہ کر کام کیے ہیں، اور جن کی شرافت عظمیٰ آج کے مسلمانوں سے ہر حال میں بہتر تھی، وہ حکمراں بھی تھے، اسلام کے بانی بھی تھے، اور قرآن و حدیث کے عامل ہی نہیں بلکہ مجتہد، مجاہد، اور محقق تھے، تاہم آج کی صحبت میں مسلم مستورات کی ذکاوت و ذہانت کے معاملہ میں چند نام اور گنائے دیتا ہوں، تاکہ آپ مقابلۃً اپنی عورت کی ناگفتہ بہ حالت کا اندازہ کر سکیں۔

ایک روز رسول اکرم ایک لڑکی کو زانوں پر بٹھا کر کھلا رہے تھے۔ قیس بن عاصم نے پوچھا کہ یہ کس جانور کا بچہ ہے؟ آنحضرت نے فرمایا کہ "یہ میری بچی ہے" قیس نے کہا "یا اللہ العظیم میرے بہت سی لڑکیاں ہوئیں لیکن میں نے ان سب کو زندہ دفن کر دیا اور کسی کو بھی نہ کھلایا۔ حضور نے فرمایا

اسے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں کسی قسم کی محبت انسانی پیدا نہیں کی تو ایک نعمت عظمیٰ سے جو احسان کر دی گئی محروم ہے۔" یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور نے عورت کو نعمت عظمیٰ فرمایا ہے پھر اگر اسے ہم ایک صنف نازک، جنس اشرف، اور شے لطیف کہیں تو کیا بیجا ہے؟

تمدن عرب کے زمانۂ عروج میں عورتوں کا اعزاز اس سے بھی ثابت ہے کہ ان میں بکثرت پڑھی لکھی عورتیں تھیں ایسی کہ جن کی شہرت قدر و قدر پھیلی ہوئی تھی۔ مشرق میں عہد عباسیہ کے زمانہ میں، اور اندلس میں عہد امیہ میں اکثر و بیشتر عورتوں نے بہت بڑی شہرت حاصل کی تھی۔

ولادہ اس خلیفہ کی بیٹی جو سنہ ۔ میں حاکم تھا قرطبہ میں ویسی ہی مشہور شاعرہ تھی جیسی کہ یونانیوں میں سیافو رسیا تھا اس قدر مشہور اور قابل شاعرہ تھی کہ اس نے اپنی ایک نئی بحر ایجاد کی تھی جو اسی کے نام سے منسوب ہے۔ کانڈے جو اندلس کا مشہور عالم تھا لکھتا ہے کہ عبدالرحمٰن سوم کے زمانہ کی عرب عورتوں کی قابلیت قابل رشک تھی۔ یعنی

"یہ خلیفہ مدینۃ الزاہرا کے سامان عیش و نشاط میں بیٹھا ہوا اپنی لونڈی مزنہ اور عائشہ قرطبیہ کی شہزادی جسے ابن حیان لکھتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی نہایت حسین عالم اور عاقل عورت تھی، اور صفیہ کے کلام کو جو عائشہ کی طرح خوبصورت اور لائق تھی سنا کرتا تھا۔"

الحاکم دوم کے زمانہ کے مورخ لکھتے ہیں۔

"اس زمانہ میں علم و شاعری کی قدر اندلس میں اس درجہ تھی کہ عورتیں بھی محنت و مشقت کرکے علم حاصل کرتی تھیں اور اکثر ان میں سے شاعری اور علمی معلومات میں یکتا تھیں۔ خلیفہ کے قصر لبنا میں ایک لڑکی نہایت حسین تھی جو صرف و نحو، شاعری و حساب و ہندسہ اور دیگر علوم میں کامل تھی۔ اس کا خط بھی نہایت پاکیزہ تھا اور خلیفہ کے راز کی تحریریں بھی وہی لکھتی تھی۔ کسی کا کلام اس لڑکی کے کلام کی بندش اور لطافت کو نہیں پہونچتا تھا۔ اس لڑکی کا نام فاطمہ تھا اور علماء اس کے کلام کی داد دیتے تھے۔ یہ لڑکی خلیفہ کے لئے کتابیں بھی نقل کرتی تھی، اور اس کے پاس علمی و صنعتی کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ تھا۔"

"دوسری لڑکی خدیجہ اچھی شاعرہ تھی اور فن موسیقی میں کمال رکھتی تھی۔ مریم ایک اور لڑکی تھی جو علم و شاعری کی تعلیم اشبیلیہ کے خاندانی لڑکیوں کو دیا کرتی تھی۔ اس کی طرز تعلیم نے بڑی شہرت پائی تھی۔ اور اس کے مدرسہ سے بہترین و قابل ہو کر لڑکیاں نکلتی تھیں۔ رضیہ کہ جس کا نام نجم السعید تھا اور جسے خلیفہ عبدالرحمٰن نے آزاد کرکے اپنے بیٹے الحاکم کو دیدیا تھا، یہ عورت بھی شعر و سخن میں شہرۂ آفاق

تھی خلیفہ کے مرنے کے بعد اس نے تمام مشرق میں سفر کیا اور جگہ جگہ علما نے اس کی بڑی قدر کی"

"مسیو مارتھا لی سینٹ ہیلر نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے کہ "اسلام نے عورتوں کی حالت کی بہت زیادہ اصلاح کی ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جو عورت کی حقیقی قدر کرتا ہے۔ بہت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ کل دیگر مذاہب میں اور کل دیگر اقوام میں جو عربوں سے پہلے تھیں عورتوں کی حالت بہت بدتر تھی"

یہی مصنف آگے چلکر لکھتا ہے کہ فی الواقع مسلمان عورتیں بمقابل یورپ کی عورتوں کے جن میں اعلیٰ تعلیم عام ہے اور اکثر بیبیاں اور لڑکیاں ایسی موجود ہیں جو عربی، فرانسیسی، انگریزی، اور ترکی زبانیں لکھ پڑھ سکتی ہیں۔ اکثر اوقات حرم کے اندر جب اعلیٰ طبقات کی مسلمان مستورات جمع ہو جاتی ہیں تو گفتگو فرانسیسی میں شروع کرتی ہیں۔ میرے علم میں تو پیرس کی بہت کم بیبیاں ایسی ہیں جو صحت کے ساتھ یا بلا صحت کے بھی چار زبانیں لکھ اور بول سکیں ہم کسی پیرس کی عورت کی تعلیم کا اندازہ انکی ماما کی لیاقت سے کر سکتے ہیں"

یہ تھا اسلام اور یہ ہے اسلام، اب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچیے، غور کیجئے کہ آپ نے اپنی عورت کو، اس عورت کو جس کے لئے اسلام میں کہا گیا ہے کہ "مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر علم کا جاننا فرض ہے" بام عروج کے کس زینہ سے قعر ذلت کے کس غار میں ڈال دیا؟ وہ مذاہب اور وہ قومیں جنھوں نے اپنی عورت کو ذلیل ترین سمجھا تھا، آج انکی عورت مسلمان عورت پر تعلیمی حالت میں کیوں سبقت لیگئی۔ اور مسلمان عورت کیوں پیچھے رہ گئی؟ اسکا جواب آپکو میری یہ تحریر دے گی یا آپ کا دل!

اس پر جب آپ سے کہا جاتا ہے کہ موجودہ زمانہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی عورت کو قید سے رہا کرو اور تعلیم کے اسٹیج پر لاؤ تو آپ "قالَ قالَ" کہنے والوں کی بے معنی باتیں پیش کرنے لگتے ہیں۔ اسکا کیا حشر ہوگا؟ یہ کہ خدا نہ کرے کہ مسلمان سوسائٹی صفحۂ ہند سے مٹ جائے۔

آج ہر ہر صوبہ میں ابتدائی تعلیم جبریہ ہو رہی ہے، اکثر و بیشتر نسوانی مکاتب بھی قایم ہیں ان میں ہزارہا مسلمان بچیاں بھی تعلیم پاتی ہیں، لیکن چونکہ متوسط اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مسلمان معلمات نہیں ملتیں۔ اکثر مدارس میں کیا تمام نسوانی مدارس میں عیسائی یا ہندو عورتیں تعلیم دیتی ہیں، اسکا کیا حشر ہوگا؟ یہ کہ مسلمان لڑکیوں میں سے اکثر ہندو ہو جائینگی اور اکثر عیسائی۔ پھر اگر آپ سر پکڑکر ماتم بھی کرینگے تو کچھ نہ ہوگا۔

میں اُن لکھنے والوں میں سے نہیں ہوں جو عورتوں کی حمایت میں کالم کے کالم سیاہ کرتے ہیں۔ نہ اُن میں سے ہوں جن کی نوک زبان پر عورت کی شکایت ہوتی ہے کہ اِنکی عملی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے اور اِنکی چیخ و پکار کو اگر خیال کیا جائے تو اِنکے سینے کھوکلے اور اِنکی فریادیں بے معنی ہونگی۔ میں نے اپنے بعض احباب کی امداد سے آج سے پندرہ سال قبل مستورات کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا، اور ایسی جگہ جاری کیا جہاں کی کرتی

رائی ختم ہوجانے کے بعد بھی کچھ نہ تھی۔ مگر آج بفضلہ تعالیٰ اسی مدرسہ سے بہت سی لڑکیاں لکھ پڑھ کر نکل چکی ہیں جو قرآن، اردو، انگریزی اور حساب وغیرہ سے بہرہ اندوز ہیں اور جس میں آج بھی تقریباً سَو لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں۔ انکی حیثیات زندگی، انسانیت میں تبدیل ہو رہی ہے۔ انکے تخیلات میں نمایاں فرق ہے۔ ان کے دماغ تعلیم سے روشن ہیں، اور ان کی آنکھیں جو پہلے کور تھیں اب روشنی میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ اور انکا مستقبل بھی دس سال کے اندر روشن نظر آئے گا۔

میں علامہ جدید خیالی کے پردہ کی دھجیاں بھی اڑا چکا ہوں۔ اور اسلامی پردہ کا قائل بھی ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ خدا نے بہتر نے مجھ پر پردہ کے مسئلہ کو اس قدر روشن کر دیا ہے، اور میں اس معاملہ سے اس قدر واقف ہو چکا ہوں ایک "نزاموری" بھی اتنا واقف نہ ہوگا۔ میرے اس خیال میں غرور کا شائبہ تک نہیں، بلکہ تحقیق اور ذاتی جد و جہد کے بعد عاجزانہ اظہار کیا گیا ہے۔ اگر خدا مجھے اس قابل کر دے کہ میں اس نسوانی مدرسہ کو گرلز ہائی اسکول یا زنانہ اسلامیہ کالج بنا سکوں تو میں سمجھتا ہوں، سمجھتا ہی نہیں بلکہ میرا یقین ہے کہ میں نے اسلام کی سب سے بڑی خدمت کی، ایسی کہ اپنی عمر میں کبھی نہ کی ہوگی۔

میں نے قرآن سے، عربی تواریخ سے، اور احادیث سے، نیز دیگر تواریخ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضور کے زمانہ میں اس کے بعد صحابہ کرام کے زمانہ میں، پھر خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے زمانہ میں، پھر شاہانِ مغلیہ کے دورانِ حکومت میں غرضکہ مسلمانوں کے ہر ہر دور حکومت میں مسلمان عورت نے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی ہے اور مردوں کے دوش بدوش رہ کر ضروری اوقات میں نمایاں کام بھی کئے ہیں۔

میں اس عورت سے جو بلا وجہ مردوں کی سوسائٹی میں شریک ہو کر شیک ہینڈ کرتی ہے، اور اس عورت سے جو پردہ کے اندر قید ہے، ہزار درجہ بہتر سمجھتا ہوں اس عورت کو، اس مسلمان عورت کو جو پنجاب کے مسلمانوں کے لئے اور مسلمانانِ ہند کے لئے مایہ ناز ہے، جس نے گول میز کانفرنس لندن میں اپنے حقوق طلب کرنے کی جراءت کی۔ اور جس نے ثابت کر دیا کہ اس گرتے ہوئے زمانہ میں بھی مسلمان عورت اگر چاہے تو مسلمان مردوں کے دوش بدوش رہ کر کام کر سکتی ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے سامنے اور کیا ثبوت پیش کئے جائیں جنکو پڑھکر آپ اعلیٰ تعلیم نسواں کے موافق اور رسمی پردہ کے خلاف ہونگے؟ میں اگر چاہوں تو اسی موضوع پر سال بھر تک لکھے جاؤں۔ لیکن خوف ہے کہ کہیں میرے کرم "ایڈیٹر عصمت" مجھے اپنے پرچہ میں جگہ نہ دیں۔ اس لئے خاموش رہنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں، ان احباب سے جو میرے ہم خیال ہوں کہ خدارا وہ عملی زندگی کا ثبوت دیں، کہ اب کاغذی زندگی کا دور نہیں۔

بے وقت مہمانوں کی آمد

ہر شخص خواہ امیر ہو یا غریب اپنی حیثیت کے مطابق مہمان نوازی کرتا ہے لیکن تین صورتوں میں مہمان نوازی ہو سکتی ہے۔ یا تو میزبان نے کسی تقریب میں مدعو کیا ہو یا ویسے ہی کسی کو ملنے کی غرض سے بلایا ہو یا مہمان خود اطلاع کر کے آیا ہو۔ ان تینوں صورتوں میں مہمان نوازی کی شرائط پوری ہو سکتی ہیں اور جن کے گھر مہمان کی آمد کا کوئی وقت ہی مقرر نہ ہو روزمرہ بے وقت مہمانوں کا تانتا لگا رہتا ہو ایسی صورت میں مہمان کی خاطر تواضع میزبان کس طرح پورے طور سے کر سکتا ہے اور بالخصوص جبکہ ایک ہی وقت میں تین چار مہمان آ موجود ہوں۔ بجائے مہمان کی آمد کی خوشی کے میزبان کو پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے۔ رات کے وقت ایسی صورت بہت ہی تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ اگر پان حقہ بستر وغیرہ ہی پر اکتفا کیجائے تو بہتر ہے۔ لیکن بیوقت کھانے کا سوال تو ایسا برا معلوم ہوتا ہے گویا مصیبت کا ملنا ہے ایسی حالت میں جبکہ دوکانیں وغیرہ بند ہو گئی ہوں اور ملازم بھی چھٹی پا کر اپنے اپنے گھر رخصت ہو چکے ہوں لیکن متحمل شخص کو جلتا ورود نہ اگلتے ہی بنتا ہے نہ نگلتے ہی۔ نہ تو یہی گوارا ہو سکتا ہے کہ مہمان کی کھانے وغیرہ کی خبر نہ لیجائے اور نہ آسانی سے انتظام ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ پھر و پیش در جان در پیش۔ جس طرح سے بھی ممکن ہوتا ہے۔ کھانا پکایا ہی جاتا ہے شاید ہی کسی کے یہاں خواہ کتنے ہی آدمیوں کا کھانا تیار ہوتا ہو اتنا کھانا بچتا ہو جو کہ چار پانچ آدمیوں میں کفایت کر سکے۔ اگر کوئی شخص بلا مدعو شدہ کسی کے یہاں مہمان ہو کر جائے تو وقت وغیرہ کا لحاظ ضرور ہونا چاہیے۔ اکثر اوقات ایسے مہمانان کی آمد سے کوفت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ لکھتی ہوں جس سے بہنوں کو معلوم ہوگا کہ بے وقت اور بلا اطلاع مہمانوں کی آمد کسقدر تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے میرے والد صاحب زیادتی کام کی وجہ سے دفتر سے بدیر واپس آئے اور شام کا کھانا کھا کر اپنے آرام کے کمرہ میں تشریف لے گئے فوراً ہی باہر سے دو صاحبان کی آمد کی اطلاع ہوئی باوجود اس کے کہ تھکے ماندے تھے اور کھانا کھا کر لیٹنے کے عادی لیکن فوراً ہی مہمانان کو کھانا وغیرہ کھلایا اور ان کے آرام و آسائش کے ضروری انتظامات کئے نتیجہ یہ ہوا کہ اس دوڑ دھوپ میں تکان زیادہ ہوئی اور حسب عادت بعد کھانے کے آرام نہ ملا لہذا طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور دردسر و حرارت کی شکایت ہو گئی مہمانان کو اسکا ذرا بھی احساس نہ ہوا باوجود اس کے دوران گفتگو میں انھوں نے اپنی دفتر سے بیوقت واپسی و تکان و آرام نہ مل سکنے کا اظہار بھی کر دیا تھا خدا بچائے بے وقت مہمانوں کی آمد سے

بنت محمد یوسف شاہجہانپور

چُپ کا روزہ

تھوڑی سی بحث کے بعد قرار پایا کہ ہم بہت خاموشی سے "چُپ کا روزہ" رکھیں۔ بحث کیا تھی؟ بھابی جان کہتی تھیں تم سے یہ کام نہیں ہو سکیگا۔ تم بکواسی ہو۔ میں کہتا تھا "میں بکواسی ہوں تو کیا ہوا ــــ بیڑی بی تو پیا اور جب روزے نہیں رکھ لیتا ہوں تو کیا ۲۴ گھنٹے چُپ نہ رہ سکوں گا"

بھابی جان کہتی تھیں "تم نہیں رہ سکوگے"

میں کہتا تھا "رہ سکونگا"

بھابی جان نے گردن ہلا کر زور دیکر کہا "تم سے یہ روزہ نہیں رکھا جائیگا"

میں نے مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر کہا "ہم رکھ کر دکھا دیںگے"

۸ بجکر ۱۴ منٹ ۵ دقیقہ اور ۶ ثانیہ سے ہمارا روزہ شروع ہو گیا گویا اب دوسرے دن ۸½ بجے ہم کلام کر سکتے تھے۔ ۹½ بجے صبح تک تو ہم لحاف کے اندر ہی رہے۔ گو اس دن سردی زیادہ نہیں تھی مگر وقت گزارنے کی یہ ترکیب ہم کالج سے سیکھ کر نکلے تھے۔

بھابی جان ہر چند کہ فریقِ مخالف کی حیثیت رکھتی تھیں مگر انھوں نے اس لڑائی میں کمال ظرف کا ثبوت دیا۔ مثلاً ہمارے بغیر کہے خود ناشتہ لیکر آگئیں۔

"ارے میاں گاندھی صاحب یہ ناشتہ نوش کرو ــــ ایک گھنٹہ میں صورت بدل گئی ہے۔ جیسے کوئی کوسوں کے سفر سے آیا ہو ــــ پانچ پانچ جماہیاں آ رہی ہیں بھیا"

ان کا پہلا فقرہ بہت شاق گزرا مگر مجبوراً صبر کیا اور صبر سے ناشتہ کیا۔ جتنی دیر ناشتہ میں لگی اتنی دیر ہم "گاندھی صاحب" کے طنز آمیز جملے کا جواب سوچتے رہے۔ مثلاً دل میں یہ مواد پک رہا تھا "کل اس وقت اسکا جواب دونگا۔ بڑی سخت غلطی کی جو ایسا روزہ رکھا۔ یہ بھابی جان تو دن بھر میں میرا خون پی لیں گی۔ میں گاندھی ہوں؟ تو ان کو مسز اینی بسنٹ کہونگا۔ وہ بڑھیا لیڈر عورت کو سب سے زیادہ جلن اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کو بڑھیا کیوں کہا؟ میں بھی ان کو بڑھیا کہکر خوب جلاؤں گا"

جب رحیمن بوا ناشتے کے برتن لیجانے لگیں تو بھابی جان نے ان سے کہا "بوا یہ بھی سنا تم نے؟ آج یہ دن بھر کسی سے بات نہیں کرینگے"

بوا رحیمن "آپ سے بھی نہیں؟"

بھابی جان "نہ"

بوا رحیمن "اپنی چچی اماں سے بھی نہیں؟"

"نہیں"

بوا رحیمن "ذرئی! اور مجھ سے؟ ــــ اے میاں مجھ سے بات نہیں کروگے تو کھاؤگے پیوگے کہاں سے؟"

میرے حلق تک آیا کہ کہوں "چل چل" مگر ضبط کر گیا۔ تیوری پر بل ڈال کر اور آنکھیں دکھا کر رہ گیا۔ جی چاہتا تھا اسے اچھی طرح جھاڑوں۔ کہ یہ کون ہے جو ایسی

دھکی بجھہ کر دیتی ہے۔ کیا یہ خدائی فوجدار ہے؟ کیا سب گھر کا رزق اس کے ہاتھوں ہم لوگوں کو پہنچتا ہے؟ ایک مردی خانہ کی انچارج ہی تو ہے یہ۔ اسکا کام صرف اتنا ہی تو ہے کہ آٹا تول دینا، گھی دے دینا، برتن سنبھال کر رکھنا، کھانے کے وقت موجود رہنا — بس۔ اس میں یہ قانونی نکتہ بتائیے کس پہلو سے نکلتا ہے کہ ہمارا کھانا پینا بند کر دے۔

خدا خدا کر کے بارہ بج گئے۔ بندو لڑکے نے اطلاع دی "کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے!" ہم اس طرح اس کے پیچھے ہو گئے جس طرح اونٹ، اونٹ والے کے۔ کھانا کھاتے وقت چچی اماں نے دو تین سوال کیے۔ جسکا جواب گردن کے اشاروں سے "ہاں" یا "نہ" کے معنوں میں دے دیا گیا۔ چچی اماں کو ابتک ہمارے روزہ کی اطلاع نہیں پہنچی تھی۔

سہ پہر کو مسٹر زبیر آئے۔ لیکن اُن کے آنے سے پیشتر ہم نے ایک دو باتیں روزہ کے متعلق بہت ضروری طے کر لی تھیں۔ مثلاً یہ کہ ایک موٹے کاغذ پر خوشخط یہ عبارت لکھ کر جیب میں رکھ لی تھی۔

> "آج میں نے چُپ کا روزہ رکھا ہے۔ دن بھر کسی سے بات نہیں کرونگا۔"

یہ عبارت اس لیے لکھی تھی کہ جو پڑھا لکھا سوال کریگا اُس کے سامنے یہ پُرزہ پیش کر دیا جائیگا۔ تاکہ وہ ہماری خاموشی کو "دیوانہ پن" سے نہ تعبیر کرے۔ دوسرا کام یہ کیا گیا کہ ایک عدد فاؤنٹین پین اور ایک خط لکھنے کا کاغذ جو چوہری تہہ کا ایسے اپنی جیب میں رکھ لیا تاکہ وقتِ ضرورت جواب دیا جا سکے اس پروگرام کا عمل زبیر صاحب سے شروع ہوا۔ وہ آئے۔ ہم نے اسی لئے ہی دو سطری عبارت کا پرچہ اُن کو دکھا دیا گیا اور وہ کا سائین بورڈ تھا۔

پہلے تو وہ خوب ہنسے، عجیب عجیب طرح ہنسے کبھی منہ پھاڑ کر ہنسے کبھی منہ بند کر کے ہنسے کبھی آنکھیں سکیڑ کر اور کبھی ناک سکیڑ کر ہنسے۔ کبھی انگلی دانتوں میں دبا کر ہنسے اور کبھی منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسے، مگر جب اس سب کے جواب میں ہمارا جواب خاموشی ملتا رہا تو بولے "یہ روزہ کب کھلیگا" ہم نے جیب سے قلم نکالا کاغذ نکالا اور اس پر جواب لکھا "کل آٹھ بجے کے بعد"۔ زبیر صاحب نے اسقدر واقفیت کے بعد فوراً اپنے آنے کا مدعا بیان کر دیا۔

"مجھکو نیلی سیاہی کی ضرورت ہے۔ تمہارے پاس ہے؟"

ہماری گردن نے اقرار کیا۔

زبیر "دے سکتے ہو؟" ہماری گردن نے اس سوال کا جواب انکار میں دیا۔ زبیر انکار پر بہت جلے۔ مگر انکا جلنا کیا کر سکتا تھا۔

زبیر کی اُن دنوں میں شادی ہونے والی تھی اسی اسلئے زیادہ جلنے کا خیال ترک کر کے انہوں نے مصالحت کر لی اور مصالحت کرنے کے فوراً بعد قلم اور کاغذ مانگا۔ ہم نے اشارہ سے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے کہا "میں کچھ لکھ کر سوال کرونگا"۔ ہر چند کہ کاغذ بہت کم تھا مگر اس بار ہم نے اُن کو جلانا نہ چاہا۔ قلم اور کاغذ جیب سے نکالکر انکے حوالے کیا انہوں نے لکھا "تم نے اپنی بیوی کو سب سے پہلے کس چیز

کا تحفہ ؟"

ہم نے لکھا: "عجیب آدمی ہو تم ایسے سوال کرنے کا کیا حق رکھتے ہو؟"

انھوں نے لکھا: "بتاؤ جی۔ تم کو بتانا ہوگا۔"

ہم نے لکھا: "میں نہیں بتاتا۔ تم اپنا مطلب کہو۔"

انھوں نے لکھا: "میں اپنی بیوی کو کیا تحفہ دوں؟"

ہم نے لکھا: "پہلے اُس کو آنے تو دو۔"

انھوں نے لکھا: "تین چار دن بعد وہ آجائے گی۔"

ہم نے لکھا: "اُس وقت کی اُس وقت دیکھی جائے گی۔"

انھوں نے لکھا: "منتیں کرتا ہوں کہ بتاؤ کیا تحفہ خریدوں۔"

میں نے لکھا: "وہ خود تم سے اشارۃً کنایۃً درخواست کرے گی۔ وہ پوری کرنا۔"

انھوں نے لکھا: "گھڑی کیسی رہے گی؟"

میں نے لکھا: "بہت عمدہ رہیگی۔ لیکن اگر اس نے کان کے بندوں کی خواہش کی۔ تو؟"

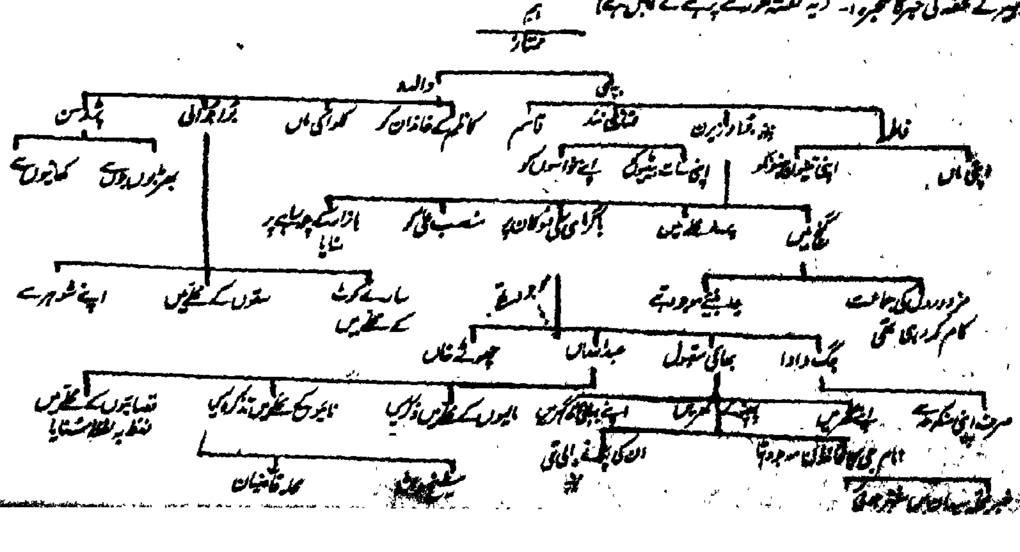
انھوں نے لکھا: "وہ بھی لادیں گے۔"

شاہ نے لکھا: "شروع دن سے ایسے لاڈ چونچلے کروگے تو پچھتاؤ گے۔"

اس فقرہ پر زبیر صاحب بپھر گئے اس طرح اس "تحریری مکالمہ" کا خاتمہ ہوا۔ لیکن یہ خاتمہ بالخیر ہوا کیونکہ اگر اور تھوڑی دیر تحریری بحث چلتی رہتی تو کاغذ ختم ہوجاتا نصف کے قریب کاغذ پُر ہوگیا تھا۔ زبیر صاحب کی ہوشیاری ملاحظہ ہو کہ اس "تحریری گفتگو" کو ہم سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا۔ تاکہ دوسرا شخص نہ پڑھ سکے۔ لیکن انکو یہ خیال نہیں آیا کہ کل صبح اس روزے کے کھلنے کے بعد ہی جو دوست ہمارا ملیگا وہ یہ بحث تمام و کمال سُن لیگا۔

چنانچہ ایسا ہوا۔ دوسرے دن زبیر صاحب کے تحفہ کا تذکرہ قصبے میں اتنا عام تھا جتنا اُن کے بیاہ کا تذکرہ۔ ہم نے ممتاز سے کہا، ممتاز نے اپنی بیوی اور والدہ سے کہا۔ ان کی والدہ نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ٹھیریئے صاحب۔ کیوں نہ آپ کو اس خبر کا "نقشہ" یا "شجرہ" بناکر سمجھادیں۔ واقعی یہ ترکیب زیادہ موزوں ہوگی۔

زبیر کے تحفہ کی خبر کا شجرہ۔ (یہ نقشہ غور سے پڑھنے کے قابل ہے)



آپ یقین کیجیے یہ نقشہ بعد دقت اور محنت بنایا گیا ہے جہاں نشان × لگا ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قصبہ میں جہاں خبر نہ پہنچی تھی وہاں ان ذرائع سے پہنچ گئی۔

زُبیر صاحب کے جاتے ہی ایک اور صاحب آگئے جب ان کو وہ رقعہ (" آج میں نے چپ کا روزہ رکھا ہے") دکھایا گیا تو بولے " اس سے مطلب"؟

ہم مہمل طور پر گردن ہلا کر رہ گئے۔

مہمل طور پر گردن ہلانے کا مطلب یہ تھا کہ " آپ کو کیا غرض"، یا " آپ کو میں کیا بتاؤں"، یا " بس جانے دیجئے"۔ لیکن وہ ان معنوں کو نہ سمجھے۔ اور اپنے " کم سمجھی" کے تصور پر۔ مجھے گھسیٹ کر بھائی مقبول کی دکان پر لے گئے۔ وہاں شطرنج بڑے زور شور سے ہو رہی تھی۔ کھیلنے والے اگرچہ دو کھلاڑی تھے مگر ان کے مددگار کئی شاطر گردنیں جھکائے مصروف تھے۔

"لیجے صاحب یہ آئے ہیں۔ کہتے ہیں میں آج کسی سے بولونگا نہیں۔ روزہ رکھا ہے،" اس پر کسی نے کہا "گھوڑے کو پلٹو۔ . . . وزیر پر ڈالتے کیوں نہیں؟"

دوسری آواز انسانی جھرمٹ سے یہ کہتی سنائی دی " دیکھو گھوڑا ہٹتے ہی تم پر "شہ" آئے گی"۔

بھائی مقبول بولے " تو شہ کیا گالی ہے۔ فیل اعراب میں ڈالدینا"۔ " بھئی خوب کہی۔ زور دار فیل بند پڑ جائیگا"۔

میرے ساتھی نے زور سے کہا میاں یہ آئے . . . . گاندھی جی کے چیلے"۔

بھائی مقبول نے اونچی گردن سے میری طرف دیکھا۔ اسی جھرمٹ میں سے بھائی حیدر نے جلدی سے نے شطرنج کی بساط پر انگلی رکھ کے ایک نظر ڈالی۔

بھائی بتول بولے " میاں کیا خبط ہے"۔ بھائی حیدر نے کہا " کم از کم الکلام اخباروں میں چھپ جاتا اگر انہوں نے اس روزے کی اطلاع دے دی تو"

چچا اخلاق حسین نے مسکرا کر کہا " یہ وہ شغل ہے جو بھی کرے جو بولے سو گھی کو جائے"۔ یہ کہکر چچا نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح یہ واقعہ کہاوت بنا ہے۔ بھائی حبیب نے کہا " دیکھنا حیدر کرامات ہو رہی ہے کوئی چال نکالو"۔ اس دعوت کو باوجود کوشش کے رد نہ کر سکا اس جھرمٹ میں کسی کو کھسکا کر اُس ایلی گیلی دری پر میں بھی بیٹھ گیا۔ بھائی حیدر کی بازی اچھی ہونے کے باوجود مات کھانے والی تھی۔ اب میں نے اشاروں سے چال بتانے کا ارادہ کیا۔ دیر تک گونگوں کی طرح شطرنج بتاتا رہا۔ ایک بازی ہوئی، دوسری ہوئی، تیسری بازی ہوئی حیدر جیت گئے، چوتھی جیت گئے۔ . . . دسویں بازی پیدلی مات ہوئی۔ فریق ثانی کو۔ سب شاطر بولا کیے۔ بولتے رہے۔ بعض چیخے بھی۔ بھائی مقبول لڑنے کو آمادہ ہوتے پر نہ بولا تو میں۔ نہ چیخا تو میں اور نہ لڑا تو میں۔

شام ہو گئی۔ بھابی جان نے کھانا کھلا دیا۔ چچی اماں کو نہ معلوم کن ذرائع سے خاموشی خبر ہو گئی۔ بولیں " بیٹا آج کیا کوئی جلن پڑ رہے ہو؟" جواب گردن سے دیا گیا۔ سوال ہوا " پھر کب بولوگے؟"

انگلیوں سے جواب دیا گیا۔

"آٹھ بجے ہیں۔ رات کے ۹ ... مگر دن سے انکار (دیکھ کر) ذرہ قلم کل صبح آٹھ بجے؟ شاباش ہے بیٹا تنکو۔ مجھ سے آٹھ منٹ بھی خاموش نہ رہا جائے"

معاملہ طول کھینچتا اگر میں وہاں اور ٹھہرتا۔ اپنے کمرہ میں آگیا۔ لیمپ روشن تھا۔ بھابی جان آج ضرورت سے زیادہ مہربان تھیں۔ کس قدر صاف لیمپ کی چمنی تھی اور کیسی باقاعدہ بتی کٹی ہوئی۔

مسکراہٹ چھپاتی بھابی جان آئیں "کیسے مزاج ہیں" قلم کاغذ اور دوات سامنے تھے۔ جواب لکھا

احمد بشیر

بھابی جان "زبیری کی بارات جارہی ہے میرا مطلب ہے عورتیں سوار ہو رہی ہیں"

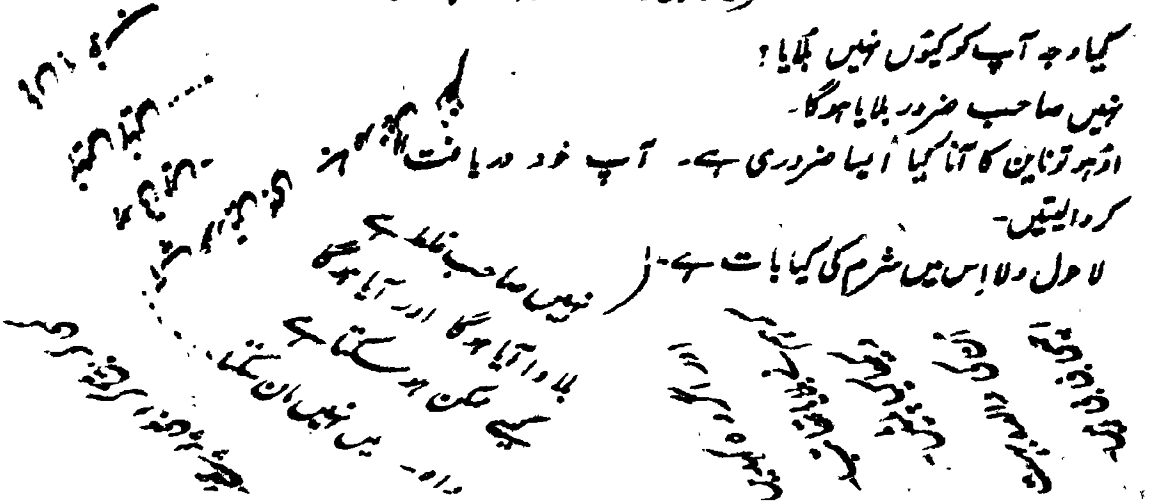
میں نے کچھ کر دریافت کیا "کیا آپ لوگ نہیں جائیں گے"

بھابی جان "ان کی طرف سے بلاوا ہی نہیں آیا۔ عجیب بے ڈھنگے لوگ ہیں"

اس پر میری اور بھابی جان کی بحث چھڑ گئی۔ میں کہتا تھا بلاوا آیا ہوگا وہ کہتی تھیں کہ نہیں آیا۔ ۔ ۔ ۔

آدھ گھنٹے کی بحث کے بعد میرے کاغذ کا حلیہ اس طرح دیکھنے میں آیا۔

(ناظرین بھابی جان کا جواب خود سمجھ لیں)۔



تجربہ سے ثابت ہوا کہ دو صورتوں سے یہ روزہ بھی بہت ہے۔ اول یہ کہ دن بھر فرصت ہوتی ہے۔ خوب لکھو خوب پڑھو ——

(شطرنج کھیلنی آئندہ سے جائز نہیں۔ یہ کھیل دل و دماغ پر برا اثر ڈالتا ہے۔ لڑنے کو آمادہ کرتا ہے)

کم بولنے سے آدمی کو آرام بہر حال ملتا ہے اور روزہ رکھنے سے تو کامل آرام۔

مجھکو اس کا سب سے بڑا فایدہ یہ ہوا کہ ایک تو بھابی جان کو ہرا دیا —— اور ایسا ہرایا کہ اپنے تابع کر لیا دوسرے بڑا رحیمن کا یہ دعوے کہ ان سے بات کیے

بغیر کھانا نہیں لے گا۔ رد ہو گیا۔

بھابی جان اور بڑا رحیمن پر فتح پانا ایسا ہے جیسا سردار شاہ ولی خاں کا کابل فتح کرنا۔ بھا رحیمن بھی سقے کی اولاد ہیں اور اللہ بخشے سلطان بچہ سقہ بھی . . . . . تھا۔ بھابی جان کا اقتدار ہمارے گھر میں ایسا ہی ہے جیسا کسی زمانے میں شاہ امان اللہ خاں کا تھا . . . . اور جناب بندہ اپنے گھر کا (بہ لحاظ عمر) سب سے بڑا بھائی نہیں ہے جس طرح سردار شاہ ولی خاں نہیں ہیں۔

سید ابو تمیم فرید آبادی

بیلہ میں میلہ کتابی صورت میں

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کا معرکتہ الآرا مسلسل افسانہ بیلہ میں میلہ سینکڑوں خواتین کے اصرار پر اب کتابی صورت میں شایع کیا گیا ہے اور چونکہ اسکا بہت سا حصہ عصمت میں شایع ہو چکا ہے اسلئے ۳۱ جنوری تک عصمتی بہنوں سے اسکی قیمت بجائے ۱۲ کے صرف ۸ لی جائیگی۔ بیلہ میں میلہ یا

غدر کی ماری شہزادیاں

نہایت دردناک اور عبرت انگیز کتاب ہے اسمیں سہ رنگی اور دو ایک رنگ کی تصاویر بھی ہیں۔ منیجر عصمت دہلی

دسمبر کے ایک مضمون پر میری رائے

دسمبر کے پرچہ میں محترمہ شہر بانو صاحبہ کا مضمون سیاسی جہاد ایک بہت ہی مفید اور اعلیٰ پایہ کا مضمون ہے۔ آخری سطر میں تحریر فرماتی ہیں کہ "اگر میرا یہ مضمون پسند کیا گیا . . ." چنانچہ اسکے متعلق مجھے ایک حقیقت کا اظہار کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ گو ہمیں اسبات کا پورا احساس ہے کہ "عصمت" کی تحقیق کے مطابق ہماری ناظرات عصمت کا ایک بڑا حصہ عصمت کے دلکش افسانوں اور مفید مضامین کیوجہ سے اس رسالہ کو منگواتا اور پڑھتا ہے، لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے کہ جو "عصمت" کو اردو بولنے اور سمجھنے والے طبقہ نسواں کی سیاسی ترقی کا حامی و موید ہی نہیں بلکہ ایک بڑا آلہ تسلیم کرتا ہے یہ طبقہ گزشتہ سے عورتوں کے حقوق حاصل کرنے میں منہمک ہے لیکن اس طبقہ کی آواز اسی ہی وقت سنی جا سکتی ہے جبکہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ ان حقوق کی طلب و ضرورت کا عام خواتین کو احساس ہو چکا ہے اور اسکے ثبوت کا بہترین ذریعہ مستند زنانہ رسائل کے وقتاً فوقتاً یا متواتر شایع ہوتے ہوئے مضامین کا ہوا کرتا ہے، لہٰذا ایسے مضامین جو اردو بولنے والی مستورات کے حقوق سیاسی سے تعلق رکھتے ہوں خواہ عام طور پر وہ پسند کیے جائیں یا نہیں "عصمت" جیسے اعلیٰ پایہ اور حامی ترقی نسواں رسالہ میں اور خصوصاً جبکہ یہ حضرت قبلہ علامہ راشد الخیری جیسا جیسے طالب حقوق نسواں کی سرپرستی کا فخر رکھتا ہو ضرور شایع ہونے چاہئیں میں محترمہ شہر بانو صاحبہ کو ایسے موضوع پر قلم اٹھانے کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس خاص طبقہ کی طرف سے جسکا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں درخواست کرتا ہوں کہ وہ آیندہ متواتر اس موضوع پر مضامین لکھتی جائیں اس مخصوص خدمت قومی کیلئے آیندہ نسلیں محترمہ کی شکر گذار ہونگی۔ میں نے خود اس موضوع پر لکھنا شروع کیا ہے اور تعلیم نسواں کا سیاسی رخ شایع بھی ہو چکا ہے لیکن عورتوں کی کہانی عورتوں ہی کی زبانی کچھ زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے میری خواہش ہے کہ اس موضوع پر خود عورتیں قلم اٹھا کر اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ (کیپٹن) نصیر الدین احمد

گنڈے تعویذ

رسالہ عصمت کے اکتوبر نمبر میں محترمہ بہن جلیلہ خاتون صاحبہ کا مضمون مذکورہ بالا عنوان کے تحت میری نظر سے گزرا۔ مجھے بھی ایک سچا واقعہ دوہرانے کا خیال ہوا۔ شاید کسی بہن کے لئے مفید ثابت ہو۔

گنڈے تعویذوں کے مرض میں زیادہ تر دیہاتی مسلم عورتیں مبتلا ہیں جو کہ صرف برائے نام مسلم کہلاتی ہیں۔ اسلام اور ایمان سے کوسوں دور ہیں۔ مرد چونکہ عورتوں کی نسبت عقلمند ہوتے ہیں۔ اس لئے گنڈے تعویذوں کے شوق سے مبرا ہیں۔ اس بیہودہ اور تکلیف دہ مرض سے خدا ہر ایک کو بچائے آمین۔

ان کمبخت تعویذوں کی بدولت بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ اور کتنے ہی گھر برباد ہوئے۔ مگر مسلم عورتوں نے اس کے بائیکاٹ کا نام پھر بھی نہ لیا۔

چند سال ہوئے پنجاب کے ایک گاؤں میں ایک شریف حوالدار رہتا تھا۔ گو عہدہ چھوٹا تھا۔ مگر ایمانداری اور شرافت کی وجہ سے لوگ اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ بیچارا خود تو ٹھیک تھا۔ مگر بیوی نہایت ہی چالاک اور جاہل تھی۔ اور گنڈے تعویذ میں پوری پوری دسترس رکھتی تھی۔ حوالدار اپنی بیوی کی عادتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ اسکو اس لغویت سے بچائے۔ مگر اس کی بدمزاجی کی وجہ سے عدم سدھار سکتا تھا۔ تنخواہ آدھی سے زیادہ ملاجی اور میاں جی کی نذر ہو جاتی۔ اپنی ذاتی زمین سے کچھ غلہ وغیرہ آ جاتا جس سے گزارہ اچھی طرح ہو جاتا۔ اور بیوی صاحبہ آنکھیں بند کرکے اپنے کام میں مصروف رہتیں۔ پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا کل چھ بچے تھے مگر سب کے سب نہایت بد اطوار انسانیت کی کوئی بات ان میں نہ پائی جاتی تھی۔

مسرت ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔ فلک کج رفتار نے پلٹا کھایا۔ حوالدار تین چار دن بیمار رہنے کے بعد راہی ملک عدم ہوئے۔ دوا دارو تو خیر۔ گنڈے تعویذوں نے بھی فائدہ نہ کیا۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی۔ کہ حوالدار بذات خود تعویذوں کے معتقد نہ تھے اس لئے افاقہ نہ ہوا۔

لڑکیاں پانچوں جوان تھیں۔ قریبی لوگ ان کی بدمزاجی اور بداطواریوں سے واقف ہونے کی وجہ سے رشتہ کا نام نہ لیتے تھے۔ گنڈے تعویذوں کا عمل بدستور جاری تھا۔ آخر کار عرصے کے بعد دور دور شہروں میں لڑکیوں کی بات ٹھہر گئی۔ بیگم صاحبہ نے جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ کرکے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ جب تک گھر والے لڑکیوں کی عادتوں سے ناآشنا رہے۔ گزارہ اچھا ہوتا رہا۔ مگر آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی نہایت برا برتاؤ ہونے لگا۔ ادھر لڑکیاں بلا کی تند مزاج ایک ایک کی اٹھارہ اٹھارہ بیٹیاں منہ چلانے والے

بہت پریشان ہوئے۔ اور یکے بعد دیگرے لڑکیوں کو ماں کے پاس چھوڑ گئے۔

اول اول تو خوب لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مگر جب اس طرح بھی مقصد حاصل نہ ہوا۔ تو پھر سیدھی طرح اور ان کے گنڈوں پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہیں۔ حسن اتفاق سے ایک دو کو سسرال والے لے گئے۔ اب کیا تھا۔ بیوی صاحبہ دل وجان سے ملاجی اور ان کے گنڈوں پر نثار ہوتی تھیں۔ اور جہاں ذرا بھی کسی لڑکی کے ساتھ سختی ہوئی۔ فوراً گنڈے تعویذ کئے اور سمدھیانے میں لڑکی کے پاس بھیج دئے۔ اس کو یہ کرنا! اور اس کو وہ کرنا! خوب تاکید ہوئی۔ گھر جو جمع پونجی تھی اسی طرح برباد کر ڈالی۔ یہاں تک کہ مکان اور زمین بھی گروی رکھ دی گئی اور ساری بیٹیاں ٹکڑوں کو محتاج ہو بیٹھیں۔ وہی بیوی جو کبھی بیگم بنی ہوئی تھی۔ اب پیٹ کی خاطر ماما گیری کرتی تھی چکی چرخہ کا کام مل جاتا تھا اور محنت کرتی مگر تعویذوں سے اب بھی باز نہ آتی تھیں۔

ماں تو کاموں میں مشغول تھی اور باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ اس کی تعلیم و تربیت کا فکر کسے ہوتا۔ جاہل اور ناعاقبت اندیش ماں کی بدولت زمانے بھر کے عیب لڑکے میں جڑ پکڑ گئے اور وہی لڑکا جس کا باپ شرافت اور عزت میں قابل رشک تھا۔ بری عادتوں کے سبب کوئی بھی اسکو پاس نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ آخر وہ ایک ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہوا۔ کہ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ رہا۔ اب ماں مر چکی ہے۔ اور نہیں معلوم وہ بدنصیب کہاں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

یہ ہے ایک گنڈے تعویذوں کی معتقد عورت کی غم بھری سچی داستان دیکھو کس طرح اس نے گنڈے تعویذوں کے پیچھے اپنا مال ودولت اور عزت اور ایک نہیں بلکہ کئی نسلیں برباد کیں۔ کیونکہ بیٹیاں بھی ماں کے نقش قدم پر چل رہی تھیں۔ اور اس سے زیادہ تعویذوں کی شیدا تھیں۔ خدا کا کلام ضرور بابرکت ہے۔ اور زبردست طاقت رکھتا ہے۔ مگر اس فضول طریقے سے نہیں۔ تعلیم یافتہ بہنوں کا فرض ہے کہ وہ جاہل عورتوں کو جس طرح بھی ممکن ہو سکے۔ اس فضول خیال سے بچائیں یہ مشرکوں کا کام ہے۔ کیونکہ با ایمان آدمی ہمیشہ اپنی قسمت پر صابر وشاکر رہتا ہے۔ اور دعا سے کام لیتا ہے۔ خدا کرے یہ قبیح اور لغو خیالات بہت جلد ہماری قوم سے بالکل مٹ جائیں۔ آمین

آنسہ چودھری مبارک علی ننور کوٹ

پھولوں کی کاشت

گلاب

گلاب کا پھول کسی تعارف وتشریح کا محتاج نہیں۔ اس کے بغیر گلشن کی زینت ناممکن ہے! اسکا حسن اُسکی رنگت اور بو لاجواب ہے۔ گلاب صانع قدرت کا نادر عطیہ ہے۔ ملکۂ گل کے معزز خطاب سے اسے مخاطب کیا جاتا ہے۔ درحقیقت اسے اپنی خوبصورتی سے دنیا بھر کے پھولوں پر فوقیت حاصل ہے۔ تمام مہذب قومیں گلاب کی کاشت میں دلچسپی لیتی ہیں۔ انگریز خواتین اپنے باغیچوں میں قسم قسم کے خوشنما پھول تیار کرتی ہیں۔ شیراز میں تو گلاب کے پودے گھر گھر پائے جاتے ہیں۔ ایرانی گلاب کی کاشت میں بہت محنت کرتے ہیں۔ اس لئے وہاں کے پھولوں پر ایک دل آویز جوبن نظر آتا ہے۔

میں نے جو کچھ معلومات اس حسین پھول کی کاشت کے بارے میں بہم پہنچائی ہیں۔ تحریر کرتی ہوں۔ اور اُمید کرتی ہوں۔ کہ پیاری عصمتی بہنیں اپنے اپنے ذاتی تجربات سے ناواقف بہنوں کو مستفید فرماتی رہینگی۔

اگر گلاب کے پودے زمین میں لگائے جائیں۔ تو زیادہ پھلتے پھولتے ہیں۔ خوب بڑے بڑے اور بکثرت پھول دیتے ہیں۔ لیکن بوجہ قلتِ زمین گملوں میں بھی لگانے پڑتے ہیں۔ البتہ یہ گملے عام گملوں سے قدرے بڑے ہوتے ہیں۔ کیاری کی مٹی ایک فٹ گہری کھود کر پھینک دیں۔ اور اس میں ساحلِ دریا کی مٹی پھیلا دیں۔ کھیتوں کی زرخیز مٹی بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعض حالات میں اس طرح کی مٹی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو ایک حصہ بالو ریت ایک حصہ کھاد اور دو حصہ عمدہ مٹی خوب اچھی طرح ملالیں۔ اور پھر یہی مٹی کیاری میں بچھادیں۔

گملوں میں مٹی ڈالنے کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے ان کے سوراخ پر ایک ٹھیکری اس طرح رکھ دی جائے۔ کہ فالتو پانی باہر نکل سکے۔ پھر مذکورہ بالا طریقہ سے تیار کردہ مٹی ان میں پھیلا دیں۔

گلاب کی دابیں اور قلمیں ویسے تو سال بھر لگ سکتی ہیں۔ لیکن عموماً ماہ نومبر اور ماہ فروری میں لگائی جاتی ہیں۔ نومبر میں لگائی ہوئی دابیں آخر مارچ تک ہری ہو جاتی ہیں۔ اور فروری میں لگائی ہوئی دابوں میں اوائل برسات تک پتے اور شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔ جب داب لگائی جائے۔ تو اُسے صبح شام دو وقت پانی دینا چاہئے۔ لیکن واٹرکین سے آہستہ آہستہ پانی ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ داب کے اردگرد سے مٹی نہ ہٹ جائے۔ جگ سے پانی ڈالنا مضر ہے۔ کیونکہ اس طرح پانی زور سے گرتا ہے۔

گلاب کے بیجوں سے بھی پودا اُگ سکتا ہے۔ بیج برسات کے دنوں میں بوئے جاتے ہیں۔ اور ماہ اکتوبر یا نومبر تک اُگ آتے ہیں۔ بیج بونے سے پہلے انکا بیرونی قدرتی غلاف چیر کر پھینک دینا چاہیئے۔ اندر سے جو بیج نکلیں۔ وہ ایک ہی گملے میں بو دیں۔ جب کچھ بڑے ہو جائیں۔ تو ان پودوں کو الگ الگ گملوں میں لگادیں چند ہی مہینوں میں پھول دینے لگیں گے۔ لیکن میرا ذاتی تجربہ یہ ہے۔ کہ ان سے بڑے بڑے پھول پیدا نہیں ہوتے۔ خواہ بیج بہت ہی عمدہ قسم کے ہوں۔ اسی لئے اغلباً گلاب کی کاشت بذریعہ بیج بہت کم عمل میں آتی ہے۔

موسم سرما میں گلاب کے پودے کو صرف ایک دفعہ پانی دینا چاہیئے۔ اور موسم گرما میں دو وقت۔ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب کے بعد۔ دھوپ میں پودے کو پانی از حد مضر ہے۔ پانی سارے پودے پر چھڑک دینا چاہیئے۔ تاکہ گرد و غبار دھل جائے۔ گلاب کے پودے کو خوب دھوپ لگنی چاہیئے۔ تاکہ پودا طاقتور ہو۔ البتہ گرمیوں میں اسے سخت دھوپ اور لو سے بچانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پودے کی زمین کھود کر نرم کرنی لازم ہے۔ لیکن احتیاط مقدم ہے۔ تاکہ اس کی جڑوں کو ضرب نہ پہنچے۔ اس کے بعد پودے کو چند گھنٹے پانی نہیں دینا چاہیئے۔ تاکہ سورج کی شعاعیں اچھی طرح طاقت دے سکیں۔

گلاب کی شاخوں کو اکتوبر یا نومبر میں تراشش دینا چاہیئے۔ اس طرح پودا دیدہ زیب نظر آتا ہے۔ اور پھول بھی خوب دیتا ہے۔ اگر پودا چھانٹا نہ جائے۔ تو وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اور پھول نہیں دیتا۔ کھاد بھی وقتاً فوقتاً پودے میں ڈالتے رہنا چاہیئے۔ گلاب کی مٹی ہمیشہ برسات کے دنوں میں تبدیل کرنی چاہیئے۔ ورنہ پودا مرجھا جاتا ہے۔

موسم گرما کے چند خوبصورت پھولوں کی نسبت جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ انشاء اللہ بشرطِ زندگی پھر کبھی لکھوں گی۔ یوں تو ہمارے ہاں سب کو پھولوں سے محبت ہے۔ لیکن میرے بھائی مشتاق احمد ایم اے۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو تو پھولوں کی کاشت میں انتہا درجے کی دلچسپی ہے۔ اور انکی معلومات اس فن میں بہت ہی وسیع ہیں۔ مجھے اُمید ہے۔ کہ وہ محترمی بھائی رازق صاحب کی فرمایش پر پھولوں کی کاشت کے بارے میں کچھ نہ کچھ بوقت فرصت عصمت میں ضرور تحریر کرینگے۔

سرور جہاں بنت خان بہادر چودھری نبی احمد

اب پوسٹ کارڈ پر تین پیسے اور لفافہ پر پانچ پیسہ کے ٹکٹ لگتے ہیں۔ اگر پوسٹ کارڈ پر وہی دو پیسہ کا ٹکٹ آپنے لگایا تو ڈاکخانہ پوسٹ کارڈ پر پھاڑ کر پھینک دیگا اور اگر لفافہ پر ایک آنہ کا ٹکٹ ہوا تو بیرنگ کر دیا جائیگا۔ مینیجر عصمت دہلی

حج بیت اللہ کے متعلق چند ضروری ہدایات

سفر حج بیت اللہ کے متعلق سالگرہ نمبر میں میں نے یہ تین بڑی تجویزیں کی تھیں۔

(۱) کامران میں صرف جہاز ہی پر معائنہ کر لیا جائے اور اگر کوئی خرابی نہ پائی جائے تو تمام مسافروں کو قرنطینہ کی بیجا زحمت نہ دی جائے۔

(۲) بمبئی میں ٹیکہ وغیرہ کی آفت کو اس طرح کم کیا جائے کہ جو لوگ اپنے گھر سے اس قسم کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لیکر بمبئی پہنچیں کہ انہوں نے اپنے ہی ضلع میں کالرا اور چیچک کے محفوظ رہنے کا ٹیکہ لگوا لیا ہے تو انکو بمبئی میں مزید زحمت سے بچا دیا جائے۔

(۳) عازمین حج بیت اللہ اپنے شہر سے چلنے سے پیشتر ہیضہ و چیچک کا ٹیکہ اپنے مقامی ہسپتال یا ڈاکٹر سے لگوا کر سرٹیفکیٹ حاصل کر لیں تاکہ ٹیکہ وغیرہ سے کبھی کبھی جو بخار وغیرہ یا دیگر تکلیفیں ہوتی ہیں وہ گھر ہی پر تمام ہو جائیں اور سفر میں بمبئی جیسی بے پناہ جگہ میں یہ مصیبتیں نہ پڑیں۔

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ تمام مشکلیں مٹ گئیں اور مندرجہ بالا تجویزیں پاس ہو گئیں ہیں لہذا اب ناظرین و ناظرات عصمت آیندہ حج کے لیے گھر سے طیار ہو کر جائیں۔ یعنی

(۱) بمبئی یا کراچی یا کلکتہ روانہ ہونے سے دس پندرہ روز پیشتر اپنے ضلع یا شہر ہی میں ہیضہ (کالرا) اور چیچک کے ٹیکے لگوا لیں اور سول سرجن یا دیگر مستند ڈاکٹر سے سرٹیفکیٹ بھی ضرور لے لیں کہ یہ ٹیکے فلاں ابن فلاں کو فلاں فلاں تاریخ کو لگا دیئے گئے ہیں۔

(۲) یہ سرٹیفکیٹ جہاز پر سوار ہونے سے پیشتر ٹکٹ لیتے وقت پیش کر دینے سے بمبئی میں ٹیکہ وغیرہ نہیں لگایا جائے گا اور کم از کم مستورات کے لیے یہ ایک بہت بڑی سہولیت ہوگی۔

(۳) ان سرٹیفکیٹ کے ہوتے ہوئے کامران پہنچکر وہاں بھی قرنطینہ کی زحمتوں سے نجات مل جائے گی کیونکہ جن کے پاس یہ سرٹیفکیٹ ہونگے وہ جہاز سے کامران میں نہیں اتارے جائیں گے جب تک کہ خدا نخواستہ کوئی خاص وبا جہاز میں نہ پھیلی ہو۔

(۴) جو لوگ کسی وجہ سے اپنے ہی شہر سے سرٹیفکیٹ لیکر نہ جا سکے ہوں ان کو بمبئی پہنچتے ہی ہیضہ و چیچک کا ٹیکہ جو مفت وہاں لگایا جاتا ہے ضرور لگوا کر سرٹیفکیٹ حاصل کر لینا چاہیے تاکہ کم از کم کامران کی قرنطینہ کی مصیبت سے نجات مل سکے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو کامران کی زحمت کے وہ خود ذمہ دار ہونگے۔

کیپٹن ڈاکٹر نصیر الدین احمد

جواب طلب امور کے لیے پانچ پیسے کے ٹکٹ یا جوابی پوسٹ کارڈ بھیجیے۔

منیجر

کیا دُعا دی جائے

سعیدہ۔ بی بی خدا تمہاری عمر ہزار سال کی کرے تم پھولو پھلو صاحب اولاد ہو۔ تم نے میرا دل خوش کیا خدا تمہارا ہمیشہ خوش رکھے۔ تم نے میری مراد پوری کر دی خدا تمہاری مرادیں برلائے۔ دوست خوش، دشمن پامال ہوں۔

حسینہ۔ یا اللہ! ہزاروں دُعائیں آخر کیوں دی جا رہی ہیں۔ میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا جو یہ دُعاؤں کی بارش میرے سر پر برسائی جا رہی ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کوئی مجھ پر پتھر برسا رہا یا تیر چلا رہا ہے آج تک یہ نہیں سُنا تھا کہ ہزار سال کی عمر ہوتی ہے شاید شاہ نامہ میں تم نے دیکھا ہو گا کہ ہزار ڈیڑھ ہزار سال کی عمر ہوتی ہے خدا نہ کرے کہ میری عمر بڑی ہو۔

سعیدہ۔ نوج دور پار آپ کے دشمنوں پر پتھر پڑ جائیں دشمن برباد ہوں خدا نہ کرے تم پر میں پتھر کیوں برساتی اور یہ تو کہو میری دعا تمکو تیر کیوں معلوم ہوتی تم نے میری لڑکی کی شادی کر دی۔ مجھے بے فکر کیا۔ میری آرزو پوری کر دی۔ اس لیے میں دل سے دُعا دیتی ہوں اور ہمیشہ دیا کرونگی۔

حسینہ۔ خدا کے لئے مجھے ایسی دُعائیں نہ دو۔ یہ نہ کہو میرے دشمن برباد ہوں بلکہ یوں کہو کہ میرے دشمن میرے دوست ہو جائیں۔ میری عمر بڑی ہونے کی دُعا نہ کرو بلکہ یوں دُعا مانگو خدا میری زندگی عزت و آرام کے ساتھ گذار دے مجھے اولاد کی تمنا نہیں یہ کہو کہ میرے ہاتھ سے خدا کوئی کام ایسا کروا دے جس کے ذریعہ خدا کے بندوں کو ہمیشہ فائدہ پہنچتا رہے اور میرا نام ہمیشہ نیکی کے ساتھ زندہ رہے۔ ہاں تم نے ایک دعا تو اچھی دی کہ میں خوش رہوں۔ اور یہ دُعا دو کہ مجھ میں خدا وہ قوت دے کہ میں لوگوں کے دلوں پر حکومت کروں۔ لوگ سلطنت کرتے ہیں لیکن اصل حکومت و سلطنت اس کی ہوتی ہے جو کہ دلوں پر حکومت کرے

سعیدہ۔ اچھا اب معلوم ہوا کہ دعا کا طریقہ بھی نیا ایجاد ہوا ہے آجتک یہی دعا دیجاتی تھی کہ دشمن پامال ہوں مرادیں بر آئیں اب نیا طریقہ آپنے ایجاد کیا ہے اچھا اسطرح دُعا کیا کرونگی۔

حسینہ۔ مجھے بہت بُرا معلوم ہوتا ہے جب کوئی یہ دُعا دیتا ہے کہ تمہارے دشمن برباد ہوں بھلا دشمن برباد کیوں ہوں اور مریں کیوں۔ ایک روز ہمکو بھی مرنا ہے البتہ یہ کہنا چاہیے کہ ہمارے دشمن بھی ہمارے دوست ہو جائیں اور عمر بڑی ہونے سے کیا حاصل عمر کم ہو یا زیادہ جو اللہ کو منظور ہو گی وہ ہو گی لیکن دعا یہ دو کہ عزت و آبرو کے ساتھ زندگی بسر ہو۔ خدا کرے کہ میری حکومت لوگوں کے دلوں پر ہو جائے اگر دلوں کی حکومت میں نے حاصل کر لی تو گویا دنیا و آخرت کی سلطنت حاصل کر لی۔

سعیدہ۔ خدا کرے تمہاری حکومت لوگوں کے دلوں پر ہو جائے اور دشمن تمہارے دوست ہو جائیں کہو اب تو خوش ہو۔

صغرا ہمایوں مرزا

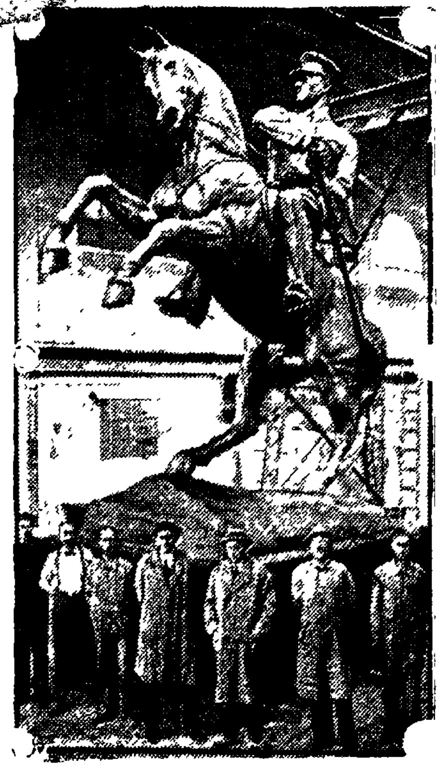


نائب صدر امریکہ کی ہمشیرہ جو مجلسی دعوتوں کے موقعوں پر
مسز کرتس کے بجائے مہمانداری کے فرائض انجام دیں گی۔



رانی … صاحبہ آف سانگلی
جنہیں نوع انسان کی خدمات کے
صلہ میں قیصر ہند کا تمغہ
عطا ہوا ہے۔

مصطفے کمال پاشا کا



جو وی آنا (آسٹریا) میں تیار
ہوا ہے یہ عنقریب سمسون
(ٹرکی) میں نصب ہوگا



مس ایپی کلب جو ناراحہ لندن میں لوہار کی دوکان کرتی ہیں

پگڑی سر سے اتر گئی

پگڑی سر سے اتر رہی ہے اور اس کی رفتار کی سرعت اُس سے بھی بڑھی ہوئی ہے جس سے ہمالیہ کی چوٹی کو چین جنگا پر چڑھنے والی جرمن مہم بوجہ برف باری اتر آئی۔ اسد اللہ کیا زمانہ تھا جب یہ شاندار اور طرحدار سرپوش مشرق کے لاکھوں اور کروڑوں سروں پر شان شاہنشاہی سے داد حکومت دیتی تھی۔ آج اُس کے زوال کا یہ عالم ہے کہیں عجائب خانوں میں بند کی جا رہی ہے اور کہیں بار سر ہو کر پا بدستے دگرے دست بدست دگرے کی مصداق ہو رہی ہے۔ سر میں نہ بنگالی بابو کا قصور ہے اور نہ کسی دوسرے کا۔ بنگالی بابو تو خیر سے ہمیشہ اس کو وحشت و حیرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے اور کبھی پاس پھٹکنے پر بھی آمادہ نہ ہوئے۔ رام موہن رائے کے سر پر ایک سایہ دار پگڑی تصویروں میں ابھی تک دیکھی جا رہی ہے لیکن وہ تو مصلحت کی بنا پر تھی کیونکہ وہ راجہ تھے اور درباروں کا دستور یہی تھا۔ اب پگڑی کی ساری اُمیدوں کا مرکز پنجابی بابو کا سر ہے۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی سوراج کے شور و غل کے صدقہ میں گاندھی ٹوپی نے بھی ہندوستانی سروں پر پنجابی نظریں ڈالنی شروع کی ہیں اور آپ خود دیکھ سکتی ہیں اس مردم شماری کے وقت تک گاندھی کیپ کا کنبہ یا اس کی برادری کثرت حاصل کر چکی ہے۔ لیکن ذرا گاندھی جی کے سر کو تو دیکھئے گا کہ وہاں پورا سوراج ہے اور گاندھی کیپ نے اسے کامل آزادی یا دو مینین اسٹیٹس کچھ نہ کچھ ضرور دیدیا ہے۔ اصل حقیقت کو سر تیج بہادر سپرو یا چنتامنی اور دوسرے ماہرین دستور ہی بتا سکتے ہیں۔

ہر عروجے را زوالے ایک مشہور مثل ہے اور اس کی صداقت بے پناہ ہے۔ پگڑی کا عروج بھی اس مثل کی صداقت پر قربان ہو گیا۔ سینکڑوں ہزاروں برس تک ایک دنیا نے پگڑی کی حکومت کے سامنے سر اطاعت خم کیا ہے اور اس کے بار اقتدار کی وجہ سے کوئی سر نہ اُٹھا سکا ہے۔ بادشاہ ہو یا گدا شریف ہو یا ڈاکو کوئی اس کی حکومت سے باہر نہ جا سکا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں پگڑی اور اس کی حکایت داستان پارینہ ہو رہی ہے۔

اور آخر ہر چیز پرسن کا بھی تو اثر ہوتا ہے۔ جو چیز سینکڑوں ہزاروں برس کا زمانہ دیکھ چکی اُسے تو جینے کی تمنا ہوتی ہی نہیں چاہئے اور اگر ہے تو یہ ہوس ہے۔ مزید برآں دنیا کی تمام قومیں اور ساری حکومتیں موجودہ اقتصادی زوال اور کساد بازاری کی وجہ سے پریشان و تباہ ہو رہی ہیں تو اس کے کیا معنی کہ پگڑی کی قوم جس میں مولوی کا عمامہ، سپاہی کی پگڑی، زمیندار کا صافہ اور کسان کا پٹکا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں اور پگڑی کی حکومت یعنی مشرقی اور بالخصوص ہندوستانی انسانوں کے سر اس وبا کے اثر سے بچ جائیں۔ اگر ایسا ہوتا تو علماء اقتصادیات کے خیالات کی بنیاد ہی کھوکھلی ہو جاتی کیونکہ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ یہ وبا عالمگیر ہے اور پھر سمجھنے کی بات ہے کہ موجودہ اقتصادی زوال کی سب سے بڑی وجہ عالمگیر جنگ کی تباہ کاریاں ہیں۔ مشرقی قوموں کی شرکت

جنگ کے ساتھ پگڑی کو بھی جنگ میں شامل ہونا پڑا تھا اور اسی سلسلہ میں نہ معلوم کتنی پگڑیوں کو سر سے اترنا پڑا ہوگا۔ مال کی کمی نے بھی لوگوں کو مجبور کیا کہ پگڑی سے رشتہ توڑ کر گاندھی کیپ سے ناتہ جوڑیں یا اگر خیال ہو نیا [illegible] ہے تو بنگالی بابو کا ساتھ دیکر ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں یا کم سے کم اس کی فکر تو کریں۔ یہ تو بھلا ہو ہماری سرکار کا اس نے ابھی تک پگڑی کا ساتھ دے رکھا ہے اسی لئے فوج اور پولیس کے نوجوان کا سر پوش پگڑی ہی ہے۔ اور گورنمنٹ گاندھی کیپ پہننے والا کو اپنوں میں نہیں سمجھتی۔ بڑی خیریت گذری کہ "کلہاڑی کمیٹی" Axe Committee والوں نے شملہ کی بلندی پر بھی ٹھیک اس کو نہ دیکھا کہ سپاہیوں کی پگڑی اتار کر اگر انہیں بی۔ این۔ ڈبلو ریلوے کے ملازمین کو بھی ٹوپی پہنائی جائے تو بڑی کفایت ہو سکتی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ چوک گئے۔ ورنہ وہ تو اپنی بے پناہ تیشہ زنی سی پگڑی بچاری کی کرم خوردہ جڑ کاٹ ڈالا کہہ دیتے

پگڑی کی عظمت و جلال کے نمونے اب بھی ہندوستانی تھیٹروں میں نظر آتے ہیں اور بادشاہ کے دربار کے لئے پگڑیاں کی فوج لازمی ہے۔ گو بائسکوپ والے اب ہمت کو مقابلہ پر لا رہے ہیں۔ اور اس جنگ میں بھی شکست پگڑی ہی کی نظر آتی ہے کہا جاتا ہے کہ بابر نے بھی پگڑی ہی استعمال کی اور اکبر اعظم نے پگڑی فارس سے تیار کرا کے منگائی تھی۔ سوچنے کی بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے بادشاہ جنہوں نے تاریخ میں انقلابات پیدا کر دئے اور بڑی بڑی حکومتوں کو زیر و زبر کر دیا خود اپنے سر کی خبر نہ لی اور پگڑی کی حکومت نے انہی لوگوں کے سروں پر عروج کی منزلیں طے کیں حقیقت یہ ہے کہ پگڑی کی برکات ایسی نہ تھیں جن پر لوگوں کی نظر نہ پڑتی۔ پگڑی کہیں چادر کا کام دیتی۔ اور لوگوں کو موسم کے حملوں سے بچاتی، زندگی کی ساتھی تھی اور ناکامیوں کے موقع اور بالخصوص محبت کی ناکامیوں کے موقع پر مونس تنہائی ہوتی اور زندگی سے نجات حاصل کرنے میں پھانسی کا پھندا بن کر بڑی مدد کرتی تھی۔ تعجب ہے کہ فرہاد کے تیشہ کی طرح پگڑی مشہور نہ ہوئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ دو محبت بھرے دلوں کے ملانے میں بھی اس کی خدمات قابل قدر ہوتی ہیں اور رات کی تنہائی میں اس نے کتنوں کو دیوار پر چڑھنے میں مدد کی ہوگی۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکی برکتیں بھلے برے سب کے لئے یکساں ہیں۔ سرحد کے آزاد پٹھان آج بھی انگریزی قلعوں میں اسی کی مدد سے اتر آتے ہیں اور میموں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ اخبار میں اسی قسم کے واقعات آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں۔

جہانتک میری سمجھ میں آتا ہے پگڑی کے اقتدار کی صرف یہی وجہ نہ تھی بلکہ ایک دوسری وجہ اس سے قوی تر تھی۔ مشرقی انسان اور بالخصوص ہندوستانی آج بھی اس بات کے لئے مشہور ہیں کہ وہ باپ دادا کی میراث کی بڑی قدر کرتے ہیں اور یہی پہلے بھی تھا۔ پگڑی اس میراث کی ایک بہت اہم چیز ہوا کرتی تھی اور باپ کی پگڑی اور تلوار پر ہندوستانی خاندانوں میں، بھائیوں میں اسی شدومد کے ساتھ اکثر جنگ ہوتی رہی جو شاہجہاں کے بیٹوں کے جنگ کی خصوصیت تھی۔ اکثر خاندانوں میں ایسی بوسیدہ پگڑیاں ملیں گی جن پر کیڑوں نے سات پشت کی تاریخ لکھ ڈالی ہے۔ یہ وہی پگڑیاں ہیں جو بطور میراث ہاتھ بدلتی گئی ہیں۔

خبر لیجئے بیگمات کے مطلب کی اردو کی بہترین کتابوں کی فہرست اور جنتری ۱۹۳۳ء دفتر عصمت دہلی سے مفت منگائیے۔ منیجر۔

موجودہ گول میز کانفرنس کا بھی اثر پگڑی پر پڑنا لازمی ہے کیونکہ جہاں تک امید ہے کانگرس کی قرارداد ہی کانفرنس عملی
صورت بحالت کے بعد منظور کریگی اور اس صورت میں گاندھی کیپ پہننا حکومت کی نظر میں قابل اعتراض نہ ہوگا اور اسی
کی حکومت جو گاندھی کیپ کی راہ میں ہے اگر ہٹ گئی تو پگڑی قبل آنکھ بند ہونے ہی کے غائب ہو جائیگی۔
مجھے تو یہ ڈر اسی وقت پیدا ہوا تھا جب گاندھی جی کی گرفتاری نے وائسرگل لاج کی سیڑھیوں پر التوائے جنگ کا
طبل بجایا تھا اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ یہ قسمت ہی ہے جو پگڑی ابھی تک بچی چلی جا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شوکت علی
کو اس کا خیال ہے کیونکہ اسلامی ممالک میں پہنچ کر اس کی مدد سے وہ بڑے کام بناتے ہیں۔ سنا ہے کہ گاندھی جی پر کپڑے
کے کارخانے والوں کا بڑا اثر ہے۔ ممکن ہے وہ پگڑی کی اس آڑے وقت میں مدد کریں کیونکہ اس کی تجارت کو فروغ دینے میں
پگڑی کی مدد بھی ایک بڑی حد تک شامل ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ پگڑی اپنی خصوصیات کے باعث ضرور اس قابل
ہے کہ ہیٹ اور گاندھی کیپ کے ساتھ اس کا بھی خیال کیا جائے
حقیقت یہ ہے کہ میری رائے اس معاملہ میں صحیح ہونی چاہیئے کیونکہ میں دوسری ہندوستانی خواتین کی طرح دوپٹے
اوڑھنے کی عادی ہوں اور پگڑی اور "گمرسر پوشوں" کی بحث میں غیر جانبدار حیثیت رکھتی ہوں۔
لیکن پگڑی بعض موقعوں پر اس طرح رفاہ عام کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اسکے باندھنے والوں کے
مخالفوں کو نہایت کارگر دلیل اس کے خلاف مل جاتی ہے۔ درحقیقت اس کا علاج انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو پگڑی کے طرفدار
ہیں اور انہیں اس مسلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔
جن لوگوں کو تھرڈ کلاس میں سفر کرنے کا موقع ہوا ہوگا انہیں اس بات کا پورا اندازہ ہوگا کہ پگڑی اس موقع پر کتنی تکلیف دہ
ہوتی ہے جب گاڑی میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہو۔ انسان بیٹھنے کی جگہ کو ترستا ہو۔ گاڑی میں ہوا کا گذر نہ ہو لیکن پگڑی ہے سر علی
پر بیٹھی گاڑی میں بیٹھنے والوں کا دم بند کئے دیتی ہے اور اس پر مزید اضافہ یہ ہے کہ پگڑیوں میں ایک ہاتھ سے زیادہ دم لٹک
رہی ہے اور اس میں سے ایسی بدبو آرہی ہے جو شاید جہنم کے کسی طبقہ سے مخصوص ہے۔

قمر بانو

گورستان

از

فانی گلیانوی

سچ بتا اے تربت خاموش اپنا مدعا — کیا تو ہی ہوگی حیات جاوداں کی رہنما
تیری تاریکی میں پوشیدہ ہیں کتنے کارواں — تیری مٹی میں ملے ہوں گے ہزاروں کے نشاں
موت کی آغوش میں شاہ و گدا جب سو گئے — فرق کیا باقی رہا؟ دونوں برابر ہو گئے
اسلئے تیرے مکینوں کو ہے تنہائی پسند — کُنج خلوت کو پہنچ سکتا نہیں کوئی گزند
تیری راحت گاہ میں ہے محو راحت اک جہاں — تیری خاموشی میں ہے آسودگی کیسی نہاں
میں بھی ہو جاتا شریکِ کارواں عدم — محفل ہستی سے لیکن اٹھ نہیں سکتا قدم

اب پوسٹ کارڈ پر تین پیسے اور لفافہ پر پانچ پیسہ کا ٹکٹ لگتا ہے۔ (مینیجر)

آج کل کے عالم

مجھے بڑا رنج ہوتا ہے جب میں دیکھتی ہوں کہ ہمارے بعض مذہبی رہنما جو بڑے عالم کہلاتے ہیں نفس امارہ کے بری طرح سے مغلوب ہوگئے ہیں۔ دونوں جہان میں قابل ستائش وہ شخص ہے جس نے اپنے علم کی برکت سے اپنی اصلاح کی ورنہ اسکی ہستی بیکار ہے اسکا علم حاصل کرنا مضحکہ عالم بن جاتا ہے علم سے بہرہ ور ہونا خود شناسی کے زینہ پر قدم رکھنا ہے رفتہ رفتہ یہ قوت حق شناسی کے درجہ پر پہونچا دیتی ہے۔ کیونکہ ہر چیز میں وہی جستجو رہتی ہے اور زیادہ سمجھنے کا مادہ پیدا ہوتا جاتا ہے ایسے عالموں کو دنیا کی دلچسپیاں لغزش سے روکتی ہیں اور اسی لئے راہ طریقت ہمیشہ انکے پیش نظر رہتی ہے۔ علم سے مطلب یہ ہی ہے کہ اسکے حاصل کرنے کے بعد تمام مادی چیزوں کو انسان فانی سمجھے اور روحانی ترقی مدنظر رہے۔ وہ عالم کام کا جو تمام دنیاوی دلفریبیوں میں پھنسکر حرام حلال میں تمیز نہ کرے وہ دنیا کو دہوکا دیتا ہے اور علوم باطنی سے قطعی بے تعلق ہے

کسی نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے ہمارے صوبہ میں ایک بہت بڑا عالم فاضل موجود ہے جو حیرت خیز خیالات نظم و نثر میں ظاہر کرتا ہے۔ میں نے بڑے شوق سے ان خیالات کو پڑھا لیکن جب غور سے پڑھا تو بعض باتیں اوہوری معلوم ہوئیں اور جب اُن کی زندگی کی روش کو سنا تو سخت افسوس ہوا ایک دوسرے بڑے مشہور عالم کا حال دریافت ہوا جنکے ماننے والے سینکڑوں کی تعداد میں ہیں لیکن ان کے مشاغل کیا ہیں۔

تسرا انجمدی۔ ہاشمی ہوا، انکی رفیقہ حیات ایک نہیں چار بیویاں ہیں

بر کتخدائی عزیزہ عابدہ بیگم رعنا

ہے بارش انبساط و عشرت۔ بہار پر ہوش باغ اقبال
ہے رخصت لیل یاس و حسرت۔ او صبح امید جلوہ پاش
ہے سلک زرین کتخدائی خوشنما۔ امین طریقت و رعنا
ہوئے ہیں وابستہ حسن والفت بہار و رعنائی گلستاں
ہیں گرچہ سامانِ فرح و بہجت مگر ہے بیتابیاں نمادل
جگر خلش زار خار فرقت ہیں آنکھیں آئینہ دار طوفاں
وہ خواہر دلنواز و ہمدم شریک ایام رنج و راحت
وہ غمگسار حسین فطرت۔ مٹائے جس نے نقوش حرماں
بہ زیر آئین دنیوی اب۔ جدا عزیزوں سے ہو رہی ہے
فراق پرور ہے وست بہجت ہے نیش در جام نوش پنہاں
دعا ہے مقصود دل ہو حاصل ہو کامیاب حیات رنگین
ہو عصر نو دہ دہ مسرت۔ ہو مرکز مہر و لطف یزداں
یہ جس سے وابستہ ہے وہ ڈالی ہری رہے گلشن جہاں میں
بلندیوں پہ ہو نجم قسمت۔ ہو بخت و اقبال زیر فرماں
ہو دامن زیست مایہ دار۔ دُر امید و گل تمنا
ہو قلب معمورہ محبت۔ ہمیشہ کیف و سرور ساماں
ہے نوا ریز و نغمہ پرور۔ بہشت شعر و سخن میں دائم
ہو محو بہبود قوم و ملت وجود رعنا ہو فخر نسواں
دعائے خورشید زار و خستہ۔ قبول یارب ہو بہر احمد
عزیز شوہر ہو ذی مروت۔ رہے جہاں میں مدام شاداں

خورشید آرا بیگم

تربیت گاہ بنات دہلی

میر سید حسین صاحب گورنمنٹ پریس شملہ کی صاحبزادی صغرا بیگم صاحبہ کے داخلہ کی خبر گو پچھلے پرچہ میں شائع ہو چکی ہے اپنے نانا صاحب کے غیر معمولی اصرار اور ماں کے دفعتہً بیمار ہو جانے پر چند روز کے واسطے وطن گئی ہے شملہ پہونچنے کے بعد جو خط میر صاحب نے مجھے لکھا ہے درج کرتا ہوں۔

راشد الخیری

آج مدرسہ بنات مسلمانان ہند کی عدم توجہی کے باوجود ایک قابل رشک شعبہ ہے۔ میری بچی جس کی عمر چھ سال کی ہے ۱۰ اکتوبر میں داخل ہوئی اور جس کی تعلیمی حالت ہم سب پر ظاہر تھی مگر اس تھوڑی بات میں جب میں بچی کو واپس لایا اور امتحان لیا تو ہر شخص اس حیرت انگیز ترقی پر متعجب نظر آیا۔ اس عرصہ میں مذہبی سپرٹ کا اس ننھی سی بچی کے دل میں پیدا ہونا اور دنیوی واقعات سے باخبر ہو جانا سونے پر سہاگا تھا ہر قسم کا انتظام کافی و شافی تھا۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ بچی کے نانا صاحب کی انتہائی محبت اور تقاضے اور اس کی والدہ کی علالت نے مجھے مجبور کیا کہ میں بچی کو لاؤں ورنہ میری اور میرے گھر کی مستورات کی یہی دلی تمنا تھی کہ صغرا بیگم مدرسہ کا مکمل کورس ختم کرے۔ انشاء اللہ العزیز میں کوشش کروں گا کہ جسقدر جلد ممکن ہو میں صغرا بیگم کو معہ دیگر بچی کے تربیت گاہ میں داخل کراؤں۔ نیز میں ان حضرات سے درخواست کرتا ہوں جو تعلیم نسواں کے خواہاں ہیں اور اپنی بچیوں کو داخل کرانا چاہتے ہیں۔ تربیت گاہ بنات سے بہتر تعلیمی شعبہ مسلمانوں میں کہیں نہ ملے گا۔ بالخصوص اسلئے کہ مفلس اور امیر لڑکیاں مستفید ہو سکتی ہیں

دیگر میں حامیان تعلیم نسواں و جناب علامہ موصوف کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ موجودہ مکان مدرسہ کے شایان شان نہیں میں درخواست کرونگا کہ بذریعہ رسالہ بنات و عصمت فوراً بلڈنگ فنڈ کی تحریک کی جائے اور جلد کسی موزوں مقام پر بلڈنگ بنائی جائے۔ آخر میں میں جملہ کارکنان شعبہ و خصوصاً علامہ موصوف و بیگم صاحبہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری بچی کے لئے ہر طرح سے آسائش کا سامان پہنچایا۔

سید حسن ملتانی
گورنمنٹ پریس شملہ

رسالہ عصمت ستمبر نمبر میں تربیت گاہ بنات دہلی کے متعلق ایک دردمند بہن کا خط میری نظر سے گذرا جس کو پڑھ کر واقعی افسوس ہوا کہ مسلمانوں کی معصوم بچیاں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مشن اسکولوں میں جاتی ہیں یہ حالت صرف دہلی ہی میں نہیں بلکہ ہر شہر میں ہے افسوس کہ مسلمان اپنی بچیوں کو غیر مذاہب والوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور ان سے ان معصوموں کی ابتدائی تعلیم کا بھی انتظام نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالی ہم کو توفیق دے کہ ہم اس اشد ضرورت کو پورا کر سکیں اور آپ جیسے بزرگ کو جن کی تمام عمر قوم کی بچیوں کی خدمت کرتے گذری ہے زندہ اور تندرست رکھے آمین اور آپ کے مقاصد میں کامیابی عطا کرے آمین۔ دردمند بہن کی تجاویز واقعی قابل عمل ہیں لیکن تجاویز (۲) و (۴) سے مجھ کو اختلاف ہے۔ بعض خریدار کسی نہ کسی وجہ سے معذور ہیں کہ جو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں یا دے سکتی ہوں وہ اس میں شریک ہوں ہر خریدار بہن دس روپے نہیں دے سکتی ان چھ سات ہزار بہنوں میں بعض ایسی بھی ہیں جو یہ چندہ بڑی مشکل سے دے سکتی ہیں۔ ہندوستانی عورتوں کی اور خاصکر مسلم خواتین کی اپنی آمدنی کچھ بھی نہیں اسلئے میری رائے ناقص یہ ہے کہ سب خریدار بہنوں سے دریافت کر لیا جائے کہ وہ کتنا چندہ دے سکتی ہیں۔ یا کوئی تاریخ مقرر فرما کر ان کی خوشی پر چھوڑ دیجئے۔

جن شہروں میں اس قسم کی انجمنیں قائم نہیں ہیں وہاں کی عصمتی بہنوں سے درخواست کی جائے کہ وہ بہت جلد انجمن قائم کریں اور اپنے شہر میں اس انجمن کی ماتحت ایک زنانہ اسکول فوراً جاری کر دیں اور ایک رقم پس انداز کر کے تربیت گاہ بنات کیلئے بھیجدیا کریں۔ اس طرح ایک مستقل ماہواری رقم تربیت گاہ بنات کو ملجایا کریگی۔

ہر ایک عصمتی بہن کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنے شہر کی یتیم بچیوں کی مدد کرے اور انہیں عیسائیوں مشنریوں کے پنجے سے بچائے۔ اگر وہ اسکا انتظام نہ کریں تو فوراً آپ کی سپردگی میں دیدیں۔

ہمشیرہ محمد عرفان الحق قدسی سانبر

میں عزیز بچی ہمشیرہ محمد عرفان صاحب کی اس عنایت کا شکر گذار ہوں حق یہ ہے کہ تربیت گاہ کی کامیابی کا سہرا ان ہی جیسی محترم خواتین کے سر بندھا ہوا ہے جو کسی حال میں اپنی بیکس بہنوں کو فراموش نہیں کرتیں اور ان کی فلاح و بہبود کی تجویزیں سوچتی رہتی ہیں لیکن موجودہ حالت میں کہ میں نے تربیت گاہ کی اعانت صرف عصمتی بہنوں تک محدود کر دی مسلمانوں کی ذہنیت کا پتہ محمد ناظم خاں صاحب کے بیان سے جو پچھلے پرچوں میں شائع ہوا ہے اور کنیز محمد بیگم صاحبہ کے گرامی نامہ

جو دسمبر کے پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ بآسانی چل سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب جب کہ تربیت گاہ اعانت کی تکلیف چندہ کی امداد کو دے رہی ہے ہر طرف سے اعتراض ہو رہے ہیں اگر میں عام چندہ کر دوں تو شاید مسلمان مجھکو زندہ بھی نہ چھوڑیں۔

جن محترم خواتین اور حضرات کو تربیت گاہ یا اسکے یتیم سیکشن سے کوئی واسطہ نہیں ان کا تو ذکر ہی نہیں ہاں جن عزیز بہنوں کا دست کرم خدائے بہتر و برتر کی لاچار مخلوق کا پیٹ پال اور بدن ڈھانک رہا ہے۔ وہ یقین کر لیں کہ تربیت گاہ کی یتیم بچیاں وہی پہنیں گی اور وہی کھائیں گی جو میں اور بیگم راشد الخیری کھا پہن رہے ہیں۔

میری عزیز بچیاں میرے واسطے دعا کریں کہ میری کمزوری رفع ہو اور مجھ کو اپنے خدا کی ذات پر پورا بھروسہ ہو جائے جس روز یہ نعمت مجھکو میسر ہوگی اسی روز بیڑا پار ہے یہی لوگ جو آج بچیوں کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے ان ہی کی اعانت عمارت کا سبب ہوگی اور ان ہی کی بدولت شہنشاہ دو جہاں کا کلمہ پڑھنے والی معصوم بچیاں کھنڈر سے نکلکر سنگین مکان میں پہونچ جائیں گی۔

"درود و سلام ہے اُس پر جو طیبہ کی خاک میں آرام فرما رہا ہے"

راشد الخیری

ایک ضروری گذارش

بعض خواتین اور حضرات تربیت گاہ کی بچیوں کی امداد کا روپیہ بھی "اڈیٹر عصمت دہلی" یا "رازق الخیری دفتر عصمت دہلی" یا "مینجر بنات دہلی" کے پتوں پر روانہ فرماتی ہیں۔ حالانکہ مدرسہ کے روپیہ کا دفتر عصمت کی ڈاک سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس قسم کی غلطی ڈاکخانہ والے بھی کرتے ہیں کہ مدرسہ کا روپیہ عصمت کے روپے میں شامل کر دیتے ہیں۔ ہم نے ڈاکخانہ کو بھی ہدایت کر دی ہے اور عصمتی بہنوں اور بھائیوں سے بھی درخواست ہے کہ جب مدرسہ کے لئے روپیہ بھیجیں تو یا **حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ** کے نام بھیجیں یا صرف یہ پتہ لکھیں "**تربیت گاہ بنات کوچہ چیلان دہلی**" میرے نام یا دفتر عصمت کے پتہ پر مدرسہ کا روپیہ نہیں آنا چاہئے۔ منی آرڈر کوپن پر بھی اپنا پورا پتہ ضرور لکھدیا کریں تاکہ انہیں فوراً رسید بھیجی جا سکے۔ **رازق الخیری**

تربیت گاہ کا جشن معراج

خدا کے فضل و کرم عصمتی لڑکیوں اور سنائی بچیوں کی توجہ سے تربیت گاہ کا یہ تیسرا جشن معراج بھی ہر دسمبر ۱۹۳۷ کو دھوم دھام سے منایا گیا۔ بہشتی بچیوں نے صبح ہی سے تیاری شروع کر دی تھی اور دو پہر تک مدرسہ کا چپہ چپہ پھول پتیوں سے آراستہ ہو چکا تھا اس سلسلہ میں مظفر نگر والی کنیز فاطمہ نے جو ارتداد کے قریب قریب پہنچ چکی تھیں جس عقیدت سے کام کیا ہے وہ قابل رشک ہے۔ مولوی صاحب نے اس پانچ مہینے کے عرصہ میں کنیز فاطمہ کو صرف یہی بتایا کہ شہنشاہ دو جہاں کا وجود مسلمانوں کے واسطے کیسی نعمت تھا اور حضور اکرم کے احسانات دنیا پر کیا ہیں

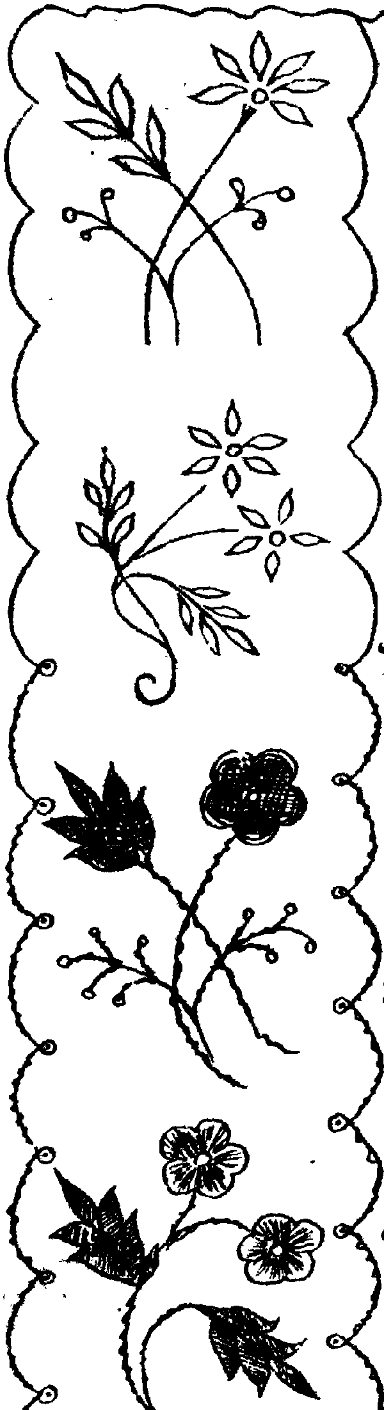
مغرب کے بعد سے معزز مہمانوں کی تشریف آوری کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں خان صاحب حاجی غلام حسین خان صاحب پشاوری میاں صاحب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب پٹنہ والے حاجی محمد سلیم صاحب کپتان خان بہادر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سی آئی ای مولوی نعمت اللہ زبیری تحصیلدار بھوپال کے خاندان میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں سال ہائے گذشتہ کی طرح اس سال بھی بہت سی بیبیوں نے اپنا نام اور پتہ ظاہر نہ فرمایا۔ مگر میں ان سب کی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی شرکت سے ان بچیوں کی خوشی دوبالا کی اور جلسہ کی رونق بڑھائی۔

کھانے سے فراغت پانے کے بعد ۹ ½ بجے جلسہ شروع ہوا یتیم سیکشن کی چار بچیوں نے سب سے پہلے کلام اللہ کے رکوع پڑھے اسکے بعد چند بچیوں نے تین تین کی قطار میں شب معراج کی نظم پڑھی جب یتیم سیکشن کی بلقیس جو سب سے چھوٹی قریباً چھ سال کی ہے اپنی توتلی زبان میں پڑھ رہی تھی ؎

حبیبِ خدا اشرفِ انبیا مبارک ہو معراج پاتا ہے آج

تو سننے والوں پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو رہی تھی ساڑھے دس بجے حاجیہ زاہدہ بیگم صاحبہ نے روضہ اقدس کے حالات بیان فرمائے اور معراج پر ایک مفصل تقریر کی اس کے بعد کنیز فاطمہ صاحبہ نے ایسی خوش الحانی سے نظم پڑھی کہ سب کے آنسو نکل پڑے ساڑھے ۱۰ بجے واجدہ بیگم صاحبہ نے سلام پڑھا اور روضہ اقدس کی خاک پاک اور غلاف مقدس کا ٹکڑا باہر رکھا گیا جس کو تمام بیبیوں نے آنکھوں سے لگایا پروگرام کے مطابق دوسری بیبیوں نے تقریریں فرمائیں اور تین بجے جلسہ ختم ہوا۔ وہ تمام بہنیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہمارا ہاتھ بٹایا اور شرکت فرمائی میرے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔

بیگم راشد الخیری



مخملی گل و برگ

ساری دوپٹوں کے کنارے کے لئے کرتے قمیص۔ فراک کے دامن کے لئے یہ خاکہ مناسب ہوگا۔ سادگی کی دلدادہ بہنیں اسکو ریشم سے چکن کاڑھ سکتی ہیں۔ نوجوان بہنیں سلمہ ستارے ٹنے۔ موتی۔ ربن وغیرہ سے۔ میری دانست میں خاکہ مخملی پھول پتیوں کے لئے بیحد موزوں ہوگا۔ اسکے کاڑھنے کے لئے حسب ذیل اشیا کی ضرورت ہوگی۔

مخملی مختلف رنگ کے پھول ۱۰۰ عدد۔ سلمہ سنہری چکدار ۲ تولہ۔ مخملی پتیاں ۱۰۰ عدد شنکولیبی ستارے ایک تولہ۔ سنہری تاگے کی ریل نمبر ۵۰ ایک عدد۔

موتی سرخ سبز۔ زرد۔ بچھی ۳ عدد۔ سوئی نمبر ۱۴ - ۱۰ عدد۔ فیتہ ساٹن کا کوئی ہلکا رنگ ۴ گز۔ کلابتون بٹی ہوئی ایک تولہ۔ منقش خاکا تو ملنا محال ہے۔ ہاں خاص طور پر لکڑی کا نقشہ بنائیں۔ مگر سہل اور بلا خرچ طریقہ تو یہ ہے کاربن سے آتاریں۔ کریپ یا جرجٹ ہو تو اس پر نقشہ کشی بہت آسان ہوگی۔ نیچے سیاہی سے کیا ہوا خاکا رکھ کر آتاریں پہلے دونوں طرف کی گول کمانیوں پر بنی ہوئی کلابتون تار کی طرح ٹانک لیں۔ جہاں گول گول ستارے وہاں ایک ایک سرخ موتی ٹانک کر کلابتون کا ٹانکتے وقت صرف بل لے لیں۔ پھولوں پر ایک ایک پھول ستارہ موتی سے ٹانک دیں۔ لیکن اطراف میں بھی ٹانکے لگالیں ورنہ پھول مڑ کر خراب ہو جائیگا۔ اسیطرح پتیوں پر پتیاں ٹانک لیں۔

(نوٹ) پتیاں مختلف رنگ کی کم ملتی ہیں۔ . . . . اگر سبز پتیاں ہی خریدنا چاہیں تو دوکاندار موقعہ پاکر دو گنے دام لے لیتے ہیں۔ سبز پھول۔ گلابی پتیاں ناموزوں ہوگا۔ ڈنڈیوں پر سنہری سلمہ اور خار وار ڈالی بھی سنہری سلمہ کی سر پر ایک ایک سبز موتی۔ لیجئے اب بیل بالکل طیار ہوگئی

(خدیجہ بائی، ویبار روڈ - اندیری)

سلمہ ستارہ کی بیل

میں یہ بیل عصمتی بہنوں کے واسطے پیش کرتی ہوں امید کرتی ہوں کہ بہنیں اسکو پسند فرمائیں گی۔ یہ بیل ساڑی اور بچیاں کی ٹوپیوں کے واسطے بہت

سامان ضروری	
چکنا ہوا سلمہ	ایک تولہ
سادہ سلمہ	" "
ستارے	" "
مخمل سبز	½ گز
" سرخ	" "

خوبصورت ہے یہ دو قسم سے بنتی ہے صفائی کی خاص ضرورت ہے **نمبر ۱** چھوٹا پتہ سادہ سلمہ سے بنے گا جس طرح کہ اس میں نشان بنتے ہیں اسی کے باہر سلمہ کاٹ لیجیے اور پتے کی برابر آڑے آڑے ٹانکتی جائیے بڑا پتہ آدھا آدھا بنیگا جیسا کہ نشان سے ظاہر ہوتا ہے بڑا پتہ اور پھول چکنا سلمہ سے بنیگا جہاں گول گول نشان ہیں وہاں ستارے رکھے جاویں گے ڈنڈیوں میں سادہ سلمہ استعمال ہوگا۔ **نمبر ۲** چھوٹا پتہ سادے سلمہ سے بنیگا سبز مخمل کے بڑے پتے کاٹ کر پتوں کے نشان پر رکھ کر کسی لیجیے اور اسکے چاروں طرف چکنا سلمہ ٹانک دیجیے بیچ میں سے مخمل کھلی رہنی چاہئے جیسا کہ اس میں بتایا گیا ہے اسی طرح پھول سرخ مخمل کا بنیگا کاٹتے وقت خیال رکھئے کہ پتہ پھول چھوٹا بڑا نہ ہونے پائے

اے بی بنت عنایت حسین





خوبصورت پھول

یہ پھول میز پوش کے کونوں پر کاڑھا جائے خوبصورت معلوم ہوگا - سلمہ بیگم
بنت آنریبل جسٹس شاہ سلیمان الہ آباد

مستقل عنوان — **خانہ داری** — جس میں سنگھار اور آرائش بھی شامل ہے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پٹھوں کی خوبصورتی- ذیل کی ورزشیں علی الصبح خواہ بستر ہی کی جائیں یا فرش پر سینہ کندھوں اور بانہوں کے پٹھوں کو چکدار اور باقاعدہ رکھتی ہیں۔

سیدھی اوندھے منہ لیٹ جاؤ۔ سینہ کے دونوں طرف برابر سے ہتھیلیاں میز یا فرش پر رکھدو۔ بدن اور ٹانگوں کو سیدھا اور اکڑے ہوئے رکھو اور اوپر کو اٹھتے کہ بانہیں بالکل سیدھی ہو جائیں۔ اس مشق کو دس مرتبہ خوبصورتی سے دوہراؤ۔ بانہیں مضبوط ہو جائینگی۔ اس سے سینہ اور بازو بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور سینہ پر کی ہڈیوں کی نوکیں غایب ہو جائیں گی۔ اس سے گردن بھی خوشنما ہو جائے گی۔

دوسری مشق کے لئے چٹائی پر چت لیٹ جاؤ۔ کولہوں کے برابر ہاتھ اس طرح رکھو کہ ہتھیلیاں نیچے کی طرف رہیں۔ اب ٹانگیں اُٹھا کے جسم کے اوپر اس طرح اُٹھاؤ گویا تم اپنے سر کے پیچھے کے فرش کو ہاتھوں سے چھونا چاہتی ہو۔ اس سے چوتڑ اُٹھ جائیں گے اور بدن کا سارا وزن کندھوں پر آجائے گا۔ اب ہاتھوں کو اس طرح اُٹھاؤ کہ کہنیاں مضبوطی سے چٹائی سے لگی رہیں اور انگوٹھے باہر کی طرف ہوں تاکہ ہاتھوں سے کمر کو سہارا اور ٹانگوں کو پیچھے سے اس طرح آگے کو سر کے اوپر سے دباؤ کر ترچھی ہو جاؤ۔

ایسے کھیل جیسے ٹینس کھیلنا اور تیرنا جن سے زور زور سے سانس لینا پڑے تندرست پھیپھڑوں کے لیے ضروری ہیں لیکن ان پٹھوں کو پھیلانے کے لئے جو پسلیاں اُبھار کے پھیپھڑوں کو چوڑا اور سینہ کو کشادہ کرتے ہیں کافی نہیں۔ یہ ورزشیں کرو گردن پیچھے کو سیدھی رکھو تاکہ کندھوں کا بوجھ پسلیوں پر نہ رہے اور سانس لینے میں آسانی ہو۔

جلد کو چھٹی- روزمرہ پوڈر اور کریم کا لگانا مفید نہیں پڑتا۔ ایک سنگھار خانہ کی ماہرہ نے کہا کہ بہت سی عورتیں اپنی جلد سے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ جاتی ہیں۔ کاش وہ اپنے چہرہ کو کبھی کبھی آرام لینے کا وقت دیا کریں تو انکی رعنائی جلد ضبط ہونے پائے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ اتنا وقت خالی رکھنا چاہئے جب کوئی کریم جلد پر نہ لگائی جائے۔ معمولی سا پوڈر چھڑک لینے میں کچھ مضائقہ نہیں تاکہ مساموں کو کریم کے فضلے خارج کرنے کا موقع ملے جو روزمرہ لگائے جانے کی وجہ سے جمع ہو جاتے ہیں۔ جلد کو چھٹی ملنی چاہئے تاکہ وہ قدرتی حالت میں رہ کے فائدہ حاصل کرے۔ اسوقت کوئی چیز اس پر نہ لگائی جائے۔

اگر بارش میں کچھ دیر گشت لگایا جائے تو یہ جلد کے لئے بڑا ہی مفید ہے۔ اس وقت کوئی چھتری استعمال نہ کی جائے۔ جلد پر کوئی کریم یا پوڈر نہ لگا ہو۔ سر پر کوئی چھجہ دار ٹوپی نہ ہو۔ کوئی کپڑا سر پر لپیٹ لیا جائے تو کچھ حرج نہیں بارش کی ہلکی پھوار رخساروں پر پڑنی چاہئے۔

جو عورتیں کبھی کبھی گھر میں ایک روز کے لئے آرام کرنے پلنگ پر لیٹ جاتی ہیں اور کریم پوڈر نہیں لگاتیں بڑی عقلمندی کرتی ہیں۔ بعض عورتیں صبح کے وقت کوئی سنگھار کی چیز استعمال نہیں کرتی۔ شام کو پوڈر لگاتی ہیں آدھے دن کی چھٹی بھی مفید پڑتی ہے۔

چہرہ پر شکنیں۔ گھبراہٹ چڑچڑاہٹ اور افکار اپنی نشانیاں چہرہ پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دیتے ہیں۔ عورتیں ان کو دیکھ کے صبر کر لیتی ہیں لیکن کیوں ؟ کوشش کرو۔ یہ شکنیں ضرور باقی رہینگی۔ جلد خشک یا تر ہوا کرتی ہے۔ جلد پر کریم زیادہ دیر تک لگی نہ رہنے دی جائے۔ خشک کھال پر لگی رہ جائے تو مضائقہ نہیں۔ کریم ٹھیک سے لگائی جائے اور اسے جذب ہونے دو۔ پھر اور تھپکو اور تمام رات لگی رہنے دو۔

جب چہرہ پتلا ہو تو طاقت بخش کریم چہرہ اور گردن پر آہستہ آہستہ لگائی جائے۔ رگڑیں یا ملیں نہیں ورنہ کھال خشک ہو جائے گی اور پٹھے پھوڑے پھوڑے معلوم ہونے لگیں گے۔

حرکات کا رخ چہرہ پر اوپر کی طرف رکھیں اور آنکھوں اور منہ کے گرد ہلکی ہلکی دائرہ نما حرکات کریں۔ پہلی اور دوسری انگلی اس طرح کہ ایک نیچے رہے اور دوسری ابرؤں پر آنکھوں کے گرد پھرائیں۔

اگر ہونٹوں کے پاس شکنیں پڑ گئی ہیں تو کلوں کو پھلائیں اور طاقت بخش کریم لگائیں۔ اس طریقہ سے شکنیں جاتی رہینگی۔ ایک دن میں نہیں۔ نہ ہفتہ بھر میں۔ یہ شکنوں کی مدت پر منحصر ہے۔ جتنی دیر سے وہ قائم ہیں اتنی ہی دیر انکے دور کرنے میں لگے گی۔

غلط کفایت شعاری۔ گھر گھر یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ زمانہ نازک ہے۔ کفایت شعاری کرنی چاہئے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ نصیحت کچھ حقیقت بھی رکھتی ہے یا یہ محض ایک بہانہ ہے اور محض ریاکاری ہے۔

مثلاً تم اپنے پہننے کے کپڑوں کے ذخیرہ کو اتنا کم نہ ہو جانے دو کہ جب تمہیں اچانک ضرورت پڑے تو تم دوڑی ہوئی بازار جاؤ یا ملازم کو دوڑاؤ کہ ذخیرہ کی کمی کی تلافی ہو جائے اور اس وقت جلدی میں سوچ بچار کا موقع نہ ملے کہ کہاں نقصان ہے اور کہاں فائدہ۔ اور کونسی دکان پر سودا مہنگا پڑے گا اور کہاں سستا۔

تم دکانوں کے ان خاص رعایتی اعلانوں کی طرف سے آنکھیں بند مت کر لیا کرو جو نیا مال منگانے کے لئے پرانا سالانہ ذخیرہ کم قیمت پر خالی کیا کرتی ہیں۔ اپنے ذخیرہ کو سلیقہ اور ہوشیاری سے بھرا ہوا رکھو۔ اس میں کوئی فضول خرچی نہیں بلکہ یہ کفایت شعاری ہے۔ البتہ یہ فضول خرچی ہے کہ ضرورت پڑنے پر اسی چیز کے بعد میں زیادہ دام دیے جائیں۔

گھسی پٹی پرانی چیزیں اس خیال سے مت استعمال کرو کہ تم اس سے کفایت شعاری کر رہی ہو۔ ایک بہت پرانا برقی اندا برقی رو زیادہ صرف کرتا ہے۔ جس برتن کا پیندا بہت گھس گیا ہے اس کی مرمت میں زیادہ دام لگنے ممکن ہیں۔ پھٹے کپڑوں سے تمہاری مجلس میں وقعت گھٹ جائے گی۔ ایسی حالتوں میں چیزوں پر خرچ کر دینا فضول خرچی نہیں ہے۔ اپنے

کھانے میں سے طاقت بخشنے والی غذائیں حذف نہ کرو۔ البتہ مرغن کھانے کم کر دو لیکن اس کی احتیاط رکھو کہ مدیہ کی بھوک کے خیال سے کہیں ایسی ہلکی غذا نہ کھانے لگو جس سے طاقت کم ہوتے ہوتے تم ایسی بیماریوں کا شکار بن جاؤ جن سے تمہیں ڈاکٹر یا حکیم کرنا پڑے۔ اسوقت نہ صرف اس کی فیس خوب دینی پڑے گی بلکہ دوائیاں بھی خریدنی پڑیں گی۔

اپنے دستور العمل سے تفریح کو خارج نہ کرو۔ اگر تم میں اس کی گنجائش نہیں تو اپنے کسی ملنے والی کو: عورت شیراز دیا کرو۔

کھانے کے سنہری اصول۔ (۱) بالطف غذا سے اپنے معدہ کو نہ بھرو (۲) لہسن پیاز بے حقیقت ضرور ہیں لیکن تم انہیں بے حقیقت نہ سمجھو (۳) معمولی گوشت سے نفرت نہ کرو۔ اگر اسے سادہ طور سے لیکن اگر اچھا پکایا جائے تو یہ دو پیازہ اور قورمے سے بہت اچھا ہے (۴) جب ترکاری کی افراط ہو تو ہمیشہ تازہ خریدا کرو (۵) ہر روز ہر بچہ کے لئے پاؤ بھر اور بالغ کے لئے تین پاؤ دودھ پینا ضروری ہے (۶) نئی غذائیں تیار کرنے سے مت کتراؤ (۷) سادہ اور کھانا پکایا کرو (۸) زیادہ میٹھی چیزیں نہ کھایا کرو (۹) روزانہ پانی کے چند گلاس پی لیا کرو (۱۰) کھانا اچھی طرح پکایا کرو۔ عین وقت پر کچا پکا کھانا صحت برباد کر دیتا ہے۔

نمک کی خوبیاں۔ قہوہ میں ذائقہ پیدا کرنے کے لئے ایک چٹکی نمک ڈالیں۔ جب قہوہ پک رہا ہو تو نمک اسوقت ڈالنا چاہئے۔ زہریلی کھمبوں سے بے ضرر کھمبی شناخت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی ٹوپی کے اندر نمک ڈالیں اگر سیاہ ہو جائے تو اچھی ہے اور اگر زرد ہو جائے تو زہریلی ہے۔ یہ ایک صحیح جانچ ہے۔ اگر نئی جھاڑو ایسے ٹھنڈے پانی میں جس میں خوب نمک گھول دیا گیا ہو گھنٹہ بھر ڈوبی رہنے دیں تو بہت دنوں تک چلے گی۔ انڈے کے چھلکوں پر زرد دھبے پڑ جائیں تو تھوڑا سا نمک پانی میں بھگو کے لگائیں دھبے دور ہو جائیں گے۔

روزانہ صفائی۔ اگر رات کو غسل کریں تو پہلے چہرہ اور گردن پر خوب کریم لگائیں۔ اگر جلد کو سفید کرنے والی کریم لگانے کی ضرورت ہے تو لیموں والی صاف کرنے والی کریم لگاؤ جو ہر دوا فروش سے مل سکتی ہے۔ جب غسل خانہ میں جاؤ تو اسے ذرا دیر لگی رہنے دو تاکہ پانی کی بھاپ مساموں کے منہ کھول دے اور کریم جس کر پھیلا دے۔ پھر اسے خوب اچھی طرح پونچھ ڈالیں اور چہرہ نہایت احتیاط سے اچھی طرح دھو ڈالیں کیونکہ ذرا بھی میل اور کریم چہرہ پر رہ گئی تو وہ جلد کو نقصان پہنچائے گی۔ اس کے لئے صابن یا اس کا قائم مقام لوشن استعمال کریں کیونکہ خالی پانی کریم کو دور نہ کر سکے گا۔ شیر گرم پانی سے خوب دھوئیں اور بعد میں ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں۔

صبح کے وقت شیر گرم پانی سے چہرہ دھو ڈالیں۔ اگر جلد خشک ہے یا پانی بھاری ہے تو کریم یا جلدی روغن استعمال کرنا چاہئے لگا کے خوب مالش کریں۔ پانچ منٹ کے بعد پھر چہرہ خوب پانی سے دھو ڈالیں لیکن اس دفعہ ٹھنڈا پانی استعمال کریں تاکہ مساموں کے منہ بند ہو جائیں۔ دن میں پانی کا استعمال کرنا اسوقت اچھا ہے جب کہ اس کے بعد کریم یا جلد میں روغن

لگانے کے لئے وقت کافی ہو۔

سرکہ کے فوائد۔ سرکہ گھر میں بہت کام آتا ہے۔ جس پانی میں مچھلی آلو یا انڈا توڑ کے پکایا جا رہا ہو اس میں سرکہ کی ایک چمچہ ڈالنے سے یہ چیزیں سفید رہیں گی اور ٹوٹنے اور پھٹنے نہ پائے گی۔

گوشت گلتا نہ ہو تو ایک بڑا چمچہ اس پر ڈال دیں۔ گوشت ملائم ہو جائے گا۔

کپڑا سرکہ میں بھگو کے نچوڑ لیا جائے۔ اس میں پنیر لپیٹ دیا جائے۔ یہ خشک نہ ہوگا۔ نہ اس پر پھپھوندی آئیگی۔

سرکہ سے برتن بھی خوب صاف ہوتے ہیں۔ دھات کے برتن پر اگر سرکہ ملا جائے تو فوراً چمک آجاتی ہے۔ اگر نمک ملا سرکہ یا گرم سرکہ پیتل کے برتن پر ملا جائے تو ان میں چمک آجاتی ہے۔ اگر سنگ مرمر کی چولہے کو صاف کرنا منظور ہو تو اس کے پالش میں یا سیسہ میں سرکہ ملا لیں تو چمک آجائے گی۔ اگر روغن زیتون میں سرکہ ملا کے اسباب پر ملیں تو خوب صیقل ہو جاتا ہے۔ برتنوں کو دھوتے وقت اگر سرکہ ملیں تو مچھلی ترکاری یا پیاز کی بو بر جاتی رہیگی اور چکنے برتن آسانی سے دھل جاتے ہیں۔

گرم سرکہ کھڑکیوں سے یا روغن لگانے والے برشوں سے جما ہوا روغن اتار دینا چاہیئے۔ زنگ دار پیچ اور سکے کے ڈاٹ سرکہ لگانے سے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

خانگی ٹوٹکے۔ اگر بچوں کے گر کے چوٹ لگ جائے تو ایک کپڑا پھینٹے ہوئے کچے انڈے میں ڈبو کے چوٹ پر لپیٹ دیں تکلیف فوراً دور ہو جائے گی۔ چاقو وغیرہ کے زخم کو بھی اسی طرح فائدہ پہنچ جاتا ہے۔

پکے ٹماٹر سفید کپڑوں پر سے سیاہی وغیرہ کے دھبے دور کر دیتا ہے۔ نکل پلیٹ کے برتن ایسے کپڑے سے رگڑیں جسے امونیا لگا لیا جائے۔ بعد میں ایک ملائم جھاڑن سے چلا دیں۔ اگر کسی ضرورت کے لیے صرف آدھا لیموں کام ہو تو باقی آدھا رکابی میں رکھ کے کینچ کے گلاس اس پر اوندھا دھر دو۔ ہوا اس تک نہیں پہنچے پاتی۔ وہ خشک نہیں ہوتا اور نہ اس میں پھپھوندی آتی ہے۔ اگر کسی مخملی کپڑے پر چکنائی کا داغ پڑ جائے تو صاف قالین کا ٹکڑا پٹرول میں بھگو کے لگائیں۔ دھبے جاتے رہیں گے۔

اگر ٹماٹر پلپلے ہوں تو انہیں ٹھنڈے پانی میں ڈبو دیں۔ جب بالکل خشک کر کے انہیں پکایا جائے گا تو وہ سخت ہو جائیں گے۔ گوشت سخت ہو تو اسے آدھ گھنٹے تک سلاد آئل ۳ چمچے اور سرکہ ایک چمچہ کے مرکب میں ڈبوئے رکھیں اور اس کے پہلو باری باری بدلتے رہیں۔ گوشت ملائم ہو جائے گا۔

زیتون کا تیل معدہ کے لیے بہت مفید ہے کیونکہ یہ تلیین کرتا ہے۔ دن میں تین مرتبہ ایک ایک چمچہ پی سکتے ہیں۔

سر میں سخت درد ہو تو ملائم روئی کی چھوٹی چھوٹی گدیاں گرم پانی میں بھگو کے کان کے پیچھے لگائیں۔ ایک گلاس بھرے پانی میں ایک چٹکی نمک ڈال کے عین اسوقت پینا جب درد سر شروع ہو اکثر درد کو بڑھنے نہیں دیتا جیسی درد سر کو دور کر سکتے ہیں گرم اور تیز چائے میں لیموں کی دو قاشیں نچوڑ کے پینا مفید ہے۔ صفراوی درد ہو تو لیموں کے رس کی ایک چمچہ سیاہ قہوہ میں ڈال کے پینا [illegible]

سیر بین

خراٹے پر طلاق۔ لندن میں ایک بیوی نے اپنے شوہر پر محض اس وجہ سے طلاق کا دعویٰ کر دیا ہے کہ وہ سوتے ہوئے زور زور سے خراٹے لیتا ہے۔ عدالت بھی یہ دعوے پڑھ کے ہنس پڑی کہ محض خراٹے لینے پر طلاق لینا عجب مضحکہ انگیز بات ہے۔ اس نے مقدمہ کو ایک مہینہ کے لیئے ملتوی کر دیا کہ میاں بیوی اس طرح تصفیہ کیوں نہیں کر لیتے کہ دونوں الگ الگ کمرے میں سوئیں۔

شوہر کے وکیل نے کہا کہ مشکل یہ آپڑی ہے کہ میرا موکل خراٹے لیتا ہے اور اسکی بیوی اور بیوی کے والدین نے اسے برا بھلا کہا ہے۔ بیوی کے وکیل نے کہا یہ معمولی خراٹے نہیں ہوتے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی تری چیخ رہی ہے۔ گھر بھر میں ہی انکی آواز محدود نہیں ہوتی بلکہ سارے پڑوس میں انکا شور وغل سنائی دیتا ہے۔ وہ اور اسکا بچہ کسی طرح سو نہیں سکتے۔

جہاز بنانے والی عورتیں۔ فرانسیسی عورتوں کو انتخاب کے موقع پر رائے دینے کا حق نہیں ملا ہے۔ البتہ انہوں نے ایک صیغہ پر حملہ کر دیا ہے جس میں پہلے صرف مرد ہی کام کیا کرتے تھے۔ جہاز بنانے کے مقام پر اسوقت ۱۴۰ عورتیں کام کر رہی ہیں۔ وہ زیادہ تر ان مردوں کی بیویاں بیٹیاں اور بہنیں ہیں جو وہاں پہلے سے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوہا گرم کر کے ٹھوک پیٹ کے کیلیں اور پیچ بنانے کے کام پر لگی ہوئی ہیں۔ یہ کام خون پسینہ ایک کر دینے والا ہے۔ عورتیں یہاں کی تنخواہ سے خوش ہیں۔ وہ زرعی کاموں کی مزدوری سے زیادہ ہے اور یہاں ہر دم کچھ آزاد بھی ہیں۔ ٹھیکہ داران کے کام سے بہت خوش ہیں۔

ہوائی ملاح عورتیں۔ اب تک عورتوں اور مردوں کی ہوائی جہاز چلانے کی قابلیت پر اختلاف رائے ہے۔ ہوائی معلم کہتے ہیں کہ عورتیں مردوں کے مقابلہ میں جلد یہ فن سیکھ جاتی ہیں لیکن انہیں مردوں کا سا کمال حاصل نہیں ہوتا اب تک کسی عورت نے مردوں کے سے قابل تعریف لمبے لمبے ہوائی سفر نہیں کیئے۔ اکا دکا کا ذکر نہیں۔ لیکن چند سال انتظار کرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ مرد و عورت میں زیادہ قابل ملاحی کا کام کون کرتا ہے۔

اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ جب سے ہوائی جہاز رانی کا شوق ہوا ہے ہوائی جہازوں کی ملاحی کے ۲۴۲ لائسنس عورتوں کو دیئے جا چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ختم ہو چکے ہیں۔ ۱۱۳ عورتیں معمولی اڑنے کا لائسنس حاصل کر کے ہوائی جہاز چلاتی ہیں۔ یہ "اے" لائسنس ہوتا ہے۔ یہ زیادہ ماہر عورتوں کو دیا جاتا ہے۔ پانچ عورتوں کو بی لائسنس ملا ہوا ہے۔ یہ لائسنس صرف انکو دیا جاتا ہے جنکو جہاز رانی کا کافی تجربہ ہو گیا ہو اور جنکو جہاز کے پرزوں وغیرہ سے کافی واقفیت ہو۔

موجد عورتیں۔ سنہ۱۸۰۹ء میں ایک عورت موجد نے اپنی ایجاد پیٹنٹ (مخصوص) کرائی تھی۔ یہ پہلی عورت تھی۔ اس کے بعد سے اب تک ایسی عورتوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے گو ان کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ چند سال گزرے اس کے متعلق اعداد و شمار جمع کیے گئے تو معلوم ہوا کہ پانچ سو عورتیں ہر سال حقوق حق ایجاد کی درخواستیں دیتی رہی ہیں۔ بعد کے سالوں کا کچھ اندازہ نہیں کیا جا سکا گو کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ عورتیں کثرت سے صنعت و حرفت میں حصہ لے رہی ہیں۔ چند سال پیشتر جو اندازہ کیا گیا تھا تو عورتوں کی ایجادیں خانگی امور کے متعلق پائی گئیں اور بہت سی اعلیٰ ترین حرفتی و دیگر مشکل و پیچیدہ فنون کے متعلق بھی تھیں۔

۵۲ سال کے بعد طلاق۔ شادی شدہ لوگوں کے لئے یہ زمانہ بڑا ہی نازک ہے۔ مغرب سے ایک عجیب مقدمہ کی خبر آئی ہے کہ میاں بیوی ۵۲ سال تک ایک دوسرے کی طبیعت و مزاج برداشت کرتے رہے۔ اچانک اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب یہ گلے پڑا ڈھول زیادہ عرصہ نہیں بجایا جا سکتا۔ عدالت میں طلاق کی کارروائی کی گئی۔ عدالت نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے دونوں کو طلاق کی ڈگری دے دی۔ معلوم ہوا کہ ۵۲ برس کی یکجا زندگی کے بعد بھی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شادیانہ زندگی قابل اعتبار ہے۔ ایک اور مقدمہ کی روئداد سنئے۔ ایک بیوی نے اپنے شوہر کو کاروبار شروع کرنے کے لئے پچاس پونڈ دیئے۔ کچھ عرصہ بعد اس نے طلاق لے لی۔ اس نے اپنا روپیہ واپس لینے کے لئے شوہر پر مقدمہ دائر کر دیا چنانچہ وہ جیت گئی۔ گویا وہاں کے حالات کا اخلاقی نتیجہ یہ ہے کہ عورت اپنا روپیہ شوہر کو بطور قرض دیتی ہے اور شوہر اپنی بیوی کو جو کچھ دیتا ہے وہ بخشش ہوتی ہے۔

باپ کی مصیبت۔ انگلستان میں ایک باپ اپنی ۱۷ سالہ لڑکی کو رات کے ساڑھے دس بجے تک واپس آجانے کا حکم دیتا رہتا تھا۔ لیکن بیٹی بھی ایسی ضدن تھی کہ اس نے اپنے باپ کے اس فرمان کو مان کے ہی نہ دیا۔ ایک دفعہ باپ نے غصہ میں آ کے لڑکی کو اپنے گھٹنے پر ڈال کے دو چار چپت رسید کر دیئے۔ لڑکی کا منگیتر بھی موجود تھا۔ اس نے لڑکی کی یہ درگت ہوتے دیکھ کے باپ کی آنکھ پر ٹوک رسید کیا۔ مقدمہ عدالت کے سامنے پیش ہوا۔ عدالت نے باپ کے فعل کو جائز قرار دیا کہ باپ کو ہر طرح اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سترہ سالہ بیٹی سے تابعداری کی توقع کرے۔

ایک اور مقدمہ سنئے۔ ایک روز استاد نے ایسکس کے ایک مدرسہ میں ایک لڑکے کو بیدردی سے مارا۔ باپ کو جب یہ معلوم ہوا اسے سخت غصہ آیا کہ مارنے کا حق تو باپ کا ہے۔ معلم نے کیوں اس پر دست درازی کی۔ وہ مدرسہ گیا۔ بیٹا پاس کھڑا ہوا کہنے لگا کہ ابا اسے جان سے مار ڈالو۔ باپ نے استاد کا کالر پکڑا۔ اس کے منہ پر دو چار گھونسے مارے۔ آنکھیں سوج آئیں اور کالر پھٹ گیا۔ عدالت نے باپ کو قید خانہ بھیج دیا کہ وہ اپنے حق سے تجاوز کر گیا ہے۔

روس میں عورت سردار۔ دنیا میں ایک ہی عورت چانسلر ہے۔ روس کے ۱۰ کروڑ ہستیوں کی جانیں اس کی مٹھی میں ہیں۔ اس کا نام ماربا کیکولیوا ہے۔ وہ ایک چھاپہ خانہ کے مالک کی بیٹی ہے۔ وہ ماسکو میں پیدا ہوئی۔ ابھی وہ مدرسہ کی ایک طالبہ علم ہی تھی کہ وہ ۱۹۰۵ء میں ایک بالشویک جماعت کے ساتھ اپنے باپ سمیت شریک ہو گئی۔ اس وقت سے اب تک وہ ان کی ہمراہی۔ وہ ماسکو کی یونیورسٹی میں داخل ہو گئی جہاں وہ مطالعہ قدرت کا مضمون پڑھتی رہی۔ اس عرصہ میں وہ بالشویک جماعت کی سرگرم کارکن رہی۔ تین مرتبہ اسکو جلاوطنی کی سزا ملی۔ دو مرتبہ تو دور دراز علاقوں میں اور تیسری مرتبہ سائبیریا میں۔ ۱۹۱۷ء میں روس میں انقلاب ہوا۔ اس میں اس نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ اس نے خانہ جنگی کے ایام میں رسد کا اچھا انتظام رکھا۔ قحط کے ایام میں اس کی کوششوں سے بہت سے بھوک کے مرنے سے بچ گئے۔ وہ سائبیریا بھی ایک کمیشن کے ساتھ وہاں کی حکومت کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں گئی۔ ۱۹۲۱ء میں وہ ماسکو واپس آگئی اور اگلے سال وہ صیغہ تعلیم کی اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں اسے موجودہ عہدہ دیا گیا۔

تصویر پر نالش۔ مس جینٹ ہیکڈا ملشے نے پیرس میں ایک مصور سے اپنی تصویر کھنچوائی لیکن جب اس نے اپنی تصویر ایک اخبار میں دیکھی تو اس نے دیکھا کہ اس کی تصویر میں کچھ اصلاح کی گئی ہے۔ مصور نے دھوپ چھاؤں کی کچھ باریکیوں میں اضافہ کیا تھا اور گلے کے سایہ میں کچھ اصلاح کی تھی تاکہ تصویر زیادہ خوشنما ہو جائے۔ لیکن مس مذکور نے ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اس مصور پر اصلی تصویر میں فرق ڈالنے کے لئے مقدمہ چلائے گی۔

جواہرات کی چوری۔ چرائی ہوئی چیز کو نگل جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں لیکن یورپ میں اس پر سخت حیرت ظاہر کی جا رہی ہے۔ جنوبی افریقہ کی جواہرات کی کانوں سے جواہرات کی کثیر تعداد غائب ہوتی رہتی ہے اور مسروقہ جواہرات کی تجارت ترقی پر ہے۔ کان کھودنے والوں کو خاص وردی پہنائی جاتی ہے جس میں جیبیں نہیں ہوتیں۔ کان میں داخل ہونے اور وہاں سے واپس ہونے کے وقت بخوبی تلاشی لی جاتی ہے۔ ہوائی جہازوں سے چاروں طرف دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ موٹر کاروں نے ایک مشتبہ سوداگر کا بھی تعاقب کیا لیکن اس سے کچھ دستیاب نہ ہوا۔ پہاڑوں تک تار کھینچ کے احاطہ بنا دیا گیا ہے اور قدم قدم پر چوکیدار مقرر ہیں لیکن یہ کم بخت چور ہاتھ صاف کر ہی جاتے ہیں اور یہ چوری برابر ترقی پر ہے۔

آخر تنگ آ کے ہر مشتبہ آدمی کا عکس ریز شعاعوں سے معاینہ کیا گیا۔ اب راز طشت از بام ہو گیا۔ ہیروں کے چھوٹے شتر مرغ بنگئے ہیں۔ ان کے پیٹ میں چمکدار جواہرات کی ایک قطار کی قطار لگی رہتی ہے اور انہیں کوئی جسمانی تکلیف یا نقصان تک نہیں ہوتا۔

ایک چور پکڑا گیا۔ اس کے پیٹ میں چار ہزار پونڈ قیمت کے ہیرے اور دوسرے کے پیٹ سے چھ ہزار پونڈ کے جواہرات نکلے۔ مؤخر الذکر شخص کان سے گھر جاتا ہوا جس مقام پر پکڑا گیا ایک مہینہ کے سفر کا راستہ ہے۔ گویا یہ

مدین کا مجسم غار ایک مہینہ برابر اپنی دولت سمیت حرکت کرتا رہا۔ یہ جواہرات عمل جراحی سے باہر نکالے گئے ملزم خودکیوں نکالے گئے تھے!

ٹکٹ پر قتل۔ ملاقہ رودھرہ میں ایک کنبہ کا کنبہ ڈاک خانہ کے ایک ٹکٹ کے لیے جو نایاب سمجھا جاتا تھا قتل کر دیا گیا۔ یہ شخص انجنیئر تھا۔ ہر مقتول علیحدہ علیحدہ کمرہ میں پایا گیا۔ مقتول میاں بیوی اور بیوی کی ماں ہیں۔ جس حالت میں لاشیں پائی گئیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کچھ بھی مقابلہ نہیں کیا اور قاتل ضرور کنبہ کا واقف کار تھا۔ اس نے اچانک حملہ کیا۔ اس کی بے تکلفی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ پہلے دو قتل کر چکنے کے بعد پولس کے قیاس کے مطابق ساس اسے دروازہ پر ملی۔ اس نے اس کے دروازہ کھولا اور وہ باورچی خانہ میں گئی اور سیب چھیلنے لگی کہ پیچھے سے ایک سونٹا اس کے سر پر قاتل نے رسید کیا۔ جب وہ گر گئی تو اس نے برچھی سے اس کے جسم میں کئی زخم لگائے۔ سب کے ساتھ یہی طریقہ برتا گیا۔ لاشوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد بھی قاتل پاگلوں کی طرح سے خنجر کی ضربات لگاتا رہا۔ کہیں انگلیوں کے نشان نہیں ملے۔ وہ صرف خون آلودہ دستانے چھوڑ گیا۔ کوئی چیز بظاہر چرائی نہیں گئی حالانکہ دراز میں روپیہ پیسہ جوں کا توں رہا۔ پولس سراغ سے مایوس ہو گئی تھی کہ ایک سراغ رساں نے میز پر ڈاک خانہ کے ٹکٹوں کی البم کھلی دیکھی۔ وہ فوراً بھانپ گیا کہ یہ البم نہایت نایاب ٹکٹوں کا مجموعہ ہے۔ مقتول کے دوست کو خود بھی ٹکٹ جمع کرنے کا شوق تھا بلایا گیا۔ وہ یہ البم اپنی زندگی میں کئی دفعہ پہلے دیکھ چکا تھا۔ اس نے چند ہی منٹ البم کی ورق گردانی کی ہوگی کہ وہ یکلخت گھبرا کے چیخ اٹھا کہ اوہو! غائب! اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے بتایا کہ مسروقہ ٹکٹ نہایت قیمتی اور نایاب تھا۔ اب پولس نایاب ٹکٹ رکھنے والوں کے گروہ میں قاتل کی تلاش میں مصروف ہے۔

پھلجھڑیاں۔ سرخ بال والی عورتیں دنیا میں بہت کم ہیں لیکن سرخ بال والے مرد ان سے بھی زیادہ کم ہیں۔
۲۵ ایسی عورتوں کے مقابلہ میں صرف دس مرد نظر آئیں گے۔

ایک بچہ نے گیند کا دھاتی چھلا نگل لیا جو اس کے پھیپھڑے میں جا گرا۔ اسے نمونیہ ہو گیا۔ بچہ کی کمزوری کی وجہ سے کوئی بیہوشی سنگھائی نہ جا سکنے کی وجہ سے اس پر عمل جراحی نہ ہو سکا۔ ایک ڈاکٹر نے ایک خاص برقی مقناطیس کا کانٹا ایک نلکی میں لگا کے اس بچہ کے حلق کے ذریعہ پھیپھڑے تک پہنچایا۔ بڑی مشکل سے وہ چھلا اس کی سینہ میں آیا۔ پھر وہ نکل کے کھٹ سے اس کانٹے میں آ لگا۔ باہر نکال لیا گیا۔ اب بچہ بالکل تندرست ہے اور موت کے منہ سے نکل آیا ہے۔

مونٹ ریل کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو ساڑھے تین سو پونڈ دیئے۔ اس نے بنک میں جمع کرنے کی بجائے منچوریا میں کام کرنے والے مشن کو یہ رقم خیرات میں دیدی۔ اس نے بیوی پر نالش کی۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ عورت کو اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر رقم خرچ کرنے کا مطلق اختیار نہیں یہ رقم شوہر کو واپس کردے۔

محمد ظفر

دور بین

گول میز کانفرنس

کانفرنس کا دوسرا دور ختم ہوگیا اور اس کا تیسرا دور کچھ دنوں بعد شروع ہوگا نمایندے اپنے اپنے گھروں کو آگئے ہیں۔ انہیں وزیر اعظم نے اس بات کا موقع دیا ہے کہ ہندوستان جاکے فرقہ واری مسائل ٹھنڈے دل سے قابل اطمینان طریقہ سے طے کرلیں کیونکہ یہی مسئلہ ترقی میں سدراہ ہے۔ اگر یہ پھر بھی حل نہ ہوسکا تو خود انگریزی حکومت کانفرنس کا تیسرے جلسہ میں اس کے متعلق عارضی انتظامات کریگی۔ وائسرائے اعظم نے حکومت کی پالیسی کے متعلق کانفرنس میں ایک معرکتہ آلارا اعلان کیا کہ صوبوں کو خود مختاری دی جائیگی اور اُن کے معاملات میں مرکزی حکومت مداخلت نہیں کریگی حفاظت ملک قرضے بیرونی تعلقات اور ملک کے امن وامان کا ذمہ دار وائسرائے ہوگا نہ کہ انجمن واضع قوانین وہ ہندی حکومت کو ان معاملات کا جوابدہ نہ ہوگا۔ سرحدی صوبہ پہ گورنر مقرر کیا جائیگا اور اسکا درجہ دوسرے صوبوں کے برابر ہوگا اگر مالی حالات نے اجازت دی تو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائیگا۔ انگریزی وزارت کے چند قائم مقام ہندوستان میں آرہے ہیں تاکہ گول میز کانفرنس کا کام یہاں جاری کریں۔

حکومت کا جرائم سے مقابلہ

پچھلے مہینہ میں یہ ظاہر کیا جارہا تھا کہ حکومت ہندوستان میں سیاسی جرائم کا قلع قمع کرنے کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہوگئی ہے۔ گول میز کانفرنس کے زمانہ میں مسٹر گاندھی نے دھمکی بھی دی کہ گو میرا دل تو نہیں چاہتا لیکن اگر حکومت ہمیں حقوق نہ دیگی تو میں ہندوستان پہنچتے ہی سیاسی نافرمانی شروع کردونگا۔ جواب تو انہیں وہیں مل گیا کہ گو ہمارا منشا شروع سے ہندوستان کی سیاسی ترقی میں مددگار رہنے کا رہا ہے لیکن ہم اپنے فوائد نہیں چھوڑ سکتے خواہ کچھ ہی ہو جائے اور قانون کی خلاف ورزی کا مقابلہ سختی سے کیا جائیگا۔ چنانچہ بنگال میں ایک نہایت سخت قانون نافذ ہوگیا ہے۔ اسکی رو سے جس پر بھی شبہ ہوگا ۲۴ گھنٹے کے لئے گرفتار کیا جائیگا اور اس عرصہ میں اسکے حالات کی تفتیش کی جائیگی مقدمات کی سماعت فوری ہوگی۔ خاص عدالتیں قائم ہوجائیں گی۔ اور اسکے احکام کا اپیل نہ ہوگا۔ بلکہ ان پر فوراً عمل درآمد کیا جائیگا۔ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ خواہ کسی کی ہو ضرورۃً قبضہ کیا جاسکیگا۔ البتہ مالک کو اسکا معاوضہ دیدیا جائیگا سڑک وغیرہ پر آمدورفت روکی جاسکیگی اور گاڑیاں وغیرہ سرکاری کام میں فوراً لی جاسکیں گی۔ مجسٹریٹ ضلع ہر زمیندار یا ملازم یا ممبر لوکل کمیٹی، یا کالج و سکول کے مدرس سے قیام امن کیلئے مدد کا طالب ہوسکیگا۔

اس قانون کی بدولت حکام ضلع فوجی قوت سے مدد لے سکتے ہیں۔

اس قانون کے ماتحت گرفتاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ صوبجات متحدہ میں بھی اسی طرز کا ایک قانون نافذ ہوگیا ہے جسکی رو سے مالگذاری یا لگان ادا نکرنا جرم قرار دیا گیا ہے۔ ادا نہ کرنے پر لوگوں کو اُکسانے والے اشخاص اور اخبار بھی مجرم قرار دیے گئے ہیں۔

عورتوں کے حقوق

پنجاب میں کا روا سٹیٹ بل منظور ہوگیا جسکی اکثر مسلمان ممبروں نے اس بنا پر مخالفت کی کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور چھوٹے بھائیوں اور بیواؤں اور لڑکیوں کے حقوق کے منافی ہے۔ اسکا منشا یہ ہے کہ اس جائداد کا وارث بڑا بیٹا ہوا کرے۔

پنجاب میں ایک مسودہ قانون عنقریب مسلمان پیش کریں گے جس کی رو سے

مسلمان عورتوں کو حق خلع حاصل ہوگا کیونکہ اس کے شرعی طور پر مستحق ہونے کے باوجود مسلمان عورتوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ زندگی سے تنگ آکے وہ مرتد ہو جاتی ہیں۔ اصغری بیگم ایک مسلمان عورت کا یہی قصہ ہوا تھا کہ وہ آریہ ہو گئی تھی اور ملک میں بڑی تہلکہ مچی تھی۔ اب کہا جاتا ہے کہ وہ پھر مسلمان ہو گئی ہے۔

گرل میز کانفرنس کے ایام میں انگلستان میں ایک ہندو خاتون نمایندہ نے ایک یادداشت کے ذریعہ اس کا مطالبہ کیا ہے کہ ہندوستانی مجالس واضع قانون میں عورتوں کو منتخب ہونے کا حق دیا جائے۔ مغربی ممالک میں عورتوں کو آزادی حاصل ہونے کے باوجود ایسے انتخابات میں مردوں کے مقابلہ میں بہت کم کامیابی ہوتی ہے اور ہندوستان میں تو عورتیں بہت ہی پست حالت میں ہیں اگر انہیں حق انتخاب مل بھی جائے تو اس کی امید نہیں کہ وہ رائیں حاصل کر کے کامیاب ہو سکیں۔ خیالی باتوں کے مقابلہ میں انکی مردوں کے ساتھ کونسلوں میں شرکت ان کے فسادات کے معاملہ کو بخوبی قائم کریگی۔ انکی شرکت تمدنی امور کے تصفیہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ عدالت میں بھی ذمہ داری اور انتظام کی قابلیت پیدا ہوگی بصورت دیگر ان کے حقوق بدستور پامال ہوتے رہیں گے۔ بعض زنانہ حلقوں میں کہا گیا ہے کہ چونکہ عورتوں نے سیاسی بے چینی میں کافی حصہ لیا اسلئے مردوں سے جداگانہ حق نیابت مانگنے کی ضرورت نہیں لیکن عملی تدبیر یہ ہے کہ منتخب ممبروں کی تعداد کا پانچ فیصدی حصہ زنانہ ممبروں کا ہونا چاہئیے اور مردانہ انتخاب کے بعد ان کا انتخاب ہوا کرے اور اس میں ہر مذہب کی تعداد کے مطابق عورتیں ہونی چاہئیں۔

بے ماں کے بچہ پر سختی

نینی تال میں ایک فوجی افسر کے بیرو نے اپنے گیارہ سالہ لڑکے کو اس غصہ میں کہ اس نے اس روز نہ سبق یاد نہیں کیا تھا پہلے تو مارا اور پھر گرم چمٹہ سے منہ ہاتھ اور ٹانگوں پر بارہ جگہ داغ لگائے۔ لڑکے کی سوتیلی ماں اور ماں کا بھائی اس دردناک نظارہ کو دیکھتے رہے اور ذرا ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بچہ ہائے تو بہ مچاتا ہوا کسی طرح باہر نکل بھاگا اور ایک شخص کے گھر میں گھس گیا جس نے رحم کھا کے ناریل کا تیل اسکے زخموں پر لگایا اور سونے کو بستر دیا۔

عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ باپ نے کہا کہ لڑکا جلتی انگیٹھی پر خود ہی گر پڑا جس سے اسکے جسم پر داغ پڑ گئے۔ ڈاکٹر نے اسکی تردید کی اور صاف طور سے کہا کہ یہ داغ انگیٹھی پر گرنے سے نہیں ہو سکتے۔ باپ نے پوچھنے پر یہ کہا کہ میں بچہ کو ڈاکٹر کے پاس نہیں لے گیا کیونکہ مجھے فرصت نہ تھی عدالت نے باپ کے ظالمانہ سلوک پر اظہار نفرت کرتے ہوئے بچہ کو تو ایک یتیم خانہ میں بھیجدیا کہ سوتیلی ماں اور ایسے شیطان باپ کے پاس اسکا رکھنا بچہ پر ظلم کرنا ہے۔ اور باپ کو گیارہ سال قید سخت کی سزا دی جس میں تین مہینے کی قید تنہائی بھی شامل تھی۔

شادی پر قتل

عراق میں دستور ہے کہ لڑکی سے شادی کرنے کا مقدم حق چچازاد بھائی کو حاصل ہے۔ اگر وہ خود شادی پر رضامند نہ ہو تو وہ اپنی خوشی سے جہاں چاہے اس کی شادی کر دے۔ عموماً اس طریقہ سے روپیہ کما لیا جاتا ہے ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اسے شادی نہیں کرنے دیتا ممکن ہے کہ وہ خود بعد میں اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ ہم تو ہندوستان کے مسلمانوں کی خلاف شرع رسوم کو روتے تھے۔ یہ بلا تو عراق میں بھی موجود ہے۔ عبدالمحسن بیگ عراق کے سابق وزیر نے خود اپنے خاندان سے باہر ایک ترکی عورت سے شادی کر کے اپنی آزاد خیالی کا ثبوت دیا تھا۔ دو سال ہوئے اس نے گولی مار کے خودکشی کر لی لیکن اسکا موجودہ واقعہ سے کچھ تعلق نہیں جب اسکی لڑکی کی شادی کی تجویز عبدالمنعم ثنا سے ہوئی تو لڑکی کے چچازاد بھائی فاتح بیگ سعدون نے مخالفت کی۔ گو عبدالمنعم بیگ وزارت داخلہ کا ڈائرکٹر خیال کیا جاتا تھا اور اسکا باپ حاکم بصرہ تھا لیکن اس بنا پر کہ اسکا خاندان سعدون کے خاندان سے

عورت میں کم ہے شادی کی مخالفت کی گئی بانیہ لڑکی کی شادی عمل میں آگئی۔ عبدالسمیع بیگ اپنے سرکاری دفتر میں قہوہ پی رہا تھا کہ فاتح بیگ اسکی بیوی کا چچازاد بھائی دفتر میں داخل ہوا اور اُسے گولی سے مار ڈالا۔ قاتل گرفتار کر لیا گیا تھا۔ دولہن بیچاری کی طبیعت باپ کی خودکشی کے صدمے سے ابھی بحال ہوئی تھی اب اسکا شوہر قتل کر دیا گیا۔

ہتھکڑی میں شادی

ایک ۱۷ سالہ عیسائی لڑکی چھ ماہ ہوئے یکایک گھر سے غائب ہو گئی۔ ماں نے پولیس میں اطلاع کی۔ دو ہفتے بعد لڑکی گھر آگئی اور اُس نے ایک عیسائی دوشی کا نام لیا کہ وہ اسکے ساتھ چلی گئی تھی۔ ماں کو یہ سخت ناگوار گزرا کہ اُن دونوں کی شادی ہو۔ آخر لڑکا لڑکی دونوں کو پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اثنائے مقدمہ میں ماں اُن کی شادی پر رضامند ہو گئی۔ ملزم نے عدالت میں درخواست کی کہ ایک سپاہی میرے ساتھ گرجا تک کر دیا جائے تاکہ میری شادی اس مذکورہ سے کر دی جائے۔ ماں کا ارادہ ہے کہ شادی ہوتے ہی مقدمہ واپس لے لے عدالت نے ملزم کو پچاس روپیہ کی ضمانت پر رہا ہونیکا حکم دیا ہے۔ شادی ہونے ہی اُس پر سے مقدمہ ہٹا لیا جائیگا

دو قاتل عورتیں

دو بنگالی عورتوں نے کمیلے کے انگریز ڈپٹی کمشنر دکلکٹر، کو گولیوں سے مار ڈالا، دونوں آٹھویں جماعت میں پڑھتی تھیں ایک کا مرحوم باپ وہاں کے کالج کا پروفیسر تھا۔ دونوں کلکٹر سے اسکی کوٹھی پر ملیں اور اسے درخواست دی کہ تیراکی کے مقابلہ کا انتظام کیا جائے۔ اس نے عرضی واپس دی کہ اپنی ہیڈ مسٹرس کو دو۔ عین اسیوقت دونوں نے اسکے سینہ پر گولی چلائی اور اُسے مار ڈالا۔ اردلی نے بچانا چاہا سو وہ بھی زخمی ہوا۔ دونوں عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ بنگال میں ناجائز اسلحہ برآمد ہو رہے ہیں۔ جگہ جگہ تلاشیاں لی جا رہی ہیں۔ خیال یہ ہے کہ باہر سے ہتھیار ملک میں دہشت پھیلانیوالوں کو دینے کے لئے ناجائز طور سے لائے جا رہے ہیں۔ کلکٹر کی ماں نے اسکی موت کی خبر سنکر کہا کہ کاش وہ میرے اکلوتے بچے کو نہ مارتے۔ مجھے تو اس بری خبر کے سننے کا مہینوں سے ڈر تھا

عورت بری

پچھلے دنوں کلکتہ میں ایک معمر کے ذریعہ کا جانی کے جرم میں چار بنگالیوں کے ساتھ ایک عورت مسماۃ بزرجا بھی پکڑی گئی تھی کہ وہ موٹر کے ذریعہ اس ڈکیتی میں مدد دے رہی تھی۔ اُسنے جرم سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ادہر سے جا رہی تھی کہ ملزمان زبردستی موٹر میں آ بیٹھے۔ عدالت نے اُسے تو شبہ کا فائدہ دے کے بری کر دیا لیکن اسکے ساتھ والے کو پانچ سال قید سخت کی سزا دی۔ دوسرے ملزمان کو بھی سزا دی گئی تھا۔ جو کہ جن نے حکم سنائے جانے سے پہلے ایک مشتبہ سپاہی کو دی کہ اس میں نسوار اور اسے اسکے بھائی کو دیدیا جائے۔ لیکن شبہ ہونے پر اسے کھولا گیا تو اس میں اتنی رقم ملی جو ایک آدمی کو ہلاک کر دینے کے لئے کافی تھی۔ عورت کا بیان لے کر چھوڑ دیا گیا۔

عورت کو نوبل پرائز

سنہ ۱۹۳۱ء کا نوبل پرائز دنیا کا سب سے بڑا قابلیت کا انعام، دو امریکنوں کو ملا ہے جن میں سے ایک مس جین ایڈمس ہے جو نسوانی بین الاقوامی مجلس امن و حریت کی ۱۵ سال سے صدر ہے اسکی عمر ۱۷ سال ہے۔ اس نے سنہ ۱۸۸۱ء میں بی اے کیا۔ اس نے مختلف اصلاحی و اقتصادی تحریکوں میں ہمیشہ حصہ لیا۔ اس نے تمدنی امور پر مشہور کتابیں بھی لکھی ہیں۔

ناچ کا مقابلہ

پہلے برسلز میں ناچ کا مقابلہ ہوا تھا اس میں شریک ہونے والے متواتر ۳۰۰ گھنٹے ناچتے رہے تھے۔ اب ایک نیا مقابلہ جس والالیہ میں ہو رہا ہے اس میں ۲ جوڑے اور ایک اکیلا بچیا شریک ہیں۔ یہ ساری دنیا کا مقابلہ ہے ہفتہ بھر سے برابر ناچ ہو رہا ہے اور برابر قائم ہے ہر گھنٹہ کے بعد ۱۵ منٹ کا آرام دیا جاتا ہے۔ اب وہ اسقدر تھک گئے ہیں کہ جب وہ اونچے چبوترے کے گرد اپنی اکڑی ہوئی ٹانگوں سے گھومتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے کندھوں پر سر رکھ کر سو جاتے ہیں۔ اب تک وہ پانچ سو گھنٹے ناچ چکے ہیں۔ ایک ہزار گھنٹے تک کے وہ پہلے مقابلے بازی لیجانا چاہتے ہیں۔ انعام ڈہائی سو پونڈ مقرر ہے۔

چین و جاپان میں کشمکش

چین میں طالبعلموں نے جلوس نکالے اور حکومت

سے مطالبات کئے کہ منچوریا کے موجودہ گورنر کو پھانسی دی جائے اور جاپان نے جو علاقہ چھین لیا ہے اُسے لینے کیلئے اعلان جنگ کیا جائے۔ حکومت نے مارشل لا کا اعلان کر دیا۔ ملک میں بےچینی بڑھ رہی ہے۔ صدر جمہوریت کو استعفا دینا پڑا۔ طلبا نے دفتر خارجہ کو برباد کر دیا۔ جمعیت اقوام کی کوششوں سے جاپان مقبوضہ علاقہ سے اپنی فوجیں واپس بلانے پر رضامند ہو گیا ہے۔ ایک تحقیقاتی کمیشن وہاں کے حالات کی تفتیش کریگا۔ لیکن چین نے اپنی فوجوں سے جاپانیوں پر حملہ شروع کر دیا ہے۔

اونچی ذات کے ہندوؤں کی زبردستی بڑودہ میں اچھوت پن کو دور کرنے کی کوشش کی دوران میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں میں ٹکر ہو گئی۔ ابتدائی مدارس اچھوتوں کے لئے کھول دئے جانے سے ایک گاؤں میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے اپنے بچے مدارس سے اٹھا لئے۔ دوسرے گاؤں میں انہوں نے اچھوتوں کی فصلیں برباد کر دیں اور انکے کھیتوں میں مٹی کا تیل ڈال دیا۔ راستے اچھوتوں پر بند کر دئے گئے اور گاؤں والوں کا یہ اصرار ہے کہ اچھوت یہ لکھ کے دیدیں کہ وہ اپنے بچے اونچی ذات ہندوؤں کے مدرسہ میں بھیجنے پر راضی نہیں۔ اچھوت سدھار کا کام کرنیوالا ایک شخص گاؤں والوں کو سمجھانے گیا لیکن لڑکوں نے اس پر پتھر پھینکے۔

نابالغوں کی شادی کلکتہ میں ۱۵ سالہ لڑکے اور ۱۱ سالہ لڑکی کی شادی ہوئی۔ دونوں کے والدین پر مقدمہ چلا۔ صفائی میں کہا گیا کہ لڑکے کی دادی بہت بیمار تھی۔ اسکی خواہش کے مطابق شادی کی گئی۔ وہ بیچاری شادی کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر مر گئی۔ شادی ہو جانے کے بعد لڑکے کی رخصت نہیں کی گئی۔ عدالت نے دونوں کو ۵ دن قید محض اور دو سو روپے جرمانہ کی سزا دی۔ ہائیکورٹ کلکتہ نے قرار دیا کہ نابالغوں کی شادی کا قانون کسی کو کتنا ہی ناگوار ہو لیکن یہ قانون ہے اور اس پر عمل ضرور ہونا چاہئے۔ ایسے مقدمات میں جرمانہ کی سزا ناکافی ہے ورنہ لوگ جرمانہ دیدے کے اس سے بچ جایا کریں گے۔ انہیں ضرور قید کی سزا دی جانی چاہئے۔ انہوں نے قید کی سزا محض ایک دن کی رکھی۔

تاروں کا جھرمٹ مس مے اونگ کو برہما کی گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کیلئے عورتوں کے خاص نمایندہ کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ڈو سو سا ایف آر سی ایس ڈی پی ایچ پہلی خاتون ہیں جو رنگون کی میونسپل کارپوریشن کی ممبر منتخب کی گئی ہیں۔ ان سے پہلے ایک یورپین خاتون ایک مرتبہ ممبر منتخب ہوئی تھیں لیکن سال گذشتہ وہ انتخاب میں ناکام رہیں۔ مسز کار بجوہ پور ریلوے اسسٹنٹ انجینیر کی بیوی ریل کی پٹری پر ٹہل رہی تھیں اپنے بنگلہ کو جا رہی تھی کہ سامنے سے ایک انجن آ گیا۔ اسوقت اُس نے اپنے بچے جن میں ایک ۱۵ مہینے کا تھا سڑک سے پرے پھینک دئے اتنے میں انجن آ کے ٹکر اگیا اور وہ بری طرح زخمی ہو گئی۔ اُسے شفاخانے لے گئے جہاں وہ مر گئی۔ البتہ بچے بچ گئے۔ نیا مسودہ قانون مالیات اسمبلی نے نامنظور کر دیا تھا وائسرائے ہند نے اسے اپنے خاص اختیارات سے سفارش کر کے کونسل آف سٹیٹ میں منظوری کیلئے بھیجدیا۔ وہاں چند ممبروں نے باہر سے آنیوالی کلوں پر محصول لگانے کارڈ لفافہ کی قیمت بڑھانے اور ایک ہزار روپے سالانہ کی آمدنی پر ٹیکس لگانے کی مخالفت کی لیکن ان بیچاروں کی ایک نہ چلی اور بل منظور ہو گیا چنانچہ ۱۵ ستمبر سے کارڈ تین پیسہ اور لفافہ پانچ پیسہ کا ہو گیا۔ کرسچن کالج کے ۱۳ بی اے اور ایف اے [illegible] سرکس میں مزدوری کے طور پر کام کرنیکے لئے گئے۔ انہوں نے قلیوں کا لباس پہنا تھا اور ٹوکریاں اور کدال اُٹھائے ہوئے تھے۔ صبح کے وقت خندقیں کھودنے اور اینٹیں ڈھونے گئے اور مزدور زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے۔ فرخ آباد کے ایک چوکیدار نے اپنی بیوی کو قتل کر کے اس شان سے اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کیا کہ اسکے ایک ہاتھ میں تلوار تھی اور دوسرے میں بیوی کا سر۔ اسے کالے پانی کی سزا دی گئی جو ہائیکورٹ نے بحال رکھی۔ ایک ترکی عورت ناظمہ نے ایک دیہاتی کی بیوی کو اس روپیہ کی خاطر جو اُسے اسکے شوہر نے دیا تھا کلہاڑی سے قتل کر ڈالا۔ اُسے پھانسی کی سزا دی گئی یہ پہلی عورت ہے جسے ترکی میں عوام کے سامنے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اسکے شوہر سے شادی کرنا چاہتی تھی وہ قرآنی آیات پڑھتی ہوئی دلیری سے پھانسی کے تختہ پر خود چڑھ گئی اور اپنے ہاتھ سے اپنے گلے میں پھندا ڈال لیا۔ کلکتہ پولیس کی عدالتوں میں وکالت کرنے کیلئے مسز اشکنری کو لائسنس مل گیا ہے یہ پہلی وکیل عورت ہے۔ ڈاک گاڑی میں جو بمبئی سے آ رہی تھی زنانہ درجہ میں ایک عورت بہت سا زیور پہنے اکیلی سفر کر رہی تھی کسی نے اُسے مار ڈالا اور زیور لیکے چلتا بنا۔ ہسپانیہ کے ایک گاؤں میں ایک عورت ۱۰۰ سال کی عمر میں ابھی مری ہے وہ مرنے سے تین سال پہلے تک کھیتوں میں

دستِ کرم

مندرجہ ذیل خواتین وحضرات نے تربیت گاہ بنات کے لئے بذریعہ منی آرڈر مدد بیعانہ فرمایا ہے۔ ان کے نام شکریہ کیا تھ شائع کئے جاتے ہیں دس روپے سے کم کی رقمیں بنات میں شائع ہونگی۔

مادر مہاپالیٹی صاحبہ عہ۔ بیگم ڈاکٹر جعفر حسین ڈمکا عہ مسز کیپٹن ہائی ایم صدیقی صاحب عہ۔ محمد سلیمان صاحب ساترا عہ۔ اہلیہ عبدالعزیز خاں صاحب وکیل الہ آباد عہ مسز محمد ناظم خانصاحب کنز اسگنڈہ عہ ابوالفتح محمد عثمان صاحب بہار شریف عہ۔ مسز ایل ار خاں صاحب جمشید پور عہ مسز محمود اکر صاحب سہارنپور عہ۔ حامد علی خاں صاحب جھنڈوارہ عہ مسز میر سید حسن صاحب شملہ عہ۔ بیگم شیخ محمد سعید صاحب جیلر گوجرانوالہ عہ بیگم سید صفی احمد صاحب مونگیر عہ۔ ام بانو زوجہ نظام الدین احمد صاحب حیدرآباد دکن عہ۔ مسز عبدالعزیز صاحب کلو موتی شاہ بنا مار سعیدہ بیگم صاحبہ اورنگ آباد دکن عہ۔ حفیظ اللہ صاحب مجسٹریٹ حیدرآباد دکن عہ۔ میر سعید حسن صاحب امرتسر عہ۔ بیگم سید اصغر حسین صاحب وکیل لکھنؤ عہ۔ محمد حفیظ اللہ صاحب اور سیر گوجرانوالہ پنجاب عہ۔ محمد عبداللہ شریف صاحب عیدگاہ میسور عہ۔ محمد شریف صاحب جیکب آباد سندھ عہ۔ مسز نصیر احمد صاحب چیف کلرک پشاور عہ۔ معرفت حاجی غلام مہدی خانصاحب راولپنڈی عہ۔ مسز فضل الدین صاحب وکیل گوجرانوالہ عہ۔ بیگم نذیر احمد صاحب عباسی ڈی سی گورکھپور عہ۔ بیگم ایس سراج الدین صاحب کلکتہ عہ۔ بنت مولوی محمد یونس خاں صاحب عہ۔ بیگم نور علیگڑہ عہ۔ عبدالصمد خاں صاحب پھولپور عہ۔ مولوی عبدالحمید صاحب اندور عہ۔ مسز عطاء الرحمن صاحب اکسائز سپرنٹنڈنٹ عہ۔ ایس بی جیلانی صاحب بورسٹل جیل عہ۔ سید قدرت اللہ صاحب کوئٹہ بلوچستان عہ۔ چودہری فتح محمد صاحب لاہور عہ۔ مسز میر یعقوب شاہ صاحب رزبلڈ سٹیٹ کراچی عہ

راشد الخیری

بزمِ عصمت

میں یوں تو ہر سال جشن معراج میں شرکت کی عزت حاصل کرتی ہوں مگر اس سال محترم بہن کنیز فاطمہ کی زیارت کا شوق اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ دن کاٹنے مشکل ہو گئے۔ خدا خدا کر کے پہنچی اور ملاقات کی جس عزیز خاتون کے میں نے یہ حالات پڑھے تھے کہ وہ غیر مسلم کے عقد میں گھر چکی ہے اسلامی نکاح کو قید سمجھتی ہے اب اس کی کیفیت دیکھ کر کہ ہمارے حضرت کا نام بھی لینا بے ادبی سمجھتی ہوں میرے دل سے مولانا مدظلہ کے واسطے ہزار ہا دعائیں نکلیں وہ جس وقت نظم پڑھ رہی تھی اور حضور اکرم کے نام کے ساتھ جھکتی تھی تو خدا کی قدرت دیکھتی تھی کہ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو اس طرح تانبا کندن ہو جاتا ہے میرے ساتھ جتنی بیبیاں تھیں سب کے آنسو نکل رہے تھے۔ اور ہم سوچ رہے تھے کہ علامہ محترم کے اس احسان کا معاوضہ کچھ نہیں، اس لڑکی کے ساتھ تربیت گاہ نے جو سلوک کیا ہے مسلمان مستورات اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتیں وہ مولانا ممدوح اور بیگم صاحبہ کی تعریف کا گیت گا رہی تھی خدا دونوں ہستیوں کو ہم گنہگاروں کے سر پہ زندہ سلامت رکھے۔

بیگم الیف خاں اولی آئی

مجھے انتہا درجہ کی خوشی ہوئی کہ حضرت قبلہ علامہ راشد الخیری مدظلہٗ نے کنیز فاطمہ کو ارتداد سے بچا لیا۔ خداوند کریم ان کا سایہ قوم پر ہمیشہ رکھے۔ میں اس خوشی میں تین خریدار پیش کرتا ہوں امید ہے کہ قبول فرمائیں گے ان کے نام پرچہ فوراً بذریعہ وی پی بھیجدیجئے۔

ڈاکٹر محمد حسین ہاشمی شاہ بنکی فتحپور

میں عصمت کی ایک خریدار ہوں اس لئے اس پرچہ سے مجھے خاص محبت ہے اور برابر اس کے واسطے خریدار پیدا کرنے کی کوشش میں رہتی ہوں۔ چنانچہ اس وقت ایک خریدار کا پتہ لکھتی ہوں

خریدار نمبر ۲۰۸۴

عہ تربیت گاہ بنات کا ماہوار چندہ مد زکوٰۃ ارسال ہیں عصمت کے لئے بھی ایک خریدار پیش کرتی ہوں۔

مسز عطاء الرحمن مظفرپور

خریدار نمبر ۱۰۲۵ رنگون کو واضح ہو کہ کریب ہر ایک بڑے شہر سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ اور درجہ بدرجہ دو، ڈھائی، تین، ساڑھے تین اور چار روپے فی گز کے حساب سے مل سکتی ہے۔

محترمہ مسز محمد یعقوب صاحبہ کو معلوم ہو کہ مثنوی مولانا روم جو ۲۰۰ صفحات کی ضخامت پر طبع ہوئی ہے۔ پتہ ذیل سے طلب فرما دیں :۔ مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز پرنٹنگ ورکس لاہور، قیمت کل سٹ درجہ اول چکنے کاغذ پر ۱۲ فی حصہ ہے درجہ دوم دیسی کاغذ پر ۸ فی حصہ ہے۔

بہن عصمت النساء صاحبہ مطلع فرما دیں کہ "دل" کیا چیز ہوتی ہے اور عورتا پیسوں میں کتنے تولہ ملائی جائے۔ مفصل جواب کی طلبگار ہوں۔
ایم چوہدری مبارک علی شورکوٹ

محترمہ مسز عبد الصمد خاں صاحب کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ وہ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو خورشید لقا اٹبن منگا کر لگائیں۔ انشاء اللہ چیچک کے داغ بالکل جاتے رہیں گے نہایت آزمودہ اور مجرب ہے۔ قیمت دو روپیہ چودہ آنہ اور ڈاک خرچ ۸ پتہ یہ ہے :۔ چشمۂ شفا ہیرو ضلع شاہ پور پنجاب۔
خریدار نمبر ۶۷۲۴

بہن مسز عبد الصمد خاں صاحب نے چیچک کے نشانات کی دوا دریافت کی ہے بہن موصوفہ سے التماس ہے کہ عرق گلاب سے چہرہ دھلائیں، دوسرے کمبن چہرے پر لگا کر پیئر سوپ صابن سے منہ دھلائیں اور ڈاکٹر سرمن کے ہاں کا حسن افزا عرف سنبھارن کا استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ داغ بہت جلد دور ہو جائیں گے۔
مسز احمد حسین عرف مدا دولوی

قطعہ تاریخ وفات مرزا محمد علی نیازی ساکن سنگاپور

پڑھی میں نے عصمت میں جب یہ خبر	قضا مرزا صاحب نے دنیا سے کی
کوئی کہدے تاریخ مرگ پدر	یہ ہے ان کی بیٹی کی خواہش دلی
پدر کون؟ جو تھا شفیق عزیز	امیر و معزز مکرم جری
خدا ترس و ہمدرد خلق خدا	سخی عابد و زاہد و متقی
تھی گو عمر ان کی از ستر برس	مگر ان کے اعضا ابھی تھے قوی
رہے تھے وہ بیمار بس ڈیڑھ دن	کہ یک بارگی دل کی حرکت رکی
اڑا طائر روح سوئے بہشت	عزیزوں میں ماتم کی صف بچھ گئی
یہ سنکر ہوا مجھ کو صدمہ کمال	لگی قلب پر میرے ایک چوٹ سی
کہوں میں بھی اس درد سے آشنا	قضا کر گئے ہیں مرے باپ بھی
بہن آپ بھی صبر سے کام لیں	ہوا وہ جو تھی مرضی ایزدی
کرے قلم ہجری میں سال وفات	یہ مستور کو فکر جب دم ہوئی

ندا داد ہاتف بہ جنت رسید
خراسندہ مرزا محمد علی
سنہ ۱۳۵۰ھ
ایم بی مستورہ محمود آباد

براہ کرم کوئی بہن یا بھائی ایسی دوکان کے پتہ سے مطلع فرمائیں، جہاں کہ میز پوش اور تکیہ کے غلاف اور خوان پوش فروخت ہوتے ہوں۔ ہمارے پاس ایک عورت رہتی ہے جو کہ غلاف میز پوش بناتی ہے اور فروخت کرتی ہے اس بات کا ثواب کوئی بہن یا بھائی لیں۔ نیز بہن صاحبہ نور جہاں ناز سے گذارش ہے کہ وہ بمبئی کی کسی دکان کے پتہ سے مطلع فرمائیں ممنون ہوں گی۔
خریدار نمبر ۲۰۱۹

عرصہ ۴ سال سے میرے چہرے پر مہاسے نکلنا شروع ہوئے تھے اور نہایت کثرت سے نکلتے رہے جس کی وجہ سے چہرہ کی جلد کی ملائمت جاتی رہی اور رنگت بھی تبدیل ہو گئی۔ مگر اب ۲-۳ ماہ سے ایک نئی قسم کے مہاسے نکلنا شروع ہوتے ہیں یعنی پہلے مہاسہ نکلتا ہے پھر اندر ہی اندر بیٹھ جاتا ہے اور پھیلنا شروع ہوتا ہے بڑھتے بڑھتے ایک بڑا گول چپکر سا ہو جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ مہاسہ جب نکلا تو درد وغیرہ کچھ نہ ہوا تھا اور جب ڈاکٹر نے خطرناک بتا کر اپریشن کیا تو اس میں سے نیلے رنگ کا پانی اور خون نکلا۔ مگر اب جو نکلتے ہیں ان میں پھوڑے کی طرح کی ٹیسیں اور سوزش ہوتی ہے اور معمولی مواد وغیرہ نکلتا ہے۔ دو مرتبہ اپریشن ہوا اور دو مرتبہ از خود پھوٹ کر بہہ گئے۔ اب تک چار نکل چکے ہیں، بہتیرا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اس نئی قسم کی بیماری سے سخت تکلیف ہے اگر کسی معزز بہن یا بھائی کو کوئی نسخہ معلوم ہو کہ ان مہاسوں کا تدارک ہو سکے تو براہ کرم بذریعہ عصمت مطلع فرما کر اس تکلیف سے نجات دلائیں تازیست ممنون ہوں گی۔
راقمہ ایلیس بنت حکیم ناطق صاحب

مجھے ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں درخت لگانے کی ترکیب ہو کوئی بہن مہربانی فرما کر اس کتاب کی قیمت اور پتہ سے بذریعہ عصمت اطلاع دیں۔
مس الیاس ابراہیم کلکتہ

میری والدہ صاحبہ کے پیر میں عرصہ ڈیڑھ سال سے سوجنے کی

شکایت ہے مگر ہوتے ہے مشین پر کپڑا سیتی ہیں تو پیر میں اور زیادہ ورم ہو جاتا ہے۔ اچھے پھرنے سے بھی زیادہ ورم ہو جاتا ہے اور اپنے پیر میں زیادہ ورم ہے۔ ٹکیر لگانے سے کچھ کم ہو جاتا ہے اگر نہ لگایا جائے تو پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے اگر کوئی بہن بھائی اس مرض کو جانتے ہوں تو براہ مہربانی مجھ کو بذریعہ عصمت بہت جلد مطلع کریں۔

بلقیس جہاں بیگم اٹاوہ

کوئی عصمتی بہن یا بھائی صاحب جو واقف ہوں مہربانی فرما کر بذریعہ عصمت ایسی کتابوں کے پتہ اور نام و قیمت سے مطلع فرمائیں۔ (کتاب اردو میں ہو یا انگریزی میں) جن سے ستار اور وائلن (دبیلا) کا بجانا اور گانا اچھی طرح آجائے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ نیز کسی بہن نے چہرہ بد لنے کی مشین (جس کا اشتہار عصمت میں چھپ چکا ہے) منگائی ہو تو تحریر فرمائیں کہ کیسی ہے؟ مجھکو اون سے اور سوت سے سلائیوں کی طرح بننے کی مشین مطلوب ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی صاحب تحریر فرمائیں کس قیمت پر اور کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ کس سائز کی بہت ممنون ہوں گی۔

حشمت جہاں بنت حشمت فضل علی صاحب پٹنہ

میرے بال بہت چھوٹے چھوٹے اور موٹے ہیں بیسیوں تیل اور سرد ہونے کی ادویات استعمال کی ہیں اور اب بھی چھ سات سال سے کاسمیٹا آئیل ناریل کے تیل میں ملا کر استعمال کر رہی ہوں مگر بال بالکل نہیں ٹھیرتے بلکہ یہ نقصان ہوا ہے کہ چار چھ بال سفید ہو گئے ہیں۔ ازراہ مہربانی کوئی بہن صاحبہ جن کو میری طرح ناامیدی میں افاقہ کسی چیز نے کیا ہو اور بال ٹھیرے ہوں، سرد ہونے اور بڑھانے کے واسطے کوئی آزمودہ تیل تحریر فرمائیں تو میں تمام عمر احسان مند رہوں گی

الف۔ ب شیرازبند ہمشیرہ محمود علی خاں صاحب تحصیلدار دھولنہ

کسی عصمتی بہن نے عصمت میں بال کی جڑ مضبوط کرنے کے لئے کھوپرے کے تیل میں دارچینی رتن جوت تودانیہ کے بیج ڈال کر طیار کرنے کو لکھا تھا۔ تودانیہ کے بیج کہیں دستیاب نہیں ہوئے ان بہن صاحبہ کی خدمت میں براہ راست بھی خط لکھا مگر شاید اب ان کی جائے قیام تبدیل ہو گئی ہے اب ازراہ مہربانی وہ بذریعہ عصمت مطلع کریں کہ تودانیہ کے بیج کا کوئی اور بھی نام ہے کہاں ملیں گے کیا وہ بہن مہربانی فرما کر خود بھی خرید کر براہ راست مجھکو ارسال کر سکتی ہیں۔ بیج کے بغیر نسخہ ادھورا

ہوا ہے یہاں تو حکیم صاحب کے ذریعہ عطاروں کے ہاں، بھوپال شہر میں تلاش بے سود ثابت ہوئی۔

زبیدہ خاتون بنگلہ ایس ڈی او۔ رائے سین (بھوپال ریاست)

عصمت بابت ماہ نومبر ۳۱ء میں بہن عصمت النساء بیگم صاحبہ نے بالوں کے شربت اور بالیک ہونے نیز سیاہ ہونے کی دوا تحریر فرمائی ہے لیکن صاف نہیں لکھا یعنی محترمہ تحریر کرتی ہیں۔ ۲۰ تولہ لیموں کے عرق میں پیس کر اکیس دن تک لیں، براہ کرم وہ بذریعہ عصمت لکھیں کہ کیا چیز لیموں کے عرق میں پیسیں۔ نیز روزانہ کس قدر دوا لی جائے اور کس وقت۔

رابعہ بیگم اگرلہ

میرے ایک ۹ سال کی بچی ہے اس کے ایک سال سے سر کے درد کا عارضہ ہو گیا ہے وہ درد تالو میں ہوتا ہے اور سخت تکلیف ہوتی ہے بعض مرتبہ لگاتار دو دو تین تین یوم ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ ایک ہی مرتبہ ہو کر ختم ہو جاتا ہے اگر کسی بہن کو اس کی مجرب دوا معلوم ہو تو برائے مہربانی مجھے بذریعہ عصمت اطلاع فرمادیں۔ مشکور رہوں گی۔

خریدار نمبر ۴۷۳

بحوالہ سالگرہ نمبر ۱۹۳۱ء بہن م۔ ج۔ بیگم کراچی نے جو دوا اپنی ڈھائی سالہ بہن شاہدہ کو استعمال کرائی تھی مہربانی فرما کر عصمت میں درج کرادیں تو کار خیر ہوگا اور کتنی ہی عصمتی بہنوں کو فیض حاصل ہوگا۔

ع۔ ا۔ بیگم کلکتہ

میں نہایت مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میری منجھلی بہن افضل آرا صاحبہ کی شادی بروز اتوار ۲۹ نومبر ۳۱ء بخیر و خوبی سرانجام پائی ہے۔ کسی قسم کی فضول رسم عمل میں نہیں آئی۔ برات گجرات پنجاب سے آئی۔ دولھا کی طرف سے بھی نہایت سادہ اور شرعی طریقہ تھا دولھا کا نام محمد اسلم حیات ہے، میں اس خوشی میں دو روپے کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات، کی یتیم بچیوں کے لئے بھیج رہی ہوں عصمتی بہنیں دعا فرمادیں کہ یہ نیا جوڑا دنیا میں تادیر قائم رہے اور نئی زندگی مبارک ہو۔ (آمین)

عصمت آرا بنت شیخ غلام رسول گجرانوالہ

ایک تولہ سولی کا پانی۔ ایک تولہ پیاز کا پانی۔ ایک تولہ گل حسن کا پانی ایک تولہ گل روغن میں سب کو پکا کر خشک کرلیں۔ پھر گرم کر کے چمچہ میں رکھ کر سوتے وقت کان میں ڈالنے سے تین چار یوم میں بالکل آرام ہو جاتا ہے

رشیدہ خاتون بنت شیخ محمد عنایت اللہ میانوالی

مضامین کی رسید

ناقابل اشاعت مضامین کی رسید بصورت مطبوعہ کارڈ جو اب تک مضمون نگاروں کو بھیجی جاتی تھی۔ آیندہ صرف انہیں کو بھیجی جائیگی جو ایڈیٹر کے نام کے خط میں تین پیسے کے ٹکٹ بھی رکھ دیں گے

یہ مضامین شائع ہوں گے آنکھوں کی حفاظت اور بعض امراض کا علاج۔ زندگی کیا ہے۔ صفائی نعمت غیر مترقبہ ہے اپنی بیماری۔ دودھ کا استعمال، غذا۔ کپڑوں سے دھبے دور کرنا، اسلامی مساوات۔ گم شدہ کاغذات۔ مغربی فضا بدلتے ہوئے مشرق پر ایک نظر۔ میرا دل۔ مشنری بیبیاں۔ مہر فیشن، ہمت۔ بکھرے ہوئے پھول۔ پائیریا۔

یہ مضامین زیر غور ہیں تند۔ شام کا منظر۔ اطاعت۔ دیوجانس کلبی۔ توہم پرستی تعلیم کی تجلیاں روح سے ہندوستانی عورتوں کا مستقبل زنانہ نصاب۔ شیریں امید۔

ناقابل اشاعت مضامین افسوس ہے کہ مندرجہ ذیل مضامین عصمت میں درج کیے جا سکتے ہیں نہ بنات میں ۵ ارجنوری تک اور کا ٹکٹ آنے پر مضمون نگاروں کو واپس کیے جا سکتے تھے، لیکن راستہ میں تلف ہو جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے جو خواتین و حضرات لفافہ مع ٹکٹ بھیج دیں گے ان کا مضمون بذریعہ رجسٹری واپس کر دیا جائیگا۔ میرا انجام (افسانہ)، پردہ پر ایک خیال اور میرا ملال۔ کشمیر میں موسم بہار، یادگار محبت (افسانہ)، عورت۔ انصاف یا ظلم۔ ملتی (افسانہ)، انتقام (افسانہ)، پتی کی سیوا۔ مسرت حقیقی۔ خریدار نمبر ۲۶۵۲ کا مضمون بے عنوان۔ مسز جانس کے جلسے۔ خونی منظر، لڑکوں کو گہنا پہنانا، چنتائی فیشن۔ نندرشی۔ دو نظمیں از حیدرآباد، اچھی ماں کی اچھی اولاد (افسانہ)، ناظرہ کی زندگی۔ احساس گناہ، بہن کی یاد میں، بیوی سے شکایت (نظم)، دوسری نظمیں از شیخوپورہ۔ مخالفت آتشبازی۔ اسلام کے ایک پہلو پر نظر۔ سورج سے۔ دنیا میں سب سے ذہین بچہ۔ روزہ۔ زندہ دلوں کے واسطے آئی بہار۔ پی ترقی کا فراموش شدہ بادشاہ۔ عیدی کے مضامین۔ احوال روانگی امام حسین علیہ السلام و شہادت پسران مسلم۔ بکرماجیت اور اسکا تخت عدالت۔ مرد و عورت کی لڑائی کا قصہ۔ لیڈی کلیر۔ عقد فاطمۃ الزہرا۔ وطن و غربت۔ حیا۔ عمدہ نصیحتوں کا اثر۔ عورتوں کی حق تلفی۔ دودھ کے فوائد۔ نماز کے فوائد۔ بچوں کے منہ سے۔ ہمدردی۔ وراستی۔ عاشقان رسول کا امتحان۔ بچوں کا انتظام تعلیم آپ بیتی از علی گڈہ۔ شام کا غمناک منظر۔ نمائش نکوان دستکاری نسواں حیدرآباد دکن۔ تعارف۔ قوس قزح (نظم)، جان کیٹرنگ۔ وبرل اروال۔ ٹپ ٹپ (نظم)۔ مسرت حکمت علی۔ سفر حج کو جاتے ہوئے۔ خیال گذرا (نظم)۔ مسز حکم کا سورت تشریف لانا۔ امۃ الحبیب۔ مضمون بلا عنوان از شاہجہاں پور۔ نظم خمار بھی اور ہوش رکھتے تھے۔ بے قرار دل۔ عورت کی عزت۔ سمندر کا نظارہ۔ ثنائے جناب باری۔ افکار پریشاں۔ پھوپی بھتیجی کا مکالمہ۔ شب اور اب۔ خون حسرت۔ حیرتناک فریب۔ رضیہ سلطانہ۔ پانچ دریا۔ جامہ۔ اپنا خواب۔ اندھی سلطان غیاث الدین کے دربار میں۔ دور اندیش نورجہاں۔ اظہار خیال۔ شوہر کی قبر (نظم)، زمانہ حاضر، خیابان۔ شمشیر و قلم۔ سیر کشمیر۔ لاڈلا بیٹا (نظم)، غرور کی شکست (افسانہ)، زلزلے۔ ماضی سے مستقبل کا بدل۔ اسلام کی حالت زار۔ آہ ہماری حالت۔ لمعات نور۔ تاریخ وفات از میرٹھ۔ کانفرنس کا نقصان (افسانہ)، محبت کی سرگوشیاں۔ شیریں زبانی جادو کا قالب۔ مسلمان اور فضول خرچی۔ اسلامی اتفاق۔ گو دآئو۔ عورتوں کے متعلق احکام کی تعمیل۔ دراسل قمر نمونہ زندگی۔ کیا عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ تعلیم نسواں اور خریدار نمبر ۱۷۰۹ محمودہ بیگم۔ چاندنی رات۔ تنکیہ۔ کھانا پکانا۔ نئی دولہن اور شبنم محبت کا رشتہ۔ افسانہ سرگذشت۔ لاپرواہی کا انجام۔ بیہودہ بن۔ دردناک منظر۔ ماں کی ممتا۔ میرا رونا۔ حقیقت معراج صلعم۔ غزلیں از جبلپور از لکھنؤ، از لاہور۔ از علیگڈہ۔ از مونگیر

ہنسانے فسانے

سید ابو تمیم صاحب فرید آبادی کے افسانوں کا مجموعہ - کہنے کو ایک کتاب ہے لیکن حقیقت میں تفریح و دلچسپی کا ندامی شیشہ ہے - ایک صفحے میں جس قدر سطریں ہیں اسی قدر لطیفے - جب کوئی پڑھتا ہے تو ہنستے ہنستے تھک جاتا ہے - پھر سانس لیتا ہے پھر پڑھتا ہے اور پھر ہنستا ہے اور پھر تھک جاتا ہے - قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ

انجام زندگی

تین مختلف الخیال لڑکیوں کی طرز معاشرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے رنگ میں دہلی کی مشہور اہل قلم ضیا باذوکا لکھا ہوا دلچسپ ناول مستورات کی زبان میں اس کو پڑھنے کے بعد ہر لڑکی موجودہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آسکتی ہے - قیمت آٹھ آنہ

ثروت دلہن

اصلاح معاشرت کی ایک معرکۃ الآرا کتاب آپ کے تعلقات میں صحیح روش اختیار کرنے کا ہدایت نامہ شرفا کے گھروں کا ایسا خاکہ جو اصلاح اخلاق میں بہترین معاونت کرسکتا ہے جو عورتیں اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہیں فوراً منگائیں - صوبہ متوسط کے محکمہ تعلیم نے مستورات کے لئے منظور کیا ہے - قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (۱؎ ۴)

اتالیق نسواں

اس کتاب سے بہتر عملی کام اور انتظام خانہ داری سکھانے بہو بیٹیوں کو سگھڑ اور سلیقہ شعار بنانے بچیوں کو تعلیم و تربیت دینے والی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی - جس کے تیرہ سو صفحوں میں بارہ سو شکلیں، تمام وہ عملی کام جس سے روزمرہ سابقہ پڑتا ہے سلیس اردو زبان میں سمجھائے ہیں - استانیوں کے پیٹ میں بھی اتنے گن نہ ہوں گے جو اس میں موجود ہیں ایک شریف عورت کو جو کچھ جاننا چاہئے وہ سب اتالیق نسواں میں موجود ہے - مشاہیر قوم نے بھی پسند کیا ہے - آپ ملاحظہ فرمائیں گی تو یقیناً آپ بھی اعتراف کریں گی - لڑکیوں کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے دس حصے ہیں - قیمت مکمل چار روپیہ آٹھ آنہ (۴؎ ۸)

اخبار الاندلس

اندلس مرحوم کی ہشت سالہ اسلامی سلطنت کی مفصل ترین و بہترین تاریخ ایک امریکی فاضل کی نہایت مشہور و معروف کتاب کا ترجمہ ہے ایسی کتاب نہ عربی میں تاریخ تک لکھی گئی نہ فارسی میں اردو تو کجا صقلیہ (سسلی) کے مسلمانوں کی مختصر تاریخ بھی اسی میں ملیگی - اس کتاب میں وہ واقعات ہیں کہ جن کی اب تک مسلمان ہندوستان کو خبر تک نہیں - حالانکہ سخت ضروری ہیں - اس کتاب کے پڑھنے سے کچھ شک نہیں رہتا کہ موجودہ یورپ کے استاد مسلمانان اندلس ہی تھے - اگرچہ اخبار الاندلس انگریزی کا لفظی ترجمہ ہے مگر اس روانی سے ہے کہ ترجمہ کا شبہ بھی نہیں ہوسکتا - اردو لٹریچر کا بہترین نمونہ دیکھنا ہو تو اسے ملاحظہ کیجئے - اس ترجمہ کے صلہ میں پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے مترجم کو اول درجہ کا انعام ایک ہزار روپیہ اور پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے اول درجہ کا طلائی تمغہ عطا کیا ہے کتاب تین جلدوں اور تین ہزار صفحوں میں ہے قیمت جلد اول [illegible] جلد دوم آٹھ روپے جلد سوم سات روپے کل کتاب کی یکجا قیمت [illegible]

مولدین

وہ مسلمان ہیں جو اندلس کی اسلامی سلطنت کے خاک میں ملنے کے بعد عیسائیوں کی حکومت میں رہے اور انہی پر عیسائیوں نے اپنے تمام ظلم کی [illegible] اس میں بڑے دردناک واقعات ہیں، مولدین کو بجبر عیسائی کیا گیا ماؤں کی گود سے بچوں کو چھین کر عیسائیوں کو دیدیا گیا - انکی تمام مسجدیں جلادیں یا مسجد کو گرادیا، سور کا گوشت اور شراب جبراً کھلایا اور پلائی گئی ان کا بار بار قتل عام ہوا - قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپے آٹھ آنہ (۲؎ ۸)

خلافت موحدین

ملک مغرب کی تاریخ جو دنیا سے ناپید ہوئی جاتی تھی اب ترجمہ کی صورت میں مسلمانان ہندوستان کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اس خاندان کے بانی امام غزالی کے شاگرد تھے ان لوگوں نے اندلس میں بڑے زور کی حکومت کی ہے اس کے اکثر حالات چشم دید ہیں - دو فہرست ردیف وار کتاب میں ہیں - چھپائی دیدہ زیب

قیمت صرف چار روپیہ (عـہ)

محصول ڈاک بذمہ خریدار

تاریخ مغرب

شمالی افریقیہ کے مسلمانوں کی تاریخ ہندوستان میں اس موضوع پر پہلی کتاب ہے - بربری مسلمانوں کے حالات ہیں بربری وہ ہیں جن میں سے ایک امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کا نام لے دینا کافی ہے - آخر میں امیر عبدالکریم نے سنہ ۱۹۲۶ء تک عیسائیوں کو وہ تنگ کیا ہے کہ ان کا ناک میں دم کردیا - مترجم نے جو حواشی بہ منقعد تعلیقات بڑھادئے ہیں وہ قابل دید ہیں - قیمت دو روپے آٹھ آنہ (۲؎ ۸)

مینیجر عصمت دہلی

ضرورت استانی

(۱) ایک ٹرینڈ گرلس سکول کے لئے دو استانیوں کی ضرورت ہے جو میٹرک پاس ہوں یا ایف پرائمری پاس ٹرینڈ ہوں۔ دست کاری میں اچھی واقفیت ہو۔ قواعد و ضوابط اصول سررشتہ تعلیم کے موافق ہوں گے۔ پراویڈنٹ فنڈ کا حق ہوگا۔ تعطیلات اور رخصت وغیرہ کی مستحق قواعد مذکورہ کے موافق ہوں گی۔ تنخواہ تیس روپے اور دو روپیہ سالانہ ترقی ہوگی۔ پچاس روپیہ تک ترقی ہوتی جائے گی یعنی انتہائی تنخواہ پچاس روپیہ ہوگی۔ مکان رہائش کمیٹی کی طرف سے نہ دیا جائے گا۔ کرایہ پر مکان پردہ دار اسکول کے متصل مل سکتے ہیں جہاں سے آمد و رفت بآسانی ہو سکتی ہے اور کرایہ دو چار روپیہ ماہوار ہوگا۔

(۲) اساتذہ لڑکوں کے مدرسہ کے لئے جو ان استانیوں کے رشتہ دار ہوں رکھے جا سکتے ہیں جو اردو مڈل پاس ہوں یا ٹرینڈ اردو ماسٹر ہوں۔ اردو مڈل پاس کے لئے تنخواہ مبلغ اٹھارہ روپیہ آٹھ آنہ ماہوار ہوگی۔ اردو ٹرینڈ ماسٹر کے لئے مبلغ چوبیس روپے ماہوار سے ساٹھ روپیہ تک کا گریڈ ہوگا۔

ذیل کے پتہ پر درخواستیں ۱۰؍ جنوری ۱۹۳۲ء تک آنی چاہیئے

سکریٹری میونسپل کمیٹی جبلپور سی پی

بنات دہلی

مسلمان لڑکیوں کے لئے خالص مذہبی رسالہ آج تک اردو زبان میں جاری نہیں ہوا تھا۔ بنات نے اس کمی کو اس خوبصورتی سے پورا کیا کہ جو دیکھتا ہے فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اندر ونت ... ٹائٹل پاک کا ... سے جاری ہے۔ عصمت کے علاوہ صرف یہی پرچہ ہے جس میں حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ برابر بیش قیمت مضامین لکھتے ہیں۔ چندہ سالانہ بھی اس قدر کم کہ ہر مسلمان خرید سکے یعنی صرف ایک روپیہ بارہ آنہ مع محصول ڈاک وغیرہ

مینیجر عصمت و بنات دہلی

پتھر سے ہیرا

یہ ایک تبلیغی قصہ آپ کو بتائے گا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیا کچھ جادو کر سکتی ہے۔ یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلائیگا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ بہت دلچسپ قصہ ہے قیمت صرف چودہ آنہ ۱۴؍

اسلام اور عورت

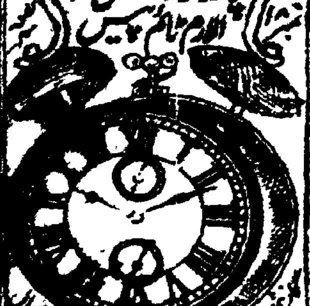
جس میں انتہائی عرق ریزی جانفشانی اور محنت سے مختلف احادیث نقل کر کے بتایا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے مرد و عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ تکمیل انسانی میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے اور دوسرے مذاہب میں عورت کا جو درجہ ہے اس سے بھی عورت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اپنے دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے بے حد دلکش و دلآویز کتاب ہے۔ اتنی صحیح اور مفید معلومات آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیں گی۔

قیمت ۱۰؍ ملنے کا پتہ۔ **مینیجر عصمت دہلی**

سالانہ انتہائی رعایتی اعلان

[illegible]

عمدہ کلائی سٹیل واچ	اسکرو کیس لیور کلائی واچ	نیو فیشن ہفت روزہ پاکٹ	امریکن اکرسول ریڈیم رسٹ واچ	جنٹلمین کلائی رسٹ واچ
				
[illegible] ایضاً سلور کیس ... ایضاً طلائی کیس ...	... ایضاً سلور کیس ... قیمت ... شین کی نکل سلور ...	... قیمت ... نکل سلور کیس ... ایضاً سلور کیس ... اعلیٰ قسم کی ...	اس گھڑی کو جہاں آپ لے جائیں ... قیمت ...	[illegible]

موٹو ڈائن رنگین کلائی رسٹ واچ	گولڈن ریڈیم رسٹ واچ	اصلی لیور سلور پاکٹ واچ	پائیدار دو گھنٹی والا الارم ٹائم پیس	جدید منقش کلائی واچ
				
[illegible]	یہ گھڑی اپنی ساخت ... قیمت ...	یہ گھڑی اپنی پائداری کی وجہ سے بہت مقبول ہو چکی ہے اس کا نام خود اس کی تعریف کرتا ہے ... قیمت ...	اس کی دو دو نوں گھنٹیاں اتنی بلند آواز سے بجتی ہیں کہ غافل سونے والا بھی فوراً جاگ جاتا ہے۔ طالب علموں اور ... قیمت ...	مستورات کی کلائی کی زینت ... قیمت ...

[illegible]



January 1932 — Regd. No. L. 167

THE ISMAT DELHI

Vol. 48. — No. 1

India's Leading Literary Ladies Magazine.

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف

آمنہ کا لال

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی تازہ تصنیف

جس کا کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کیساتھ چھپ کر تیار ہے

آپ دیکھیں گی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جائیگی اور وہ بھی غیر مسلم بیبیوں کو بڑے فخر کیساتھ دلا سکیں گی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کرینگے کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جاسکے۔ نثر کے ساتھ نظم جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر کہ دل تڑپ اٹھیں کیونکہ تمام اشعار خود علامہ محترم ہی کے ہیں۔

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے

بہت خوبصورت ٹائٹل۔ دبیز کاغذ۔ عمدہ لکھائی چھپائی قیمت ایک روپیہ

اس کتاب کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اکثر خواتین و حضرات نے دو دو۔ پانچ پانچ اور دس دس جلدیں ایک ساتھ منگائی ہیں

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

دلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہان آباد اجڑ چکا۔ مگر اس کے کھنڈر اب تک بسنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں اور شہر کے در و دیوار ہر وقت بھی اپنے مہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ آج سے ستر سال پہلے دلی کیا تھی۔ بادشاہ کا جلوس قلعہ معلی کی بہاریں، شاہی میلے ٹھیلے تماشوں کے رنگ دربار کی کیفیت۔ قطب صاحب کے مقبرے۔ پیر غیب۔ شاہ مینے اور کوٹلہ کے جشن۔ شہزادی کی چہل پہل۔ ہندو مسلمانوں کی معاشرت رمضان عید، سلونو، سالگرہ کے تزک و احتشام، شادی بیاہ کی رسوم۔ غرض دور گزشتہ کی بہار اگر دیکھنی ہو تو

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف

نوبت پنج روزہ یعنی وداع ظفر

ملاحظہ فرمائے جس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر درد انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلا دیتی ہیں۔ پانچویں نوبت وہ ہے جب دلی نے بہادر شاہ کو وداع کیا۔ غدر [illegible] واقعات، مخبروں کا ظلم مظلوموں کی حالت زار۔ مردوں کی بربادی۔ عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے بیہم مصائب۔ ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویر [illegible] اور عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ ہزاروں جلدیں ہاتھوں ہاتھ نکل چکیں، تیسرا [illegible] بھی قریب الختم ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک قسم خاص نہایت عمدہ [illegible] کاغذ پر عمہ قیمت عہ

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی بے نظیر تصنیف

حیاتِ صالحہ

صالحات جو بیس سال سے نایاب تھی اور کئی کئی گنی قیمت پر بھی کہیں نہ ملتی تھی، برسوں کی محنت و تلاش اور سینکڑوں روپیہ صرف کرنیکے بعد اب پھر چھپ کر تیار ہے۔

صالحات ہی وہ پہلی تصنیف ہے جس نے علامہ راشد الخیری مدظلہ کے کمال افسانہ نگاری کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بجا دیا تھا اس میں ایک نیک لڑکی کی زندگی کے وہ تمام واقعات نہایت ہی موثر پیرایہ میں لکھے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں میں پیش آتے ہیں۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ وہی باپ جو اولاد کا عاشق زار ہے کس طرح بچوں کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ صالحات بتائیگی کہ ایک سوتیلی ماں کس طرح سوکن کے بچوں کی مٹی پلید کرتی ہے۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ نیک لوگ کی لڑکیاں مصائب کو کیسے کیسے ایثار [illegible] سے مقابلہ کرکے دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہیں۔ یہ مضمون آج سے چالیس سال پہلے کے گھرانوں کی معاشرت۔ رسم و رواج وغیرہ نہایت دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ طرز تحریر [illegible] زبان دہلی قلعہ معلی کی ٹکسالی [illegible] نات اس قدر موثر کہ پڑھنے کے پاؤں نہ اٹھیں۔ ہندوستانی زبانوں میں مستورات کے مطلب کے اس قدر بلند معاشرتی ناول بہت ہی کم لکھے گئے ہیں ضخامت پونے دو سو صفحے۔ اعلیٰ [illegible] لکھائی چھپائی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

حضرت علامہ راشد الخیری [illegible]

سیدہ کا لال حصہ اول

مکمل تاریخ شہادت

پہلے حضرت [illegible] علیہ السلام کی [illegible] ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے حالات و احسانات [illegible] سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت حضرت [illegible] حضرت علی کی شہادت [illegible] دردناک مرثیہ، جنگ جمل جنگ صفین کا مکمل بیان، شیعہ سنی اختلافات کی ترقیاں، بنی امیہ کی کوشش [illegible] کی سیاست، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری کیفیت، غرض پہلے حصہ میں معرکہ کربلا سے پہلے کے تمام صحیح اور مستند واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے واقعہ کربلا کے صحیح اسباب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ

مالات کربلا ہے، حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت، سیدہ کے لال کی مدینے [illegible] کی شہادت، بی بی زینب کا میدان کربلا میں ایثار ان کے بچوں کی شہادت، شہادت حضرت عباسؓ، شہادت حضرت قاسمؓ، شہادت حضرت علی [illegible] شہید، بیمار [illegible] کا قاصد، سیدہ کے لال کی شہادت، خاتمان [illegible] یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ [illegible] فیصلہ یوں تو تمام کتاب اس قدر درد انگیز ہے کہ [illegible] مگر آخر میں جو مرثیے علامہ محترم نے لکھے ہیں ان کی [illegible] ہے۔

[illegible] سیدہ کے لال میں ہی کوئی واقعہ خلاف عقل نہیں [illegible] کے علاوہ جو کتاب کی جان ہے شہادت کا اس قدر مفصل اور مکمل [illegible] زبان میں [illegible] تعلیم یافتہ عورتیں اور مرد شیعہ ہوں یا [illegible] آپ پڑھتے یا مجلسوں میں پڑھوا اور سن سکتے ہیں۔

ضخامت تقریباً ڈھائی سو صفحے

قیمت [illegible] مجلد ایک روپیہ چودہ آنہ [illegible] اور مجلد تین روپیہ چھ آنہ [illegible]

قسم دوم ایک روپیہ ۲ آنہ [illegible]

قسم خاص ولایتی کاغذ پر چھپی ہے [illegible]

محصول ڈاک [illegible]

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

تمہارے ایمان پر شرک کی بجلیاں

تم اپنے ہاتھوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو اور وہ دنیا جسے تمہارے لئے جنت بنایا تم نے خود اسے دوزخ بنا رکھا ہے۔ یہ ایک تمہاری نہیں عام طور پر مسلمانوں کی حالت نہایت خوار اور خراب ہے اور خاندان کے خاندان تباہ ہو رہے ہیں۔ محض قبیح رسوم کی پابندی اور شرک و بدعت کی وجہ سے ایک شریف معزز خاندان کی بربادی کے حالات مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم نے

طوفان حیات

[illegible] جہیز نے کس طرح اندر ہی اندر مسلمانوں کو کھوکھلا کر دیا ہے خوفناک اژدہے کی صورت میں نظر آنے لگتی ہیں، شرک کوسوں دور بھاگ جاتا ہے اور انسان خدائے واحد کی عظمت کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔ طوفان حیات کی ایک دنیا میں دھوم مچ چکی ہے اور پہلے کئی دفعہ چھپ چکی ہے، اور علامہ راشد الخیری مرحوم کی معرکۃ الآرا تصانیف میں سے ہے قصہ اس قدر دلچسپ ہے کہ نہایت مصروف لوگوں نے کئی کئی بار پڑھا ہے [illegible] اس قدر درد انگیز ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ نہایت آب و تاب کے ساتھ دفتر عصمت سے حال میں شائع ہوئی ہے۔ قیمت صرف عہ/ ایک روپیہ

نوحۂ زندگی

یہاں آپ کو ایک ایسا قبرستان ملے گا جس میں نیک عصمت کی لاش رکھی ہے اور غیرت پر قربان ہونے والی ماں اپنے دو معصوم بچوں کو دائیں بائیں لئے گہری نیند سو رہی ہے یہ آپ کو اس بیوہ کی دو بچوں کی داستان سنائے گی جو اس جرم میں کہ اس نے نکاح ثانی کیا قید کی مصیبتیں جھیل رہی ہے اور سنگدل باپ باغ باغ اور بیٹی اور ماں نہال نہال ہے۔ بیوہ کے نکاح ثانی پر علامہ محترم کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کے آٹھ ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ قیمت ۱۲/

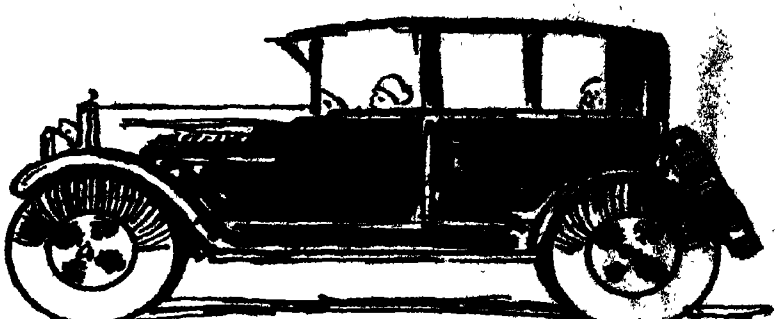
موؤدہ

بعض مسلمان خاندانوں میں یہ دستور اس قدر غلبہ ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف لڑکیوں کو ترکہ پدری نہیں دیا جاتا۔ اس کے انسداد کے لئے مصور غم مصنف نے یہ درد انگیز کتاب لکھی ہے پتھر سے پتھر دل اس کو پڑھ کر موم ہو جاتا ہے۔ قصہ بھی خوب ہی دلچسپ اور دلگداز ہے۔ قیمت ۸/

اس سال کی جنتری مفت منگا لیجئے

آئینۂ موٹر

موٹر کے متعلق اردو میں کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر وہ سب مل کر آئینۂ موٹر کا پاسنگ بھی نہیں ہیں۔ اس کتاب میں سب سے پہلے موٹر انجن کے ہر حصے کے اصول سلیس اور عام فہم عبارت میں بیان کئے گئے ہیں اور ہر مضمون کے علیحدہ باب قائم کئے گئے ہیں، اس کتاب میں موٹر کے ہر پرزے کے متعلق تمام ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں جن سے ہر پرزے کو کھول کر بآسانی ہر شخص انہیں فٹ کر سکتا ہے۔ ڈرائیور علی العموم صرف گاڑی چلانی جانتے ہیں چلتے چلتے



موٹر بگڑ جائے تو اول تو عموماً صحیح اصولوں پر مرمت سے ناواقف ہوتے ہیں دوسرے اگر ٹھیک ٹھاک بھی کرتے ہیں تو بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے لیکن اس کتاب کی مدد سے ہر پرزہ کے متعلق مالک موٹر کو کافی واقفیت ہو جاتی ہے۔ وہ انجن کی آواز سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس کی موٹر کس حالت میں ہے، ڈرائیور اور ورکشاپ کی پریشانیوں کی نوبت نہیں آتی اور بہت سا روپیہ ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔ ہر باب کے بعد اس کتاب میں سوال و جواب کی صورت میں نفس مضمون ذہن نشین کر دیا گیا ہے اس کے بعد پرزوں کی خرابیاں اور ان کے اسباب تحریر کئے گئے ہیں۔ آخر میں تمام مروجہ اصطلاحیں اور ان کی مفصل تشریح موٹر کے پرزوں کی چیدہ تصاویر بھی دی گئی ہیں اور بعض تصاویر فوٹو بلاک کی بھی ہیں یہ قابل قدر کتاب درجنوں جرمنی انگریزی کتابوں کا نچوڑ ہے۔ اور تمام باتیں ایسی ہیں کہ مالک موٹر خود انجام دے سکتا ہے، ایک ماہر فن کی جنہوں نے جرمنی میں یہی کام سیکھا ہے برسوں کی محنت ہے ہزاروں روپے کی موٹر جن گھروں میں ہے وہاں اس کتاب کا ہونا ضروریات میں سے ہے۔ جس نے یہ کتاب دیکھی بے انتہا خوش ہوا۔ قیمت صرف ۱۲/ ڈیڑھ روپیہ جو اس کتاب کی خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔

عید سے پہلے گلدستۂ عید ضرور منگا لیجئے

تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ عید کیا چیز ہے۔ سچی خوشی کس طرح میسر آتی ہے۔ عیدی کے متعلق حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے وہ مضامین جن کی ہندوستان بھر میں دھوم مچ چکی ہے۔ نو دو چار بہو بیٹیوں کو، ماؤں کو بہنوں کو گلدستۂ عید بہترین علمی عیدی ہے۔ یہ سدا بہار پھول ہے۔ یہ سدا مہکتا رہنے والا زیور ہے۔ باتصویر عالی چھپائی قیمت ۸/ صرف ۱۰/ کے ٹکٹ بھیج کر ۸ کے ساتھ خیری سیٹ مفت منگا لیجئے۔

ملنے کا پتہ:- منیجر عصمت دہلی

تصانیف فخر نسوان ہند محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

جنت مکانی خاتون اکرم تعلیم یافتہ ہندوستانی خواتین کی کہنہ مشق ترین انشا پرداز تھیں جن کی مضمون نگاری کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بج چکا ہے جن کے مضامین خیالات [illegible] ادبی دنیا میں [illegible] طرز تحریر نے بڑے بڑے قابل مردوں سے خراج تحسین وصول کیا تھا اور جن کی تحریریں دیکھ کر مشہور مصنفین بھی عش عش کرتے تھے [illegible] انگریزی [illegible] کی رائے ہے "مرحومہ خاتون اکرم نہایت اعلیٰ درجہ کا ادبی مذاق رکھتی اور اپنے عمیق و گہرے خیالات و جذبات کو نہایت سادہ مگر [illegible] مختصر الفاظ میں ادا کرنے کی قدرت رکھتی تھیں۔ علی گڑھ میگزین لکھتا ہے "ان کا طرز بیان پر اثر اور دلنشین ہوتا ہے اور وہ نہایت خوبی کے ساتھ اپنے [illegible] الفاظ کی عصمت میں پیش کر سکتی تھیں" رسالہ نوجہاں نے لکھا تھا "مرحومہ خاتون اکرم چھوٹی سی عمر میں نہایت [illegible] وسیع تجربہ رکھنے والی خاتون [illegible] نہایت [illegible] ان کو زندگی [illegible] حالات سے مالامال کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریر میں انسانی جذبات کی تفسیر نہایت خوبی [illegible]

جمال ہمنشین

خاتون اکرم کے بےمثل ادبی مضامین کا شاندار مجموعہ

فانی دنیا کی تغیرات زندگی، نیرنگی زمانہ، عبرت گاہ دنیا، موسم بہار، فلسفۂ غم، ساون، عید، زندوں کی زندہ ہستی، کسی کی یاد، ہنسی مذاق، خوشی کا دن، وغیرہ وغیرہ دلآویز مضامین ہیں جن کی عصمت، تہذیب، شباب، انکار وغیرہ میں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے۔ جمال ہمنشین کے متعلق اخبار ہمدم لکھتا ہے۔ "ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی ہے۔" اخبار ملاپ کی رائے ہے۔ "ان مضامین کی اردو صاف و رواں ہے۔" نقاد رسالہ دوم کی رائے "یہ مضامین بہ لحاظ زبان و خیال نہایت بلند ہیں ان کی اشاعت اردو زبان پر بڑا احسان ہے" انجمن ترقی کا مشہور رسالہ اردو لکھتا ہے "ان مضامین کی عبارت بہت فصیح اور پختہ ہے" اخبار وکیل "جمال ہمنشین بلاشبہ نسوانی دنیا کے لیے سبق آموز کتاب ہے" اخبار مدینہ کی رائے "مضامین نہایت بلند پایہ ہیں" حضرت علامہ راشد الخیری نے دیباچہ لکھا ہے تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں۔ آرٹ کاغذ پر رنگین چھپی ہے۔ قیمت عہ/

پیکر وفا

ایک دلآویز نتیجہ خیز افسانہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے، اور شریف بیوی اپنے شوہر کے لیے ایسی ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جاتی ہے۔ رسالہ ہمایوں کی رائے ہے "یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے جس میں عورتوں کے اس احترام کو واضح کیا گیا ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے انداز بیان درد انگیز عبارت سادہ و شگفتہ" اخبار ریاست لکھتا ہے "طرز بیان اس قدر صاف اور دلکش ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی" اخبار کشمیر لکھتا ہے کہ "پیرایہ بیان دلگداز ہے" اخبار صداقت کی رائے ہے کہ "پلاٹ اور کیرکٹروں کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا افسانہ ہے" یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے۔ قیمت ۸/

یہ سب کتابیں آرٹ کاغذ پر نہایت خوبصورت چھپی ہیں

گلستان خاتون

محترمہ خاتون اکرم کے بےمثل افسانوں کا مجموعہ

شبیہ غم، آرزوؤں پر قربانی، انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، [illegible] کی فتح، دوسری شادی وغیرہ محترمہ خاتون اکرم کے وہ سبق آموز موثر درد انگیز افسانے ہیں جو نسوانی ادب میں غیر فانی درجہ رکھتی ہیں۔ جن کی وجہ سے زنانہ رسالوں کے خریداروں میں سینکڑوں کا اضافہ ہو گیا تھا کتاب کی صورت میں جمع کئے گئے ہیں۔ آج سے پہلے کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا۔ ہندوستانی خواتین گلستان خاتون پر جتنا فخر کریں کم ہے "یہ افسانے ہماری معاشرت کی تصویر ہے کہیں ہنسی آتی ہے کہیں آنسو نکلتے ہیں" پیسہ اخبار لکھتا ہے "یہ وہ دلچسپ افسانہ ہیں جن میں کوئی واقعہ خلاف قیاس نہیں بلکہ عین مشاہدہ اور فطرت کے مطابق ہیں ان کی دلچسپی خاص کتاب پر خود بخود مائل کرتی ہے" اخبار ریاست کی رائے "نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کو بھی ان سبق آموز اخلاقی افسانوں کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔" اخبار رہنما لکھتا ہے "یہ افسانے نہایت دلچسپ موثر انداز میں لکھے ہیں اور ہر افسانہ اس قدر دلکش ہے کہ بغیر پورا کئے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ افسانے ہمارے موجودہ تمدن و معاشرت کی خرابیوں کی اصلاح کرنے والے ہیں۔" ذوالقرنین لکھتا ہے "ان میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ جس کا [illegible] کیا ہے، اس میں موقع و حیثیت کے لحاظ سے زبان و لہجہ استعمال کیا گیا ہے [illegible] کام آنیوالی مفید و نتیجہ خیز باتوں کا حامل ہے" آرٹ کاغذ پر خوبصورت چھپا [illegible]

بچھڑی بیٹی

نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کئی زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر بے انتہا پسند کیا جا چکا ہے ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے اس کی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کی بےمثل افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ بے حد دلچسپ قصہ ہے۔ یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے قیمت ۶/

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت کوچہ چیلان دہلی

ملنے کا پتہ: عصمت بک ڈپو دہلی

مشہور افسانہ نگار خواتین کے لکھے ہوئے بہترین اخلاقی و اصلاحی ناول و افسانے

انوری بیگم

ہندوستان کی نامور افسانہ نگار محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ مرحومہ [illegible] نواب خدیو جنگ بہادر کا وہ مشہور و مقبول افسانہ بیماری اور تیمارداری کے عنوان سے ۱۹۱۵ء کے عصمت میں چند قسطیں شائع ہونے پر مرحومہ بچ گئی تھی وہ لاجواب دلچسپ نتیجہ خیز افسانہ جسے کتابی صورت میں دیکھنے کی سیکڑوں خواتین خواہشمند تھیں لعبوت کتاب چھپ کر تیار ہے۔ انوری بیگم یعنی بیماری و تیمارداری حقیقتاً نہایت دلآویز ناول ہے جس میں حیدر آباد کے ایک شریف معزز اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے کی بلند معاشرت دکھائی گئی ہے انوری بیگم کی جو قصہ کی ہیروئن ہے، بیماری اور تیمارداری اور نسبت منگنی اور شادی کے حالات نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں تمدنی خرابیوں اور بعض پرانے رسم و رواج کی پابندیوں کے نقصانات خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، پلاٹ میں نہایت دلکشی اور طرز بیان میں بے تکلفی اور سادگی حیدر آبادی ماماؤں کی زبان بھی خوب لکھی گئی ہے، کہیں کہیں ظرافت کی بھی چاشنی ہے اردو زبان میں خواتین کے لکھے ہوئے ایسے بلند معاشرتی ناول بہت کم نکلیں گے، کاغذ چکنا لکھائی چھپائی عمدہ۔ اس کے ساتھ جنتری ۱۹۳۲ء مفت ملے گی۔ قیمت صرف ایک روپیہ چھ آنہ

دولت پر قربانیاں

تعلیم یافتہ اور روشن خیال لڑکی کا اس وجہ سے کہ غیر کفو میں شادی کرنے سے ترکہ پدری دینا ہوگا، برادری کے لڑکے سے جو لڑکی کے لئے عمر قابلیت کے لحاظ سے موزوں نہیں اور مذاق و خیالات جداگانہ رکھتا ہے شادی کر دینے کے دردناک نتائج دولت کے لالچ میں سوکن پر بیٹی بیاہنے کا عبرتناک انجام وغیرہ اصل یہ اصلاحی سلسلے کے پانچ افسانے خواتین ہی کے لکھے ہوئے ہیں، ہندوستان میں ہر سال لاکھوں بے زبان لڑکیاں رواج اور دولت کی چوکھٹ پر قربان کی جا رہی ہیں یہ درد انگیز افسانے ہر اس مسلمان کی نظر سے گزرنے چاہئیں، جس کی نگاہ میں مذہب مقدس کی حقیقی عظمت اور جس کے دل میں فرقہ نسواں کا سچا درد ہے۔ قیمت بھی زیادہ نہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنہ ۸/

غیرت کی پتلی

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل سابق ایڈیٹر شریف بی بی کا لکھا ہوا ایک سبق آموز دلچسپ قصہ جس میں تین مختلف الخیال عورتوں کے حالات ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اولوالعزمی اور ہمت سے عورت کس طرح بگڑا ہوا گھر بنا سکتی ہے دولت کے لالچ میں اور چھوٹی حیثیت کے لوگوں میں شادی کرنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔ نہایت دلچسپ ہے، ۶/

عصمتی کشیدہ

جس میں کشیدہ کاری کے نہایت اچھے نمونے دیئے گئے ہیں ضروری ہدایات بھی اس قدر آسان پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ چھوٹی بچیاں بھی سمجھ سکیں بے حد مقبول ہوئی ہے ۱۵۰ نمونے ہیں قیمت [illegible]

عصمتی کروشیا

کروشیا کی شوقین بہنوں کے لئے بہترین کتاب

۵۰ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے اور فن کروشیا کی مشہور ماہر محترمہ فاطمہ انور علی صاحبہ نے ترکیبیں اور ہدایات لکھ کر مرتب کی ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ۱۸/

خواتین کی دستکاریاں

اس کتاب میں نادار غریب عورتوں کو نہایت ہی کار آمد اور بیش بہا مشورے دیئے گئے ہیں اور بہت سے کاموں کی تفصیل بیان کی ہے کہ پردہ نشین عورتیں بغیر کسی کا احسان اٹھائے صرف اس کتاب کی بدولت مالی پریشانیوں کو آسانی دور کر سکتی ہیں قیمت ۵/

شمع خاموش

اردو کی مشہور شاعرہ مرحومہ نجم بیگم لکھنوی کا درد انگیز اور پر سوز نظموں کا مجموعہ شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے ہر شعر درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہے پڑھ کر آنسو نکل آتے ہیں قیمت چھ آنہ

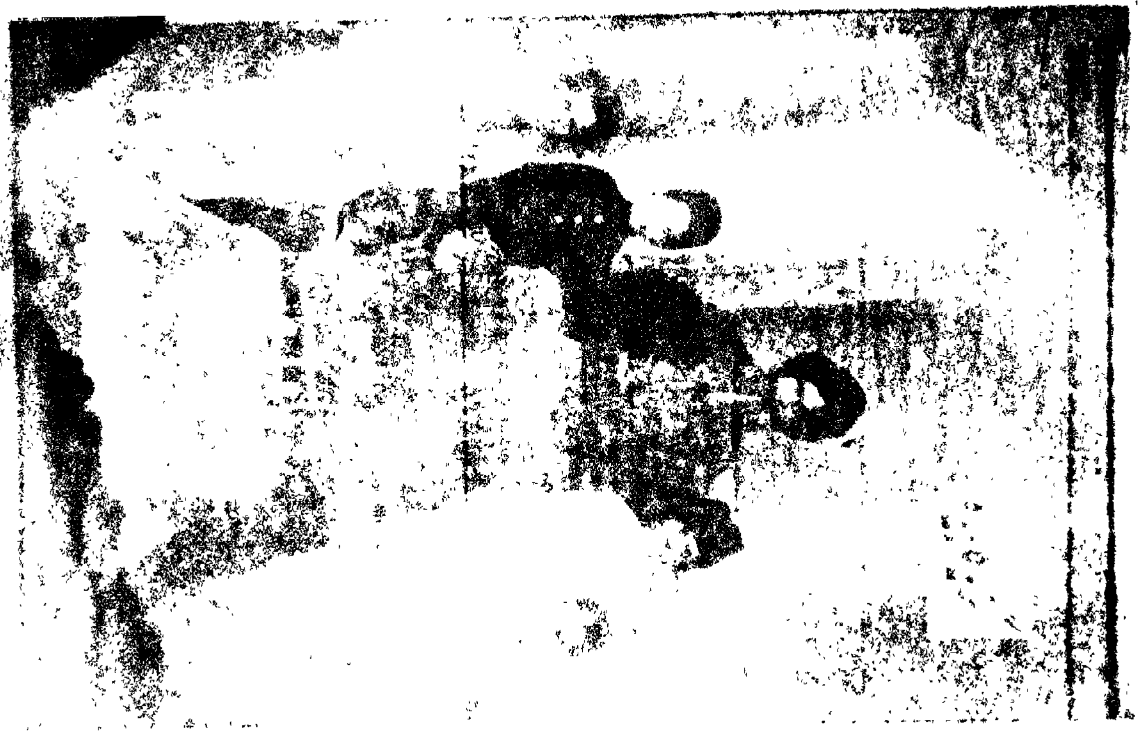
تمام کتابوں کا محصول بذمہ خریدار

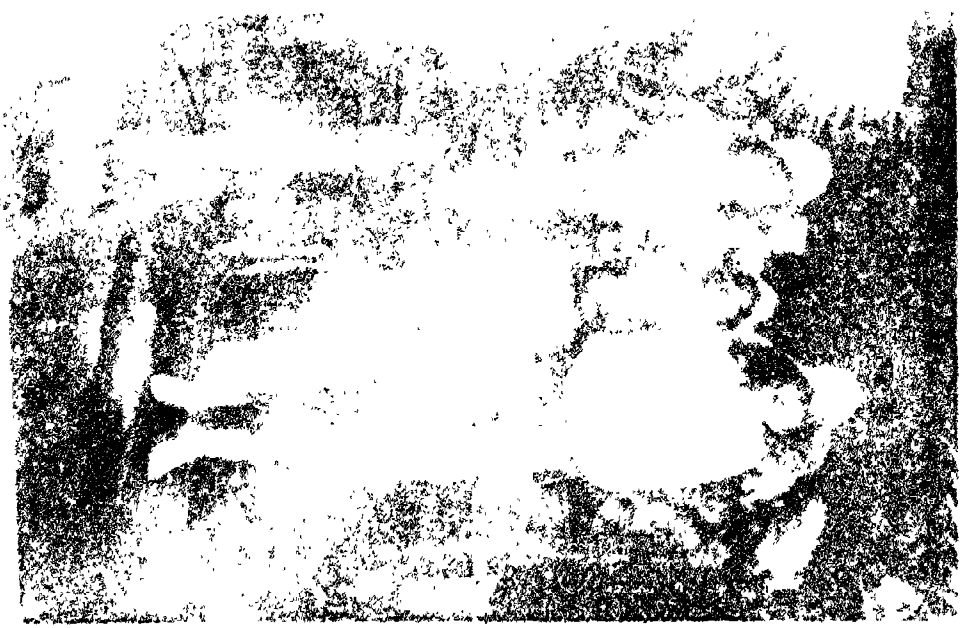
چار رُخ

عصمت کی مشہور انشا پرداز محترمہ انیس فاطمہ صاحبہ بنت ببوتی مرحوم کا لکھا ہوا ایک نتیجہ خیز افسانہ ہے، جس میں چار عورتوں کی عبرت انگیز اور سبق آموز آپ بیتی ہے۔ چاروں کہانیاں نہایت اچھی ہیں اور ان میں مغربی تمدن کی اندھا دھند تقلید، عیسائی مشنریوں کی صحبت، رواج کی پابندیوں کے دردناک نتائج دکھائے گئے ہیں کتاب مختصر ہے لیکن جو نتیجے اس سے نکلتے ہیں وہ نہایت اہم ہیں۔ بعض بڑے بڑے ضخیم ناولوں سے اس قدر سبق نہیں مل سکتا، جو اس مختصر مگر نہایت دلچسپ افسانہ سے۔ قیمت ۴/ محصول ڈاک بذمہ خریدار

خواتین اندلس

مسلمانوں کے زمانہ میں سرزمین اندلس نے کیسی کیسی باکمال خواتین پیدا کی تھیں جنہوں نے علوم و فنون کے دریا بہا دیئے اس میں اندلس کی اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ادیب مصور [illegible] وغیرہ [illegible] خواتین کے حالات درج ہیں قیمت ۶/





امریکہ میں بیکاری



فلاڈلفیہ (امریکہ) میں بیکار مزدوروں کے بچے جن کو ایک بین الاقوامی خیراتی انجمن کی طرف سے کھانا ملتا ہے ۔

ہندوستانی رقص



الفنسٹن کالج بمبئی کے گجراتی منڈل نے امسال اپنا فنون لطیفہ کا تہوار رقص کے ذریعہ منایا اوپر کی تصویر اس موقعہ کی ہے ۔

اس پرچہ میں جس قدر مضامین شائع ہوتے ہیں ان سب کے حقوق محفوظ ہیں

عصمت

دہلی

جلد	بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء	نمبر (۲)

مضمون	مصنف	صفحہ
۹ تصاویر ہیں		
پہلا قدم	ایڈیٹر	۹۰
کالا دوداکھنو (نظم)	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۹۱
چلو ہمیں اسیلہ	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۹۳
حال دیدہ (نظم)	رابعہ پنہاں صاحبہ	۹۶
ہندوستانی مستورات کی قلت	کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب	۹۷
آج کل کے عامل	ہمشیرہ عبدالمالک صاحب	۱۰۲
ترغیب عمل	ریں ہایت جگیر بیتغتی احمد بیلم آے	۱۰۳
بچہ کا دولہا	ق۔ علیم صاحبہ لکھنؤ	۱۰۴
مسلمانوں کا افلاس	زینب سلطان صاحبہ قریشی	۱۰۵
آنکھوں کی حفاظت	سردار مہدی بیگم صاحبہ	۱۰۹
میرا ایل	بنت فرزند حسین صاحب	۱۱۳
امن عالم کیلئے یورپ کی کوششیں	ظہرا نور صاحبہ	۱۱۴
اپنی بیماری	مہ لقا صاحبہ	۱۱۹
نصب العین	سرور جہاں صاحبہ	۱۲۲
گل گشت	عابدہ بیگم صاحبہ	۱۲۳
محنت مزدوری	انیس فاطمہ صاحبہ	۱۲۴
چند دن بیت المقدس میں	مرزا حسین احمد بیگ صاحب	۱۲۸
وپہا کی گڑیا	ڈاکٹر افضل صاحب کریمی	۱۳۲
وشنو ماتا	طاہرہ گلنار بیگم صاحبہ	۱۳۵
ایک یا ہمت لڑکی	حمید النسا صاحبہ	۱۳۶
علامہ راشد الخیری کے تاریخی ناول	ظہرا نور صاحبہ	۱۴۰
پائیریا	اقبال جہاں صاحبہ	۱۴۲
صفائی نصف ایمان ہے	بیگم سید خالق علی	۱۴۳
مسلم لیڈرز کا فرض	کنیز فاطمہ بیگم صاحبہ	۱۴۴
زندگی کیا ہے	مہر النسا صاحبہ	۱۴۵
خطبہ صدارت مسز تو قیر حسین صاحبہ	لطیفہ خانم صاحبہ	۱۴۶
کپڑوں کے دھبے دور کرنا	محمد اشفاق صاحب انصاری	۱۴۸
خواتین کی ورزش	محترمات شکیلہ خاتون، شرافت بیگم صاحبہ	۱۵۱
خانہ داری	مولوی محمد ظہور شاہ ایم اے	۱۵۳
سیر چمن	"	۱۵۶
چند خاص کھانے	امۃ ناصرہ صاحبہ	۱۶۱
مشرق کی انگوری جھالر	رقیہ کاظم صاحبہ	۱۶۳
فراک	عالم آرا بیگم صاحبہ	۱۶۴
کشیدہ کاری کی بیل	خدیجہ بائی صاحبہ	۱۶۵
کف	امیر فاطمہ صاحبہ	۱۶۵
پٹاری کا غلاف	خدیجہ مطہر صاحبہ	۱۶۶
بزم عصمت	متفرق	۱۶۷
میاں سر محمد شفیع کا انتقال	"	۱۶۹
مضامین کی رسید		۱۷۰
مدیر بین	" ع "	۱۷۲

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ

قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کا مضمون تصاویر چھپتی ہیں للعہ روپیہ سالانہ سے پچیس روپے۔ والیان ریاست سے سو روپیہ۔ فی پرچہ ایک روپیہ

قسم اول جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے پانچ روپیہ۔ فی پرچہ آٹھ آنہ۔ ممالک غیر سے بارہ شلنگ۔

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر، ٹائٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہلکا ہوتا ہے ساڑھے تین روپے فی پرچہ ۵؍

باہتمام ... مطبع ... پرنٹر پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی چھپا

چند باتیں

سالگرہ نمبر ۱۳۶۳ھ کے مضامین آنے شروع ہوگئے ہیں عصمت کی مخصوص مضمون نگار بہنوں کے علاوہ اور جو خواتین مضامین اور تصاویر روانہ فرمانا چاہیں۔ براہ کرم یاد رکھیں کہ ۲۰ فروری تک بھیجدیں تاکہ اطمینان سے سالگرہ نمبر مرتب ہوسکے۔ عصمتی بہنوں کے بچوں کی تصاویر اس دفعہ بھی شائع کیجائینگی۔

جون ۱۳۶۳ھ کے پرچہ میں جن محترم بہنوں نے چند اور نئی کتابیں دفتر عصمت سے شائع ہونی تجویز فرمائی تھیں ان کے بالخصوص اور دوسرے معزز خواتین کے بالعموم شدید تقاضے آرہے ہیں کہ یہ کتابیں جلد سے جلد شائع کیجائیں۔ زنانہ ورزشوں کی کتاب اور سینے کی کتاب (نٹنگ) کیلئے مضامین بہت کم موصول ہوئے ہیں۔ حالانکہ دونوں کتابیں اشد ضروری ہیں لیکن اسی حالت میں شائع ہوسکتی ہیں جب کافی تعداد میں عمدہ مضامین موصول ہوجائیں۔ البتہ موتیوں کا کام اور عصمتی دستکاری یہ دونوں کتابیں خیال ہے کہ اسی سہ ماہی میں شائع ہوسکیں گی ان کے لئے نہایت کثرت سے نمونے ترکیبیں وغیرہ بہنوں نے بھیجی ہیں۔ مشرقی مغربی کھانے یعنی عصمتی دسترخوان حصہ دوم کے لئے کئی سو بہنوں کے خطوط آچکے ہیں اور ہمیں اپنی بہنوں سے ندامت ہے کہ اس کتاب کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہے محترمہ آمنہ نازلی تمام مضامین اور ترکیبیں دیکھ چکی اور کتاب مرتب کر چکی ہیں۔ ۲۰ فروری تک اور جو بہنیں کھانے پکانے کے متعلق مفید مضامین یا خاص خاص کھانوں کی صحیح ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد روانہ فرمائیں گی کوشش کیجائیگی کہ ان مضامین اور ترکیبوں کو بھی کتاب میں شامل کردیا جائے۔ بہرحال مارچ میں کتاب ختم ہوجائیگی اور توقع ہے کہ اپریل میں یہ کتاب عصمتی بہنوں کے پاس ہوگی۔

منتخب اشعار بھیجنے میں افسوس ہے بہت سی بہنوں نے ہدایات کو ملحوظ نہ رکھا۔ بعض بہنوں نے نظموں کی نظمیں اور بعض نے اساتذہ کی پوری غزلیں بھیجدیں اور بعض بہنوں نے تعدد اشعار منتخب فرمائے ہیں جو لڑکیوں کے لئے موزوں ہو ہی نہیں سکتے اس لئے ہمیں اندیشہ ہے کہ بہت سی بہنوں کی محنت رائگاں گئی یہ منتخب اشعار پچاس ساٹھ ہزار سے کم نہوں گے کتاب کے مطلب کے اشعار چھانٹنے ہی کے لئے کئی ہفتے فرصت کے چاہئیں، اسلئے ممکن ہے یہ کتاب ابھی کئی ماہ تک شائع نہ ہوسکے لیکن دوسری کتابیں جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کیجائیگی۔

بعض خواتین اور حضرات تربیت گاہ بنات کی یتیم و نادار بچیوں کی امداد کا روپیہ بھی "رازق الخیری دفتر عصمت دہلی" یا "دفتر عصمت دہلی" یا "منیجر بنات دہلی" کے پتوں پر روانہ فرماتے ہیں۔ حالانکہ مدرسے کے روپیہ کا دفتر عصمت کی ڈاک سے کوئی تعلق نہیں ہوتا عصمت کے ناظرین غریب یا کم استطاعت خواتین کے نام عصمت جاری کرانے کے لئے تو روپیہ منیجر عصمت ہی کو بھیجنا چاہئے لیکن تربیت گاہ کی نادار یتیم بچیوں کی پرورش و تعلیم کے لئے زکوٰۃ و خیرات کا روپیہ جو عصمتی بہنیں روانہ فرمائیں تو حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم کے نام نامی آمد نہ لکھیں بلکہ پتہ لکھیں تربیت گاہ بنات کوچہ چیلان دہلی۔ رازق الخیری کے نام اور عصمت کے پتہ پر تربیت گاہ بنات کا روپیہ نہیں بھیجنا چاہئے۔ منی آرڈر جب عصمت یا بنات کیلئے بھیجا جائے تو کوپن پر مقصد لکھنا اشد ضروری ہے لیکن ...

نالۂ درد انگیز

بہار آئی ہے گلشن میں مہک اٹھا چمن سارا — قفس میں پھر ہمیں ہمدم خیالِ بوستاں آیا
وہ بھینی بھینی خوشبوئیں وہ نغمے ہم صفیروں کے — خیالِ بوستاں ہمراہ یادِ دوستاں لایا
[illegible] وہ آزادی نہ کھٹکا نہ کچھ ڈر تھا — اِدھر چہکے اُدھر چہکے یہاں گایا وہاں گایا
ہماری زمزمہ سنجی نے چشمے کر دیے ساکت — کیا خاموش ہر دل کو اگر آبِ رواں پایا
ہمارے دور کی شاہد چمن کی پتی پتی ہے — ہمارے نام سے نرگس نے فیضِ جاوداں پایا
ہمارے واسطے ہی عیش و عشرت کے تھے گہوارے — ہمارے وقت کے ہی گیت ہے یہ آسماں گاتا
مگر واحسرتا تقدیر میں یہ قید لکھی تھی — مقدر ہائے گلشن سے چھڑا کر ہے کہاں لایا

مبارک راحت و عشرت یہ سب اہلِ وطن تم کو
چمن مت کر وطن مت کر گلاب و یاسمن تم کو

یہ نالہ درد میں ڈوبا قیامت خیز و جاں فرسا — یتیم و زار لڑکی کا فضائے عید میں گونجا
بہت بے چین و مضطر تھی بہت حیران و ششدر تھی — لبوں پر آہ تھی پیہم رواں آنکھوں سے تھا دریا
فلاکت اس کے چہرہ سے متانت اس کی صورت سے — تغیر اس کی حالت سے ہویدا اور ظاہر تھا
کتابِ انقلابِ دہر کا پورا ورق تھی وہ — تمہید اس کی وضعداری تخیل اس کا دیباچہ
حیا و شرم و خودداری کا جذبہ موج زن دل میں — زباں پر اس کے وَلَا یَحْزُنَ الَّذِیْنَ کا وظیفہ تھا
گزارے دو برس ناز و نعم میں لاڈ پیاروں میں — کبھی تھی اماں کی کبھی تھا باپ کا ٹکڑا
حکومت تھی، امارت تھی، کرایہ اور زمینداری — اسی لئے تھے سکھ تھے نہ کھٹکا تھا نہ اندیشہ
مگر بس لطف و آزادی کے جو تھے عیش و عشرت کے — جو راتیں شب براتیں اس کی تو روزِ عید دن اس کا
شروع دسواں برس ہوتے ہی کروٹ زمانہ نے — یکایک سر سے ماں اور باپ دونوں کا اٹھا سایہ
یتیمی چھا گئی سر پر فلاکت آگئی گھر میں — بھرا گھر ہو گیا خالی نہ وارث تھا نہ والی تھا
ہوئے ڈیرے مصیبت کے پڑے فاقے لگے چھٹنے — نہ اتنا بھی رہا کوئی کہ آکر بات کر لیتا
اکیلا چھوڑ کر اک ایک کرکے سب ہوئے رخصت — وہ جھکتا منہ خوشامد سے ہمیشہ خشک ہوتا تھا
ہوا دشوار گھر جب اور بسیرا ہو گئے کپڑے — گیا آکر نہ منہ میں تین دن تک کھیل کا دانہ
تو ناچار ہوکر ساتھ سے انا کے گھر پہنچی — گلے میں ہاتھ ڈالے اور کہا رو کر میری انا
سنا ہے تربیت گاہِ بنات ہے گھر یتیموں کا — ہمیں اس گھر میں پہنچا دے ترے قربان میری انا
[illegible] تڑکے — کہ دونوں بچیوں نے تربیت گاہ میں قدم رکھا

نظر پڑتی تھی بچی کی اور آنسو آنکھ سے ٹپ ٹپ یہ جن پھولوں کی کلیاں تھیں وہ ان دونوں سے الگ تھا
جلی دی تشنگی دی لگایا ان کو سینہ سے یا آغوشِ یتیمی میں اپنی سر رکھا پہ ان کو [illegible]

ہلالِ عید کیا تھا ایک بجلی تھی نشیمن میں
دلا دیں یاد وہ عیدیں جو گزریں ماں کے دامن میں

مسلمانو اگر ہو وقت کچھ، تھوڑی سی فرصت کا تو آؤ اور ذرا آکر یہاں پہ درسِ عبرت کا
یہ کالے دو دو ٹکڑوں پہ کملائے ہوئے چہرے دکھاویں گے تمہیں دنیا ہی میں منظر قیامت کا
یہ سب کھو کر بیٹھے محروم ہر نعمت سے دنیا کی نہ واقف ہیں یہ اُلفت سے نہ جانیں نام شفقت کا
کہاں کا ماں کا پیار اور ناز برداری عزیزوں نے لقب ان کو دیا منحوس صورت کا
گھڑکتا ہے کوئی انکو جھڑکتا ہے کوئی انکو بڑھاتی گر کسی جانب بھی ہیں یہ ہاتھ حسرت کا
ترستی ہیں بلکتی ہیں ہر ایک کا منہ یہ تکتی ہیں کہ شاید کوئی انسان مخبرِ صادق کی امت کا
نہ اپنا جان کر ان کو خدا اس جا آن کر ان کو مسلمان ان کو ان کو بڑھائے ہاتھ شفقت کا
رحم آئے نہ کیسے دل پسیجے یا ہنسی آئے گر پڑی ہیں مسلمان سب مرقع انکی حالت کا

زمین و آسماں ہیں ہنستا آپ ان کے ماتم کے
سواری جن کی کندھے تھے شہنشاہِ دو عالم کے

مسلمانو! یہ روزِ عید ہے اور وقت ہے جانی بتا دو ان کو وَلْیَخْشَ الَّذِینَ[1] سے ذرا معنی
تم اسکا نام لیتے ہو کہ جس نے ایک دنیا کو مسخر کر لیا دکھلا کے اپنی شانِ رحمانی
ملائک نے پڑھا صلِ علیٰ اخلاق پہ جس کے جھکی ہے قیصر و کسریٰ کی جس کے در پہ پیشانی
جھکایا جس نے دنیا کو پڑھایا جس نے عالم کو فرشتے جس مقدس ذات کی کرتے تھے دربانی
وہ خود جھکتا تھا اِنکے سامنے گردوں میں لیتا تھا مقدم جن کی خدمت ہے زروئے نصِ قرآنی
یہ خوشیاں روز افزوں ہوں یہ عیدیں ات بن آئیں چڑھیں بیلیں، بڑھے عزت جو دولت میں فراوانی
سلامت عید تمکو اور تمہارے بال بچوں کو مبارک تم کو گھڑی ہر سال تمکو عید کی آنی

دعائیں مول لو ان کی یتیمی ہے حجاب انکی
یہ مالک ہیں خدائی کی دعائیں مستجاب انکی

تربیت گاہ بنات کوچہ چیلان دہلی — راشد الخیری

[1] ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولا سدیدا۔

بیلہ میں میلہ

غدر کی ماری شہزادیاں

(از مشہور و معروف حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ)

آخری قسط

جیسا جیسا اجالا ہوتا گیا دن کے گیارہ بجے تک چاروں طرف پھرا محلے کے ایک ہٹے کٹے آدمی کو مارا۔ کسی ایک کو کیا کہاں تک، ایک ایک سے لا الٰہ الا اللہ مرزا احمد سے تو یہاں تک کہا کہ "ہ" کلمات کو تو خوب پہلے۔ تو ہی میر امام حمید جو تنگ شہر کا بھیڑیا ہی بنا اور جب یہ مخبری مشہور ہو گیا تو اب بندی ہی مخبری کرونگا اور سب کو جیتی مکھی نگلا یا دوں لا دونگا خیل کا قتل بنا ہوا تھا۔ جس کی طرف منہ کیا وہ ہی سہم گیا۔ ایک بجے دونوں ہاتھوں میں دو گنے لیے چوراہے کی طرف آرہا تھا سیدھے ہاتھ کو چکرا تا آنے والے ہاتھ پر اوپلوں کے گدے سامنے سے چار سو شعلوں کا ٹوکرا لیے آرہی تھی۔ بیگم کھلنا کھلا کر بڑھیا کی کمر تک اس کی جلی نیچے گری اور اس نے جوانی کے زور میں دو تین گنے سر پہ ایسے مارے کہ غریب خون خون ہوگئی مگر خراٹے گالیاں دیتا ہوا آگے بڑھ گیا عورت خون پونچھ اٹھ کھڑی ہوئی اور ٹوکرا سر پر رکھ آگے بڑھی مگر نہ چلا گیا اور آگے جاکر پھر گری۔

حمید اینٹھتا ہوا چلا جا رہا تھا چلتے چلتے کلیجہ میں درد اٹھا ہائے ہائے کہتا ہوا زمین پر گرا۔ خون کی قے ہوئی۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے۔ آنکھیں پھر گئیں۔ رگوں کا کھنچاؤ لگ گیا۔ جو تھا وہ لعنت بھیج رہا تھا اور خدا کی قدرت کے تماشے دیکھ رہا تھا۔ اسکا بڑا بھائی چارپائی پر ڈال کر گھر لے گیا اور کسی حکیم کو لایا وہاں جاکر کیا گذری یہ تو خبر نہیں ہاں یہ سنا تھا کہ کتے کی طرح ڈیڑھ دو گھنٹہ بیہوش رہا آخر اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ عصر کی نماز میں اسکا جنازہ مسجد میں آیا مگر ایک مسلمان نے بھی نماز نہ پڑھی بڑی مشکل سے آغا حیدر اور مولوی سلیمان صاحب کے سمجھانے بجھانے سے کوئی پانچ سات آدمی شریک ہوگئے اور اسی طرح مغرب سے پہلے پہلے اس بدبخت کا جنازہ قدم شریف پہنچا اور رات کے اندھیرے میں جب سڑک بھی ہو رہی تھی گورکنوں نے اوندھا سیدھا دبا دیا۔ اس کی موت سے غداری دلی کو سبق ملا اور مدتوں اسکا چرچا شہر کے بچہ بچہ کی زبان پر رہا۔

اس کی ہمسائی لاش پر چاروں طرف سے لعنت برس رہی تھی اور اگر دو چار آدمی بیچ بچاؤ نہ کرتے تو خدا معلوم اسکا کیا حشر ہوتا۔ شاید شہر والے تکا بوٹی کر ڈالتے۔ بڑے بھائی کی جو شامت آئی تو پھول کر بیٹھا لیکن شہر والے تو [illegible] کوئی آدمی جا کر نہ جھانکا پھاٹک حبش خاں میں مولوی احمد اللہ صاحب کا یتیم خانہ تھا سارا کھانا

وہاں بیاہا گیا مگر انہوں نے بھی پہلے سے انکار کر دیا اب یہ نہ معلوم کہ کن لوگوں نے کہا تھا؟ انہیں نے بہر حال اس کی جو کا وہ حشر ہوا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔

شہر میں سب ہی بجی تھی مگر دلی والوں کے دل بادشاہ کے ساتھ اس اطمینان کو رو رہے تھے جو غدر سے پہلے نصیب تھا۔ غدر کے رعب کی یہ کیفیت تھی کہ اگر گورے صورت نظر آجاتی تھی تو بعض اللہ کے بندے تو کانپ جاتے تھے۔

غدر کے بعد جو انقلاب ہوا وہ ایسا نہ تھا کہ دلی اسکو آسانی سے فراموش کر دیتی ہزاروں گھرانے پیسے پیسے کو دانوں دانوں کو محتاج ہوگئے جن کے گھروں پر گھوڑے بندھے رہتے تھے ان کو روٹی تک نصیب نہ تھی۔ جن ان بدنصیبوں کا پیشہ ہی بھر سہی تھی اور دل بہلا رہی تھی صبح اٹھے اور سو پہلی کی ڈور کانٹے لیے اور دریا پر پہنچ گئے کسی رات کی بچی بچائی باسی کرسی روٹی بغل میں ماری دو چار پان کے ٹکڑے مٹی کا حقہ ساتھ لیا اور وہیں شام کر دی۔ اگر کوئی مچھلی لگ گئی تو تہا محلہ بھر میں حصہ لگی کچھ بچی کچھ بانٹی کچھ کہانی کچھ رکھی۔ نہ ملی تو چپکے سے آ کچھ موجود ہوا تو کھا کر ورنہ فاقے سے چپکے سے پڑ رہے۔

شہزادوں کا یہ خاندان غدر کے بعد کچھ شادی بیاہوں کے اور کچھ کام کے سلسلہ میں منتشر ہو کر دوسرے شہروں میں پہنچ گیا یہ جس وقت کا ذکر ہے اس وقت دلی شہزادوں سے کچا کچھ بھری ہوئی تھی مگر افلاس نے ایسی بری گت بنا دی تھی کہ روٹی تھی تو کپڑا نہ تھا اور کپڑا تھا تو روٹی نہ تھی۔

دلی میں جو میلے اس سے پہلے ہوتے وہ میں نے نہیں دیکھے مگر اس کے بعد میلے بھی دیکھے دربار بھی دیکھے۔ جلسے اور محفلیں بھی دیکھیں۔ بیگمیں اور کانفرنسیں بھی دیکھیں مگر جو صورتیں میلے میں نظر آگئیں وہ تو پھر کہیں نظر آئیں آن جیسی بھی پھر دیکھنے میں نہ آئیں۔ ہاں پھول والی بیگم جب تک زندہ رہیں انکی ہکار اور انکے پھولوں کی مہکار وہ سماں یاد دلاتی رہی۔

برجیس دولہن جو اس میلے کی جان اور گوہر آرا بیگم جو اس برات کی دولہن تھیں بہت روز تک زندہ رہیں۔ برجیس دولہن کلاں محل کے پاس رہتی تھیں مگر گوہر آرا بیگم اپنی نند کے ساتھ سلطان جی چلی گئی تھیں کبھی کبھی پھول والی بیگم کے ہاں ان شہزادیوں کا جھمگھٹا ہو جاتا تھا۔ عید اور بقر عید پر سب کی سب پھول والی بیگم کے ہاں جمع ہوتی تھیں اور رنگ رلیاں مناتی تھیں۔ قطب میں بھی اندھیری باغ میں ایک برسات میں نے اس میلے کے چار یا پانچ سال بعد شہزادیوں کی دیکھی ہے۔ جھولے پڑے ہوئے تھے اور آم جامنوں کی ڈالیاں رکھی ہوئی تھیں کڑھائیاں چڑھی ہوئی تھیں اور پینگیں بڑھ رہی تھیں۔ پھول والی بیگم جس وقت جھولے میں بیٹھی ہیں تو گوہر آرا بیگم انکے ساتھ پاؤں جوڑے بیٹھی تھیں۔ سلطانہ بیگم اور برجیس دولہن ان کے ساتھ اور بہت سی بیبیاں تھیں جھولا جھلا رہی تھیں

...ل والی بیگم نے جس وقت یہ بہار شروع کیا ہے۔

"پھولا پھلا رہے تگن ڈیرا گئی"

...تھا شروع آ شنا تھا۔ شام تک یہ محفل چلتی رہی۔ گوہر آرا بیگم کو میں نے اس کے بعد نہیں دیکھا۔ سنا ...مد کہ زندہ ہیں اسی طرح بہنیں دولہن بھی پھر نظر نہ آئیں۔ اس پھول والی بیگم کی صدا روز رات کو ...ہوتی ہی۔ وہ کبھی کبھی جب جی چاہتا تھا تو خود ہی بادشاہ کی کوئی غزل الاپتی تھیں مگر جہاں انہوں نے ...ن شروع کی اور دوکان کے آگے بھیڑ لگی، رات کے سناٹے میں شاید ہی کوئی ایسا سنگدل ہوتا ہوگا ...ے کلیجہ میں اس بیگم کی آواز نہ گونجتی ہو۔

افسوس یہ ہے کہ بیگم کے سوا جنکو سرکار سے کچھ نہ ملتا تھا باقی اور سب شہزادیوں کی جنکو ماہانہ وظیفہ ...ملتا تھا حالت نہایت ردی تھی ٹھیک یاد نہیں مگر گوہر آرا بیگم کے ہاں سب مل جل کر پچاس روپیہ ...کم کا وظیفہ نہ ہوگا مگر انکے نندوئی اور دو بر بھنگ، چرس، چنڈو، کبوتر، مرغ، گلدم، ہر رنگ میاں ...لے ہوئے تھے یقینی طور پر تو کہنا مشکل ہے مگر گمان غالب ہے کہ مہینہ میں ایک آدھ فاقہ ضرور ہو جاتا ہوگا ... بھتیجی قمر آرا جسکو انہوں نے بیٹی بنا لیا تھا پہلی بیوی کے مرجانے کے بعد سلطان دولہا سے بیاہی گئی۔ یہ ...ب ہی گھٹنوں تک پورے تھے لمبی سفید ڈاڑھی تھی مگر چوک پر روزانہ کبوتر ہاتھ میں لیے موجود رہتے تھے۔ ٹوپی تو ...ٹ ہوتی تھی، مگر ہوتی وہی شاہانہ تھی میں نے اکثر چوک پر ریشمی ٹوپے پہنے اور ننگے پاؤں پھرتے دیکھا ہے۔ ...ر آرا بیگم اور سلطان دولہا کے بعد اس لڑکی قمر کی حالت بہت ابتر ہو گئی۔ بچہ کوئی نہ تھا اور اس قابل بھی ...ہی تھی کہ نکاح کر لیتی چالیس پینتالیس برس کی عمر ہوگی مگر افلاس نے قبل از وقت بڑھاپے کے ڈیرے ڈال ...ے تھے وہ پھرتی پھراتی میرے ماموں کے ہاں ماماگیری کے واسطے آئی اور ایک روپیہ مہینہ اور روٹی پر نوکر ...ی اس کی عمر غدر میں سات آٹھ برس کی ہوگی مصائب کے تمام پہاڑ اس کے سر سے گذر چکے تھے۔ خاندان ...یہ کی تباہی و بربادی میں وہ برابر کی شریک تھی اور اس کی زندگی بتا رہی تھی کہ کس طرح ہیروں پر سونے والیاں ...مصیبتیں اٹھاتی ہیں۔

...ماموں کے وقت جب بڑا قمر آرا جن کو بچے خالہ خالہ کہتے تھے کام کاج سے فارغ ہو جاتیں تو ان کے پاس جا بیٹھتے اور ...غدر کی داستانیں اس طرح سناتیں کہ بعض دفعہ بڑے بوڑھے بھی شوق سے سنتے انہوں نے اپنی آنکھ سے ایسے ...خاندانوں کی بربادی دیکھی تھی کہ شکر پاروں کے دونگے لگے ہوتے تھے اور میری سمجھ میں تو وہ خود ہی انقلاب کی پوری ...تصویر تھیں اٹھنا بیٹھنا اور ٹوٹی ہوئی جوتی اس وقت تو نہیں مگر آج عالم تخیل میں میرے واسطے درس عبرت ہے۔

...یہ مضمون سلسلہ یعنی غدر کی ماری شہزادیاں کا افسانہ ختم ہوا۔ اب کتابی صورت میں بھی چھپ گیا ہے قیمت ۱۲ ... ملنے کا پتہ ... عصمت بک ڈپو ... منیجر عصمت ...

ہلالِ عید

اے ہلالِ عید اے سرمایۂ حسن و جمال
باعثِ تسکینِ قلبی راحت افزائے خیال

تیری چشمِ ناز میں مضمر ہے رازِ زندگی
ہے تجلی نظر اس کی سرفرازِ زندگی

ہے جبیں کے عکس میں رخشاں تجلائے نشاط
عارضِ روشن کی تابانی میں جلوے انبساط

تیرا حسن روح پرور ہے بہارِ کائنات
آئینہ تابی تیری رنگیں کی ہے رازِ حیات

ہے تبسم تیرا لب کا جانِ جانِ آرزو
خندہ ضوپاش ہے روحِ روانِ آرزو

کھنچ گئی ہے صفحۂ گردون پہ تصویرِ حیات
ہے اُفق پر جلوہ ریزاں یعنی تنویرِ حیات

السلام اے مرکزِ حسنِ تمنا السلام
جلوۂ رنگیں سے ایسا تیرے، نگاہیں شادکام

دل کو بے حد انتظارِ جلوۂ دیدار تھا
چشم میں بے تابیٔ نظارہ تھی سیماب سا

اے بہارِ گل فشانِ زندگی خوش آمدید
دیدۂ اسلام کی تابندگی - خوش آمدید

چشمِ مسلم بھی تری چشمِ عطا کی منتظر
روحِ مومن تھی تری تابِ ضیا کی منتظر

خنجرِ ابرو ہے تیرا زندگی بخشِ جہان
جنبشِ مژگان میں پنہاں ہے حیاتِ جاودان

ہے مسرت خندہ ریزاں گلشنِ اسلام میں
ہے نشاطِ ناز قلبِ مومنِ خوش کام میں

ہے جبینِ مسلم کی عکسِ تازہ سے تابش فزا
دل میں خنداں خوشی اِک بہارِ جاں فزا

روح میں ہے تابیاں کچھ ولولہ انگیز ہیں
اور نگاہیں شوقِ پنہاں سے ضیا آمیز ہیں

کارفرما ہے مسرت جوش زن ہے خرمی
ذرہ ذرہ میں نشاط افروز ہے شوقِ ملی

آسمان سے ہو رہی ہیں بارشیں انوار کی
رحمتِ حق سے برستی ہے ضیا سے خرمی

منقلب تیری نظر سے رنگ ہے اسلام کا
دل میں ذوق و شوق کا برپا ہے اک طوفان سا

ماہِ تاباں، ہے بہارِ جنتِ اسلام تو
حق کا مسلم کے لئے ہے بہترین انعام تو

رابعہ پنہاں

ہندوستان میں عورتوں کی کمی

اس کے اسباب و نتائج

ظاہر ہے جس شے کی کمی یا قلت ہو وہ نادر مانی جاتی ہے، اور اس کی تحصیل و حفاظت کی کوشش کی جاتی ہے اور
اس کے حصول پر مسرت و خوشی کا اظہار۔ ہندوستان میں عورتیں مردوں سے ایک کروڑ کم ہیں اور باوجود اس کے
کہ انکی کمی ہے اور ایسی علم کے ہوتے ہوئے بھی کہ انکے بغیر نہ راحت مل سکتی ہے اور نہ خوشی، نہ اطمینان نصیب ہو سکتا
ہے اور نہ سکون۔ نہ نسل چل سکتی ہے اور نہ گھر لڑکی کی پیدائش پر اُس مسرت کا اظہار ہوتا ہے کہ جس کی ہندوستان
میں اپنی قلت کی وجہ سے یہ مستحق ہے اور نہ اس کی ایسی حفاظت کی جاتی ہے جیسی کہ لڑکے کی جس کی جنسی تعداد لڑکی
سے ایک کروڑ زیادہ ہے۔

پہلے ہم صوبہ وار آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتیں کس قدر کم ہیں، یو۔پی میں تیس لاکھ،
پنجاب میں بیس لاکھ، بنگال میں پندرہ لاکھ، بمبئی، برما اور آسام میں دس دس لاکھ، بہار و اڑیسہ اور سی۔پی میں برابر
اور مدراس میں تین لاکھ عورتیں مردوں کی آبادی سے کم ہیں گویا کل ہندوستان میں تقریباً ایک کروڑ مرد ایسے ہیں
جن کے لیے عورت نہیں ہے اور جو دنیا میں تنہا رہنے پر مجبور ہیں۔

عورتوں کی قلت کے اسباب۔ جو حادثات و بیماریاں مرد کو ہوتی ہیں وہ عورت کو بھی ہوتی
ہیں لیکن عورت غریب کو چند ایسی مخصوص بیماریاں بھی ہوتی ہیں کہ جو مرد کو نہیں ہوتیں، اور بعض فطرتی، معاشرتی
اور رواجی حالات ایسے ہیں کہ جن میں عورت رہنے پر مجبور ہے اور جن سے مرد بری ہے۔ معلوم اور نامعلوم اسباب
تو لاتعداد ہیں لیکن ہم چند بہت ہی اہم اور مستند اسباب پر روشنی ڈالیں گے۔

(۱) **لڑکیاں، لڑکوں سے کم پیدا ہوتی ہیں**۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں لڑکیاں لڑکوں
سے کم پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً ۱۹۲۱ء میں یہ اوسط رہا کہ جہاں ایک سو لڑکیاں پیدا ہوئیں وہاں اُنکے مقابلہ میں ایک سو آٹھ لڑکے
پیدا ہوئے گویا ہر سو میں آٹھ ایسے دولہا میاں پیدا ہوئے کہ جن کے لیے استریاں نے دلہنیں پیدا نہیں کیں۔
اسکا ایک سبب تو اللہ کی مرضی ہے اور دیگر اسباب ایسے ہیں کہ جن کی تشریح اس مضمون میں نہیں کی جا سکتی۔

(۲) **زچہ خانہ کی بد انتظامی**۔ بچہ کی ولادت کی مصیبتوں کے لیے قدرت نے عورت کو انتخاب کر لیا ہے لہذا
جو حادثات اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ عورت ہی پر اثر ڈالتے ہیں مرد اُن سے محفوظ ہے۔ اگر زچہ خانہ کا انتظام مکمل بھی
ہو تو بھی عورتوں کے زیادہ ضایع ہونے کے اسباب میں یہ فعل ایک مخصوص اضافہ کرتا ہے۔ فی الحال ہمارے زچہ خانہ کی

جو حالت ہے اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جہاں یورپ میں ہر ہزار زچاؤں میں صرف چار ضائع ہوتی ہیں وہاں ہندوستان [illegible]
میں بیس سے ساٹھ تک ضائع ہوتی ہیں۔ ۱۹۲۰ء کا اوسط ہے کہ تقریباً ایک ہزار زچائیں سالانہ ہندوستان میں [illegible]
یہ موت کا ایک ایسا سبب ہے کہ جو صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے، ان اموات میں سے ساٹھ فیصدی یعنی [illegible]
عورتیں روزانہ صرف طبی پاکیزگی نہ ہونے اور دائیوں کی جہالت اور گندہ عادات کی نذر ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسا سبب ہے کہ
جسکا تدارک ہم کر سکتے ہیں، اگر ہم کچھ بھی نہ کریں صرف طبی پاکیزگی کا پورا انتظام اپنے زچہ خانہ میں کر لیا کریں تو ہم اس
شرمناک حالت کو مٹانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان کا صیغہ حفظان صحت اس کے لئے بڑی کوشش کر رہا
ہے لیکن جب تک عام پبلک میں اسکا احساس نہ پیدا ہو جائے کامیابی مشکل ہے۔

(۳) دِق۔ اس بے پناہ مرض کے خاص اسباب تازہ ہوا کی کمی، عمدہ خوراک کا نہ ملنا، جسم، کپڑے،
گھر اور آس پاس کی صفائی کا نہ ہونا ہر جگہ تھوکدینے کی بری عادت اور مختلف وجوہ سے کمزور ہونا وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہ مرض عموماً
نوجوانی میں ہوتا ہے، اب اگر ہندوستانی مرد سے ہندوستانی عورت کا ہم مقابلہ کریں تو یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ عورت
کو تازہ ہوا بہت ہی کم ملتی ہے اور خصوصاً ان عورتوں کو جنہیں شہروں کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں اور دیگر گنجان
جگہوں میں رہنا پڑتا ہے۔ خوراک کے متعلق بھی ہمارا عام مشاہدہ ہے کہ لڑکی کو ایسی عمدہ خوراک قصداً نہیں دی جاتی
کہ جیسی لڑکے کو ملتی ہے، یہ حق لڑکی کا کون اس طرح اور کس لئے مارتا ہے آپ خود خوب غور کر کے نتیجہ نکال لیں ہم ان اپنی
خود غرضانہ وہیمانہ باتوں کی تشریح نہیں کرنا چاہتے، صفائی کے متعلق یہ ہے کہ اگر کوئی غریب اپنی، اپنے کپڑوں اور
گھر کی صفائی کر بھی لے تو تمام محلہ و بستی کی گندگی کا کیا علاج کرے کہ جو ہوا کو زہریلا کرتی رہتی ہے۔ یہ صفائی تو اس وقت
ہو سکتی ہے جبکہ عام لوگوں کو صفائی کے اصل معنی عملاً سمجھ میں آجائیں اس کے علاوہ چونکہ لڑکی دس بارہ برس کی عمر کے
بعد لڑکے کے مقابلہ میں بہت تیزی سے بڑھتی ہے اور بلوغت سے تعلق رکھنے والے افعال سب ملا کر اس کے جسم
کے چونسے حصہ کو بہت خرچ کر دیتے ہیں اس لئے اُسکا جسم دِق کے جراثیم کے لئے جو اُس کے گرد کروڑوں تعداد میں
ہوتے ہیں جلد تیار ہو جاتا ہے اور ایک دفعہ جب وہ اثر کر جائیں تو ہمارے گھروں کی طرزِ معاشرت اس کی صحت
کے سخت مخالف ہو جاتی ہے اور دوسری بچیاں جو گھر میں نوجوان ہوتی جاتی ہیں پہلی مریضہ سے اس متعدی خطرناک
مرض کو حاصل کرتی چلی جاتی ہیں جو اُنکا شادی کے بعد زچگی وغیرہ کی حالت میں جلد خاتمہ کر دیتا ہے۔ یہ ہی نہیں کہ
عورتیں مردوں سے زیادہ اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ مردوں سے زیادہ اس مرض سے
ضائع ہوتی ہیں، ہم ممالک مشرقیہ کی بین الاقوامی طبی کانفرنس کی رپورٹ میں سے دِق کی اموات کے بہت
ہی اہم اعداد و شمار دیتے ہیں جو شہر ملتان سے تعلق رکھتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

"شہر ملتان کی وہ اموات جو دِق کی وجہ سے دس سال (۱۹۱۷-۱۹۲۶) میں ہوئیں"

[illegible]	تمام اقوام	ہندو مرد	مسلم مرد	ہندو عورتیں	مسلم عورتیں	دیگر اقوام مرد و عورت
[illegible]	۸۹۱۹۲	۱۸۰۹۵	۲۹۵۰۴	۱۸۳۷۵	۴۴۲۸۵	۱۹۰۸
اموات	۱۶۹۶	۱۹۱	۳۵۵	۴۳۲	۹۷۳	۱۵
تناسب مقابلہ	ہر ہزار میں دو اموات	مسلم مردوں سے کم	ہندو مردوں سے زیادہ	ہندو مردوں سے ڈبل گنا زیادہ	مسلم مردوں سے ڈبل گنا زیادہ	ہندو مسلمانوں سے بہت کم اموات

یہ نقشہ بتاتا ہے کہ ہندوستان میں عورتیں مردوں سے ڈبل گنا زیادہ مرتی ہیں؛ حالانکہ یورپ میں دق سے جس قدر عورتیں ہلاک ہوتی ہیں اسی قدر مرد بھی۔ لہذا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایسے خاص اسباب اور بھی موجود ہیں کہ جو عورتوں میں دق کو زیادہ مہلک کر دیتے ہیں اور جو دوسرے ممالک میں نہیں ہیں۔ ملتان کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں یہ اموات ہندو و مسلم دو قوموں میں زیادہ ہوتی ہیں اور ان دونوں قوموں میں دو خطرناک رسمیں یعنی "پردہ" اور "کمسنی کی شادیوں" کا بہت عام اور سختی کے ساتھ رواج۔ دیگر اقوام جو اُسی ہی شہر میں رہتی ہیں اور جن میں یہ دو رسمیں نہیں ہیں دق کی بہت کم شکار ہوتی ہیں۔

(۴) پردہ۔ عورتوں کی قلت کا چوتھا سبب پردہ ہے۔ ہم نے بہت ایسے مضامین دیکھے اور ایسی تقریریں سنی ہیں جنمیں بڑے دعوے کے ساتھ لکھا اور کہا جاتا ہے کہ پردہ صحت میں خلل اندازی نہیں کرتا۔ ہم ایسی بہنوں اور بھائیوں کی رائے کی پوری عزت کرتے ہوئے یہ ضرور کہیں گے کہ انہوں نے اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کیا۔ اگر ایسی رائے رکھنے والے حکیم یا ڈاکٹر نہیں ہیں تو ہمیں یہ کہنے کی بھی جرأت ہوتی ہے کہ انکو اس مسئلہ کے طبی پہلو کے تجربہ کا پورا موقع نہیں ملا ہے اور انکا دعویٰ علم ہندوستان کی صحت اور خصوصاً نسوانی صحت سے گہری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے قیاسی ہے۔ اور اگر کسی حکیم یا ڈاکٹر صاحب کی بھی یہی رائے ہے تو ہمیں اُن پر افسوس ہوتا ہے اور اُنکے لیے ہمارے پاس ایسے ثبوت جو مشاہدات، تجربات اور اعداد و شمار پر مبنی ہیں موجود ہیں کہ جو ہمارے اہل پیشہ حضرات کی تسلی کو کافی ہیں اور جنکو ہم عام لوگوں کے سامنے پیش کرنے سے جھجکتے ہیں۔ پردہ عورتوں کو جس سبب سے بڑی نعمت تندرستی سے محروم کر دیتا ہے وہ قدیم اطباء کی زبان میں "ترویح حیوانی" اور موجودہ ڈاکٹروں کی آکسیجن oxygen ہے جو تازہ اور صرف تازہ ہوا میں بکثرت ہوتی ہے۔ گاؤں میں تو خیر تازہ ہوا اور روشنی کسی نہ کسی طرح پردہ دار اور بے پردہ سب کو کافی مقدار میں مل جاتی ہے لیکن شہروں اور گنجان بستیوں میں جہاں عورتوں کو کوٹھریوں میں رہنا پڑتا ہے اور جہاں گھر کا بہترین حصہ مردانہ بنا لیا جاتا ہے اور جہاں آسمان کی طرف بھی پردے لگا دیے جاتے ہیں کہ آس پاس کے کوٹھوں پر سے بھی کوئی نہ دیکھے تازہ ہوا اور روشنی نہ ملنے کی وجہ سے عورت کے جسم میں وہ فطرتی قوت مدافعت نہیں رہتی جو امراض کے جراثیم سے محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے اور یہ وجہ ہے کہ پردہ دار عورتیں اپنی جوانی کے دنوں میں مختلف امراض کا شکار ہو جاتی ہیں اور چونکہ [illegible] لڑکیاں بھی ان ہی کے ساتھ پردہ میں آتی جاتی ہیں متعدی امراض ایک دوسرے کو لگتے چلے جاتے ہیں اور پردہ ہی کی وجہ سے یہ قول

تشخیص علاج میں قباحتیں پیدا ہو کر موت سے دو چار کر دیتی ہیں۔ اس طرح پر وہ عورتوں کی قلت کا ایک بڑا سبب بن جاتا ہے۔

(۵) کمسنی کی شادیاں۔ ہندوستان کی نصف لڑکیاں پندرہ سال کی عمر سے پیشتر ہی بیاہ دی جاتی ہیں۔ ۱۹۲۱ کی مردم شماری سے ظاہر ہوا تھا کہ شادی شدہ عورتوں میں بیس لاکھ ایسی تھیں کہ جنکی عمر دس سال سے کم تھی اور انہیں ایک لاکھ ایسی تھیں جو دس سال ہونیکی عمر سے پہلے ہی بیوہ ہو گئی تھیں۔ ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کمسنی کی شادیاں بہت ہی عام ہیں طبی لحاظ سے بچپن کی شادیاں اسلئے مضر ہیں کہ ایک لڑکی کو اسوقت میں جبکہ اسکا جسم خود اپنی پرورش میں مشغول ہوتا ہے ایسے افعال انجام دینے پڑتے ہیں جو شادی سے متعلق ہیں اور اسکو بہت ہی جلد ماں بھی بننا پڑتا ہے اس طرح اسکا جسم اپنی پوری نشو و نما کرنے کے بجائے کمزور و نحیف ہو کر بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جسکا نتیجہ بہت سی عورتوں کے ضائع ہو جانے میں نکلتا ہے۔ ساردا ایکٹ اس خرابی کو مٹانے کے لئے پاس کیا گیا لیکن قانونی عمر چودہ سال بہت غیر موزوں ہے طبی لحاظ سے خواہ ساردا ایکٹ جیسا ہو پھر بھی خواہ قوم اور سمجھدار عورت کا یہ فعل ہونا چاہیے کہ وہ اپنی پیاری لڑکی کی سولہ سال سے پہلے شادی نہ کرے۔

(۶) عورت کے حقوق کی پائمالی۔ ایک چھوٹی لڑکی کی خوراک رہایش حفاظت آرام و ورزش وغیرہ میں جو تفاوت ایک لڑکے کے مقابلہ میں ہندوستانی گھروں میں ہمیں نظر آتا ہے وہ جنسی نہیں تسلیم کیا جا سکتا ہے ہمنے تندرست لڑکیوں کو اندا کھانا نقصان کرتے سنا ہے خوراک کی کمی اور دیگر ایسی ہی ضروریات زندگی سے لڑکی کو ایک حد تک محروم رکھنے کی کہانی آپ کو اگر آپ خدا ترس طبقہ میں ہیں شاید غلط معلوم ہو لیکن ہمنے بڑے بڑے مالدار فیشن ایبل، مانے ہوئے سمجھدار اشخاص کو اس معاملہ میں کچھ عجیب بے پرواہ پایا ہے اور انکے خاندانوں میں جو ایک پندرہ سولہ سال کے لڑکے کی تندرستی دیکھی اس ہی عمر کی لڑکی کی تندرستی کو اسقدر اچھا نہ پایا اور نہ انکے ہی کسی کو عملی طور پر پرواہ کرتے دیکھا، یہ بے پرواہی حقیقت میں ہم غریب عورت کے ساتھ نہیں کرتے بلکہ یہ اپنی نسلوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہماری نسلیں اس ہی کی سزا میں کمزور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جو عورتیں ضائع ہو جاتی ہیں وہ تو عورت کی کمی میں اضافہ کرتی ہیں اور جو باقی زندہ رہتی ہیں وہ کمزور رہ کر نسل کی کمزوری کا باعث ہوتی ہیں اگر یہی حال رہا تو عورت کی قلت تو درکنار ہماری تمام قوم اسقدر کمزور ہو جائے گی کہ ہم دنیا میں ان قوموں کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکیں گے کہ جن میں یہ خرابیاں نہیں ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد عملی طور پر لڑکے و لڑکی کی پرورش و حفاظت میں جنسی لحاظ کرتے ہوئے کسی خاص امتیاز کو روا نہیں رکھنا چاہیے۔ انڈا، دودھ، گھی، مکھن وغیرہ جو لڑکوں کے لئے مفید شمار کئے جاتے ہیں۔ لڑکیوں کے لئے انکی ضرورت لڑکوں سے بھی زیادہ ہے۔ اب تک ہمنے عورتوں کی قلت کے اسباب بتائے ہیں اور ان کے تدارک کی تدبیروں کی طرف زور سے توجہ دلائی ہے لیکن آپ شاید یہ سوچیں کہ عورتوں کے کم ہونے سے نقصان ہی کیا ہے تو ہم اس سوال کے جواب کیلئے اس کمی کی خرابیوں سے بھی آپ کو آگاہ کئے دیتے ہیں۔

عورتوں کی قلت کے نتائج۔ جس ملک اور سوسائٹی میں ایک کروڑ مرد بغیر عورت کے موجود ہوں وہاں کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ ذرا سی غور و فکر کے بعد خود محسوس کر سکتی ہیں۔ چونکہ عورتوں کی قلت زیادہ تر عورت کے زچہ خانہ میں غلط وجوہ سے ضائع ہو جانے کی صورت میں ہوتی ہے اس لئے اس جوانمرگی سے جو قوم کا لا انتہا نقصان ہوتا ہے وہ تشریح کا محتاج نہیں۔ دوسری تباہی یہ ہے کہ ایک کروڑ مرد بے خانماں رہتے ہیں اور ملک کی مختلف نسل کا پیدا ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ تیسری آفت کا ثبوت سندھ کے محکمۂ خفیہ پولس سے ملتا ہے کہ بعض بدقماش دنا خدا ترس لوگ صوبہ بمبئی، سی پی، اور راجپوتانہ بلکہ اور بھی دور دور سے ننھی بچیوں کو اٹھا کر لیجاتے ہیں اور سندھ اور دیگر ان علاقوں میں جہاں عورت کمیاب ہے لیجا کر فروخت کر دیتے ہیں، یہ شاذ و نادر نہیں ہوتا ہے بلکہ ہندوستان میں یہ شرمناک تجارت بڑے زور سے جاری ہے۔ چوتھی آفت بڑے بڑے شہروں اور ایسے مقاموں میں ہے جہاں کام کی وجہ سے مرد زیادہ ہیں مثلاً کلکتہ، کانپور، بمبئی، کراچی، مدراس، رنگون، وغیرہ ان مقامات پر ایک گروہ ہر وقت اس دھن میں لگا رہتا ہے کہ وہ اچھی بھلی لڑکیوں کو بازاری بنا کر انکی عصمت کی بربادی کے صلہ میں زندگی گذاریں۔ یہ وبا بہت پھیلی ہوئی ہے اور کئی صورتیں اختیار کر چکی ہے، ہم عورتوں کی قلت کے قبیح نتائج کو زیادہ تشریح کے ساتھ لکھنے سے پرہیز کرنا بہتر سمجھتے ہیں، مذکورہ بالا چند مثالوں کے مطالعہ کے بعد آپ دیگر نتائج پر خود غور کر سکتی ہیں اس تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ یورپ میں عورتوں کی زیادتی سے جو برے نتائج وہاں نکلے ہیں اُنسے کہیں زیادہ خرابیاں عورتوں کی قلت سے یہاں ہندوستان میں موجود ہیں ہمیں جلد سے جلد ہوش میں آجانا چاہئے اور یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ ہندوستان کی آبادی میں عورت و مرد کا طبعی تناسب قایم رہے۔

یہ جنسی بہبودی کا مسئلہ ہے، اس کے حل کرنے میں عورت کا سب سے بڑا حصہ ہونا چاہیئے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ عورت زچہ خانہ کی طبی صفائی و احتیاط کو خوب سیکھ لے، بچپن کی شادیوں کی رسم کو بالکل مٹا دے، رواجی پردہ کو ترک کر کے اسلامی پردہ اختیار کرے۔ اور لڑکیوں کی پرورش، انکے خوراک وغیرہ کے انتظام اور انکی صحیح حفاظت میں بھی اتنی ہی سعی کرنے لگے کہ جتنی کم از کم لڑکے کیلئے کیجاتی ہے۔ ہم آپ کو ایک ضروری اور کام کی بات اور بتا دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ باتیں یا کوئی اور صحیح بات جس وقت آپکی سمجھ میں آجائے تو آپ کو چاہیئے کہ آپ فوراً ان باتوں کو اختیار کریں اپنے پڑوسی ہی نہیں اپنے رشتہ داروں تک کی بھی راہ نہ دیکھیں اور ایسا کرنے میں جو طعن و تشنیع آپکو سننا پڑیں انکو قومی خدمت اور اصل قربانی تصور کریں اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم ایک دوسرے کی راہ ہی دیکھتے رہیں گے اور دوسری قومیں جو تیزی سے آگے بڑھ چکی ہیں اور اسقدر آگے نکل جائینگی کہ ہم قیامت تک بھی ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اگر آپکو زندہ قوم ہو کر رہنا ہے تو ہم آپکو پھر بتائے دیتے ہیں کہ ہماری آیندہ ترقی کا راز اور ہماری نسلوں کی قوت کا بھید ہماری موجودہ ننھی بچیوں اور ہماری ہونہار نوجوان عورتوں کی تندرستی و حفاظت میں مضمر ہے۔

(کیپٹن) ڈاکٹر نصیر الدین احمد

آجکل کے عاملِ فقیر

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔ خصوصاً آجکل کے پیروں فقیروں سے۔ تہذیب جدید کے ساتھ عاملوں کی بھی وہ بھرمار ہے کہ الٰہی تیری پناہ! آئے دن ان کے نئے نئے کارنامے سننے میں آتے ہیں۔ کہیں کم سن بچوں کو لوٹا جاتا ہے تو کہیں ضعیف الاعتقاد عورتوں کو چکمہ دیکر مٹھی گرم کی جاتی ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اچھی خاصی پڑھی لکھی سمجھدار (مرد) بھی بچے ہوئے نہیں ہیں۔ تھوڑے دن ہوئے جب سنا تھا کہ لاہور میں ایک ایسے فقیر رہا کرتے تھے جو خود بھی دیں کے ساتھ کیمیاگر بھی تھے ایک سادہ لوح شخص کو سونا پیدا کرنے کا شوق ہوا۔ فقیر صاحب کو جب خبر ہوئی فوراً حکم دیا کہ اپنے گھر سے سب زیور لے آؤ اپنے علم کے زور سے چوگنا کر دونگا۔ اس سادگی کے قربان جائیے کہ فوراً سارے گھر کا زیور فقیر کے قدموں میں لاکر ڈال دیا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں کہ تم اپنے گھر میں جاکر وظیفہ پڑھو میں بھی پڑھوں گا صبح آکر سونا لے جانا۔ فقیر صاحب سونا لیکر راتوں رات کہیں رفو چکر ہوگئے۔ بزرگوں کا مقولہ صحیح ہے آدھی کو چھوڑکر ساری کو لینے جائیں تو نہ آدھی ملتی ہے نہ ساری۔ وہی ہوا زیادہ کی ہوس میں کم سے بھی گئے۔ حقیقت میں قناعت ہی سب سے بڑی دولت ہے۔

گذشتہ ماہ یہاں رنگون کے ایک مشہور تاجر کی بیوی تبدیل آب وہوا کے لئے آئی ہوئی تھیں۔ انکا اکلوتا لڑکا گرنگا ہوا تھا۔ والدین نے علاج میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ علاج کس کا کیا عامل فقیروں کا۔ افسوس آجتک کسی لایق ڈاکٹر کو دکھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے دو درجنوں گلے میں تعویذ پڑے ہوئے تھے۔ صبح شام کئی فلیتے جلتے اِدھر اُدھر جانے کی ازحد پابندی کی جاتی تھی یہاں انہوں نے کوئی خانقاہ کوئی فقیر نہیں چھوڑا جسکا علاج نہ کیا ہو یا جاکر منت نہ مانی ہو۔ جب انہوں نے پرشاکہ اسلام آباد میں ایک بڑا پہنچا ہوا فقیر رہتا ہے ہاتھ میں مسیحائی ہے بس اب کیا تھا فوراً والدین بچے کو لیکر فقیر کے پاس گئے۔ چھوٹے شاد اور تعویذ فلیتوں سے مزین ہوکر آئے شام کا وقت اتنی دور کی آمدورفت بچے کو ہوا لگ گئی آتے ہی اس قدر بخار چڑھا کہ لینے کے دینے پڑ گئے۔ بہتیرا کہا کہ ڈاکٹر کو دکھادیں لیکن عاملوں کے شیدا ڈاکٹروں کو بھلا کب خاطر میں لاتے ہیں۔ بے چارہ بچہ رات بھر سخت پریشان رہا۔ دوسرا فلیتے پر فلیتہ سلگاکر اور ہرمل کی دھونی دیکر اور دم بدم بچے کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ صبح بچے کی خبر لے کر ایک آدمی فقیر صاحب کے پاس روانہ کیا اس سے پہلے کہ واپس آتے۔ بچہ والدین کی ضعیف الاعتقادی کے طفیل داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکا تھا

افسوس اپنے والدین کے بچے بہت جلد بھولے پھلنے سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دئے جاتے ہیں الغرض فقیروں پر اعتقاد کرنے سے جانی اور مالی ہر طرح کا نقصان ظہور پذیر ہوتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ پھر بھی یہ مستند فقیروں کے گرویدہ نظر آتے ہیں۔

تھوڑے دن ہوئے جب ہمارے ہاں پہلی مرتبہ ایک ایسی فقیرنی صاحبہ تشریف لائیں جو ہاتھ دیکھ کر مقدر کا صحیح حال بتا دینے کا دعوے رکھتی تھیں۔ خوب چکنی چپڑی باتیں کر کے پہلے اپنا سکہ جمانا چاہا۔ انکا بیان ہے کہ میں نے شادی نہیں کی اور نہ کرنے کا ارادہ ہے ساری عمر حضرت مریم کے نام پر کنواری رہونگی۔ میرے باپ نے شادی کرنے پر مجبور کیا تو میں گھر سے نکل آئی۔ پھر مجھے اپنا ہاتھ دکھانے پر مجبور کیا گو میرا دل نہ چاہتا تھا لیکن اصرار کرنے پر دکھانا پڑا۔ انتہائی غور سے ملاحظہ فرمانے کے بعد یوں گل افشاں ہوئیں" افسوس سالِ رواں کے اختتام پر ایک سخت مصیبت پڑے گی" مجھے تو اس فیصلہ کن نتائج پر بے اختیار ہنسی آگئی۔ والدہ ماجدہ نے گھبرا کر پوچھا" کیا یہ مصیبت کسی طرح ٹل سکتی ہے؟" کیوں نہیں اس کے لئے تیس روپے کی ضرورت ہے چلہ کھینچوں گی ختم پڑھواؤں گی امید ہے مصیبت ٹل جائے گی" میں سن چکی تھی کہ یہ لوگ اسی طرح دھوکہ دے کر روپے وصول کیا کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ" اگر میرے مقدر میں تکلیف لکھی ہے تو یہ کیا تیس روپے مٹا سکیں گے۔ قسمت کا لکھا کس نے مٹایا ہے جو آپ یہ دعوے رکھتی ہیں وہ تو یوں کہئے روپے وصول کرنے کی ترکیب ہے" میری ان باتوں پر تو بس چراغ پا ہوگئیں باتیں سنانے لگیں۔ میں نے کہا" میں یہ کبھی تسلیم نہ کروں گی کہ میرے مقدر کا لکھا بدلنے کے واسطے آپ روپے مانگ رہی ہیں یہ اور بات ہے کہ آپ اس بہانے سے لینا چاہتی ہیں" بس پھر کیا تھا جاتے ہوئے کہنے لگیں" پشیمان ہوگی اور سخت تکلیف اٹھانی پڑے گی" الغرض اسی طرح بے نیل و مرام واپس گئیں۔ میں منتظر تھی لیکن سال گزر گیا کچھ بھی تکلیف نہ ہوئی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ موصوفہ [illegible] کی رہنے والی ہیں۔ مزاج میں آزادگی سما گئی دو بچوں کو غیروں کے رحم پر چھوڑ کر گھر سے نکل آئیں اب اپنا گزارہ بناتی ہیں اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر روپیہ اینٹھتی پھرتی ہیں۔ اسی پر گزارہ ہے۔

بہنوں کو چاہیئے کبھی ایسے جعل سازوں کی باتوں پر یقین نہ کریں ورنہ سوائے نقصان کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر کبھی واسطہ پڑے تو ایسی تواضع کریں کہ ساری عمر یاد رکھیں۔ اور پھر کبھی کسی کو دھوکہ دینے کی جرأت نہ ہو۔

ہمشیرہ عبدالمالک سرینگر

ترغیب عمل

نوجوان اٹھ! دیکھ گلشن میں کھلے ہوئے پھولوں کو دیکھ۔۔۔ اور چن لے اُن پھولوں کو جنہیں تو چننا چاہتا ہے۔ جلدی کر۔ وقت گزر رہا ہے۔۔۔۔۔۔

جو پھول آج نظر فریب ہے کل مرجھا جائیگا۔۔۔ اس سے پھر توڑے سرجھا گیا ہے۔ دیکھ! چراغ فلک نے دُنیا کو روشن کر رکھا ہے جس سرعت سے وہ منازل فلک طے کر رہا ہے اُسی تیزی سے اُسکی گردش کا اختتام قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔

اُٹھ! اپنے پُر جوش ولولے پورے کر، اپنے ارمان بھرے خوابوں کی تعبیر سچ ہوتی دیکھ، اور اُن پھولوں کو چن لے جو تیرے مستقبل کو دلکش اور معطر بنا سکیں۔۔۔۔۔۔

ابھی تیری رگوں میں گرم خون گردش کر رہا ہے۔ یہی زمانہ ہے جسے تیرا حاصل حیات کہا جا سکتا ہے اور یہی چند لمحوں کے بعد تیری عمر رفتہ کا ایک جھونکا تیرے خون کی حرارت کو سرد کر دیگا۔۔۔ ہاں تو اُٹھ اور مردانہ وار کانٹوں میں ہاتھ ڈالکر بہترین پھول چن لے ایسا پھول کہ دنیا والے تیرے انتخاب پر محو حیرت ہو جائیں۔

دیکھ! کچھ مرجھاتے ہوئے پھول خزاں کا استقبال کر رہے ہیں، کہیں وہ پھول بھی نہ کمھلا جائے جو تیرا دلپسند ہے۔

اُٹھ! کشمکش، رنج اور خوف و ہراس کو بالائے طاق رکھ! تیرے ہاتھ قوی ہیں، تیرا دل مضبوط ہے، اور تیرا دماغ روشن۔۔۔ اُٹھ دیر نہ کر کہ تیری ہمت میں ضعف آ جائے۔

ہاں! پھولوں کی کیا ئی اور رنگا رنگی سے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دے۔۔۔ دیکھ رک رک کر نہ بڑھ۔۔۔ وقت کسی کے تساہل کا ساتھ نہیں دے سکتا۔۔۔ آہ! مطلع انوار گرد آلود ہو چلا! خزاں نے بہار کی جگہ لے لی، پنکھڑیاں جھڑنے لگیں، پتیاں اُڑنے لگیں اور تیرے سوچ بچار نے وہ پھول تیرے ہاتھ سے کھو دیا، جو دلفریب تھا اور تجھ سے بہت قریب۔ اب اپنے ضعیف ہاتھوں کو تکلیف دینا عبث ہے۔ تیرے آرام کا وقت ہی آگیا۔۔۔ مگر بدنصیب تیری قسمت میں آرام کہاں؟ تیری زندگی اب ایک تودۂ آلام ہے۔

پھول مرجھا گیا اور تیری نظر انتخاب نا تمام رہ گئی۔ تو نے وقت برباد کیا اور اب وقت تیری بربادی پر گریہ کر رہا ہے۔ جا اے پراگندہ دل انسان جا! اپنی خود ساختہ بدنصیبی پر [illegible]

بچہ کا دلارا

(ٹیگور کے رنگ میں)

اے اماں! مجھے اپنا بندر کا بچہ یاد ہے۔

کتنا خوبصورت! کتنا خوش! کتنا کھلنڈرا تھا! میں نے اس کے کان چھید دئے تھے۔ کپڑے پہنائے تھے! اپنے کو اس وضع میں پاکر کیسی کلکاریاں مارتا! اور کیا اچھلتا!

جب میں اپنا ہاتھ اونچا کرتی تو خوش ہو کر اچھلتا۔ اور جب میں اس کو اتنا خوش دیکھ نہال نہال ہو جاتی! اور اس کا ننھا سا منہ چوم لیتی جیسے تم ننھے کا منہ چوم لیتی ہو۔ وہ مجھے کتنا چاہتا تھا! جہاں میں قریب سے گذرتی بیتابانہ دوڑ کر میری ٹانگوں سے لپٹ جاتا۔ اور یہی چاہتا کہ میں اُٹھا کر پیار کروں۔

جب میں اسکو نہلا چکتی تو میری گود میں لیٹ کر انگڑائیاں لینے لگتا۔ اس وقت اسکو اسی طرح تھپکیاں دیتی جیسے تم ننھے کو تھپکیاں دیتی ہو۔

میرے پیارے بندر میں تجھ کو کبھی نہ بھولونگی۔ تیرے لیے میری آنکھیں ہمیشہ نم ہو جایا کرینگی۔

جب میں آزادانہ میدان میں دوڑتی ہوں۔ جب میں بندروں کو پانی برس کر نکل جانے کے بعد درختوں پر خوش فعلیاں کرتے دیکھتی ہوں، تو تو یاد آ جاتا ہے، اور میں جوش و خروش سے دوڑتی ہی سرد پڑ جاتی ہے۔

اماں! مجھے بندر کا بچہ یاد ہے

ق۔ عظیم۔ لکھنؤ

مساوات اسلامی

کون مسلمان ہے جس نے مساوات کا لفظ نہ سنا ہو۔ یا جسکو یہ فخر نہ ہو کہ مساوات تعلیم اسلامی کا اہم جزو ہے۔ لیکن ایسے ہم کتنے مسلمان ہیں۔ جو اس تعلیم پر عامل ہیں۔ سعدی شیرازی نے کہا ہے

تواضع ز گردن فرازان نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

یعنی حلم و بردباری اور خوش خلقی بڑے آدمیوں کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ غریب اگر حلیم و بردبار ہے۔ تو یہ اس کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ اسی طرح تعلیم مساوات پر اُمرا کو عمل کرنا لازمی و ضروری ہے۔ ہم غریب تو مجبوراً یا عادتاً اس تعلیم پر دانستہ یا نادانستہ عمل کرتے ہی ہیں۔ امرا تک رسائی نہیں۔ غریبوں سے روا سم و روابط۔

میں شاندار منطقی دلیلوں سے مساوات کی تعلیم کو اعلیٰ و ارفع ثابت کرکے دلوں پر تعلیم اسلامی کا سکہ بٹھانا نہیں چاہتی اور نہ میں ایسی خیالی باتیں بیان کرنا چاہتی ہوں جن پر عمل ہی نہ ہو سکے۔ میرا مدعا تو صرف یہ بیان کرنا ہے۔ کہ جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعے ہمیں عطا کی ہے۔ وہ کیسی فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔ اور کیونکر رسولِ کریمؐ اور آپ کے سچے پیروؤں نے اس پر عمل کرکے دکھایا۔ اس لئے وہ قابلِ عمل بھی ہے۔ نیز یہ کہ اخوتِ اسلامی محض مساوات کا ہی ماحصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم المرتبت رسولؐ کو فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ یعنی اے رسول تو کہہ میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ اللہ نے میری طرف حکم بھیجا ہے۔ کہ تمہارا معبود صرف ایک اللہ ہی ہے۔ اس چھوٹی سی آیت کو ہم نے ہزارہا مرتبہ پڑھا ہے۔ لیکن یہ کبھی غور نہیں کیا۔ کہ اس آیت میں اُمتِ اسلامیہ کے دو بنیادی اُصول بیان ہوئے ہیں۔ اول یہ کہ تمام انسان بالکل ہم رتبہ ہیں۔ ان میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ دوئم یہ کہ تمام انسانوں کا معبود صرف ایک اللہ ہی ہے۔ ان دو اُصولوں کے ربط پر ہی اگر اپنے خیالات بیان کرنے ہوں۔ تو اس مختصر مضمون میں اتنی وسعت کہاں۔

رسولِ کریمؐ بلا سوال تمام انسانوں میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ جب وہ خود اپنی زبان سے عام انسانوں کی مانند ہونے کا اقرار کریں۔ تو اُن کے امتی کس طرح ایک دوسرے سے ارفع و اعلیٰ ہونے کا دم بھر سکتے ہیں۔ رسولِ کریمؐ کا یہ اقرار صرف زبانی ہی نہ تھا۔ بلکہ آپ نے اس اصول پر مکمل طور پر عمل کرکے

یہ ثابت کر دیا۔ کہ آپ عملی آدمی تھے۔ اور یہ اُصول قابلِ عمل ہے۔ آپ کی سیرت پر بہت کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور ان میں آپ کے عمل کے نمونے ایک سے ایک بڑھکر موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی اے مسلمانو تمہارے لئے رسول اللہ کے اعمال و افعال میں بہت اچھا نمونہ ہے۔ اُن کے اعمال و افعال تمہارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اس لئے یہی ضروری ہے۔ کہ ہم آپؐ کے اعمال و افعال میں تلاش کریں۔ کہ آپؐ نے اہلِ مساوات پر کیسا عمل کیا۔ نہ یہ کہ ہم فلسفہ کی پیچیدہ باتوں میں اپنے قوائے عملی کو بے کار کر دیں۔ رسولِ کریمؐ کی شان اور درجہ کو ملاحظہ کیجئے۔ اور ان کی طرز معاشرت پر غور کیجئے۔ حضورؐ مویشیوں کو چارا خود ڈال دیتے تھے گھر میں صفائی کر لیتے تھے۔ خادم کے ساتھ کھانا کھا لیتے تھے۔ خادم کو کام کاج میں مدد دیتے تھے۔ بازار سے چیز خرید کر خود اٹھا لاتے تھے۔ بزرگ و خورد کو پہلے خود سلام کرتے تھے سفید زمین پر بلا فرش بے تکلف بیٹھ جاتے تھے۔ اپنے جوتے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔ مفلس کو تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ جانتے تھے۔ کسی کے بلانے پر لبیک (حاضر) کہتے تھے۔

ایک دفعہ سواد بن عمر کے شکم میں کسی رنگین لباس کی وجہ سے چونکا دیا۔ اُس کے مطالبہ قصاص پر اپنا شکم برہنہ کر دیا۔

کیا اپنے آپ کو دوسروں کے برابر سمجھنے کی اس سے زیادہ عملی تعلیم کوئی ہو سکتی ہے اور کیا اخوت اسلامی ان کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی ہے۔

مساوات اور اخوت اسلامی کا اعلیٰ ترین سبق حضرت زینب بنت امیم کے نکاح میں ہے۔ آپ حضور کی رشتہ میں بہن تھیں۔ لیکن آپ کا نکاح حضورؐ نے اپنے غلام زید سے کر دیا تھا۔ حضور سے اریہ تبطیہ کا نکاح بھی قابلِ غور ہے۔ حضور مجلس میں کسی امتیاز سے نہ بیٹھتے تھے۔ بلکہ نو وارد کو معلوم کرنا مشکل ہوتا تھا۔ کہ رسول اللہؐ کون ہیں۔ اب حضورؐ کے اصحاب کا نمونہ دیکھیں۔ کہ وہ کس طرح حضرت رسولِ کریمؐ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ جب عامل مقرر کرتے تھے۔ تو یہ عہد لیتے تھے۔ کہ عامل لباس فاخرہ نہ پہنے۔ لذیذ غذائیں نہ کھائے۔ مکان پر دربان نہ بٹھائے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جن لوگوں کی نگرانی حفاظت پرورش تربیت اس کے سپرد ہوتی ہے۔ وہ اسکو کوئی پُرہیبت چیز نہ سمجھیں۔ اور عامل اپنے آپ کو ایک بالا ہستی نہ سمجھنے لگ جائے۔ بلکہ عامل کی معاشرت ایسی ہو۔ جیسی رعایا کی۔ تاکہ طرفین میں میل جول اور محبت بڑھے۔ نہ یہ کہ ایک کے سر میں تکبر غرور اور نخوت پیدا ہو۔ اور دوسرے پست فطرت اور

ذلیل ہوتے جائیں۔ آج مسلمانوں میں مختلف قوموں کے مختلف درجے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ دولت اور مرتبہ والوں نے دوسروں کو ذلیل اور حقیر سمجھا۔ اس طرح پستی اور فطرت ایسے لوگوں کی فطرت بن گئی۔ حتٰی کہ اس پستی اور ذلت کا اثر ان کی معاشرت۔ اعمال اور عادات پر پتھر پر لکیر کی طرح ثابت ہوگیا۔ اب اگر اس احساس ذلت اور پستی کو دنیا کی کوئی طاقت ہٹا سکتی ہے۔ تو وہ "مساوات" ہی ہے۔

جب عمرو بن عاص نے مصر کی مسجد میں منبر بنایا۔ تو حضرت عمر نے لکھا۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ مسلمان نیچے بیٹھے ہوں۔ اور تم اوپر ؟

جبلہ بن الایہم غسانی شام کا بادشاہ مسلمان ہوگیا۔ ایک دفعہ جب وہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ تو اس کی چادر کے کنارے پر ایک مسلمان کا پاؤں آگیا۔ اس نے اس مسلمان کے تھپڑ مارا۔ مسلمان نے بھی دے مارا۔ جبلہ حضرت عمر کے پاس فریادی ہوا۔ آپ نے مسلمان کو حق بجانب ٹھہرایا۔ اس پر جبلہ اسلام سے روگردان ہوکر بھاگ گیا۔ حضرت عمر نے ایک بااثر بادشاہ کا بھاگ جانا گوارا کر لیا۔ لیکن اصولِ مساوات کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور اخوتِ اسلامی کو داغدار نہ کیا۔

حضرت عمر کا طرزِ معاشرت بالکل سادہ اور غریبانہ تھا۔ یہاں تک کہ بعض وقت صرف ایک ہی لباس ہوتا تھا۔ آپ مجلس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس طرح بیٹھے ہوتے تھے۔ کہ قیصر و کسریٰ کے ایلچی اس شہنشاہ اسلام کو ڈھونڈتے تھے۔

آپ نے مساوات کی خاطر لڑائی میں اپنے اپنے قبیلہ کی جے پکارنے سے سختی سے منع کیا تھا۔ آپ نے اصولِ مساوات کو اس طرح کیا۔ کہ غلاموں کا رتبہ بھی آزادوں سے جا ملا۔ "نافع" جو امام مالک کے استاد تھے۔ غلام تھے۔ اور عہد فاروقی کے تربیت یافتہ۔

غرض کوئی کہاں تک لکھتا چلا جائے۔ لیکن مضمون ختم کرنے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ موجودہ امراء قوم کا مقابلہ اسلام کے شہنشاہوں سے کیا جائے۔

اب بھلا وہ اسلام سے شیفتگی کہاں۔ اور وہ اسوۂ رسولِ کریم پر عمل کا جنون کسکو۔ کہ عام مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے۔ جیسا رسولِ کریم و اصحابِ کرام اپنے خادموں سے کرتے تھے۔ اب وہ مجلسیں کہاں۔ کہ جن کے حاضرین کی زبانیں ذکر خدا میں تر رہتی تھیں۔ اب تو یہ ہے۔ کہ ایک رئیس بیٹھے ہیں۔ اور اپنی زبان سے اپنی تعریف کر رہے ہیں۔ اور حاضرین ہیں۔ کہ جی حضور۔ جی جناب کہے جا رہے ہیں۔

ہم نے خوش خلقی کو بھی غلط سمجھا ہے۔ ایک غریب بڑے آدمی کو جھک کر سلام کرتا ہے۔ وہ سلام کا جواب تو محفوظ رکھتا ہے۔ اور پوچھتا ہے "کہو بھئی کیا حال ہے" بڑے مہربان ہوئے۔ تو دو قدم چل کر یہ بھی پوچھ لیا "بال بچے تو راضی ہیں" بس۔ اب ہم کہتے ہیں۔ یہ صاحب تو بڑے خوش خلق ہیں۔ دیکھو ہم سے بھی بات کر لی۔ واحسرتا۔

عام مسلمانوں کو چھوڑیئے۔ ان لوگوں کا اپنی ذات کے افراد اور اپنے کنبے والوں سے کیا سلوک ہے۔ اگر انہی کے کنبے میں سے کوئی غریب ہے۔ اور ان کا خادم ہے تو اس سے رشتہ جتلانے میں ان کی شان میں بٹہ لگتا ہے۔ اس سے ایسا سلوک کرینگے کہ کوئی زرخرید غلام سے کیا کرے گا۔ اس سے بدترین سلوک کرینگے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ لے۔ کہ یہ غریب اتنے بڑے رئیس کا قرابت دار ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ لیکن یہ اپنے قرابت دار کو رسمی طور پر بھائی کہنا یا لکھنا ہتک سمجھتے ہیں۔ اگر وہ ہم نسب عورتوں نے عمر کا ایک حصہ ایک جگہ بسر کیا ہے۔ اب ان میں سے ایک رئیس کی بیگم ہوگئیں۔ اور دوسری غریب کے پلے بندھی تو اب بھلا بیگم صاحبہ کیوں دوسری کو سہیلی اور بہنیلی کہنے لگیں۔ وہ تو اسکو بہن کہنے سے کسر شان سمجھیں گی۔ کیا یہ تکبر۔ غرور۔ خودنمائی اور خودسری نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ٭

فتح قادسیہ کے بعد حضرت عمر نے تنخواہیں مقرر کیں۔ تو اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے سے زیادہ مقرر کی۔ اس لیئے کہ وہ حضرت رسول کریم کو زیادہ عزیز تھا۔ غور کیجئے کہ کس طرح دولت و جاہ۔ عزت و ناموری کو مٹاکر صرف اسلامی خصوصیت قایم کی۔

مسلمانوں۔ حقیقی عزت۔ عالی نسبی۔ دولت و مرتبہ شہرت و ناموری نہیں ہے۔ عزت وہی ہے۔ جو اللہ کے ہاں قایم ہے۔ اور وہ قوم کی خدمت۔ اسلام کی خدمت۔ نکوکاری اور باہمی محبت اور میل جول سے حاصل ہوتی ہے۔ رسول کریم کا فرمان پڑھو اور سوچو۔ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن جاتا۔ جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے۔ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

زینب سلطان قریشی

آپ پوسٹ کارڈ پر تین پیسے اور لفافہ پر پانچ پیسہ کے ٹکٹ لگتے ہیں اگر پوسٹ کارڈ پر [illegible] وہی دو پیسہ کا ٹکٹ آپنے لگایا تو ڈاکخانہ پوسٹ کارڈ پھاڑ کر پھینک دیگا اور اگر لفافہ پر [illegible] ایک آنہ کا ٹکٹ ہوا تو بیرنگ کردیا جائیگا۔ مینجر عصمت دہلی

آنکھوں کی حفاظت اور اس کے بعض امراض و علاج

میں نے اس سے پہلے ایک مضمون "آنکھ اور اس کی ورزش" کے عنوان کے ماتحت فخر نسواں محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ فیضی کی ایک کتاب "تندرستی ہزار نعمت" پر بطور تقریظ لکھا ہے۔ گو اس میں آنکھوں کی ورزش کا آنکھوں کے لئے مفید ہونا بتلایا گیا ہے۔ تاہم اسی کارآمد و اہم ترین عضو کے متعلق یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند احتیاطی تدابیر جو ہر انسان کے لیے بطور حفظ ماتقدم نہایت مفید و ضروری ہیں اور بعض امراض اور اس کے علاج جن سے انسان کو کسی نہ کسی وقت ضرور سابقہ پڑتا ہے۔ عام واقفیت کے لئے قلم بند کر دئیے جائیں جو اس وقت طبی کتابوں میں میری نظر سے گزرے ہیں۔ کیونکہ آنکھ جیسے ضروری و مفید عضو بغیر دنیا کی دنیا کا ہر معاملہ بیکار اور زندگی کا لطف ہیچ ہوا کرتا ہے جو محتاج بیان نہیں۔

اس قسم کے ضروری و مفید مسائل پر بخوبی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالنا تو اطبا کا کام ہے۔ مجھے نہ تو علم طب میں ماہر ہونے کا دعوے ہے نہ اس میں کسی قسم کا دخل۔ البتہ طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو معلومات خود کو حاصل ہوئی ہوں وہ اوروں تک بھی پہنچا دیے جائیں۔ چنانچہ آنکھوں کے متعلق چند معلومات افادہ عام کے لیے ذیل میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔

غذا معتدل مقدار میں مصلح خون۔ لطیف اور زود ہضم کھائی جائے۔ فاسد اور ثقیل غذا سے پرہیز کریں قبض آنکھ کا سخت دشمن ہے پس قبض نہ ہونے پائے ایسی حتی الامکان کوشش رہے۔

بغیر کچھ کھائے نہار منہ کوئی لکھنے پڑھنے کا کام شروع نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا ضعف بصارت کا باعث ہے۔

کافی وقت نہ سونا یعنے چند گھنٹے سے کم۔ رات کی بیداری۔ دن میں بلا ضرورت بکثرت سونا۔ کھانا کھا کر چت لیٹنا۔ لیٹ کر مطالعہ کرنا آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

جب سو کر اٹھو تو روشنی میں آنکھیں دفعتاً نہ کھولو۔ یک بیک تاریکی سے روشنی میں نہ جاؤ بلکہ بتدریج رفتہ رفتہ آنکھیں کھولو اور روشنی سے مقابلہ کرو۔ سو کر اٹھنے کے پندرہ منٹ بعد آنکھوں کو سرد پانی سے دھو ڈالو۔ سرد پانی کے خوب چھینٹے حتی المقدور پانی پہنچاؤ۔ بلکہ آنکھوں کو پانی میں غوطہ بھی دو۔ سرد پانی آنکھ کے لئے مفید ہے اور گرم مضر و نقصان دہ اس کے لئے جہاں تک ہو سکے۔ آنکھوں کو سرد پانی سے

دھویا جائے۔ اگر موسم سخت سرد ہو اور سرد پانی استعمال نہ ہو سکے تو آگ پر قدرے گرم کر لیں مگر آنکھوں کو اس میں غوطہ وغیرہ نہ دیں۔

دن میں آنکھوں کو خصوصاً موسم گرما میں سرد پانی سے کئی بار دھونا آنکھ کی تھکان کو دور کرتا ہے۔

ایسے وقت جب سورج نکل رہا ہو نیلگوں آسمان کو متواتر دیکھنا آنکھوں میں ٹھنڈک اور قوت پیدا کرتا ہے۔

اسی طرح چاند تارے ہرے بھرے درختوں اور سبزی کو دیکھنا آنکھوں کو قوت بخشتا ہے۔

خوبصورت اشیاء کو دیکھنا۔ سرمہ کا استعمال۔ کھلے میدان میں ورزش کرنا۔ سرد موسم میں پاؤں کو گرم رکھنا۔ سر پر تیل ملنا۔ نیلے اور سبز رنگ کا دیکھنا آنکھوں کے لئے مفید ہے۔ کمروں کی دیواروں پر اگر سبز و نیلا رنگ پھیرا جائے تو بہت مناسب ہے۔ لکھنے کی میز پر سبز یا نیلے رنگ کا کپڑا اسی غرض سے بچھایا جاتا ہے۔

دن میں کم از کم ایک بار آنکھوں کو بند کر کے انگلی کے سرے سے ملایم دباؤ ڈالتے ہوئے کنپٹی سے ناک کی طرف لیجائیں۔ اس طرح آنکھ کی غلیظ رطوبت نکل جایا کرتی ہے۔

گاہے گاہے اطریفل اور ہڑ کا مربہ یا سادہ ہڑ کھانا آنکھ کو قوت بخشتا ہے۔ دارچینی۔ زنجبیل۔ لونگ۔ مشک۔ مرکبات فولاد یعنے میوہ جات۔ انناس۔ بالنگو اور امرود مفید چشم چیزیں ہیں۔ کاربونٹ آف آئرن۔ فاسفیٹ آف آئرن۔ ٹنکچر اسٹیل وغیرہ بھی معاون تندرستی چشم ہیں۔

کسی شئے کا بہت نزدیک سے دیکھنا۔ یا کتاب کا پڑھنا بہت نزدیک سے ویسا ہی مضر ہے جیسے بہت دور سے۔ اس لئے کہ دونوں حالتوں میں آنکھوں پر زیادہ زور پڑتا ہے۔ بہت باریک حروف کی کتاب پڑھنا۔ پھیکی یا سرخ سیاہی سے متواتر لکھنا مضرت رساں ہے۔ آنکھوں سے لگا کر پڑھنے کی عادی ہو جانے سے پھر دور سے کتاب پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح بلا ضرورت یا شوقیہ عینک کا استعمال بھی ایسا ہی بنا دیتا ہے کہ پھر بلا عینک کے پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مطالعہ کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہونا۔ چلتی گاڑی میں مطالعہ کرنا بھی نقصان دِہ ہے۔

شام کے وقت تاریکی میں پڑھنا۔ غیر معتدل روشنی یعنے بہت تیز یا دھندلی یا سامنے سے آنے والی روشنی جس کی شعاعیں آنکھوں پر پڑیں۔ سورج پر دیکھنا بصارت کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ تنگ و تاریک جگہ میں رہایش۔ اخراج خون مثلاً فصد کھلوانا یا سینگیاں وغیرہ لگانا۔ کثرت گریہ بالعموم مضر چشم ہے۔ سرخ و زرد رنگ بھی بینائی کے لئے مضر اور سفید کم مضر۔

تیزاب۔ ترش و تلخ اشیاء۔ کونین۔ سرخ مرچ۔ تمباکو۔ سگار۔ شراب سخت نقصان دہ کہلاتے ہیں۔ طلبا کو تو ان بلاؤں سے بچنا چاہیئے۔

کسی مرض سے صحت پانے پر فوراً یا حالت مرض میں خصوصاً امراض چشم میں کسی آنکھوں کے کام میں لگ جانا باعث کمزوری چشم ہے۔

آنکھوں کے بہت سے امراض متعدی ہوا کرتے ہیں۔ اور ایسے مریضوں کے استعمال شدہ تولیہ۔ رومال صابن چلمچی وغیرہ کے ذریعے اوروں کو بھی لگ جاتے ہیں۔ لہٰذا مناسب یہ کہ اگر کوئی آدمی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو تو اس کی ایسی مستعمل چیزیں ہرگز کوئی استعمال نہ کرے۔ اور جو آدمی مریض کی آنکھوں میں دوا ڈالتا یا دھوتا ہو اُسے چاہئے کہ ان کاموں کے بعد فوراً اپنے ہاتھ گرم پانی و صابن سے اچھی طرح دھولیا کرے۔ مکھیوں سے بھی آنکھوں کی بیماریاں پھیلتی ہیں اس لئے بچوں کو مکھیوں سے بچانا چاہئے۔

جب مٹی یا کوئلہ کا ذرہ آنکھ میں اُڑ جائے تو آنکھ کو ہاتھ سے نہ ملا جائے بلکہ سرمے کی سلائی دو تین بار آنکھ میں پھیریں۔ یا کسی دوسرے شخص سے آنکھ میں خوب زور سے پھونکوا لیں۔ اگر اس طریقہ سے بھی ذرہ آنکھ سے نہ نکلے تو لیٹ جائیں اور آنکھ کھول کر بورک ایسڈ لوشن کے چند قطرے آنکھ میں ٹپکائیں اس سے جو چیز بھی آنکھ میں ہوگی وہ آسانی سے نکل جائے گی اور درد بھی کم پڑ جائے گا۔ بورک ایسڈ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کپ صاف اُبلے ہوئے ٹھنڈے پانی میں دو بڑے چمچہ بورک ایسڈ کے ملا دو اور ایک صاف بوتل میں بھر دو اور ضرورت کے وقت آنکھ میں ڈراپر کے ذریعہ ٹپکاؤ۔ گرم حل بنانے کے بعد چند گھنٹہ تک رہنے دو کہ اس کے دانے جلد نہیں گھلتے اس لئے دانے بوتل میں رہیں گے تو استعمال کے بعد بھی بوتل میں صاف اُبلا ٹھنڈا ہوا پانی ڈال دو۔ تاکہ سب ذرے تحلیل ہو کر کام میں آسکیں۔

آشوب چشم۔ یہ ایک عام آنکھوں کی بیماری ہے جسے آنکھ آنا بھی کہتے ہیں۔ اس کے بڑے بڑے اسباب یہ ہیں۔ آنکھوں میں گرد و غبار کا جانا۔ میلی انگلیوں سے آنکھیں ملنا۔ میلے رومال یا تولیے سے آنکھ پونچھنا تالاب کے پانی سے آنکھیں دھونا۔ آنکھ کے مریض کی مستعمل چیزیں استعمال کرنا۔ مکھیوں کا آنکھوں پر بیٹھنا۔ ایسے مریض کے نزدیک زیادہ بیٹھنا اور مریض کے علاج معالجہ ہاتھ بغیر صاف دُھلے آنکھوں کو لگانا وغیرہ کہ یہ مرض متعدی ہوتا ہے۔۔

اگر بچہ کی آنکھ سے بہت سا سفید اور گاڑھا مواد ہر وقت خارج ہوتا رہے۔ تو بہت ہلک مرض کے جراثیم کا اثر ہے۔ خطرناک مریض کا علاج کسی تجربہ کار ڈاکٹر سے ہی کرانا چاہئے ورنہ آنکھیں برباد ہو جائیں گی یہ مرض نوزائیدہ بچوں میں بہت ہوتا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے ارگی رول کا لوشن بچہ کی ولادت کے بعد ہی ڈالنا شروع کر دینا چاہئے۔ جو بنا بنایا ہوا انگریزی دوا فروشوں سے تیار مل سکتا ہے وہ دس فی صدی والا حل لینا چاہئے۔ بورک ایسڈ لوشن آنکھوں ... کے ... کے ... کے لئے بہت مفید ہوتا ہے

چنانچہ یہ روشن تین تین یا چار چار گھنٹہ بعد ڈراپر سے آشوب چشم کے مریض کے آنکھوں میں چند قطرے ڈالا جائے۔ بلکہ بہتر یہ طریقہ ہے کہ شیشہ کا ایک آنکھ کی شکل کا چھوٹا سا گلاس جو انگریزی دوا فروشوں سے مل سکتا ہے اس میں بورک ایسڈ کا حل ڈال کر آنکھ پر لگائیں اور بار بار اس کے اندر آنکھ جھپکیں۔ ایک آسان ترکیب شیشہ نہ ملنے کی صورت میں یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح صاف دھو کر ایک ہتھیلی میں قدرے روشن لیں اور اس میں ایک آنکھ کئی بار جھپکائی جائے اور پھر دوسری ہتھیلی میں دوسری آنکھ مگر اس بات کا خیال رہے کہ دونوں آنکھیں ایک ہتھیلی میں اس طرح نہ دھوئیں ورنہ ایک آنکھ کے خراب اثر سے دوسری بھی بیمار ہو جائے گی۔ چند منٹ اس طرح کیے جاؤ پھر روشن فی صدی کا ارگی رول کا روشن آنکھوں میں ڈالو۔ اگر یہ دونوں چیزیں میسر نہ آئیں تو ایک پیالی پانی میں ایک چھوٹا چمچہ نمک ڈال کر حل کر لو اور ابال کر ٹھنڈا کر لو اور متذکرہ بالا طریق پر استعمال میں لاؤ۔ مگر علاج کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ ہر بات میں صفائی مد نظر رہے ورنہ جلد فائدہ نہ ہوگا۔

کُکرے۔ آنکھ کے تمام امراض میں یہ بہت خطرناک مرض ہوتا ہے۔ جو پپوٹے بدل کر دیکھو تو وہ بے شمار ننھے ننھے دانوں سے بھرے ہوئے دکھائی دیں گے۔ اسکا علاج بھی وہی ہے جو آشوب چشم کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے علاوہ اس کے کاپر سلفیٹ کا حل بھی استعمال کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی متعدی مرض ہے اس لئے ڈاکٹری معائنہ کی ہی ضرورت ہے۔

پلکوں کے کناروں پر سوزش۔ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلے گرم پانی سے آنکھیں دھو کر خشک کپڑے سے کھرنڈ صاف کرو۔ اور اگر ٹوٹے پھوٹے بال ہوں تو نکال ڈالو۔ پھر یہ مرہم بنا کر رکھو اور رات کو لگاتے جاؤ جس کی ترکیب یہ ہے چار گرین زرد اکسائیڈ آف مرکری ایک بڑا چمچہ ویزلین میں اچھی طرح ملا کر مرہم بنائیں اور روزانہ رات کو پپوٹوں پر لگاتے جائیں۔

گوہری۔ جو ایک ننھی سی پھنسی کی طرح نکل آتی ہے۔ اگر یہ پھڑیا جسے رانجنواڑی بھی کہتے ہیں اکثر نکلتی رہے تو کسی تجربہ کار معالج چشم کے پاس ہی جانا چاہئے۔ تاہم خانگی علاج یہ ہے کہ خوب گرم پانی سے پپوٹے کو دھوئیں اور پھڑیا میں اگر بال ہو تو اسے کھینچ کر نکال ڈالیں پھر بال نکلے ہوئے سوراخ میں کسی تنکے سے ٹنکچر آیوڈین لگا دیں۔ اور جب پھڑیا سے پیپ نکلتی ہو تو زرد اکسائیڈ آف مرکری کا مرہم لگائیں جو پپوٹوں کی سوزش کے واسطے مذکور ہوا ہے۔

دور بینی۔ کوتاہ بینی اور درد چشم۔ یہ شکایتیں بھی امراض میں شمار ہوتی ہیں۔ قدرتاً انسان کی بصارت ایسی ہونا چاہیئے کہ کسی چیز یا اخبار و کتاب کو ایک فٹ کی دوری سے بلا تکان پڑھ یا دیکھ سکے

اگر کسی شے پر دکھائی دے تو بصارت میں نقص سمجھنا چاہیے۔ اگر پڑھنے کے وقت چھاپہ دھندلا نظر آئے پلکوں اور آنکھوں کے اوپر درد ہو یا سر درد کرنے لگے تو اس سے یہ اندازہ لگائیں کہ بینائی میں بالتحقیق نقص واقع ہوگیا ہے۔ فوراً کسی ماہر چشم طبیب کی طرف رجوع ہو جائیں جو آنکھوں کا معاینہ کر کے کوئی خاص مشورہ یا علاج کر سکے یا عینک تجویز کر دے۔ سڑک پر عینکوں کا بکس لیکر پھرنے والوں سے کبھی عینک لیکر استعمال نہ کی جائے۔ ایسا کرنا بجائے فایدے کے اور نقصان دہ ثابت ہوگا اور آنکھوں کو خراب کر دے گا۔ اس لئے کہ یہ لوگ آنکھوں کے امراض سے مطلق واقفیت نہیں رکھتے۔

مگر یہ واضح رہے کہ یہ سب صرف احتیاطی تدابیر اور معمولی امراض واس کے علاج ہیں۔ کسی خطرناک مرض یا ایسے امراض جو ورثہ پدری میں آنکھ کے حصہ میں آئے ہوں ان کے لئے آنکھیں کسی اچھے وتجربہ کار ڈاکٹر کے ہی معائنہ و علاج کی محتاج ہیں۔ ایسے وقت میں غفلت سے کام لینا بصارت کو ہمیشہ کے لئے برباد کر دے گا اور پھر عمر بھر کف افسوس ملنا پڑے گا۔

سردار محمدی بنت مرحوم نواب آف ائی لرنسی

میرا دل

اے دل تیری لا محدود فرمایشوں سے تنگ آگئی۔ تیری آرزوؤں سے اب اکتا گئی ہوں۔ تو میرے سینے میں رہ کر مجھ پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ تیری تڑپ مجھے پریشان کر دیتی ہے۔ اے نادان تو اتنا نہ مچل۔ میں نے بارہا تیرا کہا مانا۔ تیرے خوش رکھنے کی بیجا کوشش کی۔ لیکن سوائے ذلت و پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ تو ہمیشہ نیکی سے دور اور بدی سے نزدیک رہا۔

جب میں اپنے مالک حقیقی کی یاد میں مصروف ہونا چاہتی ہوں تو تُو اس وقت خدا جانے مجھ سے دور کہاں کہاں بھٹکتا پھرتا ہے۔ اور جب میں تیرے دام فریب میں آکر کسی کی غیبت کرنے پر آمادہ ہوتی ہوں۔ اس وقت تو میرے سینہ میں میٹھا مزے لیتا ہے۔ تو مجھے ہمیشہ گناہوں کے غار عمیق میں گرانے کی کوشش کرتا ہے۔

اے دل اگر تو مسرت حقیقی کا متلاشی ہے۔ تو اُسے تُو نیکیوں کے جزیرہ میں تلاش کر۔ خاکساری کی راہ اختیار کر۔ اس خانہ تاریک کو ہمیشہ نور ایمان سے منور رکھ۔ پھر اپنے مالک حقیقی کی یاد میں ایسا محو ہو جا کہ اس دنیائے ناپائدار کی کوئی ہوس تجھ میں باقی نہ رہے۔

بنت فیروز حسین برہانپور

عالمگیر جنگ کا ردِ عمل اور امن عالم کیلئے دُوَل یورپ کی مساعی

عالمگیر جنگ کی ہولناک تباہ کاریوں نے آج ساری دنیا کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور جنگ کے ہولناک چنگل سے بچنے کے لئے سلطنتوں کے کارفرما اور ملکوں کے راہنما اس مسئلہ کا حل عمل میں لانے کے لئے غور و فکر میں مشغول ہیں۔ نصرانیت کا دعویٰ ہے کہ امن عالم کا پہلا پیغام بیس صدی قبل دنیا کے سامنے حضرت مسیح نے پیش کیا تھا لیکن یہ دعویٰ اس وقت پورے طور پر تشنہ عمل ہو کر رہ گیا تھا جبکہ جرمنی نے قیصر ولیم کے اشارہ پر چلکر امن عالم کو جنگ کی چنگاریوں سے جلا کر خاک کر دیا تھا۔ اس چار سال کی قلیل مدت میں جبکہ دنیا عالمگیر جنگ کے شعلوں سے پھنکی جا رہی تھی۔ دنیا کی ان جابرانہ قوتوں کو اپنی بیچارگی کا احساس ہو گیا تھا جو اپنی دولت و قوت کے نشہ میں ایسی مدہوش تھیں کہ محض جنگ کا اشارہ ان کی جارحانہ کاروائیوں اور انسانیت سوز مظالم کے عمل میں آنے کے لئے کافی ہوا۔ چوتھے سال کے شروع ہوتے ہی اختتام جنگ کی تمنا اگلے دلوں میں پیدا ہو چکی تھی اور اختتام سال تک یہ تمنا منت کش تکمیل ہو کر رہی۔

امن عالم کی اہمیت کا احساس ہر شخص کو ہے اور اس کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس مسئلہ پر بحث کی جائے تہذیب و تمدن کے لئے امن اور صلح بہت ضروری اجزاء ہیں اور یہ صرف صلح و امن ہی کی خواہش تھی جس نے تہذیب انسانی کی بنیاد قائم کی لیکن ساتھ ساتھ ہی انسانی فطرت کی خامیوں نے امن عالم کے اصول کو کبھی زیر عمل نہیں ہونے دیا اور سلطنتوں نے بیجا حرص و طمع کا شکار ہو کر ہمیشہ جنگ کو جاری رکھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ چند صدی قبل کی فضاء موجودہ فضاء عالم سے بہت مختلف تھی اور اس وقت کسی ایسے اصول اور نظریہ پر غور کرنا ناممکن العمل تھا۔ بین الاقوامی تجارت اس حد تک مکمل نہ ہوئی تھی کہ مختلف ممالک کو اس زنجیر میں جکڑ دے۔ وسائل رسل و رسائل اور اقتصادی حالات کی نئی افتاد نے اب یہ ضرورت پیدا کر دی ہے۔ اگر جرمنی مالی مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا تو اس کا اثر ساری دنیا پر پڑا اور امریکہ اور انگلستان کی حکومتوں نے اپنی حالت کو مدنظر رکھ کر مدد کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ موجودہ زمانہ میں تمام ممالک ایک ہی اقتصادی اور مشینی سلسلہ میں مربوط ہیں اور اگر ایک کڑی بھی اس سلسلہ کی کمزور ہو گئی تو اس کا اثر سارے نظام پر پڑتا ہے۔ اس مضمون میں میرا مقصد ان کوششوں سے ناظرات عصمت کو روشناس کرانا ہے جو جنگ کو دنیا سے کلی طور پر ختم کرنے کے سلسلہ میں عمل میں لائی گئی ہیں۔ لیگ آف نیشنس League of Nations کے متعلق میرا ایک مضمون

[illegible] گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔ اس مضمون [illegible] خاص لحاظ رکھا گیا ہے کیونکہ فروری ۱۹۳۲ء میں جینوا میں دول عالم کا وہ عظیم الشان اور تاریخی اجتماع [illegible] والا ہے جس میں دنیا کو غیر مسلح کرنے کے مسئلہ پر غور و بحث کی جائے گی۔ عیسائیت اور اسلام کے پیغام امن کے لئے یہ پہلا موقع ہے جبکہ دنیا کی تمام قومیں خلوص نیت کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے [illegible]

دنیا کے بڑے ممالک اسلحہ بندی کے ناقابل برداشت مصارف کے بار کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور ساری دنیا آئندہ جنگ کے خوفناک تصورات سے ہراساں و ترساں ہے۔ انجمن اقوام عالم، بین الاقوامی عدالت کی کوششوں اور کیلاگ پیکٹ (میثاق) کے باوجود اقوام عالم اسلحہ کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اپنی آمدنی کا زر کثیر اس پر صرف کر رہے ہیں۔ دنیا اس وقت ہر سال تقریباً ڈیڑھ ارب روپیہ اسلحہ کی ساخت اور دیگر فوجی مصارف پر خرچ کر رہی ہے اور ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ انسان اس وقت پورے طور پر مسلح جنگ کے شعلوں میں کود پڑنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنگ اور امن کے گھوڑوں میں مقابلہ ہے اور ۱۹۳۲ء کی صلح کانفرنس کے نتائج پر اس امر کا انحصار ہے کہ اس مقابلہ میں فتح کس کے ہاتھ میں رہے گی۔ میثاق کیلاگ اس راہ کی پہلی منزل ہے جو طے کی جا چکی ہے اور جسے دنیا فال نیک سمجھ رہی ہے اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میثاق کے ضروری اجزا کی تفصیل دیدی جائے۔

اس میثاق کے پہلے دفعہ کے مطابق ان سلطنتوں نے جنہوں نے اس پر اپنے دستخط ثبت کر دئے ہیں۔ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ وہ بین الاقوامی قضیوں کے فیصلہ کے لئے جنگ کو ہمیشہ قابل ملامت سمجھیں گے اور آپس کے تعلقات کے سلسلہ میں بھی اسکو قومی پالیسی میں کوئی جگہ نہ دینگے۔ دوسرے دفعہ کے مطابق ان سلطنتوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ بین الاقوامی قضیوں کے فیصلہ میں خواہ وہ کسی طرح کے ہوں اور خواہ ابتدا کسی طرح ہوئی ہو ہمیشہ امن پسندانہ رویہ اختیار کرینگی۔

پریسیڈنٹ ہوور جو جمہوریہ امریکہ کے موجودہ صدر ہیں جنہوں نے اس سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دی ہے گیارہ نومبر ۱۹۲۹ء کو آرمسٹس ڈے ARMISTICE DAY. کے موقع پر جبکہ تمام عالم میں اختتام جنگ کی یادگار منائی جا رہی تھی دنیا کو جو پیغام دیا وہ ہر لحاظ سے اس قابل ہے کہ تاریخی اہمیت حاصل کرے مسٹر ہوور نے لوگوں کی توجہ ان عناصر کی طرف منعطف کرائی تھی جو افواج عالم اور ملکوں کے بحری بیڑوں سے زیادہ قوی ہیں اور ضروری ہے کہ اس عالم کے سلسلہ میں سب سے پہلے ان پر غور کیا جائے اسلحہ سازی کو محدود کرنے سے زیادہ ضروری ہے کہ قوموں کے آپس کے تعلقات میں دوستی اور ہمدردی کی روح پھونکی جائے۔ عزت، اعتماد

باہمی اور ایک دوسرے کی قدر و منزلت کے جذبات پیدا کئے جائیں اور یہی صلح اور امن عالم کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ ایسی فضا میں جہاں یہ عناصر موجود ہوں آپس کے تنازعے اور مباحث رفتہ رفتہ محض علمی بحث کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ دوستی۔ اور ہمدردی عزت اور اعتماد کے جذبات فطری طور پر ان قوموں میں پیدا ہوتے ہیں جو کمزور اور مدد کے قابل ہیں اور عزت انصاف اور خلوص کی سطح پر مشترکہ سلطنتوں کے مابین امن اور عزت کی بنیادیں قایم کی جا سکتی ہیں۔ موجودہ سیاست کی تاریخ میں یہ اصول بہت اہمیت رکھتا ہے زمانہ گذرنے کے بعد جنگ کی ہولناکیاں اور تباہ کاریاں دماغ سے محو ہو جاتی ہیں اور اکثر اوقات یہی چیز جو ہوا جنگ کے زمانہ میں صلح کا محرک ہوا کرتا ہے۔ عالمگیر جنگ کے اثرات ابھی تک دماغ میں تازہ ہیں اور ابھی سے ماتحت صلح عالم کے قیام کے مختلف کوششیں کہ ہے بر گوشے عمل میں لائی گئیں ہیں۔ ایک خاص قسم کی گولیاں جنہیں ڈم ڈم بلٹ DUM DUM BULLET کہا جاتا ہے جو بہت زیادہ تباہ کن ہیں انکا استعمال متفقہ طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے زہریلی گیس کا استعمال بھی بین الاقوامی طور پر ممنوع کر دیا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ جنگ کو اخلاقی اصولوں کے ماتحت جایز رکھا جائے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ جنگ کو سرے سے ختم کر دیا جائے۔

سنہ ۱۸۱۷ء میں برطانیہ اور ممالک متحدہ امریکہ کے درمیان معاہدہ رش بگوٹ کے مطابق یہ بات طے ہوئی تھی کہ کناڈا اور ممالک متحدہ کے سرحدی دریاؤں اور جھیلوں میں دونوں حکومتوں کے بیڑوں کو محدود رکھا جائے یہ معاہدہ آجتک قایم ہے۔ اس کے خلاف کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا ہے جس سے کسی کو شکایت پیدا ہو۔ امن عالم کے سلسلہ میں بھی دونوں سلطنتیں پیش پیش نظر آ رہی ہیں چنانچہ انیسویں صدی میں بھی یہ خیال ان حکومتوں کے پیش نظر تھا۔ سنہ ۱۸۹۹ء اور سنہ ۱۹۰۷ء کی ہیگ کانفرنسوں نے جنگ کے متعلق اپنے قوانین و قواعد مرتب کئے تھے جو بین الاقوامی طور پر تسلیم کئے گئے اور جن پر آجکل بھی کم و بیش عمل ہو رہا ہے۔ ان کانفرنسوں کی کارروائیوں اور انکے نتائج کا اس زمانہ میں مضحکہ اڑایا گیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ امن عالم کی شاہراہ پر ان کانفرنسوں اور معاہدوں نے سنگ منزل کا کام کیا ہے۔

انجمن اقوام عالم کے قایم کرنے والوں نے ابتدا ہی میں اس مسئلہ پر غور کر لیا تھا کہ اگر یہ جماعت کامیاب ہو سکتی ہے تو وہ اسی صورت میں کہ حکومتوں کو فوجی مصارف اور اسلحہ سازی میں تخفیف کرنے پر مجبور کیا جائے چنانچہ اس دستاویز کی آٹھویں دفعہ میں جس کے ذریعہ یہ جماعت قایم ہوئی صراحتاً یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ حکومتوں کو اسلحہ جات میں اسقدر تخفیف کر دینی چاہیئے جو انکی قومی ضروریات اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوں۔ لیگ کے ممبروں نے اقرار کیا تھا کہ وہ اپنی فوجی پوزیشن سے ایک دوسرے کو باخبر رکھیں گے۔

معاہدہ ورسائی کے مطابق جرمنی کی فوجی قوت جبراً توڑ ڈالی گئی۔ اتحادی حکومتوں نے بھی باہمی طور پر اس بات کا اقرار کیا کہ جرمنی کی تخفیف اسلحہ جات دوسری حکومتوں کی تخفیف اسلحہ کی ابتدائی منزل ہوگی۔ چنانچہ جرمنی متواتر اتحادی حکومتوں کو ان کے اس ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے اور تخفیف اسلحہ جات کی آئندہ کانفرنس میں جرمنی پیش پیش ہے۔

امن عالم اور تخفیف اسلحہ کی تحریک میں کافی کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ ۱۹۲۱-۲۲ء کی واشنگٹن کانفرنس کے مطابق امریکہ، انگلستان، جاپان، فرانس اور اٹالیہ کے بڑے جنگی جہازوں کے وزن اور وسعت میں کافی تخفیف کی جا چکی ہے۔ ہوائی جہازوں کے وزن اور وسعت میں از بس قبل تخفیف کی جا چکی ہے اور زیر آب رہنے والے جہازوں اور کشتیوں کے استعمال کے متعلق بھی قواعد مرتب کئے جا چکے ہیں۔ تخفیف اسلحہ جات کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ۱۹۲۷ء میں جنیوا میں ایک کانفرنس منعقد ہونے والی تھی لیکن فرانس اور اٹالیہ نے اس میں شرکت نہ کی۔ لیکن امریکہ، برطانیہ اور جاپان نے اس مسئلہ پر اسی موقع پر غور کیا اور گو کوئی معاہدہ مرتب نہ کیا جا سکا لیکن اس سلسلہ کی مشکلات کا اندازہ ہو گیا اور ۱۹۳۰ء کی لندن کانفرنس کے لئے راہ تیار ہو گئی۔ مسٹر میکڈانلڈ نے قلمدان وزارت ہاتھ میں لیتے ہی اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ کی اور امن عالم اور بین الاقوامی اتحاد کے سلسلہ میں ان کی کوششیں بہت قابل قدر ہیں۔ ۱۹۳۰ء کی کانفرنس میں زیادہ تر ہلکے جہازوں کی وسعت اور وزن کو محدود کرنے پر توجہ صرف کی گئی اور تین ہفتہ کی لگاتار کوشش کے بعد ایک معاہدہ مرتب کیا گیا لیکن یہ معاہدہ بھی امریکہ، برطانیہ اور جاپان تک محدود رہا کیونکہ فرانس و اٹالیہ نے اس وقت کے مقرر کردہ اعداد و شمار کو قبول نہیں کیا۔ لیکن اس کانفرنس کے بعد بھی گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا اور ابھی تک جاری ہے۔ قوی امید ہے کہ ۱۹۳۵ء کی کانفرنس میں کوئی ایسی صورت پیش کی جا سکے جو ان دونوں حکومتوں کے لئے بھی قابل قبول ہو۔ ۱۹۳۰ء کی کانفرنس کا آغاز جارج پنجم نے خود اپنے ہاتھوں کیا تھا اور ڈیلیگیٹوں کی تقریروں کو لاسلکی کے ذریعہ مختلف ممالک تک پہنچایا گیا تھا۔

خشکی اور ہوائی اسلحہ جات کی تخفیف کے متعلق ابھی تک کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھایا گیا ہے جسے اہم کہا جا سکے لیکن انجمن اقوام عالم کا ایک خاص صیغہ اس مسئلہ کی طرف اپنی پوری توجہ صرف کر رہا ہے۔ مسٹر ہیو گبن امریکی نمایندہ HUGH GADSON نے اس سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دی۔ اس صیغہ نے جس کا نام PREPARATORY COMMISSION FOR A WORLD CONFERENCE ON BSARMAMENT. ہے اعداد و شمار جمع کئے ہیں اور خوشی کی بات یہ ہے کہ روس نے جو لیگ کی کارروائیوں سے ہمیشہ الگ رہتا ہے۔ اپنے اعداد و شمار خود بخود بھیجے ہیں۔ جرمنی کے بیشمار تقاضوں کے بناء پر تخفیف اسلحہ جات کی

عالمگیر کانفرنس کے انعقاد کی تاریخ فروری میں مقرر ہو چکی ہے اور اس کے صدر مسٹر آرتھر ہینڈرسن ہوں گے ہم سے ناظرات عصمت واقف ہوں گی کیونکہ یہ مزدور پارٹی کے سب سے بڑے رہنما ہیں اور [illegible] انتخابات کے موقعہ پر شکست نہیں ہوئی تھی منتخب ہوئے ہیں۔ تخفیف اسلحہ اور امن عالم کے سلسلے میں [illegible] لارڈ سیسل جنہوں نے اپنی زندگی اس تحریک کے لئے وقف کر دی ہے ایک ایسی صورت پیش کی ہے جو بہت زیادہ پسند کی گئی ہے اور لیگ کے کمیشن کی طرف سے یہی اسکیم بطور قرارداد پیش ہو گی۔ اس کے مطابق اسلحہ جات کی تخفیف اور حد بندی کے بجائے ان اخراجات میں ۲۵ فی صدی کمی کی جائے گی جو فوجی محکموں پر حکومتیں خرچ کرتی ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ ۱۹۳۲ء میں جو فوجی اخراجات ہوں گے ۱۹۳۳ء میں ان میں ۲۵ فی صدی کمی کی جائے گی۔ یہ طریقہ زیادہ سہل العمل اور قابل قبول سمجھا گیا ہے۔

تخفیف اسلحہ جات اور امن عالم ایک بہت مشکل مسئلہ ہے ضرورت ہے کہ سیاست دانوں کی کوشش کے دوش بدوش صلح پسند اور امن کی قدر کرنے والے حضرات اپنی توجہ اس طرف منعطف کریں اور اس تحریک کی باضابطہ طور پر اشاعت کی جائے۔ ۱۹۳۲ء کی کانفرنس کی کامیابی کا زیادہ تر دارومدار رائے عامہ پر ہے یعنی دنیا واقعی حقیقی تخفیف اسلحہ اور آیندہ عالم کو ضروری سمجھتی ہے یا نہیں؟ اس تحریک کی اشاعت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ قومیں بھی جو اس سلسلہ میں آنا نہیں چاہتیں اس طرف توجہ کریں گی اور [illegible] کے دباؤ سے اثر پذیر ہو کر امن عالم کی بنیاد رکھنے میں مدد دیں گی۔ تخفیف اسلحہ جات کی یہ عالمگیر کانفرنس حقیقی معنوں میں تہذیب انسانی کے لئے کسوٹی کا کام کرے گی۔ غلامی دنیا سے مٹ چکی ہے۔ جنگ ممکن ہے اسی طرح دنیا سے رخصت ہو سکے! اینسٹین۔ EINSTEIN جو دنیا کا اس وقت سب سے بڑا سائنسدان ہے امن عالم کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے اور اس نے دوسرے سائنسدانوں کے نام ایک پیغام شایع کیا ہے جس میں اس نے ان سے استدعا کی کہ وہ کسی ایجاد یا تحقیق میں حصہ نہ لیں جو امن عالم کے لئے مضر ثابت ہو۔ انگلستان اور امریکہ میں بھی اس تحریک کی اشاعت ہو رہی ہے اور وہاں ایسے ادارہ قایم کئے جا رہے ہیں جو امن عالم قایم کرنے میں رائے عامہ کو بیدار کر کے مدد دیں۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان میں بھی یہ سلسلہ جاری کیا جائے اور عورتیں خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ کریں کیونکہ یہ کام وہ خوب کر سکتی ہیں۔ اسلام بھی دنیا کے لئے امن کا پیغام لایا تھا اور ضرورت ہے کہ دنیا اسلام کی اس تعلیم کا عملی مظاہرہ کیا جائے اور یہ مذہب کی بہترین خدمت ہو گی۔

شہر بانو از اورنگ آباد

جواب طلب امور کے لئے جوابی پوسٹ کارڈ یا دو پیسے کے ٹکٹ بھیجئے۔ منیجر

اپنی بیماری

تیمارداری کے متعلق ہزاروں مضمون لکھے جاتے ہیں جن میں اس قسم کی ہدایتیں ہوتی ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی خدمت اس طریقے سے کرنی چاہئے۔ اس کے دوا اور پرہیز وغیرہ کا اس طرح انتظام کرنا چاہئے لیکن یہ سب باتیں اسی وقت مفید ہو سکتی ہیں جب مریض تیمارداروں کے کہے کو مانے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ تیمارداروں کی سخت محنت اور خدمت کے باوجود بھی بیماری کے رفع ہونے میں بہت عرصہ لگ جاتا ہے۔ مریض کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور ڈاکٹر حیران ہو کر دواؤں پر دوائیں بدلتے ہیں مگر فائدہ نہیں ہوتا۔ تکلیفیں بڑھتی جاتی ہیں اور کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ ایسی حالتوں میں جب بہت کوشش سے پتہ چلایا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مریض چھپ چھپ کر بدپرہیزی کرنے کا عادی ہے اور اس طرح اپنی تکلیفوں کو آپ ہی بڑھاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بیوی کو ضعف معدہ کی شکایت تھی۔ برابر دست آتے تھے اور کوئی چیز ہضم نہ ہوتی تھی ڈاکٹروں نے صرف دودھ اور ساگودانہ بتایا تھا جس سے وہ سخت چڑتی تھیں اور ہمیشہ کھانے کے وقت ایک آفت برپا ہوتی تھی کہ رو رہی ہیں چیخ رہی ہیں اور دودھ نہیں پیتیں۔ ایک ایک کر کے سارے گھر والے آتے اور خوشامد کرتے جب کہیں جا کر وہ ذرا سا دودھ ساگودانہ کھاتیں اور پھر دیر تک رونے دھونے کا سلسلہ جاری رہتا غرض کھانا کیا ہوتا تھا درد سر اور اختلاج کا پورا سامان ہوتا تھا لاکھ سب سمجھاتے کہ اپنی طبیعت خراب کرنے سے کیا فائدہ لیکن وہ ایک نہ سنتیں۔ آخر جب ڈیڑھ دو مہینے میں انہیں کچھ فائدہ کی صورت نظر آئی اور مونگ دال شوربہ پھلکہ ملنے لگا تو بجائے اس کے کہ مطمئن ہوتیں اور خدا کا شکر کرتیں اور بھی کھانے کی ہوس بڑھی۔ اب ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ چٹ پٹی بھجیاں اور چپڑی روٹی کھائیں۔ اچار چکھیں لیکن ڈاکٹر صاحب نے صرف دو پھلکوں کے چھلکے بالکل شوربہ یا دال میں بھیگے ہوئے بتائے تھے۔ اس لئے نہ تو اس سے زیادہ دیا جا سکتا تھا نہ اور کوئی چیز کھانے کو مل سکتی تھی۔ مریضہ نے اتنے اناج کے سہارے پر دودھ بالکل چھوڑ دیا اور زیادہ کمزوری بڑھنے لگی۔ گھر کے سب لوگ حیران تھے مگر کر ہی کیا سکتے تھے۔ آخر ایک دن ان کی طبیعت بہت بگڑ گئی دست زیادہ آئے غشی کی سی حالت ہونے لگی آخر معلوم ہوا کہ انہوں نے چھپا کر کوئی سخت چیز کھائی تھی۔ جس کا نتیجہ یوں بھگتا کہ وہ جو ذرا نمکین کھانا ملنے لگا تھا وہ بھی دس بارہ دن تک بند رہا۔ اور گھر والوں پر ان کی نگرانی کا ایک اور کام بڑھا۔ اور سخت

میں بھی اشارہ دو تین مہینے میں اچھی ہو گئیں یہ بھی غنیمت ہوا کہ گھر میں ان سے بڑھ کے کوئی کام کرنے میں دقت نہیں ہوئی اور اچھی ہو گئیں۔ اگر کہیں وہ خود سب سے بڑی ہوتیں تو بہت مشکل ہوتی بچوں کو ڈانٹ لیتیں اور جلدی جاتا دکھائی نہیں دیتیں۔

ایک جگہ ہمارے ایک دوست کے بھائی رہا کرتے تھے خاصے سمجھدار آدمی تھے، سنگرہنی کے مرض میں مبتلا تھے لیکن بیچارے کسی حسرت کے ساتھ روٹی لیتیں کہ دیکھا نہیں جاتا تھا اور کہتی تھیں کہ ہمارے یہاں پرہیز کرتے ہی نہیں۔ فائدہ کیسے ہو اور ایسی ایسی چیزیں مانگتے ہیں جن کی طرف پہلے کبھی نظر اٹھا کے نہیں دیکھتے تھے ہم لوگ کہتے ہی ہاتھ پیر جوڑتے ہیں مگر کچھ خیال نہیں کرتے" اپنے وطن میں انکا یہی حال رہا پھر کچھ دن بعد کسی اور جگہ ایک ماہر حکیم کا علاج کرنے گئے تو اپنے ایک دوست کے ہاں ٹھہرے وہاں مروت اور لحاظ میں پرہیز ہو گیا اور خدا کے فضل سے اچھے ہو گئے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ ذی اختیار لوگوں کی بیماری بہت دیر اور مشکل سے جاتی ہے۔ ہمارے یہاں خود ایسے واقع ہو چکے ہیں اور اس کا یہاں تک بندوبست کیا گیا کہ گھر میں سوائے پرہیزی کھانوں کے اور کچھ پکتا ہی نہیں تھا اور سب وہی کھاتے تھے۔ لیکن پھر بھی بد پرہیزی کی روک نہ ہو سکی۔ ایسی حالت میں مریض کو خود ہی اپنے دل پر اختیار رکھنا چاہیئے اور خیال کرنا چاہیئے کہ ایک وقت تھا جب ہم خود دوسروں کی ایسی باتوں پر اعتراض کرتے تھے اور انہیں سمجھاتے تھے۔ اور ان کا نہ ماننا کتنا ناگوار گزرتا تھا دوسرے اپنے تیمارداروں کے ساتھ بھی ہمدردی ہونی چاہیئے کہ وہ لوگ کس قدر زحمت اٹھاتے ہیں اور کم سے کم ان کی محنت اور پریشانی ہی کا خیال کر کے ان کا کہنا مان لینا چاہیئے۔ اور یہ صرف کھانے پینے ہی پر منحصر نہیں بلکہ اور بھی ہزاروں باتیں ایسی قسم کی ہوتی ہیں۔ جیسے شام کے وقت دیر تک باہر بیٹھے رہنا جن سے سردی لگ جانے کا ڈر ہو ٹھنڈک کے وقتوں میں گرم کپڑا نہ پہننا اور خواہ مخواہ کسی دلچسپی کے کام یا پڑھنے میں دیر تک سر کھپا کر تھک جانا۔ ایسی سب باتوں کا خمیازہ بیچارے تیمارداروں کو بھگتنا پڑتا ہے تکلیف مریض کو بھی ہوتی ہے لیکن انہیں دوہری تہری مشکل اٹھانی پڑتی ہے۔ دلی پریشانی، ہاتھ پیروں کی محنت، اور بعض اوقات مالی خرچ اور زیر باری یعنی کوئی شکایت اس قدر تکلیف دہ ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر کو بلانا لازمی ہوتا ہے ان سب باتوں کے علاوہ بعض مریضوں کا مزاج اس قدر چڑچڑا ہو جاتا ہے کہ تیماردار کتنا ہی اچھے سے اچھا کام کریں انتہا درجے کے فرمانبردار اور مزاج داں ہوں مگر ان کی ہر بات پر غصہ بھی چلا آتا ہے اور صبح سے شام تک ہر وقت انہیں سخت مصیبت کے میں گزرتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس چڑچڑے پن کا باعث بیماری ہی ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی انسان کو اپنے مزاج پر کچھ نہ کچھ قابو رکھنا چاہیئے۔ یہ بدمزاجی صرف تیمارداروں ہی کے لیے مصیبت نہیں بلکہ مریض کی حالت پر بھی

اسکا بہت خراب اثر ہوتا ہے۔ ہر وقت غصہ کر کرکے خون جوش کھاتا رہتا ہے۔ اور غصے میں فتور پڑ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بیماری کی طبیعت چڑ چڑی ہو جاتی ہے۔ مریض کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیماری یا تو میری بے احتیاطی کا نتیجہ ہے یا قسمت کا دکھ ہے۔ اس میں ان بچاروں کی آخر کیا خطا ہے یہ تو میرے ساتھ نیکی ہی کر رہے ہیں کہ دن رات خدمت میں لگے ہوتے ہیں ورنہ اگر یہ اس وقت میں الگ ہو جائیں تو میری کیا حالت ہو۔ یہ ضرور ہے کہ یہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے قدرتی محبت انھیں اس پر مجبور کرتی ہے کہ جو کچھ بھی مصیبت پیش آئے انہیں گوارا کریں لیکن اس محبت کا یہ بدلہ تو بہت ہی افسوسناک ہے کہ انہیں ہر وقت برا بھلا کہا جاتے اور ہر ایک کے آگے ان کی شکایتیں کی جائیں۔ برعکس اس کے بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ بیماری کے دنوں میں تندرستی کے زمانے سے بھی زیادہ خوش مزاجی اور مہربانی کا اظہار کرتے ہیں اور اس طرح ان کی تیمارداری میں خدمت کے ساتھ ساتھ سب کی دلی دعائیں بھی شامل ہوتی ہیں۔

ایک دفعہ ایک صاحب کو فصلی بخار آرہا تھا اور تمام جسم میں درد تھا۔ بیوی دودھ ساگودانہ لیکر آئیں اور کشتی پلنگ پر رکھکر کٹوری پانی پینے ہی ہی تھیں کہ وہ اٹھ بیٹھے۔ ان کا اٹھنا تھا کہ کشتی ایک طرف کو جھک گئی اور دودھ ساگودانہ شکر سب چیزیں پلنگ پر گر پڑیں۔ ان کے کپڑے وغیرہ بھی بھر گئے۔ بیوی گھبرا گئیں لیکن وہ خود مسکراتے ہوئے پلنگ پر سے اتر آئے اور جلدی سے کمرے میں جاکر اپنے کپڑے وغیرہ بدلے۔ پھر بیوی سے کہنے لگے کہ "کیا تمہیں اس وقت بیٹھے بٹھائے کی زحمت ہوئی ہے۔ مجھے خیال ہی نہ رہا کہ ذرا کشتی کو پکڑ لیتا یا ابھی نہ اٹھتا" حالانکہ اس وقت غلطی بیوی ہی کی تھی کہ اتنی دیر پہلے سے کشتی پلنگ پر رکھدی لیکن ان کی پریشانی اور گھبراہٹ دیکھکر میاں نے اسے اپنے ہی اوپر لے لیا۔ اختیار والوں اور گھر کے بڑوں کو اپنا مزاج ایسا ہی رکھنا چاہئے ایسا مزاج صاحب خانہ کی خوش اقبالی کی نشانی ہے۔

۱-و

نصب العین

زندگی میں کامیاب ہونے کے لیے نصب العین رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ انسان کامیاب اور پُر مسرت زندگی بسر کر سکے۔ حقیقت میں عمدہ زندگی کا دار و مدار اسی سے ہے۔ غرض زندگی کا کامیاب یا ناکامیاب ہونا۔ خوشی یا غمی سے لبریز ہونا۔ سکون یا بے اطمینانی کا میسر ہونا سب انسان کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر ہم عمدہ نصب العین مدِنظر رکھیں گے۔ اور اُس تک پہنچنے کے لیے استقلال و علو ہمتی سے کام لیں گے۔ تو یقیناً کامیاب ہونگے۔ ورنہ ہماری زندگی یوں ہی بسر ہوگی۔

نصب العین ہمیشہ اعلیٰ ہونا چاہیے۔ گو اُس تک پہنچنے کے لیے کتنے ہی مصائب کا سامنا کیوں نہ ہو۔ ان مصائب کو برداشت کرنے والے ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچتے ہیں۔ اور آسمانِ شہرت پر مثل درخشاں ستاروں کے روشن ہوتے ہیں۔ دُنیا میں کامیاب ہونے کے لئے لازم ہے۔ کہ واحد مقصد مدِنظر ہو۔ ایک کمزور شخص جو اپنی تمام طاقتوں کو ایک ہی مقصد پہ مبذول کرتا ہے۔ بہ نسبت ایک طاقتور شخص کے جو بہت سے کاموں کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

جب کسی چٹان پر قطرہ قطرہ لگاتار گرتا ہے۔ تو اس میں شگاف کر دیتا ہے۔ لیکن ایک بڑا دریا اس پر سے جلدی سے گذر جاتا ہے۔ اور کوئی نشان نہیں چھوڑتا۔

حیرت کا مقام ہے۔ کہ ایک ہی مقصد رکھنے والوں کا بہت مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ اور اسکو مجنون کے پُر افتخار خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ مگر جب یہی شخص کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو مذاق کرنے والے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ اور اس کی کامیابی خوش قسمتی تصور کی جاتی ہے۔

انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے۔ A ROLLING STONE GATHERS NO MOSS اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جو شخص کوئی فن آتے ہوں۔ لیکن اپنی چلبلی طبیعت کی بدولت کسی میں بھی مہارت حاصل نہ کر سکا ہو۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن برعکس اس کے وہ شخص جو ایک ہی فن میں کامل ہو۔ اکثر شہرت حاصل کرتا ہے۔

کچھ عرصہ گذرا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ ایک شخص کسی تاجر کے پاس بغرضِ ملازمت گیا۔ تاجر نے دریافت کیا کہ وہ کیا جانتا ہے۔ تو اس شخص نے جواب دیا۔ میں کچھ عرصہ فوج میں ملازم رہا ہوں۔ بعد ازاں میں نے بساطی کی ایک چھوٹی سی دوکان کھول لی۔ مگر جلدی ہی میرا ملن اُچاٹ ہوگیا۔ پھر میں

ایک وقت میں کسان کچھ مدت کام کرتا رہا۔ پھر ایک کسان کا شریک بن گیا۔ مگر کام کی سختی کی وجہ سے اسے بھی چھوڑنا پڑا۔ اور اب جناب کے پاس آیا ہوں"

تاجر نے یہ تمام حالات سُن کر ملازمت دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا: "اگر تم ایک ہی پیشہ اختیار کیے رہتے۔ تو تم ہرگز اس طرح نہ بھٹکتے پھرتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارے مدِنظر کوئی نصب العین نہیں۔ اور میں ایسے شخص کو اپنا ملازم بنانا پسند نہیں کرتا۔"

سرور جہاں از بہاولپور

گلبانگ شب

آ رہی ہوں گیسوئے مشکیں کو لہراتی ہوئی
اپنے بازو عالمِ خاکی پہ پھیلاتی ہوئی
جامِ رنگیں سے شرابِ خواب چھلکاتی ہوئی
تارِ سازِ بربطِ آرام تھراتی ہوئی
آ رہی ہوں نغمۂ خواب آفریں گاتی ہوئی

میری آمد باعثِ افزائشِ حسرت کہیں
موجبِ طغیانیٔ سیلِ بیم و بہجت کہیں
جاگ اُٹھتی ہے کسی خوابیدہ کی قسمت کہیں
عیشِ عمر کی چاندنی دنیا پہ چھٹکاتی ہوئی
آ رہی ہوں نغمۂ خواب آفریں گاتی ہوئی

تھا دراز تر رہِ مغرب سے خستہ آفتاب
بسترِ راحت کا خواہشمند تھا، عزت مآب
میں سُلا آئی ہوں اُسکو چھیڑ کر اپنا رباب
سازسے اپنے خمارِ خواب برساتی ہوئی
آ رہی ہوں نغمۂ خواب آفریں گاتی ہوئی

چودھویں کا چاند تھا منظر پہ جلوہ گری
تا تجلی زار ہو دنیا یہ ظلمت سے بھری
ایک رہبر کی تھی حاجت ایک بہرِ رہبری
اس کی ساری مشکلیں آسان کرواتی ہوئی
آ رہی ہوں نغمۂ خواب آفریں گاتی ہوئی

کوکبِ انجم ضیاء مہر سے مستور تھے
ضو چکانی کے لئے مضطر دلِ مجبور تھے
لطفِ سیرِ گلشنِ عالم سے وہ مہجور تھے
دے کے اذنِ لمعہ خیزی قصرِ غم ڈھاتی ہوئی
آ رہی ہوں نغمۂ خواب آفریں گاتی ہوئی

میری آمد سے جہاں کی شورشیں خاموش ہیں
کاوشیں یاس و الم کی صد سکون بردوش ہیں
نیند کے دامن میں سب غمناسخ رغم روپوش ہیں
میں فضا میں بیخودی کے پیچ و خم کھاتی ہوئی
آ رہی ہوں نغمۂ خواب آفریں گاتی ہوئی

عابدہ بیگم رعنا رام پور اسٹیٹ

گندم خوری

عقلمندی خدائے برتر کی ایک نعمت ہے بشرطیکہ ہم اس کے صحیح استعمال سے واقف ہوں۔ اور حد سے سے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ مگر ضرورت سے زیادہ عقلمند ہونا۔ نام ہے۔ حدود عقل سے نکلکر سرحد طاقت پر تاخت وتاراج شروع کر دینے کا اور یہی ملک گیری کی ہوس۔ ہمیں اس مافوق الفطرت ہستی کے قالب میں ڈھالکر دنیا سے روشناس کراتی ہے۔ جسے عرف عام میں "پیر" یا سجادہ نشین، کہا جاتا ہے۔ اگر حضرت آدمؑ کی نیت جنت کی بے نظیر نعمتوں کو کھاکر، سیر ہو جاتی۔ تو گندم خوری کی بدولت بہشت سے اخراج نہ ہوتا۔ مگر انسان کی فطرت میں ہی اضطراب اور بے چینی۔ اور نامعلوم اشیا کی تحقیق ودیعت کی گئی ہے۔ اسی نے پہلے حوا کو فریب شیطانی میں مبتلا کیا۔ اور آخر میں آدم علیہ السلام کو۔ انکا قصہ انکے ساتھ ختم ہو گیا۔ مگر عورت آج تک اس جذبہ منافرت وعناد کا تختہ مشق بنی ہوئی ہے۔ حالانکہ جرم تقریباً یکساں تھا۔ تھوڑے سے وقفہ نے مرد کو منتظم اور عورت کو مجرم بنا دیا۔ ستم ظریفی دیکھئے۔ باوجود جذبہ انتقام کے عورت و مرد دونوں کو قدرت نے ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم بھی بنایا۔ انجام یہ ہوا۔ کہ کمزوری قویٰ۔ واحساس پسماندگی نے عورت کو مرد کے جوش انتقام کے سامنے مرعوب ہو کر سر تسلیم خم کر دینے پر مجبور کیا۔ پھر بھی ثمر ممنوعہ جو باعث نزاع وتباہی تھا۔ بدستور مستعمل رہا۔

اسے ترک کرنے کا خیال ہی کبھی نہ آیا۔ زمانہ نے کروٹ لی ہے جاہلیت اور قدامت پرستی کا دور گذر چکا ہے۔ ہر نئی چیز اور نئی شے۔ مرغوب طبع ہوتی ہے۔ ساتھ ہی عورت بھی، نسوانیت کا چولہ اتار کر مردانے بھیس میں منظر عام پر آجانے کے لیے بیقرار ہے مگر مرد جانتا ہے کہ یہ مصنوعی لومڑی جب شیرنی بنکر نکلے گی۔ تو میری سلطنت وجبروت کے پرخچے اڑا دے گی۔ اور جامہ فرعونیت کو پارہ پارہ کر ڈالے گی۔ بس خیال سے قدم قدم پر روڑے اٹکاتا ہے۔ جگہ جگہ مذہب خدا رسول کا واسطہ دلاتا ہے آخر عاجز آکر اس کی ممتا کو جانتے ہوئے۔ پرورش۔ خانہ داری۔ محبت وفاداری کے نام پر اپیل کرتا ہے۔ مگر عورت ان آہنی زنجیروں سے نجات حاصل کئے بغیر رہنے والی نہیں۔ اسکا جسم ضمیر روح۔ سب مرد کے جذبہ انتقام کی نذر ہو چکا ہے پھر بھی ایک دبی ہوئی چنگاری اسے شعلہ مردزن بنا دینے والی ہے۔ تعلیم (تہذیب۔ فیشن۔ آزادی۔ بے پردگی یہ سب چیزیں تو خیر کامیابی میں ممد ومعاون ہونگی۔ مگر ایک پرامن طریقہ اور بھی ہے۔ مرد حکومت سے پرامن جنگ کر رہے ہیں۔ مہاتما جی۔ اور انکے کانگریسی رفقاء "اہنسا" پر یقین کامل رکھتے ہیں

اتنا خیال ہے انقلابیوں کے ہم منزلِ مقصود تک پہونچنے میں حارج ہوں گے۔ میں بھی اس اصول کو مانتے ہوئے کانگریس ممبر ہونے کی حیثیت سے موجودہ طریق کار کو قابلِ مذمت سمجھتی ہوں۔ ہندوستان کے گاندھی اور سرحد کے گاندھی کا احتجاج کرانا بھی دلچسپیوں کا مرکز بن چکا ہے۔ اگر مجھے عصمت کی گاندھی ماننے پر تیار ہوں۔ تو میں بھی ایک دستورِ عمل بنا دوں۔ اور میں بھی خیال ظاہر کر دوں کہ مستورات مالیات کے خانہ ساز اور آنگلیہ کے بیچ ہونے سے بے پردگی کے ہم ہمارے منزلِ مقصود تک پہونچنے میں حارج ہوں گے۔

یا فیشن پرستی کے "جعلی نوٹ" ہندوستان میں نہ چل سکیں گے۔

یا بے آزادی کے کارخانہ کی برقی روشنی مردوں سے پہلے ہماری خود ہی آنکھیں پھوڑ دے گی۔

یا یورپ کی تقلید کی انجنیں "ہمارے گھریلو کرموں" میں نہ چل سکیں گے۔

یا نمائش حسن کے لئے بادہ پیمائی کرتے ہوئے ہمارے رنگ جائے گی۔ اور ہم پکے آموں کو بھون بھون کر شربت پیتے ہوئے اس ہندوستانی دنیا کو چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ اور وہ کیا کچھ نہ کہہ دوں۔

اگر آپ مجھے بایں "نادانی۔ دماقت" ملائکہ مقربین "کا" افسرِ اعلیٰ سمجھ کر" میکائیلی فضائل سے متصف مانیں۔ زر۔ زن۔ روح۔ جسم۔ سب میرے حوالے کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

بہرحال یہ سب تو نہ ہونے والی باتیں ہیں "پرامن ستیہ گرہ" کے لیے سب لغویات ہیں۔ اس لئے یہ یہ جانتے ہوئے کہ گندم خوری ہی ہماری کشاکشِ حیات۔ اور موجودہ مصائب کی ذمہ دار ہے۔ تنفر و حقارت کا بیج جرم میں پیشقدمی ہی نے بویا ہے۔ ہم اس "ثمرِ ممنوعہ" کو کیوں نہ چھوڑیں۔ صرف ہندوستان ہی کو لیجئے۔ گیہوں چھوڑ کر کسان ایک عظیم مصیبت (یعنی تمام سال کھیت خالی رکھکر۔ جوتنے بونے اور پھر فصل کافی نہ ہونے) سے بچ جائے گا۔ وقت مقررہ پر دھان بو کر بآسانی کٹ جائیں گے۔ دیہاتی عورتیں جو کاروبار مشغلی۔ بچوں کی پرورش سے بمشکل کھانے پکانے کا مختصر وقت نکالتی ہیں۔ روٹی کے چنگیرے پیڑے بنانے۔ آٹا گوندھنے کی زحمت سے نجات پاکر آنا فانا۔ نرم چاولوں کی دیگچی چڑھا کر بچوں کا پیٹ بھر سکیں گی۔ دنیا روٹی کے جھگڑے سے بچ جائے گی۔ اور اس طرح ہم شیطانی اناج کو چھوڑ سکیں گے جو اخراجِ بہشت سے لیکر اب تک سر پر مسلط ہے۔ مردوں کی موجودہ فرعونیت جسے میں شیطانیت ہی کہوں گی۔ اسی اناج کی بدولت ہے۔ چیت کے زمانہ میں "ثمرِ ممنوعہ" کے کھلیان۔ اونچے ڈھیر۔ کسانوں کو فرعون بے سامان بنائے رہتے ہیں۔ دیہاتوں میں یہی زمانہ تمام فضولیات۔ شادی بیاہ۔ تقریب۔ ناچ رنگ۔ جھگڑے فساد کا ہوتا ہے۔ دختِ رز۔ بیچاری بیفائدہ بدنام ہے "گندم" کے مجنون صفت شیدا۔ کوہکن کی خدمت انجام دینے کے بعد "شیریں" کو دیکھتے ہی رستم و سہراب سے زیادہ بہادر۔

محمد شاہ رنگیلے سے زیادہ عیش پسند۔ اور چنگیز و ہلاکو سے زیادہ خونخوار بن جاتے ہیں۔ شیرمالوں کی
باقرخانیوں کی۔ نشہ آور کیفیت۔ راجن بھارا مدن۔ حلوا۔ سب ہی کو مست و مخمور بنا کر۔ عقیدہ، محبت، وفا،
اور گردش حق نیوش دونوں سے بیگانہ محض بنا دیتی ہے۔ تو ان دلکش و مار سیدہ ہیں کا نرم و نازک بدن
کو "جسکا کھاتے۔ اسکا گاتے" پر مجبور کر دیتا ہے۔ غرض نقصانات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہی سبب ہے
" وفاداران گندم" کے دربار سے یہ غریب دنا توان ہستی پر فتوے "تکفیر" ضرور لگ جائے گا۔ اگر گندم خوری
قانوناً بند کر دی جائے۔ تو ہندوستان کی سرزمین پر ایک بار پھر "شاردا ایکٹ" کی طرح علمبرداران مذہب کی
جد و جہد کے مضحکہ خیز مناظر نظر آ جائیں۔ کسی نہ کسی بارگاہ تقدس سے گندم خوری کے جواز کا فتویٰ سینکڑوں
"عفی عنہ" کے دستخط سے شائع ہو کر دنیائے اسلام میں تہلکہ مچا دے۔ اگر مہاتما جی اپنے پُر امن طریق جنگ
میں کامیاب ہو گئے۔ اور ہندوستان کو آزادی مل گئی۔ تو میں آزاد ہندوستان کی آزاد پارلیمنٹ میں مسودہ
"قانون گندم" تو ضروری پیش کر دوں گی۔ انجام میں خواہ "شاردا ایکٹ" کی طرح "مندیں گیہوں کے کثرت استعمال
سے" مدور شکم مہاجنوں اور مذہب کے نام پر چیخ و پکار کرنے والوں کے اسہال و ضعف معدہ کا مرض
ہی کیوں نہ لاحق ہو جائے۔ اگر آپ ہندوستان کی آزادی کے دل سے خواہشمند ہیں۔ اگر آپ اپنے
غصب شدہ حقوق واپس لینے کے خواہشمند ہیں۔ اگر آپ مرد کو عورت کے ساتھ مساوات برتنے
پر مجبور کر دینا چاہتی ہیں۔ اگر شوہروں کی فرعونیت آپ کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اگر مردوں میں
زندگی کی روح پھونکنا چاہتی ہیں۔ اور اس وسیع دنیا میں عورت کو ایک دلیر انسان کی طرح مصائب
حیات کو تن تنہا بلا شرکت غیرے بھگتنے پر تیار کرنا چاہتی ہیں۔ ہاں اگر آپ انقلاب کی خواہشمند ہیں۔
مرد کو گربہ مسکین بنا کر انتقام لینا چاہتی ہیں۔ تو آسان طریق کار یہ ہے۔ کہ ایک دم روٹی پکانا چھوڑ دیجئے
دن رات چادروں کی بھرمار کیجئے۔ مرد اگر کھانا پسند نہ کریں۔ اور غیظ و غضب کا مظاہرہ شروع کر دیں۔
آپ بلا توقف دو چار وقت "ہنگر اسٹرائک" کر دیجئے۔ آپ خود بھوکی رہئے۔ اور انکو بھوکا رکھکر
اپنے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے پر مجبور کر دیجئے!

دو وقت۔ چار وقت۔ کہاں تک۔ آخر کار "آتش اشتہا فرو ہو کر۔ ایک جذبہ انکسار۔ التجا کے رحم
شان عبودیت ان میں پیدا کر دے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ کی محبت نہ بزور کرے۔ انکے مسکین چہرے
دیکھکر دامن استقلال ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ ورنہ "گاندھی اروِن" سمجھوتہ کی طرح ساری کی کرائی
محنت اکارت ہوگی۔ یہ پُر امن جنگ اس وقت تک جاری رہنا چاہئے۔ جب تک کہ آپ کو حکومت
خود اختیاری نہیں بلکہ مکمل آزادی۔ نہ مل جائے۔ ضرورت ہے کہ سارے ملک میں ایک دن اور ایک ہی

...روح "ایکی ٹیشن" شروع کر دیا جائے۔ کسی رہبری کی ضرورت نہیں۔" تعلیم یافتہ خواتین کو تاں بنانے" ...وڈ لگانے" تفریح کرنے سے فرصت نہیں۔ انکی تعلیم کا مقصد "یورپ کی" نقالی ہے۔

اگر راضی ہو سکیں۔ اور اپنے فرائض ادا کرنے پر آمادہ ہوں۔ تو ان کے لیڈر منتخب کیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کسی گھر کے اندر "بلوہ" ہو جائے۔ مرد مشین گن لگا دیں اور اس وقت عورتوں کو بچانے کے لئے بلایا جائے۔ لیڈر صاحبہ کے تبدیل لباس بناؤ سنگھار میں اتنا وقت صرف ہو جائے۔ کہ اس گھر کے تمام افراد تباہ ہو چکے ہوں۔ بہرحال اس وقت ضرورت ہے۔ استقلال۔ جوش عمل۔ صبر تحمل۔ ہمواری۔ عقل و تدبر کی۔ اس کے بغیر کامیابی محال ہے۔ نہ لیڈیز کانفرنس نہ ایشیائی عورتوں کی کانفرنس۔ کچھ بنا سکتی ہے۔ ہر ماں اپنے بچہ کو ہر بیوی اپنے شوہر کو علم کی مدد سے محبت کا تیر مار کر ...حی کر سکتی ہے۔ آخر کار عورت کا استقلال اسے موجودہ قیود سے نکال کر اقوام عالم کا رتبہ ...دلا دے گا۔ ہم مرد سے بھیک کیوں مانگیں ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

گندم جو شیطان کا آلۂ کار رہ چکا ہے۔ اس کے وجود سے دنیا کو پاک کیجئے۔ اور اپنے سر سے اس الزام کو ہٹانا چاہیے۔ کہ عورتیں نقصان دہ کاموں کی رہنمائی کرتی ہیں اور ناقص العقل ہیں۔ یہی کامیابی ہے۔

انیس فاطمہ

گرفتار قفس

حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کی درد انگیز نظموں کے مشہور ...ے رو داد قفس کا دوسرا حصہ۔ یہ نظمیں اسقدر دردناک اثر میں ڈوبی ہوئی ہیں کہ سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھ سے بھی آنسو نکل ...ا تربیت گاہ کے جشن معراج میں سرور کائنات کی شان میں جو ...م پڑھی گئی تھی وہ بھی اسمیں ہے۔ آخر میں تاریخ اسلام کی ...سب پہیلیاں ہیں۔ قیمت ۴ر

...شان منیجر عصمت۔ رکا ٹکٹ بھیجکر یہ کتاب مفت منگا سکتی ہیں۔

بیلا میں میلا کتابی صورت میں

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کا معرکۃ الآرا مسلسل افسانہ بیلا میں میلا سینکڑوں خواتین کے اصرار پر اب کتابی صورت میں شایع کیا گیا ہے اور چونکہ اسکا بہت سا حصہ عصمت میں شایع ہو چکا ہو اس لئے آخر فروری تک عصمتی بہنوں سے اسکی قیمت بجائے ۱۲ر کے صرف ۸ر بیجائیگی بیلا میں میلا یا

غدر کی ماری شہزادیاں

نہایت دردناک اور عبرت انگیز کتاب ہے اسمیں دو سہ رنگی اور دو ایک رنگ کی تصاویر بھی ہیں۔ منیجر عصمت دہلی

چند دن بیت المقدس میں

گذشتہ اشاعت سے آگے

(از مرزا حسین احمد بیگ صاحب حیدرآباد دکن)

الخلیل...... اس قصبہ میں زیادہ آبادی مسلمانوں کی ہے۔ مقام زیارت ایک عالیشان عمارت ہے جسکو حرم کہتے ہیں۔ داخلہ کے دروازہ پر ایک عرب نگہبان نے ہم کو روکا کیونکہ ہم انگریزی لباس میں تھے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کو اندر جانے کی ممانعت ہے۔ ہمارے رہبر نے کہا یہ لوگ مسلمان ہیں۔ مگر نگہبان کو یقین نہیں آتا تھا۔ ہم نے پاسپورٹ بتائے اور کلمہ بھی پڑھا۔ تب اندر جانے کی اجازت ہوئی۔ ترجمان چونکہ عیسائی تھا اسکو باہر ہی ٹھہرنا پڑا۔ اندر زائرین کا مجمع تھا۔ مسجد اور مزارات ایک ہی عمارت میں ہیں حضرت ابراہیمؑ اور انکی بیوی حضرت سارہ۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت اسحٰقؑ اور انکی بیویوں کے مزارات یہیں ہیں۔ عمارت کے باہر ایک دو منزلہ مکان میں حضرت یوسفؑ کا مزار ہے۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ جماعت میں ہم بھی شریک ہوئے۔ رواج کے مطابق یہاں کے مجاوروں کو کچھ دیا۔ یہ لوگ زائرین کو گھیر لیتے ہیں۔ اور پریشان کرتے ہیں۔ بعد نماز ایک صاحب ملے جو کسی قدر اردو جانتے تھے۔ ان کا اردو جاننا ہمارے لئے موجب پریشانی ثابت ہوا۔ کچھ رقمی امداد کے خواستگار تھے۔ ہندوستان کے سیاسی حالات پر گرم جوشی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ گاندھی جی کے متعلق سوالات کرکے ہماری رائے پوچھنے لگے۔ ہم نے ٹالنے کی خاطر کہدیا کہ بہت دنوں سے ہندوستانی اخبارات نہیں دیکھے۔ اس لئے کچھ معلوم نہیں۔ مگر یہ حضرت پیچھے پڑگئے۔ کہتے کچھ نہ کچھ ضرور بتائیے۔ موٹر میں سوار ہونے کے بعد ان سے نجات ملی۔

بیت اللحم...... واپسی میں بیت اللحم گئے۔ یہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ کی پیدایش کا مقام ہے یہاں کثیر تعداد میں یوروپین سیاح ہم کو ملے۔ حضرت عیسیٰ کی پیدایش کے مقام پر قدیم وضع کا گرجا بنا ہوا ہے کہتے ہیں کہ دنیا میں اس سے قدیم کوئی گرجا نہیں۔ دروازہ اسکا اسقدر نیچا ہے کہ جھک کر اندر جانا پڑتا ہے اندھیرے کی معصیت یہاں بھی ہے۔ گرجا کے اندر متعدد کمرے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی پیدایش کا مقام ایک چھوٹے سے کمرے میں بتلایا جاتا ہے۔ جس میں سنگ مرمر کا فرش ہے۔ دیواروں پر نقش و نگار کے آثار نمایاں ہیں۔

گرجا کے قریب پہاڑ کے دامن میں ایک غار ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بی بی مریم اور حضرت عیسیٰ نے

TEHZIB-E-NISWAN? — THE ISMAT, DELHI. Vol. XLVIII, No. 2 FEBRUARY 1932.

یہ بلی تماشہ دیکھنے چلی ہے



مس دلی گوٹ سوٹ پہنکر سردیوں کے موسم میں رات کے وقت تھیٹر دیکھنے جا رہی ہے۔

مسز کماری



جو میورس کالج الہ آباد میں
انگریزی کی پروفیسر
مقرر ہوئی ہیں۔



جب



اب

میڈیم وان گلومبرگ جو زار روس کے لارڈ چیمبر لین کی بیوی تھیں۔
آجکل آپ ایک تھیٹر میں مراقبہ پارٹ کرتی ہیں۔

یہاں بیٹھا کی تھی۔ اس وقت حضرت مریم کے دودھ کا ایک قطرہ یہاں گر گیا۔ عیسائی مٹی کو تبرک خیال کرتے ہیں اور عقیدہ ہے کہ اس میں دودھ بڑھنے کی تاثیر ہے۔

بیت المقدس کے شمال مغرب میں ایک چھوٹا سا گاؤں ابنی سموئل ہے۔ یہاں حضرت اسمٰعیل کا مزار ہے عمارت معمولی ہے لیکن قریب کے مینار پر سے اطراف کا منظر دلکش ہے۔

آبادی:۔ بیت المقدس کی آبادی (۷۰۰۰۰) ستر ہزار سے کچھ اوپر ہوگی۔ شہر میں یہودیوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن اطراف و اکناف میں مسلمانوں کی کثرت ہے شہر کے چاروں طرف ایک قدیم فصیل شکستہ حالت میں ہے۔ جس کی بلندی چالیس فٹ کے قریب ہوگی اس میں آٹھ دروازے اور متعدد برج ہیں۔ دروازوں کے نام یہ ہیں۔ باب السلطان عبدالمجید۔ باب الخلیل۔ باب العمود۔ باب الظاہری۔ باب العصبات۔ باب المغربی۔ باب النبی داؤد اور باب الدہر شہر کا اصل حصہ قدیم حالت میں ہے۔

تنگ راستوں کے دونوں طرف پتھر کے مکانات ہیں۔ سنگ بستہ سڑک امتداد زمانہ کی وجہ سے ناہموار ہو گئی ہے۔ اکثر گلیاں اوپر سے پٹی ہوئی ہیں۔ کہیں کہیں روشنی کے لیے کھول دیا ہے۔ شہر کا محل وقوع چند پہاڑیوں پر ہے۔ جن کی وجہ سے نشیب و فراز ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ انتہائی بلندی سطح سمندر سے (۲۶۰۰) ڈھائی ہزار فٹ کے قریب ہوگی۔ قرب و جوار میں غربا کے مکانات مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ جن کی چھتیں دھابین کی ہیں۔ کاروبار زیادہ تر یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ انگریزوں کا اثر قایم ہونے کے بعد سے تجارت میں ترقی ہو گئی۔ یورپ اور امریکہ کے سیاح بکثرت آنے لگے ہیں۔ دوکانیں ہمہ قسم کے سامان سے مالا مال ہیں۔ سیپ اور زیتون کی لکڑی کا سامان یہاں اچھا بنتا ہے۔ بازاروں میں مختلف اقوام کے لوگ مختلف لباس میں نظر آتے ہیں۔ مذہب کے پابند یہودی داڑھی اور زلفیں رکھتے ہیں۔ اور اونچی اونچی ٹوپیاں خاص قسم کی پہنتے ہیں۔ لوگ عام طور پر لمبے لمبے چوغے پہنتے اور کمر کے اطراف پٹکہ باندھتے ہیں۔ ترکی ٹوپی کا رواج زیادہ ہے۔ مسلمان عورتیں نقاب پوش ہو کر بازاروں میں نکلتی ہیں۔ ان کا پردہ مصر کی عورتوں کی نسبت زیادہ گہرا ہے باہر سے چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ عورتیں بند تکلف کاروبار میں رہتی ہیں۔ کیا خوب ہو جو ہندوستان میں بھی اس قسم کا پردہ رائج ہو جائے۔ اور موجودہ چار دیواری کے پردہ سے ہمارے ملک کی عورتیں نجات پائیں۔ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنتا ہے کہ ہندوستان میں مذاہب کے اختلاف کی وجہ سے چار دیواری کا پردہ مناسب ہے مگر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ دلیل نہایت کمزور ہے۔ ان ممالک اسلامیہ میں بھی جہاں نقاب کا رواج ہے۔ غیر مسلم اقوام کثرت سے آباد ہیں۔ مسلمان عورتیں بلا کسی خوف و خطر کے کاروبار کرتی رہتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ہندوستان کے لوگ قدامت پسند ہیں قدیم رواج کو قایم رکھنے کے لیے اس کی تائید میں کوئی نہ کوئی دلیل پیدا کر لیتے ہیں۔ لیکن زمانہ کی رفتار اپنا اثر قایم کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایک روز وہ بھی آئے گا کہ ہماری

عورتیں چار دیواری سے باہر نکل جائیں گی۔ بحالت موجودہ پردہ کی جکڑ بندی نے انکی صحت کو خراب کر دیا ہے اور وہ تازہ ہوا سے بالکل محروم ہیں۔ ماسوا اس کے روزمرہ کے کام کاج میں ہر وقت دوسروں کی امداد کی محتاج رہتی ہیں خود کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔

بحر لوط۔۔ شہر سے کچھ فاصلہ پر بحر لوط ہے یہ سمندر تقریباً ۴۷ میل لمبا اور دس میل چوڑا ہے۔ پانی اس کا اس قدر کھاری ہے کہ مچھلی اس میں زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ اس کے کنارہ پر کاشت ہو سکتی ہے۔ انگریزی لوگ اس سمندر سے مچھلی نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قومی عناد۔۔ جس روز ہم بیت المقدس پہنچے عیسائیوں اور مسلمانوں کی دکانیں عام طور پر بند تھیں معلوم ہوا کہ یہودیوں کے ساتھ جو جھگڑا ہوا تھا اس کی یادگار میں ہڑتال ہے۔ افسوس ہے کہ قومی عناد روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ ایک روز بازار میں ایک اجنبی شخص نے راستہ روک کر مجھ سے سلام علیک کی اور سوال کیا کہ تم مسلمان ہو۔ میں نے جواب میں کہا "الحمد للہ" اور دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں عیسائی ہوں لیکن ہم لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ یہ بھی کہتا تھا کہ افسوس ہے کہ گذشتہ جھگڑے میں صرف پانچ سو یہودی مارے گئے۔ کم از کم پانچ ہزار تو مارے جاتے میں نے اس کے ساتھ مزید گفتگو کرنا مناسب خیال نہیں کیا اور اس کو ٹالدیا۔ اصل یہ ہے کہ یہودیوں نے جو اثر موجودہ حکومت میں قایم کر لیا ہے۔ اس سے عیسائی اور مسلمان دونوں خائف ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ خود ان کے حقوق معرض خطر میں پڑ گئے ہیں۔ یہودیوں کا تمول اس موقع پر بہت کچھ کام کر رہا ہے۔ دنیا میں روپیہ ہی تو اصل چیز ہے۔ اس سے بڑے بڑے کام نکل آتے ہیں۔ یہاں کے عیسائی اور مسلمان مفلس ہیں۔ لہذا فریق اکثر باتوں میں بازی لیجاتا ہے۔ شہر کے اندر آبادی بھی یہودیوں کی زیادہ ہے۔ پھر بھی کبھی موقع آجاتا ہے مسلمان اپنے قوت بازو کو استعمال کرنے میں دریغ نہیں کرتے اور شبانہ روز بارگاہ خداوندی میں دست بدعا رہتے ہیں ؎

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمنان نظر داری

زاویۃ الہنود۔۔ ۱۹ مئی کو ہمارا قیام اس شہر میں ختم ہوا۔ ہندوستانی مسافروں کے واسطے ہوٹل میں قیام ناپسند کرتے ہیں ایک مناسب مقام حرم شریف کے قریب ہے جسکو زاویۃ الہنود کہتے ہیں۔ اصل میں یہ حضرت بابا فرید شکر گنج کا تکیہ ہے۔ ایک ہندوستانی بزرگ ناظر حسن نامی شیخ زاویہ ہیں۔ مسجد اقصیٰ سے دو پونڈ ماہانہ۔ مجلس شرعیہ سے ساڑھے گیارہ پونڈ اور اوقاف سے تقریباً چار پونڈ۔ اس طرح ماہانہ سترہ پونڈ کے قریب اس زاویہ کی آمدنی ہے شیخ الزاویہ چونکہ باسلیقہ آدمی ہیں۔ اس قلیل آمدنی میں انتظام اچھا رکھتے

[illegible] سکہ یہاں کا خاص ہے۔ لیکن مصری اور انگریزی سکہ بھی چلتا ہے۔

بیت المقدس سے دمشق کو روانگی . . . بیت المقدس سے دمشق ریل کے علاوہ موٹر کے ذریعہ بھی جا سکتے ہیں سڑک اعلیٰ درجہ کی بنی ہے۔ انگریزی حدود میں اس سڑک پر ڈامبر ڈالا جا رہا ہے۔ ہم نے موٹر کا سفر اختیار کیا کیونکہ سواری اپنے قابو کی ہے۔ اور مناظر کی سیر بھی اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ ایک موٹر پانچ نشست والی کرایہ پر لے لی (۴/۱ ۳) ساڑھے چار پونڈ کرایہ مقرر ہوا بیت المقدس سے دمشق کا فاصلہ ایک سو تیس میل ہے پروگرام صبح آٹھ بجے روانہ ہونے کا تھا۔ موٹر بھی ٹھیک وقت پر آ گئی ہم لوگ سامان رکھنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ چند انگریزی پولیس کے افسر سامنے سے گزرے۔ موٹر کے نمبر پر انکی نظر پڑی۔ انہوں نے موٹر والے سے عربی میں کچھ دریافت کیا اس کے بعد موٹر سوار ہو کر کہیں چلے گئے۔ موٹر والے نے اشارہ سے کہا کہ ابھی آتا ہوں۔ ہم حیرت میں تھے کہ آخرا جرا کیا ہے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد ہوٹل کے منیجر نے پولیس کے دفتر کو ٹیلیفون دیا۔ معلوم ہوا کہ موٹر لبنان کی ہے۔ غیر علاقہ کی موٹر بیت المقدس میں آٹھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ٹھیر سکتی۔ یہ موٹر مدت سے ٹھیری ہوئی تھی۔ اس لئے ایک پونڈ جرمانہ دینا پڑا۔ جرمانہ ادا کرکے شوفر صاحب موٹر لیکر آئے۔ نو بجے کے قریب ہم روانہ ہوئے۔ راستہ میں مناظر قدرتی دلکش تھے۔ پہاڑیوں کے ڈھلاؤ پر کاشت کا انتظام بہت خوب ہے۔ پانی کو روکنے کے لئے۔ کیاریاں درجہ بدرجہ اس طرح بناتے ہیں کہ دور سے یہ منظر بھی خوشنما ہوتا ہے۔ پہاڑوں اور گھاٹیوں میں سے گزر ہوا۔

موٹر کی تیز رفتاری . . . شوفر کی لاپروائی سے کسی قدر تشویش پیدا ہوئی مخدوش مقامات پر موٹر تیز چلاتا تھا۔ ہم اس کو بہت روکتے تھے لیکن وہ مذاق اُڑا دیتا تھا۔ زبان نہ جاننے کی وجہ سے اشاروں میں بات چیت ہوتی تھی آدمی خوش مذاق تھا۔ اس کے پاس رفیق بیگ بیٹھے ہوئے تھے۔ دفعتاً نہ معلوم کیا خیال آیا کہ بڑی پھرتی کے ساتھ رفیق بیگ کے سر سے انگریزی ہیٹ اتار کر خود پہن لی اور اپنی ترکی ٹوپی ان کو پہنا دی موٹر جا رہی تھی تیز۔ شوفر کی اس حرکت سے بیلنس خراب ہو گیا۔ موقع سڑک کا نہایت نازک تھا۔ ایک جانب گہرے گہرے غار تھے سڑک بھی زیادہ چوڑی نہ تھی۔ ہم تو یہ سمجھے کہ خاتمہ ہو گیا مگر خدا کا شکر ہے کہ شوفر نے بہت خوبی کے ساتھ حادثہ کو بچا لیا اور تعریف یہ ہے کہ بالکل متاثر نہ ہوا۔ بلکہ ہماری پریشانی دیکھکر زور زور سے ہنستا تھا۔

الناصرہ۔ دوپہر کے قریب ایک قصبہ میں پہونچے جسکو عربی میں الناصرہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی نوعمری کا زمانہ یہیں گزرا تھا مردم شماری (۱۵۰۰۰) پندرہ ہزار سے اوپر بتلائی جاتی ہے۔ ایک رستوران میں کھانا کھایا دکان معمولی تھی مالک اسکا یہودی ہے۔ خود الگ بیٹھا رہا مگر اس کی عورت سب کام کرتی تھی کھانا مانگنے میں زبان کی وجہ سے مشکل ہوئی۔ عورت کو خوب سوجھی کہ ہم کو باورچیخانہ میں لیگئی کہ جو چیز پسند ہو بتلا دو۔ کھانا چنداں برا نہ تھا۔

چمپا کی گڑیا

از ڈاکٹر اعظم کریوی سابق یہ اکبر الہ آباد

میں اپنی استانی جی کو بہت چاہتی تھی پھر بھی کبھی کبھی وہ مجھے بہت پریشان کرتیں ایک بار دن میں نے کہا۔ "استانی جی! آج میرے منی چچا آئیں گے مجھے اب چھٹی دیدو"

استانی جی۔ "ہیں چمپی! اتنی جلدی کیوں جاتی ہے؟ تیرے چچا بھاگ نہیں جائیں گے۔ تونے کہا اور سنا ہے تیرے چچا کونسل کے ممبر ہو گئے ہیں اب وہ قانون بنایا کرینگے"

میں نے پوچھا۔ "قانون کیسے بنتا ہے؟"

استانی۔ "قانون ہی کے ڈر سے تو چور چوری نہیں کرتے پاتے اگر قانون نہ ہوتا تو بڑی پریشانی ہوتی۔"

"اچھا بس بس اب میں سمجھ گئی۔ میں بھی کئی قانون بنواؤں گی"

جب میں گھر پہنچی تو میں نے دیکھا کہ منی چچا بیٹھے ہیں مجھے دیکھتے ہی وہ میری طرف جھکے اور میں دوڑ کر ان کی گود میں بیٹھ گئی۔ میرے منی چچا بڑے اچھے ہیں۔ وہ مجھے اچھے اچھے کھلونے اور مٹھائی لاکے دیتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "چچا چچا! تم قانون بناؤ گے۔ بہت اچھی بات ہے۔ میرے لئے بھی ایک قانون بنا دو"

چچا ہنسنے لگے اور بولے۔ "تم کونسا قانون بنوانا چاہتی ہو؟ چمپی!"

"ابھی چور۔ بدمعاش والا نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ کھلونے کوئی مہنگے نہ بیچنے پائے۔ ایک پیسہ میں ایک بڑی سی "بیبا" آجایا کرے۔ "بیبا" جانتے ہو کسے کہتے ہیں وہی بڑی سی ولایتی گڑیا جو اپنی آنکھیں کھولتی اور بند کرتی ہے اور پیٹ دباؤ تو "چیں" "چیں" بولتی ہے۔ تو سمجھ گئے نہ! بس تو انہیں کو سستی کرا دو۔ تم قانون کیسے بناتے ہو؟"

"قانون بنانا کوئی آسان کھیل نہیں ہے۔ پہلے تم کو ایک بل بنانا ہوگا"

"کیسا بل؟ بل میں تو چوہے رہتے ہیں"

چچا ہنس کر بولے۔ "اری پگلی! وہ بل نہیں۔ اس بل کو کاغذ پر لکھنا پڑتا ہے"

"تو میں کاغذ پہ لکھ دوں"

"ہاں ہاں! پھر اس پر بہت سے آدمیوں کے دستخط کرانے پڑینگے تب وہ کونسل میں پیش ہوگا اور جب سب ممبر آسے مان لیں گے تب کہیں وہ بل منظور ہوگا اور قانون بنے گا"

"اسے (اتا کہہ کر) خیر کوئی بات نہیں بل تو میں لکھ دوں گی باقی سب کام تم کرا لینا۔"
"چچا جی! اب پھر کب آؤ گے؟"
"ابھی تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔"
ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ وہاں پر چندر کلا آگئی۔ چندر کلا کو دیکھتے ہی چچا جی کچھ چونک سے پڑے وہ بھی چچا جی کو دیکھ کر کچھ سٹ پٹا سی گئی۔ چچا نے اماں سے پوچھا "یہ کون ہے؟"
اماں نے جواب دیا "ابھی سے تم چندر کلا کو بھول گئے۔ یہ منوہر لال جی کی بیٹی چندر کلا ہے۔ دہرہ دون میں پڑھتی تھی اسی سال انٹرنس کا امتحان دیا ہے کل ہی ترماتی کے ساتھ دہلی سے یہاں آئی ہے۔"
چچا جی نے یہ سنکر پھر ایک مرتبہ نیچی نظروں سے چندر کلا کو دیکھا۔ میری اماں نے چندر کلا سے کہا "بیٹھ جاؤ بیٹی! کھڑی کیوں ہو؟"
میں نے کہا "چندر کلا موسی! ادھر آؤ میں تمہاری ملاقات موتی چچا سے کرا دوں۔" لیکن چندر کلا دان شیری الماری سے ایک کتاب نکال کر باہر چلی گئی۔
میں نے چچا جی سے کہا "موسی تم سے لجاتی ہے چچا جی!"
اماں نے ڈانٹ کر کہا "چھپی بک بک نہ کر چپ رہ۔"
میں روتی سی ہو گئی میں نے کہا "نہیں اماں! اب میں شور نہ مچاؤں گی۔"
چچا جی اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا منہ چوم کر چلے گئے۔ میں نے کہا "کل ضرور آنا چچا جی!" وہ بولے "اچھا"
چچا جی کے جانے کے بعد میں کاغذ۔ قلم اور دوات لیکر بیٹھ گئی اور ایک بل لکھکر الماری میں حفاظت سے رکھدیا۔

(۲)

دوسرے دن جب چچا جی آئے تو میں انکے پاس اپنے گڈے کے ہاتھ میں بل کو چپکا کر لے گئی۔ میرے گڈے کو دیکھکر چچا جی بولے "ارہو۔ یہ تمہارا گڈا تو بہت اچھا ہے کیا تم مجھے اسے دکھانے لائی ہو۔"
میں نے کہا "جی نہیں۔ یہ تو میرا بل ہے۔ وہی قانون بنانے کا بل۔"
چچا جی نے میرے ہاتھ سے گڈے کو لیلیا اور کہنے لگے "واہ! واہ! بڑی عقلمند لڑکی ہے۔ گڈے کے ہاتھ میں گویا عرضی ہے اس میں لکھا ہے "کھلونے سستے کر دو! ایک پیسہ میں ایک بھیا۔ ایک پیسہ میں ایک گڑیا۔"
چچا جی نے سب کو وہ بل دکھایا سب ہنسنے لگے۔ میں نے پوچھا "موتی چچا! یہ بل اچھا ہے نہ؟"
"بہت اچھا! بہت اچھا! سب مطلب نکل آتا ہے۔ ایسے قانون کی تو بہت ضرورت ہے۔"
میں خوشی کے مارے تالیاں بجانے لگی میں نے کہا "ارہو! اب قانون بن جائے گا۔ چچا کب بنے گا؟

کل یا پرسوں ؟ پرسوں ملکر ایک پیسہ لے گا "

" اتنی جلدی نہیں ۔ میں ذرا اور لوگوں سے بھی مل کر ان کو اپنا ساتھی بناؤں "

" چندر کلا ہی سے ۔ چونکہ وہ بہت پڑھی لکھی لڑکی ہے ۔ اچھی اچھی کہانیاں سناتی ہے "

میری بات سنکر بابو جی اور اماں دونوں ہنسنے لگے ۔

بابو جی بولے " ہاں ہاں ! چندر کلا سے تو ضرور پوچھنا چاہیے ۔ چمپی تو اب یہاں سے جاؤ "

میں سوچنے لگی ۔ موتی چچا سے چندر کلا جی کیوں شرماتی ہے اور چچا جی اس کی طرف بچی نظروں سے کیوں دیکھتے ہیں " اس کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہ آئی ۔ جب میں استانی جی کے پاس پہنچی تو میں نے پوچھا کہ استانی جی ! چندر کلا جی موتی چچا کی کیا لگتی ہے ؟ وہ موتی چچا کو دیکھکر کیوں شرما جاتی ہے موتی چچا تو اسے خوب دیکھتے ہیں لیکن کچھ زبان سے نہیں کہتے "

استانی جی بولیں " بولیں گے کیوں نہیں ! ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے تب چندر کلا تمہاری چچی ہو جائے گی ۔ وہ بہت امیر کی لڑکی ہے اسی سے تمہارے چچا اس سے ڈر کے مارے نہیں بولتے لیکن چندر کلا بہت اچھی لڑکی ہے ۔ دونوں کی جوڑی اچھی ہے "

میں نے استانی جی سے کچھ بگڑ کر کہا " موتی چچا کسی سے نہیں ڈرتے ۔ چندر کلا جی کیا کوئی ہوا ہے ؟ "

اس کے دوسرے دن کی بات ہے ۔ شام کا وقت تھا جب میں اپنے باغیچہ میں ہوا کھانے گئی تو میں نے دیکھا کہ موتی چچا کھڑے ہوئے چندر کلا سے کچھ باتیں کر رہے ہیں اماں جی ان کی باتیں سن رہی تھیں ۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچ گئی اور چچا جی سے کہا " یہ دیکھو میری صندوقچی میں بہت سے پیسے ہیں "

موتی چچا بولے " تم تو بہت امیر ہو ۔ سچ سچ تم سے تو مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے " مجھے یہ سنکر بہت افسوس ہوا اور میں نے کہا " تب تو استانی جی کا کہنا سچ ہوا ۔ وہ کہتی تھیں کہ تم بڑے ڈرپوک ہو "

موتی چچا سناٹے میں آگئے ۔ میری طرف تاکتے ہوئے بولے " تمہاری استانی جی نے کیا سچ سچ ایسا ہی کہا ؟ "

" جی ہاں ! انہوں نے یہ کہا تھا کہ تم چندر کلا جی سے ڈرتے ہو ۔ وہ جی بھی تو بہت امیر ہیں نہ ؟ "

چچا جی کا چہرہ پھیکا سفید سا ہو گیا وہ گھبرا کر بولے " تو میں ڈرپوک کیسے ہوا ؟ "

میں تو ایسا ہی سمجھتی ہوں ۔ تم چندر کلا سے نہ ڈرا کرو خوب جی کھول کر باتیں کیا کرو ۔ وہ امیر ہوئی تو کیا ہوا میں بھی تو امیر ہوں ۔ چندر کلا جی اچھا تم بتاؤ کہ موتی چچا کو ڈرپوک تو نہیں سمجھتی ہو ؟ "

چندر کلا نے مسکرا کر کہا " نہیں نہیں ! میں ایسا کیوں سمجھنے لگی "

چچا بولے " ہاں ایک لحاظ سے تو چمپی کا خیال درست ہے ۔ میں کچھ کچھ تو ضرور ڈرتا ہوں "

چندر کلا موسی سے شرما کر سر نیچا کر لیا۔ اماں نے مجھ سے کہا "ہٹ جا یہاں سے تو بڑی چلبلی ہے۔"
میں نے کہا "نہیں اماں! تم نہیں جانتی ہو۔ چچا جی موسی سے شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو ڈر لگتا ہے"
اماں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔
میں نے کہا "مرتی چچا! تم ست ڈرو۔ تمہارا بیاہ کرا دوں گی۔ میری موسی کوئی "ہوا" نہیں ہے جو تم کو کھا لے گی۔ دونوں کی جوڑی بہت اچھی لگے گی۔"
اماں پھر زور سے ہنسنے لگیں۔ چندر کلا گھبرا کر وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔
چچا نے مجھے گود میں اٹھا کر میرا منہ چوم لیا۔ میں نے پوچھا "موسی کیوں بھاگ گئیں؟"
چچا نے جواب دیا "اب تو تم کو معلوم ہو گیا کہ میں ان سے نہیں ڈرتا بلکہ تمہاری موسی ہی مجھ سے ڈرتی ہیں۔"
"اب میں ان کو سمجھا دوں گی اماں یہ تو بتاؤ مرتی "چچا چا" کو جب چندر کلا موسی سے تمہارا بیاہ ہو جائے گا تو میں ان کو "چاچی" کہا کروں گی نہ؟
چچا بھی ہنسنے لگے۔ اسی وقت بابوجی بھی وہاں آ گئے میری اماں نے انہیں میری تمام باتیں کہہ دیں۔ پھر بابوجی نے چچا سے کہا "مبارک ہو! چھپی نے تم دونوں کا بیاہ کرا دیا۔ میں آج ہی چندر کلا کے پتا کو خط بھیجتا ہوں۔
اسی دن میرے بابوجی نے خط بھیجا اس کے دو ایک دن کے بعد موسی چندر کلا گھر چلی گئیں رخصتی کے وقت انہوں نے میرے گال چوم چوم کے لال کر دئے۔
کچھ دنوں کے بعد مرتی چچا کا سچ مچ چندر کلا کے ساتھ بیاہ ہو گیا۔ دونوں نے مجھے بہت بڑے بڑے گڈے گڑیے دو دونوں گڈے آنکھیں مٹکا مٹکا کر ہنسا کرتے ہیں۔ پیٹ دباؤ تو ٹیں ٹیں کر کے رو بھی دیتے ہیں۔ اب میں چندر کلا موسی کو "چاچی" کہا کرتی ہوں۔

(آزاد ترجمہ از گلپ لیری)

جذبہ بے انتہا

گو اسکی بڑی بڑی بادامی آنکھوں میں آنسو نہ تھے لیکن اسکے سینے میں انتقام کا دریا موجزن تھا اسکے دل میں غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی اور اسکی رگوں میں شاہی خون کھول رہا تھا وہ اپنے مالک اپنے رفیق زندگی کا بدلہ لینا چاہتی تھی جسے دشمنوں نے فریب دیکر قتل کر ڈالا تھا۔ یہ ایک خستہ جگر نازنین تھی جو کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی اسکا چہرہ تمتما رہا تھا اسکے باریک ہونٹ لالہ احمرا کے مانند سرخ تھے اسکے گیسوۓ سودا انگیز اسکے چہرے کے ارد گرد بکھرے ہوئے تھے شدت غم سے اسکے آنسو خشک تھے اور وہ لرزہ براندام تھی۔
اسکے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک معصوم سات سالہ لڑکا دوڑ کر اپنی ماں سے لپٹ گیا اور کہا "اماں اگر میں زندہ رہا تو اپنے باپ کا بدلہ لونگا" یہ الفاظ سنتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں موتیوں کی نہر کے مانند بہنے لگیں اسنے اپنے جگر کے ٹکڑے اپنے شوہر کی بہترین یادگار کو گود میں اٹھا لیا اور اسکے چہرے کو گرم گرم آنسوؤں سے تر کر دیا۔

(ترجمہ از انگریزی) طاہرہ گلنار بیگم بمبئی

ایک باہمت لڑکی

محترمہ بہن بیگم حفاظت علی صاحبہ کا مضمون بعنوان ہمتِ عصمت کے تازہ پرچہ میں دیکھ کر ایک سچا واقعہ یاد آگیا ہے قلم بند کرتی ہوں۔

ہمارے قصبہ کے ایک مسلمان کاشتکار کے گھر میں ایک شب ڈاکو آگئے۔ اس روز انکی والدہ اور بڑی بہن کسی رشتہ دار کے ہاں گئی ہوئی تھیں اور کاشتکار صاحب بھی کھیت پر تھے گھر میں صرف انکی دو بہنیں تھیں ایک شادی شدہ جس کا بچہ دو سال کا تھا دوسری کنواری تھیں۔ موسم گرم تھا اس لئے بچہ کو دالان میں گہوارہ میں سُلاکر دونوں صحن میں چارپائی بچھا بے خبر پڑکر سوگئیں۔

جب آدھی رات گذر گئی تو چھوٹی بہن بیدار ہوئی اور پانی لینے کے لئے دالان میں گئی تو کیا دیکھتی ہے ایک بلند قامت قوی الجثہ آدمی اندھیرے میں کھڑا دیا سلائی سلگا کر دیوار میں لگی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھ رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک اور سیاہ فام آدمی ہے جس سے وہ آہستہ سے کہہ رہا ہے کہ "ابھی تو ایک بجا ہے جلدی کیوں کریں اور مفت میں گرفتار ہوں۔ ہوشیاری سے کام کرنا چاہیئے"

اتنا دیکھنا تھا کہ بیچاری کے ہوش اُڑ گئے۔ مارے خوف کے کچھ دیر تک سہمی رہی۔ مگر فوراً ہی سنبھل گئی۔ اور ہمت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اُلٹے پاؤں بہن کے پاس لوٹی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی ایک کمرہ میں جا گھسی اور دروازہ بند کر کے تالہ لگا دیا۔ چوروں نے جو دروازہ کی آہٹ سنی تو چونک پڑے اور کچھ گھبرانے سے لگے۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر دلیر لڑکی نے بہ آوازِ بلند چوروں کو ڈانٹا اور کہا کہ "کیوں بدمعاشو ابھی چلے جاؤ ورنہ تمھارے جان کی خیر نہیں۔ کیا تم نے بھائی جان کو دیوانخانے میں سوتے ہوئے نہیں دیکھا! ابھی جو انکو یہیں سے پکاروں تو وہ بندوق لے کر آن پہونچیں گے۔ اور تم یہاں آنے کا مزہ اچھی طرح چکھ لوگے"

اتنا کہہ کر دیوانخانے میں گئی اور ایک لٹکی ہوئی زنجیر کو اس طرح جنبش دی کہ گویا دروازہ کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ آواز سنتے ہی چور گھبرا گئے کیونکہ یہ عام طور پر بزدل ہوتے ہیں بس خوف زدہ ہو کر ڈاکو اسی وقت بھاگ گئے۔

اس لڑکی نے مصیبت کے وقت بھی اپنی عقل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی۔ ایسے موقع پر جو مرد اپنے آپ کو بہادر کہتے ہیں ڈر جاتے ہیں مگر اس بہادر لڑکی نے ہمت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور مردانہ دلیری کا ثبوت دیا واقعی ہمت کی بدولت بڑے بڑے قلعے فتح ہوتے ہیں اور بڑی بڑی مشکلات پر ہمت ہی سے انسان غالب آسکتا ہے۔

راقمہ مجید النساء

علامہ راشد الخیری مدظلہ کے تاریخی ناول

مولانا راشد الخیری مدظلہ نے اردو زبان کی جو خدمت اپنے قلم سے کی ہے اُس کے متعلق وقتاً فوقتاً مختلف اخبارون اور رسالوں میں تبصرے ہوتے رہے ہیں لیکن ان کا زیادہ حصہ انکی عام ادبی کوشش اور بالخصوص نسوانی لٹریچر کے متعلق مخصوص رہا ہے۔ مولانا نے تاریخی فسانہ نگاری کی طرف بھی توجہ کی ہے اور عروس کربلا، محمد بن قاسم، ماہ عجم، و شہزادی، شام شہنشاہ کا فیصلہ، اندلس کی شاہزادی، امین کا دم واپسین، منظر طرابلس، وغیرہ وغیرہ انکے معروف تاریخی شہپارے ہیں۔ مولانا کی ادبی جولانگاہ کا یہ گوشہ ایسا ہے کہ اس کے متعلق کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لیکن نہ تو یہاں اسکا موقعہ ہے اور نہ صحبت کی محدود وسعتیں اس بات کی اجازت دینگی۔ اِس مضمون کی ترتیب یہ ہے کہ فن تنقید کے اصولوں کی قدرے وضاحت سے تاریخی ناولوں کے متعلق تاویل کی جائے اور یہ دکھایا جائے کہ ان کا تعلق مولانا کے تاریخی ناولوں سے کیا ہے۔ گویا ایک سرسری تبصرہ ہوگا۔

تنقید کے متعلق یہ ایک عام اُصول ہے کہ زیر تنقید مباحث کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور تاریخی ناولوں کے سلسلہ میں یہ تقسیم پلاٹ کی تاریخی واقعیت اور اصلیت کی بناء پر ہوگی۔ لیکن اس موقع پر کوئی ضرورت اس بات کی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ مولانا کے تمامتر ناول ایک اُصول پر لکھے گئے ہیں اور تاریخی واقعیت کا معیار تمامتر ایک ہی ہے۔

تنقید و تبصرہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر تصنیف صاحب تصنیف کے مقصد بیان کو زیر غور رکھکر زیر بحث لائی جائے۔ "رزم و بزم" کے مصنف پر غیر فطری ہونے کا الزام اور منظفر حسین اطہر دہلوی کے فسانوں پر خشک ہونے کا الزام نامناسب ہوگا۔ ممکن ہے یہ دونوں مصنف اپنی انتہا پسندی کی وجہ سے مقبول نہ ہوں لیکن اپنے مقصد بیان کے لحاظ سے وہ قابل اعتراض نہیں ہیں۔ مختلف قسم کی تصانیف کے لئے مختلف معیار قایم کرنا ضروری ہے اور سب پر ایک ہی اُصول کے ماتحت بحث نہیں کی جا سکتی۔ رومان میں تاریخی صحت کی جستجو اور تاریخ میں رومانیت کی تلاش عبث ہے۔ تاریخی ناولوں کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ تاریخی واقعات کو نئے اسلوب بیان میں پیش کیا جائے بلکہ مصنف یہ چاہتا ہے کہ ناظرین کا دماغ اس کے مخصوص نظریہ کو جو وہ اس ناول کے ذریعہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ تاریخی واقعات اور تاریخی کیرکٹر سے چونکہ ناظرین عموماً مانوس ہوتے ہیں اس لئے وہ رفتہ رفتہ مصنف کے مطالب کی گرفت کرتے جاتے ہیں۔ اور رومانیت کی دلچسپی اسپر مزید اضافہ ہوتی ہے۔ تاریخی

ناول میں رومانیت داخل کرنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کی قوت تنقید [illegible] ہوجاتی ہے [illegible]
میں مولانا نے بہرحال [illegible] کی تاریخی حیثیت کو بعض ایسا [illegible]
اصل موضوع یعنی اسلام کی ترقی میں خلافت کے اسباب اور ہسپانیہ میں زوال کے [illegible]
ضرورت تھی کہ مولانا کے ان نظریات پر بعض خیالی نے واقعیت اور عملیت کا رنگ چڑھایا جائے۔ تاریخی
کرداروں کے ساتھ [illegible] طرح نظر آتے ہیں۔ اس تصنیف میں ناول سنت کا مطلب اگر
یہ ہوتا کہ تاریخی کیریکٹر کی اہمیت کو واضح کیا جائے تو وہ اس مطلب کے لئے کسی معروف تاریخی کا جس کا نام تاریخ اسلام میں
بہت نمایاں ہے انتخاب کرتے۔

فردوس کربلا میں مولانا بجائے اس کے کہ کسی خاص مطلب پر زور دیں۔ عہد یزیدی کے واقعات کا مرقع پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کی حیثیت ایک معاشرتی ناول کے مصنف سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرنے کے لئے جنگ و امن کے مناظر بہت ضروری تھے یہی ایک ذریعہ تھا جس کے وسیلے سے موضوع بیان میں جان ڈالی جا سکتی تھی۔ ناول کے تاریخی کیریکٹر جو پیش کیے گئے انکی یہی یہاں ثانوی حیثیت ہے۔ حضرت امام حسینؓ اور یزید اس کے سب سے زیادہ معروف کیریکٹر ہیں انکے نام داخل کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا عام لوگوں سے تعلق دکھایا جائے اور انکا اثر جو پبلک زندگی پر پڑتا تھا وہ واضح کر دیا جائے۔ ناول کی ابتدا کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ بنیاد قائم کرنے کے لئے مشہور و معروف تاریخی واقعات سے مصالحہ تیار کیا جائے اور اس کے لئے واقعہ کربلا سے بہتر کوئی دوسرا واقعہ نہ ہو سکتا تھا۔

دوسرا اہم مسئلہ فن تنقید کی نظروں میں یہ ہے کہ ناول کا اثر ناظرین پر کیا پڑتا ہے اور وہ پیش کردہ واقعات کو قبول کرنے میں کہاں تک پس و پیش کرتے ہیں۔ عام طور پر تاریخی ناولوں میں صحت واقعہ کے متعلق زور نہیں دیا جاتا ہے کیونکہ ناول کا مطلب جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اصول درایت و روایت کے مطابق واقعات کا بیان نہیں ہوتا۔ لیکن اس بات کا خیال بہت ضروری ہوتا ہے کہ بہت مشہور و معروف واقعات تاریخی میں تصرف نہ کیا جائے اور انکی صحت کو برقرار رکھا جائے کیونکہ اصل مطلب کے قبول ہونے کا دارومدار انہی پر ہے۔

پڑھنے والے کی پسندیدگی اور غیر پسندیدگی کا انحصار خود اس کی اس موضوع کے متعلق اپنی واقفیت پر ہے۔ اسلامی تاریخ کا ایک پروفیسر شرر کے ناول رزم و بزم کے واقعہ واقعہ پر چیں بجبیں ہو جائے گا کیونکہ تاریخی واقعہ سے معمولی انحراف بھی اس کی ذہنیت کے لئے ایک بار ہوگا۔ اس کی تاریخی قابلیت اسے ناول سے لطف اندوز ہونے کی اہلیت سے محروم کر دیتی ہے۔ لیکن تاریخی ناولوں کے حسن و قبح کا امتحان اس پروفیسر کے معیار سے

کی آمد ایک رات کا اہم واقعہ ہیں، یعنی شام اور منظر طرابلس، حجرہ بہ خانہ میں خلیفہ ہارون الرشید، بلکہ زبیدہ خاتون اور شہزادہ امین کا ذکر، حضرت عمر فاروق کا بیان اور حضرت عثمانؓ کا تذکرہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ پڑھنے والے کو جو اس حد تک عام تاریخ سے سطحی طور پر واقف ہے باقی مطلب اور واقعات کو قبول کر لینے پر آمادہ کر دے۔ ایک معمولی شخص کی تاریخی واقفیت اسی حد تک محدود ہوتی ہے کہ اس کے ذہن میں بڑی سے بڑی تاریخی شخصیت کے متعلق ایک مبہم یادداشت رہتی ہے۔ تفصیلی تاریخی صحت کی وہ اس وقت تک قائل نہیں ہوتا جب تک اس کی اپنی معمولی تاریخی واقفیت پر کوئی غیر معمولی اثر نہ پڑے۔ علامہ راشد الخیری کے تمام تاریخی ناول فن تنقید کے اصول پر پورے اترتے ہیں۔ رزم بزم کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ مولانا شرر نے معمولی تاریخی واقعات کی بھی اکثر صورت بدل ڈالی ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ تاریخی ناول کی زبان کا ہے۔ سب سے مشکل مسئلہ یہ ہے کہ تاریخی کیرکٹر جو پیش کیے جاتے ہیں ان کی زبان کیا ہونی چاہیے۔ مصنف خواہ وہ واقعیت اور صحت کا کتنا ہی لحاظ کرے اپنے کیرکٹر کی گفتار اس زبان میں نہیں پیش کر سکتا جو اس کی اصلی زبان تھی۔ وہ مجبور ہے کہ ناظرین کو یہ سمجھنے پر مجبور کرے کہ ناول میں اس کی گفتگو کا ترجمہ پیش کر رہا ہے جو اس موقع پر عمل میں آئی ہوگی جس کا بیان ناول کا موضوع ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گفتگو نقل کرنے کے موقع پر درمیان کلام میں گاہے بگاہے ایسے جملے اور فقرے داخل کر دیے جاتے ہیں جو واقعہ کی اصلیت پر زور دیں لیکن اول تو کامیابی کے ساتھ یہ اثر پیدا کرنا بہت مشکل امر ہے اور اس میں ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ پڑھنے والا صحت واقعہ کی جستجو کرنے لگتا ہے کیونکہ اس کے دماغ پر جو اثر پڑتا ہے کہ اس کے سامنے تاریخی واقعات کی محض تمثیل پیش کی جا رہی ہے اس میں خلل پڑتا ہے۔ علامہ راشد الخیری نے اس مشکل کو بہت آسانی سے حل کیا ہے۔ ان کی زبان قلعہ معلیٰ کی زبان ہوتی ہے اور اس میں غرض اردو کی وہ چاشنی ہوتی ہے کہ پڑھنے والا اسی مزہ میں گرفتار رہتا ہے۔ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے کہ تاریخی کیرکٹر اپنی گفتگو دہلی کی زبان میں پیش کر رہے ہیں جو ان کی اپنی زبان ہے۔ دوسری زبان وہ اس حد تک نہیں سمجھ سکتا ہے اور یہ سب سامان محض اس کے پسندیدگی کے لئے کیا گیا ہے۔ اب اس سے اندازہ آپ خود ہی کیجئے کہ وہ مولانا کے ناولوں کو کہاں تک پسند کرے گا۔ ایک دوسری ترکیب جو مذکورہ وقت کے حل کرنے میں مولانا نے استعمال فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تاریخی کیرکٹروں کے درمیان گفتگو کا موقع بہت کم آئے۔ درِ شہوار میں یہ ترکیب بہت کامیاب رہی ہے اور کم و بیش ان کے ہر تاریخی ناول میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ ناول کی دلچسپی کا دار و مدار بہت زیادہ ناول کی شخصیتوں کے درمیانی دو بدو گفتگو ہونے پر ہے۔ پڑھنے والے کی یہ

خواہش ہوتی ہے کہ وہ ان کو اپنے سامنے گفتگو کرتے ہوئے سنے اسلئے مولانا نے اس کا خیال بھی کیا ہے کہ موقعہ کے مناسبت سے گفتگو کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ اس جگہ بھی مولانا کے طرز بیان میں ایک خوبی پائی جاتی ہے جس کی نظیر دوسری جگہ اس کامیابی کے ساتھ نہیں ملتی۔ مولانا راشد الخیری درمیان گفتگو میں کوئی ایسی بات نہیں داخل کرتے جس کا تعلق اس زمانہ کی عام بول چال اور طرز گفتگو سے ہو۔ اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دماغ پر جو فریب تخیل قایم ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ مولانا سیدھی سادی زبان میں گفتگو پیش کرتے ہیں۔ ان خاص ترکیبوں کا نباہنا بھی ایک مشکل کام تھا لیکن مولانا کامیابی کے ساتھ اسکا حل کرتے ہیں۔

کردار نگاری فسانہ نگاری کا ایک بہت اہم جز ہے کیونکہ مصنف کو اپنا مطلب پیش کرنے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ تاریخی ناولوں میں یہ بات قدرے آسان ہو جاتی ہے۔ تاریخی شخصیتوں کے بالمقابل مختلف کیرکٹروں کی تخلیق آسان ہو جاتی ہے کیونکہ تاریخی کیرکٹر نمونہ کے طور پر دوسرے کیرکٹر پیدا کرنے میں بڑی مدد دیتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے علامہ راشد الخیری نے جو تاریخی کیرکٹر پیش کیے ہیں ان میں وہ کہاں تک کامیاب رہے ہیں۔ میں شروع ہی میں عرض کر چکی ہوں کہ اس مضمون کا مطلب تفصیلی نہیں بلکہ سرسری تبصرہ ہے۔ مولانا کی کردار نگاری ایک خاص موضوع ہے جس پر ایک مستقل مضمون زیادہ مناسب ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ مولانا راشد الخیری اصل واقعات کے ہزار برس بعد لکھ رہے ہیں اور وہ کیا دوسرا کوئی شخص بھی انتہائی صحت اور کامیابی کے ساتھ ابتدائے عہد اسلام کے متعلق کردار نگاری نہیں کر سکتا۔ موجودہ موضوع بحث کے لحاظ سے تنقید کا یہ اصول اس بحث کو ختم کر دینے کے لئے کافی ہے کہ تاریخی شخصیتوں کی صحیح اور تفصیلی کردار نگاری تاریخی ناولوں کے لئے ضروری نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ نوبت پنج روزہ جو مولانا کی نئی تصنیف ہے تاریخی ناولوں میں شامل کی جا سکتی ہے کہ نہیں۔ فسانہ نگاری کے نقطہ نظر سے نوبت پنج روزہ ناول نہیں کہی جا سکتی لیکن چونکہ تاریخی معاشرت نگاری کے لحاظ سے عہد حاضر کی یہ بہترین تصنیف ہے اور سلطنت دلی کے زوال کا فسانہ ہے اس لحاظ سے اسی سلسلہ میں اسکا ذکر بیجا نہ ہوگا۔ زبان اور حزن نگاری (یعنی ٹریجڈی لکھنا) کے لحاظ سے یہ اپنی آپ نظیر ہے اور اس کے متعلق کچھ لکھنا بیکار ہے۔ تاریخی نقطہ نظر سے مولانا کا کمال واضح ہوا ہے انیسویں صدی کی اسلامی تہذیب کی یہ بہترین تصویر ہے۔ اس میں نہ تو تاریخی اصلیت سے گریز کیا گیا ہے اور نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ دلی کے سلطنت کے دم توڑنے اور خاندان مغلیہ کے آخری ہچکیاں لینے کے

نقطہ نظر سے [illegible] وہ اثر پیدا کر دیا ہے جو تاریخی ناولوں میں رومان داخل کرنے کا مقصد ہوتا ہے۔ اور پھر سارا ساتھ [illegible] لبریز ہے۔

تنقید و تبصرہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زیر بحث مسئلہ کے روشن اور تاریک دونوں پہلوؤں پر غور کیا جائے۔ علامہ راشد الخیری کے تاریخی ناولوں میں فن کے لحاظ سے یہ کمی ہے کہ ان کے ناول کے ہیرو عموماً معمولی شخص ہوتے ہیں اور مشہور و معروف تاریخی اشخاص کو وہ ضمناً داخل کرتے ہیں۔ لیکن خاص اسلامی نقطہ نظر سے غور کرنے سے انکی یہ خصوصیت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ مذہب اسلام میں محمود و ایاز کی تفریق نہیں ہے۔

شہر بانو

بقیہ صفحہ ۱۴۲

پائیریا کا اگر ابتدا سے ہی علاج کیا جاوے۔ تو جلدی آرام ہو جاتا ہے۔ لیکن مرض پرانا ہونے پر نہایت دقت پیش آتی ہے۔ عرق نارنجی میں وٹامن زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے پائیریا کے مریضوں کو اس کا استعمال بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ نصف لیموں کا رس ہر صبح نہار منہ ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پینا اور نصف لیموں کا رس مسوڑوں پر جن پر پائیریا کا حملہ ہو چکا ہو لگانے سے اس مرض کا بہت کچھ سدِ باب ہو سکتا ہے۔ نیم کی مسواک اس کے لئے بہترین چیز ہے۔

نیم گرم پانی میں نمک ملا کر کلیاں کرنے سے بھی پائیریا کو افاقہ ہوتا ہے۔ فورہن ٹوتھ پیسٹ MOONISH TOOTH POWDER اور FORHAN TOOTH PEASTE. پائیریا کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں دانتوں کی صفائی کی طرف پورا دھیان دینا چاہئیے۔ صبح اور رات کو سونے سے قبل دانتوں کی صفائی اچھی طرح کرنی لازم ہے۔ اگر کھانے کے بعد فوراً دانتوں کو مندرجہ بالا پیسٹ سے برش کے ساتھ استعمال کیا جاوے۔ تو نہایت فائدہ پہنچائے گا۔

اقبال جہاں نزہت بنت خان بہادر چودھری نبی احمد

پائیوریا

پائیوریا یا گوشت خورہ دانتوں کا نہایت بُرا مرض ہے۔ آجکل ہندوستان میں سینکڑوں آدمی اس کم بخت مرض کے شکار نظر آتے ہیں۔ مریضوں کے سے آبدار دانت پائیوریا کے حملے سے بے کار ہو جاتے ہیں۔ یہ بیماری علاوہ دانتوں کے مسوڑوں پر بھی حملہ کرتی ہے۔ ان کی خوبصورتی زائل ہو جاتی ہے۔ دانت ہل جاتے ہیں۔ اور صحت میں ایک تغیر نمایاں ہو جاتا ہے۔

پائیوریا زیادہ مٹھائی یا گوشت کھانے سے بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ دانتوں کی صفائی کی طرف توجہ نہ کرنے کی ہے۔ میں گزشتہ سال بھی اس بارے میں لکھ چکی ہوں دانتوں کی صفائی و نگہداشت تندرستی کی ضامن ہے۔ اور زندگی کا اصل مقصد جسمانی تندرستی ہی سے ادا ہو سکتا ہے۔ اگر تندرستی نہ ہو۔ تو زندگی بالکل بے معنے و فضول ہے۔ ایک تندرست انسان زندگی کے تمام مقاصد کو خوش اسلوبی سے انجام دے سکتا ہے۔ وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک سچی خوشی حاصل رہتی ہے دولت عزت و کامیابی کا زینہ تندرستی ہی ہے۔ تندرست انسان تمام مشکلات کو مغلوب کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ خوشی و سکون محض تندرستی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

غذا جو ہم دانتوں سے چباتے ہیں۔ اس کے کچھ اجزا مسوڑوں میں رہ جاتے ہیں۔ دانتوں کو باقاعدہ صاف نہ کرنے سے وہ اجزا سڑ جاتے ہیں۔ اور گھُن کی مانند اندر ہی اندر نہایت آہستہ آہستہ مسوڑے خراب ہونے لگتے ہیں۔ اور تقریباً چالیس سال کی عمر کے بعد پانچ میں سے چار اور اس سے کم عمر کے ہزاروں اس خطرناک بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگر شروع ہی سے دانتوں کی حفاظت مناسب طریقوں پر کی جائے۔ تو اس مرض سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

جس وقت یہ مرض شروع ہوتا ہے۔ تو ابتدا میں مسوڑوں میں ہلکا ہلکا درد محسوس ہوتا ہے۔ پھر دن بدن درد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مسوڑے پھول جاتے ہیں۔ ان سے خون و پیپ نکلنے لگتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی رہتی ہے۔ تمام اعضا بوجھل سے محسوس ہوتے ہیں۔ جب یہ مرض پرانا ہو جاتا ہے۔ تو اکثر حرارت رہنے لگتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹتے جاتے ہیں۔ جوڑوں میں ضعف سا در رہتا ہے۔ چہرے پر مردنی چھائی رہتی ہے۔ کسی کام میں جی نہیں لگتا۔ اور آخر کار اس کا انجام نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ پائیوریا سے نہ صرف دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ بلکہ اس سے اور کئی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۴۶ پر)

صفائی نعمت غیر مترقبہ ہے

(از بیگم سید حفاظت علی گمنڈہ)

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ زندگی کی تمام خوشیوں کا دارومدار تندرستی پر ہے۔ اس لئے یہ مثل مشہور ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مگر تندرستی کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز صفائی اور پاکیزگی ہے۔ پاکیزگی کے لئے ہمارے مذہب میں بہت سخت تاکید کی گئی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ پاکیزگی بھی جزو ایمان ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "الطہور نصف الایمان" یعنی پاکیزگی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔ ہمارے کل مذہبی ارکان میں طہارت لازمی ولابدی ہے۔

اس زمانہ کی مہذب اقوام نے صفائی کو اپنا جزو زندگی سمجھ رکھا ہے۔ مگر ہمارے مذہب میں تیرہ سو سال قبل صفائی کی سخت ترین پابندی کی تلقین کی گئی تھی۔ خصوصاً ہماری ہی قوم اس نعمت سے محروم ہے۔ زیادہ تر مسلم خواتین صفائی کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنا ایک بارگراں سمجھتی ہیں۔ مکان کی صفائی اکثر عید بقرعید کے وقت کی جاتی ہے۔ یا کوئی خاص امر مصر ہوا اس وقت صفائی پر نظر التفات ہوتی ہے۔ مثلاً شادی یا کسی اور تقریب کے موقعہ پر لیکن عام طور پر اس اہم فرض کو محض سستی اور کاہلی پر قربان کیا جاتا ہے علاوہ ازیں جسم کی صفائی سے بھی اکثر انہیں محروم رہتی ہیں۔ خود نہانا یا بچوں کو نہلانیکا ہفتوں موقعہ ہی نہیں ہوتا۔ بعض اعلیٰ طبقہ کی متمول بیگمات بجائے نہانے کے عوض صرف اپنا نمائشی لباس بدل لینا آسان سمجھتی ہیں اور بچوں کو بھی پانی جیسی ارزاں نعمت سے محروم رکھکر انکی صحت خراب کرنیکی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اور جو کم استطاعت ہیں انکے پاس غربت کا کافی بہانہ موجود ہوتا ہے کپڑے ناکافی ہونیکی مجبوری ظاہر کرتی ہیں۔ اور بچوں کو بھی غلیظ رہنے کی تربیت دیتی ہیں۔ یہ انکی سستی کی علامت ہے۔ اگر انسان چاہے کہ وہ ہمیشہ پاک صاف رہیگا تو دنیا میں بہت سی خرابیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ وقت کی پابندی کیساتھ صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ اسلام کے تمام قیمتی اصول ہم دن بدن فراموش کرتے جاتے ہیں۔ اور دوسری قومیں انسے استفادہ حاصل کرنیکی کوشش کر رہی ہیں۔ ہم سے کئی گنا زیادہ دوسری اقوام کو صفائی کا زیادہ خیال ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اس سے کوسوں دور ہیں۔ بعض ہندو مستورات بھی سب امیر نہیں ہوتیں انمیں بھی غریب عورتیں موجود ہیں۔ جنکے پاس سوائے دو کپڑوں کے تیسرا کپڑا نہیں مگر وہ اپنے انہیں کپڑوں کو صاف رکھتی ہیں۔ روزانہ اپنے کپڑے دھوکر نہاتی ہیں قیمتی کپڑا استعمال کرنیکے عوض معمولی کپڑا پہنایا جائے لیکن صاف ہو تو زیادہ اچھا معلوم ہو۔ ہماری بہنیں روزانہ اتنی تکلیف نہیں کر سکتیں تو کم از کم ہفتہ میں دو بار پانی جیسی ارزاں نعمت ہی نصیب ہوا کریں مکان جسم۔ لباس روزانہ استعمال کرنیکی اشیاء غرضکہ ہر چیز کی صفائی لازمی و لابدی ہونی چاہئے۔ اور اسکے ساتھ روح اور قلب کی

مسلم لیڈیز کانفرنس

اور

زنانہ صنعتی نمائش آگرہ

مسلم لیڈیز کانفرنس آگرہ کا دوسرا سالانہ جلسہ ۵ جنوری ۱۹۳۲ء کو زیر صدارت افتخار النساء جناب خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے منعقد ہوا۔ صدر صاحبہ کی تشریف آوری ۵ جنوری کو صبح آگرہ کینٹ پر ہوئی جن کے استقبال کے لئے بیگم ذہن سکریٹری صاحبہ خاتون جہاں بیگم اور بیگم منظور احمد صاحب کے اسٹیشن پر گئیں۔

ایک بجے دن کے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ سامعین کی تعداد ڈیڑھ سو تھی۔ سب سے پہلے بیگم خان بہادر مرزا حبیب حسین صدر استقبالیہ کمیٹی نے اپنا معنی خیز خطبہ پڑھکر سنایا۔ اس کے بعد صدارت کی تجویز پیش ہوئی اور بیگم منظور احمد صاحبہ کی تائید کے ساتھ بالاتفاق رائے جناب خدیجہ بیگم صاحبہ کو صدر جلسہ منتخب کیا گیا۔ جس ذہن صاحبہ نے رپورٹ پڑھکر سنائی جسکا مفہوم درج ذیل ہے:۔

"آگرہ کی مسلم لیڈیز کا جمود و سکوت اسی معیار پر ہے جیسا کہ ہندوستان کے دوسرے شہروں میں۔ جسکا بین ثبوت یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً جب کبھی عالمہ کمیٹی کے جلسے ہوئے ان میں برائے نام ممبر مستورات شریک ہوئیں عملی کام جو کچھ ہوا اگرچہ وہ کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تاہم ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے کہ ابھی کام کی ابتدا ہے۔ انجمن نے اپنی ایک سالہ زندگی میں جو کچھ کام کئے ہیں انمیں سے چند نمایاں کام کے متعلق عرض کرونگی۔ جو ہمارے مستقبل کے لئے امید افزا ہے۔

سب سے پہلے انجمن نے شعبہ گرلز اسکول آگرہ میں دستکاری کی ایک شاخ کھلوائی۔ اور دو عمدہ کام کرنیوالی لڑکیوں کا ماہانہ وظیفہ مقرر کرایا۔ ایس ٹی جونس گرلز اسکول میں مسلمان لڑکیوں کو ہندو لڑکیوں کی بعض نازیبا حرکات سے جو تکلیف اور دقت تھی وہ ہم نے اپنی کوشش سے رفع کرائی۔ اس کے بعد ہم دہلی گئی اور وہاں آل انڈیا مسلم لیڈیز انجمن کی شاخ قائم کرائی۔

پیاری بہنو! آپکی فوری ضروریات بیحد ہیں۔ افلاس کا دور دورہ ہے۔ مسلمان مردوں کو نوکریاں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتیں زمینداریاں اب تکلیف دہ ذمہ داریاں بنکر رہگئی ہیں (چیرز) ہر طرف آمدنی کی کساد بازاری ہے۔ اب وقت نہیں ہے کہ ہم اپنے شوہروں اور بھائیوں پر بار ہوکر رہیں (چیرز) ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ذات کو مفید بنا کر رہیں" رپورٹ نہایت مجمع کی... پر ختم کی گئی۔ اس کے بعد بیگم کپتان نصیر الدین احمد کی سرگرم و پر جوش تقریر ہوئی۔ یہ تقریر چار عنوان پر مشتمل تھی۔

"تعلیم النسواں کا سیاسی پہلو" "موجودہ پردہ اسلامی پردہ نہیں ہے" "ساردا ایکٹ کی ضرورت" "مردوں کو باقاعدہ تعلیم یافتہ بنانا" آپ نے نسوانہ مسلم تعلیم کے فقدان پر جو کچھ فرمایا وہ خالی جذبات کے تحت میں نہ تھا بلکہ اعداد وشمار کیساتھ ہولناک واقعات کے تحت میں

[illegible] سے مجلس پر سکوت طاری ہو گیا۔ پردہ کے مسئلہ میں ۲۱ ما ظہر منہا کی تفسیر نہایت خوبی کے ساتھ بیان فرمائی۔ [illegible] ایک [illegible] تسلیم [illegible] بجائے ۱۳ سال کی عمر کے ۱۶ سال کی عمر میں لڑکیوں کی شادی کرنی چاہیے۔ [illegible] حاصل [illegible] کی؟ [illegible] صدر صاحبہ نے نہایت پُر زور لہجہ میں فرمائی۔ اس کے بعد بیگم سعید الدین صاحبہ [illegible] کی تقریر ہوئی جو مسلم مستورات کی ورزش کے متعلق نہایت پُر زور لہجہ میں کی گئی۔ پھر خاتون جہاں بیگم کی تقریر ہوئی [illegible] تمام تقریروں کے بعد صدر صاحبہ نے جو اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا وہ نہایت بصیرت افروز [illegible] آپ کے [illegible] خطبے سے سامعین نہایت متاثر تھیں۔ آپ نے جب ایک زنانہ کتب خانہ کے قیام کے متعلق فرمایا تو بیگم [illegible] صاحبہ (ریلوے پولیس سپرنٹنڈنٹ) اور بیگم صاحبہ سعید الدین سب جج نے کتب خانہ میں کتابیں دینے کا وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا اور صدر صاحبہ ساڑھے تین بجے کی ٹرین سے لاہور روانہ ہو گئیں۔

[illegible] صنعتی اشیاء کی نمائش تھی۔ اور یہ نمائش ۹ جنوری تک جاری رہی۔ اس میں شہر کی چار سو مسلم لڑکیوں کی دستکاری کے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے تھے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں بعض نمونے بیرے بہا تھے۔ یہ تمام انتظام تیاری [illegible] صاحبہ کی کوشش سے ہوا۔ جو آگرہ کی مسلم مستورات کے لئے اگر ایک طرف مایۂ ناز ہیں تو دوسری طرف قابلِ ستائش۔

کنیز فاطمہ بیگم بنت امام اکبر آبادی

زندگی کیا ہے؟

زندگی کیا ہے؟ وہ ایک تنہا سیاحت ہے۔ یا موت کے مقدس مندر کا طول طویل سفر ہے۔ یا تاشہ عالم میں ایک کٹ پتلی کی طرح خود کو نکالنا ہے۔

زندگی کیا ہے؟

وہ ایک مختصر لیکن مسرت بھرا خواب ہے۔ جب ہم اس خواب سے مرکر بیدار ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تمام زندگی جو زمین پر گذری ہے فقط دکھاوا ہے۔ ایک تاریک مبہم اور اجنبی نامعلوم شے ہے۔

زندگی کیا ہے؟

وہ ایک سمندری سفر کی مختصر ناپذیر کشتی ہے۔ جو ابد تک پہنچنے کی خوشی میں تیرتی ہے۔ اور ہم اس پر بیٹھے ہوئے تیرتے جاتے ہیں۔

زندگی کیا ہے؟

وہ ایک [illegible] کی طرح ہے جو دنیا کے اگلے حصے سے آخری حصہ تک رہی ہے۔ اور ہماری قسمت ہماری دوڑیں اسی کی ہیں۔ اور یہ انسانی ابتدا اور انتہا کے درمیان زنجیر کے مانند ہے۔

زندگی کیا ہے؟

ہم نہیں جانتے کہ زندگی کیا ہے۔ مگر ہم ہر ایک سے یہی پوچھتے ہیں کہ زندگی کیا ہے

ہم غمگین خوش رہتے ہیں ہم گفتگو کرتے ہیں ہنستے ہیں اور روتے ہیں روزانہ پر مزہ زندگی کے دن بدلتے آئے ہی رہتے ہیں۔

اور جس وقت ہم اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو لا انتہا نیند میں چلے جاتے ہیں۔

یہی زندگی ہے یہی زندگی ہے

مہر النساء

[illegible] انگریزی ۲

خطبۂ صدارت مسز نذیر حسین صاحبہ

آل انڈیا ویمنز کانفرنس کی چھٹی سالانہ کانفرنس آخری ہفتہ دسمبر میں مدراس میں منعقد ہوئی۔ استقبالیہ کمیٹی کی صدر میری بہلی جان محترمہ مسز نذیر حسین صاحبہ تھیں اس موقع پر انہوں نے جو خطبۂ صدارت دیا مسیحی بہنوں کی جانب سے ہے جو صدر اجلاس مسز پی کے رائے صاحبہ اور ڈیلیگیٹ بہنوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرنے کے بعد محترمہ موصوفہ نے فرمایا۔

"مدراس بحیثیت تعلیم کسی صوبہ سے پیچھے نہیں۔ اور نہایت خوشی کا مقام ہے کہ یہاں زنانہ تعلیم کا بھی خوب چرچا ہے اور بہت سی خواتین قومی اور ملکی کاموں میں بہت سرگرمی سے حصہ لیتی ہیں۔

ہندوستان میں مدراس سب سے پہلا صوبہ ہے۔ جہاں ووٹ دینے کے لئے عورتوں کو مردوں کے مساوی حق دیا گیا۔ سب سے پہلے مدراس لیجسلیٹو کونسل میں ایک خاتون کو ممبر منتخب کیا گیا ہے۔ اسی صوبہ کی لیجسلیٹو کونسل نے سب سے پہلے ہماری لائق بہن ڈاکٹر متلکشمی ریڈی کو اپنا ڈپٹی پریزیڈنٹ منتخب کیا۔ اس وقت بھی دو خواتین مدراس میں میونسپل کونسلر ہیں۔ اور ایک خاتون لیجسلیٹو کونسل کی ممبر ہیں۔ کئی خواتین جابجا میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں کام کر رہی ہیں۔ اور پچھلے الکشن میں بہت سی اور خواتین ممبر منتخب ہوئی ہیں۔ بہت سی خواتین یونیورسٹی سینیٹ اور سنڈیکیٹ میں خدمات انجام دے رہی ہیں بہت سی بہنیں آنریری مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہیں۔

مدراس میں لڑکیوں کے لئے بھی اسی طرح ابتدائی جبری تعلیم کا قانون رائج ہے جس طرح لڑکوں کے لئے۔ گو مجھے اس بات کا افسوس ہی نہیں۔ بلکہ دلی رنج ہے کہ میری مسلمان بہنیں نہ صرف یہ کہ قومی کاموں میں کوئی حصہ نہیں لے رہی ہیں۔ بلکہ تعلیم میں بھی بہت پیچھے ہیں۔ شکر کا مقام ہے کہ اب ان میں بھی تعلیمی اہمیت کا احساس پیدا ہو چلا ہے۔ اور اس وقت مسلم لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد زیر تعلیم ہے۔ جبری ابتدائی تعلیم کے قانون سے مسلمان لڑکیاں مستثنےٰ ہیں۔ مگر اب مسلمان خواتین کو اس علیحدگی کی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور وہ پُرزور مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ ان کی لڑکیوں کو بھی ابتدائی جبری تعلیم کی اسکیم میں شامل کر لیا جائے۔ ہمیں اُمید ہے کہ کارپوریشن اور گورنمنٹ مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو بہت جلد منظور کرے گی۔

مجھے توقع ہے کہ یہ کانفرنس ان کی تعلیمی پستی کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔ تاکہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان میں قومی اور ملکی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور وہ دوسری خواتین کے دوش بدوش ملک و قوم کی خدمات انجام دے سکیں۔

خواتین کی تعلیم کے لئے یہاں چار بڑے بڑے عظیم الشان زنانہ کالج ہیں۔ ایک زنانہ میڈیکل اسکول ہے جس میں قریباً سو لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں اور میڈیکل کالج میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ کی ڈگری کے لئے ۱۹ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔

عورتوں کی ترقی کے لئے جو آسانیاں بہم پہنچائی گئی ہیں اور بہت سی خواتین نے ملک و قوم کی اہم خدمات انجام دے کر اپنی قابلیت کا جو ثبوت دیا ہے اس کی بناء پر ہم آیندہ نظامِ حکومت میں جو ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے مساوی حقوق کا مطالبہ کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔

ہندوستان کی تاریخ میں آپ کو بے شمار ایسی مثالیں ملیں گی۔ جہاں ہندو اور مسلمان خواتین نے کامیابی کے ساتھ حکومت کی باگ اپنے ہاتھوں میں لی ہے۔ میدانِ جنگ میں سپاہ گری کے بہترین نمونے دکھائے ہیں۔ بلند پایہ ادیبہ اور شاعروں کی بھی

کی [illegible] اس [illegible] سینفیر جارہا ہائی رجنٹ صاحبہ ٹراونکور اور مرحوم بیگم صاحبہ بھوپال کی قابل قدر مثالیں آپ کے سامنے [illegible] وقت ہمارے آپ کو ذمی خدمت کرنے والوں کی صف میں بے شمار خواتین نہایت ذمہ دارانہ اور باعزت عہدوں [illegible] نظر آتی ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہیے کہ ہم اپنے مرد ساتھیوں پر اعتماد رکھیں۔ اور ان کی ان تمام کوششوں میں زیادہ سے زیادہ امداد کریں جو وہ اپنے ملک وقوم کی آزادی اور ترقی کے لئے سر انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح یقیناً ہندوستان کی خواتین [illegible] مردوں کے ساتھ مساوی حقوق کی حق دار ہوں گی۔

معزز خواتین! آپ کے سامنے کئی اہم رزولیوشن آئیں گے۔ جن پر آپ بحث کریں گی۔ میرا اس وقت یہ کام نہیں ہے کہ ان میں سے کسی ایک پہلو نے [illegible] مگر بے جا نہ ہوگا اگر آپ کی اجازت سے اپنے چند خیالات کا اظہار کروں۔ ہمارا ملک اس وقت نہایت ہی نازک اور اہم [illegible] سیاسی دور سے گزر رہا ہے حکومت اور رعایا میں باہم سمجھوتہ کے لئے لگاتار کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت بلکہ ہندوستان کی مختلف قوموں میں نہ صرف سے زیادہ اتحاد و یکجہتی کی ضرورت تھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس بدنصیب ملک کی تمام قومیں ایک دوسرے سے نہ صرف ناخوش بلکہ شاکی ہیں۔ ہماری اس کانفرنس میں ہندوستان کی مختلف اقوام کی خواتین جمع ہیں۔ [illegible] سب نے مشترکہ مفاد کے لئے کوشش کریں۔ یہ اتحاد و اتفاق کا نظارہ کتنا دلکش ہے کاش ہندوستان کے تمام لوگ اسی طرح سب کام اتحاد سے سر انجام دیتے گیں۔ اگر اس کام کو مرد سر انجام نہیں دے سکتے تو ہم کو اس کی ضرورت اور اہمیت کا احساس کرتے ہوئے کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اور ہر خاتون کو اپنا فرض قرار دے لینا چاہیے کہ وہ اپنے شوہر، بھائی اور بیٹے سے کہے کہ وہ تمام ہمسایہ قوموں کے ساتھ محبت و پیار سے رہیں گے۔ یقین جانئے کہ کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس میں رہنے والی تمام قومیں ایک دوسرے سے مل نہ جائیں۔ اور ایک دوسرے سے اشتراک عمل اور محبت و اخوت کے لئے تیار نہ ہوں۔

دوسری چیز جس کی طرف میں اپنی بہنوں کو متوجہ کرنا چاہتی ہوں۔ وہ ملکی مصنوعات کی حوصلہ افزائی ہے۔ ہندوستان دنیا کا غریب ترین ملک ہے اور پچھلے دو سال کی عالمگیر اقتصادی بدحالی نے کسانوں اور کاریگروں کو بالکل تباہ کر دیا ہے۔ پیاری بہنو کیا یہ آپ کا فرض نہیں ہے۔ کہ آپ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے خوبصورت لباس خریدنے کے لئے نکلیں تو اپنی ان بدنصیب بہنوں اور ان کے معصوم بچوں کو نہ بھلائیں جنکو آپ کی تھوڑی سی توجہ فاقہ کی مصیبت سے بچا سکتی ہے۔ یہ نہایت ہی بے انصافی ہے، ہمارے ملک کے غریب کاریگر بھوکے مرتے رہیں۔ اور ہم محض نمائش اور ظاہری آرائش کی خاطر انکی محنت سے تیار کی ہوئی چیزوں کو ٹھکرا کر غیر ملکی سرمایہ داروں کی جیبیں بھر دیں۔ مجھے سب سے زیادہ گلہ اپنی مسلم قوم سے ہے افسوس ہے کہ انہوں نے ملک کے درد کو نہیں پہچانا کاش وہ ملکی مصنوعات کی کم از کم اتنی ہی قدر کرتے جتنی کہ انکی ہمسایہ قومیں کر رہی ہیں۔ تیسری معاشرتی اصلاح جس کی طرف میں آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں وہ لڑکیوں کے جہیز کا معاملہ ہے۔ ہندوستان کے اکثر حصوں میں یہ رسم جاری ہے۔ مگر مدراس میں بالخصوص اسکا بیحد رواج ہے یہ کیا بدنصیبی ہے کہ ایک لڑکی کی شادی اسوقت تک ناممکن ہے جب تک کہ اسکے ماں باپ اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ اسکے جہیز پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔ بحیثیت انسان کے لڑکی کی تمام خوبیوں کو لڑکے والے قطعاً نظر انداز کر دیں اور انکار و قبول کا فیصلہ فقط جہیز کی مقدار پر موقوف ہو۔ یہ کسقدر افسوسناک بات ہے کہ تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگ بھی اس [illegible] نہیں بلکہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان اپنی تعلیم کی پوری قیمت کا جہیز کی صورت میں طلبگار ہوتا ہے۔ اسکا نتیجہ ہے کہ لڑکی کی شادی متوسط طبقے کے والدین کیلئے سوہان روح بنجاتی ہے۔ اور رات دن کی پریشانی انکی صحت کو بھی برباد کر دیتی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ اس رسم کا ستیاناس کر کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں والدین کو سکھ پہنچایا جائے۔" آخر میں آپنے ڈاکٹر [illegible] لکشمی ریڈی اور مسز سوامی ناتھن کا جنہوں نے نہایت جانفشانی اور محنت سے کانفرنس کیلئے کام کیا ہے اور مسز [illegible] کا جنہوں نے علاوہ کانفرنس کے دوسرے کاموں کے مدراس گائیڈ بک تیار کی شکریہ ادا کیا اور مسز [illegible] کیلئے جو کانفرنس کی [illegible] میں بجز دعا کیت ہندوستان ما [illegible] کی دعا کی۔ پھر ایک دفعہ سب خواتین کو خوش آمدید کہی اور دعا کی کہ جس مقصد کے لئے آپنے سفر کی تکالیف برداشت کی ہیں

کپڑوں سے دھبے دُور کرنا

بہت کم بہنیں ایسی ہونگی جنکو اپنے کپڑوں وغیرہ کی صفائی کا خیال ہوگا۔ بعض بہنوں کی بے خیالی سے مختلف چیزوں کے دھبے بے احتیاطی کی وجہ سے پڑ جاتے ہیں جو صرف بدنما ہی نہیں معلوم ہوتے بلکہ قیمتی کپڑوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ بعض بہنوں میں ایسی بری عادت ہوتی ہے کہ وہ بجائے فرش پر اس بری طرح پیک تھوکتی ہیں کہ آس پاس کی مستورات کے کپڑوں پر پیک کے سرخ نشانات پڑ جاتے ہیں جو بعض اوقات دھوبی کے ہاں بھی جا کر صاف نہیں ہوتے اگر کپڑہ دھلنے کے قابل نہیں ہوتا تو وہ ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتا ہے۔ اکثر پان کھانے والی مستورات کے قیمتی لباس پر بھی پیک کے سرخ بیل بوٹے دیکھے جاتے ہیں۔ اکثر بہنوں کے کپڑے چکنائی سے خراب ہو جاتے ہیں جنکو وہ کسی طرح دور نہیں کر سکتیں حتیٰ کہ عام دھوبی بھی ان دھبوں کو صاف نہیں کر سکتے بلکہ اور کپڑے کو خراب کر ڈالتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ عام دھوبیوں کے بس کی بات ہی نہیں۔ ذیل میں مختلف اقسام کے دھبوں کے صاف کرنیکا طریقہ محض بہنوں کی خاطر درج کیا جاتا ہے۔

سبزی و پھلوں کے عرق کے دھبے۔ بعض اوقات صرف پانی ہی سے صاف ہو جاتے ہیں اگر نا کامیابی ہو تو پانی میں تھوڑا سا بورکس BORAX یا امونیا AMMONIA. ملا کر صاف کریں اگر اس طریقہ سے بھی صاف نہوں تو بلیچنگ BLEECHING AGENT استعمال کریں (اس کے متعلق کبھی مفصل طریقہ بتلایا جائے گا)

چاء۔ کوکو۔ اور کافی کے دھبے۔ یہ بھی مندرجہ بالا طریقہ سے دور ہو سکتے ہیں لیکن بعض اوقات دودھ کی موجودگی سے چکنائی باقی رہ جاتی ہے اسکو پٹرول PETROLEM. وغیرہ سے صاف کر سکتے ہیں۔

لوہے کے دھبے۔ بعض اوقات دھوبی کی بے احتیاطی کی وجہ سے کپڑوں پر لوہے کے زرد داغ پڑ جاتے ہیں جو کہ کپڑوں میں چھید پیدا کر دیتے ہیں۔ آکزیلک ایسڈ OXALIC ACID. پانی میں حل کرکے انپر لگانے سے یا صرف لیموں کا عرق استعمال کرنے سے یہ داغ دور ہو جاتے ہیں۔

روشنائی کے دھبے۔ انکو دور کرنیکے دو طریقے ہیں (۱) آکزیلک ایسڈ OXALIC ACID کو پانی میں گھول کر اس میں کپڑے کو بھگو دینا چاہیئے یا لیموں کے عرق میں کچھ دیر تک پڑا رہنے دیا جائے (۲) پوٹیشیم پرمنگنیٹ POT. PER. MANGANATE جو جوہر اکثر کنوئیں میں ڈالی جاتی ہے اسکو پانی میں حل کرکے اس میں کپڑہ کا وہ حصہ جس پر کہ روشنائی کا دھبہ ہو ڈالدیا جائے کچھ عرصہ بعد اسکو نکال کر HYDROGEN PER OXID ہائیڈروجن پر آکسائڈ (جس دوائی سے دانت کے درد کی تکلیف بھی کم کی جاتی ہے اور عموماً جھاگ والی دوا کے نام سے مشہور ہے) سے صاف کریں۔ طریقہ نمبر ۲ زیادہ موزوں اور پسندیدہ ہے لیکن

طریقے سے روشنائی کے داغ جلد صاف ہو جاتے ہیں لیکن اس طریقے کو رنگدار سوتی کپڑوں کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔
سرخ روشنائی کے دھبے۔ یہ بعض اوقات بڑی مشکل سے صاف ہوتے ہیں اگر تازے ہوں تو امونیا AMMONIA یا بورکس BORAX سے صاف ہو سکتے ہیں۔ ناکامیابی پر سوڈیم ہائیڈرو سلفائیٹ SODIUM HYDRO SULPHITE یا سلفیورس ایسڈ SULPHUROUS ACID استعمال کرنا چاہئے
اس طریقے سے سرخ روشنائی کے داغ ایک حد تک صاف ہو جاتے ہیں۔
پینٹ کے دھبے۔ یہ بھی مندرجہ بالا طریقے سے صاف ہو جاتے ہیں۔
پختہ روشنائی کے دھبے۔ اس قسم کے داغوں پر آئیوڈین کا سلولیوشن جو پوٹیشیم آیوڈائیڈ میں تیار کیا گیا ہو لگایا جائے IODINE SOLUTION IN POT. IODIDE. اس کے بعد سوڈیم تھایو سلفیٹ SODIUM THIO SULPHATE. سے فالتو آیوڈین IODINE دور کر دی جائے۔ بعض اوقات زرد داغ رہ جاتا ہے اسکو پوٹیشیم سائینائیڈ POT. CYANIDE. سے دور کر سکتے ہیں (یہ ایک زہریلی چیز ہے لہٰذا اس کے استعمال میں احتیاط لازم ہے)۔
جلنے کے نشان۔ بعض اوقات بہت گرم استری سے کپڑوں پر گہرے داغ پڑ جاتے ہیں جو کچھ عرصہ بعد علیحدہ ہو کر کپڑے کو موٹی جالی میں تبدیل کر دیتے ہیں انکا کوئی علاج نہیں۔ ہاں البتہ اگر داغ زیادہ گہرے نہ ہوں تو اکثر صابن سے دھونے اور آہستہ آہستہ ملتے رہنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کپڑا سوتی ہو تو اسکو صابن کے پانی میں ڈالکر کچھ عرصہ تک کھو دیا جائے۔ بعض اوقات صابن کے پانی میں ہائیڈروجن پر آکسائیڈ HYDROGEN PER OXIDE. بھی ملا دیا جاتا ہے۔ اور پھر پانی کو جوش دیدیا جاتا ہے۔
چکنائی کے دھبے۔ کسی ایسی چیز کے استعمال سے جس میں چکنائی حل ہو جائے یہ دھبے دور ہو جاتے ہیں مثلاً پٹرول۔ الکحل۔ ایتھر وغیرہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چکنائی کے داغ کو صاف جاذب کے ٹکڑے پر رکھو اس کے بعد اسفنج میں پٹرول یا بنزین BENZENE لیکر ایتھر لگاؤ۔ پہلے داغ کے آس پاس اچھی طرح پٹرول لگاؤ پھر دھبہ کے کنارے کی طرف سے لگانا شروع کرو۔ اور آہستہ آہستہ ملتے جاؤ یہاں تک کہ کپڑے پر سے پٹرول صاف ہو جائے اگر ضرورت ہو تو دوبارہ اسی طریقہ پر عمل کرو حتیٰ کہ چکنائی بالکل دور ہو جائے۔
چکنائی کے داغ بعض اوقات صرف گرم کرنے ہی سے دور ہو جاتے ہیں۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ دو جاذب کے ٹکڑے لیکر کپڑے کو انکے بیچ میں رکھو اور آہستہ آہستہ گرم کرو کپڑے میں سے چکنائی نکل کر جاذب میں جذب ہو جائے گی۔
مشین کے تیل کے دھبے۔ یہ بھی مندرجہ بالا دونوں طریقوں سے دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی پٹرول

رخورے یا صرف گرم کرنے سے صاف ہو جاتے ہیں انکو دُور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان نشانات پر اچھی طرح چکنائی یا تیل ملا جائے تاکہ گرد وغیرہ صاف ہو جائے اس کے بعد صابن اور گرم پانی سے دھو ڈالو۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ تیل کے نشانات پر OXALIC ACID. ملا جائے۔ اس کے بعد اموتیا AMMONIA. کے سولیوشن میں ڈال کر اچھی طرح ملا جائے اس کے بعد کپڑے کو پانی سے دھو کر خشک کر لیا جائے۔

تارکول کے دھبے۔ بنزول BENZOL سے دُور ہو جاتے ہیں انکو بھی اسی طریقے سے صاف کرنا چاہئے جو کہ چکنائی کے دھبے صاف کرنے میں استعمال کیا گیا ہے کسی قسم کا دھبہ کپڑے پر سے صاف کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں پر توجہ رکھنی چاہئے۔

(۱) جس قدر جلد ممکن ہو دھبہ دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۲) اگر ممکن ہو تو اسی قسم کا کپڑا لیکر یہ دیکھ لینا چاہئے کہ آیا کپڑا یا رنگ تو خراب نہیں ہوتا اور کونسا طریقہ مفید ثابت ہوگا۔

(۳) رنگدار سوتی۔ اونی وریشمی کپڑوں پر سے دھبے دور کرتے وقت خاص احتیاط لازم ہے تاکہ کپڑا یا رنگ خراب نہ ہونے پائے سفید سوتی کپڑوں کے خراب ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

(۴) جن اشیا میں گندک وغیرہ کا تیزاب شامل ہو انکو اُونی وریشمی کپڑوں کے لئے ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔ اگر سوتی کپڑوں کے لئے گندک وغیرہ کا تیزاب استعمال کیا جائے تو کپڑا خشک کرنے سے پہلے تیزاب کو پانی یا اموتیا AMMONIA. سے بالکل دُور کر دیا جائے۔

بعض اوقات کپڑوں پر اس قسم کے داغ پڑ جاتے ہیں جو کہ مندرجہ بالا طریقوں سے صاف نہیں ہوتے ان کے دور کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے اُسکو بلیچنگ BLEACHING. کہتے ہیں۔ اس طریقے کے متعلق آئندہ پھر کبھی مفصل طور پر لکھا جائے گا۔

محمد اشفاق انصاری (علیگ)

خواتین کی ورزش

سیر کرنا۔ کمزور خواتین جو زیادہ سخت ورزشیں نہ کر سکیں وہ روزانہ کھلی اور تازہ ہوا میں قدرے تیز قدم سے سیر کیا کریں۔ جنکو باہر نکلنا مشکل ہو، وہ اپنے گھر کے اندر ہی کھلی چھت پر، صحن میں، باغیچہ میں یا پائیں باغ میں بار تیزی سے چلیں۔ ۱۵ منٹ روزانہ کافی ہوگا۔

طریقہ۔ جسم کو بالکل سیدھا رکھیں۔ ٹخنا، کمر، سینہ کسی میں خم نہ ہو۔ بالکل فطری طور پر کھڑی ہو جائیں اور تیز تیز ٹہلنا شروع کر دیں۔ سینے اور پیٹ کو پھیلا کر، چلتے ہوئے گہری سانس لیتی جائیں اور پھر اسے آہستہ آہستہ نکالیں ۴ قدم چلنے کے عرصہ میں خارج کر دیں، اس طور پر کہ پیٹ اور سینہ، دونوں اپنی اصلی حالت پر آجائیں۔ مگر کسی جگہ تنگ نہ ہو ڈھیلا لباس ہونا چاہئے کہ یہ مطابق فطرت ہے۔ اس طرح سانس لیتے ہوئے ۱۵ منٹ تک تیز تیز ٹہلیں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ چہل قدمی کرکے ورزش ختم کر دیں۔

دوڑنا۔ زیادہ توانا خواتین یا جوان لڑکیاں دوڑ کی ورزش کریں۔ سب باتیں وہی ہیں صرف چلنے اور دوڑنے کا فرق ہے۔ سانس کا وہی اصول ہونا چاہئے۔ مٹھیوں کو بند کر لیں اور ساتھ کو لٹکا کر نہ رکھیں بلکہ کہنیوں کو موڑ کر اوپر کر لیں اور اسی حالت میں ہاتھ کو جنبش دیں۔

تمرین ۲۔ بالکل سیدھی کھڑی ہو جائیں (فطری طور پر) ٹخنوں کو ایک دوسرے سے چند انچ یا [illegible] انچ کے فاصلہ پر رکھیں ٹانگوں کو بالکل سیدھا رکھیں۔ اب دونوں ہاتھوں سے کمر کو پکڑ لیں۔ نظر سامنے کی طرف کریں۔ ایک گہری سانس قاعدے کے مطابق لیں اور جب سانس لے چکیں تو جسم کے نچلے حصہ کو اپنی جگہ پر قائم رکھتے ہوئے کمر کو خم کرتے ہوئے، آگے کی جانب جھکیں، یہاں تک کہ گردن دونوں ٹانگوں کے درمیان آجائے۔ جسم کو خم کرتے وقت سانس آہستہ خارج کریں، یہاں تک کہ جب گردن دونوں ٹانگوں کے درمیان ہو تو ساری ہوا پھیپھڑوں سے خارج ہو چکی ہو۔ اب تھوڑے وقفہ کے بعد بالائی حصہ جسم کو اوپر اٹھائیں، قدرے تیزی سے اور زیریں حصہ کو اپنی جگہ پر قائم رکھیں۔ جسم کو اوپر اٹھاتے ہوئے سانس لینا شروع کر دیں اور جب بالکل سیدھے ہو جائیں تو سانس بھی پورا ہو جانا چاہئے۔ اب آپ بالکل پہلی حالت میں آگئیں اب پھر آپ پہلے کی طرح سانس خارج کرتے ہوئے اوپر کے جسم کو نیچے کیجئے اور پھر اوپر آئیے، سانس لیتے ہوئے۔ اسی عمل کو دس بار کیجئے۔ اور روزانہ بڑھاتے ہوئے بیس بار تک کر دیجئے۔

فائدہ: کمر کو جھکنے سے روکے گا۔ معدہ اور آنت کے لئے مفید ہے۔ پیٹھ اور پیٹ کے عضلات کو طاقتور بنائے گا اور ساتھ ساتھ پھیپھڑے کی ورزش اور صفائی بھی ہوگی اگر ساتھ ساتھ سانس لینے کا خاص خیال کیا گیا۔ شکیلہ خاتون

ہاتھوں کی ورزش۔ دونوں ہاتھوں کو کندھے کی سیدھ میں خوب پھیلا دیجئے۔ اور دونوں ہاتھ بالکل برابر برابر دونوں طرف رہنے چاہیے۔ اور دونوں مٹھیوں کو مٹھی بند کر رکھیے۔ پھر خوب اٹھا کر سر سے اوپر کر دیجئے اسی طرح چھ مرتبہ جلدی جلدی کیجئے۔ پھر دونوں ہاتھ نیچے کر دیجئے۔ اور ایک ہاتھ سر سے بلند کیجئے۔ اب نیچے والے کو اوپر کیجئے اور اوپر والے کو نیچے لے آیئے۔ اسی طرح جلدی چھ مرتبہ کیجئے۔ اب ایک ہاتھ کندھے کے اوپر سے اور دوسرا نیچے سے لیجا کر دونوں کو ملانے کی کوشش کیجئے۔

اگر یہ ورزش چند روز تک باقاعدہ کی جائے تو بازوؤں کا گوشت جو لٹک جاتا ہے وہ درست ہو جائے گا۔

قبض دور کرنے کی ورزش۔ بالکل سیدھی کھڑی ہو جایئے۔ اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو دونوں طرف پسلیوں کے پیچھے اس طرح رکھیے کہ انگلیاں پیٹ پر رہیں۔ اب آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف جھکئے۔ جب خوب جھک جائیں آہستہ آہستہ اوپر آیئے اور سانس لیتی جایئے۔ اور خوب سیدھی ہو جایئے پھر نیچے جھکتی جایئے اور سانس نکالتی جایئے۔ ایسا کرنے سے قبض نہیں رہتا۔

شرافت بیگم بنت محمد سعید خاں

کچھ اور ورزشیں۔ (۱) صبح سویرے آنکھ کھلتے ہی سرہانے سے تکیہ ہٹا دینا۔ اور چت سیدھے لیٹ جانا۔ اور دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھنا۔ اور منہ سے سانس (یعنی ہوا) اندر کی طرف کھینچنا۔ یہاں تک کہ پیٹ اچھی طرح سے پھول جائے۔ ایک منٹ کے لئے سانس کو منہ اور ناک سے روکنا پھر ناک سے آہستہ ہوا کو خارج کرنا۔ یہاں تک کہ پیٹ سکڑ جائے۔ دونوں ہاتھ جو پیٹ پر رہتے ہیں۔ اس سے دبائیں۔ تاکہ پوری ہوا خارج ہونے کے لئے امداد ملے۔ اس طرح پانچ یا سات وقت کی جائے سانس لینے سے خفیف سا چکر محسوس ہوگا۔ جس کی چنداں فکر نہ کی جائے۔ رفتہ رفتہ عادت ہو جائے گی۔

(۲) مذکورہ بالا ورزشوں کے بعد اسی طرح لیٹے ہوئے۔ دونوں ہاتھ سیدھے بازوؤں میں کر لیں اور گہری سانس اندر کی طرف کھینچ کر پہلے پیٹ بھر لیں۔ پھر اس ہوا کو سینے میں لائیں۔ پیٹ اصلی حالت میں ہو جائے اور سینہ اچھی طرح سے پھیلے اور ابھرے۔ ایک لمحہ توقف کرکے بعد ناک کے سانس خارج کریں۔ یہاں تک کہ پیٹ اور سینہ ہوا سے خارج ہو جائے۔ اور خالی کرنے کے لئے اچھی طرح زور لگانا چاہیئے۔ یہ ورزش پانچ سے سات دفعہ کی جائے۔

(۳) مذکورہ بالا ورزش کے بعد اسی طرح سینے میں سانس بھر کر پہلے کی طرح زور لگایا جائے۔ یہ ورزشیں بہت مفید ہیں۔

مستقل عنوان
محترمہ منصورہ

خانہ داری

جس میں سنگھار
اور آرائش بھی شامل ہے

بناؤ سنگھار۔ پوڈر لگانے سے پہلے بنیاد کے طور پر عمدہ قسم کی کریم لگایا کریں ورنہ پوڈر مساموں میں گھس کے انہیں میلا کر دے گا۔ جلد کو تازگی اور قوت بخشنے والی کریم لگائی جائے۔ خشک کرنے والی نہ لگائیں۔ لیکن جلد پر چکنائی نہ رہ جائے ورنہ گرد جمتی رہے گی۔

لاکھا (روژ) لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ رخسار پر جگہ جگہ ٹھہر کر لگا کے دیکھیں کہ کس جگہ خون جمع ہوتا ہے۔ بس یہ جگہ سرخی کی ہے۔ مثلث کی شکل میں خفیف خفیف لگائیں اور پوروں سے دائرہ کی صورت میں اسے لیں۔ ہونٹوں پر ہلکا لگائیں۔ خوبصورت معلوم ہوں گے۔ چوڑے چہروں پر لاکھا کانوں کی سمت میں رخ رکھ کے لگائیں۔ اگر چہرہ چھوٹا ہے تو ناک کے جانب اس کا رخ رکھیں۔ لمبوترا چہرہ ہو تو ٹھوڑی کے بیچ میں خفیف سا لگائیں اس سے لمبائی کم معلوم ہوگی۔ اگر آنکھیں تنگ معلوم ہوں تو لاکھا ان کے نیچے تک لے جائیں۔

تمام چہرہ اور گردن پر ہلکے ہلکے پوڈر لگائیں۔ پوڈر کا انتخاب احتیاط سے کریں۔ ایسا خوشنما ہو جس کے لگانے سے جلد میں رنگت پیدا ہو اور بہت ہلکا ہونے کی وجہ سے ظاہر نہ ہونے لگے۔ بہت سرخ رنگ کے چہرہ پر لگانے کے لئے پوڈر میں سبز رنگ کا پوڈر ملا لیا جائے۔ بہتر تو یہ ہے کہ دو تین رنگ کے پوڈر ایک ہی قسم کی خوشبو کے لے کے رکھ لیے جائیں اور حسب موقع ان میں ملایا کریں۔

خانہ ساز سنگھاری چیزیں۔ گھٹیا سنگھار کی چیزیں بالوں اور جلد کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔ اگر سنگھار کا شوق ہے تو بازار سے قیمتی اور اچھی کریم پوڈر اور کاز میٹک لے کے استعمال کریں ورنہ کم قیمت چیزیں استعمال کرکے اپنی خوبصورتی کو خراب نہ کریں۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ یہ چیزیں گھر میں ہی بنالیں۔ کم خرچ بالا نشین! تین چھٹانک نشاستہ (سٹارچ) لے کے خوب باریک پیس لیں اسے ململ کے کپڑے میں چھانیں۔ ایک ڈرام (۲½ ماشہ) پسا ہوا اورس روٹ ORRIS ROOT لے کے اس میں ملائیں۔ سٹارچ اعلیٰ قسم کا لینا چاہیے۔ اگر اس پوڈر میں خوشبو ملانا مقصود ہو عطر گلاب یا لیونڈر آئل کا ایک قطرہ ملا دیں۔ چلئے پوڈر تیار ہو گیا۔

چاک کی منجن PRECIPITUTED CHALK دانتوں کے لئے عمدہ منجن ہے۔ خوشبودار بنانا چاہیں اس میں عطر یا لیونڈر آئل ملالیں۔ دانتوں کی چمک میں چمک پیدا کرنے والی چیز ہے اور دام کچھ نہیں لگتے۔

پوڈر چھڑکنے سے پہلے معمولی کولڈ کریم بنیاد کا کام دے سکتی ہے۔ سر میں روغن بادام جذب کریں۔ بورک پوڈر گرم پانی ملا کے آنکھیں دھونے کا عمدہ مرکب بن جاتا ہے۔ پر وکسائڈ آف ہائیڈروجن۔ لیموں کا عرق اور عرق گلاب

دودھ اور ہم مقدار میں ملا کے روغن تیار کریں۔ اس کے لگانے سے ہاتھوں میں سفیدی آتی ہے۔

ایک بجٹ کا نمونہ یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ سلیقہ شعار بیبیاں وہ ہیں جو اپنے شوہر کی آمدنی کو اس طرح خرچ کرتی ہیں کہ گھر کا دھندا بھی چل جائے اور کچھ رقم بچ بھی جائے۔ آج ایک انگریز بی بی کا موازنہ پیش کیا جاتا ہے جس کو پڑھ کر ممکن ہے ہماری بیبیوں کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اپنی ضرورتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے کیسے قائم کیا جاتا ہے۔ ان بی بی کے شوہر کو بارہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے اور چونکہ اس کے استقلال کا اسے یقین ہے اس لئے وہ سب کی سب خرچ کر ڈالتی ہے اور شکایت غالباً یہ ہے کہ دیکھنے والوں کو تنخواہیں بڑی معلوم ہوتی ہیں لیکن ہمارے دل سے پوچھو کہ بات پیدا نہیں ہوتا لیکن اس موازنہ کی مدوں کی معقولیت یا اسراف کا اندازہ ہر شخص خود ہی کر سکتا ہے۔

یہ تین آدمی ہیں۔ میاں بی بی اور ایک تین سال کا بچہ۔ انکم ٹیکس اور پراویڈنٹ فنڈ کٹ جانے کے بعد جو رقم ۱۰۲۵ روپیہ رہ جاتی ہے اور اس کی تقسیم یہ ہے:۔

کرایہ	۲۴۵ روپیہ	بازار	۷۵ روپیہ	بیوی بچے کے کپڑوں کا خرچ	۵۰ روپیہ
برقی روشنی و پنکھا	۲۵ "	خطوط و ٹکٹ	۶	شوہر کے کپڑوں کا خرچ	۲۰
باورچی خانہ کا کوئلہ	۱۳ روپیہ آٹھ آنہ	منشیات	۲۵	کتب	۲۵
دودھ	۱۵ روپیہ آٹھ آنے	باورچی	۳۸	کلب گھر کے لیے	۵۰
معدنیات	۳ "	خانساماں	۴۰	موٹر کا خرچ	۹۰
روٹی	۴ "	آیا	۴۰	چندہ لائبریری	۵
برف	۸ "	حمال	۲۵	مختلف بے اطلاع اخراجات	۳۰
گرم مصالحے	۲۰ "	بچہ گاڑی کا چھوکرا	۱۲	ڈاکٹر و دندان ساز	
خانگی اشیاء و تجدید	۲۰ "	مہترانی	۵	دوا فروش کے بل	
		دھوبی	۱۵	تفریح و اچانک ضروریات	۷۰

آخری مد میں سے کچھ بچ جاتا ہے تو اسے انگلستان جانے کے اخراجات والے فنڈ میں ڈال دیا جاتا ہے۔

بھاگ دوڑ کا کیک۔ چاء کے وقت کوئی مہمان اچانک آ کر دے اور اس وقت کوئی کیک یا اس قسم کی کوئی اور چیز نہ ہو تو ایک فوری کیک بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے پکانے یا تنور میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔

½ پاؤ پسے ہوئے بادام۔ ½ پاؤ کیسٹر شوگر۔ ایک چھٹانک پتلے ریچ کے بسکٹ جو باریک چورا کر لئے جائیں۔ دو انڈوں کی سفیدی اسقدر پھانٹی جائے کہ جھاگ سخت ہو کے ابھر آئیں۔

اب ان سب اجزا کو ملا کے سخت لئی سی کر لو۔ کیسٹر شوگر کے ساتھ ساتھ اسے آدھ انچ موٹی تہ کی صورت میں پھیلا لیں۔ پھر انہیں کاٹ کے پتے وغیرہ ہر ایک دیں تاکہ خوبصورت معلوم ہونے لگیں۔

گڑیاں اور ہنڈ کلیا۔ پہلوں کی باتوں میں عقل کوٹ کوٹ کے بھری ہے لیکن اس زمانہ میں انکو فضول اور دقیانوسی سمجھا جاتا ہے لطف یہ ہے کہ انکی جگہ ہم ان سے بہتر کوئی ایجاد نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ گڑیاں اور ہنڈ کلیا ایسے کھیل ہیں جن پر بچیوں کی آیندہ بہتر زندگی کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ جن بیبیوں کو تربیت اولاد سے دلچسپی ہے انہیں اپنی بچیوں کو اس بیکاری کے زمانہ میں سلیقہ شعاری اور خانہ داری کی ابجد پڑھانے کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ بچیوں کو گڑیوں سے خاص شوق ہوتا ہے۔ وہ گھر وا صاف رکھتی، اس میں جھاڑو دیتی۔ چھوٹے چھوٹے پلنگ پیڑھے کرسیاں وغیرہ قرینے سے رکھتی، بر دے ملاتی گڑیوں کو اچھے اچھے کپڑے پہناتی طریقہ سے بٹھاتی انکی مجلس منعقد کرتی آنے جانے والیوں کو باہم بغلگیر کرتی بیٹی کو ماں سے جدا کرتے ہوئے طرح طرح کی نصیحت کرتی چھوٹے سے پلنگ میں بٹھا کے ذرا فاصلہ پر لے جا کے بٹھاتی گویا سسرال آگئی گڑیوں کو زیور پہناتی ہیں۔ ارے خدا کے لئے بتاؤ اس سے بہتر اور کیا صورت ہو سکتی ہے جس کے ذریعہ انہیں سلیقہ شعاری اور منتظم بی بی بننے کی تعلیم خود بخود مل جائے۔ انہیں سینا پرونا آتا ہے اور صفائی اور آداب مجلس کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔

اب ہنڈ کلیا کو لیجئے۔ الگ چھوٹا سا چولہا خود بناتی ہیں۔ لکڑیاں خود چن کے جمع کرتی ہیں ہنڈیا چڑھاتی ہیں مصالحہ وغیرہ پیس کے اس میں ڈالتی ہیں ماں سے ترکیبیں پوچھ پوچھ کے کھانا پکتا ہے۔ پھر آٹا گوندھتا ہے اور روٹی پک جاتی ہے۔ ہنڈ کلیا کے بعد سہیلیوں یا گھر کے چھوٹے بچے بچیوں کو مدعو کیا جائے یا گڑیا کی شادی میں ننھے مہمان جوڑے جائیں یا ننھے مہمان مدعو کرنے کے بعد انکے مذاق کے مطابق کھانے تیار کیے جائیں جس سے انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ذائقہ اور میلان طبع کو چھوڑ کے دوسروں کی تواضع کے لئے انکے حسب منشا کھانا پکانا سلیقہ کا بہترین ثبوت ہے۔ انہیں مہمانوں کو بٹھا کے قرینے کھانا کھلانا اور لیاقت سے باتیں کرنا بچوں اور بچیوں کے باہم مراتب کا خیال رکھنا آتا ہے۔

اگر مائیں ان طریقوں سے دلچسپی لے کے نصیحت و مشورہ سے اس تمام نمائش و تماشہ کو کامیاب بنائیں تو بچیاں نہ صرف اپنی ماؤں کی ممنون ہونگی اور انکے حوصلے بڑھیں گے بلکہ انہیں آیندہ دنیا داری کے زبردست دکار آمد سبق ملیں گے جن بچیوں کی عادات خراب ہوں انکی ذمہ دار مائیں ہیں ان بیچاریوں کی اپنی خود کوئی خطا نہیں۔

چھٹی پٹی۔ درد۔ اعصابی درد یا گٹھیا کے لئے ایک فلالین کی تھیلیہ بناؤ جو اتنی بڑی ہو کہ درد والے مقام پر پوری طرح آجائے۔ اس کے تین حصہ میں خوب خشک کیا ہوا کوہستانی نمک بھر کے سی دو اور آگ کے سامنے یا کسی تنور میں رکھ دو کہ نمک خوب گرم ہو جائے۔ اب اسے درد والے مقام پر رکھو اور اس پر کوئی ملائم گرم خشک کپڑا لپیٹ دو۔ کان کے درد کے لئے ہر کان کے لئے ایک تھیلیہ بناؤ خواہ ایک ہی کان میں درد ہو۔ دونوں کانوں پر تھیلیاں رکھ کے کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کے سر پر باندھو۔ جب تک درد دور ہو یہ عمل جاری رکھو۔

زکام۔ عمدہ نمک پسا ہوا سہاگہ اور سوڈا کاربونیٹ ایک ایک اونس (۱/۲ چھٹانک) لے کے آپس میں خوب

ڈا اور تین چھٹانک پانی میں گھول لو۔ اس مرکب کا ایک چمچہ دو تین گرم پانی کے ٹبوں میں ملا کے سر دھونے کے وقت انگلیوں
کے ذریعہ اچھی طرح اندر کھینچ لیں۔ نمک محرک ہے بال کو صاف کرتا ہے اور سوڈا سکری پیدا کرتا ہے۔

لیموں کے کام۔ دو دو سیر لیموں کی ایک قاش کنپٹیوں پر ملیں فوراً آرام ہو جائے گا۔ لیموں کے عرق کی نصف چمچہ دانت دھونے کے لئے عجیب چیز ہے۔ اس کے بال گر جاتے ہوں تو لیموں کا گودا جسم پر ملا کریں۔ گرنے بند ہو جائیں گے۔ نہاتے وقت پانی میں لیموں کا عرق ملانے سے جلد پر نہایت پرلطف اثر ہوتا ہے۔

خانگی ٹوٹکے۔ آئینہ پر کا کوئی دھبہ پڑ جائے اس حصہ کو فوراً دودھ میں ڈبو دینے سے اسکا اثر جاتا رہتا ہے اور دھبے دکھائی نہیں رہتے۔ پیرافین آئل اور پسا ہوا جھنواں مخلوط ہو کے سیاہی کے دھبے آسانی سے دور کر دیتے ہیں۔ پتلون کے بال خمدار کئے جاتے ہیں اور نئی ٹوپیوں کو درست کرتے ہیں کھولتے پانی کی کیتلی کی بھاپ کے سامنے رکھیں حتیٰ کہ ملائم ہو جائیں۔ جس طرح چاہیں آپ ان کو موڑ سکتے ہیں۔ دھات پر رنگ آ جائے اگر وہ دھات میں زیادہ گہرا نہیں بیٹھ گیا ہے سیاہی شاید لے سخت رہے سے رگڑنے سے جاتا رہتا ہے۔ موم کی بتی کے آخری سرے کسی طشتری میں پگھل جانے دیں۔ بتی کی ایک چھوٹی سی بتی موم میں پرو دیں۔ عمدہ شمع دان بن جائیگا۔ ربڑ کا میلا سپنج رات بھر ½ اونس پانی کاربونیٹ آف سوڈا اور تین چھٹانک پانی کے مرکب میں پڑا رہنے دیں۔ صبح کو اچھی طرح پانی دھار کے خشک ہونے کے لئے لٹکا دیں۔ کپڑوں پر لگانے کی سیاہی شیشی میں خشک ہو جائے تو ہارٹس ہارن HARTSHORN چند قطرے اس میں ڈال کے دیا سلائی سے ہلا دیں۔ پھر کام دینے لگے گی۔ دھونے کے بعد کانٹے ایک برتن میں جس میں پسا ہوا جھنواں یا باریک ریت بھرا ہو گاڑ کے رکھ دیں۔ بعد میں پانی سے دھار کے پالش کر دیں۔ اس سے کانٹے کے پنجے اندر سے بالکل صاف رہینگے۔ کپڑے پر سریش یا کوئی چپچپا مادہ لگ جائے تو کپڑا اگر گرم پانی میں ڈبو دیں جس میں سرکہ ملا ہو۔ سریش وغیرہ گھل جائے گا۔ اگر کپڑا دھلائی کے کام کا نہ ہو تو سرکہ اور پانی میں سپنج ڈبو کے داغ پر لگائیں۔ وہ کپڑا کسی ایسے چیتھڑے پر رکھیں جو نمی کو جذب کر لیتا ہو۔ داغ والے کپڑے کو حتی الامکان کم گیلا کریں۔ پینٹ کی چیزوں کو آخر میں ایسے پانی سے دھار دیں جس میں معمولی دھونے کا تیل شامل ہو۔ پینٹ خوب چمک جائے گا۔ سیاہی کے دھبے ہر گنی لکڑی پر پڑ جائیں تو وٹرائل نیل OIL OF VITRIOL میں ایک پر ڈبو کے لگائیں۔ فوراً ہی السی کا تیل LINSEED OIL لگا کے رگڑ ڈالیں ورنہ سفید دھبہ پڑ جائیگا۔ تارکول کا تیل یا تارپین کا دھبہ کپڑوں پر پڑ جائے تو اسکے حصہ کو زیتون کے تیل میں رات بھر ڈوبا رہنے دیں۔ اگلے دن معمولی طریق پر دھو ڈالیں۔ گنٹھیا میں معدہ کا خیال رکھیں۔ میٹھی چیزیں کھانا ترک کر دیں۔ دودھ کی پڈنگ اور گوشت بہت کم کر دیں۔ کاک اگر بوتل کے منہ میں نہ آئے تو اسے زیتون یا سلاد آئل SALAD OIL میں ڈبو کے کاک کی چول میں پھنسا دیں چھوٹا ہو جائیگا۔ سر میں پہلے روغن زیتون اور پھر گلیسرین لگا کے خوب ملیں اور پھر دھو ڈالیں بالوں کی خشکی جاتی رہیگی۔ دو چمچے پیرافین آئل پیالہ بھر پانی میں ڈالیں اور فلالین کی قسم کا کپڑا اس میں ڈبو کر اور نچوڑ لیں۔ اسی طرح چند مرتبہ کر کے سکھا دیں۔ اسباب اور کھڑکی کو چمکا دینے میں یہ کپڑا بڑا کام آتا ہے۔

محمد ظفر

سیر بین

دانتوں کے ٹوٹکے۔ ہماری بڑی بوڑھیاں دانتوں کے متعلق عجیب عجیب ٹوٹکے کیا کرتی نہیں۔ بچہ کا دانت ٹوٹا اور چوہے کے بل میں ڈالدیا کرتے تھے تیز دانت نکلیں گے۔ گلے میں تعویذ کے طور پر لٹکا دیا کہ دانت آسانی سے نکل آئیں گے۔ لیکن مغرب بھی ان توہمات سے خالی نہیں۔ وہاں دانت آسانی سے نکلنے کے لئے عجیب عجیب ٹوٹکے کئے جاتے رہے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے دانت کے متعلق کچھ عجیب ہی دستور رائج تھے۔

دانت کے درد کے لئے مونگا بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہ کیڑا ہے جو پانی کے اندر اپنا گھر بناتا ہے جو اسقدر سخت ہوتا ہے کہ چٹان معلوم ہوتا ہے۔ اس کے مفید ہونے کا باعث یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ پانی جیسی صاف چیز میں رہتا ہے۔ رومی کہتے تھے کہ اسے بچوں کے گلے میں لٹکا دینا چاہئے تاکہ ان کے دانت مضبوط نکلیں اور دیر تک قایم رہیں اور وہ بیمار ہونے سے بچیں۔ آج کل مونگے کے ہار بچوں کے گلے میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ عقیدہ یہ ہے کہ بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں دردیں انھیں نہیں ستاتیں۔

مونگے کے بعد یشب یا زہر مہرہ کا درجہ ہے۔ یہ بھی دانت کے درد کے لئے مفید سمجھا جاتا رہا ہے۔ پہلے زمانہ کے مرد و عورت اس اعتقاد سے اسے پہنتے تھے کہ یہ دانتوں کو مضبوطی سے قایم رکھے گا اور اگر اس پر کوئی تعویذ لکھوا لیا جائے تو پھر کیا ہی کہنا ہے۔ کوئی جادو اثر نہ کرے گا اور نہ سانپ کاٹے گا۔

جادوگرنیاں دانت کے درد کے لئے گنڈے تعویذ بیچتی تھیں۔ تین کا عدد مبارک سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس سے ابتدا درمیان و انتہا مراد تھی اس لئے تین مرتبہ یہ عمل اسوقت کیا جاتا تھا جب چاند ایک خاص چوتھائی منزل میں ہوتا تھا یا کوئی پرندہ کسی خاص سمت میں اڑتا نظر آجاتا تھا۔ بالفاظ دیگر چاند یا پرندہ اس تکلیف کو اپنے اوپر لے جاتا تھا۔

خلال آج کل معیوب سمجھی جاتی ہے لیکن دانت کے برشوں کی ایجاد سے پہلے یہ نہایت ضروری چیز سمجھا جاتا تھا سیراکیوس کا ایک بادشاہ زمانہ قدیم میں ہر کھانے کے بعد ایک پر خلال کے طور پر استعمال کیا کرتا تھا۔ اس کے ایک دوست نے تنگ آکے کہ یہ کسی طرح مرے کہ دوسرے کے لئے جگہ خالی نہیں کرتا اس پر میں زہر لگا دیا۔ اس طرح وہ مر گیا۔

یونانی دانتوں پر لگانے کے لئے مونگے کا سفوف چوہے کی ہڈیوں کی راکھ۔ کیکڑہ کے چھلکے کے سفوف میں ملا ہوا شہد اور لوہے کا برادہ استعمال کرتے تھے۔ الزبتھ کے زمانہ کے انگریز یونانیوں کی تقلید کرتے تھے اسلئے وہ بھی شہد استعمال کرتے تھے۔

دولت پر لات مار کے شادی۔ ایک پادری کی لڑکی کو اس خاندان کے ایک دوست نے جو ایک امداد کمپنی کا مہتمم تھا اور جو سنہ ۱۹۲۹ء میں ۸۴ سال کی عمر میں لاولد فوت ہو گیا اپنا مکان اسکا سارا سامان ایک موٹر اور ساڑھے سات لاکھ

روپیہ کی آمدنی اس شرط پر وصیت کی تھی کہ وہ ساری عمر کنواری رہے اور اگر اس نے شادی کی تو یہ سب روپیہ ضبط ہو اس لڑکی کی عمر ۲۰ سال ہے۔ جب سے اس کے اس زبردست ورثہ کا لوگوں کو علم ہوا تو اس کے پاس مالی امداد کے لئے بیشمار درخواستیں آئیں اور بہت سے مردوں نے اس سے شادی کرنے کے لئے کہا لیکن وہ نہیں مانی۔ اب یہ لڑکی شادی ہونے والی ہے۔ چونکہ عدالت سے ایسی وصیتیں جن میں یہ شرط ہو کہ وہ ساری عمر شادی نہ کرے اخلاق عامہ کے خلاف قرار دی گئی ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ مس مذکور شادی کرکے اپنی جائداد سے محروم نہ ہوگی۔

امریکہ میں عورتوں کی فوقیت۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ۱۹۔ اسٹ پونڈ کے بیمہ میں عورتوں کا ۸۰ فیصدی حصہ ہے یعنی ۸۰ فی صدی بیمہ سے وہ فائدہ اٹھانے والی ہیں۔ عورتیں ۹۵ کروڑ پونڈ کی انفرادی سالانہ آمدنی پر ٹیکس دیتی ہیں اور مرد ۶۵ کروڑ پونڈ پر دیتے ہیں۔ روپیہ لے کے نفع بانٹنے والے کارخانوں میں عورتوں کا ۳۵ سے ۴۰ فیصدی تک حصہ ہے۔ ایک پتی عورتوں کی تعداد مردوں کے برابر ہے۔ عورتیں مردوں کی متروکہ جائداد میں ۷۰ فیصدی اور عورتوں کی متروکہ میں ۶۴ فیصدی ورثہ حاصل کر رہی ہیں۔ ۸۵ لاکھ عورتیں نفع بخش کاموں میں مصروف ہیں۔ ایک لاکھ پونڈ سالانہ سے زیادہ آمدنی پر ۱۳۹ عورتوں اور ۱۴۳ مردوں نے پچھلے سال ٹیکس دیا۔ دس لاکھ ڈالر سالانہ سے زیادہ کی آمدنی پر ۴۴ عورتوں اور ۳۳ مردوں نے ٹیکس دیا۔ امریکہ کے بڑے بڑے کاروباری سلسلوں جیسے فولادی، ریلوے، ٹیلیفون تار بکٹ وغیرہ کے کارخانوں کے حصہ داروں میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ امریکہ کی ٹیلیفون و تار کمپنی نے جانچ پڑتال کے بعد ۲۰ جون ۱۹۳۱ء کو اعلان کیا اس میں ۳۲۲۴۷۶۱۱ یعنی ۵۳۶۹ فیصدی عورتوں اور ۲۳۱۹۴۷ یعنی ۳۸۶۵ فیصدی مردوں کے حصے ہیں۔

اگر عورتوں کی مالی حیثیت سے یہی رفتار رہی تو اندازہ کیا جاتا ہے کہ ۲۰۲۵ء میں ریاست ہائے متحدہ کی کل دولت عورتوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

بچہ بیوائیں۔ میواڑ اور مارواڑ کی ریاستوں کی مجموعی آبادی ۲۹۲ ۵۶۰ ہے جس میں ۳۰۰۳ ۴۱ بیوائیں اور ۱۹۹۲۴ رنڈوے ہیں یعنی کل آبادی میں ۱۱ فیصدی۔ ان بیواؤں میں ۴۸ پانچ سال سے کم عمر کی بیوائیں ہیں ان میں پانچ تو سال بھر سے بھی چھوٹی ہیں۔ سات دو دو سال کے بچے ہیں اور سات تین سال کی بچیاں ہیں۔ رنڈوؤں میں ۴۴ پانچ سال سے کم عمر کے ہیں۔ ۴ تو گھٹنوں ہی چلتے ہیں۔ سات دو سال سے کم اور نو تین سال سے کم عمر کے بچے ہیں۔ پندرہ سال تک کی عمر کی ۴۳۵ بیوائیں اور ۲۹۴ رنڈوے ہیں۔

شادی کے اعداد و شمار بھی پرلطف ہیں۔ سال سال بھر کی ۱۹۳ بیویاں اور ۱۶۶ شوہر ہیں۔ ۲ سالہ بیوی شوہر تقریباً ۲۱۲-۱۳۴۔ دو اور تین سال کے درمیان ۳۶۶-۱۶۲۔ تین سے چار سال تک ۵۹۵-۲۵۶ چار سے پانچ سال تک ۷۶۰-۳۳۴۔ پانچ سال جوڑے ۳۱۱۵ یعنی ۲۰۶۳ دلہنیں اور ۱۰۵۲ شوہر ہیں یعنی شیر خوار آبادی کا چار فیصدی حصہ۔

شادی سے عمر زیادہ۔ ڈاکٹر ہالینڈ نے لندن میں ایک تقریر میں کہا کہ منشیات کو چھوڑ کے اوسط عمر اس زمانہ میں سال

پچاس سال پہلے انگلستان میں ایک شیر خوار تندرست بچہ کی عمر ۴۴ تھی اب ۵۲ سال مردوں کی اور ۵۵ عورتوں کی ہے شادی شدہ عمر بڑھاتی ہیں کیونکہ شادی شدہ لوگ اپنی زیادہ احتیاط کرتے ہیں۔ انکی زندگیاں بہت باقاعدہ ہو جاتی ہیں اور انہیں خانگی آرام بہت میسر ہوتے ہیں جو کنواروں کو نصیب نہیں ہوتے۔ کوئی شخص ۲۰ سال کی عمر میں شادی کرے تو اغلب ہے کہ وہ ۴۴ سال اور جیئے گا۔ اس کے برعکس کنوارا اس سے اوسطاً پانچ سال کم جیئے گا۔

فقیروں کی دولت۔ ایڈنبرا سکاٹلینڈ کے ایک سائل پر جو گلیوں میں پونگی بجا بجا کے بھیک مانگتا ہے ایک پونڈ جرمانہ ہوا۔ اس پر الزام یہ تھا کہ اس نے سڑک پر اپنی موٹر قواعد کے خلاف دیر تک کھڑی رکھی۔ شہادت سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی موٹر میں بیٹھ کے بھیک مانگنے نکلا تھا۔ اس فقیر نے کہا کہ میں نے بھیک کی آمدنی سے موٹر خریدی ہے، اور دن میں چھ سے دس گھنٹے تک پونگی بجا بجا کے مانگتے پھرنا اور معمولی کاموں سے زیادہ سخت ہے اس کے پاس ایک گھر ساڑھے چار سو روپیہ ماہانہ کرایہ کا ہے۔

کلکتہ میں ایک بڈھا فقیر ابھی مرا ہے جسے شاہ صاحب کہتے تھے۔ وہ ایک کوٹھڑی میں رہتا تھا جو ایک شخص نے اسے کرایہ پر دے دی تھی۔ وہ مرتے دم تک بھیک پر گزارہ کرتا رہا۔ اس کے مرنے پر پولس کو اس کی کوٹھڑی میں ایک کنستر ملا جس میں ۱۵۰۰ روپیہ کے تانبے اور نکل کے سکے تھے۔ یہ اسکا اندوختہ بیان کیا جاتا ہے۔

موٹر کی دوڑ۔ نومبر میں آٹھ انگریز عورتیں انگلستان میں موٹر کی دوڑ میں شریک ہوئیں۔ انکی رفتار سو میل فی گھنٹہ کے قریب تھی۔ یہ دوڑ ۶½ میل کے فاصلہ پر ہوئی۔ سب سے اول آنے والی عورت کی رفتار ۹۸.۳۶ میل فی گھنٹہ تھی۔ جو دوسرے نمبر پر آئی وہ ایلیٹا اس والی موٹر میں دوڑنا چاہتی تھی لیکن افسروں نے یہ موٹر اسے اس وجہ سے استعمال نہیں کرنے دی کہ یہ عورت ذات کے قابو کی چیز نہیں ہے۔ اس نے اس کی جگہ اور موٹر استعمال کی۔ تیسرے درجہ پر جو آئی وہ ساری دوڑ میں تو آگے آگے رہی لیکن آخر میں آکے تیسرے نمبر پر رہ گئی۔

کھٹے انگوروں کا سا گیت۔ اطالیہ میں عجیب رواج ہے۔ جب کوئی لڑکی اپنے منگیتر کو مسترد کر دیتی ہے اور شادی کی امید کو توڑ دیتی تو منگیتر اس لڑکی کی کھڑکی کے سامنے ستار پر ایک بیزاری کا گیت جسے کھٹے انگوروں والا معاملہ کہتے گاتا ہے جس میں وہ اس کی خوبیاں اور صفتیں بیان کرتا ہے۔ اسکا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ اے لڑکی! اب بھی وقت ہے۔ بول! بسا اوقات ناامیدی کے اندھیرے میں کامیابی کی چمک پیدا ہوتی ہے اور سب بیزاری کافور ہو جاتی ہے اور گیت کے سخت سخت الفاظ ستار کی آخری التجا کی تن تن میں بالکل فراموش کر دیئے جاتے ہیں۔

لیکن حال میں ایک لڑکی نے گیت کے الفاظ سے جوش میں آکے اپنے منگیتر کے چھرا گھونپ کے مار ڈالا۔ ایک اجنبی لڑکی نے بیچ بچاؤ کرانا چاہا۔ اس نے اسے بھی مار ڈالا کہ کیوں پرائے معاملہ میں دخل دے۔ اب لڑکی پولس کی حراست میں ہے۔

ہوا سے ریشم۔ نیویارک کے ایک سائنسداں نے ہوا کے اجزا سے ریشمی جرابیں بنائی ہیں۔ انہیں ایک [illegible] جلسہ کے سامنے کی ایک الماری میں ایک شخص نے لٹکا کر جب ان جرابوں کو گرم پانی میں ڈالا گیا تو گھل گئیں۔ یہ جرابیں [illegible] سے بنی ہوئی کسی چیز کی طرح [illegible] کی گئی تھیں۔ یہ ریشم گچھے دار کانٹوں سے مشابہ تھا۔ یہ یقین ہو گیا ہے کہ ہوا اور پیٹرول سے حاصل کی ہوئی کسی چیز سے ملا کے کپڑا بن سکتا ہے۔ اگر ہوا سے چیزیں بنانے میں کامیابی حاصل ہو گئی تو ایام جنگ میں ہر طرح کی چیز آدمی اپنے ہی ملک میں بنا سکے گا۔

پھلجھڑیاں۔ یورپ میں خود نویس قلم کے برابر جیبی بندوقیں بک رہی ہیں۔ ان میں پھٹنے والی گیس بھری ہوئی ہے۔ یہ چوروں کے خلاف استعمال کیے جانے کے لیے ایجاد کی گئی ہیں۔

لندن کی ایک ریل نے ۹۰ میل فی گھنٹہ چل کے دنیا میں تیز رفتاری کی بازی جیت لی ہے۔ امریکہ میں بجلی اس قدر سستی ہے کہ گایوں پر بجلی کے پنکھے مکھیاں اڑانے کے لیے لگائے جاتے ہیں۔ انگلستان میں بجلی کی گرمی سے مرغی کے بچے نکالے جاتے ہیں۔ بجلی کی روشنی کی مدد سے مرغیوں سے دن میں دو مرتبہ انڈے لیے جاتے ہیں۔ سوروں کو سردی میں بجلی سے گرمی پہنچائی جاتی ہے اور خرچ مشکل سے ایک آنہ فی یونٹ ہوتا ہے۔

فرانس میں ایسی موٹر ایجاد کی گئی ہے جو ریل کی پٹڑی پر پچاس سے سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا کرے گی چنانچہ ایک ایسی موٹر کو چلا کے دیکھا گیا۔ اس میں ۲۵ مسافر بیٹھے۔ موٹر نہایت خوبی سے چلی۔ اس سے بڑی سہولت ہو جائے گی اور ضرورت پڑنے پر انجن اور ریلوں کو جوڑ کے چلانے کے مقابلہ میں اس پر کم خرچ بیٹھے گا۔

ایسی کئی پہلو والی عینک ایجاد ہوئی ہے جو چہرہ کو خوشنما بنا دیا کرے گی۔ بدشکل آدمی بھی اسے چہرہ پر لگا کے خوبصورت نظر آیا کرے گا۔ بعض ہشت پہلو ہیں۔ اوپر کا شیشہ اس طرح کاٹا گیا ہے کہ ابرو پر مطابق ہو گیا ہے۔ نچلا رخسار کے خم سے لگا ہے اور اندرونی شیشے ناک کے خط کے ساتھ ساتھ خمدار ہوتے چلے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ شیشے چہرہ پر پوری طرح آجائیں۔ اس عینک سے آنکھوں کا نقص بھی دور ہو جائے گا اور آدمی بخوبی لکھ پڑھ سکے گا۔

امریکہ والوں کو گرد و غبار کی وجہ سے بہت اونچے مکانوں میں رہنے کا جنون ہو گیا ہے چنانچہ کئی کئی منزلوں والے مکان بناتے جاتے ہیں۔ اب نیویارک میں ۸۰ لاکھ پونڈ کی لاگت سے ایک ہوٹل بنایا گیا ہے جس کی ۴۶ منزلیں ہیں اور ۲۲۰۰ کمرے ہیں۔ ہر کمرہ میں ایک غسل خانہ ہے۔ ایک پورا شفا خانہ اس ہوٹل کے لیے علیحدہ اسی میں بنا دیا گیا ہے اور چار ناچ گھر ہیں۔ چار ہزار سے زیادہ تصویریں اس کی سجاوٹ کے لیے خریدی گئی ہیں۔

آئرلینڈ میں ایک خاتون آنریبل کیتھرائن پلنکٹ نے اپنی ۱۱۱ ویں سالگرہ منائی ہے۔ اس نے پانچ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ اس نے اس موقع پر جو دعوت کی اس میں خوب کھانا کھایا۔ اس کی صحت اچھی ہے اور سال بھر سے زکام بھی نہیں ہوا۔ اس کے خاندان میں اب پانچواں وارث ہے جنہوں نے اس کی زندگی میں بیرن پلنکٹ کا لقب اختیار کیا ہے۔ [illegible]

چند خاص کھانے

شاہجہانی کھچڑی

چاول باریک عمدہ ایک سیر دال صاف ہوئی مونگ کی آدھ سیر قیمہ گوشت کا رگ و پٹھوں سے پاک صاف اور بے ہڈی کا ڈیڑھ سیر گھی مسکہ کا سوا سیر پیاز ۳ چھٹانک ادرک سائیدہ ۲ تولہ لہسن سائیدہ ۲ تولہ مرچ و نمک حسب ذائقہ بادام ۲ تولہ چرونجی ۲ تولہ خشخاش ۲ تولہ دھنیہ سائیدہ ۲ تولہ گرم مسالہ مسلم دہی چکا ڈیڑھ پاؤ دودھ ڈیڑھ پاؤ الائچی سائیدہ ۲ ماشہ شاہ زیرہ سائیدہ ۲ ماشہ دارچینی سائیدہ ۲ ماشہ لونگ سائیدہ ایک ماشہ۔ الائچی مسلم ۲ عدد لونگ مسلم ۲ عدد دارچینی مسلم ۲ ٹکڑے کوتھمیر ۲ ماشہ پودینہ ۲ ماشہ

ترکیب ایک چھٹانک پیاز ۲ تولہ ادرک ۲ تولہ لہسن اور مرچ حسب ذائقہ کو پاؤ سیر گھی میں حسب معمول تل کر قیمہ بگھار دیں۔ اور خوب گلا کر پکائیں جب پانی خشک ہو جائے تو دہی ڈال کر قدرے بھون کر اس کو باریک پیس لیں۔ بادام، چرونجی، خشخاش، دھنیہ ان چاروں چیزوں کو توے پر بھون کر باریک پیس کر گلے ہوئے قیمہ میں ملا دیں۔ کوتھمیر پودینہ بھی باریک کتر کر ملا دیں۔ اب ایک چھٹانک پیاز تین پاؤ گھی میں تل کر نکال لیں اور اسی گھی میں سے پاؤ سیر گھی لے کر اس تیار شدہ قیمہ کو بگھار دیں اور شوربہ نہ بھونیں، تمام گھی اس میں جذب ہو جائے گا، اور اس تیار شدہ قیمہ کو رکھا رہنے دیں۔ بچا ہوا پاؤ سیر گھی جو رکھا ہے اس میں باقی ایک چھٹانک پیاز کو معہ بقیہ ادرک و لہسن کے تل لیں اور مسلم گرم مسالہ کو بھی اس میں ڈال کر کھچڑی کو بگھار دیں اور دو منٹ تک اس کو گھی میں بھون کر گلنے کے موافق پانی چھوڑ دیں۔ جب کھچڑی میں ایک کنی باقی رہ جائے تو دیگچی میں سے آدھی کھچڑی نکال کر بقیہ آدھی پر تیار شدہ قیمہ بچھا کر اس پر گرم مسالہ سائیدہ چھڑک دیں اور اس پر اس نکالی ہوئی آدھی کھچڑی کو بچھا دیں اور آدھ سیر گھی جو بچا رکھا ہے سیں دودھ ملا کر اوپر ڈالیں اور سرپوش ڈھک کر دم دیدیں، سرپوش پر بھی تھوڑی سی آگ رکھدیں بس کھچڑی تیار ہے۔ کڑکڑاتے جاڑوں میں کھائیے اور شاہجہاں کی روح کو خوش کیجئے۔

نان طوطک

روا عمدہ باریک ایک سیر مسکہ کا گھی آدھ سیر قیمہ آدھ سیر لیموں دو عدد ہرا مسالہ یعنی ہری مرچ۔ کوتھمیر، پودینہ حسب ضرورت، گرم مسالہ یعنی لونگ الائچی و دارچینی حسب حاجت۔ پیاز دو ڈلی ونمک باریک سائیدہ حسب ذائقہ، زعفران ۲ ماشہ دہی آدھ پا۔

ترکیب روے کو باریک چھلنی میں چھان لیں (تاکہ کچری کوڑہ سے صاف ہو جائے) اور اس میں مسکہ کا آدھا سیر گھی ملا دیں۔ پھر دودھ کا ہاتھ لگا لگا کر قدرے مالش کر کے تین گھنٹے رکھ چھوڑیں۔ اتنی دیر میں روا نرم ہو جائے گا مگر کنکی نہیں پھوٹیگی لہٰذا پھوٹنے کی ضرورت ہی ہے اس لئے کہ طوطک کی خستگی کے لئے کنکی نہیں پھوٹنی چاہئے، پھر حسب معمول پیاز کو تراش کر ادرک لہسن کے ساتھ گھی میں تل لیں اور باریک قیمہ کو اس میں ڈال کر خوب گلا کر پکائیں اور خشک بھون لیں، ہرا مسالہ اور گرم مسالہ چھڑک کر اس پر پھول

پختہ ہو جائیں تو کسی کاغذ پر نکال لیں (آپ کے شوق کی حد تک قیمہ کی ضرورت نہیں پڑتا) بعد ہ دیسے کے حساب سے چھوٹے بڑے پسند کے اندازہ تین چالیس بنالیں اور پھر بڑے کوکنوری کی طرح گول بنالیں اس کے اندر سے کسی چیز سے تھوڑی جگہ نکال دیں ایک کٹوری میں قیمہ بھرکر اوپر سے ڈھکنا کی مانند دوسری ٹکیہ کٹوری میں رکھ کر چپکادیں اسی طرح تمام مٹکے جب تیار ہو چکیں تو دہی کو کپڑے میں باندھ کر اس کا سارا پانی ٹپکا دیں اور اس میں پسی ہوئی زعفران ملاکر تمام مٹکوں کے اوپر کے حصہ پر لیپ کر دیں اور ان سب کو ایک دم دان یا لگن میں موز کے پتوں پر جماکر ڈھکن دیں ڈھک کراوپر کوئلوں کی آگ رکھ دیں مگر نیچے آگ بہت کم دی جائے جب خوشبو آنے لگے اور مٹکے سرخ ہو کر پھول جائیں تو سمجھئے کہ تیار ہیں دم دینے میں بڑی احتیاط اور ہوشیاری چاہیے۔

خشت بہشت

آلو عمدہ سرخ رنگ کے ایک سیر
بادام سائیدہ پاؤ سیر۔
کھویا آدھ سیر شکر قندی ۱ سیر۔

ترکیب آلوؤں کو پانی سے دھو کر دودھ میں اچھی طرح ابال لیں اور جیسا کہ مشہور ہے ایک کدو کش ہوتا ہے جس میں چھلنی لگی ہوتی ہے، اس میں آلوؤں کو ڈالکر دبائیں چھلنی میں سے ملا سا گرتا جائے گا، پھر یہ آلو، کھویا اور بادام ان تینوں کو ایک جسم کرکے شکر اچھی طرح ملادیں، اس میں نہ گھی پڑتا ہے نہ پانی، اب ایک کھلے منہ کی پتیلی میں ڈالکر دھیمی آنچ پر پکانا شروع کریں، کھوئے اور بادام کی نمی سے شکر خود ہی گھلنے لگے گی ورنہ ذرا دودھ کا چھینٹا دیدیں اور کفگیر سے گھوٹتے جائیں تاکہ پینیدے میں داغ نہ لگے جب پک کر گاڑھا ہونے لگے اور پتیلی کے کناروں کو چھوڑنے لگے تو ایک بڑے طباق پر ذرا سا گھی لگاکر اس کو اس میں ڈال کر پھیلا دیں اور ٹھنڈا ہونے کے بعد اس کے خشت بشکل لوزنہ کاٹ لیں، نہایت لذیذ ہوتے ہیں، طباق پر گھی اس لئے لگاتے ہیں کہ لوزہ آسانی سے چھوٹے۔

دودھ کی پڈنگ جسمیں دہی کا مزہ آتا ہے دودھ پھوسی کا پہلے دن کا

آدھ سیر انڈے ۲ عدد شکر قندی ۱۵ تولہ

ترکیب انڈوں کو پھینٹ کر شکر کے ساتھ دودھ میں ملائیں اور ایک بڑے

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۶۰ کالم کے نیچے)

دست کرم

خدا جزائے خیر دے ان دردمند خواتین و حضرات کو جنہوں نے تربیت گاہ بنات کی امداد کے لئے روپیہ عطا فرمایا (۱۰ روپیہ سے کم کی رقمیں بنات خرد ہی میں شائع ہوں گی)

نواب فخر الملک بہادر حیدرآباد دکن	[illegible]
ضیاء العلوم مفتی محمد انوار الحق صاحب بھوپال	[illegible]
ایس اے کریم صاحب دھارواڑ (۳ ماہ کا)	[illegible]
بیگم میاں نواب الدین صاحب جالندھر	[illegible]
بنت محمد اسحاق صاحب سہری نگر امیراں کدل	[illegible]
بیگم عبدالوہاب صاحب ہنگن گھاٹ	[illegible]
بتوسط بیگم عبدالرحیم بیگ صاحب ناگپور	[illegible]
فدا حسین صاحب وکیل ناگپور	[illegible]
سید محمود حسین صاحب بنگلور بدعاجہ اعظم شاہ صاحب	[illegible]
نوابزادہ رفیق اللہ صاحب بھوپال	۱۰
بذریعہ والدہ صاحبہ نواب ابراہیم علی خاں صاحب ٹانک	[illegible]
بیگم خان بہادر مرزا اکبر بیگ صاحب ورنگل	[illegible]
مولوی فخر الدین صاحب جیلر بھوپال	[illegible]
مولوی محمد احمد صاحب جج بھوپال	[illegible]
معرفت ساجدہ بیگم صاحبہ بنت مولوی صاحب علیگیا	[illegible]
بیگم اختر علی خاں صاحب افسر جنگلات بھوپال	[illegible]
بیگم خواجہ محمد اکرم صاحب بھوپال	[illegible]
بنت مولوی فیض الحق صاحب لیفٹیننٹ ریکارڈ	[illegible]

راشد الخیری تربیت گاہ بنات دہلی

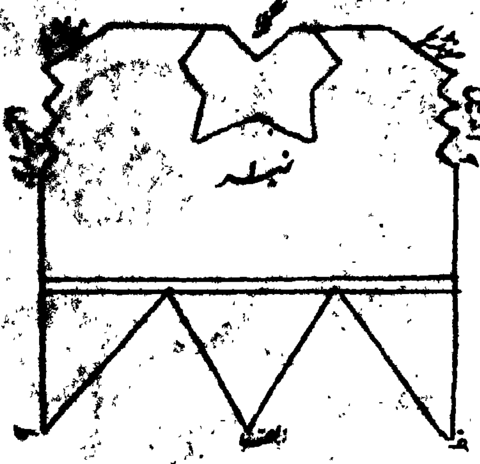


ترکیب

ایک کپڑے پر فنیل سے تیار کر سنہری یا سبز ہلکا یا گہرا۔ اگر بالکل انگور کے مانند بنانا چاہیں تو ڈالی و پتی سبز اور انگور انگوری رنگ سے انگوری ہرا۔ اور اگر سنہری موتیوں سے مخمل یا سلک وغیرہ پر بنائیں تو یہ بہت ہی چمکدار مانند سلمہ کے خوبصورت ہوگا کل بیل موتیوں سے بنائیں سلاخ صرف پتیوں کے درمیان میں ٹانکیں۔

نوٹ:۔ موتیوں کے کام کے ساتھ تراش بھی بتایا گیا ہے یہ کھلی آستین ہے۔ پہلے مطابق ناپ کے چھوٹا بڑا تہہ کر کے تراش لیں۔ یا کام کر کے تراشیں جیسی مرضی۔ لیکن آستین کا کٹ کرتہ کے سامنے کی جانب ڈالا جائے جیسا کہ سستلری والی آستین کا بتایا گیا ہے وہ سلا ہوا نقشہ دکھایا گیا ہے اور یہ کھلا ہوا ہے۔ کام ہو جانے کے بعد سی لیں۔ اور کنگورا تار کرنے کے بعد کناری سوئی سے اندر مروڑ کر سی لیں۔ ورنہ کم مضبوط ہوگا اور خراب ہوگا

عالم آرا بیگم
اے ایف یعقوب خاں
کلکتہ



نئے فیشن کا فراک

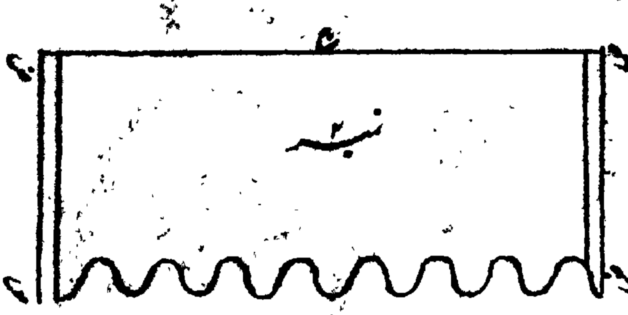
عمدہ ریشمی کپڑا ۔ مخمل یا مخمل کا فیتہ ایک انچ چوڑا گینی یا سرخ رنگ کا

ترکیب

اول باڈی بنانے کے لئے بیس انچ لانبا اور تیرہ انچ چوڑا ایک ٹکڑا نکال کر درمیان سے دوہرا کریں مساوی بارہ انچ لانبا دوہرا ٹکڑا ہو جائیگا (باڈی Body) کے آستین و گلا اور کمر حسب نقشہ کی طرح لہردار تراشیں اور تھوڑا تھوڑا سا بھی تراشش دیں - کمر سے بڑی بڑی چھ لہریں سہ گوشہ نکلیں گی - لہر آستین سے چھ اور گلے کے سامنے والے حصے میں چار لہریں اور گلے کے پچھلے حصے سے ایک لہر تراش کر نکالی جائے گی -

بنیں نقشہ کو دیکھ کر خوب غور کریں - باڈی (Body) تراشنے کے بعد فراک کے گھیراؤ نکالنے کے دو ٹکڑے میں ایک ایک ساڑھے دس انچ لانبا اور بیس انچ چوڑا - اب دونوں ٹکڑے برابر رکھکر نقشہ نمبر ۲ کے مطابق دو آدھی اور سات پوری سہ گوشہ لہریں تراشیں (جس جانب بیس انچ ہے) یعنے چوڑائی کی طرف سے لہر تراشیں (Body) و گھیر تراشنے کے بعد نمبر ۱ اور نمبر ۲ کی جتنی لہریں ہیں سب کنارے مخمل فیتہ لگا دیں (فیتہ اس طرح لگا دیں کہ ریشمی کپڑا اندر اور مخمل فیتہ لہر کے دونوں جانب رہے) مخمل کو بھی فیتہ کی طرح تراش کر لگایا جاتا ہے - فیتہ لگانے کے بعد (Body) کے دونوں جانب زد(?) سے کمر تک جو کھلے ہوئے رخ کو اور دونوں مونڈھوں کو الٹی طرف سے سلائی کریں (Body) تیار ہوگیا - فراک کی گھیر نمبر ۲ کے دونوں جانب کے کھلے ہوئے رخ جو کہ درمیان ساڑھے دس انچ ہے اس سے نو تک الٹی جانب سے سلائی کریں اور گھیر کے اوپر کے حصے یعنی ج پر (جو بیس انچ لانبا ہے) اس انداز سے چنٹ لگائیں کہ تیرہ انچ ہو کر رہ جائیگا (Body) کی چوڑائی تیرہ انچ ہے - جب چنٹ وغیرہ دیکر گھیر تیار ہو جائے اس کو الٹ دیں اور (Body) بھی الٹی جانب کر دیں اور اب دونوں کو اس طرح جوڑیں کہ (Body) کی کمر کی لہر کو گھیر کے اندر ڈالدیں اور چنٹ والا حصہ جس جگہ ج لکھا ہے تھوڑا سا سیدھی طرف ہو کر ایک شامل کر دیکر مشین سے سلائی کر دیں اب پورا فراک سیدھا کریں چنٹ اندر ہوگی اور مخمل فیتہ لگے ہوئے لہریں اوپر آ جائیں گی پھر موتیوں کے کام نہ بنائیں بلکہ اگر فراک کے سینے پر (Body) رکھکر خوبصورت سا پھول بنائیں تو اور بھی زیب دیگا - یہ فراک دو تین سال کی بچی کے لئے موزوں ہے

نوٹ :- اگر بچی کے سر سے فراک نکالنا مشکل ہو تو پچھلے حصہ کی لہر کے درمیان سے تھوڑا سا سیدھا کاٹ دیں اور کاج بٹن بنا دیں -





مس رقیہ خانم کلکتہ



مچھلیوں کی بیل

یہ خوبصورت بیل پلنگ پوش میز پوش وغیرہ پر کاڑھئے۔

رنگ

پتیاں .... سبز
ڈنڈیاں .... چاکلیٹ
مچھلیاں .... سنہری
آنکھ .... سرخ

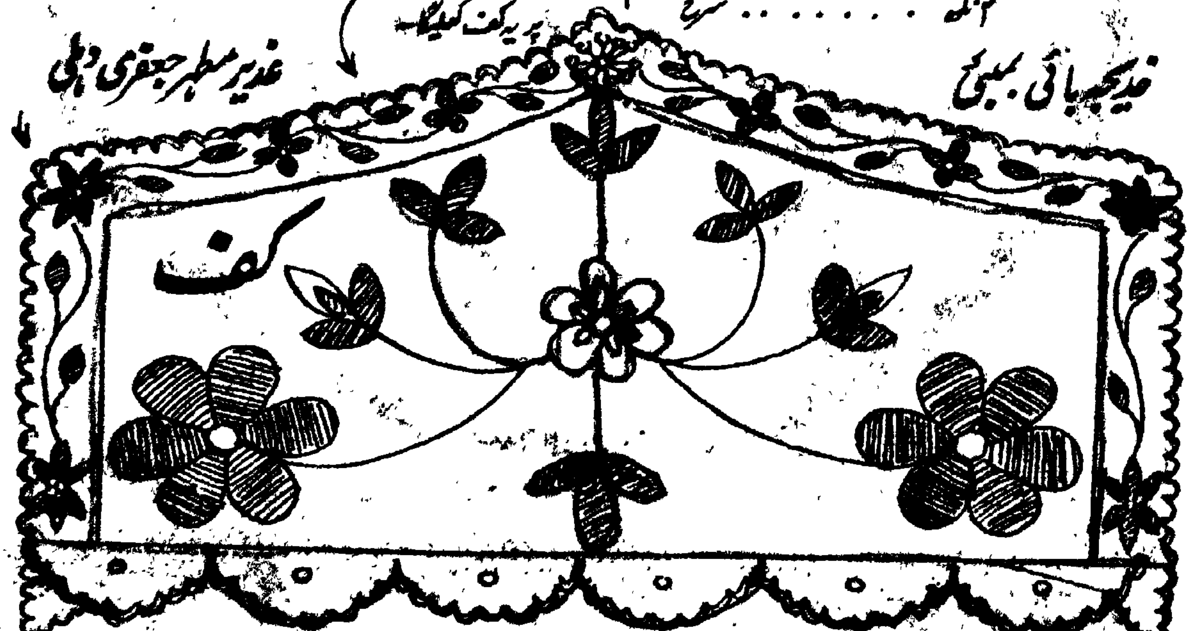
خدیجہ بائی بمبئی

کف

آسمانی نیل رنگ ڈی ایم سی سے کنگورے بنائیے، نیچے کا کا کپڑا چھوٹی قینچی سے کتر دیجئے۔ کف کے گرد والی بیل کی پتیاں سبز، پھول شیڈ دار اودے اور اودے ڈالیں چاکلیٹ بنائیے

درمیانی حصہ:- بڑے پھول نارنجی، پتیاں سنہری ڈالیں وسطی چاکلیٹ چھوٹی پھول گلابی، اگر ان خیالات بادامی ریشم سے کاڑھیں تو بہت اچھا جب پر یہ کف کھلیگا۔

غدیر مطہر جعفری دہلی





ریشمی رنگین کپڑے پر سب پھول پتے نقل کر کے پتیاں سبز، پھول گلابی نارنجی، سبزی، بنفشی کلیاں سرخ کاڑھئے، چاروں طرف کنگورے سبز
ڈلی ام کاٹن سبز موزوں ہوگا، یا پھر تیسرے کاڑھنے کا طرز خاکہ سے ظاہر ہے اگر چاہیں تو کنگورے کروشیا سبز سے کاڑھیے جس جگہ ٹپائی کا غلاف لکھا ہے خالی
رہیگی اس میں سے کپڑے کو کتر کر نکالا جائے گا۔ اگر سلمہ کا بنائیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ لڑکیوں کے جہیز کے لئے خوبصورت چیز ہے" امیر فاطمہ آگرہ

بزم عصمت

الحمدللہ کہ تاریخ ۱۰ دسمبر ۳۱ء اللہ جل جلالہٗ نے کمال فضل سے میرے بھائی عزیز مولوی عبدالقدیر صاحب کو ولد نرینہ عطا مرحمت فرمایا ہے۔ عصمتی بہنوں سے ملتجی ہوں کہ مولود مسعود کا کوئی عمدہ قطعہ تاریخ و نیز تاریخی نام تحریر فرما کر عزت افزائی فرما دیں، بیحد ممنون ہونگی۔ اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ کا نوٹ تربیت گاہ بنات کی نادار بچیوں کے لئے روانہ کرتی ہوں۔

مالکہ خاتون ملک چک۔ ضلع منٹگمری

نہایت رنج و اندوہ سے تحریر کرتی ہوں، کہ میری عزیز نور چشمی عنایت الرحمٰن اٹھارہ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کریچ کر گئی ہے گو آج نو ماہ ہو گئے ہیں لیکن قلب پر ابھی تک ویسا ہی صدمہ ہے۔ مبلغ بیس روپیہ کی حقیر رقم برائے ایصال ثواب مرحوم تربیت گاہ کی یتیم و نادار بچیوں کے لئے ارسال ہیں۔ قبول فرما دیں اور التجا ہے کہ ایک ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچایا جائے۔

بیگم میاں نواب الدین انسپکٹر پولیس پنشنر جالندھر

میرے چہرے پر عرصہ ۲ سال سے چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلتی ہیں جنکو دبانے سے بیچ میں سے ایک سفید دانہ نکلتا ہے اور داغ پڑ جاتا ہے جو کہ نہایت بدنما معلوم ہوتا ہے۔ اگر کسی بہن یا بھائی کو ان کا کوئی علاج معلوم ہو تو بذریعہ عصمت اطلاع دیں۔ ہر طرح کی کریم وغیرہ میں استعمال کر چکی ہوں

زبیدہ خانم نور منزل جالندھر شہر

میں بے انتہا مسرت و شادمانی کے ساتھ بہنوں کو مطلع کرتی ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے پیاری ہمشیرہ جان زبیدہ خاتون بیگم ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کو بروز ہفتہ ۱۹ دسمبر ۳۱ء فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ بہنیں دعا فرمائیں، خدائے بزرگ و برتر نومولود کو عمر خضر کی اور بخت سکندر عطا فرما کر ملک قوم کا بہترین خادم بنائے۔

زکیہ سرینگر کشمیر

میں نہایت دلی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میرے تائے ابا صاحب قبلہ چودھری محمد صالح صاحب، رئیس آنریری مجسٹریٹ، آنریری اسسٹنٹ کلکٹر و پریسیڈنٹ نوٹیفائڈ ایریا قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ کو سال نو کے موقع پر ان کی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ عالیہ سے خطاب خان بہادر عطا ہوا ہے خداوند کریم ہم سب کو مبارک کرے۔ اور یہ خطاب مزید اعزاز کا پیش خیمہ ہو کر دین و دنیا کی فلاح کا باعث ہو۔ آمین!۔

مسز سلیمان محمود ازمارہرہ

میں نہایت ہی خوشی سے اطلاع دیتی ہوں کہ حقیقی بہن علاؤ الہ بیگم کی شادی خانہ آبادی بروز یکشنبہ ۲۷ دسمبر ۳۱ء کو گجرات کے ایک زمیندار انسپکٹر سید سرفراز حسین سے بخیر و خوبی انجام پائی۔ جانبین سے خلاف شرع کوئی رسم ظہور میں نہ آئی۔ ہماری چچازاد بہن مس رقیہ خانم نے اس مہذب طریقہ کی شادی کو بہت ہی پسند کیا امید کرتی ہوں کہ میری ہمخیال عصمتی بہنیں بھی اس صوفیانہ مبارک شادی کو پسند کرینگی۔ اس خوشی میں دو روپیہ بھیج رہی ہوں۔

نشاط افزا کلکتہ

میری عصمتی بہنوں کو یہ معلوم ہو کر افسوس ہوگا کہ میرے بھائی جان مجید الزماں عمر پندرہ سال متعلم ایف۔ اے کلاس جو ریاست بہاولپور میں انتظام زمینداری کرتے تھے بقضائے الٰہی بعارضہ چند روز بخار و بندش حرکت قلب سے اسی جگہ فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون، خدا بھائی جان مرحوم و مغفور کو اپنی رحمت سے جنت نصیب کرے اور ہمیں اور ان کے دیگر پسماندگان کو توفیق صبر عطا فرمائے۔ چھ روپے کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات کی یتیم بچیوں کے لئے

ارسال خدمت ہیں۔

دختر جان محمد خاں ایم بی ای افسر ال کیمبل پور

محترمہ پولیس صاحبہ نے مہاسوں کی دوا طلب کی تھی۔
کیوٹیکورا صابن۔ کیوٹیکورا مرہم اور کیوٹیکورا پاؤڈر بہترین دوا ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت مرہم مہاسوں پر لگائیں۔ صبح کو گرم پانی سے صابن سے منہ صاف کریں اور اس کے بعد پاؤڈر لگا دیں انشاء اللہ جلد فائدہ ہوگا۔

مسز سلیمان محمود مارہروی

محترمہ لطیف بیگم صاحبہ لاہور کی خدمت عالیہ میں گذارش ہے کہ آپ دانت منجن شیر کی مفصل ترکیب رسالہ عصمت میں جس قدر جلد ممکن ہو سکے لکھ دیں اگر دوائیں اون کے نام وغیرہ سے بھی مطلع کریں۔ اور منجن سے مجھے آپ کی عین نوازش ہوگی۔

ظہیر جہاں گھڑیال

بہن پولیس صاحبہ نے مہاسے کی دوا دریافت کی ہے بہن موصوف سے التماس ہے کہ ہمدان براکس سوپ جو ہر شہر میں مل سکتا ہے گرم پانی کے ساتھ دن میں دو تین دفعہ چہرہ دھو کر، زنبک (یہ بھی ہر انگریزی دکان پر مل سکتا ہے) مہاسوں پر لگا دیں اور رات میں بھی پورے چہرہ پر معمولی مقدار لگا سکتی ہیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ کے اندر فائدہ ہوگا مجرب ہے بہت سے طبیبوں نے اس کا استعمال کیا ہے مہاسوں کی تکلیف دور ہو گئی ہے

قاضی النساء بیگم نیلور

میرے والد کے پیر میں درد ہے۔ عرصہ سات ماہ سے اب تک نہیں گیا ہے اگر کوئی اکسیر دوا کسی بھائی یا بہن کو معلوم ہو تو بذریعہ عصمت تحریر فرما دیں۔ ممنون ہوں گی۔

ہمشیرہ محمد عثمان غازی پور

بال باریک ہونے کی دوا دریافت کرنے والی بہنوں کو معلوم ہو آنولہ لیموں کے عرق میں پیس کر کئی دن تک موسم گرما میں ناغے دن کو ملیں۔ موسم سرما میں نہ ملیں کیونکہ آنولہ اور لیموں دونوں ٹھنڈے ہوتے ہیں نزلہ و زکام ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

ہمشیرہ سید عنایت حسین صاحب

کوئی بہن برائے مہربانی مطلع فرما دیں کہ گھونگر بنانے والی بالوں کی قینچی کس دوکان سے دستیاب ہوتی ہے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے۔

سیدہ کنیز بیگم پیر کراٹ شاہ آباد

میری والدہ صاحبہ کو عرصہ ڈیڑھ ماہ سے خون نکلتا ہے ڈاکٹری و یونانی علاج کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ برائے مہربانی اگر کسی بہن کو اس مرض کی کوئی مجرب دوا معلوم ہو تو بذریعہ عصمت مطلع فرمائیں مشکور ہوں گی۔

ایف بنت راجہ عبداللہ خاں صاحب ٹھوٹھہ رائے بہادر

پیاری بہنو میری ایک سہیلی کی زبان میں لکنت ہے۔ بہت کچھ علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کوئی بہن یا بھائی مہربانی کرکے کوئی مجرب نسخہ یا کوئی ترکیب بتائیں۔ بہت بہت ممنون ہوں گی۔

خریداری نمبر ۴۳۲۹۷ راجہ سلطانہ

عصمت ماہ اکتوبر میں جنابہ کشور جہاں بیگم صاحبہ نے مرض ذیابیطس کا ایک نسخہ اندراج کرایا ہے اس نسخہ کے متعلق چند امور دریافت طلب ہیں:۔

(۱) جفط بوا۔ کیا یہ کسی دوا کا صحیح نام ہے؟ اور اسے ہندی اور عام زبان میں کیا کہتے ہیں اگر کاتب کی غلطی سے نام غلط درج ہو گیا ہو تو براہ کرم دوا کے صحیح اور عام نام سے مطلع کیجئے۔

(۲) گرماری بوٹی ہم وزن۔ یہ بوٹی کس دوا کے ہم وزن ہوگی تاکہ تیاری نسخہ میں اجزا کی کمی بیشی نہ ہو جائے۔ بہن موصوفہ بذریعہ عصمت اطلاع دیکر ممنون کریں۔

عرفان راجگڈہ

بقیہ صفحہ ۱۶۲ کٹورے میں نکالکر اس کٹورے کو ایک کھلے منہ کے برتن میں تھوڑا سا پانی ڈالکر رکھ دیں اور سرپوش ڈھک کر نیچے آگ لگا دیں۔ پانی گرم ہوکر بخارات بنائیگا اور اس سے یہ قند دوم جم جائیگا۔ جاڑوں میں باسی کرکے کھائیں تو نہایت لذیذ ہوتا ہے، ذائقہ بڑھانے کو بادام پستے کے بند کاٹ کے ڈالدیں۔

ام عاصمہ گلبرگہ (دکن)

میاں محمد شفیع کا انتقال

موت کی خبر نے میاں سر محمد شفیع کو ہم سے چھین کر بدنصیب قوم کو وہ نقصان پہنچایا ہے جس کی تلافی مدتوں نہ ہو سکیگی۔ میاں سر محمد شفیع کا وجود صرف صوبہ پنجاب کیلئے بلکہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کیلئے مایہ ناز تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کی جو خدمات انجام دیں ان کی فہرست بہت طویل ہے، انہیں کی کوششوں سے سرکاری ملازمت میں مسلمانوں کی تعداد بڑھی انہیں کے زمانہ وزارت میں کئی نئی یونیورسٹیاں ہندوستان میں قائم ہوئیں جو ارمان سر سید اپنے دل میں لے گئے وہ سر شفیع کی کوششوں سے پورا ہوا اور علی گڈھ کالج سے مسلم یونیورسٹی بنا۔ بڑے سے بڑے سرکاری عہدے جو کسی ہندوستانی کو مل سکتے تھے سر شفیع مرحوم کو ملے اور ہر عہدے پر پہنچکر میاں محمد شفیع نے مسلمانوں کی شاندار خدمات انجام دیں۔ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت اور محنت سے جو ترقی کی وہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے باعث ناز تھی اور جو عزت اور شہرت انہیں گورنمنٹ میں حاصل ہوئی بہت کم مسلمانوں کو ہندوستان میں حاصل ہوئی ہے لیکن اسکے باوجود سر محمد شفیع میں بہت سی مشرقی خوبیاں تھیں انکی وضعداری، انکے خلق، انکی مہمان نوازی انکی غریب پروری کو ہزاروں مرد عورتیں رو رہی ہیں میاں محمد شفیع کے انتقال سے طبقہ نسواں کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے وہ حقوق نسواں اور تعلیم نسواں کے بڑے حامی و ساعی تھے انہوں نے اپنی لڑکیوں محترمہ جہاں آرا بیگم کو جنہوں نے گول میز کانفرنس میں بہت نام پیدا کیا اور محترمہ گیتی آرا بیگم کو نہایت اعلیٰ تعلیم دی، انہوں نے پردہ کی رواجی رسم کو اٹھایا اور ہمیں خوب اچھی طرح یاد ہے کہ جب دسمبر ۱۹۱۸ء میں انجمن حمایت الاسلام کے سالانہ جلسہ میں حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے حقوق نسواں پر تقریر فرمائی اور پنجاب کو شرع اسلام کے موافق لڑکیوں کو ترکہ پدری تقسیم کرنے پر متوجہ کیا تو سر محمد شفیع کی آنکھ سے زار و قطار آنسو بہ رہے تھے اور انہوں نے نہایت زور دار الفاظ میں اس درد انگیز تقریر کی تائید کی تھی اور علامہ مرحوم کو یقین دلایا تھا کہ پنجاب کے باشندے اس تقریر کی قدر کریں گے اور یہ کلنک کا ٹیکہ جلد سے جلد دور کرنے کی کوشش کریں گے اس سلسلہ میں سر شفیع نے فرمایا تھا کہ میں نے وصیت کر دی ہے کہ میری لڑکیوں کو شرع اسلام کے بموجب ترکہ دیا جائے

سر محمد شفیع نے اپنے تمام خاندان کی خواتین کو وہی حقوق دیئے جو اسلام نے دیئے ہیں۔ حقوق نسواں کے سلسلہ میں انہوں نے اور بھی بہت سی کوششیں کیں، ایسے بزرگ کا قوم کے سر سے اٹھ جانا مسلمانوں کی انتہائی بدنصیبی ہے، ہمیں اس صدمہ میں محترمہ لیڈی شفیع اور ان کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

رازق الخیری

مضامین کی رسید

ناقابل اشاعت مضامین کی رسید بصورت مطبوعہ کارڈ جو اب تک مضمون نگاروں کو بھیجی جاتی تھی آیندہ صرف انہیں کو بھیجی جائیگی جو اڈیٹر کے نام کے خط میں تین پیسے کے ٹکٹ بھی رکھدیں گے۔

یہ مضامین شائع ہونگے

انقلاب روس کی مجاہد عورتیں۔ ملکہ نورجہاں خاتون۔ بچوں کو کھانسی زکام۔ برداشت کی قوت، ترقی نسواں کا طبی پہلو، قوموں کی ترقی میں عورتوں کا حصہ بیماری ایک تباہ کرنے والی رسم۔ کیا آزادی نسواں موجودہ تمدن کے مضمون ہے۔ مہمان اور میزبان۔ رنگ۔ سائی نور زنانی۔ کلغی بائی۔ ایک تجویز بچوں کی تعلیم۔ زندگی راز بجائے خواب۔ ابنائے جنس کی امداد۔ چوڑی کے شریعت نے سوکن کا جلاپا۔ تلاش۔

یہ مضامین زیر غور ہیں

مادی دورگا وتی ۔ بچپن کی شادی جاپانی کہانی ۔ بینۂ زر ۔ بچہ کا پہلا سال ۔ عصمت ۔ [illegible]

ناقابل اشاعت مضامین

افسوس ہے مندرجہ ذیل مضامین عصمت میں درج نہیں کئے جا سکے ہیں۔ حضرات میں ۱۵ فروری تک [illegible] ٹکٹ آئے پر مضمون نگاروں کو واپس کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن رسالہ میں شائع ہونے کے ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ جو خواتین اور حضرات ۱۱ اور ۳ روپے کے ٹکٹ بھیج دیں گے ان کا مضمون بذریعہ رجسٹری واپس کر دیا جائے گا۔

بدگمان شوہر ۔ نظم [illegible] احمد میاں ۔ تجارت ۔ نئے سال کی نظم ۔ ایک مسلمان خاتون کی لکھی ہوئی کہانی ۔ سیر کوہ ۔ تلاش محبوب ۔ [illegible] کی زبانی نواب زادی کی کہانی ۔ جو کچھ کہ دیکھا خواب تھا جو کچھ سنا افسانہ تھا ۔ نظم در شان سرکار ۔ ایک گھر سے آزاد شخص ۔ عورت کی کہانی فردوس کی زبانی ۔ توہم پرستی ۔ جادو وہ سر چڑھ کے بولے ۔ میری تقریر بہنوں کے مجمع میں ۔ برسات کا ایک منظر ۔ حسرت ناک موت ۔ وعدہ خلافی اور اُس کے نتائج ۔ وعدہ ۔ شادی خانہ بربادی ۔ وعدہ خلافی ۔ کراچی کی سیر ۔ رشتہ میں مایوسی

چھپ گیا!! نیا ہے!! [illegible]!!

گلدستۂ کشیدہ

یعنی عصمتی کشیدہ کا دوسرا حصہ جو اس دستکاری کی ماہر [illegible] بہنوں کی محنت سے تیار ہوا ہے اس میں مختلف قسم کے نظم بدار ہیں ۔ چادروں کے میز پوش کے تکیے کے ۔ رومالوں پر سفید کرنے والے [illegible] بیل بوٹے پھول، گول پھول مرکز وغیرہ ہیں جن میں بیلوں کے [illegible] ہیں۔ مختلف وضع کے نیچے بوٹیاں اور متفرق چیزیں [illegible] باسکٹ کی گدی، دوجوتے، بٹوا، بچوں کے [illegible] فرض ۱۴۰ سے زائد نہایت عمدہ عمدہ خوبصورت [illegible] کرنے کی ترکیب خوب واضح اور مکمل ہے ہر نمونہ کے لئے مکمل ہندوستان تک [illegible] کشیدہ کاری کی ایسی لاجواب کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی کئی ماہ سے دستکار بہنوں کو جس کا انتظار تھا اب چھپ چکی ہے ۔ قیمت [illegible]

منیجر عصمت دہلی



دوربین

خواب کی تعبیر نینی تال کے مجسٹریٹ کے سامنے ایک تحقیقاتِ موت کی رپورٹ پڑھی گئی۔ گوفی یا ... گاؤں کی ایک ۳۵ سالہ بیوہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شیر اس پر جھپٹا اور ایک آدمی بن کے اسے ڈرانے لگا۔ اس خواب کا ذکر اس نے اوروں سے بھی کیا۔ تعجب ہے کہ دو دن بعد وہ جنگل میں اپنے دو بچوں سمیت مویشی چرا رہی تھی۔ جب وہ پہاڑی نالہ پر پہنچی تو ایک شیر ہیبت ناک نمودار ہوا۔ وہ اپنے بچوں کو بچانے کے لئے آگے دوڑی۔ شیر نے اسے جھنجوڑ ڈالا۔ اتنے میں بڑا بچہ چھوٹے کو گود میں لے گاؤں کی طرف شور مچاتا بھاگا۔ بیس گاؤں والے لاٹھی اور کلہاڑی لے کے جنگل میں آئے جہاں عورت کی چری پھٹی لاش انہیں پڑی ملی۔

بردولی کا معاملہ کانگریس نے حکومت پر یہ الزام لگایا تھا کہ بردولی کے علاقہ میں وصولی مالگذاری میں پولس نے نہایت سختی کی اور اسی کو بنیاد بنا کے گاندھی جی نے لندن جانے سے انکار کیا تھا۔ آخر میں وہ صرف اسی پر پہنچ گئے کہ اور کچھ نہیں تو معمولی تحقیقات ہی ہو جائے۔ پھر وہ لندن چلے گئے۔ حکومت نے صرف بردولی کے الزامات کی تحقیقات کی اور اب فیصلہ صادر ہو گیا ہے کہ کانگریس کے الزامات بے بنیاد ہیں بلکہ پولس نے اختیارات کو نرمی سے برتا۔

حالاتِ سرحد وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق صوبہ سرحد کو دیگر صوبجات کے برابر بنانے کے لئے افتتاحی دربار کیا گیا جس میں چیف کمشنر نے ان اصلاحات کا ذکر کیا جو سرحد کو ملنے والی ہیں اور افسوس ظاہر کیا کہ اس پر بھی سیاسی بے چینی کم نہیں ہوتی۔ صوبہ سرحد میں بنگال اور صوبجات متحدہ کے خاص قانون کے ہم شکل تین ہنگامی فرمان جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کانگریس اور سرخ قمیص والوں کی جملہ کمیٹیاں ناجائز قرار دیدی گئیں اور مقامی افسر اور خاص عدالتیں بے چینی کے بیچ خاص سرگرمی دکھائیں گی۔ ان قانونوں میں ایک نئی بات یہ ہے کہ حکومت چاہے تو کسی خاص علاقہ میں عام اشیائے خوردنی کی درآمد روک سکیگی اور محکمہ جات ڈاک و ریلوے کو بھی پورے اختیارات دیدیئے گئے ہیں۔

سرخ قمیص والوں کی تحریک کے بانی خان عبد الغفار خاں اور ان کے رفقا کو گرفتار کر کے دوسرے مقامات پر بھیجدیا گیا ہے، کوہاٹ میں سرخ قمیص والوں پر گولی چلانی پڑی جس کی وجہ سے ۱۴ آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔

دستور اساسی تیار ہو گیا ہے اور سیکرٹری آف سٹیٹ کے پاس بھیجدیا ہے اور پہلی کونسل کا انتخاب غالباً مارچ میں انجام پائے گا۔

تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ کانگریسی اثر سرحد سے ہٹتا جا رہا ہے۔ لوگ ۱۲ ہزار روپیہ روزانہ کی اوسط سے بقایا مالگذاری ادا کر رہے ہیں۔ دوکانوں پر پہرہ لگایا جانا بند ہو گیا ہے۔ لوگ خود ہی سرخ قمیصیں اتار اتار کر پولس کو دے رہے ہیں۔

کشمیری جتھے ہندوستان کے مختلف مقامات سے جتھے برابر جا رہے ہیں، مگر راستے میں روک لئے جاتے ہیں۔ لاہور میں

جھنگ میں ہندو ریاستوں کو چلانے کے لئے ایک سبھا بنائی ہے، اس کا جلوس نکالنے سے منع کیا گیا تھا لیکن جلوس نکالا گیا ایک ہندو نے ایک مسلمان بچے کو چاقو سے اس قدر زخمی کیا کہ وہ شفاخانہ میں جاکر مر گیا۔ ان دنوں لاہور میں کشمیر کے سلسلہ میں چند مسلمانوں کے جلوس نکالے جانے کی ممانعت کر دی گئی، کچھ عرصہ بعد امن ہوگیا کشمیر پر جتھوں کی چڑھائی ایک ہنگامی انگریزی قانون سے روک دی گئی تھی اس کی میعاد ختم ہونے پر اس کی توسیع کر دی گئی ہے۔ میرپور میں مالگزاری کی وصولی پر پھر جھگڑا ہوا اور گولیوں سے چند مسلمان شہید ہوئے، ریاست نے ایک نیا قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے ہر مشتبہ شخص گرفتار کر لیا جائے گا اور سزایاب ہوگا۔ لوگوں کا ایک جگہ جمع ہو کے ریاست کے خلاف تقریریں کرنا جرم ہے۔ پانچ سے زیادہ لوگوں کا مجمع خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ مذہبی مجمع عبادت وغیرہ کے ہجوم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ۱۹ر جنوری کو کشمیری جدوجہد کا ۸۰ واں دن تھا۔

سیاسی و ملکی حالت

سرگودہا کے قریب چک نمبر ۱۰۵ شمالی میں سکھ زمیندار آباد ہیں اور مسلمان بحیثیت کمین رہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ سکھوں نے وہاں کی مسجد کو جلا کے خاکستر کر دیا اور سات قرآن پاک جلا دیئے۔ اب تک صرف دو ملزم گرفتار ہوئے ہیں اور باقی مفرور ہیں۔ جموں کے قریب ایک گاؤں میں ایک سکھ نے مسجد میں مرا ہوا مرغ پھینک دیا اس پر مسلمانوں اور سکھوں میں بلوہ ہوتے ہوتے رہ گیا حکام کے دخل دینے سے اس سکھ نے مسلمانوں سے معافی مانگ لی اور فریقین باہم رضامند ہوگئے

صوبجات متحدہ میں عدم ادائیگی لگان کے ہنگامی قانون کے ماتحت جگہ جگہ کارروائیاں شروع ہوگئی اور مشتبہ اور مجرم گرفتار ہو رہے ہیں، پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر شیروانی کو الہ آباد سے نکلنے کی اجازت نہ تھی لیکن وہ مسٹر گاندھی سے ملنے بمبئی جارہے تھے کہ راستہ میں گرفتار کر لئے گئے اور اول کو دو سال قید سخت اور دوسرے کو چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔

مسٹر گاندھی ۲۸ر دسمبر کو ہندوستان میں وارد ہوگئے، انہیں حالات کی نئی افتاد سے سخت رنج ہوا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ملک کے لئے دس لاکھ آدمیوں کی قربانی چڑھانے پر آمادگی ظاہر کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے کانفرنس لندن میں شریک ہونے سے انہیں نقصان ہی ہوا۔ چنانچہ مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی نے جو ابھی جہاز سے اترے فرمایا کہ مسٹر گاندھی کی شرکت کانفرنس سے کانگریس کی وقعت میں کچھ اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کو کانگریس کے اس دعوے پر شبہ پیدا ہوگیا کہ وہ تمام ہندوستان کی نہایت ہی کثیر آبادی کی نمائندہ ہے اور دنیا پر یہ ظاہر ہوگیا کہ انگریز تو ہندوستانیوں کو حکومت خود اختیاری دینے کے لئے تیار ہیں لیکن باشندے آپس میں لڑتے مرتے ہیں اور ایک کو دوسرے پر بھروسہ نہیں۔

گاندھی جی نے حضور وائسرائے سے ملنے کے لئے تار دیا اس کی زبان کچھ ایسی تھی کہ وائسرائے نے ملنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن یہ بھی بتا دیا کہ اس ملاقات میں ہندوستان کے نئے قوانین کے متعلق جو ملک میں دہشت پھیلانے والوں کے خلاف نافذ کئے گئے ہیں، گفتگو کی اجازت نہ ہوگی، گاندھی جی نے پھر تار دیا جس میں مقاومت مجہول کی دھمکی دی تھی اس پر وائسرائے بہادر نے ملنے سے بالکل انکار کر دیا اور صاف لکھ دیا کہ ملک میں اس نافرمانی سے جو نتائج نمودار ہوں گے اس کے گاندھی جی اور ان کے رفقا خود ذمہ دار سمجھے جائیں گے، اس پر کانگریس نے نافرمانی کا حکم دیدیا۔ حکومت بھی کمربستہ تھی، مسٹر گاندھی، مسٹر پٹیل، مسٹر بوس

... بہت سے کانگریسی بھی گرفتار کرلئے گئے۔ کانگریس خلاف قانون جماعت قرار دیدی گئی۔ چار نئے قانون جاری کردیئے گئے کہ کانگریس کی مدد ... کرنا۔ ولایتی کپڑے کا بائیکاٹ کرنا کسی کا زبردستی چندہ نکال کر ماتم کرنا۔ دکانوں پر پہرے دار کھڑے کردینا وغیرہ جرم قرار دیدیئے گئے تھے۔

ملک کے جتنے کانگریسی لیڈر گرفتار ہو چکے ہیں اور برابر گرفتار ہورہے ہیں۔ تقریباً ہر جگہ کانگریسی تحریک دب گئی ہے۔ ملک میں کئی جگہ نئی ... جماعتیں قائم ہوئی ہیں جن کا مقصد حکومت کو قیام امن میں مدد دینا ہے۔

مسٹر گاندھی کو چھ مہینے اور مسٹر پٹیل کو ۳ ½ ماہ کی قید کی سزا دی گئی۔ سرتیج بہادر وغیرہ نے وائسرائے سے ملاقات کرکے کوشش کی تھی کہ موجودہ بے چینی ... کسی طرح سمجھوتہ ہوجائے لیکن وائسرائے نے صاف لکھ دیا کہ حکومت اپنی پالیسی میں تبدیلی نہیں کرسکتی اب پنڈت مالویہ اس فکر میں ہیں کہ حکومت اور کانگریس کا سمجھوتہ ہوجائے۔

صوبجات متحدہ میں تعلیم نسواں

حکومت صوبجات متحدہ کے حکم سے چند ممتاز عورتوں کی ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو بعد میں اور ممبر بھی شریک کرسکیگی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو والدین اپنی بچیوں کی تعلیم کے مخالف ہیں ان کے دقیانوسی خیالات دور کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ اور کیا ابتدائی اور ثانوی مدارس اور کالجوں میں لڑکے لڑکیوں کی یکجائی تعلیم ممکن ہوسکتی ہے اور کیا ترویج تعلیم کے لئے مختلف کام کی ضرورت ہوگی۔ ان امور پر بھی یہ کمیٹی رپورٹ کرے گی کہ کیا میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں جہاں جہاں تعلیم نسواں کا تعلق ہے عورتوں کی نمائندگی کی ضرورت ہے۔ کیا موجودہ طرز تعلیم درست ہے۔ کیا والدین کی مخالفت کی یہ وجہ درست ہے کہ موجودہ تعلیم لڑکیوں کی ضروریات کے مطابق نہیں بلکہ یہ انہیں گھر کے کام کاج سے کھو دیتی ہے۔ نصاب تعلیم، کتب اور امتحانوں میں کیا تبدیلیاں کی جائیں معلمات کی تعداد میں کس طرح اضافہ کیا جائے اور زنانہ مدارس کے معائنہ کی بہترین صورت کیا ہونی چاہیئے۔ عورتوں کی جسمانی تربیت اور طبی معائنہ کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ جبریہ زنانہ تعلیم اور بالغ بیبیوں کی بے پردہ تعلیم پر بھی غور و خوض کیا جائے گا۔

چین و جاپان کی کشمکش

جاپان نے چین کی بدنظمی اور بیکسی سے مجبور ہوکے منچوریا پر قبضہ کرلیا۔ وہاں ایک حصہ ... گیا۔ اس صوبہ میں منگولیا کے کچھ حصے بھی شامل کئے جائیں گے۔ امریکہ نے جاپان کو اس پیشقدمی کے متعلق دھمکی کا پیام بھیجا اور فرانس اور برطانیہ کو تاکید کی کہ وہ اس کی تائید کریں لیکن وہ اس کے ہم خیال نہیں۔ جاپان نے امریکہ کو سرد مہری کا جواب دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کی نیت ملکی اقتدار حاصل کرنے کی نہیں ہے۔ چین کی مجلس شوریٰ میں اس امر پر گرما گرم بحث ہورہی ہے کہ چین کی آبرو اسی میں ہے کہ وہ جاپان کے خلاف دلیری سے قدم اٹھائے اور جنگ کا اعلان کرنے سے بھی دم نہ لے۔

بدشکل بیوی کی مصیبت

لاہور کے ایک مجسٹریٹ کے روبرو ایک ہندو عورت کے گذارہ کا مقدمہ پیش ہوا۔ اس کا خاوند ڈاکٹر ہے اور سرکاری شفاخانہ میں ملازم ہے اس نے اپنی صفائی میں بیان کیا ہے کہ میری شادی کو ۹ سال ہوئے لیکن میں اس کے ساتھ کبھی نہیں رہا۔ وہ نہایت بدشکل اور ہڈیوں کا ڈھانچ ہے اس کی تربیت بھی ایسی نہیں کہ وہ خانہ داری کا اچھا انتظام کرسکے۔ میں باپ کو اس شادی کے لئے کوسا کرتا ہوں۔ ۱۹۳۱ء میں میں بیوی کے ساتھ رہا اس کا نتیجہ یہ ہوکہ مجھے پاگل خانہ جانا پڑا۔ اب میں اس تلخ تجربہ کو دہرانا نہیں چاہتا۔ میں اسے اس شرط پر پانچ روپیہ ماہوار دینے کو تیار ہوں کہ وہ علیحدہ رہے۔ مقدمہ کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

دہلی میں سپاہی عورتیں

بیرونی ممالک میں کئی جگہ پولس میں عورتیں بھرتی ہیں۔ ان کا کام ملزم عورتوں کو پکڑنا دکھڑنا ہے۔ ہندوستان میں موجودہ بے چینی کے سلسلہ میں بیشمار عورتیں کانگریسی کام کر رہی ہیں اور گرفتار ہوکر سزایاب ہوتی رہی ہیں۔ جب معزز گھرانوں کی بیویاں اور بیٹیاں گرفتار ہوتی تھیں تو مرد سپاہیوں کو انہیں گھیرتے دیکھ کے دیکھنے والے تکلیف محسوس کرتے تھے۔ اب دہلی نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے۔ دہلی کے سپرنٹنڈنٹ پولس نے اعلان کیا ہے کہ حکومت دہلی کو سپاہی عورتوں کی ضرورت ہے جنہیں ۱۷ روپیہ ماہوار تنخواہ اور ۵ روپیہ مقامی بھتہ کل ۲۲ روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی انہیں وردی مفت دی جائے گی جس میں ایک ساڑی ہوگی اور رہنے کے لئے علیحدہ زنانہ کوٹھڑیاں ملیں گی۔ کسی قوم و ملت کی قید نہیں، یہ زنانہ پولس صرف عورتوں کے معاملات میں کام میں لائی جائے گی اب تک کئی ہندو مسلمان اور اینگلو انڈین عورتوں کی درخواستیں پہنچ چکی ہیں۔

ان کی باقاعدہ حفاظت کی جائے گی تاکہ ہنگاموں کے موقعوں پر مرد ان پر تشدد نہ کرسکیں۔ کانگریس نے ہندو عورتوں کو بند مکانوں میں سے نکال کے میدان میں لا کھڑا کیا ہے، محض اس لئے کہ مردوں کے مقابلہ میں حکومت ان پر تشدد نہ کرسکیگی۔ بیشک حکومت عورتوں کا احترام کرتی ہے لیکن جب عورتیں مردوں کے سے جرائم کرینگی اور کانگریس بہادر ان کی آڑ لے کے قتل و غارت کرائیں گے تو حکومت بھی مجبور ہوکے زنانہ لحاظ بالائے طاق رکھ کے ان سے مردوں کا سا برتاؤ کرے گی۔ اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے۔

گول میز کا کام جاری

گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں وزیراعظم نے اعلان کیا تھا کہ دستوری کمیٹیاں مرتب کی جائیں گی جو ہندوستان [illegible] کانفرنس کا کام جاری رکھیں گی اور اپنی رپورٹ وزیراعظم کو دیں گی۔ لارڈ ولنگڈن صاحب [illegible] مسئلہ کو نظر انداز کر دیں اور اس طرح سے کانگریس [illegible] ہندوستان میں انتخاب جداگانہ جاری رہیگا۔ کمیٹیاں بن گئی ہیں۔ انگلستان سے انگریز ممبر روانہ ہو چکے ہیں [illegible] ممبروں کے نام بھی ظاہر کر دیئے گئے ہیں [illegible] بدستور یہ اعلان ہے کہ حکومت نے ابتک اسلامی حقوق کا فیصلہ نہیں کیا اس لئے ان کمیٹیوں کے ساتھ تعاون [illegible] ہندو مسلمانوں کا فیصلہ تو ہو نہ سکا [illegible] کانفرنس تو اس سے گزر گئی لیکن [illegible] کانفرنس کا نتیجہ [illegible] ہوا۔ مسٹر گاندھی [illegible] دوسری قلیل جماعتوں کے نمائندے بھی [illegible] سمجھوتہ کی متعدد کوششیں کی گئیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس معاملہ کا [illegible] بھی امکان نہیں [illegible] مسلم حقوق کا فیصلہ کرنا چاہئے [illegible] مسلمان صاحبان نے ابھی ان خیالات کی تائید نہیں کی۔

سکھر بیراج

سکھر بیراج (لائڈ بیراج) کا افتتاح اس مہینہ میں ہوا۔ یہ اس زمانہ کا عظیم ترین کارنامہ ہے اس کی تکمیل میں آٹھ سال لگے اور لاگت میں [illegible] کروڑ روپیہ لگی۔ دریائے سندھ پنجاب کا سب سے بڑا دریا ہے اس میں سے سات نہریں نکالی گئی ہیں اور سکھر کے مقام پر ایک زبردست پل بنایا گیا ہے جس میں ۶۶ دروازے ہیں ہر ایک ۶۰ فٹ چوڑا ہے۔ پل تو گویا ایک میل لمبا ہے لندن کے پل سے پانچ گنا زیادہ ہے ہر دروازہ ایک فولادی کیواڑ ہے جس کا وزن ۵۰ ٹن ہے [illegible] کئے جائیں گے [illegible] اور بند کئے جا سکتے ہیں [illegible] اونچے پل پر دوروں سے کام لینے کی کلیں ہیں۔ دوسرے [illegible] دریا کے دونوں ساحلوں [illegible] ملاتا ہے اور پل سفید چونے گچ کے پتھروں کا بنا ہوا ہے ان نہروں اور آبشاروں (رجبوں) کے لئے ۳۰ ہزار میل کھدائی کی گئی ہے [illegible] کی کھدی ہوئی مٹی ۵۹۹ کعب فٹ تھی۔ اس مٹی سے ۱۰۰×۱۰۰ فٹ کی ۵۵۰۰ میل اونچی ٹھوس دیوار کھڑی کی جا سکتی ہے۔ یہ انجنیری کا زبردست کارنامہ ہے [illegible] سندھ کا بے آب و گیاہ صحرائی علاقہ مرغزار بن گیا۔

انجمن بہبودی نسواں

کلکتہ میں اس نام کی ایک انجمن ہے جو سات سال سے کام کر رہی ہے اب اس کی شاخیں بنگال میں ہر طرف قائم ہو گئی ہیں ہندو عورتوں نے اس کا [illegible] اثر [illegible] مسلمان عورتوں پر بھی پڑ رہا ہے گاؤں اور قصبوں میں اس کی ۲۷۰ شاخیں ہیں متوسط طبقہ کی عورتوں کو جن میں زیادہ تر بیوائیں ہوتی ہیں کپڑے سینا [illegible] دوزی نقشہ کشی بنائی بید کا کام کھلونے بنانا دری بننا وغیرہ سکھایا جاتا ہے اس [illegible] عورتیں گھر بیٹھے پیٹ پال سکتی ہیں۔ مختلف شفاخانوں سے انتظام کر کے دائی کا کام بھی سکھایا جاتا ہے۔

تاروں کا جھرمٹ

بنگال میں دو مرتبہ ڈاک گاڑی کو پٹڑی سے گرا دینے کی کوشش کی گئی، ریل کی پٹڑی [illegible] کیلیں وغیرہ اکھاڑ دیں پہلی مرتبہ تو گاڑی کے آنے سے دس منٹ پہلے خطرہ کا علم ہو گیا اور سڑک کو درست کر دیا گیا لیکن چند روز بعد کلکتہ سے ۱۱۰ میل ادھر دوسری ڈاک گاڑی ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی تھی کہ خوفناک دھماکا ہوا اور انجن اور گاڑیاں پٹڑی سے اتر کے ایک طرف کو جھک گئیں وہ تو خیر ہوئی کہ انجن چلانے والے نے بریک لگا کے گاڑی روک دی [illegible] جانی نقصان [illegible] سب بچ گئے۔ دنیا بھر کی ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں جنگی طیاریوں کی کمی کی سفارش کی جائیگی [illegible] ریاست ہائے متحدہ امریکہ [illegible] ضلع ناگپور میں ایک پانچ سالہ بچہ کچھ زیور پہنے کھیل رہا تھا، ایک سنگدل پجاری کے منہ میں پانی بھر آیا اس نے اسے بہلا پھسلا کر اندر بلا لیا اور گلا گھونٹ دیا، زیور اتار کے سر میں چھپا دیئے اور بچہ کو جنگل کی جھاڑیوں میں جا ڈالا اب اس کا چالان ہو گیا ہے زیور بھی برآمد ہو گیا۔ مصر میں تین ہزار برس پہلے کا ایک شاہی محل برآمد ہوا ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ فرعون کی بیوی نو طیطی رہا کرتی تھی، اس میں سے بہت سی بیش قیمت اور نایاب اشیا برآمد ہوئی ہیں، حیدرآباد میں ایک سرکاری ملازم کو اولاد نرینہ کی بڑی تمنا تھی، اس نے دعائیں مانگیں اور منتیں [illegible] بعد اسے یقین ہونے لگا کہ اب آرزو پوری ہو کے رہیگی، گھر پہنچا تو معلوم ہوا [illegible] لڑکا ہو گئی اس خبر کی ابھی تصدیق نہیں ہوئی۔ ضلع امراوتی کے دو زمینداروں نے اپنی [illegible] زہر دے کے مار ڈالا اور پھر اسے جلا [illegible] کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ بھائیوں نے [illegible] کو مٹانے کے لئے [illegible] سرکاری گواہ بن گیا دونوں کو پھانسی کی سزا ہو گئی ہے انہوں نے اپیل کر دیا ہے۔ جرمنی کی ایک نوجوان عورت اکیلی ہوائی جہاز میں دنیا کے گرد اڑ رہی ہے [illegible] رنگون اتری اور وہاں سے [illegible] محبت کے معاملہ میں کمال کر دیا گیا۔ ایک شخص پر قتل کا مقدمہ دوپہر کو شروع ہوا اور شام کو ساڑھے چھ بجے اسے پھانسی دیدی گئی [illegible] ایک عورت کے [illegible] لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ ماں اور بچے تندرست ہیں۔ سر محمد شفیع مختلف اعلیٰ ترین عہدوں پر ممتاز رہ چکے ہیں [illegible] لندن میں انہوں نے گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے حقوق کی خوب نگہداشت کی اور معلومات سے بھری ہوئی تقریریں کیں حکومت نے انہیں پھر چند ماہ کے لئے وزیر تعلیم ہند مقرر کر دیا [illegible] ریٹائر شدہ وزیر پھر وزیر مقرر کر دیا گیا ہو۔ وہ لاہور میں اپنی والدہ کو جو بیمار تھیں پوچھنے گئے تو وہ خود بھی بیمار ہو گئے اور چند روز کے بعد ۶۲ سال کی عمر میں فوت ہو گئے ملک بھر میں ماتم ہو رہا ہے۔ والدہ زندہ ہیں۔ جرمنی نے فرانس کو آیندہ تاوان جنگ دینے سے انکار کر دیا ہے [illegible] فرانس بہت گھبرا رہا ہے وہاں کے [illegible] نے بیان کیا کہ جرمنی ایک زبردست لشکر طیار کر رہا ہے اور وہ اپنی پہلی شکست کا [illegible] سے سخت انتقام لینا چاہتا ہے [illegible]


سالانہ انتہائی رعایتی اعلان
بلند آواز کا پائدار ٹیبل الارم
خوشنما کلینڈر ٹائم پیس
MEY
FRI

½

چار عجوبہ چیزیں

کنارسی اونس

مردوں اور عورتوں کی بیماریوں کے لئے حیرت انگیز ایجاد۔ قیمت فی شیشی ع اور تین شیشی عہ علاوہ پیکنگ و محصول ڈاک

سُرمہ نورانی

آنکھوں کے تمام امراض کے لئے بے نظیر دوا۔

قیمت فی تولہ ع (ایک روپیہ)

دلکشا ہیر آئیل

دماغ کو طاقت دینے بالوں کو لمبا مضبوط ملائم اور چمکدار بنانے کے لئے۔ اور سر درد کو دور کرنے کے لئے لاثانی ایجاد۔ قیمت نمبر ۱ عہ فی شیشی۔ اور نمبر ۲ عہ فی شیشی دو اونس کی

دلکشا سنون

دانتوں کے جملہ امراض کو دور کرنے کے لئے۔ اور دانتوں کو مضبوط، سفید اور چمکدار بنانے کے لئے۔ اور منہ کی بدبو کو دور کرنے کے لئے واحد منجن۔

قیمت ۸ر فی شیشی دو تولہ کی۔

نوٹ:۔ ہمارے کارخانہ کے تیار کردہ عطر بھی آزمائش کے قابل ہیں۔

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

(پنجاب)

تپ دق کا ایک مجرب علاج

محض خدائی طاقت کے بھروسہ پر ہمارا ایک عظیم الشان اعلان

کہاں ہیں زندگی سے مایوس مریضان تپ دق آئیں ہی ایک کارڈ بھیجکر ایک بوتل اکسیر ہم سے طلب کریں، ہم کو خدا کی ذات سے پوری امید ہے کہ اگر رشتہ حیات باقی ہے تو یہ دوا ضرور بلا خطا کے لازمی نفع پہونچائیگی، دوا کے استعمال سے تیسرے روز سے فائدہ معلوم ہوگا، اور بیسویں روز بالکل فائدہ ہو جائے گا۔ یہ دوا بہت جانفشانی کے ساتھ طیار کی گئی ہے خلق خدا کو نفع پہونچانے کے خیال سے ایک مریض کے لئے ایک بوتل اکسیر کی قیمت جس میں بیس خوراکیں ہوں گی پچیس روپیہ رکھی گئی ہے۔ علاوہ محصول

جعفری برادرس رانچی

انگریزی سیکھنے کی خواہشمند بہنو

دیکھئے

دختر صاحبہ جناب مرزا صمصام الدین صاحب انسپکٹر پولیس ٹیلہ گنج پنجاب کیا فرماتی ہیں، ”کتاب جدید انگلش ٹیچر لاجواب کتاب ہے بغیر استاد کے کچھ زحمت نہیں اٹھانی پڑتی۔ ایک لائق استاد کا کام دیتی ہے اور خاص کر ہم پردہ نشین لڑکیوں کے لئے اس سے بہتر استاد نہیں ملیگا“

(۲) جناب محمودہ اختر صاحبہ بنت جناب خواجہ محمد عبد اللہ صاحب بی اے تحصیلدار پاک پٹن:۔ ”پردہ دار گھروں میں اردو داں لڑکیاں اگر انگریزی سیکھنا چاہیں تو اس سے بہتر استاد نہ ملے گا“

قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک۔ ایک ایک سبق سے ساری کتاب کی قیمت وصول نہ ہو تو کل قیمت واپس منگالیں۔

ملنے کا پتہ:۔ قمر برادرز (جدید ۷)

فہرست کتب کارخانہ پیسہ اخبار لاہور

نصف قیمت صرف ایک ماہ کے لئے

تمام علوم وفنون کی بے مثل کتابیں قرآن حدیث دینیات صنعت وحرفت طب تجارت تاریخ علاج البہائم

ناول۔ ڈرامے۔ فسانے وغیرہ

کارخانہ پیسہ اخبار واقع لاہور میں ہر قسم کی کتاب کی فرمائش آنے پر فوراً تعمیل کیجاتی ہے۔ یہ کارخانہ گذشتہ ۴۰ سال سے آپ صاحبان کی خدمت کر رہا ہے۔

اس فہرست میں سب اصل قیمتیں درج ہیں۔ دیانتداری اس کارخانہ کا سب سے بڑا اصول ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس تجارت میں لاثانی عروج حاصل ہوا ہے۔ آپ نے جب کبھی کوئی کتاب منگانی ہو تو سب سے پہلے ہمیں یاد کیا کریں۔

باورچی خانہ

ہدایت نامہ باورچیاں ہر قسم کے انگریزی کھانے پکانے کی خانساماں کے لئے مفید کتاب قیمت [illegible]

مکمل اچار چٹنیاں لذیذ مربے خوشگوار [illegible] بنانے کے [illegible] قیمت [illegible]

خوان نعیما سالنوں کے انواع واقسام کے مزیدار لذیذ کھانے۔ پلاؤ زردہ۔ قورمہ۔ کوفتے وغیرہ بنانے اور مصالحہ ڈالنے اور پکانے کی کئی ترکیب درج ہیں قیمت [illegible]

بھوجن پرکاش باورچی خانہ اور رسوئی سے لطف ومحبت رکھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اس میں پر مزہ لذیذ نمکین اور شیریں کھانوں۔ انواع واقسام کی مٹھائیوں۔ حلوے۔ پوریاں۔ کچوریاں۔ بھاجیاں۔ ترکاریاں وغیرہ پکانے کی پوری کیفیت درج ہے۔ قیمت [illegible]

پرورش وعلاج حیوانات

کے متعلق کتابیں

علاج المویشی ہاتھی۔ شتر۔ گھوڑا۔ خچر۔ گدھا۔ بھینس۔ گائے۔ بکری۔ تمام پالتو جانوروں کے امراض اور ان کا علاج نگہداشت کے نہایت آسان طریقے۔ قیمت [illegible]

محبوب المویشی ہر قسم کے چوپایہ جانوروں کا حال وپرورش کے طریقے۔ قیمت [illegible]

بھیڑ بکری کی پرورش اس میں بھیڑ بکری کے ریوڑ پالنے اور ان کی تجارت سے نفع حاصل کرنے اور نگہداشت کے طریقے۔ [illegible]

معالجات الکلب کتوں کی ہر قسم کی بیماریوں و علاج وپرورش اور نگہداشت کے طریقے۔ [illegible]

مکمل مرغیخانہ مرغیوں کی پرورش سے دولت کمانا۔ اسوقت دنیا میں سب سے زیادہ فائدہ مند بیوپار مرغی خانے کا ہے اس کا مطالعہ کریں۔ تھوڑے سرمایہ سے دولتمند بننے کے طریقے۔ قیمت [illegible]

حالات کشمیری کشمیر کی پرندگی پوری تفصیل سے
قیمت ... ۱۲؍

شہنشاہ کشمیر ... سے
...

ریشم کا کیڑا ریشم کے کیڑے کی پیدائش اور پرورش کے اصول ... کرنے کے طریقے
قیمت ... ۱۲؍

خواص الحیوانات حیوانات کے خواص وغیرہ
... ۱۲؍

سیاسی دنیا میں تہلکہ مچا دینے والی کتب

اصلاح شدہ

مدر انڈیا یعنی مادر ہند امریکہ کی رہنے والی ایک انجید ونیش ادھیڑ عمر عورت مس کیتھرائن میو نے ۱۹۲۷ء میں ہندوستان کی سیاحت کر کے ایک کتاب "مدر انڈیا" کے نام سے لکھی جس کی شہرت آناً فاناً تمام دنیا میں پھیل گئی۔ امریکہ یورپ اور ہندوستان میں اس کے کئی ایڈیشن چھپ گئے۔ اس کتاب میں مس میو نے ہندوستان کی معاشرتی رسوم پر ایسی بے لاگ نکتہ چینی کی ہے کہ تمام ملک میں ہلچل مچ گئی تھی اور تمام ہندو پریس نے اس پر سخت سے سخت اعتراض کئے۔ بعض ہندوؤں کا خیال ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے مس میو سے یہ کتاب ... اصلاحات ... ہندوستان کی ... کے ... تی اس کو ہندوستان کی معاشرتی کمزوریوں کا پتہ لگا یہ ... ہے کہ تمام دنیا کے لوگ اس کتاب سے ... ہیں چنانچہ اس کا ... سلیس ترجمہ عام ... اردو میں شائع کیا ... آج تک جتنے ترجمے اس کتاب کے چھپے ہیں وہ نامکمل ہیں ... میں اختصار ہے ... ترجمہ کیا ہے جس کو ناظرین دیکھ کر خوش ہو نگے انگریزی کتاب کی قیمت آٹھ روپے تھی جلد مع دو میں لکھائی چھپائی عمدہ ہے ۶۰۰ صفحات
قیمت تین روپے ... ۳؍

فادر انڈیا یعنی بھارت پتا یہ کتاب مدر انڈیا کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ مدر انڈیا کا مضمون معلوم کیا ہے انکو چاہئے کہ جواب بھی شوق سے پڑھیں قیمت ۱۲؍

ذخیرہ صنعت و حرفت کے آٹھ حصے

یورپ اور امریکہ کی تمام صنعتوں کا مفصل حال ہر چیز کی تیاری کا نسخہ ترکیب وغیرہ مفصل درج ہے اس کتاب کے دس بار ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکے ہیں۔ کئی لوگوں نے صرف اس کتاب کی بدولت ہزاروں روپیہ کمائے ہیں

حصہ اول میں ہیں روشنائیوں، سیاہیوں، سیمنٹ، روغن سازی، قلعی گری، پالش، الیکٹرو پلیٹنگ وغیرہ کے حالات درج ہیں قیمت ۱۲؍

حصہ دوم میں لکڑی، پیتل، لوہا، تانبہ، سینگ وغیرہ کے مکمل مصنوعات تیار کرنے کا ذکر ہے ... ... ۱۲؍

حصہ سوم میں کیمیا گری، جڑی بوٹیوں کے خواص و فوائد، انگریزی ادویات دیسی اور انگریزی دواؤں کا بیان ہے۔ قیمت ۱۲؍

حصہ چہارم **چھپائی** میوہ کو خشک کرکے رکھنا ... انگریزی مٹھائی، جلد سازی اور مختلف رنگوں کی ترکیب درج ہیں قیمت ۱۲؍

حصہ پنجم کپڑے سے سیپ، لکڑی پر نقش و نگار، صابون سازی، عرق سازی، روغن سازی کے مفصل حالات قیمت ... ۱۲؍

حصہ ششم میں مصنوعی موتی، سیپ، جواہرات کا ... کارک کا ... وغیرہ کی مصنوعات کا ذکر ہے قیمت ۱۲؍

حصہ ہفتم مٹی کے تیل ... ...

حصہ ہشتم پارچہ جات، سراخ، مصنوعی موتی، پھٹکری، نیلا تھوتھا، سکہ وغیرہ مفصل فہرست مضامین منگا کر دیکھیں ۱۲؍

مکمل صابون سازی ہر قسم کے دیسی اور انگریزی صابن بنانے، صابن کے اجزاء استعمال کرنے کے عجیب نسخے۔ صابن کا کارخانہ بنانے اور اس کو تجارتی طور پر کامیاب بنانے کی ترکیبوں کا ذکر ہے قیمت ... ۱؍

چھریاں چاقو ڈاکٹری آلات اور چھریاں چاقو بنا کر روزی کمانے کے آسان طریقے ... ۱۲؍

رنگائی چھپائی سوتی، ریشمی اور اونی کپڑے پر چھینٹ، ٹھپہ چھاپنا ۱۲؍

روشنائی تین سو قسم کی مختلف روشنائیاں بنانے کے عجیب نسخے ۱۲؍

آتشبازی یورپین اور ہندوستانی آتشبازی تیار کرنے کے ۲۰۰ نسخے ۱۲؍

سیمنٹ ۱۰۰ قسموں کے مختلف سیمنٹ بنانے کی ترکیبیں ۱۲؍

جلا و آبداری لکڑی، لوہا، پیتل، چاندی، سونا کو جلا و پالش کرنا ۱۲؍

ہر قسم کے روغن و وارنش ہر قسم کے روغن و وارنش بنانے کے ۱۰۰ نسخے ... ۱۲؍

مصنوعی دانت ڈھالنا اور لگانا جرمن ... مصنوعی دانت ڈھالنے تیار کرنے کے دو سو مختلف نسخے قیمت ۱۲؍

نیلاری یا رنگریز ہر قسم کے سوتی ریشمی کپڑے کیمیاوی رنگ رنگنا ۱۲؍

بسکٹ فیکٹری ہندوستان میں ہر سال لاکھوں روپے کے بسکٹ غیر ممالک سے آتے ہیں بسکٹ بنانا اور ... کی ... ڈبل روٹی، کیک وغیرہ بنانے کی ترکیب درج ہیں ...

کرنے ...
...

کلید صنعت ... ۱۲؍

کلید صنعت حصہ دوم ۱۲؍

دیگر ہر یک دیگر کے ... کرنا اور اس کے استعمال پر مفصل کورس ... ۱؍

فارمن پاکٹ بک فارمین کا ... جیب میں رکھنے کے لائق تمام ضروری معلومات ...

کاغذ سازی کاغذ بنانے کی ... یہ صنعت کاغذ کو ... پر چند خیالات قیمت

چینی مٹی اور اسکے مصنوعات ہر قسم کے ... بنانا ... ...

رسالہ فوٹو گرافی فن فوٹو گرافی ... مکمل کتاب

کارخانہ ڈھلائی لائبریری ... کارخانہ بنانے وغیرہ کی ترکیب۔

دباغت میٹھا نری، بال دار کھال رنگنے کی آسان ترکیبیں

لوہا ڈھالنا سٹیل، کاسٹ آئرن کا ... وغیرہ کا مفصل بیان

وارنش پالش لکڑی اور پتھر وغیرہ پر کرنے کے طریقے۔

مکمل دندان سازی مصنوعی دانت لگانے ... ربڑ کا جبڑا وغیرہ بنانے کے حالات

مکمل گھڑی سازی گھڑیاں ... وغیرہ درست کرنے کے ...

گلٹ سازی ... کرنے کے طریقے ...

[illegible]

... سے برتنوں پر ... [illegible]

... کپڑے گھروں کا ... [illegible] حالت کی [illegible]
... کے داغ دور کرنے کے
... مجرب نسخے درج ہیں۔

...ی کے برتنوں کا نچ چڑھانا

... کے برتنوں پر مختلف طریقے سے کانچ چڑھانا

...مقیاس

... بقیاس الماء
مقیاس الہوا۔ مقیاس ... بنانے کے طریقے۔

...روغن سازی

... قسم کے طبی تیل تیار کرنے کے طریقے اور
ان کی تجارت کے حالات۔

...جواہرات کی شناخت

اس میں ہر قسم کے جواہرات کی شناخت، حالات
اصول ماہرین فرنگ و دانشمندانِ زمانہ قدیم
خواص و ماہیت، کیمیائی ترکیب، مقامات
پیدائش، حالات، کان کنی، کاٹ، جلاء
دستکاری، نقلی اور اصلی کی پہچان، موضوع
جواہرات کے متعلق ہدایات درج ہے۔

...کشیدہ کاری

اس میں ہر قسم کے بیل بوٹوں کے نمونے بنا کر دکھائے گئے ہیں۔ گھروں میں عورتوں کے لئے بڑی مفید کتاب ہے۔ قیمت

زراعت و باغبانی

زراعت کی پہلی کتاب

جناب خان ... صاحب ... بی۔ اے۔ بی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس
... پروفیسر ... کالج پنجاب ... [illegible]
... کتاب کو تصنیف کیا اور
... [illegible]

... فن زراعت کا ابتدائی ... شامل
... زمین، مٹی، اس ... کی قسمیں
... زمین ... فصلوں کی
... فصلوں کا ہیر پھیر، کھاد، پانی، آبپاشی
... کاشت ... مدد آتی ہے ... مختلف
باب ہیں۔ ایک واقف فن کے ... تجربہ کا نتیجہ
ہے۔ قیمت

کتاب الاثمار

فاضل اجل شمس العلماء ... نواب
... سید امداد امام صاحب مصنف کی
... مراۃ الحکما وغیرہ کے باغبانی اور ...
جات کی یہ مشہور کتاب دوسری دفعہ ...
... چھپ کر شائع ہوئی ہے جس میں ...
صفحوں کے اندر ہندوستان کے ان تمام میوہ جات کی
... اور نگہداشت کی ترکیبیں اور تدبیریں بیان
کی گئی ہیں یا کم و بیش مدت سے ہندوستان میں
کاشت کئے جاتے ہیں اور یا بعض ایسے بھی ہیں کہ
جو ابھی ہندوستان میں کاشت نہیں کئے گئے
غرض فن باغبانی پر اردو زبان میں بے نظیر اور نہایت
مکمل کتاب ہے پہلے ... صفحوں میں تمام قواعد باغبانی
... کے بیان کئے گئے ہیں اور ... صفحات
آم کے متعلق تخم سے لیکر کاشت و تیاری ثمر سے
آداب خوردن تک مفصل کیفیت بیان کی گئی ہے
اسی طرح باقی تمام ملکی اور غیر ملکی میوہ جات کے
متعلق ضروری ہدایتیں درج ہیں۔ حجم ... صفحات۔ قیمت

کیمیائے زراعت

مترجمہ ... مولوی سید ... صاحب
نے یہ جامع کتاب فن زراعت پر بڑی قابلیت
سے لکھی ہے۔ تمام قابل کاشت غلوں اور
ترکاریوں وغیرہ فصلوں کے بونے اور ان
سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی تدابیر
درج ہیں۔ فصلوں اور زراعتی چیزوں کے ... [illegible]
... لکھے گئے ہیں۔ قیمت

...ترکاریاں

اس کتاب میں ... ترکاریوں کی پیدا وار، کاشت، پرورش ...
اور ان سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی ترکیبیں

... دی گئی ہیں۔ خاص کر اس امر پر بحث
کی گئی ہے کہ فلاں قسم کی ترکاریاں یہاں
کس حالت اور کس خشک و تر موسم میں پیدا وار
ہو سکتی ہے۔ اس میں ... صفحے ... تصاویر
درج ہیں۔ قیمت

میوہ جات

... ان تمام میوہ دار درختوں کے
... ان کی پرورش نگہداشت
پیوند کے طریقے ... کی ترکیبیں ... درختوں
کے باغات نفع کی غرض سے لگانے عمدہ ولذیذ
میوے تیار کرنے کے مفصل حالات ...
نقشے۔ قیمت

صنعت تربوز

جس میں تربوز کی پیداوار کے مکمل حالات درج ہیں۔

پھلواڑی

میوہ جات اور ترکاریوں کے بعد تیسری کتاب پھولوں کے باب میں شائع کی گئی ہے اس میں صدہا قسم کے ہندوستانی اور انگریزی پھولدار پودوں کا ذکر ہے باغوں کے شوقین اس کتاب کی مدد سے ہر قسم کے پھول پیدا کر سکتے ہیں۔ فی جلد

کاشت آلو

کس طرح عمدہ ہو سکتی ہے تمام تدابیر کاشت دکھادی وغیرہ

حفظ صحت طب کی کتابیں

بازاری ادویات

اس کتاب میں ہندوستان کی ... مختلف بازاری ادویات جن کی ہر روز تمام گھروں میں ضرورت پڑتی ہے ان کی تفصیل درج کی گئی ہے۔

رہنمائے فن عطاری

شربت، اطریفل، چٹنیز، معجون وغیرہ بنانے کے دو سو نسخے

ذخیرۃ الاطبا

فاضل ... طب اسلامی و ... کے مفصل حالات۔

...قوت سماعت اور کان

کان کے ہر قسم کے ... امراض کے علاج ...

لکنت لسان کا علاج

... مجرب تدابیر و طریقے۔

کیمیائی نسخہ اسرار روحانی

... قوت ... کا بیان ہے۔

مگدر و مگریاں

تصویر ... ورزش اور صحت ... کے طریقے۔

فادزہر

سانپ اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا علاج۔ قیمت

کشتہ جات

ویدک طبابت کا ... کشتوں کا فن ہے۔ ... اکسیر کا حکم رکھتے ہیں اس کتاب میں ہر قسم کے ... سونے چاندی، فولاد وغیرہ دھاتوں کے کشتوں کی کئی ترکیبیں درج ہیں یہ کتاب ... بنانے تک ... دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

جڑی بوٹی

... شناخت ... خواص درج ہیں

خوبصورتی و تندرستی

حفظ صحت کی تدبیر ... ہر ایک انسان خوبصورتی و تندرستی حاصل کر سکتا ہے ... کی تمام باتوں میں اس کا ذکر ہے یہ ایک بڑی مفید کتاب ہے۔

حسن و صحت بڑھانے کے نسخے

اس میں بال ... بڑھانے ... خضاب ... تیل ... اور ... مرکبات اور ... بنانے کے مجرب نسخے درج ہیں۔

مجربات حفظ صحت کے تین حصے

مجربات حفظ صحت یعنی وہ قیمتی اور مجرب نسخے جو ... اخبار ... کے حفظ صحت کے کالم میں گذشتہ ... صدہا شائع ہوئے مہیا کئے تین حصوں میں چھپ گئے ہیں بہت سے لوگ انہیں مجرب نسخوں کی بدولت ...

روپیہ کمار ہے ہیں۔

مجربات حنفا صحت حصہ اول سنہ ۱۹۰۵ء [illegible] میں شائع ہوئے۔

مجربات حنفا صحت حصہ دوم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے

مجربات حنفا صحت حصہ سوم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے۔

مجربات حنفا صحت حصہ چہارم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے

مجربات حنفا صحت حصہ پنجم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے۔

مجربات حنفا صحت حصہ ششم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے۔

مجربات حنفا صحت حصہ ہفتم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے۔

مجربات حنفا صحت حصہ ہشتم سنہ [illegible] میں شائع ہوئے۔

جلد بدن اور اسکے امراض انسانی جلد بدن کی ساخت اس کے امراض مثل پھوڑا پھنسی وغیرہ کے علاج جو موجودہ تحقیقات نے دریافت کئے ہیں۔ قیمت

عربی بول چال زمانہ حال کی عربی زبان سیکھنے اور بولنے کے ہزاروں فقرات

ترکی بول چال ترکی زبان کے ہزار ہا فقرے اور الفاظ مع ترجمہ اردو بالمقابل بار دوم

انگریزی بول چال طلباء اور دانشمندی اور عام شائقین کو انگریزی بامحاورہ گفتگو کی مشق کرنے کیلئے ہزاروں انگریزی فقرے مع ترجمہ۔ یہ کتاب چوتھی بار چھپی ہے۔ قیمت

الشیا دیو پیکر کی فرنگیلین سوار الشیا [illegible] اور [illegible] زبانوں کی چیدہ [illegible] کا اردو ترجمہ قابل دید طبع پنجم

اردو زبان اردو زبان پر ایک [illegible]

بچوں جیسی اردو کی فوقیت بمقابلہ ہندی کا معتبر دلائل و معلومات سے ثابت کی گئی ہے۔

تحفۂ بینظیر خلاصہ دیوان حافظ بشرح نظم پنجابی از شیخ غلام حیدر صاحب پنجابی خوش صوفیانہ [illegible] قابل دید ہیں طبع ہشتم۔

مجمع الامثال اردو زبان کی تمام ضرب المثلیں بہ ترتیب حروف تہجی ایسے طریق پر درج ہیں کہ صفحہ کے پہلے کالم میں جلی قلم سے لکھی گئی ہیں اور اس کے مقابل دوسرے حصہ میں اس کا بیان تشریح معانی درج کئے گئے ہیں۔ اس قسم کی کوئی دوسری کتاب موجود نہیں۔ مولانا نجم الدین صاحب مدرس دہلی نے اسے تصنیف کیا تھا اور پنجاب یونیورسٹی نے پہلی طبع کی قدر دانی کی تھی۔ اردو زبان میں یہ نہایت اہم کتاب ہے۔

لغات الخواتین عورتوں کی روزمرہ کی زندگی میں جو محاورات بولے جاتے ہیں ان سب کو بہ ترتیب حروف تہجی مولانا اشرفی صاحب مرحوم نے جمع کیا ہے۔ یہ لغت اپنی مثال آپ ہی ہے۔

بچوں کیمتعلق مفید کتابیں

اخلاقی کہانیاں نہایت دلچسپ بچوں کیلئے مفید حکایات جس پر پنجاب گورنمنٹ نے مصنف کو تین سو روپیہ انعام دیا۔ قیمت

سندباد جہازی کے سات سفروں کے حالات

سیاحت گلیور یا بونوں اور دیوؤں کے ملک میں گلیور صاحب کی سیاحت کے حالات باتصویر

بچوں کے گیت اس کتاب میں چند دلچسپ گیت بچوں کے لیے جمع کئے گئے ہیں

پانچ باتونیاں پانچ دلچسپ قصے قیمت

تاریخ انگورہ جس میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا بانی حکومت اناطولیہ و انگورہ، باتر سیمہ بے وزیر خارجہ، یوسف کمال بے سابق وزیر خارجہ، حضرت شیخ سنوسی، جنرل فیوضی، وزیر جنگ کاظم پاشا، سپہ سالار قفقاز علی فتحی بے، وزیر داخلہ قاضی محمد رفعت بے، شیخ الکلام [illegible] اور بیکم خالدہ خانم وزیر تعلیمات، جنرل ملا احسان پاشا، جنرل عصمت پاشا، فاطمہ خانم وغیرہ مشہورہ مجاہدین و امراء انگورہ کے حالات مع ان کے جنگی کارناموں کے علاوہ انگورہ، طرابزون، ارضروم، بروصہ، قفقاز، سمرنا وغیرہ اناطولیہ کے مشہور شہروں اور مقامات کے قدیم و جدید تاریخی و جغرافیائی حالات درج ہیں۔ قیمت

نامۂ خسروان شاہان ایران کی فارسی تاریخ از ابتدائے آبادیان تا انجام ساسانیان ایرانی چھاپے کی یہ تاریخ بہت گراں تھی۔ اس لیے کارخانہ ہذا نے اس کا سستا ایڈیشن چھاپا ہے

ہندوستان پر مغرب سے حملے افغانستان کی جانب سے ہمیشہ ہندوستان پر حملے ہوتے رہے ہیں۔ ان مشہور حملوں کا بیان

قوانین عثمانی دولت عثمانیہ کے اساسی و انتظامی قانون۔ ترکی سے اردو میں

اقوام ترکی یورپین ترکی کی کثیر التعداد مختلف نسلوں و اقوام کی تاریخ موجودہ اور آئندہ پولیٹیکل حالات سلطنت عثمانیہ کے آئے دن کے قضیوں وغیرہ کو سمجھنا

حالات ایران حصہ اول و دوم سر جان ملکم برطانوی سفیر متعینہ دربار ایران نے ملک ایران کے نہایت دلچسپ حالات لکھے ہیں۔

ترکوں کے ساتھ طرابلس میں جنگ۔ طرابلس کا صحیح چشمہ یہ حالات جس میں ترکوں اور عربوں کی بہادری۔ اطالیوں اور دول یورپ کی بے پروائی۔ قیمت

چہار مقالہ فارسی زبان میں نظامی عروضی سمرقندی کا جو ادب تاریخ کی بہترین کتاب ہے۔

تاریخ دربار امرتسر میاں صاحب امرتسر کے مفصل تاریخی حالات۔

سفرنامۂ بغداد مولوی محبوب عالم صاحب نے دوران جنگ عظیم میں خلق بغداد بیکے تہرہ یا یہ تخت اور حوالی عرب کے چشم دید حالات لکھے ہیں

رہنمائے مسافران [illegible] ہندوستان۔ قیمت

رہنمائے کشمیر کشمیر جنت نظیر کے شائقین کیلئے رہنما۔ قیمت

ہدایت الحجاج حج کرنے والوں کیلئے ضروری ہدایتیں ٹکٹ جہاز کا انتظام وغیرہ درج ہیں

غنچۂ معرفت علم تصوف کے چند قابل دید مضامین کا مجموعہ

تاریخ جنگ سمالی لینڈ سمالی لینڈ کی لڑائی کے حالات

انگلینڈ و اسلام مسلمانوں کی قدیم عظمت مذہب اسلام کی صداقت وغیرہ۔

جنگ یورپ کے ٹیکنیکل حالات موجودہ جنگ یورپ کے دلفریب حالات۔

دنیا کی رنگین و گورنگی میں دنیا کی آئندہ صورت کیا ہوگی۔ رنگدار قوموں کی بیداری ایک مسلم یکی مصنف نے لکھی ہے۔

کارونیشن دربار دہلی اس میں کارونیشن دربار دہلی میں شامل ہونے والے کل راجوں، نوابوں، رؤسا و جاگیرداروں اور صوبجاتی حکومتوں کے تمام بڑے افسروں، ملکہ میری اور کنگ جارج کی عکسی تصویریں مفصل سوانح حالات وغیرہ درج ہیں۔ کتاب اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر مع اس کی چھپی ہوئی ہے۔ [illegible] ہر دو جلد

تاریخ مراکش سلطنت مراکش کی ابتدا سے [illegible] قیمت

تاریخ سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ کے حالات علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی زندگی اور مسیحی علماء کے کارنامے وغیرہ۔ اس کتاب کا دیباچہ سر محمد اقبال صاحب نے لکھا ہے۔ قیمت

[illegible]

نسخہ ... عاشق ہوئے ہیں

... قیمت ۔

...

ریشمی ... شہنشاہ بادشاہ کی

... دور حکومت کے حالات

لالہ رخ ۔ قیمت

مولانا محمود الحسن صاحب

سفرنامہ اسیر مالٹا اسیری مالٹا کے خود نوشت

حالات ۔ قیمت ۔

طائف و ظرائف

تین سال سے انتخاب با جواب اور منفرد دار یا خیبر جو ملکوں دلچسپ لطیفے چھپتے رہے ناظرین کے اصرار پر کتابی صورت میں چھاپے گئے ہیں ان کی دلچسپی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے پہلا حصہ قریباً ختم ہو چکا ہے پانچو طائف حصہ اول تا حصہ ہشتم ہر ایک حصہ میں پانچ پانچ سو لطائف درج ہیں اور ہر ایک حصہ کی قیمت ۸ آنہ آٹھوں حصوں کی قیمت للعہ

جملہ ملازمان محکمہ پولیس و عوام کے رہنمائے پولیس فائدہ کیلئے رہنما ۔

خواجہ ناصر الدین ۔ نہایت مضحکہ خیز ...

چیستان و معمے ۔ دلچسپ کتاب ۔ ۷ر

محبوب الاخلاق ۔ دلچسپ ۸ر

ما محبان حنفی مذہب کی تائید میں ۴ر

انگلش ٹیچر بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سکھا دینے والی کتاب اس میں گرامر ٹرانسلیشن ایڈیٹر اور لیٹر رائٹر بھی شامل ہے جو انگریزی زبان کا ایک لفظ نہیں جانتے ۔ تھوڑے عرصہ میں انگریزی سیکھ سکتے ہیں ۔ عہ

(باتصویر) ہاتھ کی ہتھیلی سے خط تقدیر انسان کی قسمت و حالات معلوم کرنے کا رہنما ۔ ۱۲ر

نوشتۂ تقدیر حکیم فیثاغورث کے چالیس سوالوں کا جواب ۔ علم نجوم میں یکتا کتاب ہے ۔ ۱۲ر

جادو کی پہلی دوسری ...

آئینہ مسمریزم ۔ ۶ر

علم کا سہ سری ۔ ۱۰ر

علم ہپناٹزم ۔ ۸ر

گنجینۂ عملیات ہر قسم کے تعویذات اور نقش لکھنے کے طریقے ۔ ۶ر

ڈاکٹروں اور مریضوں کے لطیفے ۸ر

ہدایت تعلیم افغانستان ۔ افغانستان میں جا کر مختلف کالجوں اور کارخانوں میں تعلیم حاصل کرنے کے حالات ۔ عہ

دواوین وغیرہ

دیوان جان ۔ یہ دیوان مدت سے مفقود ہو چکا تھا ۔ شائقین کے اصرار پر پھر چھاپا گیا ہے

مولانا حالی مرحوم کا جادو اثر مسدس حالی کلام جس کے شعر شعر میں اسلامی جذبات کی تصویر کھینچ دی گئی ہے سر سید مرحوم نے سچ کہا اگر روز قیامت رسول اللہ کے دربار میں مجھ سے کہا گیا کہ کیا لائے ہو تو میں مسدس حالی پیش کروں گا ۔ قیمت ۱۲ر

ترانۂ موسیقار ۔ روحانی نغمات ۸ر

ہندو شعراء کا نعتیہ کلام ۔ ۲ر

انوار احمدی یا میلاد محمدی ۔ ۸ر

گلدستہ سہرا ۔ مشہور سہرے ۔ ۸ر

اذان بتکدہ ہندو شعراء کا نعتیہ کلام ۸ر

میلاد اکبری وارث میرٹھی نے اس میلاد شریف میں مختلف قصیدے درود اور سلام جمع کئے ہیں ۔ ۱۲ر

ناول ۔ ڈرامہ ۔ فسانے

ناول ۱۱ سرافرانی کا حیرت انگیز اور دلچسپ ناول ہے ۔ ۳ر

فتح انطاکیہ یہ ایک اسلامی تاریخی ناول ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں نے کیسی جاں فروشانہ بہادریاں کر کے عیسائیوں پر غلبہ پا کر انطاکیہ فتح کیا ۔ قیمت ...

فتح یرموک یہ بھی ایک اسلامی تاریخی ناول ہے حضرت خالد ... حیرت انگیز

بہادری اور مجاہدین اسلام کے کارنامے درج ہیں

سیتا یہ ایک نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز ناول ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہو ۸ر

قعر دریا ہر دو حصص منشی ... کا مصنف حق پرست ... تماشا گاہ عالم وغیرہ اس سات سو صفحے کے ناول میں حیرت انگیز ... کیسے در پے پیش آئے اور مجرموں کا انتہائی چالاکی سے کامیاب ... آخر میں ... آتش ... کا بھانڈا پھوڑتا ۔ للعہ

یا کونٹ آف مانٹی کرسٹو ۔ موتیوں کا جزیرہ مشہور و معروف ناولسٹ سر الیگزینڈر ڈیوما کا ناول شائقین کے اصرار سے شائع کیا گیا ہے ۔ اس کے پایہ کا ناول اردو زبان میں آج تک کوئی نہیں پایا گیا ۔ مکمل .. ۸ر

میں پانچ حصے ۔ ہوائی جہازوں کی غبارہ ایجاد سے قبل یہ ناول تصنیف ہوا تھا اس میں جیولس ورن نے ہوائی جہاز کی پرواز کے وہ امکانات دکھائے ہیں جو آجکل عملی طور پر ہو رہے ہیں اس وقت وہ صرف فسانے تھے ۔ عہ

جنگ یورپ میں ترکوں کی بہادری آستانہ کی حور کے کارنامے انجمن اتحاد و ترقی اور ینگ ٹرکش پارٹی کا زور شور وطن فروش ترکی وزیر ... وزیر پاشا اور خلیفۃ المسلمین کی جلاوطنی وزرا سلطنت کی بد نظمیوں اور خود غرض ارباب حل و عقد نے کس طرح قسطنطنیہ کو برباد کیا ۔ کس طرح ترک برباد ہو کر اندرون ملک میں چلے گئے ۔ مجلس ملی کا انعقاد ۔ جنرل نور الدین پاشا کی فتوحات یونانیوں کے مظالم یونانی لشکر کی تباہی ۔ ترکوں کی شجاعت و لیاقت جن کو پڑھ کر حرارت اسلامی سے خون جوش میں آتا ہے ۔ قیمت ۔ ۱۲ر

متفرق ناول

ایڈیٹر کا حشر جیسی ٹریڈی کی ٹریجیڈی ہو ۱۰ر

سیاست الٰہی ۔ ۶ر

کلام صدر ۔ منظوم ۶ر

... زمانہ خط و کتابت ۔ ۱۲ر

فخر المحدثین مولانا محمود الحسن صاحب سفرنامہ شیخ الہند

اسیری مالٹا کے حالات ۔ جنگ طرابلس میں مولانا کے فتوے چھپوائے ۔ مدینہ منورہ کے طلبہ کے وفد طرابلس بھیجے ۔ خود بھی وہاں گئے ۔ مولانا کی حجاز کو روانگی ۔ جدہ مکی انور پاشا سے ملاقات ۔ شیخ الاسلام سے گفتگو کے حالات ۔ مکہ معظمہ میں شریف مکہ کے حکم سے قید ۔ پھر مالٹا کے قید خانہ میں تبدیلی مالٹا میں قیدی کس طرح تجارت اور صنعت و حرفت کرتے تھے ۔ مالٹا میں مسٹر ... سے ملاقات ۔ اور اپنی تکلیفوں کا ذکر ۔ علمائے ہند کی درخواست پر انگریزی گورنمنٹ نے مولانا کو ہندوستان آنے کی اجازت دی ۔ مسٹر ... کی معرفت خطوط کی روانگی تھوکا ... سے ہندوستان کو دلچسپی کے حالات عہ

زیر اس کتاب میں علامہ رشید رضا صاحب نجد و حجاز ایڈیٹر المنار مصر نے نجد کی تاریخ ۔ نجدی قوم کے عادات و خصائل ان کی مذہبی حیثیت و حالات سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمان کی سوانح ۔ شریف حسین کی غداری اور اس کے بیٹوں کی کمزوری اور جنگ نجد و حجاز کے حقیقی اسباب اور دیگر متعلقہ مسائل کو بیان کیا ہے ۔ حجاز کے سابق امراء اور موجودہ سلطان کے متعلق بہترین معلومات کا ذخیرہ ہے ۔ ۱۲ر

خلیفہ ہارون رشید کے دربار کے مکمل حالات ۔ خلفائے راشدین کی سادگی اور اسلام کی ترقی ۔ ہارون رشید کی خلافت کا کمال و عروج ۔ ہارون رشید اور برامکہ سے ناراضگی ۔ جعفر اور عباسیہ کی شادی ۔ قصر الخلد میں جعفر برمکی کا قتل ۔ ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور اس کی وفات ۔ ہارون رشید کے حج کے حالات عادات و اطوار سلطنت کی سالانہ آمدنی و فوج ۔ خلفائے بنی امیہ و خلفائے عباسیہ بغداد کی مفصل فہرستیں بھی اس کتاب میں شامل ہیں ۔ پیرزادہ مولوی مصباح الدین کی تصنیف ہے ۔ ۱۲ر

فیضی ۔ قیمت ... ۴ر

فردوسی فردوسی کے نام سے کون واقف نہیں۔ محمود کے دربار میں ملک الشعرا تھے۔ آپ کی شاعری کا غلغلہ تمام عالم میں مشہور تھا۔ سلطان محمود غزنوی ان کے مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے اسی وجہ سے وہ ان کی شیریں بیانی اور قابلیت کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ شاہنامہ کے مصنف ہیں آپ کے کلام میں اختصار اور زور تھا۔ مولانا شبلی نعمانی نے آپ کی لائف نہایت قابلیت سے جمع کی ہے آپ بھی ضرور ملاحظہ کریں۔ قیمت ۱۰/

نظامی گنجوی سکندر نامہ فارسی کی مشہور درسی کتاب ہے۔ ۸/

خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن صاحب چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح عمری بحسب نسب خاندانی حالات تعلیم سیاحت۔ حج۔ خدمت پیر۔ خرقہ خلافت۔ سفر سندھ و مالابار۔ افغانستان کے بعد ہند میں اشاعت اسلام و قیام آپ کی تبلیغ و تصنیف اور اخلاق و عادات مع لقب زہد و عبادت۔ قناعت۔ طعام۔ لباس۔ وصال اور مسائل زندگی پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے آپ کے روضہ مبارک۔ مساجد۔ محلات باغات و تاریخ اجمیر وغیرہ بھی اس میں درج ہے۔

تذکرہ صابر اس کتاب میں حضرت صابر صاحب علیہ الرحمۃ کے شیوخ طریقت اور چشتیہ و صابریہ مشائخین کے حالات مع اشغال و اذکار بڑی تحقیقات کے ساتھ تاریخ اور تذکروں کی مختلف کتابوں سے چھان بین کر کے جمع کئے گئے ہیں اس کے ہمراہ درگاہ کا نقشہ بھی شامل ہے۔ قیمت۔ ۱۲/

فالنامہ تعبیر نامہ جس کی مدد سے ہر قسم کی خواب کی تعبیر معلوم کر سکتے ہیں۔ ۴/

تاریخ ریاست حیدرآباد دکن جس کے حصہ اول میں خاندان آصف جاہی کے مورث اعلیٰ عابد خان تا ۔۔۔ نصیب نظام الملک آصف جاہ اول و امیر احمد خان ناصر جنگ اور ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ اور سید محمد خان صلابت جنگ تک کے تمام واقعات مع شاہی دربار کے حیرت خیز حالات مرہٹوں کی فوج کشیاں احمد شاہ درانی اور نادر شاہ کے حملے کا پردہ فراں سلطنت دہلی و ریاست حیدرآباد کے حیوب واہمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حصہ دوم میں میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور حیدر علی خاں اور فتح علی خاں ٹیپو والیان میسور اور مرہٹوں و فرانسیسیوں کے ساتھ جنگ اور میر اکبر علی خاں سکندر جاہ آصف جاہ ثالث و آصف جاہ رابع و خامس اور میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس و اعلیٰحضرت میر عثمان علیخاں موجودہ فرماں روائے حیدرآباد کے حالات نہایت وضاحت سے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد چھ روپیہ ۶/

عبرت نامہ ہستی اس کتاب میں مولوی عبد الحلیم صاحب نے مناظر قدرت کی دلچسپیوں کو جو ان کی ہر عمر میں پیش آتی ہیں اس خوبی سے دکھایا ہے کہ بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ اور دنیا ایک عبرت کدہ معلوم ہوتی ہے۔ قیمت ۱۲/

مخدرات اس کتاب میں مولوی عبد الحلیم صاحب نے چند نامور خاتونان ارض زبیدہ خاتون۔ ملکہ زینوبیہ۔ ام آبان۔ ملکہ حبش۔ ملکہ زلیخا مصر۔ ام ہانی رالیوشاسیہ۔ رالبوٹیریہ۔ ام سلمہ قلوپطرہ۔ ہندہ بنت لغان کیتھرائن۔ ایلینا۔ جون آف آرک وغیرہ کے حالات زندگی۔ درج کئے ہیں۔ ۱۲/

صد پارہ دل اس کتاب میں مولوی عبد الحلیم صاحب نے خلیفہ ناصر الدین ابن بطوطہ۔ زبیر۔ بقراط۔ مانی۔ جالینوس۔ عز الدین حسین۔ حاتم طائی محمد بن تومرت جبلہ۔ ابوعثمان۔ ابوجعفر ابو دلامہ محمد علی بادشاہ البوالسود دومی خلیفہ مستنصر ابو عبد اللہ المقتدر منصور بن عمیرہ ابن طولون۔ یزید بن حجاج۔ سکندر اعظم سکندریہ دمشق اور ۔۔۔

کے تاریخی حالات۔ ۱۲/

ناموران عالم اس کتاب کا دوسرا حصہ ہیں افلاطون حکیم۔ بالجیڈیا ہرقل۔ الپ ارسلان۔ بہرام۔ شیر محمود و ایاز علی بیگ فقیروں کا بادشاہ۔ عروج بن حسن۔ ابوالقاسم۔ جادوبیان ابن المعتز۔ حسان بن ثابت۔ علامہ ابوالصلت یا حکیم اندلس ۱۲/

مقالات وجد یا شرر اس کتاب میں مولانا عبد الحلیم شرر کے مختلف مشہور مضامین کو کتابی صورت میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ۱۲/

مجموعہ ظرائف۔ ۵/

شکوہ و جواب شکوہ۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے انجمن حمایت اسلام کے چھبیسویں سالانہ اجلاس میں یہ نظم بعنوان شکوہ پڑھی۔ ۳/

قدیم مسیحیت اس میں دکھایا گیا ہے کہ قدیم زمانہ میں مسلمانوں کیسا تھ عیسائیوں نے کیا برتاؤ کیا مفصل بحث درج ہے۔ ۸/

بیان سلف اس کتاب میں مولانا نے قدیم شاہان دہلی کی رعایا نوازی کو بڑی شان سے دکھایا ہے۔ ۴/

مرتبۃ النسوان اس میں عورتوں کا مرتبہ۔ جبر۔ طلاق۔ پردہ پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۳/

طلسم بنگال سرلا کا بنگالی ڈرامہ نہایت دلچسپ ہے۔ ۸/

راجہ بیربل اکبر اعظم کے نورتن کے مفصل حالات۔ ۲/

سوانح غوث الاعظم غوث پاک کی زندگی کے حالات۔ ۸/

ناشاد اسلامی تاریخی ناول محی الدین عالمگیر شہنشاہ اورنگ زیب کا حصول تخت کے لئے بھائیوں سے جنگ و شاہ شجاع کا بھاگ جانا اختر مرزا کی مکاری۔ میر جبد سپہ سالار کی حسن کارگذاری جہاں آرا اور شہزادہ محمد کی پرغم داستان راجہ اراکان نے شجاع کی بیٹیوں کا رشتہ طلب کیا جس کے نا منظور ہونے پر ناک کان کاٹ دئے گئے اور اس کو پیغام بھیجا گیا کہ اولاد تیمور کسی کافر کا ۔۔۔

واغ نہیں لگا سکتی ۔۔۔

محب وطن۔

تلاش حق یہ ایک اخلاقی ناول ہے جس کا قصہ تین ہوا نداروں کے ۔۔۔ سے شروع ہوتا ہے۔ تین مشہور نوجوان آپس میں گفتگو کرتے ہوئے نشہ کی مذمت کرتے ہیں ایک طوائف کے ہاں جاتے ہیں پھر مسئلہ کی تحقیق میں ملنے کو ترک اور شانتی کے طالب ہوتے ہیں۔ زمانہ حال کے فقرا کی کیفیت جوگی اور اصول اس کے طریقے۔ سچائی سخاوت مہمان نوازی کرم کی فضیلت سوشل ریفارم یوگ دھرم علم دیرانت۔ گیان پریم وغیرہ مختلف مسائل پر فلسفیانہ انداز میں مفصل بحث ۔۔۔

چاند سلطانہ میڈوز ٹیلر کے مشہور ناول ٹیرا کا ترجمہ دکن کی دو مشہور سلطنتوں بیجاپور اور احمد نگر کے تاریخی حالات ملکہ چاند سلطانہ کی سطوت و جبروت مغل بادشاہوں سے مردانہ وار مقابلہ فتح و شکست کے حیرت انگیز واقعات۔ ہر دو حصہ ۔۔۔

شاہزادہ بدر کمال باتصویر ہر دو حصہ۔ بدر کمال کا کوہ قاف کی جانب ملکہ حسن و جمال کی رہائی کے لئے جانا راستہ میں چار کشمن شہزادوں کا ملنا کرنا آخر ملکہ خورشید جمال سے شادی اور واپسی راستہ میں فیروز پری سے ملاقات پھر نوبنال سے ملکر اپنے ملک یمن واپس آکر اپنے والدین کی قدم بوسی حاصل کرنا۔ قیمت ہر دو حصہ۔ ۱۲/

اختری بیگم ایک امیر زادی کی نوعمر بیگم ساتھ بھلائی۔ دشمنوں کی اس پر تہمتیں لگانا آخر نیکی کی فتح۔ ۶/

تاریخی عربی ناولوں کے ترجمے

امین و مامون خلافت بنی عباسیہ کے ۔۔۔ (illegible)

شارل اور عبد الرحمٰن ۔۔۔ (illegible)

تیمور کا عہد اور ملک مصر کی اسلامی
... طولون حکومت کے سیاسی واقعات
... خلیفہ معتصم باللہ کے عہد حکومت
... عہد کے پاسی واقعات
مجموعہ قریش حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد کی داستانیں عمہ
اجنبی گویا کا دلچسپ ناول۔ انگریزی کے سپ ... پر سنو ... پر جلد وغیرہ عمہ
برہمن دیوتا ہندو قوموں کا ہندوستان کے قدیم باشندوں پر ظلم۔ ۸ر
اسمٰعیل صفیہ۔ ۸ر
عصمت کا الم اکبر کے وزیر خان اعظم کی دختر عصمت آرا کے قتل شادی عمہ
بڑے میاں ۔ ۔ ۔ ۴ر
شوخ بہودن۔ ۸ر
فتنہ ایک پیارے بچے کے کارنامے اس کی شرارتیں کی جیتی جاگتی تصویر اور شرارتیں۔ عہ
کنیز فاطمہ ایک یتیم لڑکی کا دنیا کے مصائب جھیل کر آخر ایک نواب سے شادی کرنا عہ
کمسن بی بی مسن شوہر ۔۔ ۴ر
لاڈلی بیٹی ۔۔ ۴ر
جوان بی بی کمسن شوہر۔ ۴ر
وفادار بی بی۔ ۴ر
نورجہاں۔ ۵ر

خزاین الادویہ

کی آٹھ جلدیں چھپکر تیار ہوگئی ہیں یونانی۔ ہندی انگریزی۔ ویدک وغیرہ ادویہ کی مکمل و مفصل انسائیکلوپیڈیا جس کو علامہ حکیم محمد نجم الغنی خاں صاحب رامپوری نے پانچسو بڑے صفحات کی آٹھ جلدوں میں لکھا ہے۔ قابل مصنف نے ساٹھ سال اپنی عمر کا بڑا حصہ اس نایاب و بیش بہا کتاب کے تیار کرنے پر خرچ کر دیا ہے اس چار ہزار صفحوں کی بے مثل و پُراز معلومات کتاب میں دنیا جہان کی تمام مفرد ادویہ کی صفات شناخت۔ طبیعت خواص و فوائد

مطب۔ بدل و غیرہ نہایت تحقیقات اور تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ یونانی اطبا کی تمام مشہور کتابوں کو جن کے ناموں کی فہرست بمشکل چار پانچ صفحوں میں آسکتی ہے اس کتاب کی ترتیب کے لئے جمع کیا گیا تھا پھر ان میں سے ہر ایک کا عطر نکال لیا گیا ہے بوعلی سینا حکیم محمد رازی۔ ارسطو۔ افلاطون وعنوتری اور متقدمین کی اکثر شہرہ آفاق نادر تصنیفات کا خلاصہ ان آٹھ جلدوں میں شامل کر دیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد پانچروپے کل سٹ کی قیمت چالیس روپیہ

درازی عمر کے اسرار صحت قائم رکھنے اور زندگی دراز کرنے کے فن پر جو نہایت عمدہ کتاب ہے یورپ کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے عمہ

صحت الابدان فن حکمت کا ایک نیا سبق جسمانی صحت کو پہنچانے اور صحت قائم رکھنے کے ڈاکٹری و طبی اصول درج ہیں۔ قیمت ۱۱ر

قلب اور اس کا فعل اس میں عضو رئیسہ قلب اور اس کے فعل کی مفصل کیفیت اور اس کو حالت صحت میں رکھنے کے مجرب علاج ہیں باتصویر ۸ر

مفتاح التشخیص اس میں قارورہ کی تشخیص و تحقیقات مواس کے اسباب و علامات طبی کے درج ہیں۔ عہ

حسن وصحت بڑھانیکے طریقے

صحت کس طرح بڑھائی جاسکتی ہے۔ اس کے کئی مجرب و مفید طریقے۔ ۴ر
بچے۔ بچوں کی پیدائش اور پرورش ۳ر
مادر زاد بہروں و گونگوں کی تعلیم۔ ۳ر
علاج مقناطیسی مقناطیسی علاج کے جدید طریقے۔ باتصویر ۴ر
علاج جلبلارے باشریہ۔ آب بادی سے علاج باتصویر۔ قیمت ۸ر

علاج الغرباء اس میں نہایت کم قیمت ادویات سے تمام امراض کے علاج۔ قیمت عہ
رسالہ چشم۔ معالجات چشم پر مفصل کتاب۔ ۴ر
کتاب الاغذیہ انسان کی غذا اگر اچھی ہو تو ہر انسان کی عمر سو سال تک ہوسکتی ہے اس رسالہ میں غذاؤں میں وٹیمن کے متعلق بحث ہے۔ عہ
رسالہ تپ دق اس موذی مرض کا اگر ابتدا میں علاج کر لیا جائے تو انسان بچ جاتا ہے۔ ورنہ یہ مرض ہڈیاں تک گلا دیتا ہے تپ دق کے ہر پہلو پر ڈاکٹری نقطہ سے مفصل بحث۔ ۸ر
ڈومسٹک ہائیجین ہائیجین کے اصول اور ان کے فوائد۔ عہ

کامیاب و دولتمند بنانیوالی کتابیں

دنیا کا روشن رخ اس میں سینکڑوں شاندار ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا کی تمام کامیابی کا مدار خوش مزاجی و خندہ روئی پر ہے عمہ
شاہراہ دولت دولت کے کمانے کے طریقے نہایت عمدگی سے درج ہیں عہ
قوت الحیات زندگی کی مردانگی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے
سبیل دولت تجارتی کامیابی کے عمل طریقے۔ قیمت ۔ ۴ر
طریق دولت کفایت استقلال۔ دیانت۔ انتظام سے دولت پیدا ہوتی ہے ۱۲ر
آہنی ارادہ عزم میں استقلال پیدا کرنا ۱۲ر
عمدہ حافظہ کا راز ہر شخص اور ہر طالبعلم اس کتاب کی بتائی ہوئی تدابیر سے اپنا حافظہ بڑھا سکتا ہے۔ ۶ر
توجہ کی یکسوئی یکسوئی پیدا کرنا۔ ۳ر
دم زمت یا بین موقع پر جو لوگ عمل و موقعے فائدہ اٹھانیکا سبق لینا چاہیں۔ اس رسالہ کا مطالعہ کریں۔ اس میں کامیابی کے دو سو مجرب راز ہیں۔ ۷ر

تحریک ڈاکٹر شائل کی مشہور کتاب سلف ہیلپ (سیلف ہیلپ) کا اردو ترجمہ۔ نوجوانوں کی رگ حمیت میں جوش پیدا کرنیوالی کتاب ۱ر
مطالعہ نفس۔ اپنے نفس کا مطالعہ کیجئے ۲ر
مطالعہ باطن۔ ہر شخص کے باطنی حالات۔ ۴ر
امریکہ کے کامیاب لوگ باتصویر آجکل دنیا میں سب سے زیادہ کامیاب اور دولتمند اہل امریکہ ہیں۔ اس کتاب میں امریکہ کے تمام چوٹی کے کامیاب لوگوں کے حالات درج ہیں۔ قیمت۔ عہ
اپنا فرض ادا کرو فرض ادا کرنے سے جو کامیابی ہوسکتی ہے اس کی نہایت شاندار مثالیں اس تین سو صفحہ کی کتاب میں درج ہیں۔ عہ

تذکرات وسوانحمری

حیات نعیم یعنی ذکر نبی کریم سید المرسلین زندگی کے حالات۔ اقوال و اخلاق۔ ۸ر
تذکرہ صابر ۲ر سوانح غریب نواز ۲ر
پیغمبر اسلام روسی فلاسفر ٹالسٹائی کے خیالات حضرت خیر البشر کی تعریف میں۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شاندار زندگی کے حالات۔ رفیو کی کتاب اشہرت بیرالاسلام کا ترجمہ۔
حضرت علی ابن ابی طالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی کے حالات۔
خالد بن ولید حضرت خالد سیف اللہ سپہ سالار اسلام کی سوانح عمری
سلطان فاتح سلطان محمد فاتح فرمانروائے آل عثمان کی زندگی کے حالات
سلطان الشہداء مشہور مجاہد سلطان ٹیپو شہید ہند کی زندگی کے
حالات سعدی شیخ مصلح الدین شیرازی کی زندگی کے حالات
ذکر شہنشاہ جارج پنجم مفصل سوانحعمری باتصویر

سوانح پنڈت موتی لال نہرو کی سوانح۔ ۸ر

جنرل گارفیلڈ انگلستان کے مزدور یا ستہائے متحدہ امریکہ کا پریزیڈنٹ بن گیا۔ ۸ر

مسٹر اینڈریو کارنیگی امریکہ و انگلستان کے مشہور کروڑپتی کے حالات۔ قیمت۔ عہ

مہادیو گوبند راناڈے کی زندگی کے حالات ۴ر

حیات مشتاق نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین صاحب سیکرٹری علیگڈھ کالج کے حالات زندگی ۶ر

حیات زیب النساء۔ ۶ر

ابراہیم لنکن اضلاع متحدہ امریکہ کے عظیم الشان پریزیڈنٹ کے حالات۔ ۸ر

مصنفان اسلام چالیس مسلمان نامور مصنفوں کے حالات ۴ر

ابوریحان البیرونی ہندی۔ ریاضی و نجوم اور سنسکرت کے مشہور سلمان عالم سلطان محمود کے رفیق مصنف الہند کے مختصر حالات زندگی۔ ۴ر

سلطان علاؤالدین خلجی ہندوستان کے عظیم الشان دانشمند اور طاقتور بادشاہ کے عہد کی ترقیاں اور ضمناً اس عہد کے علماء و فضلا کے حالات۔ ۱۲

نپولین بوناپارٹ۔ فرانس کے مشہور و معروف سپاہی نپولین اعظم کے حالات ۳ر

سلطان صاحبقران ابوالفتح فاتح قسطنطنیہ کا طویل تر جیسا سلیمان اعظم ... تیمور، چنگیز، ... وغیرہ کی فتح کے حالات ۴ر

سوانح خواجہ غریب نواز۔ نہایت البیلے انداز میں۔ مطبوعہ دہلی۔ عہ

مشاہیر اسلام قاضی شاہ سلیمان صاحب کی مشہور تصنیف جس میں علمائے اسلام کی لائف پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۲

اکابر اسلام۔ چند مشہور مسلمانوں مصنفوں کے حالات۔ قیمت ۴ر

غازی محمد بن قاسم۔ ۸ر

جمال الدین افغانی۔ ۴ر

مولانا شبلی نعمانی کی مشہور کتابیں

حیات سعدی۔ ۸ر

حیات حافظ۔ خواجہ حافظ شیرازی ۸ر

مولانا کا سفرنامہ روم۔ مصر و شام اس سفرنامہ میں ترکوں و عربوں کی تمدنی حالت اور حسن معاشرت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عہ

مجموعہ نظم شبلی و سوانح حیات مولانا کی وہ تمام اردو نظمیں اور مولانا مرحوم کی لائف ۸ر

مقالات شبلی مولانا شبلی کے وہ علمی اور تاریخی مضامین جو آج تک کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئے۔ عہ

آغاز اسلام ترجمہ بدء الاسلام ۶ر

خلافت اسلامیہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا لکچر ۳ر

سوانح مولانا جلال الدین رومی۔ مولانا شبلی نے مثنوی شریف مولانا روم کی دیگر تصانیف پر شاندار تبصرہ لکھا ہے۔ مولانا کی شاعری۔ اخلاق۔ ریاضت اور زہد و تقویٰ وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۲

سوانح شیخ اسلام ہند مولوی محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کی خود نوشت حالات پڑھکر سبق پیدا ہوتا ہے۔ عہ

الغزالی اسلام کے سب سے بڑے مصنف کی سوانح حیات ان کے عقائد اور طرز استدلال۔ امام صاحب کی سوانح عمری آج تک کوئی کتاب طبع نہ ہوئی تھی۔ بوجہ اپنی خوبیوں کے یہ کتاب سلسلہ آصفیہ میں داخل ہو۔ عہ

النعمان امام اعظم ابوحنیفہ کی مکمل سوانح عمری خاتمہ پر امام صاحب کے شاگردوں کے حالات درج ہیں۔ امام صاحب کا علم اخلاق اور مناظرات کی بہت سی مثالیں درج ہیں۔ عہ

المامون فرماں روایان اسلام کے سلسلہ میں خلافت مامون رشید کی فتوحات خانہ جنگیوں وغیرہ کے مفصل حالات ۱۲

اورنگ زیب پر دوسری نظر۔ عالمگیر اورنگ زیب کو بدنام کرنیکی خاطر برادران وطن نے اسقدر جھوٹے قصے تراشے کہ جن کی تردید کرنے کیلئے مولانا شبلی نے یہ رسالہ لکھا۔ ۸ر

جوزف میزینی اٹلی کے نامور محب الوطن کی سوانح عمری۔ عہ

پیٹر اعظم روس کے نامور بادشاہ کی زندگی کے عبرت خیز حالات۔ ۴ر

سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی علمی زندگی انکی نادر تصنیفات کے تذکرے اکبر، جہانگیر، شاہجہان، عالمگیر کے عہد زرین کے علمی کارنامے۔ عہ

ابراہیم ادھم۔ ۴ر

سلطان صلاح الدین ایوبی صلیبی جنگوں کے سپہ سالار کے حالات زندگی مصنفہ اشرف صاحب مرحوم عہ

سوانح راجہ بیربر۔ ۸ر

سوانح نورجہاں۔ ۸ر

اسلامی کتابیں

تجرید الاحادیث حدیث شریف کی اہم مختلف کتابوں کا خلاصہ معہ ترجمہ ۱۲

شرح عقائد النسفی اس نام کی مشہور عربی درسی کتاب کا اردو ترجمہ ۱۲

آئینہ اسلام ابتدائے اسلام سے آجتک تاریخ و معاملات اسلام کا عالمانہ بیان۔ ڈیفنس ہو تمام انگریزی وار دخواں مسلمانوں کے پڑھنے کے لائق ہے۔ عہ

زیور ایمان تمام ضروری و معتبر اسلامی مسائل فقہ کی کتابوں سے اردو لباس میں۔ ۱۲

دلیل الحیران قرآن شریف کی تمام آیات بحروف ابجدی ترتیب وار ۱۲

علم الکلام امام غزالی کی مشہور کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد کا ترجمہ۔ ۱۲

تاریخ ارکان اسلام۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ...

فیض الرحمن فی تسہیل القرآن قرآن مجید کے مطالب کو سہل بنانے کیلئے لغات معانی کی شرح۔ ۱۲

مطالعات صحیحہ۔ ۸ر

نصائح فاروقیہ۔ ۔

مسلمانوں کیلئے حکمت کے سبق ۔

تجارت العرب قبل الاسلام۔ ۴ر

شریعت اسلامیہ۔ ۸ر

دیوان حافظ کی تاریخ فالیں ۲ر

اسلام کی پہلی کتاب عقائد طہارت وضو نماز روزہ وغیرہ

" دوسری " " " ۲
" تیسری " " " ۸
" چوتھی " " " ۱۰

بہشتی زیور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی مشہور کتاب جس میں بچوں اور عورتوں کے لئے تمام ضروری دینی و دنیاوی مسائل درج ہیں کتاب دس حصوں میں ہے قیمت فی حصہ ۸ر مکمل سٹ ۔ ۵

نمونہ سورہ یٰس معہ دعا گنج العرش و اسمائے حسنیٰ نور تجلی ذات باری تعالیٰ درود شریف وغیرہ مترجم نہایت صحیح و خوشخط اور خوب قلم اعلیٰ کاغذ پر لکھوا کر شائع کیا ہے۔ ۸ر

ما مجان فارسی کی مشہور نظم۔ ۲ر

ثبوت ذات باری تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت۔ ۶ر

خلافت اسلامیہ۔ سر محمد اقبال کا لکچر ۳ر

الکافیہ عربی کی مشہور کتاب کا ترجمہ ۱۲

زنانہ کتابیں

مرتبۃ النسواں مصنفہ مسٹر میر حسین صاحب قدوائی۔ اسلام میں عورتوں کا مرتبہ۔ جہیز، اولاد کی نگہبانی، کثرت ازدواج، طلاق، پردہ وغیرہ پر مفصل بحث۔ ۱۲

زنانہ نظمیں ۱۲

زنانہ خط و کتابت۔ ہر قسم کے خطوط جو لڑکیوں کو لکھنے کی ضرورت ہوتی ہے ۸ر

February 1932.

Vol. 48

No. 2

Regd. [illegible] 872

THE ISMAT DELHI

India's Leading Literary Ladies Magazine.

جنوری ۱۹۳۲ع

بالکل مفت منگائیے

منیجر عصمت دہلی

شریف بیگمات کیلئے اعلیٰ درجہ کی کتابیں

کھانے پکانے کی کتابیں

جن کی تیاری میں ہندوستان کے ہر حصہ کی قریباً ۱۵۰ معزز خواتین نے حصہ لیا ہے جن کی تمام ترکیبیں تجربہ کرلی گئی ہیں اور جن سے زیادہ مستند اور صحیح مفصل و مکمل کوئی کتاب آجتک ہندوستان میں نہیں چھپی۔

عصمتی دسترخوان ۲	مشرقی مغربی کھانے ۲	بچوں کے کھانے
بیماروں کے کھانے ۱۰	عصمتی ہنڈکلیا	مذاقیہ کھانے اور ناشتہ ۱۰

دستکاری کی کتابیں

جو اپنے موضوع پر نہایت مفید اور کارآمد کتابیں تسلیم کی گئی ہیں

عصمتی کروشیا	عصمتی کشیدہ	گلدستہ کشیدہ
موتیوں کا کام	سلمہ ستارہ کا کام	خاتون کی [illegible]

تصانیف فخر نسوانِ ہند محترمہ خاتون اکرم صاحبہ

جو زنانہ لٹریچر کی چوٹی کی کتابیں ہیں جن پر ملک کے مشہور اخبارات و رسائل نے نہایت شاندار ریویو کئے ہیں جن کے بغیر کوئی زنانہ کتب خانہ مکمل نہیں کہا جاسکتا۔ آرٹ کاغذ پر چھپی ہیں۔

جانِ منشیں	گلستانِ خاتون	پیکر وفا	بچھڑی بہنیں

معزز خواتین کے لکھے [illegible]

[illegible] دلچسپ اور سبق آموز اصلاحی و معاشرتی ناول افسانے وغیرہ جن میں لڑکیوں اور عورتوں کو نہایت مفید [illegible] بتائی گئی ہیں۔

[illegible] بیگم	دولت پر قربانیاں	ہنسی کی باتیں
[illegible] نسواں	خواتین اندلس	تاریخی لطیفے
سرگذشت [illegible] ۱۰	تندرستی ہزار نعمت	بچوں کی تربیت ۱۰
موہنی ۱۰	[illegible]	بچوں کی دنیا
غیرت [illegible]	[illegible] ۱۲	[illegible]
[illegible] ۱۲	عقل کی باتیں	آتشینہ موٹر ۱۲

مصنفہ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف

لڑکیوں اور عورتوں کیلئے بے مثل کتابیں

آمنہ کا لال	قلب حزیں
سیدہ کا لال	گلدستۂ عید
الزہراء ۱۲	رود نوحقفس ۱۲
امت کی مائیں	گرفتار قفس
وداع خاتون	تفسیر عصمت
صبح زندگی	انگوٹھی کا راز
شام زندگی	منازل ترقی
شب زندگی	[illegible] عصمت
نوحۂ زندگی ۱۲	سیلاب اشک
نسوانی زندگی	طوفانِ اشک
حیات صالحہ	نالۂ زار
طوفانِ حیات	[illegible]
جوہر قدامت	منازل السائرہ
تحفۂ شیطانی ۱۲	بنت الوقت
موءودہ	ایمن کا دم واپسیں
ستونتی	بچہ کا کرتہ
[illegible] شہزادیاں	وڈیا کی سرگذشت
وداع ظفر	فسانۂ سعید و سراب مغرب

اسلامی تاریخ ناول کی طرز پر

عروس کربلا	تیغ کمال
محبوبۂ خداوند ۱۲	اندلس کی شہزادی
یاسمین شام	سودائے نقد ۵
شہنشاہ کا فیصلہ	شہید مغرب
[illegible]	سات دنوں کے اعمال نامے
[illegible]	محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ عصمت دہلی

محصولڈاک بذمہ خریدار۔

محصولڈاک بذمہ خریدار

THE ISMAT DELHI

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لیئے

پاکیزہ خیالات۔ علمی۔ ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی میں ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپیہ

مارچ ۱۹۳۲

SAMI 30

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے	بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے
گجراتی، پنجابی کھانے	نفیس نفیس کھانے	لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے
حیدرآبادی اور براری کھانے				پشاوری اور سندھی کھانے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنے کی اردو زبان میں بے نظیر کتاب

عصمتی دسترخوان (حصہ اول)

ع عصـ

اس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ ملے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں **تجربہ** کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لئے ترکیبیں **بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست**! ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً .. عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچیخانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کی کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
پلم پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضۂ مرغ	تاشی کباب
کھوئے کی پڈنگ	اسفنج پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کی ٹکیاں	شامی کباب
نارنگی بھری پڈنگ	سیب پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
[illegible] پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بیسنی کباب	سیخ کے چٹ پٹے کباب	[illegible] کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی کئی قسم کے
کنور بہار دن کیلئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کباب

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے

اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے۔ سوئیاں کھیر فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن مچھلی، مرغ، بٹیل۔ بسکٹ، کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے۔ چٹنیاں۔ مربے، اچار، سموسے۔ بڑے پوری، کچوریاں۔ پراٹھے۔ روٹی۔ غرض ہر قسم کے مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن صحیح ترکیبیں! **اس کتاب کا ہر گھر انے میں ہونا ضروریات میں سے ہے**

ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ و ذائقہ دار کھانے پکانے لگی ہیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اتنی ضروری سمجھ کر جہیز میں دی جاتی ہے۔ سینکڑوں خواتین نے اس کی تعریف میں خطوط بھیجے ہیں اور کتنے ہی مردوں نے اس کتاب کی اشاعت پر مولف و پبلشر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کھانے پکانے کی اس قدر صحیح اور نفیس کارآمد کتاب ہندوستان کی کسی زبان میں آج تک نہیں چھپی۔ اس کی تیاری پر پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا ہے۔ پہلے ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ تین ایڈیشن نکل گئے اس کتاب پر اس قدر محنت کی گئی ہے کہ [illegible] پانچ روپے قیمت بھی ہوتی تو کم تھی لیکن اس لئے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے صرف دو روپیہ قیمت رکھی گئی ہے۔ مجلد کی قیمت صرف دو روپیہ چار آنہ ہے۔ اور زیادہ تر مجلد ہی منگائی جاتی ہے۔

[illegible]

عصمتی دسترخواں کے اصول پر

عصمتی کن ہی ل

ع عصـ

یہ کتابیں بھی شائع کی گئی ہیں!

اسی لئے ہاتھوں ہاتھ نکل رہی ہیں

عصمتی ہنڈکلیا یہ کتاب بچیوں کے لئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہو جائیں اور ایک کمسن لڑکی کو جو کچھ جاننا چاہئے گل ہر پہلو سے واقف ہو جائے۔ [illegible] کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچیوں کے مطلب کی درج کی گئی ہیں ہیم خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں درج کی گئی ہیں جو ہر لڑکی کو معلوم ہونی چاہئیں۔ باتصویر نامئیل قیمت صرف [illegible]

ناشتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں چائے، کوکو، شربت لسی، فالودہ، آئس کریم، بسکٹ، کیک، توسٹ، [illegible] وغیرہ وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر حصے کے مختلف ترکے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں ہیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں جس حصہ ملک کا مہمان ہمارے یہاں آئے اسی کے مطلب کی چیز ہو [illegible] میں پیش کر کے محو حیرت کر سکتے ہیں۔ قیمت ۱۰/

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کے لئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا دی جانی چاہیے۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں اس موضوع بے نظیر کتاب جس میں بچوں کے لئے صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کاروں کے لکھے ہوئے ہیں باتصویر قیمت صرف [illegible]

بیماروں کے کھانے بیماروں کے لئے جو کھانے دیے جاتے ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں۔ اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور مفید کارآمد ہیں مضامین بھی سب اتنا مفید و قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے باتصویر قیمت دس آنہ (۱۰/)

مذاقیہ کھانے دولہا بھائی سے، سمدھی سے، سہیلیوں وغیرہ سے مذاق کرنے کیلئے نہایت دلچسپ کتاب جس کی ہر ترکیب صحیح ہے۔ بیہودہ تکلیف دہ عامیانہ مذاق کی بجائے اس کتاب کو شائستہ مذاق اور اس ہنسنے ہنسانے والی کتاب سے زندہ دلی کا ثبوت دو۔ لڑکیوں کی شادی کے وقت دولہا بھائی کی تواضع کیلئے لڑکیاں یہ کتاب نہایت شوق سے منگاتی ہیں

مشرقی مغربی کھانے عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ قیمت [illegible] یہ عصمت [illegible]

تمہارے ایمان پر شرک کی بجلیاں گر رہی ہیں

تمہارے ہاتھوں تمہاری عاقبت خراب ہو رہی ہے اور وہ دنیا جسے خدا نے تمہارے لئے جنت بنایا تم نے خود اسے دوزخ بنا رکھا ہے کیونکہ نہیں عام طور پر مسلمانوں کی حالت نہایت خوار اور خراب ہے اور خاندان کے خاندان تباہ ہو رہے ہیں محض قبیح رسوم کی پابندی اور شرک و بدعت کی وجہ سے ایک شریف مفلوک خاندان کی بربادی کے حالات مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ نے

طوفان حیات

میں اس کمال کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں کہ رسوم مروجہ جنہوں نے گھن کی طرح اندر ہی اندر مسلمانوں کو کھوکھلا کر دیا ہے خوفناک اژدہے کی صورت میں نظر آنے لگتی ہیں شرک کوسوں دور بھاگ جاتا ہے اور انسان خدائے واحد کی عظمت کے آگے سر جھکا دیتا ہے **طوفان حیات** کی دنیا میں دھوم مچ چکی ہے اوپر تلے کئی دفعہ چھپ چکا ہے اور علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصانیف میں ہے قصہ بے حد دلچسپ ہے کہ نہایت مصروف لوگوں نے کئی کئی بار پڑھا ہے واقعات بے حد درد انگیز ہیں کہ ہچکی بند ہو جاتی ہے نہایت آب و تاب کے ساتھ دفتر عصمت سے حال میں شائع ہوئی ہے قیمت عہ/

سیدہ کا لال حصہ اول

مکمل تاریخ شہادت ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نانی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اسلام پر احسانات، جناب سیدہ کے فضائل، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت، حضرت عثمان، حضرت علی کی شہادتیں اور دردناک مرثیے، جنگ جمل، جنگ صفین کا مکمل بیان، شیعہ سنی اختلافات کی ترقیاں، بنی امیہ کی کوشش، امیر معاویہ کی سیاست، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری کیفیت، غرض پہلے حصہ میں معرکۂ کربلا سے پہلے کے تمام صحیح اور مستند واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے جن سے واقعہ کربلا کے صحیح اسباب ذہن نشین ہو جاتے ہیں

دوسرا حصہ مراثی کربلا ہے حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت، سیدہ کے لال کی مدینہ سے روانگی، حضرت حر کی شہادت، بی بی زینب کا میدان کربلا میں ایثار، ان کے بچوں کی شہادت، شہادت حضرت عباس، شہادت حضرت قاسم، شہادت حضرت علی اکبر، کربلا کا ننھا شہید، بیمار صغریٰ کا قاصد، سیدہ کے لال کی شہادت، خانماں برباد سیدانیاں، ابن زیاد اور یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، قاتلان حسین کا انجام اور خدائی فیصلہ، یوں تو تمام کتاب اس قدر درد انگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی مگر نثر میں جو مرثیے علامہ محترم نے لکھے ہیں ان کی ہر ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے۔

آمنہ کے لال کی طرح سیدہ کے لال میں بھی کوئی واقعہ خلاف عقل نہیں ہے ادب لطیف کے جو کتاب کی جان ہے شہادت کا اس قدر مفصل اور مکمل درد انگیز اور موثر کسی زبان میں نہیں، تعلیم یافتہ اور مرد شیعہ ہوں یا سنی شہادت کی یہی کتاب پڑھتے ہیں اور مجلسوں میں پڑھواتے ہیں، ضخامت تقریباً ڈھائی سو صفحے قیمت عہ/ قسم دوم عہ/ مجلد عہ/ قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپی تھی بالکل ختم ہو گئی۔

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے تاریخی ناول

یہ اسلامی تاریخ کے ناول ہیں ان میں ہلال و صلیب کی لڑائیاں اسلام و عیسائیت کے معرکے مسلمانوں کی سرفروشانہ قربانیاں ان کے جوش ایمانی شجاعت و ایثار کے دل ہلا دینے والے مناظر موثر الفاظ میں دکھلائے گئے ہیں یہ کتابیں مردوں کے لئے لکھی گئی ہیں بڑی عمر کی عورتیں بھی پڑھ سکتی ہیں۔ مگر کنواری لڑکیوں کے مطلب کی یہ کتابیں نہیں، محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا اور زیادہ سے زیادہ کتابیں ایک دفعہ منگانے میں فائدہ ہے

محبوبۂ خداوند

کوہ پیکر عہد عثمانی کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے اور قرون اولیٰ کے پرجوش و باکباز مسلمانوں کی ولولہ خیز جانبازیاں پڑھنے والوں کو مبہوت بنا دیتی ہیں۔ طرابلس کا مقدس خداوند کار حقیقیش سفیرہ کو قابو میں کرنے کے لئے اپنے زمینی دعوؤں میں کیا کیا کرتب دکھاتا ہے اور محبوبۂ خداوند کس طرح اپنی عزت بچا کر اسلام قبول کرتی ہے۔ یہ ایک راز ہے جو صرف کتاب محبوبۂ خداوند کے مطالعہ سے حل ہوگا۔ مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت عیسائیوں کی ٹڈی دل فوج کے مقابلہ میں کس طرح کامیاب ہوئی۔ یہ وہ دلچسپ اور پُردرد داستان ہے کہ بغیر ختم نہ چھوڑی جائیگی ۱۲؍

شہنشاہ کا فیصلہ

عہد عباسی کے بغداد کا دلچسپ افسانہ ایک شخص اپنی بیوی کی شادی کن اسباب کے تحت میں ایک دوسرے شخص سے کرتا ہے ایک مصیبت زدہ ماں کا بیگناہ بچہ کس وجہ سے واجب القتل ٹھیرایا جاتا ہے اور ماں کی کیا کیفیت ہوتی ہے، ملکہ اپنے حصول مقصد کے لئے کیا کیا کوشش کرتی ہے اور آخر میں کس خوبی سے شہنشاہ کا فیصلہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتا ہے، یہ باب پڑھنے کے قابل ہے قیمت ۱۲؍

منظر طرابلس

نیز طرابلس کے لئے مسلمانوں کا جوش ایمانی، حضرت زبیر بن عوام کی بے مثل بہادری ایثار و شجاعت، محبت کے آتشکدہ میں بیچاری لڑکی کی قربانی، حقیقی بہن کے ہاتھوں بھائی کا قتل، مذہبی پیشوا کی سیہ کاریاں، علقمیہ اور شہزادی بیسو کی کہانی اور فتح طرابلس کا آخری منظر!۔ نہایت دلاویز افسانہ ہے۔ قیمت ۵؍

عروس کربلا

علامہ محترم کے تمام تاریخی ناولوں میں یہ بلحاظ درد و اثر کے ممتاز ہیں۔ کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی کچھ کم درد انگیز نہیں اس پر مولانا کے قلم گوہر ریز نے۔ قیامت ڈھا دی ہے کئی جگہ ہچکی بندھ جاتی ہے اس پر لطف یہ ہے کہ محبت کا دل آویز افسانہ ہے بہت مشہور کتاب ہے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے اور آج بھی اسی طرح دھڑا دھڑ نکل رہی ہے عروس کربلا کی طرز پر بہت مصنفوں نے ناول لکھے ہیں۔ کہ عروس کربلا عروس کربلا ہی ہے۔ قیمت ۱۲؍

شہید مغرب

طرابلس اور مراکش میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلے اسلام اور نصرانیت کے معرکے مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے اسباب شدھی اور تبلیغ کا اثر دلکش درد انگیز افسانے۔ دنیا سانی مسافر، شہید مغرب، شہید طرابلس، طرابلس صدا، عرب میدانی، سیاہ داغ، افراط و تفریط۔ صدائے دلگداز، گلو بتیاں، سیمونہ

ان کے مطالعہ سے حب وطنی، جوش ایمانی، بہادری شجاعت، خودداری، غیرت حمیت سب کے سب شریفانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں قیمت صرف ۱۲؍

در شہوار

ایران، ماژندران، سیستان کی ہولناک لڑائیوں کا مرقع۔ بہرام کے شجاعانہ کارنامے اور ملکہ پر احسانات شہزادی سطورہ کی فراست اور بہادری، وزیر کی مکاری اور فریب اس قدر دلچسپ اور پُردرد داستان ہے جس کا ہر باب کلیجہ کے پار ہوتا ہے۔ عروس کربلا کی طرح کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔ قیمت ۸؍

یاسمین شام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی کے عہد مظفر عہد کی اسلامی جنگ، ہلال و صلیب کے معرکے اسلام کی فتح اور تسخیر شام کے حالات اور اس کے ہمراہ محبت کا دلآویز افسانہ مولانا کا بہت مقبول تاریخی ناول ہے کئی بار چھپ چکا ہے قیمت ۱۲؍

سودائے نقد

ایک دلاویز سبق آموز مختصر افسانہ جس کی ۱۹۱۸ء میں شائع ہو کر دوم ختم ہو چکی ہے اب مصنف نے نظر ثانی اور بہت کچھ اضافہ کرا کے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے، سودائے نقد سے معلوم ہوگا کہ مرد کا نکاح ثانی اور اسلام میں عورت کی حیثیت کیا ہے یہ افسانہ بتائے گا کہ جوان بیٹی کی شادی نہ کرنا سوسائٹی کا کیسا زبردست اخلاقی گناہ ہے اور سگی بہنوں کی دلچسپ کوششیں حقیقی ماں کے ہاتھوں جوان بیٹے کا قتل محبت کا جواب یہ نہایت دلچسپ پلاٹ ہے۔ قیمت ۵؍

ملنے کا پتہ:- **مینیجر عصمت دہلی**

آصف خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی بہترین کتابیں

بیلاد نامہ

حیاتِ مسیح کی ایک مکمل پوری تاریخ پر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو اخلاقی اور سلیقے سے بیان کیا گیا ہے۔ ... کے بہت مشہور ... اکثر مقامات پر اولیں ... لوگ ... پڑھائے جاتے ہیں۔ واقعات نہایت معتبر تاریخوں سے منتخب کئے گئے ہیں۔ زبان نہایت آسان ہے۔ ... میلاد نامہ ... دوسرا حصہ محرم نامہ ...

میلاد نامہ

میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شریف کا پورا تاریخی تذکرہ ہے۔ یہ کتاب کے دو حصے ہیں۔ کاغذ سفید اور چکنا ہے پانچ دفعہ چھپ چکا ہے۔ دوسرا حصہ محرم نامہ تیسرا حصہ یزید نامہ ... قیمت ایک روپیہ (عہ)

قرآن آسان قاعدہ

یہ باتصویر خوبصورت رسالہ اردو عبارت اور قرآن شریف کی عبارت سکھانے کی کنجی ہے خوشی خوشی پڑھتے ہیں۔ اور دو تین ہفتے بچہ کو قرآن شریف اور عربی عبارات پڑھنی آجاتی ہے۔ قیمت ۸ر مسلمان ایڈیشن ۲ر

اردو سبق

تیسرا حصہ۔ یہ باتصویر رسالہ بہت خود دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں رنگین تصویریں اور اس کے ہنسانے اور خوش کرنے والے مضامین دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے ہیں اور خوب دل لگا کر بغیر استاد کی تاکید کے پڑھتے ہیں خصوصاً لڑکیوں کو یہ رسالہ بہت پسند ہے ۸ر

محرم نامہ

وفات رسول صلعم اور خلافت کا جھگڑا۔ حدیث قرطاس کی بحث، حضرت ابوبکر کی خلافت، حضرت عمرؓ کی خلافت۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں، اور تمام جھگڑوں کی تفصیل، شرع اسلام کے چوشہید حضرت عثمان کی شہادت، حضرت علی کی شہادت، حضرت امام حسن کی شہادت۔ جنگ ... کی لڑائیوں کا پورا بیان، خارجیوں کا خروج۔ حکومت اسلام کی پہلی بدعت۔ یزید کی تخت نشینی، حضرت مسلم کی شہادت ان کے دو بچوں کی شہادت۔ حضرت امام حسین کا سفر کوفہ۔ امام حسین کی شہادت اور کربلا کے تمام اہم تاریخی واقعات۔ یزید کی اہل بیت ... قیدیوں کا حال ایک سو تینتیس صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی صاف ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے۔ قیمت صرف عہ

کم تو موت

زلیست دنیا کی فنا اور حیات آخرت کی بقا سمجھانے والی کتاب ہے جس کا پڑھنا زندہ رہنا سکھاتا ہے حسب ذیل مضامین ہیں:-

دولھا دلہن کی موت، سکرات کی ہچکیاں، قبری اشرفیاں، جبین مردہ موت کی گھڑی سکرات کا الارم۔ اکلوتے کی موت، پیر کی موت اور خود موت کی موت۔ اکیلی موت اجل کی یاد، سکندر کا جنازہ، زندگی کی ہچکیاں، عزت کی موت، ٹائٹانک، جہاز کی اجل۔ بادشاہوں کا آخری وقت۔ موت کے متعلق ڈپٹی نذیر احمد۔ مولانا حالی نواب محسن الملک، مولانا ذکاء اللہ، نواب وقار الملک مولانا شبلی کے خیالات و اقوال بادشاہوں اور نامور لوگوں کے آخری کلمے جو مرتے وقت منہ سے نکلے قیمت عہ دوم

اتالیق خطوط نویسی

پہلا دوسرا تیسرا حصہ ایک مجموعہ میں

حسب ذیل مضامین ہیں:- خط لکھنے کے طریقے، مصنف کے عہد طفلی کا نمونہ تحریر، متفرق خطوط، دوسرے حصے میں نامی مسلمانوں کے خطوط پہلے دیباچہ ہے اس کے بعد حضرت اکبر الہ آبادی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شبلی، ڈاکٹر اقبال، نواب محسن الملک، مرزا غلام احمد قادیانی۔ مولانا ... ان خطوط کی ایک خوبی اس مجموعہ میں یہ ہے کہ ہر بزرگ کے دستخطی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے تیسرے حصے میں ام وکمال خواجہ حسن نظامی کے خطوط ہیں جو بیوی کے نام بچوں کے نام دوستوں کے نام مریدوں کے نام بھیجے گئے ہیں ان تینوں حصوں کے پڑھ لینے سے خط لکھنا آجاتا ہے۔ قیمت عہ ر

اولاد کی شادی

شادی کی عمر، نسب اور خاندان، دولت، تعلیم و تربیت، صورت، شکل، تندرستی، چال چلن، اوزاع خصلت، اشتہاری رشتے، دور دراز ملکوں کے رشتے، تصویر کے ذریعے رشتہ، حق انتخاب، اس شرائط کی مزمت، مہر اور نان نفقہ، دوسری شادی نہ کرنے کی شرائط، جہیز کی تعداد، کفو اور نسب کی نسبت شرع کا حکم۔ وہ جن سے نکاح حرام ہے، نکاح کا ملی مہر اور دولہا کپڑے کے مسائل رسول خدا صلعم کے گھر کی شادیاں، بیوہ کی شادی، طلاق کے مسائل۔

اولاد کی شادی۔ قیمت عہ ر

بیوی کی تربیت عہ ر

سیر دہلی

یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے جس میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لئے معلومات درج ہیں اس میں دہلی کے مشہور آدمیوں کا حال ہے جن سے ایک سیاح کا ملنا ضروری ہے دہلی کی مشہور سوغاتوں کا حال دہلی کے بازاروں، باغوں، حکیموں، ڈاکٹروں کا تذکرہ ہے اور شاہی عمارات کی مختصر کیفیت ایسے دلچسپ طریقے سے لکھی ہے کہ ہر چیز آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے دوسرے ایڈیشن میں لال قلعہ کے تاریخی حالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس قدر مفید معلومات سے بھرپور کہ لال قلعہ کی گزشتہ موجودہ شان کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے قیمت عہ

سی پارۂ دل

یعنی مجموعہ مضامین اس کتاب میں ایک سو چھتیس مضامین ہیں، ہر مضمون نہایت دلچسپ اور موثر ہے جو شخص ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لے اس کو ادب کی کنجی آجاتی ہے یہ کتاب پنجاب کے امتحان سرکاری آنرز میں شامل ہے قیمت عہ

سفرنامہ مصر و فلسطین و شام

جس میں مصر، بیت المقدس، ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں۔ چھپائی صاف تصویریں عکسی۔ ضخامت ۱۹۰ صفحے کاغذ اچھا قیمت عہ دو روپے

غدر دہلی کے افسانے

جو خواجہ صاحب کی کتابوں میں سب سے زیادہ مقبول ہیں:-

بیگمات کے آنسو (حصہ اول)	عہ
انگریزوں کی بپتا (حصہ دوم)	۸ر
محاصرہ دہلی کے خطوط (حصہ سوم)	۴ر
بہادر شاہ کا مقدمہ (حصہ چہارم)	عہ
گرفتار شدہ خطوط (حصہ پنجم)	عہ
غدر دہلی کے اخبار (حصہ ششم)	۴ر
غالب کا روزنامچہ (حصہ ہفتم)	۱۲ر
دہلی کی جانکنی (حصہ ہشتم)	عہ
دہلی کا آخری سانس (حصہ نہم)	عہ
غدر کی صبح و شام (حصہ دہم)	عہ
دہلی کی آخری شمع (حصہ گیارہواں)	عہ
نتیجہ غدر (حصہ بارہواں)	۸ر

بچوں کے لئے اچھی کتابیں

بچوں کی دنیا

روس کے مشہور مصنف ٹالسٹائی کے مختصر افسانوں کی ایک دنیا میں دھوم ہے۔ مردوں اور عورتوں، بچوں اور بڑوں سب کے لئے ٹالسٹائی کی کتابیں چراغ ہدایت ہیں مولوی عشرت رحمانی مدیر نیرنگ نے جنہیں ترجمہ کرنے میں خاص مہارت حاصل ہے ٹالسٹائی کی ان کہانیوں میں سے جو خاص طور پر بچوں کے لئے مصنف نے لکھی تھیں پانچ بہترین کہانیوں کا ترجمہ بچوں ہی کی زبان میں کیا ہے۔ علاوہ دلچسپ ہونے کے ان کہانیوں سے بچوں کے اخلاق درست ہوتے ہیں اور ان میں نیکی، محبت، بہادری، حب وطنی، ہمدردی، ایثار کے پاکیزہ جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ چھپائی عمدہ لکھائی کھلی کھلی اور جلی قلم کاغذ نفیس۔ قیمت صرف سات آنے (۷/)

مختصر دنیا یا بالشتیوں کی دنیا

انگریز سیاح گلور صاحب بالشتیوں کی دنیا میں چلے گئے تھے، جنہیں بالشتئے دیو سمجھتے تھے۔ سیاح کبھی درجنوں بالشتیوں کو ہتھیلی پر اٹھا لیتا تھا اور سینکڑوں بالشتیوں کو جو کھانا اہتمام سے تیار ہوتا ایک لقمہ میں ختم کر دیتا تھا بڑی مزیدار کہانی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں پڑھیں گے تو بہت خوش ہوں گے۔ صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب بی اے نے ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا نام مختصر دنیا ہے قیمت ۵/

بچوں کی کہانیاں

ضخامت مع تصاویر ۹۰ صفحے ۴۰ صفحے تصویروں کے ہیں۔ تصویریں مہاراجہ سرکشن پرشاد کی بنائی ہوئی نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ۔ یہ کتاب سیلی خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں دلچسپ کہانیاں ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ لڑکیاں اور لڑکے شوق سے ان کو پڑھتے ہیں

قیمت صرف دس آنہ

جگ بیتی کہانیاں

اس میں حسب ذیل کہانیاں ہیں تیجی کا فیضان یا گاما خاتون کی داستان۔ عطر اور دودا شے۔ جاذب کاغذ کی کہانیاں۔ کرامت کی انگھی۔ دمشق میں ہلال۔ آنسو کا جھولا۔ مرجنٹ کا پہلا تار۔ روح کا خول۔ پیاری ہتھکڑی۔ دکھیا شہزادی۔ سہو کی بیگم کی کہانی۔ ضخامت ۷۰ صفحات کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ۔ قیمت آٹھ آنہ (۸/)

چار (۴) دلچسپ کتابیں

گہوارۂ تمدن

اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی قابل قدر کتاب۔ جس میں دکھایا گیا ہے کہ دنیا کی تہذیب اور شائستگی عورت کی کس درجہ ممنون احسان ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں عورت نے کیا کیا اصلاح کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے عورتوں کو اپنی قدر معلوم ہو جاتی ہے اور وہ سلیقہ مند، ہنرمند، محنتی جفاکش بنتی ہیں۔ یہ کتاب کتب خانوں کے لئے سرکاری طور پر منظور ہے بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی گئی ہے۔ قیمت مجلد [illegible]

عالم خیال

مولانا شوق قدوائی جذبات نگاری میں کمال رکھتے ہیں۔ اس مجموعہ میں وہ چار نظمیں ہیں جن کی نظیر اردو کیا انگریزی میں بھی نہیں مل سکتی۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ عالم خیال میں ان کے جذبات کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں شاعر نے جادو کیا ہے قابل دید کتاب ہے۔ قیمت صرف ۸/

بہشتی جھومر

لڑکیوں کے لئے اسلامی دستور العمل اور مذہبی تربیت ایک قابل استانی کے ذریعہ قصہ کے پیرایہ میں۔ کئی دفعہ یہ کتاب چھپی ہے اور مستورات کے لئے بہت پسند کی گئی ہے قیمت ۱۲/ رعایتی ۱۰/

ہنسانے فسانے

سید ابو تمیم صاحب فرید آبادی کے افسانوں کا مجموعہ۔ کہنے کو ایک کتاب ہے لیکن حقیقت میں تفریح و دلچسپی کا دامی پٹہ ہے ایک صفحہ میں جس قدر سطریں ہیں اسی قدر لطیفے، جب کوئی پڑھتا ہے تو ہنستے ہنستے تھک جاتا ہے۔ پھر سانس لیتا ہے پھر پڑھتا ہے اور پھر ہنستا ہے اور پھر تھک جاتا ہے۔ قیمت صرف ۱۲/

موّلدین

وہ مسلمان ہیں جو اندلس کی اسلامی سلطنت کے خاک میں ملنے کے بعد عیسائیوں کی حکومت میں رہے اور ان پر عیسائیوں نے اپنے تمام مظالم کئے دردناک واقعات ہیں، مولدین کو بہ جبر عیسائی کیا گیا ماؤں کی گود سے بچوں کو چھین کر عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ ان کی تمام کتابیں جلا دیں مسجد کو گرا دیا سور کا گوشت اور شراب جبراً کھلایا اور پلائی گئی ان کا ماتم قتل عام ہوا۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲/

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

اسٹن بورڈ



جو جدہ سی کلمبو یا کی یونیورسٹی میں
ہر سال منعقد ہوتی ہے اس میں صرف
یونیورسٹی کی طالبات شامل ہوتی ہیں

مس جیسی مادھوی ملانی بی اے



جو ھرچند رائے نگر میں ھسپتال کے انتظام
کی انچارج ھیں۔

''ورلکویپ کی بیٹی''



یہ [illegible] مس آرتی دیکشت کی [illegible] کا
نتیجہ ہے۔ مس موصوف نے [illegible]
آرٹ [illegible] کی نمائش میں اپنا
یہ شاہکار پیش کیا تھا

مسز کاماٹی ملک ایرانی



دختر مسٹر آئی ایم ایرانی ایجنٹ امپیریل
بنک آف انڈیا احمد آباد جو کری چھاؤنی
بورڈ کی ممبر منتخب ہوئی ہے۔



مس کے ترنر ایک انگریز لڑکی جو پتھر کھودنے کا
کام کرتی ہے آپ آٹھ گھنٹے روزانہ
مشقت کرتی ہیں -



ہوائی گیس چھوڑنے والی بندوق جو مغربی ممالک میں حفاظت نفس
[illegible]

عصمت
دہلی

جلد ۴۸ | بابتہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء | نمبر ۳

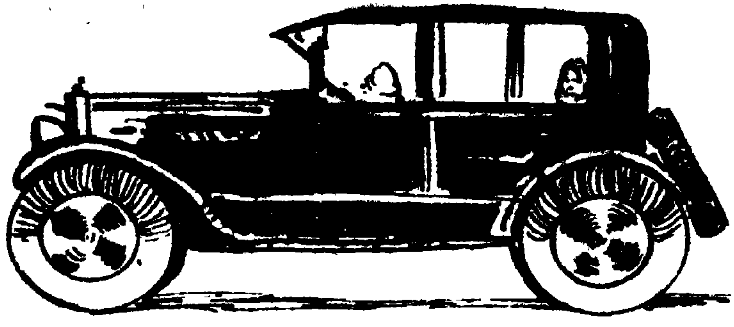
تصاویر ۱۰

فہرست مضامین

الالٰہی و السمرزا صاحب	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۱۷۹
غلط توقع	" "	۱۸۰
ہمارا تمدن	حمیدہ الماس صاحبہ	۱۸۱
تبرکات و کرامات	صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ	۱۸۲
بچوں کی تعلیم کے نئے طریقے	کنیز محمد بیگم صاحبہ منشی فاضل	۱۸۵
قوت برداشت	سردار محمدی بیگم صاحبہ	۱۸۹
ماہرین فن	مس حجاب امتیاز علی صاحبہ	۱۹۲
قوموں کی ترقی میں عورتوں کا حصہ	امت الوحی صاحبہ	۱۹۸
مہارانی سورنمائی	سید نصیر الدین حیدر صاحب	۲۰۱
ترقی نسواں کا طبی پہلو	شہر بانو صاحبہ	۲۰۳
تلاش	رفیق	۲۰۷
سہرا	مفتاح الدین صاحب ظفر بی ایس سی	۲۰۸
مسلمان عورت	اہلیہ محمد علی خانصاحب	۲۱۰
ایک عزیزہ کے شوق حج پر نظم	سید محمود الحسن صاحب صدیقی بی اے	۲۱۳
تحفۃ الصغرا	ا۔ ر۔ بی صاحبہ	۲۱۴
لڑکیوں کا پردہ	ا۔ م۔ خ صاحبہ	۲۱۵
کنجوسی کی انتہا	زہرہ بیگم صاحبہ فیضی	۲۱۰
غیب کی باتیں	مسٹر مفتی شمسی صاحب	۲۱۸
مثنوی بی بیاں	فاخرالنسا بیگم صاحبہ	۲۲۲
گرم پانی	اجمہ خاتون صاحبہ	۲۲۵
جسد انسانی سے	ح۔ا صاحبہ	۲۲۵
کارآمد باتیں	اقبال جہاں بیگم صاحبہ	۲۲۵
خیالی بیماری	ایس کے صغرا سبزواریہ مختار	۲۲۶
آداب معاشرت	سرور جہاں صاحبہ	۲۳۰
دست کرم	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۲۳۱
رسید مضامین	"	۲۳۲
سلامی	محمد اشرف خانصاحب	۲۳۳
سوکن کا جلاپا	صالحہ خانم صاحبہ	۲۳۴
صحت بخش گرم چشمے	ایس بیگم صاحبہ	۲۳۵
سہرا	حافظ اسعد حسین صاحب عرشی	۲۳۶
دل و دماغ کے لئے مقوی خمیرہ	مریم مبارک علی صاحبہ	۲۳۷
بچوں کی کھانسی زکام	ظفر جہاں بیگم صاحبہ	۲۳۹
دستکاری	اقبال جہاں صاحبہ	۲۴۱
کشتی پوش	عالم آرا بیگم صاحبہ	۲۴۲
بچوں کے لئے ادویات جانگیہ	رقیہ خانم صاحبہ	۲۴۳
سازھی کی بیل	از گلدستہ کشیدہ	۲۴۵
بلاؤز کا گلا	سرور بنت فاطمہ صاحبہ	۲۴۶
خانہ داری — سیر بین	محمد ظفر صاحب ایم اے	۲۴۹
نئی کتابیں	متفرق	۲۵۰
بزم عصمت — دوربین	" "	۲۴۰

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ } قسم خاص جو ڈرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں عشرہ ردو سالے چھ روپے
والیان ریاست سے سو روپے۔ فی پرچہ ایک روپیہ
قسم اول جو دبیز چکنے کاغذ چھپتا ہے پانچ روپے۔ فی پرچہ آٹھ آنہ۔ مالک غیر سے بارہ شلنگ قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہلکا ہوتا ہے چار روپے
باہتمام بابو امین مولوی محمد عبد الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا۔

آئینہ موٹر



موٹر کے متعلق اردو میں کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں مگر وہ سب مل کر آئینہ موٹر کا پاسنگ بھی نہیں ہیں اس کتاب میں سب سے پہلے موٹر انجن کے ہر حصہ کے اصول سلیس اور عام فہم عبارت میں سمجھائے گئے ہیں اور ہر مضمون کے علیحدہ علیحدہ باب مقرر کئے گئے ہیں اس کتاب میں موٹر کے ہر پرزے کے متعلق تمام ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں جن سے ہر پرزے کو کھول کر باسانی ہر شخص بغیر کسی کی مدد کے انہیں فٹ کر سکتا ہے۔ ڈرائیور علی العموم صرف گاڑی چلانی جانتے ہیں۔ چلتے چلتے موٹر بگڑ جائے تو اول تو عموماً صحیح اصولوں پر مرمت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ دوسرے اگر ٹھیک ٹھاک بھی کرتے ہیں تو بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کتاب کی مدد سے ہر پرزے کے متعلق مالک موٹر کو کافی واقفیت ہو جاتی ہے۔ وہ انجن کی آواز سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس کی موٹر کس حالت میں ہے، ڈرائیور اور ورکشاپ کی پریشانیوں کی نوبت نہیں آتی اور بہت سا روپیہ ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے، ہر باب کے بعد اس کتاب میں سوال و جواب کی صورت میں نفس مضمون ذہن نشین کر دیا گیا ہے، اس کے بعد پرزوں کی خرابیاں اور ان کے اسباب تحریر کئے گئے ہیں جن سے ہر شخص باسانی بغیر کسی اور مدد کے ہر نقص باسانی دور کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ان خصوصیات کے موٹر چلانے کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں۔ آخر میں تمام مروجہ اصطلاحیں اور ان کی مفصل تشریح موٹر کے پرزوں کی بیشمار تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ اور بعض تصاویر فوٹو بلاک کی بھی ہیں یہ قابل قدر کتاب درجنوں جرمنی انگریزی کتابوں کا نچوڑ ہے اور تمام باتیں ایسی ہیں کہ مالک موٹر خود انجام دے سکتا ہے۔ ایک ماہر فن کی جنہوں نے جرمنی میں یہی کام سیکھا ہے برسوں کی محنت ہے ہزاروں روپے کی موٹر جن گھروں میں ہے وہاں اس کتاب کا ہونا ضروریات میں سے ہے جس نے یہ کتاب دیکھی ہے بے انتہا خوش ہوا قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ڈیڑھ روپیہ جو اس کی خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ بہت جلد طلب کیجئے

ملنے کا پتہ:- مینیجر عصمت دہلی

عقل کی باتیں

دنیا کے مشہور نامور اور ہزاروں

بادشاہوں مصنفوں، شاعروں، آدمیوں اور فلاسفروں کے وہ ۷۰۰ اقوال جو برسوں کے تجربوں پر مبنی ہیں، جن میں ہنسی خوشی کامیابی سے گزارنے کا راز ہے جس میں حیات انسان کی پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کا حل ہے۔ دل بہلانے غم غلط کرنے کا بہترین ذریعہ ہے قیمت ۸/

ہنسی کی باتیں

مصنفہ سنجیدہ کے لکھے ہوئے بیع زاد

مہذب لطیفے جنہیں پڑھ کر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں، مہذب ظرافت کی بہترین کتاب بچوں عورتوں چھوٹوں اور بڑوں سب کے لئے۔

قیمت آٹھ آنہ (۸/)

تاریخی لطیفے

دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں بادشاہوں فلسفیوں کے

وہ دلاویز لطیفے جو تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور بہت سی کتابوں کی چھان بین کر کے منتخب کئے گئے ہیں اور جو بذلہ سنجی اور حاضر جوابی کی جان ہیں ان میں تہذیب سے گرا ہوا ملا زرد پیانہ اور بیربل کا ایک بھی لطیفہ نہیں ہے۔ عورتوں ہی کے لئے جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸/

خواتین اندلس

اندلس یعنی اسپین میں مسلمانوں نے ۸۰۰ سال

تک جس شان سے حکومت کی ہے تاریخ سنہری الفاظ میں اس کا ذکر کرے گی۔ مسلمانوں کے زمانہ میں سرزمین اندلس نے ایسی ایسی باکمال خواتین پیدا کی تھیں جنہوں نے علوم و فنون کے دریا بہا دئیے ہیں۔ محترمہ صغریٰ ہمایوں مرزا صاحبہ نے بہت سی کتابوں [illegible] سے ان خواتین کے حالات اندلس کی نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھے ہیں۔ قیمت صرف ۶/

غلط توقع

میں اس سے پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ تربیت گاہ بنات قائم کرنے سے میرا سب سے بڑا اور سب سے پہلا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان بچیاں جنکو والدین یا ورثا کی موت محتاج بنا دے افلاس اور ناداری کی وجہ سے اغیار کے پنجہ میں نہ پھنسیں مگر مجھے یہ دیکھکر صدمہ ہوتا ہے کہ قوم کے بعض افراد جو اپنی جھوٹی عزت اور فانی دولت پر نازاں ہیں انکی معزز نگاہیں ان بچیوں کو حقارت سے دیکھتی ہیں انکی آنکھوں کو یہ صورتیں بھدی یہ کپڑے موٹے اور بیاہ انہیں ذلیل دکھائی دیتی ہیں انکا وسیع دماغ یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی پیاری بچیوں کو جو انکے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں جنکی ہر بدتمیزی اور ہر نالائقی انکے واسطے روا ہے انکے برابر بیٹھنے دیں لیکن وہ میرے دل سے پوچھیں کہ میں ان ہی کالی کلوٹی صورتوں اور میلے کچیلے کپڑوں کا شیدا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ معبود حقیقی ان ہی کے ساتھ میرا حشر کرے۔ اسکے بعد دوسرا مقصد ان بچیوں کی تربیت اور دستکاری ہے اسلام کے جو معنی میری سمجھ میں ہیں اور جس قسم کی لڑکیاں میں اپنی کتابوں میں لکھ چکا ہوں اور جو خیالات میں شب و روز ظاہر کر رہا ہوں اسی کا نمونہ میں انکو بنانے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ یہ مسلمان بن کر اور مسلمان رہ کر اپنا پیٹ پال سکیں اور مسلمان لڑکیوں کی وہ قدیم دستکاری جو اب فنا ہو رہی ہے کچھ روز اور زندہ رہ جائے۔ اسکے بعد ابتدائی تعلیم ہے جس میں سب سے بڑی چیز تاریخ اور احکام اسلام ہیں لیکن نہ اس قدر کہ قرآن کی حافظ اور حدیث کی ماہر ہوں بلکہ وہ جس کی ضرورت روزمرہ کی زندگی میں پیش آتی ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بات بھی بیان کرنی ضروری ہے کہ یورڈ بچیوں کے علاوہ شہری بچیاں بھی گو انکی تربیت کی تربیت گاہ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے مگر بیشتر وہی ہیں جو نان شبینہ تک کو محتاج ہیں اور جنکی بابت اندیشہ ہے کہ وقت کا مطالبہ اور افلاس کی مصیبت انکو آغوش اسلام سے علیحدہ نہ کر دے۔ اب اس تعلیم و تربیت سے اگر خوشحال مسلمان مستفید ہونا پسند کریں تو مجھے انکار نہیں لیکن جو اصول میں نے بیان کیا اس میں فرق نہ ہوگا۔ معزز بچیوں کو ان بچیوں کے دوش بدوش کھڑا ہونا ہوگا۔ تربیت گاہ کے قیام میں انکی زندگیاں اور زندگیوں کے لوازمات ضرورت کا پورا ثبوت ہونگے میں ہرگز ہرگز اس فعل کو جائز نہ سمجھونگا کہ زید کی لڑکی زرق برق پوشاک میں جگمگائے اور عمر کی لڑکی کا ڑہے کا کرتہ پہنے جسمیں پیوند ہوں اگر زید اپنی امارت کا اور امارت کے زعم کو مٹا کر عمر کی لڑکی کے ساتھ اس حالت میں اپنی لڑکی کو بٹھا سکتا ہے تو میں بسر و چشم اسکی خدمت کو حاضر ہوں ورنہ تربیت گاہ کا مقصد عمر کی لڑکی کا تحفظ ہے زید کی لڑکی کی تعلیم نہیں۔ مجھے یہ کہنے میں بھی تامل نہ ہونا چاہئے کہ اسی تربیت سے ساری بچیاں نکلیں اور نکل رہی ہیں مگر وہ جو میرے مقصد کو سمجھ گئے اور میری رائے سے متفق ہو گئے۔

معصوم بچیوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اسی وجہ سے تربیت گاہ کے واسطے کوئی عام چندہ نہیں کرتا اور صرف ان ہی محترم خواتین کی اعانت شریک کر لیتا ہوں جو مجھ پہ اعتماد فرما رہی ہیں اور میری کوشش اور اس خیال سے متفق ہیں کہ مسلمان تربیت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنی خودی کو مٹا دیں اور ان بچیوں کو اپنی ہی بچیاں سمجھکر تشریف لائیں اور انکی نخوت اور تمکنت انکو اجازت نہ دے تو انکو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ وہ تربیت گاہ کی بچیوں کو جو انکے آگے ہاتھ پھیلاتی ہیں نہ دست سوال دراز کرتی ہیں حقارت سے دیکھیں، وہ اہل دل افراد مرد اور عورتیں جو میری ناچیز کوششوں کو وقعت سے دیکھ رہی ہیں دعا کریں کہ ہماری یہ سعی مشکور ہو اور ہماری کوششیں اس دربار میں قبول ہو جائیں جس کے شہنشاہ نے بیکسے دھڑنگے اور کالے کلوٹے یتیموں کو اپنے مبارک

از علامہ راشد الخیری

لال ڈاڑھی والے مرزا صاحب

آج کی دلی نہیں شہزادی کے چاندنی چوک اور فتحپوری کی سڑکوں کو لال ڈاڑھی والے مرزا صاحب یاد ہونگے۔ سیتارام کے بازار میں رہتے تھے اور ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سارے شہر کا چکر لگاتے تھے، ستر برس کے قریب عمر تھی، سبز عمامہ سر پر ہزار دانہ تسبیح گلے میں ساڑھے دو سوا دو گز کا کمر پٹا بندھا ہوا مقطع صورت نورانی چہرہ، عالم فاضل مولوی واعظ تمام شہرت کرتا تھا، دماغ میں کچھ فتور آگیا تھا اسلئے جہاں جاتے تھے، لڑکے بالے اور بعض وقت نوجوان بے فکرے گالیاں کھاتے اور نصیحتیں سننے کو پیچھا کرتے تھے، مرزا صاحب "ہاتھی آیا" سے چڑا کرتے تھے جہاں کسی نے کہا مرزا جی ہاتھی آیا اور مرزا صاحب نے گھوڑا چھوڑا اسکا پیچھا لیا سڑک پر لکڑیاں پھٹکارتے اور گالیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور لوگ ہاتھی آیا ہاتھی آیا کے نعرے لگا رہے ہیں پڑھے لکھے آدمی صبح کی نماز پڑھ کر مسجد میں وعظ کہنے بیٹھ گئے اور مخلوق آپ کی تفسیر کا لطف اٹھا رہی ہے، جھوم رہی ہے کہ دفعتہً طبیعت بگڑ گئی اور برابر والے آدمی کے ایک ایسا تھپڑ دیا کہ بھاگ پڑ گئی، اب مرزا صاحب لاٹھی پھرائے ساری مسجد میں پھر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ملعونوں میں تمہارے باوا کا نوکر ہوں کہ وعظ کہوں اور تم سوؤ۔ فجر کی نماز سید رفاعی کی مسجد میں پڑھ رہے تھے آخری رکعت کے سجدے میں برابر والے کی پشت پر چڑھ بیٹھے اور کہنا شروع کیا "بڑھ گھوڑے بڑھ چل بیٹے ٹخ ٹخ چل" ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور تھپڑ لگا رہے ہیں۔ ایک روز گھر سے نکلے گھوڑا ٹھیرا کر پیسے کے بونٹ لے گھوڑے کو بھی کھلائے خود بھی کھائے۔ بونٹ کھاتے ہوئے کشمیری مل بزاز کی دکان پر پہنچے جو موتی بازار کے باہر چاندنی چوک میں تھی وہاں بیٹھ کر کپڑا خریدا حساب کرنے بیٹھے تو ململ کے دام پیسے کے دو سیر لگائے خلقت جمع ہوگئی مرزا صاحب گرج رہے تھے اور فرما رہے تھے چار پیسے کی دو سیر ململ، ایک شخص نے کہہ دیا کہ مرزا جی ہاتھی آیا۔ مرزا صاحب سب کچھ بھول گئے اور اسکے پیچھے لپکے، دن بھر یہی سوانگ رہتا تھا چونکہ خاندانی آدمی تھے اسلئے ہر معقول آدمی عزت کیا کرتا تھا، رمضان شریف میں سحری کھا کر گھر سے نکلتے تھے اور بیوی سے کہہ دیتے تھے افطار کا سامان ساتھ کر دو نہ معلوم روزہ کہاں کھل جائے گرمی کا موسم ہے اور مرزا صاحب ٹھیک دوپہر کو چاندنی چوک میں چلے جا رہے ہیں چلتے چلتے رک گئے۔ گھوڑے کو درخت سے باندھا اور کمر پٹا کھول کر سڑک پر بچھا آوازیں دیں ارے روزہ والوں روزہ کھول لو۔ یہ کہکر اذان دی اور افطاری کھول کھانے بیٹھ گئے، مولوی وزیر الدین خاں مرحوم کے قریبی عزیز تھے عید کے موقعہ پر ایک مرتبہ پتنگ بازی کا ہاتھ لگا۔ شاہ جی کے تالاب پر مقابلہ تھا مرزا صاحب بھی پہنچ گئے، اپنے ہاتھ سے او پابنا کر اڑانے لگے اور فرمایا دیکھو تو شیروان گڈی اسکو کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر پیچ لڑانے شروع کئے لوگ مرزا صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے [illegible] گڈی اتار لی تو معلوم ہوا کہ ان جیسا قابل آدمی اس فن کا بھی ایسا ماہر ہے۔ دریا کی سیر تھی بڑے بڑے تیراک اپنے کمال دکھا رہے تھے، پانی خوب چڑھا ہوا تھا بھنور جگہ جگہ پڑ رہے تھے مرزا صاحب عمامہ اور پاجامے سمیت بھنور میں کود پڑے سب کو یقین ہو گیا کہ اب مرزا صاحب بھر نہیں نکلیں گے مگر مرزا نے وہیں چت اور پٹ ایسی لگائی کہ استاد بھی ایمان لے آئے اور خلیفہ محمد نے تو قسم کھا کر کہا کہ کھڑی پیر سا بتادے ہی لگاتے ہیں، وہ ہائے دلی تیری خاک سے کیسے کیسے باکمال اٹھے اور اپنے جلوے دکھا کر ختم ہو گئے۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔

راشد الخیری

ہمارا تمدن

موجودہ تمدن جس کی خاطر ہم آج اپنے نظام ماندہ وبود میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں غور کرنیکا مقام ہے کہ یہ خود کیا چیز ہے، تمدن نام ہے ضرورتوں کے بڑھنے کا جس انسانی طبقہ کی ضرورتیں سب سے کم ہیں وہ غیر متمدن یا وحشی کہا جاتا ہے۔ جب وحشیوں کی ضروریات میں کپڑے۔ گھر۔ تعلیم وتربیت معاشرتی اصول داخل ہوجاتے ہیں تو وہ متمدن کہلانے لگتے ہیں جس گروہ یا قوم کی ضرورتیں سب سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں وہ سب سے زیادہ مہذب اور شائستہ قوم کہلانی لگتی ہے، اب یہ سوال ہوتا ہے کہ زیادہ متمدن ہونے سے یعنی انسان کی ضرورتیں بڑھ جانے سے اس کی راحت میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی، یہ بجائے خود ایک بحث وفیصلہ طلب مسئلہ ہے جس متمدن قوم کی تقلید میں ہم لوگ اپنے موجودہ طریقہ ماندہ وبود میں انقلاب کے خواہشمند ہیں وہ خود اس تمدن سے عاجز ہیں لیکن وہ اس منزل پر پہنچ چکے ہیں کہ اس سے اب واپس آنا مشکل ہے،

اس تمہید کے بعد یہ سوچنا پڑتا ہے کہ آزادی نسواں سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ بظاہر عورتیں جو مرضی چاہتی ہے کرتی ہیں اپنی مرضی سے کھاتی ہیں پیتی ہیں اور جہاں دل چاہتا ہے سواری میں بیٹھکر جاتی ہیں اور مردوں سے زیادہ دلچسپیاں قائم کرتی ہیں جو چیز عورتوں کو میسر نہیں وہ صرف بے تکلف نامحرموں سے اختلاط اور میل جول۔ لہذا آزادی نسواں کی بحث سے مراد پردے کی بحث ہے،

ہم جو پردہ نسواں کو ترقی میں حارج سمجھتے ہیں تو سب سے پہلے یہ مسئلہ زیر غور آتا ہو کہ آیا مردوں نے مناسب پردے کی پابندی کے ساتھ عورتوں کو جس قدر موجودہ تمدن کے لئے موزوں کرسکتے تھے اس قدر موزوں بنانے کی کوشش کی یا نہیں مثلاً مردوں نے جیسے لڑکوں کی تعلیم کے لئے انتظام کیا ہے، اس کے مقابلہ میں لڑکیوں کے لئے تعلیم وتربیت کی کوئی معقول کوشش کی ہے یا نہیں، بہنیں ذرا انصاف سے اس کا جواب دیں کہ جو کچھ پردے کی پابندیوں کے ساتھ تعلیم کا انتظام ہونا ممکن تھا اس کے لئے مردوں نے کسی قسم کی سعی کی ہے یا نہیں، کتنے زمانہ سے پرشے دارا سکول قائم ہیں گھروں کے اندر والیوں کی تعلیم کے لئے استانیوں کا کیا انتظام ہے۔ گورنمنٹ ہر ضلع کے مسلمانوں کے مشترکہ مطالبہ پر اپنے پورے خرچ سے مسلم مڈل گرلز اسکول قائم کرسکتی ہے جس میں پردے کی پوری پابندی کے ساتھ تعلیم دیجا سکتی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے سرکاری ہندو مڈل اسکول ہر ضلع میں موجود ہیں اس کے علاوہ ان کے اور بھی سینکڑوں پرائیوٹ اسکول قائم ہیں۔ لیکن کتنے ضلعوں میں مسلمانوں نے مسلم مڈل اسکول قائم کرائے ہیں، میرے علم میں یوپی میں ایسے صرف تین جگہ مڈل سکول ہیں اور علیگڈھ ولکھنؤ میں پرائیوٹ ہیں، جب حالات یہ ہیں تو آپ عورتوں کے موجودہ تمدن کے لئے عدم موزونیت کا الزام پردے کے سر

تھوڑا بہت دہری نہیں تو کیا ہے، مرد یا تو تعلیم کا متعلق کوئی انتظام ہی نہ کرینگے اور اگر کرنے پر آمادہ ہونگے تو [illegible]
کو بے نقاب کرکے پبلک میں لانے کا ارادہ دل میں ٹھان لیں گے۔ ایسی عورتیں جن کی کسی قسم کی تعلیم کا ان کے مردوں نے
آجتک انتظام نہیں کیا ہے اور جو اپنی حفاظت کرنے کی کوئی قابلیت ہی نہیں رکھتیں ان کو پردے سے باہر لانے کے
نتائج پر بھی غور کر لیا ہے۔ یا نہیں، خصوصاً جبکہ مردوں کے دلوں میں ابھی تک صنف لطیف کی وہ عظمت نہیں ہے، جو
عورتوں کے تحفظ کے لئے لازمی ہے، اور اس حالات میں کہ سلطنت ایسی قوم کے ہاتھ میں ہے جس کا معیار اخلاق مشرقی
اخلاق سے بالکل مختلف ہے، درحقیقت عورتوں کی پسماندگی کا ذمہ دار پردہ نہیں ہے، بلکہ مردوں کی عدم توجہی اور
غفلت ہے۔

اب اقتصادی نقطۂ نظر سے موجودہ آزادی کو دیکھئے، ہمکو اسوقت زنانہ لباس کے مصارف کے تخمینہ کو پیش
نظر رکھنا چاہیئے، اور جسوقت طبقہ نسواں کو آزادی عطا کیجائیگی اسوقت کے مصارف لباس کا بھی کچھ اندازہ کر لینا
چاہیئے، وہ یقیناً کہیں زیادہ ہوں گے، مثال کے طور پر پارسیوں کے طبقہ نسوان کا لباس مدنظر ہے۔ یہ متمول تجارت
پیشہ قوم اپنی عورتوں کے لباس سے تنگ آکر چیخ اٹھی ہے تو ہمارا کیا حشر ہوگا۔

صحت کی خرابیوں کا ذمہ دار بھی پردہ ہی بتایا جاتا ہے مجھے تو ایسے خاندانوں کا علم نہیں ہے کہ جس میں مرد تو
تندرست و توانا ہوں اور عورتیں سب نحیف و کمزور اور دائم المریض رہتی ہوں، اگر حقیقت میں ایسے خاندان موجود ہیں
تو خرابی صحت کی وجہ غفلت و لاپرواہی ہے، مثال کے طور پر افغانستان کو لیجئے جن گھروں میں حفظان صحت کی
تعلیم یا پیروی نہیں ہوتی وہاں آزاد مردوں پر بھی ویسا ہی اثر پڑتا ہے جیسا غیر آزاد عورتوں پر۔

آج کل کے نوجوانوں کو پردے کی یہ بھی شکایت ہے کہ مردوں کے جلسہ میں عورتوں کی عدم شرکت کی وجہ سے
پورا لطف مجلس کا حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی نئے تمدن کی ایک مصنوعی ضرورت ہے اور انگریزوں سے مستعار لی
گئی ہے۔ اس کے برعکس ہندوستان میں ایسے مرد بھی موجود ہیں جو بقول شخصے اپنی عورتوں کو ہوا بھی نہیں
لگنے دیتے، اور نامحرم مردوں کی طرح تعلیم یافتہ شریف خواتین اور حد ہے کہ بھنگن و دھوبن وغیرہ سے بھی پردہ کراتے
ہیں ان کا خیال ہے کہ باہر کی خواتین ان کی عورتوں کو موجودہ فیشن کی دلدادہ بنادینگی تو اس کے لئے یہ سوال بھی پیدا
ہو سکتا ہے کہ کیا نیچ ذاتیں بھی فیشن پرست ہیں؟

عام طور سے یہ عجیب خیال پھیل گیا ہے کہ اگر مرد و عورت یکساں تعلیم یافتہ ہوں اور ہر صورت سے ہم پلہ ہوں
تو ازدواجی مسرتیں بہت بڑھجاتی ہیں۔ میں اس عقیدے کی بالکل قائل نہیں ہوں۔ میرا مشاہدہ اور تجربہ ہے
کہ جب دو افراد یا فریق میں مساوات یا برابری کا دعوی ہو تو ان میں سچی محبت ہو ہی نہیں سکتی،
If both the parties claim equality love

can not exist between them

یقی محبت کا وجود صرف وہیں ملیگا جہاں ایک فریق کسی دکسی صورت میں دوسرے کی فوقیت تسلیم کرتا ہو۔ ثلا پیر و مرشد، استاد و شاگرد، و حقیقی بھائیوں میں مقدمات کی بنا صرف برابری کا دعویٰ ہوتا ہے۔ ہندوستان ناخوشگوار ازدواجی زندگی صرف شوہر کی مسلم تفوق پر مبنی ہے۔ ؎

عورتوں کی عزت و شرم و حیا پردے میں ہے — یہ حجاب ایسا ہے بے پردہ خدا پردے میں ہے
حسن ظاہر سے زیادہ حسن باطن ہے عزیز — جس کو سیرت کہتے ہیں اس کا پتہ پردے میں ہے

مندرجہ بالا اشعار میں بھی پردے کی کس قدر اچھی تعریف کی گئی ہے، اس کے علاوہ جس قوم کی تقلید میں ہم تاب کی دھجیاں اڑا رہے ہیں اسی کی ایک معزز خاتون کا قول بھی سن لیجئے، مسلمان عورتوں کا پردہ بجائے ذلت کے بر اصل ان کی تعلیم و عزت کے لئے قائم کیا گیا ہے، ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میری ناچیز رائے ہے کہ صرف تقلید کے رش میں اپنے موجودہ حالات کا پورا پورا احساس اور نتائج کا صحیح اندازہ کئے بغیر کسی ایسے عمل کا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس کا یجہ ایسا انقلاب ہو جس کے اثرات ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں اور بعد میں پچھتانا مشت بعد از جنگ کے مصداق ہو، ریجی ترقی کی میں مخالف نہیں ہوں۔ ضرورت یہ ہے کہ عورتوں کو پہلے مناسب پردے کے ساتھ جس قدر تعلیم دیجا سکتی ہے س کا انتظام کیا جاوے اور اس طرح تعلیم کی کافی اشاعت ہو جانیکے بعد آئندہ مناسب حال قدم اٹھایا جائے، رہا شادی کی بابت تو یہ بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ یہی وہ چیز ہے کہ آئندہ زندگی کو خوشگوار یا موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے مثلاً اگر بیوی جاہل ہے یا خاوند لائق نہیں ہے تو زندگی ایک ناخوشگوار زندگی ہوگی لہذا تعلیم کا ہونا دونوں کیلئے اشد ضروری ہے۔ تعلیم وہ چیز ہے کہ عورت کو گھر کا اچھا بنانا اور اپنے بچوں کو اعلیٰ تربیت دینے میں مدد کرتی ہے، مراد یہ ہے کہ ایک ناخواندہ عورت اپنے بچوں کو اعلیٰ تربیت نہیں دے سکتی آجکل کی شادیوں میں کچھ رسمیں دوسرے مذاہب سے بھی لی گئی ہیں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ شادی سے قبل اجازت دیجائے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھکر مزاج اور خیالات کا اندازہ لگا سکیں مگر آجکل کی جاہلانہ تہذیب اسی کو اچھا خیال کرتی ہے کہ لڑکی بلا پس و پیش منظور کرلے ورنہ ہر جگہ یہی چہ میگوئیاں ہوتی ہیں کہ لڑکی تعلیم کی وجہ سے بے بہرہ ہوگئی درحقیقت اسلام نے دونوں کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ شادی سے قبل ایک دوسرے کو دیکھ لیں اسکے علاوہ لڑکیاں جاہل مردوں کے سپرد کر دیجاتی ہیں جو کہ صرف اپنی ہی نہیں بلکہ لڑکی کی زندگی کو بھی خاک میں ملا دیتے ہیں، آجکل ایک عام قاعدہ یہ ہے کہ لڑکیاں مالدار لیکن جاہل اور معمر مردوں سے بیاہ دیجاتی ہیں، یا یوں کہئے کہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیجاتی ہیں اسکا نتیجہ آخر میں بہت برا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ اس موضوع پر حال ہی میں ایک دردناک کتاب "دولت پر قربانیاں" دفتر عصمت سے شائع ہوئی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے، اسی طرح جہیز اور مہر پر بولیاں بولی جاتی ہیں اگر جہیز کم ہے تو نامنظوری کی مہر فوراً ثبت ہو جاتی ہے۔ یہ اہل ہنود کی ایک عام رسم ہے کہ شادی کیوقت لڑکی والے سے ایک بڑی رقم لیتے ہیں یہاں وہ رقم تو نہیں مگر دوسرے طریقے سے وہی چیز ہے، انکے علاوہ اور بھی لغو رسومات ہیں مثلاً تقریبوں میں ناچ رنگ اور آتش بازی کا پھونکنا یا جہیز میں فضول چیزیں دینی جو کہ سوائے رکھے رہنے کے اور کسی کام کی نہیں مختصر یہ کہ روپے کو پانی کی طرح بہایا جاتا ہے

حمیدہ الماس میرٹھی

میرا اوٹوگراف البم

روز نامچہ لکھنے کا خیال مجھے بیس سال قبل آیا اور سلسلہ وار ڈائری لکھتی رہی، شکر ہو کہ ابتک یہ سلسلہ جاری ہے، تین سال ہوئے کہ اوٹوگراف البم رکھنے کا خیال ہوا۔ اتفاق سے اسی سال کشمیر کا سفر درپیش آیا بہت سے معزز لوگوں نے میری کتاب میں لکھا اس کے بعد جب میں نے سفر کیا میرے ہمراہ کتاب ہی کاش یہ خیال یورپ کے سفر کے وقت آتا تو میری اوٹوگراف البم لاجواب گلدستہ ہوجاتی جس میں ہر رنگ اور ہر قسم کے مہکتے ہوئے پھول جمع ہوجاتے۔ اب بھی بڑے بڑے راجہ نواب، لیڈران قوم نے بہت اچھے اچھے مفید اشعار وغیرہ میری اوٹوگراف میں لکھے ہیں اس اوٹوگراف میں جاپانی فقرے ہیں، بنگالی گجراتی ہیں غرض ہر زبان کے خیالات ہیں۔ میری رائے میں اوٹوگراف البم نہایت قیمتی اور نایاب چیز ہے، اوٹو کہتے ہیں خود کو۔ گراف معنی لکھنا گویا اپنی تحریر۔

جب آدمی اپنے دوست سے ملتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ اسکے تحریر ہمارے پاس یادگار کے طور پہ رہے اور جب کسی بڑے آدمی سے ملتا ہے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید دوسری ملاقات کا موقع نہ ملے اسلئے کچھ لکھوا لیتا ہے۔ اوٹوگراف سے یہ فائدہ بھی ہے کہ لکھنے والے کے خیالات ظاہر ہوتے ہیں بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے خیالات بدلکر لکھتا ہے بعض لوگ اپنے گھر میں اوٹوگراف لیجا کر فرصت کے وقت لکھکر بھجواتے ہیں ایسے آدمی کے لکھنے سے پورے خیالات کا اندازہ نہیں مل سکتا، البتہ جو شخص کہ کتاب سامنے آتے ہی لکھتا ہے وہ اپنے خیالات پورے پورے لکھ دیتا ہے۔ مجھے اب ایک نیا خیال آیا ہے کہ اٹوگراف لکھنے کا موقع اور لکھنے والے کے حالات اور کس وقت لکھا گیا تھا اسکے لئے ایک اور کتاب لکھنی چاہئے تاکہ لکھنے والے کے خیالات جو ہمارے بارے میں ہیں اور اسکے خود خیالات لکھ لیا کریں یہ کتاب اوٹوگراف کی شرح ہوگی۔

میں ابھی کاٹھیاواڑ گجرات کے سفر سے واپس آئی ہوں میں اوٹوگراف کھولکر پڑھ رہی تھی اس میں سر محمد شفیع صاحب کے لکھے ہوئے یہ اشعار نظر سے گذرے۔

ہزار گنج عبادت ہزار گنج کرم
ہزار دولت شبہا ہزار بیداری
ہزار روزہ بہ روزہ ہزار شب بہ نماز
قبول نیست اگر خاطرے بیازاری

یہ پڑھکر مرحوم دوست کی یاد تازہ ہوگئی۔ خیالات کا فرق دیکھو لیڈی شفیع صاحبہ نے یہ شعر لکھا تھا۔

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے	کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب ہے یہ دنیا کہ جسمیں شام و سحر	کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

جہاں آرا بیگم شاہ نواز صاحبہ نے یہ شعر لکھا ہے۔

اے بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی	تا راہ بیں باشی کے راہبر شوی

اسکے بعد بہت سی اور عبارتیں ہیں صرف خیالات کا فرق بتانا چاہتی ہوں مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے یہ لکھا تھا۔

دعویٰ توحید کا تو کرتے ہو	نفس کو مت خدا بنا لینا

اور بیگم محمد علی نے یہ لکھا۔

رہرو تشنہ لب گھبرا نا	اب لیا چشمہ بقا تو نے

میرے خیال میں اوٹوگراف البم رکھنا بہت اچھا ہے، ہر ایک بی بی کو چاہئے کہ اوٹوگراف البم ضرور رکھیں تاکہ اپنے دوست کی یاد اسکی تحریر دیکھکر تازہ ہوجایا

بچوں کی تعلیم کے نئے طریقے

عصمت جنوری نمبر میں محترم بھائی مفتاح الدین صاحب ظفر بی۔ ایس۔ سی کا مضمون بعنوان بالا میری نظر سے گذرا بھائی صاحب کا مقصد چھوٹے بچوں کی تعلیم میں ایسی سہولتیں پیدا کرنا ہے جس سے ان کو تعلیم کا شوق ہو اور وہ بہت جلد پڑھنا سیکھ جائیں منجملہ دوسری زبانوں کے انہوں نے عربی زبان پر تھوڑی سی بحث کرتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ عربی زبان سیکھنے سے پہلے اردو سیکھنا ضروری ہے۔ یہ بھی ایک حد تک درست ہے۔ مگر میرے خیال میں کوئی بھی زبان کیوں نہ ہو۔ اگر اسے جدید طرز تعلیم سے سکھایا جائے تو ایک چھوٹا بچہ بہت جلد تعلیم کے ابتدائی کورس کو ختم کر لیتا ہے۔ مثلاً موجودہ طرز تعلیم کنڈر گارٹن و بکس میتھیڈ جن کے ذریعہ ہر ایک زبان کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ موخر الذکر سے بچہ چھ ماہ میں اردو لکھنا اور پڑھنا بخوبی سیکھ سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی نیچر سٹڈی کے جو اسباق سکھائے جاتے ہیں ان سے بچے بہت سی ایسی مفید معلومات سیکھ سکتے ہیں جو ان کی آئندہ تعلیم میں مددگار ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسی طرز تعلیم کا کیا انتظام ہے۔ چنانچہ میں بچوں اور ماؤں کے فائدے کے لئے اپنے سالہا سال کے تجربے کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ ایسے ہائی اسکول جن میں کنڈر گارٹن کلاس بھی شامل ہو بچوں کے لئے مفید تو ثابت ہو سکتے ہیں مگر ان میں چند ایک نقائص ہیں۔ چونکہ میں خود تھوڑے عرصہ تک اس کلاس کو تعلیم دے چکی ہوں اس لئے میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ اس کلاس کی بہت کم استانیاں ایسی ہوتی ہیں جو اسباق کی تیاری مکمل طور پر کر سکیں۔ ورنہ صرف وقت گذارنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔ دوسرے ہر شہر میں ایسی کلاسیں نہیں۔ چنانچہ دوسرے سکولوں میں بچوں کو بھیجنا نہ صرف ان کی عمر اور وقت کو ضائع کرتا ہے۔ بلکہ آئندہ ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا سب سے عمدہ اور بہترین تدبیر یہ ہو سکتی ہے کہ مائیں بچوں کو خود تعلیم دیں اور جب تک وہ کسی خاص کلاس کے قابل نہ ہو جائیں انہیں سکول نہ بھیجا جائے۔

بعض مائیں خیال کرتی ہیں کہ بچے گھر پر کچھ نہ سیکھ سکیں گے اس لئے انہیں کسی استاد کے سپرد کرنا چاہئے۔ ایسی ماؤں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ سکول میں بچہ چند گھنٹے رہتا ہے۔ مگر ان کی نگرانی میں کم از کم اٹھارہ گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ نیز وہ ماں کو اپنا سب سے بڑا شفیق اور مربی خیال کرتے ہوئے اس سے ایک خاص انسیت رکھتے ہیں۔ ایک انگریز مدبر کا قول ہے کہ چھ ماہ کی عمر سے ڈھائی سال کی عمر تک بچہ وہ کچھ سیکھتا ہے جو کہ

برابری یونیورسٹی کی تعلیم بھی نہیں کر سکتی۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ شود خشک جز بہ آتشش راست

آپ کے ایسے عذر نہ صرف عذرِ لنگ ہی ہیں۔ بلکہ ماں بننے کے نام پر ایک بد نما دھبہ ہے اور آپ کی غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے۔ امید ہے کہ مائیں میری اس تجویز کو پسند کرکے اس طرز تعلیم پر جو میں عصمت کے آئندہ پرچوں میں پیش کیا کروں گی فائدہ حاصل کرینگی اس سے نہ صرف روپے کی بچت ہوگی بلکہ بچے بہت سی بری عادتوں سے محفوظ رہیں گے۔ پہلی قسط میں بچوں کے خواص اور ماں یا اتالیق کے فرائض بیان کروں گی۔ اس کے بعد طریقۂ تعلیم کا نصاب اور تعلیم کا پہلا باب شروع ہوگا۔ اگر اس پر عمل درآمد کیا گیا تو میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ جو کچھ آپ کے بچے تین سال سکول میں ضائع کرنے پر سیکھتے ہیں، چھ ماہ میں سیکھ جائیں گے۔

بچوں کی عادات

جیسے کہ ایک ماہر فن باغبان کو زمین اور بیج کے خواص کا جاننا ضروری ہے ایسے ہی استاد کو بھی بچوں کی عادتوں سے واقفیت حاصل کرنا لازمی ہے۔ جس طرح کہ مالی زمین اور بیج کی خاصیتوں سے واقف ہونے پر یہ جان سکتا ہے کہ اس زمین میں کونسا بیج اچھا نا بہت ہوگا۔ اور پھر اس کو کن طریقوں سے نشو و نما دینا ہوگا۔ ایسے ہی ایک تجربہ کار اور قابل استاد کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچے مختلف عادات کے ہوتے ہیں۔ اور مختلف طرز تعلیم کو پسند کرتے ہیں۔ اگر وہ ان عادات پر قابو پالے اور ان کا مزاج شناس ہوجائے تو یقینی کامیابی کا سہرا اس کے سر ہوگا۔ لہٰذا اسے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئیے۔

(۱) بچوں کی واقفیت بہت کم ہوتی ہے گو معمولی اور دیکھی بھالی چیزوں کا تھوڑا بہت علم ہوتا ہے مگر وہ تصورات سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ان کو صرف چند الفاظ معلوم ہوتے ہیں جنہیں وہ خاص خاص اشیا کے ساتھ تعلق دے سکتے ہیں اور انہیں بعض کلمات کے دہرانے سے ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ان کے خیالات کا سلسلہ لامتناہی اور دور تک دوڑنے والا ہوتا ہے کبھی وہ اپنے کو گھوڑا خیال کرتے ہیں کبھی سپاہی کبھی ریل گاڑی اور کبھی کچھ اور۔ عام تصورات ان میں بہت کم پائے جاتے ہیں یعنی اگر ان کے سامنے عام چیزوں مثلاً گھوڑا یا کتاب کا نام لیں تو وہ اپنے ہی گھوڑے اور اپنی ہی کتاب کی نسبت خیال کرینگے یا اس گھوڑے اور کتاب کی نسبت جسے وہ جانتے ہیں۔ وہ ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ دنیا میں اور بھی گھوڑے اور کتابیں ہیں۔

(۲) بچوں میں مقابلہ کرنے کی طاقت بالکل نہیں ہوتی وہ بہت جلدی نتائج بھی نکال لیتے ہیں اور واقعات

کے دیومسکے لئے کیوں ؟ کیونکر. کس طرح کا جواب بالکل نہیں دے سکتے.

(۳) نئی اور شوخ رنگ کی اشیا ان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس لئے ان کے سامنے ہمیشہ نئی نئی قسم کی اور شوخ رنگ اشیا لانی چاہئیں

(۴) وہ بہت دیر تک ایک بات پر دھیان نہیں لگا سکتے اسلئے انہیں کبھی کسی خاص بات پر دیر تک متوجہ رکھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ ان کی تعلیمی اوقات بہت چھوٹے یعنی پندرہ اور ۲۰ منٹ کے ہونے چاہئیں

(۵) بچے اکثر خودغرض ہوتے ہیں کھیل کے وقت ان کی ہر ممکن کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہی سب سے زیادہ چیزیں حاصل کریں۔ انہیں غصہ بھی بہت جلد آجاتا ہے اسلئے استاد کو صابر اور مستقل مزاج بننا چاہیئے۔

(۶) وہ دوسروں کی تقلید اور اپنی تعریف کے شائق ہوتے ہیں۔ اسلئے انہیں اچھی سوسائٹی اور خوش اخلاق استاد کا نمونہ ملنا چاہیئے اور ہر موقع پر شاباش اور تعریف سے ان کا دل بڑھانا چاہیئے۔

(۷) ان میں قوت ارادی بہت کم ہوتی ہے۔ اور متلون مزاج ہوتے ہیں۔ اس لئے استاد کو ہوشیاری سے ان کے ہرارادے سے واقف رہ کر ان کے حسب منشا کام کرنا چاہیئے۔ وہ بغیر سوچے سمجھے کام کر بیٹھتے ہیں اس لئے ان کو مطعون نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ فطرت کا معاون بننا چاہیئے۔

غرضیکہ بچہ بہت سی باتوں میں ایک بیج کے مانند ہوتا ہے۔ اگرچہ بیج میں طاقت نمو ہوتی ہے مگر جب تک مٹی کی قسم حرارت۔ پانی وغیرہ عمدہ نہ ہو وہ ایک اعلیٰ قسم کا پودا نہ بن سکیگا۔ افراط یا تفریط اسے ضرور ضرر دے گی۔ تاہم وہ خود بخود معمولی پودا بن سکتا ہے اور عقلمند مالی کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ خیال رکھے کہ پودے کے بیرونی حالات موزوں اور موافق ہوں۔ وہ خود ہی جڑ پکڑلے گا۔ آپ ہی پانی جذب کرے گا یعنی کہ پودا اپنی طاقتوں کو اپنی ہی مقتضیات پر کام میں لانے سے بڑھتا ہے۔ ایسے ہی بچوں کے قوا بھی استعمال سے ہی نشو ونما پکڑتے ہیں۔ اگر اعضا سے کام نہ لیا جائے اور تمام کا تمام بوجھ استاد پر پڑے تو قوا زنگ آلود ہو کر نکمے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ انکا اثر متعدی ہو کر موروثی ہو جاتا ہے۔ خرد بل صاحب نے جو (کنڈر گارٹن کے ماہر گزرے ہیں) اسکو انسان کی وابستگی کہا ہے، انکا خیال ہے کہ کئی نسلوں کے بعد قوا، یا تو بیکار رہتے ہوتے نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ یا ترقی کرتے کرتے درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بچوں کا کامل انسان بننا ان کے ذہن اور قوا کی اصلی قابلیت اور ان کے مناسب استعمال پر منحصر ہے یعنی عمدہ نتیجہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ بچے خود اپنے قوا سے کام لیں اور استاد ان کا مدد و محافظ اور ہر قسم کا نگراں ہو۔

ماں کو عمدہ اتالیق بننے کے لئے اپنے میں مندرجہ ذیل صفات پیدا کرنی چاہئیں۔

۱- وہ ہشیار سمجھدار معاملہ فہم نیکی اور سچائی کی پتلی ہو۔ اسے کبھی بھول کر بھی بچوں کے سامنے کوئی لغزش

نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ بچہ ہمیشہ کے لئے اس بات کو پکڑ لیتا ہے۔ مثلاً بعض ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کسی نامعلوم چیز سے ڈراتی ہیں۔ یا کسی چیز کے جھوٹے وعدے کرتی ہیں۔ مگر ہوشیار اور سمجھدار بچے اکثر یہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ چیز نہ کبھی آئی اور نہ آئے گی، ایسے ہی وعدہ خلافی کرنے پر بھی وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ جھوٹے وعدے بھی زندگی کا ایک جزو ہیں۔ کیوں نہ ہم بھی اسی نمونے پر عمل پیرا ہوں جو ہماری ماں کا ہے۔

(ب) بعض ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو باپ یا کسی دوسرے بزرگ کا خوف دلاتی ہیں۔ مگر ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عادت نہ صرف اسوقت بلکہ بقیہ عمر تک خود اس کے لئے زہر قاتل ثابت ہوگی اور ہمیشہ کے لئے اس کا وقار اور رعب جاتا رہیگا

(ج) اس کو خود اپنے بزرگوں رشتہ داروں اور چھوٹوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہئے جس کی وہ اپنے لئے طلبگار رہے

(د) ماں کو کبھی بھولے سے بھی بچوں کے سامنے نوکروں کے ساتھ درشت کلامی سے پیش نہیں آنا چاہئے

(ہ) ماں کو کبھی خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی کام چھپا کر نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ بچوں کو اس بات کی خبر دینی چاہئے کہ اس بات کا علم تمہارے باپ کو نہ ہو کیونکہ اس طرح وہ ماں سے چھپا کر بہت سی باتوں کے عادی ہو جائیں گے

(و) اسے ہمیشہ متحمل صابر خوش مزاج رہنا چاہئے اور معمولی قصور پر زبردست سزا سے گریز کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے لحاظ جاتا رہتا ہے بلکہ چند معمولی قصوروں پر اغماض بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

(ز) اس کی فطرت سوسائٹی پسند ہے اس لئے ہم عمر اور خوش اخلاق بچوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بھی مرتب کر لینی چاہئے۔

نصاب تعلیم

(۱) اردو پڑھنا بذریعہ بیکن متھیڈ
(۲) ڈرائنگ
(۳) کھیل اور گیت
(۴) نیچر سٹیڈی
(۵) ہینڈ ورک جس میں کاغذ موڑنا مٹی کا کام اور سلائی شامل ہو۔
(۶) حساب۔

کنیز محمد بیگم (منشی فاضل)

قوتِ برداشت

دنیا کی ہر ایک چیز کا ہمیشہ گردش کرتے رہنا ایک قدرتی اصول ہے۔ چاند سورج ستاروں کا گھومنا۔ دنوں مہینوں اور برسوں کے ہیر پھیر موسموں کا تغیر و تبدل۔ گلشنوں کی بہار و خزاں۔ دریاؤں و سمندروں کے چڑھاؤ اتار سے بھی پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی کوئی شے ہمیشہ ایک حال پر قایم نہیں رہ سکتی۔ جو نظام عالم کا ایک لازمی اصول ہے اور اسی اصول کے مطابق انسانی زندگی کو بھی درد و بیماری اور مصیبت کے میدان سے گزرنا لابدی امر ہے۔ مگر ان کے مقابلہ کے لیئے پروردگار عالم نے انسان میں قوت برداشت کا مادہ عطا فرمایا۔ تاکہ ہمیں ان منزلوں کے عبور کرنے میں آسانی ہو۔

بیماری چھوٹی ہو یا بڑی تکلیف دہ چیز ضرور ہے۔ مگر انسان اس کے برداشت کرنے میں عقل و تحمل سے کام لے۔ کیونکہ ایسے وقتوں میں عقل و ہمت سے بڑھکر کوئی مشیر و معاون نہیں ہو سکتا۔ تحمل ہی ایک ایسی قوت ہے۔ جس کے ذریعہ انسان ان تمام اذیت دہ منزلوں کو اطمینان سے طے کرسکتا ہے اور اگر قوت برداشت جواب ہی دینے لگے تو امید سے کام لیکر اپنے دل کی حوصلہ افزائی کرکے ڈھارس بندھائی جائے۔ ورنہ بے صبری سے مرض کی تکلیف میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے پس ایسے موقعوں پر اس عطیہ خداوندی سے مدد حاصل کرنا مفید و باعث سکون ثابت ہوتا ہے۔ جسمانی امراض کا اثر روح پر پڑنا لازمی امر ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ جسم بیمار ہو اور روح اپنے افعال صحیح طور پر انجام دے اور اس میں بھی شک نہیں کہ تمام بیماریوں میں درد کی قسم کے امراض زیادہ تکلیف دہ ہوا کرتے ہیں۔ مگر جس درد کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس کا قیام بھی تھوڑی دیر تک رہتا ہے۔ جس درد کی تکلیف کم ہوتی ہے یا معمولی وہ عرصہ دراز تک رہتا ہے پس تکلیف کے وقت یہ خیال کہ جس نے تکلیف دی ہے وہی اس تکلیف سے بھی بہت جلد نجات دیگا۔ بہت سکون بخشتا ہے۔ میں تو ایسی حالت میں فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ یعنی بے شک (یاد رکھو) کہ دشواری کے ساتھ آسانی ہے بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ سورہ نشرح کی یہ آیت کثرت سے پڑھا کرتی ہوں اور یقین ہے کہ خداوند کریم اس یقین اور اپنے کلام کی برکت سے بہت جلد تکلیف سے نجات بخش دیتا ہے۔ درود شریف کا ورد بھی ایسی حالتوں میں سکون بخشتا ہے۔

ذراسی یا معمولی بیماری کو بڑی سمجھنا۔ چیخنا چلانا۔ گھبرانا۔ بڑبڑانا۔ کھانا پینا چھوڑ دینا۔ بے صبری۔ لوگوں کی شکایت۔ خدا کی ناشکری۔ خود پریشان ہو کر گھر بھر میں پریشانی پھیلا دینا کم ہمتی اور ناشکری کی دلیل ہے

اس سے نہ مرض میں افاقہ ہوتا ہے۔ نہ لوگوں کو ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ایسے مریضوں سے لوگ تنگ آجاتے ہیں اور خدا بھی ناراض

بچوں میں بچپن سے ہی قوت برداشت اور تحمل کا مادہ پیدا کرنا بہت ضروری اور مفید ہے۔ ورنہ وہ ذرا سی بیماری یا چوٹ سے بھی گھبرا منہ بنا کر روتے یا کراہنے بیٹھ جاتے ہیں اور بعض وقت ان کی اس عادت پر خطرناک مرض میں بھی کوئی خیال نہیں کرتا اور پھر جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

خود ہمارے ہاں کا واقعہ ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی پہلونٹی کی ہونے کی وجہ سے گھر بھر کی لاڈلی تھی اور اس لاڈ چاؤ و ناز برداری سے بہت نازک مزاج واقع ہوئی تھی کہ ذرا سی پھنسی بھی پھوٹ کر خون نکلے تو دیکھ دیکھ کر کڑھتی اور رویا کرتی۔ قسمت کی بات اسی بچی کے حلق میں ایک مہلک پھوڑا نکل آیا جسے ڈاکٹروں نے گھاتک مرض بتایا۔ دو تین روز بچی کی پریشانی اس کی ہمیشہ کی عادت خیال کرکے کسی نے زیادہ توجہ نہ دی، صرف ایوڈائن وغیرہ لگا دی کہ زکام سے گلا درد کرتا ہوگا جسے وہ پہاڑ بنا رہی ہے۔ مگر جب بے چینی حد سے بڑھ گئی اور پانی بھی حلق سے اترنا مشکل ہوا تو منہ کھول کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حلق میں پھوڑا نکل آیا ہے۔ اور اس پر پھنسیں کے دندانے کی طرح کانٹے ہیں۔ یہ معلوم ہوتے ہی بچی کی حالت پر گھر بھر میں پریشانی پھیل گئی۔ ڈاکٹر آئے مگر اب ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد صاف جواب دیدیا کہ مرض خطرناک ہے۔ اس مرض کا علاج شروع ہی میں ہو سکتا ہے۔ اب تو دو تین روز ہو چکے۔ اب ہمارے اختیار کی بات نہیں رہی۔ غرض بچی کی عادت اور اپنے تساہل سے نو دس سالہ بچی ساتویں دن اس مرض کا شکار ہو کر دنیا سے رخصت ہوگئی۔ اور تمام گھر کے لوگ اس کی نازک مزاجی و عادت کی وجہ اپنے تساہل و بے پرواہی پر کف افسوس ملتے رہ گئے۔

اب ایک ننھی سی جان کے قوت برداشت کا معائنہ ہو کہ میری ایک پرورش کردہ چار سالہ بچی ممتاز ۱۹۱۸ء کے انفلوئنزا میں مبتلا ہوگئی۔ اس زمانہ میں گھر کے گھر اس موذی مرض کی زد میں صاحب فراش تھے، بعض لوگوں کے کراہنے و بربڑانے کی آوازیں سنکر ممتاز بھی بخار کی شدت سے ویسے ہی کراہنے لگ گئی۔ میں نے کہا ممی! دوسروں کا سنکر تم بھی ویسے ہی کراہ رہی ہو۔ بیٹی اللہ سے دعا مانگو کہ اللہ آسان کر دے ہی تکلیف اور مشکل کو آسان کرنیوالا ہے بس میرا یہ کہنا ہی تھا کہ میری سمجھدار ننھی چڑیا نے پھر آخر وقت تک نہ کراہیانہ کوئی لفظ بے چینی کا زبان پر آنے دیا۔ بلکہ عالم نزع میں بھی توتلی زبان سے یہی کلمہ جاری تھا۔ اللہ آتھان کر (یعنی آسان کر) اور یہی راگ الاپتے جنت سدھاری جسکا خیال مجھے عمر بھر تڑپائیگا۔

ان دو بچوں کے خیالات و حالات کا ملاحظہ ہو کہ صحبت و تربیت کے اثر کو بچے بچپن میں بھی اخذ و قبول کرتے ہیں ہمارے ہاں میری جٹھانی کے بہو کے دو تین بچے ہیں مگر ایک چار سالہ لڑکی رشیدالنسا اور ایک دو سالہ

بچہ ضمیر الدین کا اسوقت ذکر ہے۔ ضمیر دن کا بہت سارا حصہ میرے پاس گزارتا ہے۔ اور رشید ہ اپنے ماں کے دامن سے لگی ہوئی کھیلنے کودنے میں اگر رشیدہ گرجائے یا ضمیر کھیل کھیل میں بھاگ کے لئے اسکے پیچھے دوڑے یا ذرا چیونٹی بھی کاٹ لے تو آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے۔ مگر ننھا ضمیر دن میں کئی مرتبہ گر پڑکر خود ہی اُٹھ جاتا ہے کہیں چوٹ لگ جائے یا کیڑا مکوڑا کاٹ لے تو ذرا منہ بنائے روتا ہوا آئے گا۔ اور اشاروں میں جستجو کرتا ہوا بتائیگا کہ فلاں جگہ لگا یا کاٹا تاکہ میں دیکھکر کچھ پڑھکر اس جگہ پر پھونک دوں۔ یا زیادہ تکلیف ہو تو کچھ دوا لگادوں پھر سکون حاصل کرکے اللہ اللہ کہتا چلا جائے گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ اچھا کردیگا۔

غرض ان واقعات سے میرا مطلب یہ ہے کہ بچوں میں بچپن ہی سے قوت برداشت کا مادہ موقعہ موقعہ سے باتوں باتوں میں اور اپنے خود کے نمونہ سے پیدا کردیا جائے۔ اور ایسے موقعوں پر ایسے جملوں سے ہمت دلائیں کہ "گرتے وہی ہیں جو شہسوار ہوتے ہیں" چوٹ یا زخموں کا مقابلہ تو بہادر کرتے ہیں! بیماری خدا کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش یا گناہوں سے پاک کرنے کے لئے آتی ہے"۔ "اللہ ہر تکلیف کے بعد آسانی دیکر اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے" تاکہ وہ ذراسی تکلیف پر گھبرا نہ اٹھیں بلکہ باہمت و متحمل مزاج ثابت ہوں کیونکہ ایسے مواقع پر صبر و تحمل سے غلبہ حاصل کرنا بے چینی و اضطرابی سے زیادہ تسکین دہ و مفید ہوا کرتا ہے

سردار مہدی بیگم لونی قلایہ

مظلوم عورتوں کے جگرخراش نالے

جن سے دل دردمند تڑپ اٹھیں گے اور سنگدل سے سنگدل انسان بھی جن سے متاثر ہوکر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ اردو زبانے علامہ راشدالخیری قبلہ کی وہ درد انگیز نظمیں ہیں جو حقوق نسواں کی حفاظت حمایت میں گذشتہ بیس سال میں وقتاً فوقتاً شائع ہوکر تمام ملک میں مقبول ہرچکی ہیں ان نظموں کے مجموعہ کا نام

روداد قفس

ہے جواب پانچویں مرتبہ چھپا ہے اور جس میں مندرجہ ذیل نظمیں ہیں، مظلوم حسینہ، ابتجائے قیصر، سرخاب کا دم واپسیں اسلم کا خط مہرباری، ماں کا حسن سیرت، بچپن کی یاد، بیٹیوں کی فریاد، چراغ سحری ماں کا پیام، نوری دلہن کو نصیحت۔ بہن کا خط، کتبہ تربت، خالد ابن ولید۔ صدائے نوراشدہ مسلمانوں سے، کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۲ار گرفتار قفس روداد قفس کا دوسرا حصہ قیمت سہر

نثر میں نظم

بھترین اردو انشاپردازی کا اعلیٰ نمونہ

بانسری کا نغمہ کل کیا ہوگا۔ دنیا کی جنت، مچھیرن کا لال۔ محبت کا تاج چوٹی کا جوڑا۔ داستان ستم۔ شوہر کی قبر۔ ابدی زندگی، جذبہ نسوانی۔ فلسفہ موت بہار شب بوسی دم واپسیں عالم خیال، یاسمین کا پردہ دمطلے نیند کی متوالی، بیگموں کے کام میری آرزو، بچھڑوں کی یاد، بیوہ جوگن، بیوی بعد الموت، یہ چھوٹے چھوٹے جو بیس نہایت لطیف خیالی مضامین مختصر کہانیوں کے دلاویز پیرایہ میں حضرت مصور غم قبلہ نے اس کمال کیساتھ اپنے مخصوص طرز میں تحریر فرمائے ہیں کہ ایک ایک جملہ بار بار پڑھنے پر بھی طبیعت سیر نہیں ہوتی جذبات نسوانی کی ترجمانی اس درد سے کی گئی ہے کہ ہر ہر سطر ول کے پار ہوتی ہے اس لاویز مجموعہ کا نام قلب حزیں ہے اور عمدہ کاغذ پر چھپا قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ مینیجر عصمت دہلی

ماہرینِ فن

ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

تفریحی افسانہ

از محترمہ مس حجاب امتیاز صاحبہ

(۱)

اک ٹھنڈی رات، ہم سب کے سب اک بڑے کمرے میں دروازے بند کئے بیٹھے تھے۔ باہر سرد اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ پر کمرے میں کامل سکون تھا

ہم سب مشغول تھے۔ اک موٹی سی سیاہ بلی کمرے کے اک کونے میں دریچی کے نیچے بیٹھی پرچ میں دودھ پی رہی تھی۔ بس اسی کی آواز ہماری محویت میں خلل انداز ہو جاتی تھی۔

میں تو کمرے کے اک کونے میں کسی ماہر موسیقی کی طرح پیانو کے پردوں پر ہاتھ ٹیکے اک شان بے نیازی سے بیٹھی تھی۔

فروز اپنے کوٹ کا بٹن اک مشاق درزی کی طرح جلد جلد ٹانک رہا تھا۔

مریم اور جامی کسی قدر فاصلے پر بیٹھے دنیا کے مشہور کھلاڑیوں کے انداز میں ناک بھوں چڑھا چڑھا کر شطرنج کھیل رہے تھے،

اور بوڑھا ڈاکٹر مانجو، اک مغرور نقاد کی طرح دریچے کے آگے آرام کرسی پر ٹانگ رکھے بڑے مزے سے بیٹھا ہوا اک کتاب پڑھ رہا تھا

ہم سب اپنے کام میں اس قدر منہمک اور مستغرق تھے کہ ایک دوسرے کی موجودگی کو بھی بھولے ہوئے تھے یہی وجہ تھی کہ جب جی چاہتا میں آہستہ آہستہ گانے لگتی۔ فروز زور زور سے دھاگہ کھینچتا۔ مریم اور جامی پردوں کو زور زور سے پٹکتے اور بوڑھا ڈاکٹر مانجو مزے میں آکر کتاب کی جلد پر انگلی بجانے لگتا۔

تھوڑی دیر ہو کا عالم رہا۔ جہاں دو چار ماہرین فن اکھٹے ہوتے ہیں وہاں عموماً یہی کیفیت ہوتی ہے، چنانچہ کسی قسم کی آواز نہ تھی مگر دفعتاً یک مریم اور جامی زور سے آپس میں لڑ پڑے۔

"تم بڑے ہی احمق ہو" مریم نے کہا۔

"تم کو شطرنج کھیلنا نہیں آتا۔" جامی نے جواب دیا

اس سکوتِ مطلق میں ان دونوں کی تیز آواز ایسی اچانک بلند ہوئی کہ دماغ دولھوں کے لئے معطل ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہم پر ناگہانی مصیبت آگئی ہے۔ دل دہل گئے۔ ہاتھ پاؤں سرد پڑ گئے۔ فیروز چونک پڑا اور سوئی (جسے وہ جلد جلد زعم میں چلا رہا تھا) اس کی انگشتِ شہادت میں چبھ گئی۔

ڈاکٹر مانجو کو بڑا غصہ آیا کہنے لگا۔ "تم سب کے سب بڑے واہیات ہو! سچ کی بات ہے کہ تم میں سے کسی ایک میں بھی تہذیب نہیں! میں اک بہت مزے دار قصہ پڑھ رہا تھا۔ تم لوگ جانتے ہو کہ ہم نقادوں کو غور کے ساتھ کتاب کی ایک ایک سطر پڑھنی پڑتی ہے۔ میں احتیاط کے ساتھ ہر سطر پر انگلی رکھ رکھ کر پڑھ رہا تھا۔ جاؤ! میرا لطف ہی کرکرا کر دیا۔ جامی نے!"

جامی نے اپنے دونوں کان اونچے کر کے بگڑ کر کہا۔ "کیا — کیا کہا؟؟ میرا نام کیوں لیتے ہو؟ — یوں کہو مریم نے!"

ڈاکٹر مانجو کسی قدر مرعوب ہو گیا۔ واقعی جامی کی آواز ہی کچھ اس قدر بلند تھی کہ بہادر سے بہادر فوجی جنرل بھی ہوتا تو ڈر جاتا۔ ڈاکٹر مانجو نے ذرا سرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اچھا یوں ہی سہی مریم نے!"

مریم تنک کر بولی۔ "واہ حضرت! واہ! میں نے کیا کیا نہیں؟ یوں کہو فیروز نے!" اس کی انگلی میں سوئی چبھ گئی۔ اور وہ چیخ اٹھا"

ڈاکٹر مانجو بیزار ہو کر بولا "الٰہی تیری پناہ! میں تو توبہ کرتا ہوں! خیر اچھا۔ سمجھ لو فیروز نے! مگر بھئی اب میرا مغز نہ چاٹ جاؤ! میں بڑا ہی مصروف ہوں۔ اک بہت ہی دقیق اور دلچسپ رومان پڑھ رہا ہوں۔"

میں اب تک خاموش بیٹھی تھی۔ فسانہ نویس عورت کی حیثیت سے پوچھنے لگی۔ "مگر آخر وہ کس مصنف کا قصہ ہے؟"

"مصنف؟ مصنف تو میں نہیں جانتا!" یہ کہہ کر مانجو پھر پڑھنے لگا۔ فیروز ہنس کر بولا۔ "آخر کسی نہ کسی مصنف نے اسے تصنیف کیا ہی ہوگا۔ ورنہ بے مصنف کے خود بخود قصہ بننے سے تو رہا۔"

مانجو میاں ذرا چڑھ کر بولے "ہاں بھئی یہ تو ہم بھی جانتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ میں مصنف کو نہیں جانتا! خیر جو کچھ ہو۔ قصہ تو بڑا عمدہ ہے!"

"اس میں کیا کیا ہے بھلا؟ پڑھیے تو۔ ذرا ہم بھی سنیں!" مریم نے التجا کی "اچھا پڑھتا ہوں! سنو!"

ڈاکٹر مانجو فلسفیانہ انداز میں اور عالمانہ طریق پر ہاتھ اٹھا کر انگلی سے ہم سب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قصہ پڑھنا شروع کیا۔ شدتِ جوش سے آواز حلق میں اٹک اٹک کر رہ جاتی تھی۔

جزیرے کے پاس آخر ایک دن ایک کشتی نظر آئی۔ مان ھان اگرچہ کشتی پانی میں کوئی مہارت

نہ رکھتا تھا۔ مگر بڑا ہوشیار نوجوان تھا۔ کشتی میں چڑھ گیا۔ ابر اور ہوا کے باوجود وہ طوفانی موجوں کو چیرتا ہوا خوفناک ہوا سے مقابلہ کرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں خشکی کو ڈھونڈ رہی تھیں جو اس سے ابھی کوسوں دور تھی۔

سمندر بہت بڑا تھا اور اس کی کشتی بہت چھوٹی تھی اس لئے وہ کبھی گول گھومنے لگ جاتی لیکن اس کی کوششوں سے ٹھیک ہو جاتی "

اتنا پڑھکر بوڑھے ڈاکٹر بانجو نے ہماری طرف گردن لمبی کرکے اس انداز سے دیکھا گویا وہ قصے کے ہیرو کے بہادرانہ اخلاق کی ہم سے داد طلب کر رہا ہے!

تھوڑی دیر سب غور میں مبتلا رہے، پھر سب کے سب بول اٹھے " واہ واہ یہ کونسی بڑی بات ہے آخر!" یہ سنکر ڈاکٹر بانجو کی ناک سرخ ہو گئی۔ غصے سے بولا " کونسی بڑی بات ہے! جیسے تم سب کے سب بڑے مشاق ملاح ہو؟" "اور نہیں تو کیا تم ہم کو محض ——— سمجھتے ہو؟" فیروز نے سوئی تکیے میں زور سے چبھوتے ہوئے غصے سے پوچھا " کیوں جواب دو جی! تم ہم سب کو کیا سمجھتے ہو؟" جامی نے بھی انتقام بھرے لہجے میں سوال کیا۔ مریم سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور ایمان کی بات تو یہ ہے کہ اپنی توہین کوئی بھی ٹھنڈے دل سے برداشت نہیں کر سکتا! اس لئے مریم نے جھلا کر کہا " واہ یہ تو ظلم ہے! صریحاً ظلم! یہ تمہاری بڑی زیادتی ہے ڈاکٹر میاں "

میں نے اس وقت چپ رہنا مصلحت وقت خیال نہیں کیا۔ اس لئے فوراً بولی :-

اگر تم ہمیں ——— سمجھتے ہو تو مجھے قسم ہے تمہاری ہی۔ تم بھی بڑے وہی ہو!"

بانجو میاں اب پریشان پریشان نظر آ رہا تھا۔ اس نے قصے کی کتاب بھی میز پر پھینک دی تھی اور ہانپ رہا تھا۔ پریشان لہجے میں کہنے لگا " میں تم میں سے کسی ایک کو بھی گدھا سمجھنے کا حق نہیں رکھتا! یہ تو سچ ہے —— مگر یہ بھی خواہ مخواہ یقین کیوں کر لوں؟ —— کہ تم سب کے سب کشتی چلانے میں ماہر ہو!"

فیروز کو غیرت آئی بول اٹھا - تم کل ہی مجھے ایک کشتی منگوا دو! میں وہ وہ کرتب دکھاؤنگا کہ تم بھی کیا یاد کروگے!"

" اور تم میاں جامی" ڈاکٹر بانجو نے سوال کیا۔ وہ اب تک حواس باختہ نظر آ رہا تھا۔

جامی فخریہ لہجے میں بولا " کیا میں کسی سے کم ہوں؟ تین سال ہوئے سلطان عبدالحمید نے مجھے کشتی بانی کے فن میں سونے کا تمغہ عطا کیا تھا۔ اب کیا کہوگے بڑے میاں؟"

ڈاکٹر بانجو حیران رہ گیا۔ ابھی وہ حیران ہی ہو رہا تھا کہ اک تند قہقہے نے اسکے سہے سہے اوسان

خطا کر دیئے۔ یہ مریم تھی کہہ رہی تھی: "اچھا! یہ راز میں اب کھولے دیتی ہوں۔ میں نے اپنی اک عمر کشتی بانی میں گزاری ہے۔ اک دفعہ شہزادے صاحب کی کشتی کو ڈوبنے سے بچا لیا تھا میں نے! خیر خیر —— اب اس کا ذکر ہی کیا۔" مانجو کی حیرت بڑھتی ہی گئی۔

اب تو مجھے بھی کچھ خیال آیا بولی "تم سب کے سب بڑے مشاق ملاح ہو گویا —— گویا ہم کوئی چیز ہی نہیں" جل کر میں نے کہا۔

یہ سن کر ڈاکٹر مانجو میری طرف مڑا۔ "لو —— یک نہ شد دو شد! اس گویا گویا سے آپ کا مطلب؟"

میں چڑ کر تیز آواز میں بولی۔ "مطلب؟ مطلب کیا ہوتا سوائے اس کے کہ میں بھی اس فن میں کسی سے کم نہیں"

جب ڈاکٹر مانجو نے دیکھا کہ سب کے سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر باہر ہیں تو اسے بھی شوق چرایا۔ خاموش رہنا توہین سمجھ کر اک لرزتے ہوئے لہجے میں آخر اعلان کر ہی دیا:-

"یوں تو میں کسی سے اس کا بار بار ذکر کرنا پسند نہیں کرتا مگر تم سب یہ سن کر انگشت بدنداں رہ جاؤ گے کہ اس فن کا میں بھی استاد ہوں!"

(۲)

کمرے میں پھر اک سناٹا طاری ہو گیا۔ مگر یہ خاموشی بڑی معنی خیز تھی۔ سب آپس میں ایک دوسرے کا چہرہ تک رہے تھے۔ سب کے دل کرتوں کے اندر دھڑک رہے تھے اور سب اپنی کامیابی پر نازاں و شنداں تھے۔ ہم پہ ابھی یہ سرور آگیں کیفیت گذر رہی تھی کہ دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور سب کی نظریں اوپر کو اٹھیں اک دراز قد سانولے رنگ کی عورت بھورے رنگ کے لمبے دامنوں کے لباس میں اندر داخل ہوئی "یہ کیا معاملہ ہے؟ تم سب کیا کر رہے ہو؟ میں پہلو کے کمرے میں کھانا کھا رہی تھی۔ اور تم سب کی بحث سن چکی ہوں۔"

ڈاکٹر مانجو نے اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر کہا: "بحث، بحث تو نہیں ہوئی! البتہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ کشتی میں بہت اچھی چلا سکتا ہوں"

"اور تم لوگ لڑ کیوں رہے تھے؟" بیوی نے سوال کیا۔

فیروز نے جواب دیا "خدانخواستہ لڑ تو نہیں رہے تھے۔ میں بھی ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا کہ اس فن میں میں بھی کامل مہارت رکھتا ہوں"

"مگر تم لوگوں کی آوازیں بہت بلند تھیں! لڑائی تو نہیں ہوئی؟" بیوی نے دوبارہ مزید اطمینان کے لیے دریافت کیا

"بالکل نہیں —— حاجی نے جواب دیا: "میں بھی یہ بات ڈاکٹر کے ذہن نشین کرا رہا تھا کہ میں اس معاش

میں ان دونوں کا حریف ہوں۔"

بیوی بولی "بات کیسی چھوٹی اور معمولی تھی مگر مریم کی آواز اس قدر تیز تھی کہ میں سمجھی تم سب کشتی لئے ہوئے ہو"۔ مریم ہنس پڑی۔ بولی "ہے ہے! تم بھی عجیب عورت ہو! میں ان لوگوں پر ظاہر کر رہی تھی کہ میں نے ایک عمر بھی کشتی بانی میں گذاری ہے۔"

"مگر تم پانچوں کی آواز بڑی تیز تھی" بیوی نے ادھر ادھر دیکھکر کہا۔

میں بولی۔ "ہاں — میں بھی تو اس میں شامل تھی۔ سب کہہ رہے تھے تو میں خاموش کیسے بیٹھتی؟"

کمر پر ہاتھ رکھے ڈاکٹر کی بیوی دو لمحے ہمارے درمیان قالین پر کھڑی رہی پھر سر اٹھا کر کہا۔ "مگر مجھے یقین ہی نہیں آتا! اچھا امتحاناً یہ کرو کہ کل صبح اک کشتی منگوائی جائے گی، تم سب اس پر چڑھو اور اپنے اپنے کرتب دکھاؤ۔"

سب کے حلق خشک ہو گئے۔ مگر جبراً و قہراً آواز نکالنی ہی تھی۔ اس لئے سب کوششیں کر رہے تھے کہ اپنے خشک حلق سے "ہاں ضرور منگواؤ" کہیں۔ بڑی کوشش کے بعد جب ہم نے حلق سے آواز نکالی تو کسی کی ایسی نکلی جیسے باولی سے پانی نکالتے وقت آتی ہے کسی کی ایسی جیسے خراب لکڑی کے کواڑ بند کرتے وقت! غرض عجیب بے ہنگم آوازیں کمرے میں بلند ہوئیں۔ ڈاکٹر کی بیوی پر اس کا عجب اثر ہوا۔

"تم سب کی آوازیں بہت خوفناک ہیں! معلوم ہوتا ہے کہ چیخ کر اپنے اپنے کمال ظاہر کر رہے تھے۔ خیر کل صبح معلوم ہی ہو جائے گا کہ کون ماہر ہے کون اناڑی!"

(۳)

دوسری صبح کو ایک کشتی گھاٹ پر منگوائی گئی۔ ہم پانچوں کو لیکر ڈاکٹر کی بیوی کنارے پر پہونچی امتحان شروع ہو گیا۔ پہلے میری باری تھی۔ میں کشتی میں بخوف و خطر چڑھ تو گئی، پر سوچ رہی تھی کہ چپو کیونکر چلاؤں۔ آخر چپو کیونکر چلائے جاتے ہیں؟ جونہی میں نے سوچ سوچ کر ایک زور کا جھٹکا ہاتھ کو دیا۔ پانی میرے سر پر آ گیا۔ ناک اور آنکھیں بھی اس سے محفوظ نہ رہیں۔ میری اس حالت کو دیکھکر فیروز چلا اٹھا "بس بس! تم کو کچھ نہیں آتا۔ اتر جاؤ۔ اتر جاؤ۔ بس ہو چکا امتحان! اتر دبی۔ اب مجھے آنے دو!"

یہ کہتے ہی ہیں کشتی میں کود پڑا۔ انکا کودنا تھا کہ کشتی جھولنے لگی اور پانی اچھل اچھل کر اندر آنے لگا۔ دیکھا — میں نہ کہتا تھا!" جامی نے آستین چڑھاتے ہوئے کہا۔ "کہ تم دونوں نومشق اور کندہ ناتراش ہو! چلو مجھے آنے دو اب!" یہ کہتے ہوئے وہ بھی کشتی میں آ گیا۔ اس نے آتے ہی کشتی پر بادبان چڑھا دیا اور چپے کی طرف چلانے لگا۔ پر وہ سرکش کشتی آگے ہی کو بڑھتی جاتی تھی۔ اسوقت میری نظروں میں ڈوبی ہوئی لاشیں پھر رہی تھیں اور میں اس خوفناک تخیل سے لرز رہی تھی۔

مریم بولی "ایسا کرو گے تو ڈوب جاؤ گے تم سب! کشتی ایسے نہیں چلایا کرتے!" یہ کہتے ہی وہ کشتی میں جل پڑی اور پڑی ... وہ اندر آئی ہوا کے ایک زبردست جھونکے نے کشتی کو ندی میں دھکیل دیا۔

"ہائے ہائے! اب تم سب کے سب مرے! میرے بغیر تم سب کیا کر سکو گے؟ اب بھی کہو تو میں مدد کے لئے تیار ہوں۔ کہو۔ کیا آؤں؟ بچا لوں؟ آؤں؟" ڈاکٹر ماہجو کنارے پر ناچتا ہوا چیخیں مار رہا تھا۔

یہ سن کر ہم سب ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کی بیوی سے ضبط نہ ہو سکا "کیا میاؤں میاؤں کرتے ہو! بچاؤ ان لوگوں کو! تم سب کے سب نکمے ہو" بیوی نے نہایت غصے کے لہجے میں کہا اور ہم سب کو خصوصاً مجھ کو ایسی نظروں سے دیکھنے لگی، کہ کچا کھا جائے گی۔

ڈاکٹر کہنے لگا "ذرا جلدی میری آستینیں چڑھا دو۔ میرا یہ کوٹ سنبھالو۔ میں پیٹی مضبوط لگا لوں۔ وہ دیکھو وہ لوگ ڈوب رہے ہیں۔ ہائیں۔ یہ جیتے جاگتے انسان ہیں یا ان کی لاشیں! اب تو میں جاؤں گا۔ بچالوں گا ان بے وقوفوں کو۔ دیکھنا فیروز! اب میں آ رہا ہوں"

یہ کہہ کر جونہی اس نے چھلانگ ماری کشتی ندی میں الٹ گئی۔ ہم نیچے تھے کشتی اوپر۔ طوفان نوح کا سماں تھا! پانی کی تہ سے ڈاکٹر کی آواز آ رہی تھی "تم لوگوں نے غلطی کی! ایسے نہیں چلایا کرتے کشتی!"

"پھر کیسے چلایا کرتے ہیں؟"

مگر اب ڈاکٹر ماہجو کے ناک میں بھی پانی بھر چکا تھا — کسی کی ناک میں تو کسی کے حلق اور زبان کے نیچے! کبھی ہواؤں کے ساتھ ڈاکٹر کی بیوی کی تیز تیز۔ اک آدھی گالی سنائی دے جاتی تھی،

غرض بہزار دقت تیر کر ہم نے اپنی جان بچائی اور ساحل تک پہونچے! وہ دن اور آج کا دن — ہم نے کبھی ماہر فن ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

قوموں کی ترقی میں عورتوں کا حصہ

دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ قوموں کی ترقی اور نسلوں کی عزت کا دار و مدار ہمیشہ عورتوں ہی کی کوششوں پر منحصر رہا ہے۔ اسلئے کہ نسلیں عورتوں کی آغوش ہی میں پرورش پاکر پروان چڑھتی ہیں۔ اور جو تعلیم انہیں مائیں دیتی ہیں اس کے نقش آخری سانس تک دل پر قائم رہتے ہیں۔ حالی مرحوم نے خوب کہا ہے۔

آغوش مادر وہ اسکول پہلا   جہاں تربیت پاتے ہیں سارے اعضاٗ
جہاں لوح سادہ پہ کھنچتا ہے نقشہ   اترتا ہے ماں کے خیالوں کا چربہ

نپولین بونا پارٹ کہا کرتا تھا کہ ایک عورت کی تعلیم ایک نسل کی تعلیم ہے۔ ہمارے مذہب مقدس نے بھی عورتوں کی تعلیم پر نہ صرف زور دیا ہے بلکہ اسے فرض بتایا ہے جس طرح کہ مسلمان مردوں پر فرض کیا ہے۔ جبتک مسلمان تعلیم کو حق شناسی کا ذریعہ اور فریضہ خداوندی سمجھتے رہے اسوقت تک اقبال کا تاج ان کے سروں پر جگمگاتا رہا۔ اور جب انہوں نے علم کو روزگار کا ذریعہ سمجھ لیا ان کا احساس بھی رفتہ رفتہ فنا ہو گیا۔ ایک وہ دور تھا کہ ہماری ایک بہن کھڑی ہو کر اپنی جماعت کو ادہر سے ادہر کر دیتی تھی۔

حضرت نائلہ نے حضرت عثمان غنی کی شہادت پر جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کے زور اثر سے اسوقت کے بڑے بڑے بولنے والوں کو دم بخود کر دیا۔ حضرت سکینہ رضی نے حج کے موقعہ پر جو تقریر ارشاد فرمائی اسے سنکر بنی امیہ کے بڑے بڑے مرتبہ کے لوگ بھی حیران ہو گئے تھے۔ اور فرزدق شاعر کو یہ کہنا پڑا کہ اسوقت پورے عرب میں حضرت امام حسین کی اس بلند تربیت یافتہ نواسی سے زیادہ لائق و فائق کوئی ہستی موجود نہیں۔ وقت کم ہے ورنہ میں بہنوں کو بتاتی کہ اسلام کے دامن میں کیسے کیسے ہیرے صدیوں تک جگمگاتے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں میں کس پایہ کی فاضل عورتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ خدا ترسی تمام عبادت و اعمال کا نچوڑ ہے۔ خدائے قدوس کا ارشاد ہے کہ یہ جوہر انسان میں صرف علم ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اب ہر بہن اس بات کو سمجھ سکتی ہیں کہ جاہل انسان حیوان سے بدتر ہے۔ بلا علم برے بھلے کی تمیز ہی نہیں ہو سکتی۔ اسلئے ضرورت ہے کہ ہم سب سے پہلے تعلیم کو ترقی دینے کی کوشش عمل میں لاویں۔ دہلی ایک مرکزی مقام ہے اور اسلامی تہذیب کا گہوارہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہاں اب تک مسلمانوں کا کوئی زنانہ ہائی اسکول نہیں ہے۔ کیا یہ ہمارے لئے شرم و ندامت کی بات نہیں ہے؟ کہ ہماری آنکھوں کے سامنے دوسروں کے اسکول قائم ہوتے جاتے ہیں اور اور غیر مسلم خواتین زیور علم سے آراستہ ہو رہی ہیں اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دہرے خاموش بیٹھی رہیں۔ ضرورت

ہے کہ ہمارا پہلا قدم ایک زنانہ ہائی سکول کے قیام کی طرف اٹھیں اور سب بہنیں خوشی اور آمادگی کے ساتھ اس فرض کو بانجام پہونچانے کی سعی فرمادیں ۔ ہم خود ہی اس اسکول کی منتظم ہوں اور خود ہی نصاب تیار کریں ۔ اور خود ہی چندہ جمع کر کے اس کی بنیاد قائم کریں اور اپنے اپنے حلقہ میں اپنی بہنوں کو تعلیم کی ترغیب دینے کی پوری کوشش کریں ۔ تعلیم کے ساتھ ضرورت ہے کہ ہم بچیوں کی تربیت کا بھی پورا انتظام کریں ۔ اور مذہبی حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دیں ۔ یہ تربیت ہی نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ جن بہنوں کے دماغ نور علم سے روشن ہو چکے ہیں ۔ وہ بھی قوم کے فکر سے آزاد ہیں ۔ مذہب سے بے فکر ہیں ۔ فیشن پرستی میں مبتلا ہیں ۔ موجودہ اسکول ہی ہماری قومی اور مذہبی تباہی کا باعث ہوئے ہیں ۔ مذہبی تعلیم و تربیت سے کچھ تعلق نہیں ۔ ان درسگاہوں کے نمونے سامنے موجود ہیں ۔ جاہلوں سے شکایت نہیں ۔ شکایت ان سے ہے جو خود کو تعلیم یافتہ کہتی ہیں فیشن پرستی کی وبا زوروں پر ہے ۔ لباس و زیور اور بالوں کی آراستگی میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے ۔ روزانہ کئی کئی گھنٹے ۔ اور روپیہ اسی میں ضائع کر دیئے جاتے ہیں ۔ مگر قوم کی اصلاح اور درستی کے لئے نہ وقت ہے اور نہ روپیہ ۔ خدائے واحد کے آگے نماز میں سر جھکانا گناہ عظیم خیال کیا جاتا ہے ۔ روزہ ، حج ، زکوۃ کا مذاق اڑایا جاتا ہے ۔ ان حالات میں تربیت کا انتظام نہایت ضروری ہے اگر تعلیم کے ساتھ ساتھ عمدہ تربیت کا خیال رکھا گیا تو ہم اپنی مذہبی روایات کا صحیح صحیح نمونہ ہونگی اور وہ مذہبی نقائص ہم میں پیدا نہ ہو سکیں گے جن پر آج یورپ میں شور و غل برپا ہے ۔

تجارت کی برتری

دوسری اہم چیز مسلمانوں میں تجارت کا شوق پیدا کرنا ہے ۔ ہم پردہ نشین خواتین اگرچہ خود تو براہ راست تجارت میں کم حصہ لے سکتی ہیں لیکن یاد رکھیے کہ اسلامی ترقی کا انحصار ہم پر ہی ہے ۔ گھر کی ننانوے فی صدی ضروریات ہماری ہی مرضی کے مطابق خریدی جاتی ہیں اگر ہم یہ عہد کر لیں کہ اپنی تمام ضروریات مسلم تجاران ، اسلامی دوکانات سے خریدینگے تو چند ہی روز میں مسلم تجارت کافی ترقی کر سکتی ہے ۔ جب مرد ہمیں ایسا کرتے دیکھیں گے تو انکی غیرت کبھی گوارا نہ کرے گی کہ انکی مائیں بہنیں اور بیویاں تو مسلم تاجروں سے خریدیں اور مسلم تجارت کی تقویت کے لئے کوششیں کریں اور وہ خود غیر مسلم تاجروں سے مال خریدتے پھریں ۔ کس قدر بے شرمی ہے کہ غیر مسلم تو ہمارے تاجروں سے ایک پیسہ کا مال نہ خریدیں اور ہم انہیں مشرک و نجس سمجھتے ہوئے بھی مسلمان خوانچہ فروش اور مسلمان دوکانداروں کو چھوڑ کر غیر مسلموں سے چیزیں خریدیں ۔ مسلمانوں پر ادبار یہی ہے کہ وہ غیروں کی جیب میں اپنا پیسہ ڈالتے ہیں ان کے لئے عیش کے سامان مہیا کرتے ہیں ۔ لیکن اپنے بھائی بہن بھوکے بلکا پھریں اور قوم تباہ ہوتی چلی جارہی ہے ان کی کچھ پرواہ نہیں ۔

تعلیم و تجارت کی کامگاریاں

پیاری بہنو! پھر کہتی ہوں اور زور کے ساتھ کہتی ہوں سمجھ لو ذہن نشین کر لو کہ قوموں کی ترقی کا دار و مدار صرف تعلیم و تجارت پر ہے۔ اور اگر تم دنیا میں عزت اور راحت کے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تعلیم و تجارت کو اختیار کر لو۔ عزیز و محترم بہنو!! خدا کے لئے اٹھو ہمت کرو قوم کی ترقی میں تمہیں بھی پورا حصہ لینا چاہیئے۔ تمہاری غفلت نے نصف قوم کو بیکار بنا رکھا ہے۔ اگر عورتیں بھی میدان عمل میں اتر آئیں تو قوم کی رفتار ترقی دوگنی ہو جائیگی۔ گھروں کی اصلاح غیر شرعی رسم و رواج کا دور کرنا۔ علم و عمل کی تبلیغ کرنا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا محلوں میں دوکانیں کھلوانا۔ صرف مسلم خوانچہ فروشوں سے مال خریدنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا ایسے کام ہیں جنہیں عورتیں خود آسانی اور کامیابی کے ساتھ انجام دے سکتی ہیں۔ البتہ پختہ ارادہ اور سچی نیت کی ضرورت ہے۔

امت الوحی دہلی

مہارانی سورنمائی

(سید نصیر الدین حیدر رضوی سب اڈیٹر اسلامیہ کالج میگزین کلکتہ)

مہارانی سورنمائی کا نام بنگال میں اپنی بے مثل سخاوت کے باعث بہت مشہور ہے۔ مہارانی سورنمائی ہی وہ پہلی خاتون ہیں جن کے نام سے کلکتہ کی ایک سڑک موسوم ہے۔ ذیل میں اس سخی و منتظم خاتون کے مختصر سوانح حیات قلمبند کرتا ہوں۔

مہارانی موصوفہ کی پیدایش ۱۸۲۷ء میں بمقام بھاٹا کول ضلع بردوان میں ہوئی۔ موصوفہ کی شادی گیارہ سال کی عمر میں راجہ کرشنا ناتھ سے (جو قاسم بازار اسٹیٹ کے راجہ تھے) ہوئی۔ شادی ہونے پر سسرال میں بنگلہ اور کسی قدر حساب کی تعلیم شوہر نے دلوائی، بنگلہ میں اس قدر تعلیم ہوئی تھی کہ بنگلہ رسائل واخبار بخوبی پڑھ لیا کرتی تھیں۔ ابھی شادی کو آٹھ ہی برس گذرے تھے کہ کرشنا ناتھ کے چند ملازمین کسی قتل میں شریک ہو کر ماخوذ ہوگئے۔ با حیا مالک کی غیرت کو اس قدر ٹھیس لگی کہ حواس بجا نہ رہ سکے اور خودکشی کر لی۔

مہارانی سورنمائی کے شوہر نے مرنے کے کچھ قبل ایک وصیت نامہ بھی لکھا تھا جس کی رو سے تمام جائداد ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملک ہو جاتی تھی" محض استری دہن کا مذہبی حصہ جائداد سے مہارانی کو مل سکتا تھا۔ کرشنا ناتھ" کے خودکشی کر لینے کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے تمام جائداد پر وصیت نامہ کے مطابق قبضہ کر لیا اور محض ایک مختصر سا حصہ رانی کے قبضہ میں چھوڑا۔

مہارانی کچھ عرصہ تک تو اسی مختصر سے حصہ پر قانع رہیں اور اسی کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کرتی رہیں۔ لیکن جب کچھ اطمینان ہو گیا تو" راجہ لوچن راؤ" ایک عقل مند بنگالی کو اپنا مشیر مقرر کیا اور" سپریم کورٹ" میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ مقدمہ تین برس تک چلتا رہا۔ مہارانی کی طرف سے یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ وصیت نامہ صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ وصیت نامہ پر دستخط کرنے کے وقت راجہ بہادر کرشنا ناتھ کا دماغ صحیح نہیں تھا۔ ان کے دماغ صحیح نہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ تھا کہ انہوں نے ایک خفیف سی بات پر خودکشی کر لی۔ آخرکار ۱۸۴۷ء میں فیصلہ مہارانی کے حسب خواہش ہوا اور وصیت نامہ ناجائز قرار دیا گیا۔ فیصلہ کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنا قبضہ اس جائداد سے اٹھا لینا پڑا۔ مہارانی نے تمام جائداد پر قبضہ لینے کے بعد اس کی آمدنی سے پہلے ان روپوں کو ادا کیا جو کمپنی کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کے لئے قرض لئے گئے تھے۔ مہارانی ہندو بیواؤں کے طریق اعتقاد کے مطابق اپنے ذاتی آرام پر زیادہ روپیہ صرف کرنا برا سمجھتی تھیں۔ لہذا آمدنی کا زیادہ

حصہ خیر خیرات و نیک کاموں میں صرف ہوتا تھا۔ سورنمائی کی شہرت رفاہ عام و نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرنیکے سلسلہ میں اس قدر ہوئی کہ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے پہلے رانی کا اور پھر ۱۸۷۱ء میں مہارانی کا خطاب ملا بعدہٗ میں ملکہ وکٹوریہ نے سی آئی (ممبر آف دی امپیریل آرڈر آف دی کراؤن آف انڈیا) بنایا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ مہارانی کے وارث و جانشین کو مہاراجہ کا خطاب دیا جائیگا۔

ہرچند کہ جائداد کی آمدنی محض چھ لاکھ سے آٹھ لاکھ روپے کے اندر تھی لیکن مہارانی کی سخاوت بے پایاں کا یہ حال تھا کہ ہر نیک کام میں گرانقدر رقم سے امداد ضرور کرتیں تعلیمی کاموں میں اور ادبی خدمات کے صلوں میں ایک کافی رقم ہر سال خرچ کیا کرتیں۔ ذیل کی چند مثالیں ان کی سخاوت پر دال ہیں۔

برہم پور میں آب پاشی کے لئے جب نہروں کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نیک کام میں مہارانی سورنمائی نے ڈیڑھ لاکھ کی رقم سے مدد کی، ایک سال سیلاب کے باعث شمالی حصہ بنگال کو شدید قحط کا سامنا ہوا، مہارانی نے قحط زدوں کی امداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار روپے چندہ دیا جب کلکتہ میں عورتوں نے بھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی تو اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ زنانہ طلبار کے لئے ایک قیام گاہ (ہوسٹل) بنایا جائے۔ قیام گاہ کے بنانے کے لئے ایک کثیر رقم کی ضرورت تھی۔ مہارانی سورنمائی نے جنہیں اپنی صنف کے آرام و ترقی کا بیحد خیال تھا ایک لاکھ کی رقم فوراً ہوسٹل کے لئے عطا کی۔ اسی طرح جب کیمبل میڈیکل اسکول کے ساتھ بھی زنانہ قیامگاہ کا انتظام ہونیلگا تو اسوقت بھی مہارانی نے مبلغ دس ہزار کی رقم سے مدد کی، غرض کہاں تک انکی سخاوتوں کا ذکر کیا جائے ع سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے۔ برہمپور کالج کی مدد برابر کرتی رہیں اور تقریباً نصف سے زیادہ اخراجات کی بذاتہ حامل رہیں۔

ہر سال سردی کے موسم میں غربا کو گرم کپڑے، کمبل دوشالے وغیرہ تقسیم کیا کرتیں۔ دو تیوہار "پوس سنکرانتی" اور "چیت سنکرانتی" بڑے ہی اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتی تھیں۔ ان تیوہاروں میں ہزاروں من کھانا پکوا کر غربا کو تقسیم کرواتیں اور پیتل کے گھڑے و دیگر ظروف اور روپیہ فقیروں برہمنوں اور پنڈتوں کو دیا کرتی تھیں۔ غریب ماں باپ کی لڑکیوں کی شادی اپنے خرچ سے کراتیں اور اگر کوئی مقروض اپنی حالت بیان کرتا تو اسکے قرض ادا کر دیتیں۔ نوکروں سے بیحد مہربانی کا برتاؤ کرتیں۔ تعلیم کا اس درجہ خیال تھا کہ اپنے مقبوضہ دیہاتوں میں مدرسہ و دیگر مڈل کلاس و ہائی کلاس درسگاہوں کی بنیاد ڈالی۔

مہارانی سورنمائی کی جائداد بنگالہ میں مقام مرشد آباد۔ راج شاہی۔ پٹنہ۔ دیناج پور۔ مالدا۔ رنگ پور۔ بوگرا۔ فریدپور، جسور۔ ندیا۔ بردوان۔ ہوڑا۔ ۲۴ پرگنہ وغیرہ میں بھی اور بنگالہ کے باہر غازی پور و اعظم گڈھ میں بھی کچھ ملکیت تھی۔

مہارانی کا انتقال ماہ اگست ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ اندنوں تمام جائداد کے مالک اسی خاندان کی ایک فرد ہے جسکا خطاب مہاراجہ قاسم بازار ہے اگرچہ مہارانی کو انتقال کئے عرصہ ہوا لیکن آج بھی بنگال کے رہنے والے مہارانی کا نام بڑی عزت و مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ لیتے ہیں۔

سید نصیر الدین حیدر رضوی

ترقی نسواں کا طبی پہلو

کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی اپنی اصلاحی اور ترقی کی تجاویز کی کامیابی کے : دار اسی حد تک ہیں کہ وہ سرکاری اور
سرکاری قیادت کو تسلیم کر کے اشاروں پر چلتے ہیں ورنہ ان میں اس کی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ خود اپنے بل بوتے پر کسی
یہ کی ابتدا کریں، یہ الزام ایک بڑی حد تک صحیح ہے اور واقعات سے علم رکھنے والی ہستیاں اس حقیقت سے انکار
نہ کر سکیں، سچ تو یہ ہے کہ یہ بات صرف ہندوستان ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر وہ قوم جو آزادی کی نعمت سے محروم
ایسا کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ غلامانہ ذہنیت اس کی فطرت ہو جاتی ہے اور وہ ہر چھوٹے بڑے کام میں حکومت کے اشارے
نظر ہوا کرتی ہے، جب مردوں کی یہ حالت ہو تو عورتوں کا خدا ہی حافظ ہے۔ کیونکہ انہیں تو دوہری حکومت کے
توں میں گرفتار رہنا ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ کسی اصلاحی مسئلہ کی توجہ کریں پہلے گھر کے مالک کا منہ دیکھ لینا پڑتا ہے
پھر حکومت کے آستانوں پر جبہ سائی کرنی پڑتی ہے۔ یہ صرف عورتوں کی سیاسی جدوجہد تھی جس میں حکومت نے قومی تحریک
بہت زیادہ ساتھ نہ دیا لیکن مردوں کی مدد اس میں بھی بڑی حد تک شامل تھی۔ دوسرے ملکوں میں یہ کیفیت نہ تھی۔
عورتوں نے خود اپنی قوت کے ذریعہ مردوں کو نسوانی حقوق کی طرف توجہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس ملک میں
توں کی طبی ضروریات اور حفظان صحت کے اداروں کے قیام کے متعلق جو تحریکیں شروع ہوئیں وہ بھی بڑی
حد اسی اصول کے ماتحت نیم سرکاری کوششوں کی رہین منت ہیں۔ جس طرح سیاسی جدوجہد کی تحریک کی ابتدا
غیر ملکی محسن قوم ڈاکٹر اینی بسنٹ کے ہاتھوں ہوئی۔ اور آل انڈیا ویمن کانفرنس کی ابتدا ایک دوسری محترم
مسز کزن کے ہاتھوں ہوئی اسی طرح طبی تحریک کی ابتدا بھی لیڈی ڈفرن کے ہاتھوں ہوئی۔

لیڈی ڈفرن جو لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی زوجہ محترمہ تھیں قدرت کی طرف سے ایک ہمدرد اور درد بھرا
دل لیکر آئی تھیں۔ ہندوستان میں قدم رکھتے ہی انہیں اپنی صنف کی پستی اور کس مپرسی کا احساس ہوگیا عورتوں
کی طبی ضروریات کی طرف نہ حکومت کوئی توجہ کرتی تھی اور نہ عام پبلک کو اسکا احساس تھا۔ یہاں عورتیں تو انہیں اپنی
حالت کا احساس ہی نہ تھا اور وہ ایک ایسے دور سے گذر رہی تھیں جبکہ درد ہی دوا کا مصداق ہو رہا تھا۔ زچگی
کے ایام میں عورتوں کو جن مصائب سے دوچار ہونا پڑتا تھا اور ضروری طبی امداد کی کمی اور پامالی کی وجہ سے جو حالت
ہوا کرتی تھی اسکی تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مسئلہ ملک کے سامنے آفتاب کی طرح روشن ہو چکا ہے اور اس بحث
پر توجہ کرنے میں طوالت کا خوف ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۵ء میں لیڈی ڈفرن نے اپنے ہمخیالوں اور ہمدردوں کی مدد
سے ایک انجمن قائم کی جسکا نام National association for Supplying Medical aid by women To The

women of India یعنی عورتوں کو عورتوں کے ذریعہ طبی امداد پہنچانے والی قومی انجمن رکھا۔ اس انجمن کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے زنانہ اسپتالوں کا قیام، عام اسپتالوں میں زنانہ شعبوں کا انتظام لیڈی ڈاکٹروں نرسوں اور دائیوں کی تعلیم و تربیت تھا۔ عام چندوں کے ذریعہ ۷ لاکھ روپے سے ایک فنڈ قائم کیا گیا اور ان سے خاص انہی مقاصد کے لئے وقف کر دیا گیا۔ یہ صرف لیڈی صاحبہ کے اثر اور کوشش کا نتیجہ تھا جو ایک قلیل مدت میں اتنا روپیہ فراہم کیا جا سکا۔ مختلف صوبوں میں اس انجمن کی شاخیں کھولی گئیں اور ان کے لئے الگ فنڈ قائم کئے گئے۔ ان صوبجاتی انجمنوں کے ماتحت مقامی کمیٹیاں بھی قائم کی گئیں اور زنانہ اسپتالوں کو ان سے ملحق کیا گیا۔ اس انجمن کا مرکزی فنڈ صوبجاتی انجمنوں کی ضروری مالی امداد کرتا ہے۔ اور مختلف میڈیکل کالجوں اور اسکولوں میں طبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے عورتوں کو معقول وظائف دیتا ہے۔ دوسرے ممالک اور بالخصوص انگلستان میں اعلیٰ طبی تعلیم کے لئے گرانقدر وظائف عطا کرنا بھی اس فنڈ کے مقاصد میں داخل ہے اور اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لیڈی ڈاکٹروں کا ملنا ممکن نہ تھا اس فنڈ کے خرچ سے ولایت سے نہایت قابل اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر ہندوستان میں لائی گئیں اور ان کی مدد سے ملک کی طبی ضرورتوں کو کسی حد تک پورا کیا گیا۔ زنانہ شفاخانوں کی تعمیر میں بھی اس مرکزی انجمن نے بڑی مدد کی ہے اور عمارتوں کی تعمیر میں قابل قدر مالی امداد کی ہے۔ اس انجمن کے ماتحت چودہ صوبجاتی انجمنیں کامیابی کے ساتھ جاری ہیں اور مقامی کمیٹیوں کی ایک معقول تعداد بھی طبی خدمات میں مصروف ہے۔ حکومت اس فنڈ کو ۳ لاکھ ستر ہزار روپیہ سالانہ کی مالی امداد دیتی ہے اور انڈین میڈیکل سروس کا وہ صیغہ جو عورتوں کے اس فنڈ کے زیر نگرانی ہے۔ اس صیغہ کے متعلق بھی تفصیلی معلومات کا ذکر آگے آئیگا آج کل اس فنڈ کی صدر لیڈی ولنگڈن ہیں جو موجودہ وائسرائے کی بیوی ہیں۔

زنانہ طبی تحریک کی دوسری کڑی وکٹوریہ میموریل سکالرشپ فنڈ ہے۔ جو ۱۹۰۳ء میں لیڈی کرزن کی کوششوں اور ان کے اثر کی وجہ سے وجود میں آیا۔ لیڈی ڈفرن کے زیر سرپرستی لیڈی ڈاکٹروں نرسوں اور دائیوں کی ایک معقول تعداد تیار ہو چکی تھی اور ضرورت تھی کہ اب کسی باقاعدہ نظام کے ماتحت پریکٹس کرنیکا انتظام کیا جائے اور مزید یہ کہ ملک کی ضرورت کی وسعت کا لحاظ کر کے ڈاکٹروں نرسوں اور دائیوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کام ایسا نہ تھا جو صرف ایک انجمن سے پورا ہو سکے۔ دوسری ضرورت جس کی طرف ابھی کافی توجہ نہ کی گئی تھی وہ طبی اور حفظان صحت کے اصولوں کی دیہاتوں اور قصبوں میں اشاعت تھی کیونکہ تعلیم کی کمی کی وجہ سے عورتیں اس معمولی اور ناکافی طبی امداد کو حاصل کرنے میں بھی تامل اور زیادہ تر اس سے انکار کرتی تھیں جو اسوقت میسر آ سکتی تھی۔ لیڈی صاحبہ کی کوششوں سے عام چندہ کے ذریعہ ساڑھے چھ لاکھ روپے جمع کیا گیا اور نے سے ان مقاصد کے لئے وقف کر دیا گیا جنکا ذکر آ چکا ہے۔ مختلف صوبوں میں اس فنڈ کی شاخیں اور ماتحت کمیٹیں قائم کی گئی ہیں۔ چنانچہ اس فنڈ کے ماتحت ۵ ہزار

دائیاں علاوہ ان دائیوں کے جنکو ابتدائی اور معمولی تعلیم دی گئی ہے تربیت پا چکی ہیں۔ اس فنڈ نے لیڈی ڈاکٹروں نرسوں اور دائیوں کے خانگی پریکٹس اور رجسٹر کرانے کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

ملک کے سامنے سب سے زیادہ اہم طبی مسئلہ پرورش اطفال کا ہے لیکن اپنی بدقسمتی کی وجہ سے ایک بڑے عرصہ تک اس طرف کوئی توجہ صرف نہ کی گئی اور گو آج کل کسی قدر اس طرف توجہ کیجا رہی ہے لیکن ملک عامہ پر اس ضرورت کا ابھی کوئی اثر نہیں ہے۔ اس بات کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہر سال کم از کم بیس لاکھ بچے اس ملک میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس تخمینہ کو اس تعداد سے کوئی واسطہ نہیں ہے جو پیدائش کے چند دنوں بعد غیر مناسب فضا میں آنے کی وجہ سے گھل گھل کر جان دیتے ہیں ہندوستان میں بچوں کی شرح اموات کا تناسب عام شرح کے مقابلہ میں ۲۰ فی صدی ہے۔ اس تعداد میں سے ۶۰ فی صدی اطفال تو پہلے ہی سال میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں بچوں کی شرح اموات مختلف صوبوں میں مختلف ہے کیونکہ اس کا دار و مدار زیادہ تر شرح پیدائش پر ہے صوبہ متحدہ اور صوبہ متوسط میں شرح موت زیادہ ہے۔ کیونکہ شرح پیدائش بھی ان صوبوں میں بہ نسبت اور صوبوں کے زیادہ ہے۔ مدراس اور علاقوں کے بہ نسبت زیادہ خوش قسمت ہے اور شرح پیدائش اور موت دونوں بہت کم ہیں۔ بعض شہروں میں شرح پیدائش بہت بلند ہے اور بہت شدید ضرورت ہے کہ ان شہروں میں child welfare centres پرورش اطفال کے ادارے جہانتک جلد قائم کئے جائیں اور پرورش اطفال کے معمولی اصولوں کی ہر ممکن صورت سے گھروں میں اشاعت کیجائے۔

اس ملک میں شرح اموات اطفال کے مختلف وجوہ بتائے جاتے ہیں۔ بچپن کی شادیوں اور گنجان مکانوں اور غیر صحت مند فضا میں رہنے کی وجہ سے مائیں زچگی کی تکلیف برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوتیں اور انکی اولادیں بھی ویسی ہی کمزور، بیمار، اور لاغر ہوا کرتی ہیں۔ اس پر مزید لطف یہ ہوتا ہے کہ دائیاں جو زچگی کے وقت بلائی جاتی ہیں دقیانوسی اور فرسودہ ہوا کرتی ہیں اور انکی ترکیبیں ایسی ہوا کرتی ہیں جو کمزور بچہ زچہ دونوں کو قبل از وقت حوالہ موت کر دیتی ہیں۔ جہانتک اعداد و شمار حاصل کرنیکا انتظام کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۴۰ فی صدی بچے پیدائش کے پہلے ہی ہفتے میں اور ۶۰ فی صدی پہلے مہینہ میں موت کے منہ چلے جاتے ہیں۔ اگر خوش قسمتی سے یا اتفاق سے بچے ایام زچگی کے مراحل طے کرنیکے بعد بھی بچ جاتے ہیں تو وہ سانس، پیچش اور دانت کے بیماریوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بڑے بڑے شہروں کا یہ حال ہے تو قصبوں اور دیہاتوں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

بمبئی میں بچوں کی شرح موت ہزار میں ۵۵۶ ہے۔ کلکتہ میں بچوں کی شرح موت ہزار میں ۳۸۶ ہے۔
رنگون میں بچوں کی شرح موت ہزار میں ۳۰۳ ہے مدراس میں بچوں کی شرح موت ہزار میں ۲۸۶ ہے۔

کراچی میں بچوں کی شرح موت ہزار میں ۲۴۹ ہے دہلی میں بچوں کی شرح موت ہزار میں ۲۴۳ ہے۔
اس سلسلہ میں All India Maternity and child welfare league کی کوششیں بہت زیادہ امید افزا ہیں۔ یہ ادارہ لیڈی چیمسفورڈ کی ذاتی کوششوں اور ان کی سرپرستی کی وجہ سے کچھ دنوں قبل اس ملک میں اس غرض سے قائم کیا گیا تھا کہ مختلف شہروں اور قصبوں میں ایسے مرکز قائم کئے جائیں تو زچگی کے ایام میں ماؤں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہونچائیں اور پرورش اطفال کی ذمہ داریوں کو اپنے ذمہ لیں۔ خوشی کی بات ہے کہ اس لیگ کی کوششیں بڑی حد تک کامیاب ہوئیں اور مختلف شہروں اور صوبوں میں ماتحت انجمنوں کے ذریعہ ایسے مرکز قائم کئے گئے ہیں جو اس مقصد کو پورا کرتے ہیں۔ گو ابھی تک ملک کی عام ضرورت کا عشر عشیر بھی پورا نہ ہوا ہے لیکن یہ کام ایک انجمن کے کرنیکا نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ پروپگنڈہ کے ذریعہ سے رائے عامہ کو بیدار کیا جائے۔ تاکہ صحیح معنوں میں اس طرف وہ توجہ صرف کیجائے جسکا یہ مسئلہ مستحق ہے۔ لیڈی ریڈنگ کو اس ضرورت کا احساس پہلے ہی ہوا تھا اور All India Baby week کی تحریک قائم کرنے میں یہی خیال محرک تھا۔ اس تحریک کیوجہ سے جبکہ مختلف شہروں میں یہ ہفتہ منایا جا رہا ہے لوگوں کو اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس ہوتا جا رہا ہے۔ علاوہ ان اداروں کے جن کے ذریعہ دائیوں اور نرسوں کی تعلیم ہو رہی ہے اور جہاں ماؤں کی ہدایت اور پرورش اطفال کے اصولوں کی عملی تعلیم دیجا رہی ہے۔ یا اس قسم کے لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے چند ایسے ادارے بھی ملک میں قائم کئے گئے ہیں جہاں اس مسئلہ کے متعلق تحقیق و تفتیش کا سلسلہ جاری ہے اور حفظان صحت کے ان قواعد اور اصولوں کی جو بچوں سے متعلق ہیں عملی تعلیم اور اشاعت ہو رہی ہے۔ ہندوستانی انجمن صلیب احمر بھی اس تحریک میں نمایاں حصہ لے رہی ہے۔ اور اس انجمن کی کوششیں شہروں اور دیہاتوں میں پرورش اطفال کے اداروں کا ایک جال بچھا دیا ہے۔ بہت بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ پونا اور بمبئی کی قومی انجمنیں سیوا سدن بھی اس سلسلہ میں بہت قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہے۔ اور یہی اکیلی انجمن ہے جو خالص قومی سرمایہ اور انتظام سے جاری ہے۔ اور اس طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کر رہی ہے۔ اس انجمن کے مرکز ہائے پرورش اطفال خاص اس انجمن کی تربیت یافتہ نرسوں کے زیر نگرانی جاری ہیں ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں بھی بہتیری ایسی انجمنیں قائم ہوگئی جو مقامی ضرورت کو کسی حد تک پورا کر سکتی ہیں۔
بمبئی میں Lady Lloyd infant welfare society اور Lady Willingdon Maternity Home قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ یہ دونوں انجمنیں اس صوبہ کے دو مختلف گورنروں کی بیگمات کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اول الذکر موجودہ وائسرائے ہند لارڈ ولنگڈن کی زوجہ محترمہ ہیں۔ دہلی میں ۱۹۱۳ء سے اس سلسلہ میں کام شروع ہوا میونسپلٹی اس تحریک میں نمایاں حصہ لیتی ہے اور Health visitors کی (ہیلتھ وزیٹرس) جو انگلستان سے بلائی گئی تھیں۔ تنخواہیں میونسپلٹی سے ملتی ہیں۔ لیڈی چیمسفورڈ لیگ کے زیر نگرانی ہی اکثر ادارے قائم ہیں نرسوں اور دائیوں

کی تعلیم کے لئے ایک اسکول بھی ہے اور اس کی سکریٹری مسز رینگ۔ ایم۔ بی ہیں۔ مدراس میں بھی زیادہ حصہ لیڈی چمسفورڈ لیگ اس تحریک میں لے رہی ہے۔ انجمن صلیب احمر کے زیر نگرانی بھی اکثر مرکز قائم ہیں اور نرسوں کی تعلیم کے لئے مسز چنتاپلی کے ماتحت ایک اسکول بھی جاری ہے۔ یہ اسکول کواپریٹو (اتحاد باہمی) اصولوں پر قائم ہے پنجاب اور ممالک متحدہ میں بہت زیادہ کام لیڈی چمسفورڈ لیگ کے ماتحت ہو رہا ہے۔ کلکتہ میں کارپوریشن سے پرورش اطفال کے مراکز کو معقول امداد ملتی ہے۔ صلیب احمر کی خدمات یہاں بہت نمایاں ہیں۔ ٹیٹا گڑھ میں ڈفت کمپنی نے جو ایک تجارتی ادارہ ہے ایک مرکز قائم کر رکھا ہے۔ دوسرے مقامات میں زیادہ صلیب احمر اور چمسفورڈ لیگ لے رہی ہے۔ اکثر جگہوں میں میونسپلٹی سے بھی معقول مدد ملتی ہے۔ دوسرے ممالک میں پرورش وتربیت اطفال کے ماتحت مختلف خدمات انجام دیجا رہی ہیں۔ مثلاً بچوں کی طبی نگرانی۔ ان کے دانتوں کی خبرگیری (کیونکہ دانت بہت زیادہ بیماریوں کے باعث ہوتے ہیں) ان کے رہنے سہنے کے بہتر طریقے اور کھیلنے کودنے کے لئے کھلی ہوا اور وسیع میدانوں کا انتظام وغیرہ وغیرہ لیکن اس ملک میں اس کا مفہوم صرف ماؤں کی پرورش اطفال کے متعلق تربیت ہے اور اگر اس کا پوری طرح انتظام ہو سکے تو بڑی بات ہے۔ لیکن اصلی ضرورت کا عشر عشیر بھی نہیں ہو رہا ہے

(باقی آئندہ)

مظہر بانو
از اورنگ آباد

تلاش

تجھے ڈھونڈھا بادل کی کڑک میں۔ بجلی کی چمک میں، جگنو کی دمک میں، لیکن تو، تو، ہاں تو نہ ملا،
تیری تلاش کی سبزہ کی لہک میں، پھولوں کی مہک میں، بلبل کی چہک میں۔ لیکن تجھے ہاں تجھے نہ پایا۔
تیری جستجو کی مور کی رفتار میں، باغ کی بہار میں۔ پھولوں کی قطار میں۔ لیکن پھر ہاں پھر وہی مایوسی ہوئی۔
دریا کی موجوں میں صحرا کے ذروں میں، وحشت کے کانٹوں میں تیری تلاش میں سرگرم رہا لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی
زلف عنبریں میں لب ہائے شیریں میں۔ چشم پرمست میں اور چاند کے حسن میں تجھے حاصل کرنے کی انتھک کوشش کی لیکن تو، تو، ہاں تو چھپا ہی رہا۔
بتوں کا پوجاری بنکر محبت کا بھکاری بنکر۔ ہر بت میں تجھے ڈھونڈھا، ہر در پر تیری صدا کی اور ہاں آخرکار تجھے اک دیرینہ بیمار کے پرتاثیر آنسوؤں میں پایا۔

رفیق

ہیرا

ہیرا ہر ایک بہن نے ضرور دیکھا ہوگا۔ یہ شیشے سے زیادہ چمکتے ہوئے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ زمانہ قدیم سے دنیا کو ہیرے کی اہمیت معلوم تھی۔ لوگ اسکو زیورات میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ کوئی چیز قیمتی یا سستی اپنے اوصاف کے مطابق ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر سونے کو لیجیئے وہ قیمتی اسی وجہ سے ہے کہ دنیا میں کم ہے، بہت بھاری دہات ہے۔ نہ زنگ لگتا ہے۔ نہ زیادہ گھستا ہے۔ نہ اسپر معمولی تیزاب کا اثر ہوسکتا ہے معمولی دہاتوں میں سونے جیسی خاصیتیں مفقود ہیں۔ اور اسی لئے وہ سونے جیسی قیمتی نہیں ہوتیں

ہیرا بھی اپنے اوصاف کی وجہ سے قیمتی چیز رہا ہے سب سے بڑی خوبی جو اس میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ نہایت خوبصورت اور چمکیلا ہوتا ہے۔ اکثر ہیرے اندھیری رات کو بیحد چمکتے ہیں۔ اور ان کے آس پاس روشنی ہوجاتی ہو اس کے علاوہ ہیرے میں اور بہت سی خوبیاں ہیں۔ اس پر بھی معمولی تیزابوں کا اثر نہیں ہوتا، یہی نہیں بلکہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ہیرے سے زیادہ سخت چیز ابھی تک دریافت نہیں ہوئی۔ بہنوں نے ہیرے کے قلم دیکھے ہونگے جن سے شیشہ کاٹا جاتا ہے۔

ہیرے کے متعلق مندرجہ بالاحالات قریب قریب سب کو معلوم ہونگے۔ مگر اس طرف بھی کسی نے غور کیا کہ ہیرا ہوتا کیا ہے؟ اور آتا کہاں سے ہے؟ اس چھوٹے سے مضمون میں ان سوالوں کا جواب دیئے جانے کی کوشش کی جائے گی۔

کوئلہ - کاجل - کالوس - یہ سب چیزیں ہر ایک نے دیکھی ہیں۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ چیزیں دنیا میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اگر پائی نہیں جاتیں ہیں تو بہ آسانی پیدا کرلی جاسکتی ہیں۔ لکڑی سے یہ سب چیزیں مل سکتی ہیں اور لکڑی دنیا میں بکثرت موجود ہے۔ کوئلہ اور اس کے ہم ذات کاجل کالوس دہواں وغیرہ میں کاربن نامی ایک چیز ہوتی ہے۔ اصل میں کوئلہ کاجل کالوس دہواں وغیرہ یہ سب کاربن کی مختلف شکلیں ہیں۔ یہ معلوم ہوکر تعجب ہوگا کہ ہیرا بھی کاربن ہے۔ یا یہ کہ ہیرا بھی کوئلہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہیرا خالص کاربن کا نمونہ ہے کوئلہ وغیرہ خالص کاربن نہیں ہوتا۔

کوئلہ کو اگر ہم گرم کریں تو اس میں سے دہواں سا نکلے گا اور صرف کچھ راکھ باقی رہ جائیگی۔ اصل میں کوئلہ کا کاربن ہوا کی آکسیجن گیس کے ساتھ ملکر ایک اور گیس میں تبدیل ہوگیا۔ جب سب کاربن گیس بن گیا تو صرف تلچھٹ یا کاربن کے علاوہ دوسری چیزیں جو کوئلہ میں موجود تھیں رہ گئیں۔ اس کے برخلاف اگر ہم ہیرے کو گرم کریں تو وہی گیس نکلے گی

ہو کوئلہ کو گرم کرنے سے نکلی تھی مگر باقی کچھ نہ بچے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے میں سوائے کاربن کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

جب ہیرا کاربن ہے تو وہ بھی ان ہی چیزوں سے بنا ہو گا جن چیزوں سے کاربن کی دوسری شکلیں بنتی ہیں یعنی لکڑی وغیرہ سے بنتے ہیں۔ ہیرا بھی لکڑی سے بنتا ہو گا۔ علم کیمیا کے ماہرین نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ واقعہ ہے زمین پر درخت پیدا ہوئے۔ بڑے بوڑھے ہوئے اور اپنی عمر پوری کر کے زمین پر گر پڑے۔ سالہا سال کے انقلابات کی بدولت وہ کسی نہ کسی طرح زمین کے اندر پہنچ گئے۔ اور وہاں مدت دراز تک رہنے کے بعد ان میں کیمیاوی تبدیلیاں شروع ہوئیں اوپر سے مٹی کا بوجھ ان پر پڑا۔ اندر سے زمین کی گرمی ان کو ملی اور غالباً ہزاروں برس کے بعد لکڑی جل کر کوئلہ ہوئی اور کوئلہ ہیرا بن گیا۔

جب قدرت کوئلے کو ہیرے میں تبدیل کر سکتی ہے تو انسان کو فکر ہوا کہ وہ بھی کوئلے کو ہیرے میں تبدیل کرنے کے قاعدے کیوں معلوم نہ کرے چنانچہ برسوں کی محنت کے بعد سائنس داں حضرات کوئلہ کو ہیرے میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ بجلی کی مدد سے گرم ہونے والی بھٹیوں میں کوئلے کو گرم کرتے ہیں اور بہت مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

اس سے مطلب یہ نہیں کہ اب ہر شخص بجلی کی مدد سے کوئلے کا ہیرا بنا سکتا ہے۔ بہت سی بہنوں کے گھر میں بجلی ہو گی وہ اس نسخہ کو کوئلے پر آزمانا شروع کر دیں۔ کوئلے سے ہیرا بنانے کی بھٹیاں ایک خاص قسم کی ہوتی ہیں۔ اور ان کو تیار کرنے میں اور ان کی نگہداشت میں اس قدر روپیہ خرچ ہو جاتا ہے کہ قدرتی ہیرے کی قیمت خود ساختہ ہیرے کی قیمت سے کہیں کم ہوتی ہے۔

ہیرا زیادہ تر جنوبی افریقہ۔ جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کی ایک آدھ کان ہے۔ جب یہ کانوں میں سے نکالا جاتا ہے تو یہ معمولی گوند کے ٹکڑوں کی شکل میں ہوتا ہے نہ اس میں چمک ہوتی ہے اور نہ خوبصورتی۔ کانوں میں سے نکال کر اسے ان شہروں کو بھیجا جاتا ہے جہاں اسے تراشا جاتا ہے۔ ہیرے کو تراشنے میں بیحد ہوشیاری کی ضرورت پڑتی ہے۔ اکثر تراشنے والے ہی ہیرے میں ہلکا گلابی رنگ یا فیروزی رنگ یا پیازی رنگ پیدا کر سکتے ہیں یہی نہیں بلکہ انہیں پر ہی ہیرے کو چمک دمک دینا منحصر ہوتا ہے۔ جب ہیرے کو تراشا جاتا ہے تو ہیرے کا آدھے سے زیادہ حصہ تراشنے میں غائب ہو جاتا ہے۔ بہترین ہیرا وہ مانا گیا ہے جس میں کوئی رنگت نہ ہو اور جو بالکل شفاف ہو۔ رنگین ہیرے بغیر رنگ کے ہیروں کی نسبت کم قیمت سمجھے جاتے ہیں۔ اصلی ہیرے میں ایک خاص صفت یہ ہوتی ہو کہ ایکس شعاعیں جو ایک قسم کی روشنی ہوتی ہے اس میں سے ہو کر گذر جاتی ہیں شیشے کے مصنوعی ہیرے جو اصلی ہیروں کی طرح معلوم ہوتے ہیں مگر بہت سستے فروخت ہوتے ہیں ان شعاعوں کو روک دیتے ہیں اس طرح سے مصنوعی ہیرے اور اصلی ہیرے میں تمیز

مسلمان عورت

مسلمان عورت کیا ہے ؟ اولاد پر نثار ہونے والی ماں، بھائی پر قربان ہونے والی بہن، شوہر کی فرمانبردار بیوی، باپ پر فدا ہونے والی بیٹی، دنیا وما فیہا سے بے خبر، تن کی سدھ نہ بدن کا ہوش، تکلیف کی پرواہ نہ آرام کا خیال، مرد کا سکھ اسکا سکھ، مرد کا عیش اسکا عیش، غرض ہر چیز کو مرد پر قربان کرنے والی۔ ہر قوم اپنی قدیم تاریخ پر نازاں ہوتی ہے۔ اگر مسلمان عورت بھی اسپر فخر کرے تو بیجا نہیں۔ مگر تاریخ کے بوسیدہ اوراق الٹنے سے فائدہ جب ہم زندہ مثال موجود ہیں تو گڑے مردے کیوں اکھاڑیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دنیا کا کونہ کونہ آزادی کی صدا سے گونج رہا ہے دنیا کے ہر گوشہ کی عورتیں یہ آواز اٹھا رہی ہیں۔ ہماری یہ خاموشی کہ گویا کچھ ہو ہی نہیں رہا ہے معمولی بات نہیں۔ مہذب دنیا کا ہر کونہ ڈھونڈو مگر ایک مثال ہماری وفاداری کی نہ نکل سکے گی ہماری خدمت اور جان نثاری اس لئے نہیں ہے کہ مرد خوش ہو کر اچھا سلوک کریں نہ اس لئے کہ ہم یہ احسان کرتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہ ہمارا فرض ہے اور ہم دنیا میں فرض کے ادا کرنے ہی کے لئے آئے ہیں۔ نہ کوئی احسان ہے نہ کسی بدلے کے طالب۔ ایک دُھن ہے کہ اس میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا نے دل اور دماغ مسلمان عورت کو بھی مرد جیسا دیا ہے مگر افسوس کہ ہمارے مردوں کو اس کی پرواہ نہیں۔ برعکس اس کے ہمیں ناقص العقل کہا جاتا ہے۔

مس میو کی کتاب مادر ہند نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں آگ لگا دی ہر طرف سے اسکے خلاف نفرت کا اظہار ہوا ہر شخص نے اس تحقیر پر صدائے احتجاج بلند کی۔ مگر یہ بھی تو سوچا جاتا کہ یہ سب کیوں ہوا۔ ہندو معاشرت کی بابت جو کچھ لکھا گیا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہتی، بہت ممکن ہے کہ وہ غلط ہو مگر جو باتیں ہماری حالت پر لکھی گئی ہیں وہ بالکل درست ہیں بس فرق اتنا ہے کہ مس میو نے ہر بات کا تاریک پہلو لیا ہے۔ کتاب شروع سے آخر تک برائیوں سے بھری پڑی ہے۔ ہم اگر چاہیں تو اس سے بہت زیادہ یورپ کی خامیوں کو بتا سکتے اور اس سے بھی زیادہ تاریک پہلو دکھا سکتے ہیں مگر اس وقت اس سے بحث نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے تمام باتوں کو نظر انداز کر کے میں اسوقت مسلمانوں کے پردہ کو لکھوں گی۔ اسلامی دنیا کے قریب قریب ہر ملک میں پرانی رسوم کی اصلاح کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہر آزاد ملک میں عورت کی ترقی میں سب سے پہلے پردہ ہی حائل نظر آتا ہے۔ انسانی فطرت ترقی کی طرف مائل ہے۔ ایک معاشرت جو ایک وقت میں بہترین ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ رفتار زمانہ اس کو بہت پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ اور پھر نئے قانون بدلنے پڑتے ہیں۔ ایسا ہوتا رہا ہے اور جب تک نظام دنیا قائم ہے ہوتا رہیگا۔

مس میو نے مسلمانوں کی بابت جہاں لکھا ہے اس پردہ ہی کو لیا ہے۔ اور اسے نہایت ضرر رساں ثابت کرتے ہوئے بہت سی بے بنیاد باتیں بڑھائی ہیں۔ پھر بھی اتنا ہمارے مردوں کو ماننا پڑے گا کہ اس مضمون کا ایک بڑا حصہ اصلیت اور واقعات پر مبنی ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ہمارے اہل قلم اور اہل الرائے اشخاص مس میو کو برا کہنا شروع کریں پہلے ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ اس میں کہاں تک حقیقت ہے اگر برائی نظر آئے تو اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ہماری موجودہ معاشرت کسی زمانہ میں بہترین معاشرت ہو مگر موجودہ دور ترقی میں ہم واقعی بہت پیچھے ہیں ہماری حالت کسی صورت میں بھی جانور سے بہتر نہیں۔ جو لاپرواہی مسلمان عورت کے ساتھ اس ملک میں برتی جارہی ہے اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ ہندوستانی عورت کی ہر خواہش پوری ہونیکا انحصار مرد پر ہے۔ مرد مختار کامل ہے۔ اسلئے ہماری پستی کا الزام ہمپر نہیں آسکتا۔ ہماری جاہلیت میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تمام الزام مرد پر عائد ہے جو لاپرواہی ہمارے مردوں نے ہمارے ساتھ برتی ہے۔ جو طرز عمل ان کا عورتوں کے ساتھ ہے جس قول اور فعل کا اظہار وہ ہمارے ساتھ کرتے ہیں ان سے عورتوں کا درجہ کسی طرح جانور سے زیادہ نہیں اور اس جانور کی طرح جو بہ شوق مالک کا ہو جس کی نگہداشت تک نہ کیجاتی ہو۔ یہ سب ہمارے مردوں کا احسان جو وہ ہمپر کرتے ہیں اور وہ اسپر نازاں اور دوسری قوموں کے آگے فخریہ اپنا راگ گاتے ہیں مگر جب ہم ان اسلامی ممالک کو دیکھتے ہیں جہاں عورتوں نے حال ہی میں آزادی حاصل کی ہے تو ہمکو ماننا پڑتا ہے کہ اپنی مدد آپ ہی کرنے والے اپنے پیروں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ مردوں نے عورتوں کو کبھی کچھ نہیں دیا۔ خود ان کی اپنی کوشش نے ان کے حقوق دلوائے۔ یہ آزادی خود ان کی اپنی جدوجہد کا نتیجہ ہے جس میں مرد اور عورت کا مقابلہ تھا اور فاتح ہونے کی حیثیت سے تعلقات کی وہ کشیدگی جو ہر فاتح و مفتوح میں ہوتی ہے بالکل نمایاں ہے اس سے زیادہ ہماری بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ ہم اس حالت کو پہنچیں گے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے ہمکو آزادی دی۔ ہم اگر اب آزادی چاہتے ہیں تو کون سی نئی بات ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہمارے مرد آنکھیں کھولیں اور اپنے ہی اختیار میں رکھتے ہوئے ان کو تعلیم دیں اور پوری توجہ سے کام لیں۔ اونکو پردہ کے ساتھ اعلیٰ تعلیم دیں تو کیا اچھا ہو۔ رفتار زمانہ نے مسلمان جاہل سے جاہل عورت کو بھی یہ سکھادیا ہے۔ اور قوموں کی عورتوں کو دیکھکر شرماتی ہے۔ اب ہی مسلمان عورتوں نے اپنی جدوجہد شروع کردی ہے۔ مگر ایسی عورتیں جن کو یہ آزادی ملی ہے سو میں پانچ ہوں گی ورنہ سب ایک حالت میں ہیں۔ اب وہ بھی اپنا انتظام خود کرنا شروع کردینگی۔ مگر ان کو چونکہ کوئی اختیار نہیں وہ خود کرینگی اور اس کا جو بھی نتیجہ نکلے گا وہ ظاہر ہے کہ اس سے رنجش پیدا ہوگی اور انکو خانگی جھگڑوں کی وجہ سے زندگی وبال جان ہوجائیگی یہ ضرور ہے کہ آزادی کے بعد دوسرے ممالک میں عورتوں نے بہت ترقی کے ساتھ شہرت حاصل کی۔ مگر ساتھ ہی ماننا

پڑتا ہے کہ ان لوگوں کی خانگی زندگی بڑی حد تک بربادی کی صورت اختیار کر جاتی ہے اور وہ اس سے تنگ آ کر ایک نئی زندگی نئی معاشرت کے متلاشی ہیں۔ چند روز کی آزادی سے انکو تباہی کی صورت دکھادی اور بربادی کی نوبت آئی۔ غرضکہ یہ آزادی ملکی تمدن کے لئے ضرررساں ہی ثابت ہوئی۔ یہ سب کیوں ہوا صرف اس لئے کہ عورتوں نے خود آزادی حاصل کی اور جس طرح پرہیز سے اکتایا ہوا مریض اچھے ہونے کے بعد بےطرح کھانے پر ٹوٹ کر ایک مہلک مرض میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ اسی طرح آزادی کا استعمال ہوا اور یہی وجہ برائی کی ہوئی۔ دنیا عبرت کی جگہ ہے، انسان دوسرے انسان کو دیکھکر سبق حاصل کرتا ہے۔ اسلئے اگر ہمارے مردوں نے دنیا کے اس تغیر سے کچھ سبق حاصل نہیں کیا تو اسکے معنٰی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں احساس انسانیت نہیں۔ اور پھر ضرورت زمانہ خود انہیں وہ سب کچھ قبول کرنے پر مجبور کرے گی جس پر اب وہ کسی صورت آمادہ نظر نہیں آتے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگ اس وقت نہایت سخت دور سے گذر رہے ہیں۔ طبقۂ نسواں میں آزادی کا احساس پیدا ہوچلا ہے۔ ہمارے آئندہ تمدن تہذیب کا آغاز ہے اگر یہ آغاز غلطی سے ہوا تو یقیناً ہم قعر مذلت میں نظر آئیں گے۔ اگر ملک کو آزادی کی ضرورت ہے۔ اور آزادی کا راگ الاپنے والے واقعی دل سے آزادی چاہتے ہیں تو انہیں ملک کی سب سے اہم ضرورت یعنی اصلاح نسواں پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ پردہ قطعی نہ کیا جائے۔ کیونکہ ہمارا ملک ابھی اس قابل نہیں کہ اس سے بالکل پردہ اٹھا دیا جائے۔ اور عورتیں بلا وجہ بغیر پردہ پھریں۔ مگر ان کو گولر کے کیڑے کی طرح بند بھی نہ کیا جائے۔ ان کی تعلیم کے راستہ میں جہاں پردہ پہاڑ کی طرح حائل ہے توڑ دینا چاہیئے۔ ان کو اتنی آزادی ضرور دیجائے کہ وہ تعلیم میں ہارج نہ ہو۔ ورنہ نتیجہ ظاہر ہے کہ اگر یہ قیود ان پر سے نہ ہٹائی گئیں تو جس طرح گولر توڑنے پر بھنگے اڑتے ہیں اس طرح عورتیں مجبوراً یہ قیود توڑ دینگی۔ کیونکہ اب سر سے پانی گذر چکا ہے اور اس کا نتیجہ خود مردوں کو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہوگا۔

یہ مضمون نہیں اور نہ میں مضمون لکھنا جانتی ہوں صرف جلے دل کے پھپھولے ہیں کسی کا قول ہے کہ جاگیگا سو پائیگا، سوئیگا سو کھوئیگا۔ اگر اس قول پر تھوڑی دیر غور کیا جائے تو بہت کچھ سبق ملجائیگا۔ میں پھر کہونگی کہ آزادی سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پردہ بالکل اٹھا کر ہمیں آزاد کر دیا جائے۔ مگر ہمکو اعلی تعلیم ضرور دیجائے۔ اور تعلیم میں ہماری صحت کے لئے جتنا پردہ مضر ثابت ہو ضرور کم کیا جائے، [illegible] جنوری ۱۹۳۲ء کے ایک ہندو اخبار نے لکھا ہے کہ "مسلمان آزادی سے کوسوں دور ہیں۔ یہ کس منہ سے آزادی چاہتے ہیں وہ اپنی عورتوں کو پردہ کے اندر مقید کئے ہوئے ہیں یہ کیا آزادی لینگے" یہ طعنے اب ہمارے دل میں ناسور کا کام کرتے ہیں اور ان کا سننا دشوار ہوگیا ہے۔ آخر میں میری التجا ہے کہ خدایا ہمارے اوپر رحم کر دو اور اپنی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھا دو،

اہلیہ محمد علی خاں کوتوال آگرہ

ایک عزیزہ کے شوق و عزمِ سفرِ حج پر

دیارِ پاکِ یثرب میں جو جاؤ شوق سے جاؤ — شرف اور کامرانی کی دعائیں ساتھ لے جاؤ
تمہارا قلب جو پامالِ بیدادِ خزاں بھی ہے — بہارِ باغِ طیبہ میں اسے اب جا کے بہلاؤ
وہاں تم جا کے دیکھو اجتماعِ ملتِ بیضا — مساوات و اخوت کا حقیقت میں سبق پاؤ
زمیں اُس آسماں کی سجدہ گاہِ قدسیاں بھی ہے — عقیدت اور محبت کے وہاں تم پھول برساؤ
تمہارا عزمِ راسخ شوقِ کامل جذبۂ ایمان — ان اشیاءِ گرانمایہ کا تحفہ ساتھ لے جاؤ
نبیٔ محترم وہ پیکرِ انوارِ یزدانی — اسی کے آستاں پر جا کے تم دامن کو پھیلاؤ
وہ کملی پوش وہ ختمِ نبوت حق کا متوالا — مجسم صدق و تفسیرِ محبت جس کا برتاؤ
بہ توفیقِ الٰہی یہ سعادت بھی کرو حاصل — درودِ پاک اسکے روضۂ اطہر پہ پڑھ آؤ

سفر کے سب مراحل میں خدا کا فضل شامل ہو
ادائے رسمِ حج کی کل سعادت تمکو حاصل ہو

وہ عملِ بے بار ور اپنی مرادوں کا شجر دیکھو — اب اس راہِ طلب میں کوششوں کا تم ثمر دیکھو
جمود و بےحسیٔ قوم سے گر تم ہو پژمردہ — اسی تاریکیٔ منظر میں آثارِ سحر دیکھو
پرستارانِ وحدت کو طوافِ کعبہ میں دیکھو — دِلوں کے ولولے دیکھو محبت کی نظر دیکھو
جبینِ سجدہ جب دیکھو جھکی ہے خاکِ کعبہ پر — تو اسکو انفعالِ معصیت میں خوب تر دیکھو
غلافِ خانۂ کعبہ پکڑ کر گریہ و زاری — اسی منظر میں تم اسلام کے تفتہ جگر دیکھو
اگر تم دیکھنا چاہو کسی شیدائے ملت کو — تو اس کا چاک دل دیکھو اور اسکی چشمِ تر دیکھو
برستے ہوں جہاں ہر لمحہ میں انوارِ ربانی — وہاں کے خاص وقتوں میں دعاؤں کا اثر دیکھو
کرو تم بھی وہاں سنت خلیل اللہ کی تازہ — اور اس رسمِ مقدس میں حقیقت مستتر دیکھو

محبت کی دعائیں لو سفر سے کامراں آؤ
ادائے فرضِ حج کے بعد تم سب شادماں آؤ

محمود الحسن صدیقی۔ بی اے۔
چیف اڈیٹر رسالہ ظل السلطان

قبۃ الصخرا

عصمت کے جنوری نمبر میں مرزا حسین احمد بیگ صاحب نے قبۃ الصخرا کے حالات لکھتے ہوئے بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جن کی تشریح ضروری ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ یقینی طور پر معلوم نہیں کہ قبۃ الصخرا کس نے تعمیر کیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ یہ قبہ ۷۲ھ میں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ہی تعمیر کرایا تھا۔ ۷۲ھ اور خلیفہ عبدالملک بن مروان کا نام کتبہ میں بالکل درست ہے۔ اب یہ سوال کہ خلیفہ مامون کا نام کہاں سے آیا؟ اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلیفہ مامون چاہتا تھا کہ اس قبہ کی تعمیر اپنے سے منسوب کرے۔ چنانچہ اپنے نام کا کتبہ تو لگوا دیا مگر عبدالملک کا نام اور سنہ تعمیر مٹوانا بھول گیا۔ بہرکیف حاصل کلام یہ ہے کہ قبہ خلیفہ عبدالملک کا ہی تعمیر کرایا ہوا ہے اور ۷۲ھ میں تعمیر ہوا ہے۔ خلیفہ مامون کا نام بعد میں لکھا گیا ہے۔

اس سے آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ چونکہ بنی امیہ کا داخلہ مکہ میں بند ہو گیا تھا اس لئے عبدالملک نے یہ قبہ تعمیر کرایا تاکہ کعبہ کے رتبہ کی ایک عبادت گاہ قائم ہو جائے۔ یہ روایت بعض یورپ کے مورخوں کی کتابوں میں ملتی ہے۔ مگر اس کی اصلیت کچھ نہیں۔ عبدالملک کا ابتدائی عہد خانہ جنگی میں صرف ہوا۔ مگر اسی خانہ جنگی کے دوران میں جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ یعنی خانہ کعبہ پر قابض تھے کسی مسلمان کا داخلہ مکہ میں بند نہیں ہوا۔ بلکہ اسی زمانہ میں بنی امیہ اور یہاں تک کہ خارجیوں نے حج ادا کیا اور ان سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ کعبہ کا داخلہ آجتک کسی مسلمان کے لئے ممنوع نہیں قرار دیا گیا، اور خدا نہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا ہو، اب رہ گیا عبدالملک کا ایسی عبادت گاہ تعمیر کرانے کا خیال جو کعبہ کی ہم پلہ ہو سکے۔ یہ خیال ہی ہر مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور پھر عبدالملک تو خلیفہ تھا کس طرح ممکن ہے کہ اس نے یہ جرأت کی ہو۔ اصل وجہ تعمیر خود مضمون نگار صاحب نے پہلے پیراگراف میں لکھ دی ہے۔ اس کا اعادہ بیکار ہے۔

ضمناً ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ بچارے عبدالملک سے خلیفہ کا خطاب چھین کر اسے سلطان کا تازہ بتازہ خطاب دینے میں کیا مصلحت پوشیدہ ہے۔ عبدالملک کو سب مسلمان خلیفہ سمجھتے ہیں اور خلیفہ بھی ایسا جلیل القدر کہ چند ہی دوسرے خلفا اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ بھی اسے خلیفہ کہیں تو کیا ہرج ہے

آر۔بی (حیدرآباد دکن)

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھ دینا چاہیئے ورنہ شکایت معاف۔ مینجر

لڑکیوں کا پردہ

بعض جگہ لڑکیوں کے لئے بہت سخت پردہ ہے سبب کہ اپنے بہت قریب عزیزوں سے بھی لڑکیوں کو چھپایا جاتا ہے خواہ وہ عزیز کتنا ہی قریبی رشتہ کا ہو مگر لڑکیوں کی مجال نہیں جو ان کے سامنے آئیں یہ پردہ سات آٹھ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ اور اسوقت تک قائم رہتا ہے جب تک وہ اس گھر سے دلہن بنکر نہیں جاتی۔ نائن اور ملازمہ اور کوئی عورت دوسرے محلے سے آتی ہے اس سے بھی لڑکیاں پردہ کرتی ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لڑکیوں کو عورتوں سے کیوں پردہ کرایا جاتا ہے۔ کوئی ان عورتوں سے پوچھے کہ کیا یہ بھی خدا اور رسول کا حکم ہے جس کی پابندی یہ لوگ کرتے ہیں۔ اس پردہ سے سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ لڑکی کو بات چیت اور مہمان کی خاطر مدارات کرنے کی بھی تمیز نہیں آسکتی۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار برادری کی عورت آئے تو بغیر اطلاع کے نائن کی طرح اطلاع دینا معیوب سمجھا جاتا ہے جو چھپنے والی ہوگی آپ چھپ جائیں گی اس وقت ان بچاری لڑکیوں کی کوئی حالت دیکھے کہ کوئی لڑکی غسلخانہ میں گھستی ہے کوئی پلنگ اور چوکی پھلانگتے میں گر جاتی ہے اور سخت چوٹ کھاتی ہے پھر کوئی ان لڑکیوں کو نہیں دیکھتا کہ کہاں گئیں اور کس حال میں مبتلا ہیں، سارے دن اسی حال میں رہتی ہیں۔ اور اگر کسی کا اس طرف گذر ہو بھی گیا تو بہت ہی لاپرواہی سے اس کی طرف نظر کر کے جواب دیا جاتا ہے لڑکی اتنی بیتابی ایک ہی دن کے بیٹھنے میں گھبرا گئی۔ تو مایوں کس طرح بیٹھے گی، پھر تو نماز روزہ بھوک پیاس سب اس پردہ کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور گھر والوں کو اتنا خیال نہیں ہوتا کہ اس کی نماز قضا ہو رہی ہے۔ اگر کسی لڑکی نے شکایت کی کہ آپ لوگوں سے اتنا نہیں ہوا جو کوئی نماز کا خیال کرتا تو جواب دیا جاتا ہے "ہاں تم ہی تو بڑی نمازن ہو، غرض کہ سارے دن یہ لڑکیاں اسی طرح کمروں میں بند رہتی ہیں۔ شام کو ان کی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کئی مہینے سے بیمار رہے۔ اب بتائیے کہ ان لڑکیوں کو کیونکر عقل آئے، جب بچاری لڑکیوں کو اپنے کنبہ برادری کی مستورات سے پردہ کرایا جاتا ہے تو ان کے والدین یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ ان کی لڑکیاں غیر مذہب کی عورتوں سے تعلیم حاصل کریں۔ یا ان کی صحبت میں بیٹھکر تربیت پائیں۔ اس پردہ میں رہتے رہتے یہ لڑکیاں ہم عمر لڑکیوں سے بھی ٹھیک طرح بات نہیں کرسکتیں، بلکہ کوئی ہم عمر لڑکی ان سے ملنے آئے تو ان سے گھبرا جاتی اور صورت دیکھتے ہی اپنے کو چھپانے کے لئے دوڑتی ہیں یوں تو ان کو اس دن اتنی اجازت ہوتی ہے کہ کمرے سے صحن تک آسکتی ہیں۔ مگر اس دن شرم کی وجہ سے اتنی

آزادی بھی چھن جاتی ہے۔ بیاہ کے بعد یہ پردہ نہیں رہتا۔ پھر ان لڑکیوں کی عجیب پریشانی کی حالت ہوتی ہے۔ اس پردہ سے سوائے اسکے کہ لڑکیوں کی عقل پر پردہ پڑجائے۔ اور کوئی نفع سمجھ میں نہیں آتا، جن لڑکیوں کی پرورش اس طریقہ پر ہو وہ کب کسی قابل ہوسکتی ہیں۔ لڑکیوں کو اپنی ہم جنسوں سے پردہ کرانے کے بجائے انہیں اعلیٰ تعلیم دلانا اور آداب معاشرت سکھانا چاہیئے۔ انہیں عادت ڈالی جائے کہ ہر ایک عورت کے ساتھ تہذیب سے پیش آئیں، اس میں شک نہیں کہ لڑکیوں کے لئے شرم وحیا بہت ضروری ہے مگر شرم اس درجہ تک نہ پہنچ جائے کہ معیوب نظر آنے لگے۔

مسلم خواتین میں اول تو تعلیم کی کمی اسپر جو چند تعلیم یافتہ ہیں انہیں ملنے جلنے کے مواقع بہت کم ہیں۔ خدارا بہنوں ایسے رواج کی پابندی نہ کرو جس سے نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا۔ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے

-ا - ہ خ-

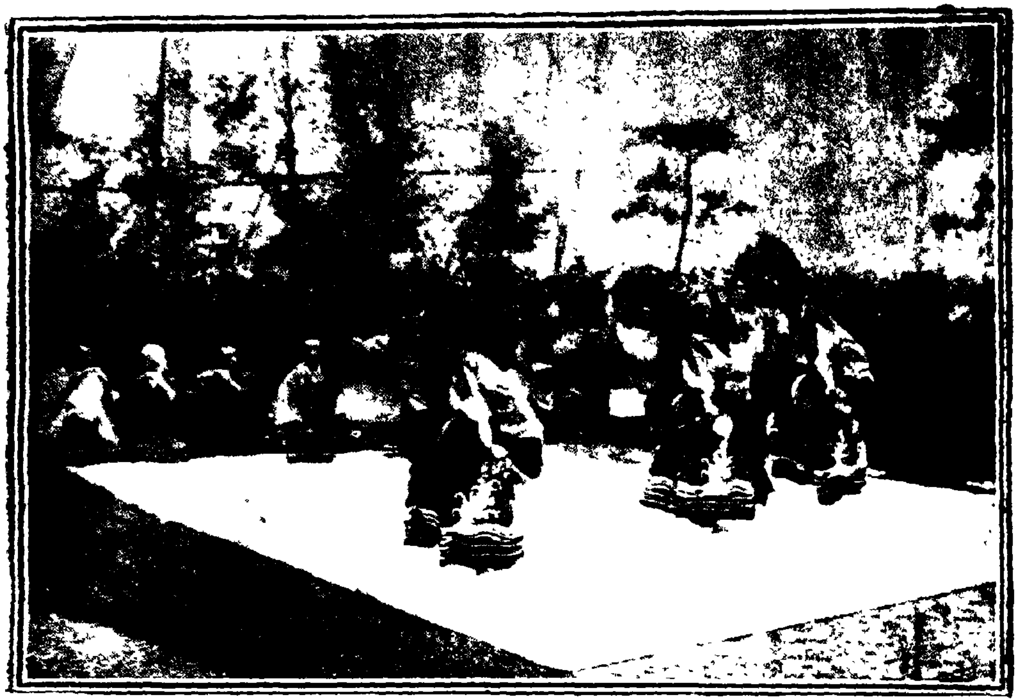
(بقیہ صفحہ ...) تھے دوست کام آتے۔ مگر یہ تو ... سلوک کا زمانہ ہی نہیں۔ نہ کسی سے امید رکھ سکتے ... آج تو یہ ہے کہ تمہارا سو ہمارا اور ہمارا تو ہمارا ہے ہی،

ایک اور واقعہ یاد آیا۔ کہ ایک صاحب بہت ہی کنجو ... اور اپنے قصبہ میں اسلئے بہت مشہور تھے کہ کبھی کسی کو ان ... فائدہ نہ پہنچا۔ نہ خدا کے نام پر کبھی ایک پیسہ دیا۔ خدا نے ... حسرت اور اہل قصبہ کی عبرت کے لئے انہیں ایک بیٹا عطا فرمایا۔ جو خیر سے جوان ہوا، اتفاق سے ایک ر... نوجوان کو بیحد بھوک لگی اور مارے بھوک کے بیتاب ... باپ گھر میں نہ تھا۔ نعمت خانہ جاکر دیکھا تو کچھ ٹکڑے ... کے مل گئے۔ مگر کھاتا کس چیز کے ساتھ۔ اسی کشمکش ... تھا کہ سامنے ایک الماری کے شیشوں میں پنیر رکھا ہوا دیکھا ... الماری مقفل تھی، بیچارا تسکین دینے کی غرض سے روٹی توڑتا اور جہاں پنیر رکھا تھا اسکے سامنے کے شیشے پر رگڑ کر منہ میں ڈالتا رہا گویا پنیر بھی کھا رہا ہے اس طرح ... روکھے ٹکڑے کھا رہا تھا کہ اس کا باپ بھی آن پہنچا اور بیٹے ... حرکت کو دیکھتا رہا غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آ... بڑھا اور کہا کمبخت کیا تیری شامت آئی ہے کہ پنیر تیرے سامنے ہو جب ہی حلق سے نوالہ اترے گا ایسے فضول خرچ اور چٹورے لڑکے کا تو نہ ہونا ہی بہتر تھا۔ یہ کہ... ایک تھپڑ رسید کیا!

آپ کو شاید ان باتوں کا یقین نہ آئے مگر ہیں یہ ... واقعات!

زہرہ بیگم فیضی بمبئی

جاپان کا قدیم رقص



جو جاپانی نوروز کے موقعہ پر ہوتا ہے اس رقص کو "سنش ماؤ" کہتے ہیں۔
اوپر کی تصویر اس رقص کے پہلے حصہ کی ہے۔

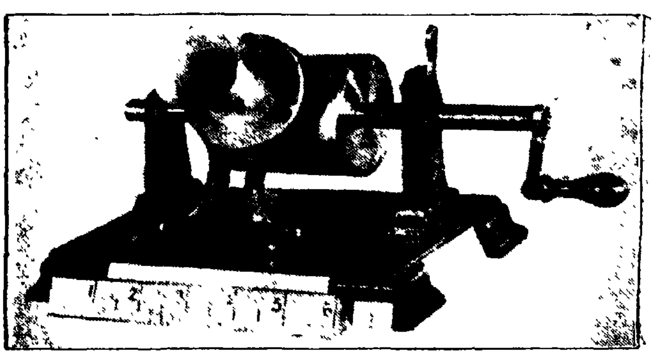


سوئٹزرلینڈ کے پہاڑوں پر ایک بچہ برف میں کھیل رہا ہے۔



وہ عمارت جہاں مرحوم مصری لیڈر سعد زاغلول پاشا کا مقبرہ ہے آئندہ
اس میں قدیم مصری بادشاہوں کی ممیاں دفن کی
جایا کریں گی -

گراموفون کا اولین نمونہ



جو مرحوم مسٹر اڈیسن نے ۱۸۷۷ میں تیار کیا تھا۔

کنجوسی کی انتہا

جو شخص بخیل کہا جاتا ہے اس کی شومی قسمت مانی ہوئی بات ہے۔ لیکن لئیم کا درجہ اس سے بھی بڑھا ہوا ہے لئیم اسکو کہتے ہیں جو نہ آپ کھاتا ہے نہ اوروں کو کھلاتا ہے۔ اس کی ازلی خدمت بس رکھوالی ہے۔ یعنی اپنے مال کی تعداد گننا اور کم و بیشی پر ہائے واۓ کرنا۔ اس کا اصول بس یہ ہے کہ چمڑی جاۓ تو جاۓ مگر دمڑی جاۓ

ایک امیر کبیر بمبئی کے باشندے جن کے پاس کروڑوں سے بھی کہیں زیادہ روپیہ موجود تھا۔ انکے دل کی تعریف اور پست حوصلگی کا ذکر کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ چوٹی کے امیر صرف اس حالت میں کھاتے تھے کہ جب جسم اور روح میں سخت جنگ ہوتی تھی۔ اور جب دیکھتے تھے کہ اب یہ رشتہ جو جسم و روح میں قائم ہے اب ٹوٹنے والا ہے۔

یہ اپنی دولت کے لۓ مشہور تھے۔ مگر کنجوسی کے لۓ اس سے بھی زیادہ معروف۔ وہ زمانہ مجھے خوب یاد ہے جب آۓ دن ان کے نفرت انگیز کنجوسی کے قصے سننے میں آتے تھے۔ والد خلد آشیاں کا بیان تھا کہ ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ یہ صاحب اپنی میلی کچیلی دھوتی کوٹ وغیرہ پہنے پڑی پھوٹی ڈوری سے بندھی ہوئی گاڑی یا بگھی میں سوار ہو کر بنک میں خود جاتے اور روپیہ لاتے۔ کیونکہ کسی پر ان کو اعتماد نہ تھا۔ اسی طرح روزانہ سودا سلف بھی خود خریدتے۔ اونچی حویلی کے سب سے اونچے حصہ میں رہتے تھے۔ باقی سب منزلیں کرایہ پر دے رکھی تھیں۔ اپنی بیوی کو تاکید تھی کہ جب بازار سے سودا لیکر آؤں تو تم خود کھڑکی کے پاس آکر رسی نیچے پھینکو۔ وہ رسی جب زمین پر لگ جاتی تو اسی رسی سے وہ ٹوکری باندھ دیتے جس میں یہ خود خرید کر چیزیں لاتے تھے۔ جب تک ٹوکری اوپر چڑھتی برابر دیکھتے رہتے تھے کہ کہیں کوئی چیز گر نہ پڑے یا کوئی چرا نہ لے۔ اس طرح سے بخیل صاحب کی آنکھوں کے سامنے سودا بیوی کے پاس بغیر کسی کی مدد کے پہنچ جاتا تھا۔ اور یہ انہیں اطمینان ہو جاتا تھا۔

یہ صاحب اپنے فرزند کو نصیحتیں ہمیشہ کرتے کہ روپے کو اچھی طرح سنبھالنا چاہیۓ بلکہ یہاں تک ہاتھ روکے رکھنا کہ ایک دمڑی بیجا خرچ نہ کیجاۓ

لڑکے کے جو بھی خیالات اُسوقت ہونگے اس نے باپ کی زندگی میں ظاہر نہ ہونے دۓ۔ مگر باپ کا انتقال ہوتے ہی لڑکا خود مختار ہو گیا۔ اور اس بے دردی سے خرچ کیا کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد نان شبینہ کا محتاج ہو گیا پھر اسکو کون دیتا اور کیوں دیتا۔ اس کے باپ نے اگر کسی کے ساتھ کوئی سلوک کیا ہوتا تو شاید پیاسے

(بقیہ صـ ۱۱۶)

غیب کی باتیں

ایک حیرت انگیز جرمنی افسانہ کا ترجمہ

اللہ اکبر! عورت بھی عجیب مجموعہ راز ہے۔ ہر زمانہ میں اس راز کے انکشاف میں طبع آزمائی کی گئی۔ لیکن کوئی عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ کتابوں پر کتابیں اس کی تعریف میں سیاہ ہو چکیں، ہر قوم نے اسے سراہا۔ شاعروں نے تشبیہات ہی ڈھونڈتے ڈھونڈتے عمریں گنوادیں، مصور کی قلم اس کے نقش سے حیران ہے۔ قانون داں کا دماغ اس کے حقوق کے تحفظ سے پریشان۔ عالم مذہب میں اس کا عنوان الگ مقرر کرتے ہیں۔ سیاست داں اس کے حقوق کی حفاظت پر جان فدا کرتے ہیں۔ غرض ساری دنیا کو چکر میں ڈال رکھا ہے۔ کوئی فتنہ وفساد کی جڑ بتاتا ہے۔ کوئی اس کی شرکت کو دنیاوی معراج تصور کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے بھی اسی کی شان میں ایک الگ سورۃ نازل فرمائی۔ جاپانی مائیتھولوجی میں اس کی اہمیت کا ذکر یوں کیا گیا ہے کہ حضرت انسان جب مرد کی شکل میں عدم سے وجود میں تشریف لائے تو اول اول ہر چیز کو دیکھ دیکھ کر بہت خوش ہوئے آخر کار چند دن ہو حق کے میدان سے طبیعت اکتا گئی۔ خدا سے دعا کی کہ میرا اس وحشت کدہ میں بالکل دل نہیں لگتا۔ خدا نے یکے بعد دیگرے جنگل پہاڑ اور چشمے جو گوناگوں پھولوں سے آراستہ تھے پیدا کئے، لیکن انسان کا دل ان سب چیزوں سے تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد متنفر ہوتا گیا۔ اور پھر خدا سے دعا مانگی کہ کوئی ایسی نعمت عنایت کر جس سے دل کو سکون وخوشی حاصل ہو تب خدا نے عورت کو پیدا کیا۔ اس کو دیکھ کر حضرت انسان کو جو خوشی ہوئی بیان سے باہر ہے۔ پہلی نعمتوں کا لطف دوبالا ہو گیا۔ تمام کائنات میں روح پڑ گئی۔ اور سمجھ میں آیا کہ عمارتِ دنیا میں اسی آخری اینٹ کی کسر تھی لیکن لیکن اپنی فطرت کی بنا پر کچھ عرصہ کے بعد پھر اکتا کر شکایت لیکر خدا کے پاس پہنچے، وہاں سے حکم ہوا کہ جاؤ اب تمہارا اس دنیا میں کوئی علاج نہیں۔ آخر کار مجبور ہو کر دنیاوی زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔

مجھے یہ باتیں ایک جاپانی دوست سے معلوم ہوئیں۔ اس نے مجھے اور بہت سی عجیب وغریب باتیں سنائیں جن میں سے ایک اسوقت لکھتا ہوں سب سے پہلے میں اپنے ناظرین کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جاپانی ایک ہی فرد میں روحوں کی کثرت اور تناسخ کا اعتقاد رکھتے ہیں جن کی تفصیل ہم کو اصل مقصد سے دور کر دے گی۔

میرے دوست نے سلسلہ گفتگو اس طرح چھیڑا۔ ہم جاپانیوں کے اعتقاد سے متعلق ایک عجیب وغریب بات یہ ہے کہ اکثر دیوتاؤں کی مدد سے کسی شخص کی روح کسی نیک مقصد کے لئے اس کے جسم سے تھوڑے عرصہ کے لئے علیحدہ بھی کیجا سکتی ہے۔ تاکہ اس شخص کے رموز باطنی سے آگاہی حاصل ہو سکے لیکن اس طرح جسم کو کوئی اذیت

یہ بھی سنئے ! وہ کس طرح ہوتا ہے ؟ ایک شخص کسی اور عورت سے شادی کرنی چاہتا ہے لیکن صرف ایک شبہ ہے "کیا وہ بھی مجھ سے شادی کے بعد ایسی محبت کرے گی۔ !

لہٰذا وہ کیا کرتا ہے ؟ وہ اپنے جوار کے مندر میں جاتا ہے۔ وہاں اپنے دل کی کیفیت اور شبہ کا حال بیان کرتا ہے۔ پھر دیوتاوں سے اس بات کی دعا کرتا ہے کہ وہ اسکو اصل حقیقت سے آگاہ کردیں اور اسے پوری پوری کیفیت معلوم ہوجائے۔ پجاری اس کا نام بغیر دریافت کئے عمر۔ روز۔ اور ساعت پیدائیش دیوتاوں کی اطلاع کے لئے نوٹ کرلیتے ہیں اور اس شخص سے کہہ دیتے ہیں کہ سات دن بعد مندر میں پھر آنا۔ اور جواب لیجانا۔ اس سات روز کے عرصہ میں پجاری دیوتاوں کی پوجا کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ شبہ رفع ہوجائے۔ پجاریوں میں سے ایک پجاری بلاناغہ علی الصباح ٹھنڈے پانی سے نہاتا ہے اور صرف وہی غذا کھاتا ہے جو متبرک آگ پر تیار کی گئی ہو۔ آٹھویں دن جب وہ شخص مندر میں واپس آتا ہے تو اسکو مندر کے اندر کی کوٹھڑی میں جہاں پوجاریوں کا مجمع ہوتا ہے لیجاتے ہیں۔ چند رسومات جن میں مخصوص منتر بھی شامل ہوتے ہیں ادا کی جاتی ہیں۔ سب خاموش بیٹھے دیکھتے ہیں یکایک اس پجاری پر جس نے متبرک آگ کا پکا ہوا کھانا کھایا تھا۔ جاڑے کے بخار کی قسم کا لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ اس لرزہ کی تفصیل یہ بیان کیجاتی ہے کہ اسوقت دیوتاوں کی مدد سے اس لڑکی کی روح پجاری کے جسم میں آجاتی ہے، لیکن لڑکی کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی بےشک اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اس وقت جہاں کہیں بھی ہوتی ہے وہیں اسپر ایک گہری نیند غالب آجاتی ہے اس خواب غفلت سے اسے کوئی نہیں جگا سکتا۔ چونکہ لڑکی کی روح پجاری کے جسم میں موجود ہوتی ہے اسوجہ سے وہ سب باتیں سچ سچ بیان کرتی ہے۔ اور کوئی دلی راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا، پجاری کی آواز اس کی ذاتی آواز نہیں ہوتی بلکہ اس کا لب ولہجہ بالکل لڑکی کا سا ہوتا ہے۔ عورتوں ہی کی آواز میں وہ اپنے احساسات کا اظہار حقیقت کے مطابق کرتی ہے۔ کہ تجھ سے شادی کے لئے رضامند ہوں یا مجھے تجھ سے نفرت ہے"۔ اظہار نفرت کے ساتھ اس کی وجوہ بھی بیان کرتی ہے لیکن محبت کے اظہار کے لئے تفصیل کو کام میں نہیں لاتی۔ اس کے بعد پجاری کا رعشہ ختم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ لڑکی کی روح اپنے اصلی جائے سکونت کی طرف واپس چلی گئی۔ اب وہ منہ کے بل گر پڑتا ہے اور کافی عرصہ تک بےحس وحرکت پڑا رہتا ہے۔

میں نہایت غور سے یہ تمام داستان سنتا رہا، پھر میں نے کہا" دوست! واقعی تم نے ایک عجیب بات سنائی جو کبھی دیکھی نہ سنی لیکن یہ تو بتاؤ کیا تمہارے ساتھ بھی کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جس میں دیوتاوں کی طاقت اور زور سے کسی کی روح اس کے جسم سے نکلکر پجاری کے جسم میں داخل ہوگئی"۔

اس نے کہا" ہاں مجھے خود اس بات کا ذاتی تجربہ ہے"۔

میں خاموش ہوگیا اور اس کی گفتگو کا منتظر رہا۔ اس نے اپنے پائپ کا تمباکو نکال کر ایک طرف پھینکا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر پھولوں کی جانب تھوڑی دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔ پھر مسکرایا اور سلسلۂ گفتگو اس طرح شروع کیا۔

"مسٹر! میری شادی چھوٹی سی عمر میں ہوگئی تھی۔ کئی سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ خدا خدا کرکے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ لیکن میری بیوی اپنے بچے کو اور مجھے تنہا رنج والم کی حالت میں چھوڑ کر رحلت کرگئی۔ اور بدھ جی سے جا ملی، میرے بیٹے کی تربیت و پرورش بہت غور و پرداخت سے ہوئی۔ وہ میری اور میرے والدین کی آنکھوں کا تارا اور کلیجے کی ٹھنڈک تھا۔ اسی کے وجود سے گھر میں اجالا تھا یہاں تک کہ وہ حسین و جمیل قوی و ہیکل جوان ہوگیا۔ اسی اثنا میں ملک میں غدر و فساد اور انقلاب برپا ہوگیا۔ یہ فتنہ ملک کے جنوبی حصے سے اٹھا۔ میرا بیٹا بھی آسمانی بیٹوں کی فوج میں شامل ہوکر جنوبی جنگ عظیم میں شریک ہوا وہاں جوانمردوں اور بہادروں کی طرح جان دی اور مجھ سے جدا ہوکر اس پیاری بیوی کی نشانی اپنے ساتھ لےگیا۔
میں اسے بیحد پیار کرتا تھا لیکن میں نے جب پہلی مرتبہ یہ سنا کہ اسے ہمارے قیصر کی مبارک ہستی کے لئے جان فدا کرنی نصیب ہوئی۔ تو فوراً میرے منہ سے نکلا۔ آہ! وہ کس قدر خوش قسمت تہا۔ اور میری آنکھوں سے مسرت کے آنسو ٹپک پڑے، ہمارے خاندان کے سپوتوں کے لئے اس سے اچھی موت نہیں ہوسکتی۔
اس کی لاش وہیں میدان جنگ میں ایک ٹیلے پر قلعہ کے قریب دفن کی گئی یہ جگہ بہت دور تھی میں نے اسکی قبر پر پھول چڑھانے کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا اور وہاں گیا۔ اس کا نام ابھی تک اس اعزازی یادگار پر کندہ ہے جو اس جنگ کے ان بہادروں کے لئے جنہوں نے قیصر کے مبارک مقصد کی راہ میں جوانمردی اور بہادری سے اپنی جانیں فدا کی تھیں قائم کی گئی ہے، جب میری نگاہ اس نام پر پڑتی ہے تو میرا دل فرط محبت و مسرت سے ہنستا ہے۔ میں اس سے باتیں کرتا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ پہلو بہ پہلو کھڑا ہے اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن میں تو کچھ اور بیان کرنا چاہتا تھا

میں رات دن بیوی اور بیٹے ہی کے خیال میں کبیدہ خاطر رہنے لگا جب تک وہ میرے ساتھ ہی میرے لئے دنیا خوشی کا ایک سمندر بے پایاں تھا جس میں غوطے لگایا کرتا تھا، کبھی کوئی دل آزار گفتگو ہمارے درمیان نہیں ہوئی جب وہ مجھ سے جدا ہوئی تھی تو میں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا۔ بلکہ میرا کامل اعتقاد تھا کہ میں اب کبھی دوبارہ شادی نہیں کرسکونگا۔ دو ہی سال گذرے تھے کہ میرے والدین کو گھر میں ایک بہو لانے کی خواہش ہوئی اور مجھ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک شریف اور اچھے خاندان کی خوبصورت لیکن غریب لڑکی کا انتخاب کرکے اس کا ذکر مجھ سے کیا۔ اس خاندان سے ہمارا رشتہ بھی ہوتا تھا۔ لڑکی ہی کی محنت پر ان کا گذارہ تھا۔ وہ

اور وہ ریشمی کپڑے بنا کرتی تھی اور اس کی آمدنی سے بسراوقات کرتے تھے اول تو اسکی ذات میں اعلیٰ جوہر موجود تھے یعنی حسن اخلاق کے ساتھ حسن ظاہری کی بھی مالک تھی دوسرے اس خیال سے کہ وہ ہمارے رشتہ دار ہوتے تھے افلاس کی قید وتنگی میں گرفتار ہیں۔ یہی مناسب سمجھا کہ اس سے میں شادی کرلوں اور اس طرح لڑکی کے والدین کو بھی زمانے کی گردش سے رہائی نصیب ہو۔ اس زمانے میں ہم زمیندار ہونے کی حیثیت سے چاولوں کے کئی کھیتوں کے مالک تھے۔ میری عادت میں والدین کی حکم عدولی کرنا داخل نہ تھا۔ لہذا اس مرتبہ بھی میں نے کوئی صدائے مخالفت بلند نہیں کی۔ بات چیت ہوگئی۔ یہاں تک کہ شادی کی تیاریاں بھی ہونے لگیں،

مجھے اس سے پہلے لڑکی کو دو مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ پہلی مرتبہ اسکی خوبصورتی اور شرافت کو دیکھکر میں نے اپنے کو بڑا خوش قسمت سمجھا اور میرے دل میں مسرت کی لہریں امنڈنے لگیں لیکن دوسری مرتبہ میں نے مشاہدہ کیا تو اس کے گلگوں رخسار۔ دل اور گلاب سے چہرے سے افسردگی کے آثار نمایاں تھے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی رو چکی ہے اس نے اپنی نگاہیں بھی میری طرف سے پھیر لیں۔ میرا دل کانپنے لگا۔ معاً مجھے یہ خیال ہوا کہ وہ مجھ سے روگرداں ہے اور نفرت کرتی ہے۔ شاید والدین کے مجبور کرنے پر شادی کے لئے رضامند ہوگئی۔ پس میں نے دل میں ٹھان لی کہ دیوتاؤں سے دریافت کرنا چاہیئے میں نے شادی کی تاریخ بڑھوادی اور قریب کے مندر میں گیا۔ جب پجاری پر لرزے کی حالت طاری ہوئی تو لڑکی کی روح مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگی" مجھے تجھ سے دلی نفرت ہے۔ تیرا چہرہ دیکھتے ہی میرا جسم رنج سے سرد پڑجاتا ہے۔ میں تو ایک اور شخص سے شادی کرنا چاہتی ہوں، یہ شادی میری زبردستی کیجارہی ہے مجھے تجھ سے ازحد نفرت ہے لیکن مجھے تجھ سے شادی کرنی پڑے گی۔ کیا کروں مجبور ولاچار ہوں۔ میرے والدین بڈھے اور مفلس ہیں۔ میں ہی ان کا سہارا ہوں۔ مجھ اکیلی میں اتنا دم بوتہ نہیں کہ انکے پورے خرچ کی کفیل بن سکوں۔ اس روز کی محنت کشی سے مجھے اپنی صحت کے زوال اور زندگی کے اختتام کا اندیشہ ہے۔ میرے بعد انکی کون خبر لیگا۔ بالفرض میں تیری بیوی بن بھی گئی اور بحیثیت تیری بیوی کے اپنے حقوق وفرائض کی پوری پوری انجام دہی میں کوشش بھی کی تو یہ یاد رکھ کہ خوشی اور مسرت کو اپنے گھر میں نہ پائیگا۔ یہ باتیں تیری چار دیواری سے کوسوں دور رہونگی محض اسوجہ سے کہ میری نظر تجھکو ہیم گہری نفرت سے دیکھتی ہے۔ تیری آواز میرے دل اور سینہ کے لئے خنجر زہرآلود کا اثر رکھتی ہے جب میں تجھے اپنے سامنے کھڑا دیکھتی ہوں اسوقت موت کو زندگی پر ہزار درجے اولیٰ وبہتر سمجھتی ہوں" جب مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا تو میں نے اس کا ذکر اپنے والدین سے کیا اور ساتھ ہی اس لڑکی کے نام ایک مہذب خط تحریر کیا جس میں اس سے معافی مانگی۔ اس کے بعد میں نے اپنی بیماری کا بہانہ کردیا تاکہ یہ بات طشت ازبام نہ ہوجائے اور چپ چپاتے نسبت چھوٹ گئی۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ اس کی شادی اسی نوجوان لڑکے سے ہوئی جس سے وہ چاہتی تھی، میرے والدین نے پھر کبھی دوبارہ شادی کا ذکر نہیں چھیڑا۔ انکے انتقال کے بعد سے اب تک میں اکیلا ہی ہوں"۔ میرے جاپانی دوست نے اس قصہ کو یہیں چھوڑکر دوسری باتیں شروع کردیں لہذا میں بھی سلسلہ تحریر کو یہیں ختم کرتا ہوں

(ترجمہ از جرمنی) سید مغنی الدین شمسی (برلن)

مشنری بی بیاں

عصمت میں اس موضوع پر اکثر مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ آج میری نظر سے ایک بہن کا مضمون گذرا دیکھنے سے مجھے بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملا۔ بہن صاحبہ مشنریوں کے حالات میں لکھتی ہیں کہ اک وہ کسی ایسی ہوٹل میں ٹھیریں جہاں مشنری بی بیاں بھی اتری ہوئی تھیں۔ وہ ان بہن کو عیسائی سمجھی ہوئی تھیں انہیں یہ معلوم کرکے تعجب ہوا کہ آپ ایک مسلمان خاتون ہیں۔

واپسی کے وقت وہ بڑے پیار سے ان بہن کو انجیل پیش کرنا چاہتی تھیں مگر انہوں نے حتی المقدور اس کے چھونے سے گریز کیا اور کسی طرح ان لوگوں سے بچکر بھاگ نکلیں، میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ کیوں ہاتھ لگانے سے اس قدر احتراز کیا گیا۔ کیا اس عمل سے ہماری بزدلی کا ثبوت نہ دیا گیا۔ اگر ہمت سے کام لیں اور اپنی مذہبی معلومات سے کام لیں تو ان کو ہمارے سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

یوں تو مجھے بچپن سے مشنری بی بیوں میں رہنے اور ان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر گھر پر بھی تعلیم خاطر خواہ دی گئی۔ مشنری بی بیاں اکثر یکشنبہ کے دن حسب معمول گشت کے لئے نکلتیں تو ہمارے ہاں بھی آیا کرتیں اور والدہ صاحبہ سے باتوں باتوں میں بحث چھڑ جاتی جو گھنٹوں میں ختم ہوتی۔

یہ مشنری ہندوستان کے چپہ چپہ پر موجود ہیں۔ ان میں اکثر سنجیدہ طبیعت کی ہوتی ہیں، اگر کوئی تیز مزاج ہو بھی تو انہیں اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ میں چند مشنریوں کے حالات بہنوں کی دلچسپی اور معلومات بڑھانے کے لئے تحریر کرتی ہوں۔

ایک دن ایک دیہات میں اک پادری کی بیوی صاحبہ کے ہاں جانیکا اتفاق ہوا۔ یہ بہت ہی نیک اور سیدھی بی بی تھیں مگر اپنے فرض سے بھلا کب چوکنے والی تھیں۔ ہماری واپسی سے پہلے اپنے مذہب کی تعریف شروع کی جیسا کہ اکثر جہلا کے سامنے کیا کرتے ہیں۔ والدہ صاحبہ کو بھی جواب دینا ضروری تھا۔ کیونکہ ہم بچے سب ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ ہمارا اور آپ کا مذہب حضرت عیسیٰؑ تک ایک مانا چلا آتا ہے۔ آپ لوگ وہیں ٹھیر گئے۔ ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بڑھتے چلے آئے جس کی کہ حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے جس کے آپ لوگ دوسرے معنے لیتے ہیں۔

میم صاحبہ: مجھکو اس بات کے معلوم ہونے سے زیادہ مسرت حاصل ہوئی کہ آپ کو اپنے اور دوسرے مذہب کے معلومات میں زیادہ معلومات حاصل ہیں۔ شاید آپ نے انجیل بھی پڑھی ہوگی، آپ کو معلوم ہوگا کہ عیسیٰ تین باپ

پیدا ہوگئے ہیں اور آپ کو شاید تثلیث کے مسئلہ سے انکار نہ ہوگا۔

والدہ صاحبہ: ہمارے قرآن شریف میں دوسرے پیغمبروں کی طرح ہی عیسےٰ علیہ السلام کے حالات بھی درج ہیں، ہم ان کی ایسی ہی عزت کرتے ہیں جیسے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور داؤدؑ وغیرہ کی۔ مگر تثلیث کا اس میں ذکر نہیں ہاں بس خدا نے آدم کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کیا اوس کو بغیر باپ کے پیدا کرنا کونسی بڑی بات ہے۔

میم صاحبہ: میں آپ کے صلاحیت سے بہت خوش ہوئی۔ میرے پاس انجیل مقدس کا اردو ترجمہ ہے، آپ اس کو آسمانی کتاب مانتی ہوں گی۔ اس کے پڑھنے سے خود اچھی طرح جان لینگی کہ حضرت عیسےٰ کا ظہور دنیا میں کس طرح ہوا۔

والدہ صاحبہ: میں بھی تو یہی چاہتی ہوں کہ مجھکو انجیل مقدس کی کل نقل چاہیئے۔ نقل تو ان خلفاء کی ہے جنہوں نے اپنے پیغمبر کو سولی دی۔ ان کی سچائی کا کس کو اعتبار ہو سکتا ہے۔ معلوم نہیں کہ اپنی شہرت کے لئے کس قدر ردوبدل کی ہو۔ جب ایک عنوان پر کوئی طالب علم مضمون لکھتا ہے تو کوئی اپنے اظہار خیالات کا جوہر دکھاتا ہے کوئی اپنی لیاقت کا۔ یہ تو آسمانی کتاب ٹھیری۔ اس کا لکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ہمارا قرآن مقدس خود ہمارے پیغمبر نے صحیح فرمایا اور جمع کیا ہوا اب تک موجود ہے ممکن نہیں کہ تیرہ سو سال میں اک حرف کا بھی ردوبدل ہو سکے،

اس کے بعد والدہ صاحبہ نے پیغمبر صاحب کے کچھ اسوہ حسنہ بیان کئے جس کو پادری صاحبہ کی طالب العلم لڑکیاں غور اور تعجب سے سن رہے تھے۔ کیونکہ مباحثہ تلنگو زبان میں تھا سب لڑکیاں اپنی مادری زبان ہونے سے خوب سمجھ رہی تھیں،

اک طالب علم لڑکی: کیوں بیگم صاحبہ یہ کیا فرماتی ہیں وہ یعنی محمد صلعم کیا نیک خلق آدمی تھے،

میم صاحبہ: ہاں انہوں نے بھی بہت سے اچھے کام کئے ہیں۔ یہ الٹا اثر دیکھ کر وہ کہیں دعوت پر جانے والی تھیں ہم سے معذرت کی اور روانہ ہوگئیں،۔

پھر اک دفعہ ہمارے وطن میں ہی ایسا واقعہ پیش آیا اک ٹیبل ٹرننگ اسکول کی پرنسپل صاحبہ اپنی چند طالبات کے ساتھ ہمارے ہاں اپنے یکشنبہ کے گشت میں تشریف لائیں اور فطرۃً نہایت غصہ رکھتی تھیں۔ جلد برافروختہ ہوگئیں۔ اور چونکہ یہاں ہر بات کا معقول جواب مل رہا تھا۔ اسلئے چہرہ کی سرخی دوچند ہوگئی۔ آخر مجھے کہنے لگیں کہ شاید تمہاری والدہ صاحبہ تمہارے بھائی کو اک عیسائی بادشاہ کی عملداری میں ملازمت نہ کرنے دینگے۔

والدہ صاحبہ: آپ مطمئن رہئے ہم عیسائیوں کے دشمن نہیں ہیں۔ ہمکو قرآن پاک نے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم ایک رعایا کی حیثیت میں بادشاہ کے خیر خواہ رہیں خواہ وہ کسی قوم کا ہو،

مس صاحبہ: میں یہاں خود کچھ کہنے کے لئے آئی ہوں نہ کہ سننے کے لئے ہاں آپ کو ایسے ہی تبلیغ اسلام

کی ذہن سمائی ہے تو بسم اللہ ہماری طرح کام شروع کر دیجئے۔ ایسے گھر پر آنے جانے والوں کو دعوت دیجئے کہ ہندو ہیں۔ آپ خفا نہوں وہ آپ سوالوں کا جواب دے رہی ہیں اور وہ بھی آپ کی طرح اپنے مذہب کی توہین ہوتے دیکھ نہیں سکتیں۔ ہر فرد بشر دنیا میں اپنا مذہب بہتر سمجھتا ہے اور اس کی وساطت کا کوشاں۔ کیا آپ نہیں جانتیں کہ آج کل خواجہ کمال الدین انگلینڈ میں کیا کار نمایاں کر رہے ہیں۔

پرنسپل صاحبہ اپنے طالبات کو ایسے الفاظ سننا ناپسند نہ کرتی تھیں جھٹ مصنوعی ہنسی سے مل کر رخصت ہوگئیں۔ اتفاقاً دوسرا کوئی ہائی سکول نہ ہونے سے مجھے اس مشنری کی بی بیوں میں جاکر پڑھنے کا اتفاق ہوا جہاں مختلف مشن اسکول تھے۔ اور انجیل کا پڑھنا لازمی تھا۔ جب میں نے انجیل پڑھی تو حقیقت سمجھ میں آگئی۔ انجیل میں فقط حضرت عیسٰے اور ان کے خلفاء کی سوانحعمریاں اور چند پند و نصائح ہیں،

میں اور دیبری کے ساتھ فرصت کے اوقات بورڈنگ کی لڑکیوں اور کرسچن مدرسوں کو قرآن شریف کی حقانیت بتاتی، بہت سی عیسائی بہنوں کو قرآن شریف کے پاروں کا انگریزی ترجمہ منگوا کر دیا، خود اسکول کی ہیڈ مسٹرس صاحبہ اس کتاب مقدس کی لاجواب ہونے کے قائل تھیں،

بیٹل اسکول کی پرنسپل صاحبہ جو اسی کمپونڈ میں رہتی تھیں جب مجھے دیکھ پایا تو تعجب سے ہماری پرنسپل صاحبہ سے دریافت کیا کہ آیا یہ انجیل پڑھ رہی ہے جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ گذشتہ ماہ کے امتحان میں وہ دوسرے نمبر پر ہے تو مس صاحبہ نے کہا ہاں انہیں خوب پڑھائیے۔ اک دن کی بھی رعایت نہ کیجئے، اسی موقعہ میں میں نے ہائی سکول کی پرنسپل صاحبہ کو مذہب اسلام کی حقانیت پر چھوٹا سا لکچر دیا اور انہیں بھی قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ پیش کیا وہ ہنس کر کہنے لگیں اچھا دیکھوں تو سہی تمہارا یہ جوش بیاں کہاں تک درست ہے۔

ان لوگوں میں جو خوبی قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ بچوں میں بچپن ہی سے مذہبی تعلیم دیجاتی ہے اور اپنا فرض پوری طرح ادا کرتی ہیں ایک چہار سالہ لڑکی جس سلیقہ سے دعا مانگتی ہے۔ شاید دوسرے بوڑھے نہ جانتے ہوں۔ ہم ان سے تبلیغ کا سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ اور اپنے پیغمبر صلعم کے قول کے موافق جو اچھا لے۔ اور جو برا ہے چھوڑ دے، عمل کرسکتے ہیں۔ میں نے بہت سے اسلامی دینیات اور گورنمنٹ کے مدرسے دیکھے ہیں۔ مگر کسی میں خاطر خواہ مذہبی تعلیم نہیں ہے، شاید پنجاب اور حیدرآباد میں ہوں۔ مگر صوبہ مدراس میں بالکل مفقود ہیں۔ نماز کی پابندی تک نہیں کیجاتی ہے۔

عرض ایک معمولی لیاقت والی بہن بھی ہمت اور حوصلہ افزائی سے کام لیں تو بہت کچھ کرسکتی ہیں۔

فاخر النساء بیگم
نیلوری

گرم پانی

آجکل جاڑے کے موسم میں صبح ۵ بجے اٹھکر اپنے والدین شوہر کیلئے گرم پانی تیار کرکے دینا نہایت تکلیف دہ امر ہے مسلمان بہنوں کے لئے جن کے ہاں مامائیں نہیں ہیں، ر گود میں ننھے ننھے بچے ہیں،

اس تکلیف کا احساس کرکے ایک بہت آسان ترکیب پانی گرم ملنے کی لکھتی ہوں۔ کلسی میں پانی بھر کے اس قدر م کریں کہ اس میں آدھا حصہ سرد پانی ملانے کے قابل ہو جائے اسکو کسی برتن سے کلسی کا منہ بند کرکے کمبل یا ٹاٹ میں لپیٹ یجئے اور دو ایک کپڑے اور ڈال دیجئے اور کمرہ کے کسی گوشہ س جہاں ہوا کا گذر نہ ہو رکھ دیجئے علی الصباح پانی ایسا ملیگا یسا کہ ابھی کا تیار کیا ہوا ہے۔

ہاجرہ خاتون

جسد انسانی سے

اے جسد انسانی! اس بات کا تو مجھے علم۔ تجربہ اور احساس ہے ہماری روح کو تجھ سے گہرا اور بہت ہی گہرا اُنس ہوتا ہے تو اسکی یف اور پریشانی کی حفاظت کیلئے سینکڑوں تدابیر اختیار کرتا ہے یہ معلوم کرنے سے میں قاصر ہوں کہ جسوقت درد و کلفت کا گذر تجھ پر سے تجاوز کرتا ہے تو یہ تیری ہمدرد و مونس تجھ سے ہمیشہ کیلئے ں جدا ہو جاتی ہے،

محبت اور آشتی کے اس نرالے قاعدہ کے راز کو تو مجھ پر منکشف کر آہ کس قدر شدید ہو کا ہے۔

ح۔ ا بنت غلام حسین

کارآمد باتیں

گلدان میں کوئلوں کا سفوف اور پانی ڈالکر گلدستہ رکھنے سے پھول ایک ہفتہ تک نہ کملائیں گے۔ گل لالہ اور گلاب کے پھول ڈنڈی سمیت توڑلیں اور نیچے کے حصہ کو دیا سلائی سے ذرا سا جلا دیں اس سے پھول کافی عرصہ تک شگفتہ رہ سکیں گے،

نیم کے پتوں اور سنگترے کے چھلکوں کی دھونی سے مچھر کم ہو جاتے ہیں۔

سفید چینی باریک پیسکر انڈے کی سفیدی میں ملائیں کانچ کے ٹوٹے ہوئے برتنوں کو جوڑنے کے لیے از حد مفید ثابت ہوئی ہے۔

حقے کا باسی پانی سانپ کے سوراخ پر ڈالدینے سے سانپ اسکے اندر ہی مرجاتا ہے

کاغذ پر تیل کا دھبہ پڑ گیا ہو تو قلعی والے چونے کو پانی میں ترکرکے دھبے پر لگادیں اس سے فوراً دھبہ دور ہو جائیگا۔

اشتہا سے زیادہ کھانا صحت کیلئے مضر ثابت ہوتا ہے

بچوں کو ریت میں کھیلنے دو اس سے بچے قوی ہوتے ہیں۔

چھری یا چاقو کے زخم پر ٹھنڈے پانی میں پٹی بھگو کر باندھنے سے آرام آجاتا ہے۔

تیز بخار میں زیادہ باتیں کرنی مفید ہوتی ہیں اس سے بخار میں کمی آجاتی ہے،

گردن جھکا کر بیٹھنے سے پھیپھڑے کمزور ہو جاتے ہیں

اقبال جہاں نزہت

خیالی بیماری

یوں تو بیماری کی کئی قسمیں ہیں۔ مگر میں دو طرح کی بیماریوں کا ذکر کرتی ہوں ایک تو وہ جو خود بخود ہو جائے یا کسی نامعلوم طریقے کی وجہ پرہیزی سے اٹھ کھڑی ہو، یا ثقیل غذا۔ یا سرد یا گرم کی وجہ سے ہو یا کسی غیر معمولی حادثہ یا صدمہ سے ہو جائے اور آہستہ آہستہ یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ باوجود احتیاط و علاج کے بھی انسان کو بستر پر دراز ہو کر پڑے تو ایسی حالت میں مجبوری ہے، میں اس طرح کے مریض کو واقعی قابل رحم سمجھتی ہوں، کیونکہ بیماری زبردستی اسکے گھر آئی۔ اس نے دعوت نہیں دی تھی، لیکن بیماری کی یہ دوسری قسم نہایت تکلیف دہ اور خطرناک ہے جو شوق سے خریدی جاتی ہے، غالباً یہ تو آج کل فیشن ہی میں داخل ہے کہ جہاں کسی نے احوال دریافت کیا مزاج پرسی کی جھٹ جواب ملیگا کہ "بہن کیا کہوں آئے دن بیمار رہتی ہوں" زیادہ تر ایسی بیماریاں ان لڑکیوں میں دیکھی جاتی ہیں جو اپنی اماں جان کی لاڈلی ہوا کرتی ہیں، ان کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ کسی جگہ مہمان گئیں اور وہاں کچھ دیر بیٹھیں پھر کیا تھا وہیں اماں جان کے کندھوں پر رونی صورت بنا کر سر ڈال دیا۔ ماں نے جو یہ حالت دیکھی تو بیتاب ہو گئیں "ہے ہے دلاری بیگم کیسا مزاج ہے، کیا ہوا" صاحبزادی ہیں کہ مارے نقاہت کے بول بھی نہیں سکتیں۔ جب پوچھتے پوچھتے دس منٹ گذر گئے تو لبوں کو جنبش ہوئی۔ آہستہ سے بولیں "سر میں درد ہو رہا ہے" اب کیا تھا، اماں جان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، صاحب خانہ سے فوراً رخصت کی درخواست کی گئی، وہ بچاری ایسی حالت میں کب روک سکتی تھیں۔ بصد رنج و ملال اجازت دیدی۔ اب گھر پہنچتے ہی لڑکی بستر پر لٹا دی گئی۔ ماما سرہانے بیٹھ گئی، اماں ہیں کہ حواس ٹھکانے نہیں۔ بار بار پیشانی پر ہاتھ رکھکر بخار کا انتظار کرتی ہیں۔ یا دیکھ رہی ہیں کہ کہیں بخار تو نہیں ہو گیا، اوپر سے بی ماما آئیں ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہی بولیں "ہے حضور صاحبزادی کے دشمنوں کو ذرا سی حرارت ہے، کوئی پتلی سی رضائی اوپر ڈال دیجئے" اب صاحبزادی کا کھانا پینا موقوف کر دیا گیا۔ جب بہت زیادہ بھوک معلوم ہوئی تو بارلی یا اراروٹ پلا دیا، لیجئے رائی کا پربت بن گیا۔ اب صاحبزادی سچ مچ چھ مہینے کی بیمار معلوم ہونے لگیں۔ اب یہ چپ چاپ آنکھیں بند کئے پڑی ہیں۔ وقت سے ابا جان آئے یہ حال دیکھکر وہ بھی پریشان ہو گئے، بیوی بولیں "ہے ہے اچھی خاصی بچی کو لیکر آپا جان کے ہاں گئی نہ معلوم کیا بات ہوئی کہ وہیں بیٹھے بیٹھے بچی کے سر میں درد ہوا۔ اور گھر آتے آتے بخار چڑھ آیا۔ فوراً ابا جان نے ڈاکٹر کو بلوایا۔ دوا آئی باقاعدہ علاج شروع ہو گیا۔ اسی ہیر پھیر میں دس پندرہ روز گذر گئے۔ سینکڑوں روپوں پر پانی پھرا۔ ڈاکٹروں کا پیٹ بھرا تب کہیں جا کر صاحبزادی کو آرام ہوا، ایسی لڑکیاں ماں باپ کے گھر سے سسرال جاتی ہیں تو سسرال والوں کے حق میں ہوّے

بے مروتی و شادمانی کے آفت ناگہانی ثابت ہوتی ہیں۔ اگر متمول و خوشحال خاندان سے سابقہ پڑا تو خیر ورنہ زندگی بالِ جان ہو جاتی ہے،

بعض مائیں بے جا پرہیز کراتے کراتے ہی لڑکیوں کو دائم المرض کر دیتی ہیں، لڑکوں کو بھی اکثر مائیں اسی پرہیز کے باعث کمزور اور نحیف الجثہ بنا دیتی ہیں۔ مگر لڑکیوں کی حالت بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ قابل رحم ہوتی ہے۔ لڑکے پھر بھی باہر جا کر کچھ کھا پی لیتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ذرا گرم غذا کھائی بیماری اٹھ کھڑی ہوئی۔ کوئی ٹھنڈی چیز کھالی نزلہ ہو گیا۔ ذرا سی ثقیل شے پوری کچوری کی قسم سے کھالی دست آنے لگے۔ زیادہ میٹھی چیز کھالی استفراغ شروع ہو گئے۔ غرض کہ آئے دن بیمار رہتی ہیں۔ یہی کیفیت بچپن سے جوانی تک بلکہ ساری عمر رہتی ہے۔ جب ہنوز بیمار ہیں اور وہ اپنی بیماری کا تذکرہ ہر ایک ملنے والی سے فخریہ کرتی ہیں، ماں بھی بجائے اسکے کہ اپنی نورِ چشمی کی صحت و تندرستی کی تعریف کریں نہایت فخر و مباہات سے ہر ایک کے آگے یہاں تک کہ جہاں سے لڑکی کی نسبت بھی آتی ہے ان عورتوں سے اپنی لڑکی کی خوبیاں ان الفاظ میں زبان فیض ترجمان سے بیان فرماتی ہیں

"اے بہن کیا کہوں خدا نے ایک بچی بھی دی تو ایسی نازک مزاج کہ ذرا ٹھنڈی شے کھالی تو کمبخت زکام آموجود ہوا۔ گرم چیز کھائی تو اختلاج ہونے لگا، تیل اور چربی تو اسے بچپن ہی سے ہضم نہیں ہوتی۔ گھر کے لوگ خواہ کچھ کھائیں ان کے لئے ایک ہنڈیا پرہیزی پکنا ضروری ہے" ایسی بیمار اور نازک لڑکیوں اور ان کی ماؤں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جسے وہ تعریف سمجھتی ہیں درحقیقت وہ نہایت بری بات ہے۔ ایک تو ایسی دائم المرض کی ملاقات سے اور اسکے ساتھ کھانے سے لوگ گریز کرتے ہیں اس خوف سے کہ اس کی بری بیماری لگ نہ جائے۔ دوسرے ایسی لڑکی سے لوگ شادی بھی کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ وہ ہر وقت بیمار رہتی ہے۔ بیمار رہنا اور سمجھنا اور پیٹ کو دواخانہ بنا لینا ہے۔

یہ تو لڑکیوں کی حالت تھی جس کی وہ واحد ذمہ دار نہیں اس میں ان کی والدہ کی بھی خطا ہے۔ بعض بیبیاں بھی ایسی دیکھنے میں آئی ہیں کہ کسی تقریب میں گئیں یا کوئی بی بی مکان ہی پر ملنے آئیں اور وہ دوران گفتگو میں اپنی محبت ظاہر کرنے یا سلسلہ کلام چھیڑنے کی غرض سے بولیں "اے ہے بہن تمہاری حالت ایسی کیوں ہو گئی؟ کیا دشمنوں کو کوئی بیماری ہے کہ چہرہ مرجھایا ہوا ہے، آنکھیں دھنس گئی ہیں، رنگت زرد۔ آخر ہوا کیا اپنا علاج کیوں نہیں کرتیں؟" اب بیوی جو اپنی بیماری سے اب تک غافل تھیں دل میں خیال کیا ہو نہ ہو ضرور میں بیمار ہوں۔ واقعی میری حالت خراب ہو گئی جب تو انہوں نے کہا، بھلا ایسی تجربہ کار ہمدرد کی باتوں کو وہ جھوٹ سمجھ کر کیسے یہ جواب دے دیتیں، کہ "واہ میں تو اچھی ہوں میری صحت قابل اطمینان ہے"، نہایت کمزور آواز میں بولیں "معلوم کیا سبب ہے کہ دن بدن دُبلی ہوتی جاتی ہوں" اب اسی وقت سے بیماری کے خیال نے کمزور بنانا شروع کر دیا، مہمانی سے آتے آتے یا مہمان کے جاتے جاتے تک وہ سچ مچ کی بیمار ہو جاتی ہیں۔ میاں کام سے واپس آئے تو دیکھا بیوی خاموش

پڑی ہیں مزاج پرسی کی، جواب ملا جی بیٹھا جاتا ہے۔ ہاتھ پیروں میں قوت نہیں۔ لاکھ کہو کہ مقوی غذا کھاؤ وہ فرمائیں گی" بھوک ہی نہیں لگتی" ہر وقت وہ اپنے تئیں بیمار تصور کیا کرتی ہیں، پیشتر تو صرف خیال ہی خیال تھا۔ مگر اس خیال نے یہاں تک ترقی کی کہ واقعی بیمار ہو گئیں پہلے تو ڈاکٹروں نے کمزوری تجویز کی تھی جو محض دل کی کمزوری تھی۔ مگر اب تو حرارت اور حرارت سے بخار رہنے لگا۔ غریب میاں کی حالت ناقابلِ بیان ہے بیوی کی نئے دن کی بیماری اور ان کی تیمار داری نے انہیں کہیں کا نہ رکھا۔ بیوی نے اپنی حالت تو خراب کی ہی تھی مگر میاں کو بھی ساتھ لپیٹ لیا۔ ایسی بیبیاں جو ہر وقت بیمار رہیں اور وہ بیماری شوقیہ ہو تو وہ شوہر کے لئے عذاب ہوتی ہیں،

یہ تو بچیوں اور نوجوانوں اور جوانوں کی بیماری تھی۔ مگر ضعیفوں کی بیماری سب سے زیادہ مہلک ہوتی ہے۔ میں نے اکثر بوڑھیوں کو دیکھا ہے کہ یوں تو ماشاءاللہ ہٹی کٹی ہیں عمر گو پچاس ساٹھ ستر کے لگ بھگ ہے لیکن صحت نوجوانوں سے بدرجہا اچھی ہے۔ پر وہ مثل اس وقت صادق آتی ہے کہ بچہ اور بوڑھا برابر ہے ان کا مزاج بالکل بچوں کی طرح ہو جاتا ہے ضد بھی آجاتی ہے ضعیفی میں مانی ہوئی بات ہے کہ ہر عضو کمزور ہو جاتا ہے یوں تو بڑھاپا از خود ایک بیماری ہے۔ اب وہ یہ نہیں سمجھتی ہیں کہ یہ حالت میری ضعیفی کے سبب ہے بلکہ وہ اپنے تئیں بیمار خیال کرتی ہیں۔ اس ضعیفی میں وہ نوجوانوں کی سی قوت اپنے جسم میں چاہتی ہیں۔ پر اب وہ طاقت کہاں؟ اب تو ضعیفی کی کمزوری نے یہ نوبت کر دی کہ ذرا سا ہوا لگی بخار آیا کوئی دیر ہضم غذا کھائی پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی۔ کھٹی ڈکاریں شروع ہو گئیں۔ کیونکہ جسم کی ہر مشین تو پرانی ہو کر کمزور ہو گئی۔ اس میں وہ اگلی سی رفتار کہاں کہ ہر غذا بہ آسانی ہضم کرے، اب اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یہی شکایات ہے" ہائے بیٹی کیا بتاؤں، ہر وقت بیمار رہتی ہوں، کھانا کھایا نہیں جاتا ہر وقت بیمار رہتے رہتے۔ ناطاقت ہو گئی۔ ہائے آج ٹانگوں میں درد ہے تو آج ہاتھوں میں، اب ضعیفی کے باعث آنکھیں کم دیکھتی ہیں تو یہ نہیں سمجھتی کہ ضعیفی کے آثار ہیں بلکہ اسکی ذمہ دار کمزوری کو ٹھہرائیں گی، طرح طرح کے سرمے استعمال کرتی ہیں وہ بے اثر ثابت ہوتے ہیں بعض تو ایسی چڑچڑی ہوتی ہیں کہ بدقسمتی سے ان کی کوئی عزیزہ یا بہو وغیرہ ساتھ ہیں تو ان بچاریوں کا دم ناک میں آجاتا۔ ذرا سی غلطی ہوئی کہ آفت آگئی۔ بیٹے صاحب باہر سے آئے اور یہ شکایت کا دفتر کھول کے بیٹھ گئیں دن سے بے چین رہتی ہوں۔ بخار میں بے ہوش رہتی ہوں اور یہ پوچھتی تک نہیں کہ کیا حال ہے۔ ایک گھونٹ پانی کی محتاج ہوں۔ لوگ مجھکو حیرت سمجھتے ہیں میں تو خود ہی چند روز کی مہمان ہوں جیسا کرینگے دیکھا ہر لگے دنیا بھر کے ذکر سے روئیں گی۔ مرد بیچارا تھکا ہارا خود ہی آیا تھا۔ ماں کی یہ حالت سنی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے بیوی ہوئی یا بہن بھاوج برس ہی پڑا۔ اب یہ غریب سہے تو کیا لوگ اسے ہی الٹی سنائیں گے سو لئے خاموشی کے

ن کے پاس جواب ہی نہیں، ذرا سردی معلوم ہوئی ہیں انہیں بخار آگیا۔ اب اوڑھ لپیٹ کر پڑ گئیں، اور اوپر
وقوں کی رٹ لگی جسم پر ہاتھ رکھو تو بخار کا نام نہیں۔ اگر کہہ دو کہ اب تو بہت بخار ہے تو اچھی رہیں اور کہیں خدانخواستہ
منہ سے یہ نکل گیا کہ اے ہے نہیں بخار نہیں ہے۔ پھر تو گویا قیامت آگئی۔ اب میٹھو چپ چاپ اور سنو صلوات
یسناپ۔ یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ ضعیفی میں خوراک کم ہو جاتی ہے۔ اب بڑی بی ہر روز یہی تذکرے کیا کرتی ہیں
لے تو معلوم کیا ہو گیا کہ چپاتی بھر آٹا بھی نہیں کھا سکتی"

بزرگوں کو لازم ہے کہ اگر خدانخواستہ بیمار بھی ہوں تو ہر ایک کے آگے اپنی بیماری کا اعلان کرنیکے
بدلے مرض کا تدارک کریں علاج کروائیں، غذا ایسی کھائیں جو زود ہضم اور مفید ہو ضرورت سے زیادہ بے وقت
کھانے سے پرہیز کریں۔ وقت پر سوئیں وقت پر جاگیں، ان باتوں سے صحت درست ہو جائے تو سمجھ لیں کہ واقعی
بیمار تھیں، اور حالت بدستور ہے تو یقین کر لیں کہ یہ ضعیفی کے تحفے ہیں بعض تو دیکھا کہ کھاتی جاتی ہیں اور
کہتی ہیں کہ کچھ کھا ہی نہیں سکتیں" تمام دن سوتی ہیں مگر شکایت ہے کہ نیند نہیں آتی، ابھی اچھی، ابھی بیمار،
گی اس بیماری سے جتنے لوگ ہیں عاجز ہیں۔ کیونکہ کوئی خاص مرض تو ہے نہیں جسکا علاج کیا جائے۔ یہ تو صرف
بیماری کا خیال ہے۔ ایسی بڑی بوڑھیاں اپنے بچوں اور متعلقین کے حق میں نعمت غیر مترقبہ ہونیکے عیوض بار ہو جاتی
ہیں۔ لوگ ان کے وجود کو قابل احترام سمجھنے سے معذور و مجبور ہو جاتے ہیں۔ بزرگوں کو چاہیے کہ اپنی بیماری
احال بچوں کو کہہ کہہ کر نہ کرائیں بلکہ بچے ان کی بیماری سے پریشان ہوں تو تسلی دیں نہ یہ کہ ایک کے اٹھارہ بنا دیں اپنی زندگی
ت بچوں کی پشت و پناہ رہیں سمجھ لیں کہ اپنی صحت تو ضعیفی کے سبب ایسی ہو گئی ہے، انہیں بچوں کا خیال چاہیے،

میں نے جتنی مثالیں پیش کی ہیں وہ سب چشم دید ہیں، من گھڑت نہیں ہیں، اب میں نہایت ادب سے اپنی بزرگ بیبیوں
و محترم بہنوں اور عزیز بچیوں سے اپنی اس گستاخی کی معافی چاہتی ہوں اور ساتھ ہی یہ عرض کرتی ہوں کہ وہ بہنیں جنہیں ایسی
عادت ہے وہ اس خیالی بیماری کو چھوڑ دیں اور اپنے تئیں چند روز کے لئے صحیح و تندرست تصور کر کے دیکھیں کہ وہ کیسی رہتی
ہیں۔ مگر یاد رہے کہ خیال کو بہت وسعت ہے۔ اگر اپنے دل میں اپنی تندرستی کا یقین کر کے خوش رہیں گی،
مد کاہلی و سستی کو دور کر دینگی تو یقیناً صحت اچھی رہے گی۔ اور بالکل سچ جانئے کہ دل میں اس خیال کو
قائم رکھا کہ میں بیمار ہوں تو واقعی بیمار پڑ جائیں گی۔ ایک تندرست شخص بھی اپنے تئیں بیمار سمجھنے لگے
تو وہ بیمار ہو جائے گا، اور بیمار اپنے تئیں تندرست سمجھے یا یہ یقین کر لے کہ میں ضرور تندرست ہو جاؤنگا
اگر حیات ہے تو وہ اچھا ہو جائے گا، یہ آزمائی ہوئی بات ہے۔ پروردگار عالم اس خیالی اور وہم کی
بیماری سے سب کو محفوظ رکھے، آمین

ایس کے۔ صغرا سبزواریہ۔ کلکتہ

آدابِ معاشرت

بہن مریم صاحبہ کا مضمون زیرِ عنوان "مہمان کے لئے تکلیف دہ جگہ" پڑھکر اپنی معاشرت کی قابلِ اصلاح صورت آنکھوں میں پھر گئی۔ درحقیقت ہماری متعدد بہنیں آدابِ مہمان نوازی سے پورے طور پر واقف نہیں اور صرف یہی وجہ ہے کہ مہمان بی بی کو کافی پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ بعض اوقات مہمان بھی میزبان کو تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ وہ چند یوم جو دلی مسرت اور یکجائی کے لئے حسن اتفاق سے میسر ہوتے ہیں ناخوشگوار دنوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، مہمان کے رخصت ہونے پر میزبان کے چہرے سے بجائے رنج و افسوس کے خوشی کے آثار ہویدا ہوتے ہیں۔ گویا کہ مہمان ایک بلا تھی جو کہ یکایک گھر پر نازل ہوکر پریشانی کا باعث بنی،

سب سے پہلی بات جو مدِ نظر رکھنی لازم ہے وہ یہ ہے کہ میزبان کو صحیح تاریخ اور وقت سے مطلع کرنا چاہئے اور ان اوقات کی سختی سے پابندی لازم ہے۔ تاکہ ناکام انتظار کی تلخیوں سے میزبان کو زحمت نہ اٹھانی پڑے میزبان کے ہاں پہنچکر اپنے آپ کو اس خاندان کا ایک رکن تصور کرنا بہترین اصول ہے۔ کیونکہ اجنبیت دور ہوکر سکون قلب حاصل ہوتا ہے، تکلفات مہمان نوازی کو خوش گوار اور دل خوش کن بنانے میں مانع ہیں۔ گھر بھر کے چھوٹے بڑوں سے محبت سے پیش آنا، زندہ دلی سے گفتگو کرنا۔ اور چھوٹے چھوٹے کاموں میں حصہ لینا چاہئے، خورد سال بچوں سے کھیلنا اور ان کی باتوں میں دلچسپی لینا وقت ضائع کرنا نہیں بلکہ میزبان بی بی کے ارمان بھرے دل کو خوش کرنا ہے،

میزبان کے گھر کو ہوٹل تصور کرنا سراسر حماقت ہے، چنانچہ اس کی بلا اجازت باہر نہ جانا چاہئے، اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مہمان صاحبہ کہیں ملنے ملانے چلی گئیں، اور لطف یہ ہے کہ اپنے واپس آنے کا کوئی وقت معین نہیں کرتیں۔ اب میزبان ان کے انتظار میں سخت تکلیف اٹھا رہی ہیں۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے، گھر بھر میں پریشانی کا دور دورہ ہے۔ دن بھر کے پروگرام میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اور کئی کام اس کمبخت انتظار کی بدولت نہیں ہو سکتے۔ مہمان کو دیکھئے تو وہ کھانا ایک سہیلی کے ہاں نوش فرماتی ہیں تو چائے دوسرے کے ہاں، اور میزبان کو بھوکوں مارتی ہیں۔ گھر واپس آکر کہہ دیتی ہیں" زاہدہ نے بے حد اصرار سے کھانا کھلا دیا، وہ تو اب بھی واپس نہ آنے دیتی تھیں زبردستی آگئی ہوں" گویا ان کا واپس آجانا بھی میزبان پر احسان ہے۔ وہ سنتی ہیں اور منہ سے اُف نہیں کرسکتیں،

مہمان کو اپنے گھر کی درشتی و آراستگی کو مد نظر رکھنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ میزبان مہمان سے زیادہ نفاست پسند ہو۔ اوسکو کریہہ دیکھ کر اسے تکلیف ہو، علاوہ ازیں ڈرائنگ روم اور ڈائننگ روم کی چیزوں کو بلا ضرورت الٹ پلٹ کرنا خلاف تہذیب ہے، اگر مہمان بی بی کو موسیقی میں دسترس ہے تو یہ ہرگز مناسب نہیں کہ میزبان کا پیانو اور ہارمونیم اپنی ملکیت سمجھ کر بجایا جائے۔ بلکہ اس کی اجازت مقدم ہے۔ رخصت کے وقت میزبان کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور اس خلوص اور دلی جوش، حقیقی محبت اور موثر لہجہ سے کہ میزبان کی آنکھوں سے مہمان کی جدائی کے خیال سے حسرت و یاس عیاں ہو،

آداب مہمان نوازی اور میزبانی کے تحت میں مجھے ایک دلچسپ واقعہ یاد آیا ہے، ایک بہن ذکر کرتی ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک خاتون کے ہاں بغرض ملاقات گئی، تمام دن کام کی وجہ سے فرصت نہ ملی۔ اس لئے مغرب کی نماز ادا کر کے روانہ ہوئی، جب وہاں پہنچی تو مجھے ملاقات کے کمرہ میں بٹھا دیا۔ آدھ گھنٹہ کے شدید انتظار کے بعد (جبکہ بیگم صاحبہ تبدیل لباس کر چکی تھیں) میزبان صاحبہ کی صورت نظر آئی۔ آتے ہی کہنے لگیں "یہ کونسا وقت نکالا آپ نے ملاقات کا۔ کہ سارا مزا کرکرا کر دیا۔ طبیعت کو ایسا ناگوار معلوم ہوا کہ چند منٹ بیٹھ کر واپس آ گئی۔ آنے جانے کی زحمت الگ اٹھانی پڑی"، یہ مہمان بی بی بہت ہی سیدھی سادی خاتون ہیں اور انگریزی معیشت سے کوسوں دور! لیکن بہت ہی ملنسار اور خوش خلق ہیں، باتوں باتوں میں ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دیتی ہیں۔ وہ اطلاع وغیرہ کرنا فضول خیال کرتی ہیں۔ خیر اچھا ہوا! انہوں نے اسکا خمیازہ اٹھایا۔ کیونکہ بغیر اطلاع جانا عموماً باعث تکلیف ہے۔ لیکن میزبان صاحبہ کو بھی لازم تھا کہ ان کی خندہ پیشانی سے خاطر مدارات کرتیں، اگرچہ انہیں مہمان کی بیوقت آمد سے تکلیف ضرور ہوئی،

یہی میزبان صاحبہ" اپنی ورزٹ رٹرن کرنے تشریف لے گئیں کیونکہ انگریزی رسم و رواج کی بیحد شائق ہیں گو انگریزی کے ایک لفظ سے بھی واقف نہیں۔ وہاں شاید ان کے حسب منشا ڈرائنگ روم سجا ہوا نہ تھا۔ اور شاید دل میں خیال لیجانے کو خلاف تہذیب سمجھ کر انہوں نے فوراً منہ پر کہہ دیا "کیا آپ کا ملاقات کا کمرہ یہی ہے۔؟ خدارا بتائے کہ یہ کہاں کی تہذیب ہے کہ جہاں جائیں دل شکنی روا رکھیں۔

ملاقات کی غرض یہ ہوتی ہے کہ انجام خوشگوار ہو، مہمان اپنا نہایت عمدہ اثر میزبان کے دل پر چھوڑ جائے اور میزبان کی جانب نہایت خوشگوار خیالات مہمان کے دل میں موجزن ہوں، تاکہ ملاقات کا اصل مقصد حاصل ہو گفتگو جہاں تک ہو سکے خانگی معاملات کی تحقیقات سے مبرا ہونی چاہیئے،

ملاقات سے معلومات وسیع ہوتی ہیں، تجربہ بڑھتا ہے۔ دوسری بہنوں سے ملکر طبیعت میں تازگی اور فرحت آتی ہے۔ اسلئے ملاقات کا دائرہ وسیع ہونا چاہیئے۔ اور زندہ دلی و خوش مزاجی اس کا نصب العین!

سرور جہاں رعنا۔

مضامین کی رسید

ناقابل اشاعت مضامین کی رسید بصورت مطبوعہ کارڈ جواب تک مضمون نگاروں کو بھیجی جاتی تھی۔ آیندہ صرف انہیں کو بھیجی جائیگی جو اڈیٹر کے نام کے خط میں تین پیسہ کے ٹکٹ بھی رکھدیں گے۔

یہ مضامین شائع ہونگے

(ممکن ہے بعض مضامین کے عنوانات بدلدیئے جائیں)

موسم گرما کے پھول۔ عورت اور ترقی۔ ظرافت۔ دانت آداب۔ اعتدال۔ صحت کے متعلق نگہداشت۔ خط۔ سانپ کا زہر۔ جستجو۔ زندگی۔ دو خط اور ایک مضمون از منصوری خاندان مغلیہ کا ایک گم شدہ ستارہ۔ قبیلہ تو ارج۔ اچھی صلاح مذاق۔ صفائی۔ ہماری گمراہی اور اس کا علاج۔ کیا پڑھیں درازیٔ حیات۔ نظم شمع۔ بچاری فارسی۔ توہم پرستی۔

ناقابل اشاعت مضامین

ایک آرزو۔ فصل کاٹنے والی۔ کتے کی کہانی سنی کی زبانی۔ کیا تعلیم کسب معاش ہی کے لئے حاصل کی جاتی ہے۔ میرا خط۔ کس جرم کی پاداش میں۔ صفحۂ ہستی پر ایک نظر۔ نیرنگیٔ زمانہ۔ شیریں امید۔ جذبات مادر۔ ناشاد کی عید۔ یتیموں کی عید۔ جیبہ۔ مشورہ شریف النسا بیگم۔ بچہ اور ماں۔ عورتوں پر خیات کا اثر۔ صدائے دل۔ خوشامد۔ مسلمانوں کی پستی کے اسباب غائر نظریں۔ ایک شام۔ تعلیم نسواں۔ اسلام اور عورت۔ اخلاق و عادات۔ خاندانی خرافت۔ پردہ عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ چاند سے خطاب۔ لڑکیوں کی شادی۔ کفایت شعاری۔

اڈیٹر

دستِ کرم

جن درد مند خواتین و حضرات نے تربیت گاہ بنات کے لئے بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ فرمایا ہے۔ ان کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔

شہزادہ اعظم جاہ بہادر و شہزادہ معظم جاہ بہادر حیدرآباد دکن	۲۰۰
نواب فخر الملک بہادر حیدرآباد دکن (ماہوار)	۵
سید جانعالم صاحب شاہجہاں پور سٹی	۵۰
بیگم صاحبہ شیخ منظور حسن صاحب دینا نگر	۲۵
مولوی خلیل احمد صاحب پربنی دکن	۲۰
بیگم صاحبہ خلیفہ ہادی حسن صاحب پٹیالہ اسٹیٹ	۲۴
بنت چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے عدن	۲۵
ام کے برجیسیہ صاحبہ ریت گھاٹ بھوپال	۲۵
شیخ محمد یعقوب صاحب کلکٹر سکھر	۵۰
عبدالرشید خانصاحب ملک راجہ شاہی بنگال	۲۵
ہمشیرہ عبدالرؤف صاحب سیوہارہ بجنور	۲۰
محمد اقتدار اللہ خانصاحب جلال نگر	۵۰
بیگم صاحبہ احمد حسین صاحب نگرامی لکھنؤ	۲۰
احمد حسین خانصاحب عدن باغ حیدرآباد دکن	۴۳
بانو فضل کریم صاحب برو ڈسٹرکٹ دبرم سالہ	۴۰
اہلیہ رحمت اللہ صاحب نظامی ڈیرہ دون	۱۵
ہمشیرہ اسلم خانصاحب خان بہادر محمد حسین محلہ لکھنؤ	۲۵
ہمشیرہ محمد ذکریا اللہ رکھا صاحب اجمیر	۱۵
حافظ محمد شفیع صاحب صدر بازار دہلی	۱۵
ڈاکٹر ام حسن خانصاحب جھنجن جے پور	۱۵
بیگم صاحبہ نجم الانشا مولوی داؤد احمد صاحب بھوپال	۱۵
صاحبزادہ و شرف محمد خانصاحب پتھاری اسٹیٹ	۲۵
محمد امین ملا داؤد صاحب رنگون	۲۵
بیگم صاحبہ مولوی مختار احمد صاحب صدیقی کانپور	۲۰

(باقی رقمیں بنات ماسبق میں شائع ہونگی) راشد الخیری

سلامی

عمر ۔ (باہر سے دوڑتا ہوا آکر مسرت آمیز لہجہ میں) اماں جان ہمارے منشی ناتا صاحب کے مکان پر گیا تھا وہاں پر تو کچھ عجیب دھوم دھام ہے۔

زبیدہ ۔ (عمر کی والدہ۔ ذرا غور کر کے) ہاں بیٹا معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ کی شادی کے ساز و سامان ہو رہے ہیں۔ اچھا تو پھر وہاں تم نے کیا کیا نمایاں چیزیں دیکھیں۔

عمر ۔ سارا گھر سج رہا ہے اور مکان کے سامنے ایک عالیشان شامیانے کا انتظام ہے۔ مہمانوں کا اس قدر ہجوم ہے کہ گھر ایک خاصا مسافر خانہ معلوم ہوتا ہے (ذرا ٹھیر کر) کیوں اماں جان ہمیں شادی میں تو ضرور مدعو کیا جائے گا؟

زبیدہ ۔ رشتہ داری کا معاملہ ہے وہاں جانا ایک لازمی امر معلوم ہوتا ہے لیکن . . . . . (ایک بڑھیا داخل ہوتی ہے سلام اور مزاج پرسی کے بعد کہتی ہے)

بڑی بی ۔ منشی جی کی بیوی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے ان کی لڑکی فاطمہ کا نکاح ہے تاکید سے کہا کہ آپ ضرور آیئے۔

زبیدہ ۔ (کچھ دیر تامل کر) اچھا بڑی بی۔ پھر آیئے میں دریافت کر کے جواب دوں گی۔

بڑی بی چلی گئیں اور زبیدہ ایک عالم پریشانی میں گرفتار ہو گئیں۔ زبیدہ کے خاوند مسٹر مظہر ایک متوسط لیکن شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ عام مسلمانوں کی طرح مالی حالات سے بھی تباہ کن اور افسوسناک تھے۔

اسی دن شام کو کھانے پینے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میاں بیوی گفتگو کر رہے ہیں۔

بیوی (زبیدہ) کیا آپ نے نہیں سنا کہ میرے رشتہ داروں میں ایک پُر تکلف شادی کا اہتمام ہو رہا ہے

میاں ۔ (مظہر) ہاں۔ منشی جی کے ہاں تو بڑی دھوم دھام سے انتظام ہو رہا ہے۔ یہ تو بتلایئے دولہن سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟

بیوی ۔ وہ میری تایازاد ہمشیر ہوتی ہیں۔ آہ۔ ہماری تنگ دستی کا یہ عالم ہے کہ آج کل کے رسم و رواج کے بموجب شادی بیاہوں میں شرکت کرنا گویا اپنے کو حقیر اور ذلیل بنانا ہے۔

میاں ۔ واقعی مسلمانوں میں مفلسی اور مفلوک الحالی کا ایک بڑا سبب غیر ضروری رسومات شادی کی پابندی ہے۔

بیوی ۔ وہاں کی بڑی بی آج دعوت کا پیغام لائی تھیں میں نے کوئی قطعی جواب نہیں دیا ہے۔

میاں ۔ تو پھر منشا کیا ہے؟

بیوی ۔ زیورات وغیرہ تو بڑی بہن سے عارضی طور پر مانگ سکتی ہوں لیکن دولہا دولہن کی سلامی کا انتظام کرنا بہت دقت طلب ہے

میاں ۔ ہائے خدا۔ سلامی کا رواج بھی کس قدر بدنما اور المناک ہے کہ جس کے خوف سے مسلم خواتین کا ایک بڑا گروہ شادیوں میں شرکت کرنے سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور اگر رشتہ دار مجبور و لاچار ہو کر شرما شرمی شریک بھی ہوتے ہیں تو سلامی کا ادا کرنا ان کے لئے ایک بار گراں ہو جاتا ہے۔

(دوسرے دن بڑی بی کا دوبارہ مکان میں داخل ہونا)

بڑی بی ۔ آداب عرض بی بی صاحبہ۔ کیا طے کیا۔ ہماری بی بی صاحبہ (دولہن کی والدہ) کہتی تھیں کہ آپ اکثر شادی بیاہوں میں شرکت نہیں فرماتیں اس مرتبہ آپکو ضرور ہی آنا پڑے گا

سوکن کا جلاپا

ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک دفعہ اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں صحابہ نے ایک عورت کو دیکھا ایک بچہ اس کے کندھے پر سوار ہے اور دوسرے کا ہاتھ پکڑے گھسیٹے لے جا رہی ہے کندھے پر جو بچہ ہے وہ نسبتاً بڑا اور چل سکنے کے قابل ہے، بخلاف اس کے جس کو وہ پیدل لے جا رہی ہے بہت چھوٹا اور پیادہ پا چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کو حیرت ہوئی کہ عورت کس قدر بے رحم ہے۔ آخر رہا نہ گیا۔ بڑھ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اور وجہ دریافت کی سردار دو عالم نے دیکھا کہ واقعی صحابہ کا استعجاب بے جا نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ میں ایک عجیب راز پوشیدہ ہے۔ جو بچہ عورت کے کندھے پہ سوار ہے اس کی سوکن کا ہے اور جس کا ہاتھ پکڑے لیجا رہی ہے اس کا حقیقی بیٹا ہے بظاہر دیکھنے والوں کو یہ بات ایک حد تک پسندیدہ معلوم ہوگی کہ بہ نسبت اپنے بچہ کے اس نے سوکن کے بچہ کو زیادہ آرام دیا۔ مگر واقعہ اس کے برخلاف ہے اور اس کا حقیقی فلسفہ یہ ہے کہ لڑکا خواہ بڑا ہو یا چھوٹا کندھے یا گود میں اٹھانے کی اگرچہ کتنی ہی ناقابل برداشت تکلیف ہو سب کچھ قبول مگر رقابت کا جوش یہ منظور نہیں کرتا کہ اس کی صورت سامنے رہے۔ اپنے بچہ کو پیدل چلانے کی غایت یہ تھی کہ نظر سے اوجھل نہ رہے باوجودیکہ اس میں پیدل چلنے کی مطلق سکت نہ تھی مگر اس تکلیف کو اس نے اس رقابت کے مقابلہ میں برداشت کرلی جو سوکن کے ایک معصوم بچے کو بار بار دیکھنے سے ہوا کرتی تھی۔

سردار دو عالم نے اس عورت کو طلب فرما کر اس واقعہ کی تصدیق کی عورت بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر گر پڑی اور عرض کیا یا رسول اللہ (فداک امی و ابی) قسم ہے اس رب العزت کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس واقعہ کے نفس الامر کو آپ نے معلوم فرمایا۔ حالانکہ میرا یہ فعل جس نیت کے تحت تھا۔ اس کی حقیقت کو بجز آپ کی ذات پاک کے اور کوئی انسان پہچان نہیں سکتا تھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ نسوانی زندگی میں سوکن کا جلاپا کس قدر تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ آج مسلسل تیرہ سو برس سے عہد بہ عہد رقابت کی گوناگوں داستانیں سننے میں آتی رہتی ہیں اور زمانہ جوں جوں متمدن اور شائستہ ہوتا جا رہا ہے رقابت سوکن اتنی ہی اور زیادہ مستقل ہوتی جاتی ہے۔ اگرچہ دور حاضرہ کی نسوانی دنیا نے اپنے رخ کو بے نقاب کر دیا ہے اور باعتبار تعلیم یافتہ ہونے کے عورتیں مردوں کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کر رہی ہیں مگر پھر بھی سوکن کے جلاپے کا پرانا آتش کدہ روز افزوں بھڑک رہا ہے۔

صالحہ خانم حیدرآباد دکن

صحت بخش گرم چشمے

ضلع گوڑگانوہ میں سہنہ ایک قصبہ ہے جس میں بچے سے بڈھے تک، عورت مرد کوئی شخص موسم سرما میں روئی کا یا کسی اونی کپڑے کا استعمال نہیں کرتا دسمبر اور جنوری کے مہینہ میں بلا کی سردی پڑتی ہے مگر وہاں کے رہنے والے صرف معمولی ململ یا لٹھے کرتہ اور پاجامے میں بسر کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قصبہ میں ایک گندھک کا چشمہ ہے جس کو چاروں طرف دیوار سے روک کر موریاں کھولدی ہیں اسی احاطہ میں اوتر کی طرف ایک مندر ہے مغرب کی طرف عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کی مسجد ہے اور دکن کی طرف دالان بنے ہوئے ہیں۔ ایک موری پچھم رُخ کی ایک چھوٹے سے حوض میں پڑتی ہے جس میں مسجد کے نمازی وضو کرتے ہیں، پورب سمت کی موری بھی ایک حوض کی طرف ہے جس میں صرف عورتیں نہاتی ہیں اوتر کی طرف ایک کھڑکی کھولدی ہے جس میں سے لوٹا ڈال کر پانی بھرتے ہیں۔ دکن رُخ کی موری سے بھی پانی ایک بڑے حوض میں جاتا ہے جس میں مرد نہاتے ہیں اسی حوض سے بذریعہ موری ایک حوض میں پانی جاتا ہے جس میں چوڑے چمار نہاتے ہیں اس کا پانی کافی گرم ہوتا ہے اور اس میں نہانے سے کئی دن تک بدن میں ایسی گرمی پیدا ہوجاتی ہے کہ جاڑے میں رضائی مطلق نہیں اوڑھ سکتے، میرے والد ماجد جب دورہ پر تشریف لے گئے تو ایک مشک پانی منگواکر ہم نے بھی دیکھا واقعی بہت گرم تھا اگرچہ گندھک کا چشمہ سمجھا جاتا ہے مگر اس میں گندھک کی بو نہیں تھی۔

صاحب عجائب المخلوقات نے چشمہ بامیاں کا ذکر لکھا ہے کہ پانی اس میں اونٹتا رہتا ہے اگر کوئی اس میں نہائے تو بدن کی چربی پگھل جاتی ہے۔ اسی طرح چشمہ دوارق ہے کہ اس کا پانی گرم رہتا ہے اور کبھی دھواں کبھی شعلے اس میں سے نکلتے ہیں۔ اگر کپڑا بھی اس میں گرجائے تو جل جاتا ہے مگر جو شخص بتدریج اس میں نہائے تو مرض جلدی جاتا رہتا ہے چشمہ فرطور نواح آذربائیجان میں ہے اس کا پانی بہت گرم رہتا ہے اور لوگ جلدی امراض کے مبتلا وہاں جاکر نہاتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔

صاحب تحفۃ الغرائب نے چشمہ باسی چمن کا ذکر کیا ہے کہ اس کا پانی اس قدر گرم ہے کہ کوئی حیوان اس کے پاس جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور کوئی پرندہ اوپر اڑتا ہوجائے تو آگ کی گرمی سے جل جاتا ہے۔ اسی طرح چشمہ یل قزدین کے پاس ہے۔ موضع یل میں جو کوئی مریض اس کے گرم پانی میں نہائے مرض سے نجات پاتا ہے۔ قدرت نے عجیب عجیب کرشمے اور معجزے دکھائے ہیں جو انسانی سمجھ سے باہر ہیں ان چشموں کے علاوہ اور بھی بہت چشمے ہندوستانی اور ایران روم اور امریکہ وغیرہ میں گرم موجود ہیں۔ اکثروں میں نہانے سے دفعہ مرض ہوتا ہے، لہذا یہ قدرتی حمام دیکھ کر حکیموں نے حمام بنائے اور گرم پانی میں غسل موجب صحت سمجھا گیا اگرچہ اس زمانہ میں ٹھنڈے پانی سے نہانا مفید صحت کہا جاتا ہے مگر درحقیقت قدرت ہم کو گرم پانی میں نہانے کی ہدایت کرتی ہے۔ نیز گرم پانی کے نہانے سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی مگر ٹھنڈے پانی سے نہانا کمزور جسموں کو اکثر نقصان پہنچاتا ہے۔ جوانوں کو چنداں مضر نہیں۔ ہمارے

ملک کی ضعیف عورتیں اور بڑی بوڑھیاں اگر نہ جائیں ٹھنڈے پانی سے نہالیں تو بیمار پڑ جائیں۔ بلکہ گرم پانی میں اجوائن یا نمک ڈلوا دیتی ہیں۔ میری رائے میں نہ گرم پانی سب کو مفید ہے اور نہ سرد۔ اپنے مزاج کے موافق ہونا چاہئے یہ سچ ہے کہ گرم پانی مسامات کو کھولتا ہے۔ پسینہ خارج کرتا ہے بدن کو ہلکا کرتا ہے، جسمانی گرمی دور ہوتی ہے اور ٹھنڈا پانی مسامات بند کرتا ہے۔ جسمانی گرمی بڑھاتا ہے زیادہ سرد موسم ہو تو زکام نزلہ درد سر فالج لقوہ پیدا کرتا ہے۔ مگر اعتدال سے کام لینا چاہئے (خیر الامور اوسطہا) بچوں کے لئے شیر گرم پانی ہر موسم میں مفید ہے۔ ان کی تندرستی اچھی رہتی ہے۔

ایس بیگم بریلی

سہرا

جو دہلی کے مشہور شاعر اور عصمت کے مخصوص نامہ نگار مولانا حافظ اسعد حسین صاحب عرشی نے بتقریب نکاح میاں صادق الخیری (خلف اصغر حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ) پڑھا تھا

بنا کر لائی ہیں حوران فردوس بریں سہرا
ہے جیسا نازنیں دولھا ہے ویسا نازنیں سہرا

ملائک نے درود پاک دم کر کر کے گوندھا ہے
اٹھا کر دوش پر لائے ہیں جبریل امیں سہرا

فریب چشم ہے ان کا جو سہرا اس کو کہتے ہیں
رخ نوشہ پہ ہے یہ نور کی بارش نہیں سہرا

دلوں کی آرزوؤں کا ہے مرکز ہے اسی باعث
دل آرا، دلربا، دلدار، دلبر، دل نشیں سہرا

معطر ہو کے یکسر نکہت گیسوئے نوشہ سے
ہوا ہے غیرت صد نافہ ہائے مشک چیں سہرا

مہک اٹھی شمیم جاں فزا سے عقد کی محفل
کسی محبوب کی گویا ہے زلف عنبریں سہرا

ہیں لڑیاں سرنگوں اس واسطے سہرے کی اے نوشہ
کہ پابوسی کو تیری جھکتا ہے سوئے زمیں سہرا

حسینوں کا ہے مجمع چشم بد دور آج محفل میں
حسیں دولھا حسیں بدہی حسیں طرہ حسیں سہرا

مبارک صادق الخیری کا سہرا راشد الخیری
دکھائے سعد کا بھی تم کو رب العالمیں سہرا

مرا ہر شعر ایک الہام ہے اہل سخن سنکر
نہ ہوں مسحور کیوں عرشی کہ ہے سحر مبیں سہرا

۲۲ر نومبر ۱۹۳۱ء

دل و دماغ کے لئے چند مقوی چیزیں

مندرجہ ذیل چیزیں دل و دماغ کے تقویت کے لئے از حد مفید ہیں۔ اور ہمارے ہاں اکثر استعمال ہوتی ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ انہیں فائدہ اٹھائیں گی۔

(۱) **چنے کی دال** ؛۔ چنے کی دال ایک سیر چینی بورا ایک سیر روغن زرد ایک سیر بادام ایک پاؤ پستہ آدھ پاؤ ۔ کشمش ایک چھٹانک

ترکیب :۔ دال کو باریک پیس کر الگ رکھ لیں ۔ چولہے میں آگ جلا کر اور کڑاہی صاف کر کے ایک پاؤ گھی کڑاہی میں ڈالیں اور خوب تپنے دیں تاکہ دال میں اچھی طرح ل جائے۔ دھیمی آنچ پر دال کے آٹے کو بھونیں جب سرخ ہو جائے اور خوشبو آنے لگے تو اتار لو اور چھلنی سے چھان لو۔ اگر کوئی گانٹھ وغیرہ نکلے تو اسے مسلکر دوبارہ بھونو۔ کیونکہ گٹھلیوں کا آٹا کچا ہوتا ہے ۔ جب سب دال بھن چکے تو ایک طرف رکھ دو ۔ اب باقی ماندہ تین پاؤ گھی کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھو جب کڑکڑانے لگے تو چینی گھی میں ملا دو اور خوب ہلاؤ ۔ اب باداموں کی چھلی ہوئی گریاں اور پستہ باریک کاٹ کر اور کشمش وغیرہ اس میں ملا دو ۔ بعد ازاں دال کا آٹا جو الگ بھونا ہوا رکھا تھا ملا دیں اور خوب چلائیں تاکہ سب چیزیں بخوبی مل جائیں تھوڑی دیر ملانے کے بعد اتار لیں۔ حسب منشا خوشبو بھی ڈال سکتے ہیں۔ ہر روز صبح کے وقت چھٹانک بھر گرم کر کے نوش کریں اور موسم سرما میں استعمال کریں۔ تقویت دماغ کے لئے بہت مفید ہے۔

(۲) **دال ماش** ؛۔ رات کو ماش کی دال سیر بھر پانی میں بھگو دیں ۔ صبح کو مل کر دھوئیں تاکہ چھلکے اتر جائیں۔ اب اس دھلی ہوئی دال کو دھوپ میں سکھا کر پیس لیں اور آٹے کے ہموزن چینی گھی ملائیں ۔ مذکورہ بالا ترکیب سے وہی مغز ملا کر بنالیں ۔ موسم سرما میں بوقت صبح چھٹانک بھر گرم کر کے نوش کریں ۔ یہ بھی تقویت دماغ کے لئے مفید ہے۔

ترکیب ثانی :۔ دال مقشر ایک سیر مغز بادام مقشر بیس تولہ مغز تربوز ۵ تولہ مغز خربوزہ ۵ تولہ مغز کدو ۵ تولہ مغز خیار ۵ تولہ دانہ الائچی خورد ۵ تولہ روغن زرد ایک سیر چینی دانہ دار ایک سیر نشاستہ ۱۰ تولہ گوند کیکر ۱۰ تولہ مادانہ کاہو ۱۰ تولہ

ترکیب :۔ دال اور نشاستہ کو ملا کر اس کا روانہ نکالا جائے ۔ پھر چینی کا قوام کر کے سب اشیاء کو باریک کر کے قوام میں ملائیں ۔ گوند کو روغن میں بھون کر باریک کر لیں اور باقی اشیاء کو نرم کر کے پھر سب قوام میں ملائیں اور کسی روغنی برتن میں رکھیں خوراک بوقت صبح ایک چھٹانک ۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے از حد مفید ہے، یہ نسخہ ایک کامل حکیم صاحب کا مجوزہ ہے

(۴) ترکیب ثالث :۔ دال ماش ایک سیر روغن زرد ایک سیر چینی دانہ دار ایک سیر پستہ آدھ پاؤ مغز بادام مقشر آدھ پاؤ دانہ الائچی خورد ۵ تولہ مغز کدو ۵ تولہ

دال رات کو بھگو دیں۔ اور صبح مل کر دھوئیں۔ جب سب چھلکے اتر جائیں تو سل پر باریک پیس لیں۔ یہ پیسی پڑیوں کی پیسی کی طرح ہونی چاہئے اور گھی کڑاہی میں ڈال کر چولہے پر رکھیں۔ جب کڑکڑانے لگے تو پیسی کے چھوٹے چھوٹے پیڑے تل لیں آنچ دھیمی ہونی چاہئے جب سرخ ہو جائیں تو اتار لیں اور کوٹ کر موٹے آٹے کی مانند کر لیں۔ اب کڑاہی ڈال کر [illegible] میں چینی ڈال کر تھوڑی دیر چلائیں اور بھنی دال کا آٹا نیز باقی اشیاء ڈال کر خوب ہلائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اتار لیں۔ نہایت لذیذ ہوگی۔

(۵) مونگ کی دال:۔ عمدہ مونگ کی دال۔ گھی۔ چینی۔ ہموزن ملا کر دال نخود کی [illegible] اور یہی مغز ڈال لیں۔ درد سر کے لئے مفید ہے۔

(۶) دھنیا:۔ دھنیئے کی گریاں ایک پاؤ گھی ایک پاؤ قند ایک پاؤ مغز بادام آدھ پاؤ پستہ آدھ پاؤ

ترکیب اچھے موٹے دھنیئے کو اوکھلی میں ڈال کر آہستہ آہستہ کوٹو تھوڑی دیر کے بعد چھلکے الگ ہو جائیں گے، اور گریاں الگ۔ ان گریوں کو باریک پسوا لیں۔ پھر کڑاہی میں گھی گرم کر کے سب چیزوں کو ڈال دیں، اور خوب ہلائیں جب سمٹ کر ایک جان ہو جائے تو اتار لیں، خوراک چھٹانک بھر مقوی دماغ ہے۔ چند دنوں میں فائدہ ہوگا۔ مارچ اپریل میں استعمال کریں۔

(۷) سونف:۔ دھنیئے کی طرح بنائیے۔ اور شب کو سوتے وقت چھٹانک بھر نوش کیجئے۔ مقوی دماغ ہونے کے علاوہ ہاضم بھی ہے

(۸) اسبغول:۔ اسبغول کو اچھی طرح صاف کر لیں تاکہ کنکر وغیرہ بخوبی دور ہو جائیں۔ پھر چکی میں باریک پسوا لیں۔ اور دھیمی آنچ پر پانچ منٹ بھوننے کے بعد اتار لیں اور دھنیئے کی مذکورہ بالا اشیاء ملا کر بنا لیں اور بجائے قند کے مصری پیس کر ڈالیں۔

(۹) ترکیب اسبغول دوم:۔ اشیاء: ناریل سالم ایک عدد۔ اسبغول، سوجی، قند، گھی، مغز بادام، پستہ وغیرہ۔

ناریل میں کسی چیز سے چھوٹا سا سوراخ کر لیں اور صاف کئے ہوئے اسبغول سے بھر لیں۔ سوراخ والی جگہ پر سخت گوندھا ہوا آٹا لگا لیں تاکہ اسبغول باہر نکلنے نہ پائے۔ پھر سوجی یا آٹے کو سخت گوندھ کر موٹی روٹی بنا لیں اور ناریل کے اوپر لپیٹ دیں۔ اب ایک دیگچی میں اس قدر دودھ ڈالیں، جس میں ناریل بخوبی ڈوب جائے، پھر دیگچی کو چولہے پر چڑھا دیں۔ جب دودھ کھولنے لگے، تو ناریل کو دودھ میں ڈال دیں اور پکنے دیں۔ جب سرخ ہو جائے تو اتار لیں۔ اور باہر کا آٹا ایک تھالی میں اتار کر رکھ لیں۔ پھر سوراخ والی جگہ میں سے آٹا نکال کر اسبغول کو نکالیں اور جس قدر اسبغول نکلے، اس کے ہموزن گھی، چینی تول لیں۔ اور اس آٹے کو کوٹ کر باریک کر لیں۔ اور کڑاہی میں گھی کڑکڑا کے اسبغول چینی اور آٹا ڈال دیں حسب مرضی مغزیات بھی ڈالیں اور تھوڑی دیر ہلانے کے بعد اتار لیں اور چھٹانک بھر بوقت صبح کھائیں، تقویت دماغ کے لئے نہایت ہی فائدہ مند ہے۔ آزما کر دیکھیں۔

(۱۰) گوند:۔ گوند کیکر ایک پاؤ۔ گھی ایک پاؤ قند ایک پاؤ مغزیات قدرے

ترکیب:۔ گوند کو آہستہ آہستہ کوٹو۔ تاکہ چھوٹی چھوٹی ڈلیاں ہو جائیں، گھی کو چولہے پر کڑکڑاؤ اور تھوڑی تھوڑی ڈلیاں ڈال کر نہایت دھیمی آنچ پر بھونو، جب سب ڈلیاں پھول جائیں تو انہیں گھی میں سے نکال کر اوکھلی میں کوٹو، پھر گھی میں قند اور گوند کوٹی ہوئی ڈالکر ہلاؤ، کشمش کھوپرے کے ورق، بادام، پستہ، الائچی خورد کے دانے ڈالدو اور خوب ہلاؤ تاکہ سب چیزیں یکجان ہو جائیں، صبح کے وقت نہار منہ چھٹانک بھر کھائیں۔ درد کمر کو نفع کرتا ہے۔

آنسہ ایم چودھری مبارک علی شور کوٹ

بچوں کی کھانسی زکام

آج کل کے موسم میں بچوں کیا بڑوں کو بھی اکثر کھانسی زکام ہو جاتا ہے اور عام طور پر یہ ایک معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ لیکن بچوں کی حالت بڑی نازک اور قابل رحم ہے کہ وہ بے زبان اپنے منہ سے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتے اور بعض وقت معمولی بات سمجھ کر کوئی خاص توجہ نہ کرنے سے ننھی سی جان نمونیہ یا کروپ (جسے پسلی کہتے ہیں) کی نذر ہو جاتی ہے، اس وقت میں اپنے تجربہ کی بنا پر ناتجربہ کار ماؤں کی واقفیت کے لئے کچھ لکھنا چاہتی ہوں، مجھے امید ہے کہ بہنیں غور سے پڑھکر عمل کرنے کی کوشش کریں گی۔

کروپ کا مرض جسے پسلی یا ڈبہ کہتے ہیں اس کی ابتدا ایک خاص قسم کی کھانسی سے ہوتی ہے جس کی آواز معمولی کھانسی سے کچھ مختلف ہوتی ہے سینے سے ایک خاص آواز ڈھول کی آواز مشابہ گونجتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، جیسے کوئی ڈھوں ڈھوں کرتا ہو۔ اگر بچے کو اس قسم کی کھانسی اٹھنے لگے تو ایک منٹ کی غفلت کئے بغیر کسٹرائیل پلادینا چاہیئے اگر اس کے پینے سے قے بھی ہو جائے گی تو کوئی مضائقہ نہیں سینہ کا بلغم خارج ہو کر سکون ہو جائے گا اور مرض بڑھنے نہ پائے گا۔ لیکن دستوں کا آنا بھی بہت ضروری ہے اس لئے دوبارہ کسٹرائیل پلا دینا چاہیئے۔ اور سینے اور پشت پر ایک حصہ تارپین کا تیل دو حصہ کڑوے تیل میں ملا کر ہاتھ سینک سینک کر آہستہ آہستہ لیکن دیر تک اس طرح مالش کرنی چاہیئے کہ تیل اچھی طرح جذب ہو جائے، یہ تو ہیں روک تھام کی فوری تدابیر اور دن ہو یا رات کسی وقت ان سے غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد حکیم یا ڈاکٹر کو دکھا کر باقاعدہ علاج کرنا اور جب تک بالکل آرام نہ ہو جائے پوری پابندی کے ساتھ دوا اور پرہیز جاری رکھنا چاہیئے وہ چیزیں جو ٹھنڈی اور قابض ہوں مثلاً فیرنی، چاول، کیلا نارنگی وغیرہ اس حالت میں زہر کا اثر رکھتی ہیں۔ ان سے بچے کو بالکل بچانا چاہیئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے میرے ایک چار سالہ بچے کو یہی کھانسی صبح سے شروع ہوئی اس وقت میرا تجربہ بھی بہت کم تھا اور اس دن ہمارے ہاں کئی عزیزوں کی دعوت تھی اس لئے میں نے کچھ زیادہ خیال نہ کیا اور دعوت کے اہتمام میں مصروف ہو گئی گھر میں فیرنی بھی پکی اور چونکہ بچے کو بہت مرغوب تھی سہ پہر کو میں نے اسے اس خیال سے کہ ٹھنڈی ہو کر نقصان کرے گی گرم فیرنی کھلادی دن بھر وہ کھیلتا رہا اور شام کو حسب معمول سو رہا آٹھ بجے میں چھوٹی بچی کو سلانے کمرے میں آئی تو میں نے دیکھا کہ اسے بخار چڑھا ہوا ہے اور سانس فرفر ہو کر الٹا سیدھا چل رہا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ اب مہمان تو کھا چکے ہیں، میں بچی کو سلا کر گھر کے نوکروں کو کھانا دے دوں اور باورچی خانے کا سامان رکھوا اٹھوا دوں تو ابھی آکر اس کے سینے پر مالش کر دوں گی آج اس کی طبیعت زیادہ خراب ہوتی ہے یہ سوچ کر میں اٹھی اور

قریب آدھ گھنٹے میں سب کاموں سے فارغ ہو کر مالش کرنے کے ارادے سے آگ کی انگیٹھی لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ بچہ بری طرح تڑپ رہا ہے اور آدھا جسم اس کا پلنگ سے نیچے لٹکا ہوا ہے، میں نے انگیٹھی دہیں رکھی اور دوڑ کر اسے سنبھالا ماما کو آواز دی وہ آئی تو نیچے خبر کرائی جہاں بچے کے والد اور دوسرے عزیز مہمانوں کو رخصت کر رہے تھے سب دوڑتے ہوئے آئے انہوں نے کہا غضب ہوگیا" بچہ کو کروپ کا دورہ پڑ گیا۔ جلدی سے ڈاکٹر کو بلانے آدمی بھیجا اور فوراً ایک چمچہ کسٹرائیل گرم کر کے بچہ کے منہ میں ڈالا۔ بچہ کے دانت بالکل بھنچے ہوئے تھے منہ سے کف جاری تھا اس لئے بڑی دقت ہوئی مگر خیر جوں توں کر کے جتنا بھی کسٹرائیل منہ میں پہنچ سکا پہنچایا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچے کو قے ہوگئی اور ڈاکٹر کے آنے سے پیشتر ہی بچہ ہوش میں آگیا۔ ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا اور حال سن کر کہا کہ یہ آپ لوگوں نے بہت اچھا کیا کہ میرے آنے سے پہلے ہی کسٹرائیل دیدیا ورنہ اتنے سخت دورے میں زیادہ دیر لگ جائے تو دم گھٹ کر موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بچے کو صبح کو کسٹرائیل دیدیا جاتا تو اس وقت ہرگز یہ دورہ نہ پڑتا۔ اس دن سے مجھے ایسے کان ہوئے کہ جہاں کسی بچے کی کھانسی کی آواز غیر معمولی ہوئی چاہے رات کے دو ہی کیوں نہ بجے ہوں فوراً کسٹرائیل پلاتی اور مالش کرتی ہوں۔ اور خدا کی مہربانی سے پھر کبھی کسی بچے کی یہ حالت نہیں ہوئی۔ دو تین برس کے بچے کو املتاس کا جلاب بھی اس طریقے سے دینا بہت مفید ہوتا ہے کہ تین چھٹانک دودھ میں ۶ ماشہ املتاس کا گودا جوش کیا اور مل کر چھان لیا پھر تھوڑی سی شکر ملا کر پلا دیا بچے اکثر چائے کے دھوکے میں اس کو بڑی آسانی سے پی لیتے ہیں۔ مگر صبح کے وقت پلانا چاہئے اور جب تک اچھی طرح دست نہ آجائیں سوائے دودھ، چائے یا سونف کے عرق کے اور کچھ نہ کھلانا پلانا چاہئے، دو تین بار یہ چیزیں نیم گرم پلانے سے امداد پہنچے گی اور اچھی طرح پیٹ صاف ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ اس جلاب میں سیاہ رنگ کے دست آتے ہیں مگر یہ صرف املتاس کا اثر ہوتا ہے کہ اس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ دوپہر کو نرم کھچڑی دینی چاہئے، یہ علاج بھی میرے تجربہ میں تیر بہدف ثابت ہوا ہے اور اس کے بعد پھر کسی اور دوا کی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک میں بچہ کو آرام ہو جاتا ہے۔

اتنا کہنا اور باقی ہے کہ آج کل بچوں کے لباس میں اس بات کا خیال خاص طور پر رکھنا چاہئے کہ سینہ گرم رہے خدا بھلا کرے آج کل کے فیشن کا ہر چیز سینہ پر سے کھلی رہتی ہے۔ کوٹ خواہ ڈبل بریسٹ کا ہی کیوں نہ ہو سینے پر سے کھلا ہوگا ویسکوٹ سوئٹر فراک غرض ہر چیز سینے پر سے کھلی رہتی ہے اور شاید اسی کا نتیجہ ہے کہ نمونیہ کی اتنی کثرت جیسی آج کل ہے کبھی نہیں سنی تھی فیشن ایبل ماؤں کو اختیار ہے اپنے بچوں کو جس فیشن میں چاہیں رکھیں مگر خدا را انہیں سب کپڑوں کے نیچے ایک روئی کی نیم آستین بند گلے کی ضرور پہنائے رکھیں تا کہ سینہ اور بازو اچھی طرح گرم رہیں۔

ظفر جہاں

دست کاری

دست کاری نہایت مفید کارآمد چیز ہے۔ اس سے ہم بیکار نہیں رہ سکتے۔ ہمارا قیمتی وقت ضائع نہیں ہونے پاتا۔ طبیعت میں اطمینان قلب وسکون حاصل ہوتا ہے۔ بیکاری سے دل گھبراتا ہے۔ اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی اشیا نہایت پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ نگاہ میں بہت قدر ہوتی ہے۔ احتیاط سے استعمال کیا جاتا ہے اور جلد خراب ہو جانے سے اپنی محنت وجانفشانی کا بہت افسوس ہوتا ہے۔

جن بہنوں کو خدا نے اس قدر امارت دے رکھی ہے کہ ان کو ہلانے کی ضرورت نہیں انہیں بھی جو خوشی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں میں ہوگی بازار سے خریدی ہوئی چیزیں میں میسر نہ ہوگی۔ افسوس ہماری ہندوستانی بہنیں دستکاری کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ یورپین عورتیں دستکاری سے بہت فائدہ اٹھاتی ہیں۔ ہندوستانی خواتین جہاں اس قدر اندھا دھند تقلید یورپ کے پیچھے پڑی ہیں۔ وہاں اگر دستکاری کی بھی پیروی کریں تو کس قدر خوشی ہو۔ عیسائی خاتون کبھی اپنا وقت بیکار نہیں جانے دیتی۔ میں نے اکثر یورپین لیڈیز کو دیکھا ہے۔ کہ باوجود ہر طرح کی فارغ البالی وآسودہ حالی کے وہ نہایت شوق سے کوئی نہ کوئی کام کرتی رہتی ہیں۔ اس کو وہ عیب نہیں خیال کرتیں۔ بلکہ فخر و شوق سے اپنی بنائی چیزیں دکھاتی ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اس کام کے کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ کوئی عیسائی عورت دست کاری سے ناآشنا نہ ہوگی۔ ان کی دلی آرزو ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی لیاقت سے دوسروں کو بھی مستفید کریں۔ برخلاف اس کے اگر ہماری کسی ہندوستانی بہن کو کچھ آتا ہوگا۔ تو وہ دوسروں کو بتانے میں ہمیشہ بخل سے کام لیں گی۔ اپنی ناسازی طبع یا عدیم الفرصتی کے چھوٹے عذروں سے ٹال دینگی۔

عرصہ دو سال کا ہوا، ایک یورپین لیڈی ڈاکٹر سے میری ملاقات ہوئی اور تعلقات روز بروز بڑھتے گئے مجھے بچپن سے دستکاری کا بہت شوق ہے۔ چنانچہ ان سے بھی اکثر دستکاری کے متعلق گفتگو ہوئی۔ انہوں نے میرے شوق کو مدنظر رکھ کر اپنی ماں کی اور خود اپنی تیار کردہ دستکاری کی بہت سی چیزیں دکھائیں۔ ان دنوں میں پینٹنگ کو بالکل نہ جانتی تھی۔ میں نے سیکھنے کا شوق ظاہر کیا۔ انہوں نے نہایت خوشی سے گھر آکر سکھانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دوسرے ہفتے ہی سے انہوں نے مجھے دلی شوق سے اس کام کو سکھانا شروع کر دیا۔ باوجودیکہ ان کا پیشہ ڈاکٹری تھا۔ جس میں ایک منٹ کی فرصت بھی عنقا ہوتی ہے تاہم انہوں نے اپنا وعدہ ایفا کرکے چھوڑا۔ اور ہمیشہ کے لئے مجھے اپنا مرہون منت بنا کر اپنی یاد کا نقش میرے دل پر قائم کر دیا۔ ہمیں ایسی لیڈیز کی تقلید لازم ہے۔ اس سے ہم ترقی کے زینے پر چڑھ سکتے ہیں۔

محترمہ بھابی آمنہ نازلی صاحبہ نے عصمتی دستر خوان و عصمتی کشیدہ کاری جیسی کار آمد کتابیں شائع کرکے ہمیں زیر احسان کیا۔ اسی طرح سب بہنوں کو اپنے ہنر سے دوسروں کو مستفید ہونے کا موقعہ دینا چاہئے۔

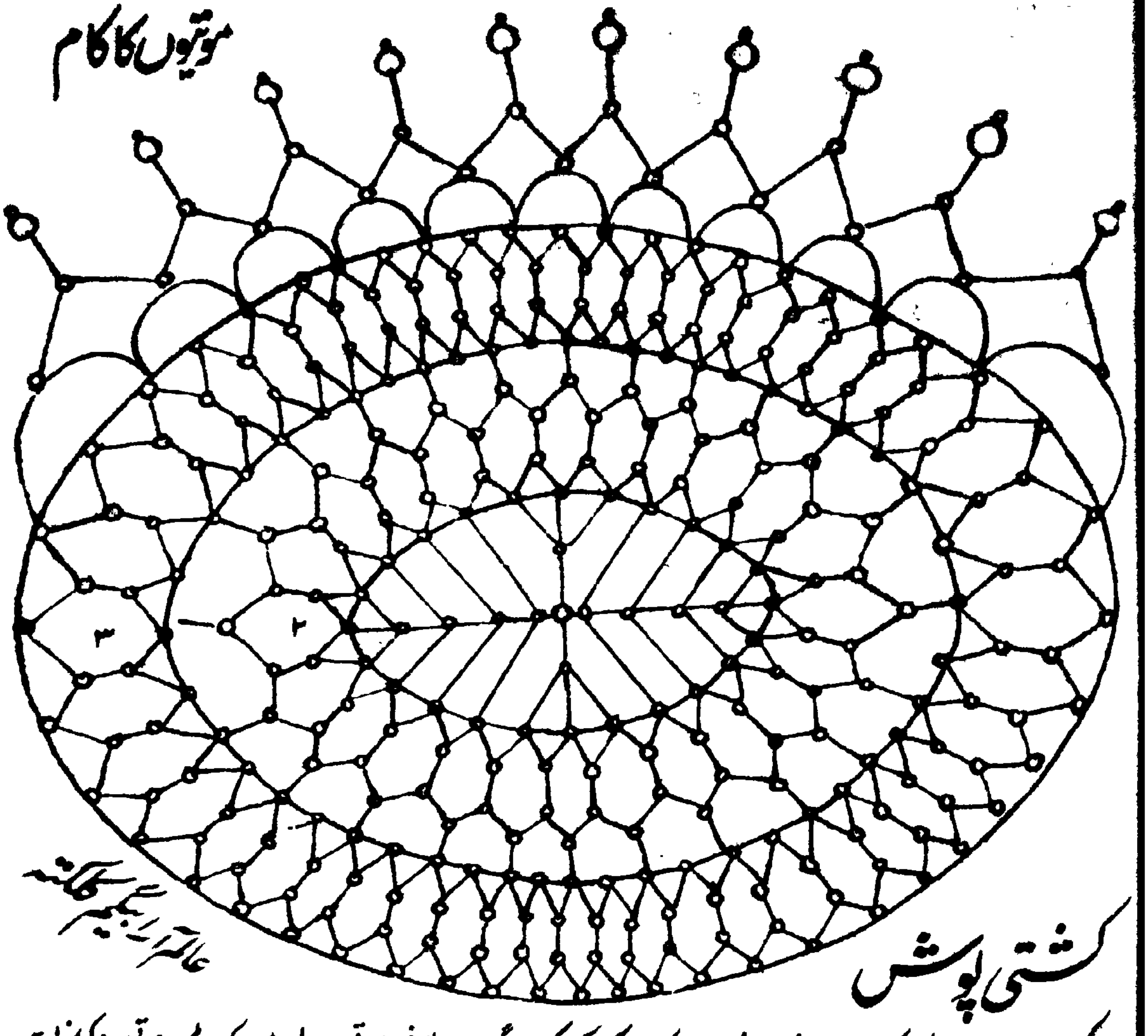
موجودہ زمانہ کی لڑکیوں کیلئے مناسب ہے کہ نیو فیشن کپڑے انگریزی اور ہندوستانی قطع کرنا اور سینا سیکھیں انگریزی کپڑے مثلاً بلاؤز۔ پیٹی کوٹ۔ فراک۔ پینی فور۔ چھوٹے بچوں کے بب جانگیا وغیرہ اور نیو فیشن قمیض اکثر بہنیں سینا نہیں جانتیں۔ اس لئے ان کو درزی سے سلوانے پڑتے ہیں۔ ایک معقول رقم فیشن ایبل بہنوں کی درزیوں کے بل میں جاتی ہے۔ رضائی۔ تو شک۔ تکیوں کے غلاف۔ خوان پوش اور ایسی صدہا چیزیں جو گھروں میں ہر وقت استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ ان کا جاننا بہت ضروری ہے۔ بعض دفعہ تو ایک معمولی سی چیز کے بنانے کے لئے دوسروں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ اور نہایت دقت پیش آتی ہے۔

اون کی چیزیں مثلاً سوئیٹر۔ جمپر۔ بچوں کے سوٹ۔ موزے اور ٹوپیاں گھر کی تیار کردہ ایسی پائیدار اور خوبصورت ہوتی ہیں کہ بازار سے اسی قسم کی زیادہ قیمت پر بھی دستیاب ہونی دشوار ہے۔ علاوہ بریں خانگی آرائش کی چیزیں مثلاً کشن۔ پردے۔ موتیوں کی جھالریں۔ کروشیا۔ کشیدہ کاری۔ ڈران تھریڈ ورک (Drawn Thread Work) وغیرہ کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ ان سے ہم اپنے معمولی کمروں کی زیبائش کر سکتے ہیں۔

انگریز بہنیں ہمکو ہر طرح کے ہنر شوق و کاوش سے سکھانے بتانے میں عذر نہ کریں۔ اور ہماری ہم قوم بہنیں ہمیں بتلانے سے گریز کریں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کیا یہی قومی ہمدردی ہے؟ کیا اسی سے ہم ترقی کر سکتے ہیں؟ زندگی میں اپنے ہنروں سے کسی کو فائدہ نہ پہنچانا اور ان ہنروں کو ہمراہ لے کر قبر کی آغوش میں سو جانا ہرگز قابل تعریف نہیں کہا جا سکتا۔ انسان اسی لئے سیکھتا ہے کہ دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اور دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اپنی یاد کا نقش ان کے دلوں پر چھوڑ جاویں۔

(اقبال جہاں نزہت)

موتیوں کا کام



عائشہ بیگم سلمہا

کشتی پوش

ترکیب۔ ۲۴ سلاخوں کا ایک حلقہ بنائیں دونوں منہ ایک جا کر کے یکے بعد دیگرے سلاخ ۸ موتی درمیان میں ایک بڑا ۱ موتی پرو کر نمبر ۱ سے نمبر ۲ میں یعنی حلقہ کے تیرہویں موتی میں داخل کریں۔ پھر دو سلاخ ۲ موتی پرو کر سلاخ سے سوائی گذار کر اوپر لائیں اور پھر ایک سلاخ لیکر حلقہ کے دوسری سوئی میں گذاریں، اسی طرح تمام حلقہ پر دائی بنا کر جب نمبر ۲ پر آئیں تو سلاخ سے سوئی گذار کر دوسرا قطار بھی اسی طرح بنائیں تو پھر ایک موتی دو سلاخ یکے بعد دیگرے پرو کر نوک والی موتی سے بندسہ لگاتی جائیں اور اسی طرح تمام حلقہ بنائیں پھر نمبر ۲ بھی اسی طریقہ سے بنائیں اور جس قدر بڑا کرنا چاہیں اسی طرح بناتی ہوئی بڑا کر لیں پھر مطابق خاکہ کے کنارے جھالر بنائیں اور بڑے موتی نیچے لٹکا دیں۔ خاکے سے زیادہ تیار شدہ خوبصورت ہوگا۔

ساڑھی کی بیل صفحہ ۲۴۵

یہ بیل ساڑھی کے لئے مخصوص ہے، ٹیبل کلاتھ، پلنگ پوش، وغیرہ پر بھی اچھی معلوم ہوگی۔ ڈی۔ ایم سی۔ کاٹن نمبر ۸ سے یا شنہ۔ کشمیری ریشم یا چینی سوت سے کارھے کا ڑھنے کا طرز خاکہ سے نمایاں ہے

رنگ پتیاں۔۔۔ سبز پھول۔۔۔ گلابی دانے۔۔۔ چوکلیٹ نسیں۔۔۔ دھانی

(از گلدستہ کشیدہ)

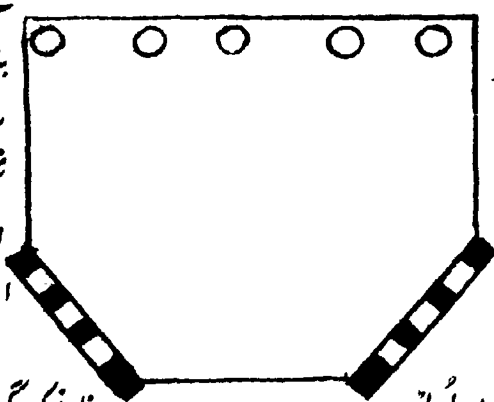
نٹنگ کا کام

بچوں کے لئے اونی جانگیا

(سلائیوں سے)

اشیاء ضروری اس جانگیہ کے لئے دو عدد فولاد کی موٹی سلائیوں اور تین عدد درمیانی سلائیوں کی ضرورت ہوگی۔ اون حسبِ پسند رنگ کے خریدیں۔

ترکیب۔ اول دو عدد موٹی سلائیاں استعمال کریں۔ ایک سلائی پر ۲۰ خانہ بنا کر دوسری موٹی سلائی سے شار سٹیپنیٹ (جیسا میں نے فراک کے (Body) کے لئے لکھا ہے) چار قطاریں بنیں (بڑے بڑے سوراخ بنینگے جن میں کمر بند ڈالا جاتا ہے) جب چاروں قطاریں ختم کر چکیں موٹی سلائیاں رکھدیں اور درمیانی سلائیوں سے چار خانے والی پینٹ (چٹائی پینٹ) شروع کریں۔ یہ پینٹ اس طرح بنیں چار خانے سیدھے۔ چار خانے الٹے اسی طرح پانچ قطاروں تک بنتے ہوئے جائیں۔ چھٹی قطار سے۔ چار خانے الٹے، چار خانے سیدھے۔ اسی طرح دسویں قطار تک بنیں۔



(مطلب یہ ہے کہ پانچ قطاروں کے بعد الٹے خانے کی جگہ سیدھے خانے اور سیدھے کی جگہ اُلٹے خانے بُنتے ہیں۔ پینٹ بھی بہت آسان ہے اور جانگیا کے لئے موزوں ہے) یہ پینٹ برابر بُنتے جائیں۔ جب ساڑھے چار انچ لانبا تیار ہو جائے الف اور ب سے گھٹانا شروع کریں یعنی ہر قطار کے شروع اور اخیر میں ۲ خانے اکٹھے سیدھے بُنیں خود بخود گھٹتے گھٹتے نقشہ کے مطابق ہو جائے گا۔ جب پانچ انچ لانبا بن جائے اس کو ایک سلائی پر رکھ چھوڑیں اور ٹھیک اسی کی طرح دوسرا حصہ بُنیں (دوسرے حصے میں بھی یہی پینٹ ہوگی اور اوپر کی چار قطاریں موٹی سلائیوں سے بنی جائینگی) جب دوسرا حصہ بھی تیار کر چکیں الٹی طرف دونوں ٹکڑے برابر رکھکر ج کے دونوں سلائیوں کے خانے اکھٹے بُنتے ہوئے بند کردیں اور دائیں جانب کے دونوں ٹکڑوں کا کھلا ہوا حصہ جہاں (الف) لکھا ہے ایک شال سلائی کردیں۔ اور بائیں جانب کے دونوں ٹکڑوں کا کھلا ہوا حصہ جہاں (ب) لکھا ہے ایک شال سی لیں۔ نمبر پہلا و دوسرا سلائی نہ کریں وہ پاؤں ڈالنے کی جگہ ہے وہاں دوسرے رنگ کے اون جوڑ کر ہڈی کے کروشیا ہوک سے بُنیں، چین بنا کر نقشہ کے مطابق ایک کھُلے خانے ایک بند خانے بنالیں اور (د) کے سوراخوں میں کمر بند ڈال کر بچے کو پہنائیں۔ یہ جانگیہ ایک یا ڈیڑھ سال کے بچے کے ٹھیک آئیگا۔

مس رقیہ خانم کلکتہ

بلاؤز کا گلا

(نقشہ دیکھیے صفحہ ۲۴۴ پر)

یہ خوشنما کالر بلاؤز پر لگایا جائے گا اسی طرح بلاؤز میں کالر لگا کر تمام پھول ٹریس کر لیجئے اور اگر کشیدہ کرنا منظور ہے تو ڈی ایم سی کاٹن نمبر ۱۲ یا ریشم سے مندرجہ ذیل رنگوں سے کاڑھیے۔

رنگ۔ (۱) پتیاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سبز
(۲) پھول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گلابی
(۳) مریاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دھانی
(۴) پھول کا زیرہ ۔ ۔ ۔ چاکلیٹ
(۵) نسیں ۔ ۔ ۔ چاکلیٹ

درمیانی گلدستہ

(۶) گملہ ۔ ۔ سرخ پھول کے اطراف کی لکیریں آسمانی
(۷) پتیاں ۔ سبز گملے کے گرد والی لکیریں کاسنی
(۸) پھول ۔ نارنجی گملے کے علاوہ کل سات پھول ہیں

بڑے دو پھول نمبر ۱ ۔ ۔ ۔ گلابی
نمبر ۲ ۔ ۔ ۔ ۔ کاسنی
نمبر ۳ ۔ ۔ ۔ فیروزی
نمبر ۴ ۔ ۔ ۔ بسنتی

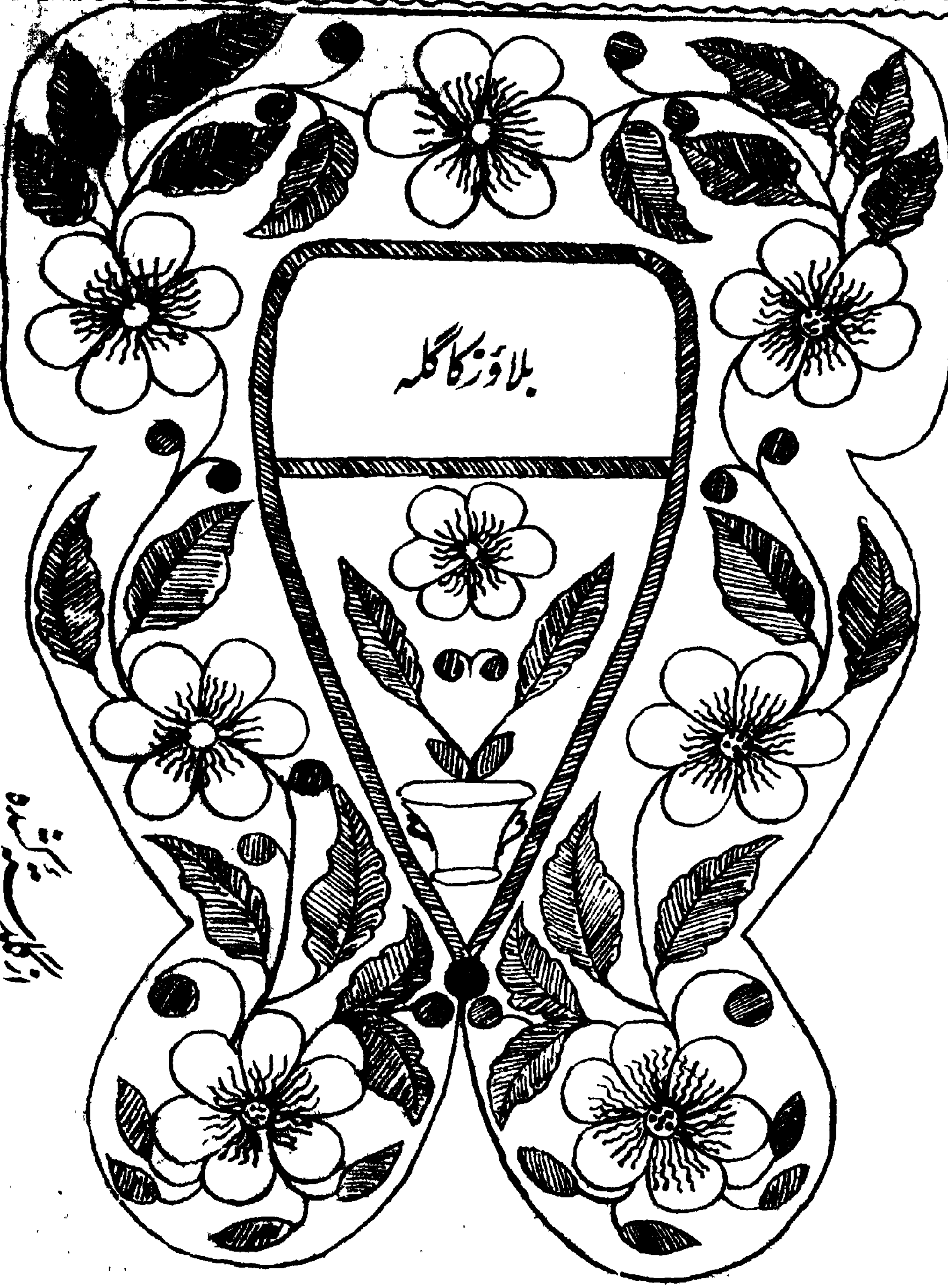
کارچوب کی ترکیب :۔

بیل کے کنارے والی لکیروں پر تار گوکھرو یا سنہرا بادن ٹانک لیں اور اندر کی جانب جو لکیریں ہیں ان پر استنبول ٹانک کر پتیاں خاردار سلمہ کی بنایئے اور ڈنڈیاں نگجائی کے تار کی بنایئے پھولوں کے گرد کے نشان سلمہ کے اور نسیں نگجائی کی بنایئے زنجیرہ کی جگہ نیلی سنہری ماش پر نقش جڑی جائینگی مریوں کی جگہ ستارہ لگایئے درمیان کا پھول گملہ تار گوکھرو سے بنایئے۔ پتیاں و پھول سلمہ کے مریاں ستارہ کی۔ بٹن کی جگہ ہلکا آسمانی بٹن ٹانک دیجئے۔

بنت فاطمہ
(از گلدستہ کشیدہ)



ساڑھی کی بیل


بلاؤز کا گلہ

مشہور افسانہ نگار خواتین کے لکھے ہوئے بہترین اخلاقی و اصلاحی ناول اور افسانے

انوری بیگم

اردو کی نامور افسانہ نگار محترمہ طیبہ بیگم مرحومہ منسوبہ نواب مہدی یار جنگ بہادر کا دو مشہور و مقبول افسانہ جیاری اور تیمارداری کے عنوان سے ۱۹۱۸ء کے عصمت میں چند قسطوں میں شائع ہونے پر دھوم مچ گئی تھی۔ لاجواب دلچسپ نتیجہ خیز افسانہ جسے کتابی صورت میں دیکھنے کی سینکڑوں خواتین خواہشمند تھیں خوبصورت کتاب چھپکر تیار ہے۔

انوری بیگم یعنی بیماری و تیمارداری حقیقتاً نہایت دلاویز ناول ہے جس میں حیدرآباد کے ایک شریف معزز اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے کی بلند معاشرت دکھائی گئی ہے انوری بیگم کی جو قصہ کی ہیروئن ہے، بیماری اور تیمارداری اور تندرستی منگنی اور شادی کے حالات نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں، تمدنی خرابیوں اور بعض پرانی رسم و رواج کی پابندیوں کے نقصانات خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، پلاٹ میں نہایت دلکشی اور طرز بیان میں بے تکلفی اور سادگی حیدرآبادی ماماؤں کی زبان بھی خوب لکھی گئی ہے کہیں کہیں ظرافت کی بھی چاشنی ہے اردو زبان میں خواتین کے لکھے ہوئے ایسے بلند معاشرتی ناول بہت کم نکلے ہیں کاغذ چکنا لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف ۱۲/ اس کے ساتھ جنتری ۱۹۳۲ء مفت منگائیے

دولت پر قربانیاں

تعلیم یافتہ اہلیہ محترمہ ظلی کی

کا اس بات سے کہ غیر کفو میں شادی کرنے سے ترکہ پدری دینا ہوگا، برادری کے لڑکے سے جو لڑکی کے فضل و قابلیت کے لحاظ سے موزوں نہیں اور مذاق و خیالات جداگانہ رکھتا ہے شادی کردینے کے دردناک نتائج دولت کے لالچ میں سوکن پر بیٹی بیاہنے کا عبرتناک انجام یہ انعامی سلسلے کے پانچ افسانے خواتین ہی کے لکھے ہوئے ہیں، ہندوستان میں ہر سال لاکھوں بے زبان لڑکیاں رواج اور دولت کی جوکھٹ پر قربان کی جا رہی ہیں یہ درد انگیز افسانے ہر اس مسلمان کی نظر سے گزرنے چاہئیں جس کی نگاہ میں مذہب مقدس کی حقیقی عظمت اور جس کے دل میں فرقہ نسواں کا سچا درد ہے۔ قیمت بھی زیادہ نہیں۔ صرف ۸/

غیرت کی پتلی

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ فتحی فاضل سابق ایڈیٹر شریف بی بی کا لکھا ہوا ایک سبق آموز دلچسپ قصہ جس میں تین مختلف الخیال عورتوں کے حالات ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اولوالعزمی اور ہمت سے عورت کس طرح بگڑا ہوا گھر بنا سکتی ہے دولت کے لالچ میں اور چھوٹی حیثیت کے لوگوں میں شادی کرنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں نہایت دلچسپ ہے قیمت ۶/

مشیر نسواں

یا زہرہ

ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس میں لڑکیوں کو بہت سی بیش بہا اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں قصہ عجیب اور نتیجہ خیز ہے طرز بیان بہت آسان۔ اکابرین قوم نے اسے پڑھکر حسب ذیل ریویو کئے۔

علامہ شبلی نے اسے پڑھکر فرمایا تھا یہ کتاب محاسن سے مملو اور معائب سے بالکل پاک ہے

جسٹس شرف الدین صاحب کی رائے ہے یہ کتاب کی سلاست و طرز تحریر سے نہایت تحیر ہوا کتاب ہم نام بامسمیٰ ہے، اخبار مشیر دکن کے ایڈیٹر کا خلاصہ کیا عمدہ مضامین کیا عجیب زبان بڑی دلچسپ اور دلاویز کتاب ہے، مخبر دکن کا ریویو ہے لڑکیوں کے لئے نہایت دلچسپ اخلاقی ناول ہے۔

شوکت اسلام کا ریویو ہے مفید ناول ہے جس میں عورتوں کی ہر حالت اور ہر عمر کے متعلق نصائح و ہدایات کو نہایت دلچسپ طریقے سے بیان کئے گئے ہیں اخبار تہذیب نسواں کا ریویو اس قصہ کو مصنفہ نے نہایت دلچسپ اور پر لطف طریقے سے بیان کیا ہے مصنفہ کو اس تصنیف پر تمغہ طلائی دیا گیا تھا۔ بار سوم چھپی ہے۔ قیمت ۱۲/

چار رخ

عصمت کی مشہور انشا پرداز محترمہ انیس فاطمہ صاحبہ بنت برق مرحوم کا لکھا ہوا ایک نتیجہ خیز افسانہ ہے جس میں چار عورتوں کی عبرت انگیز اور سبق آموز آپ بیتی ہے۔ چاروں کہانیاں نہایت اچھی ہیں اور ان میں مغربی تمدن کی اندھا دھند تقلید، عیسائی مشنریوں کی صحبت، رواج کی پابندیوں کے دردناک نتائج دکھائے گئے ہیں۔ کتاب مختصر ہے لیکن جو نتیجے اس سے نکلتے ہیں وہ نہایت اہم ہیں۔ بعض بڑے بڑے ضخیم ناولوں سے اس قدر سبق نہیں ملتا جو اس مختصر مگر نہایت دلچسپ افسانہ میں ملتا ہے۔ قیمت ۴/ محصولڈاک بذمہ خریدار

موہنی

ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ ایک شہزادی شوہر کے انتقال پر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہے یہاں تک کہ ایران پہنچتی ہے۔ اور وہاں عجیب طریقے سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے ایران کی معاشرت، حمام داری، زچہ خانہ، شادی بیاہ رسم و رواج پر ایسی مفید معلومات کسی کتاب میں نہ ملیں گی بہت دلچسپ قصہ ہے قیمت ۱۰/

سرگذشت ہاجرہ

دلچسپ اور سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اخلاقی و مذہبی جواہرات کا بیش بہا ذخیرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو بدمزگی پیدا ہوتی ہے عورت انہیں کس طرح دور کر سکتی ہے چار سہیلیاں ایک جگہ جمع ہو کر آپ بیتی سناتی ہیں ان میں ہاجرہ کی سرگذشت سب سے زیادہ دلچسپ اور مفید ہے اور بتایا گیا کہ بیویاں بگڑے گھر کس طرح سنوارتی اور ہاتھ سے نکلے ہوئے شوہروں کو کیونکر اپنا کر لیتی ہیں۔ علامہ سر محمد اقبال کی رائے ہے کہ سرگذشت ہاجرہ مستورات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے طرز بیان سادہ مؤثر اور دلکش ہے۔ قیمت ۱۰/

لڑکیوں اور عورتوں کیلئے بہترین کتابیں

آتالیقِ نسواں
اس کتاب سے بہتر علمی کام اور انتظام خانہ داری سکھلانے بہو بیٹیوں کو سگھڑ اور سلیقہ شعار بنانے بچیوں کو تعلیم و تربیت دینے والی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ جس کے تیرہ سو صفحوں میں ۱۲ سو شکلیں تمام وہ علمی کام جس سے روزمرہ سابقہ پڑتا ہے سلیس اردو زبان میں سمجھائے ہیں۔ آتالیقوں کے پیٹ میں بھی اتنے گن نہ ہوں گے جو اس میں موجود ہیں ایک شریف عورت کو جو کچھ جاننا چاہیئے وہ سب آتالیق نسواں میں موجود ہے۔ مشاہیر قوم نے بھی پسند کیا ہے آپ ملاحظہ فرمائیں گی تو یقیناً آپ بھی اعتراف کرینگی۔ لڑکیوں کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے دس حصے ہیں قیمت للعہ

زنانہ بستہ
جس میں چھوٹی چھوٹی مندرجہ ذیل دس کتابیں ہیں۔ جن سے نہ صرف اچھی طرح لکھنا پڑھنا ہی آجائے گا بلکہ خانہ داری کے تمام کاموں سے بھی خوب واقفیت ہو جائے گی:—

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کھیل کی کتاب (۳) کہانیوں کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانے پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز۔ ایک مشہور مصنف نے بہت آسان زبان میں ننھی بچیوں کے لئے یہ کتابیں لکھی ہیں گویا ان کا پورا کورس تیار کر دیا ہے۔ دس کتابیں ہیں اور قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) ہے

ثروتِ دلہن
اصلاح معاشرت کی ایک معرکۃ الآرا کتاب۔ آپ کے تعلقات میں صحیح روش اختیار کرنے کا ہدایت نامہ، شرفا کے گھروں کا ایسا خاکہ جو اصلاح اخلاق میں بہترین معاونت کر سکتا ہے۔ جو عورتیں اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہیں فوراً منگائیں۔ صوبہ متوسط کے محکمہ تعلیم نے سکولوں کے لئے منظور کیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ

پردہ
شرعی پردہ کی نسبت قابل قدر قابل دید مضامین جو نہایت مدلل قرآن حدیث و فقہ کے احکام کے موافق لکھے گئے ہیں۔ عورتوں کے جو حقوق مردوں کے ذمہ ہیں ان کو دلانے کے پرزور کوشش کی ہے۔ شادی نکاح کی رسموں پر بے نظیر تبصرہ۔ مولانا شرر لکھنوی کی یہ بہت مشہور کتاب ہے مولانا کا فیصلہ پڑھنے اور غور کرنے کا مستحق ہے۔ قیمت رعایتی صرف عہ

(محصولڈاک بذمہ خریدار)

مشاہیرِ نسواں یا سیر الطیبات
اسلامی دنیا کی مشہور و ممتاز عورتوں کا مستند تذکرہ۔ عورتوں کے لئے بیحد سبق آموز و نتیجہ خیز۔ قیمت ایک روپیہ

اسلام اور عورت
جس میں انتہائی عرق ریزی و جانفشانی اور محنت سے مستند احادیث نقل کر کے بتایا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے مرد و عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ تکمیل انسانی میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے۔ اور دوسرے مذاہب میں عورت کا جو درجہ ہے اس سے بھی اسلامی عورت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ بڑے دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ بیحد دلکش و دلآویز کتاب ہے، اتنی مفید اور صحیح معلومات کسی کتاب میں آپ کو نہیں مل سکتیں۔ قیمت صرف ۱۰؍

پتھر سے ہیرا
یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائے گا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیا کچھ جادو کر سکتی ہے یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلائے گا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے بہت دلچسپ قصہ ہے قیمت صرف ۴؍

انجامِ زندگی
تین مختلف الخیال لڑکیوں کو طرز معاشرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے رنگ میں دہلی کی مشہور اہل قلم ضیا بانو کا لکھا ہوا دلچسپ ناول مستورات کی زبان میں۔ اس کے پڑھنے کے بعد ہر لڑکی موجودہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آسکتی ہے۔ علاوہ دل آویز ہونے کے لڑکیوں کے لئے بہت ہی مفید ہے اور وہ نہایت دلچسپی سے ان کا مطالعہ کرینگی دوسری مرتبہ چھپی ہے۔ قیمت ۸؍

بیگماتِ تیموریہ
بے عیب خاندان شاہی کی بیگمات اور شہزادیوں کے قابل قدر حالات علم و ہنر کے کمال اور بے عیب علمی نتائج و سر سبز بہار باغ کے شگفتہ پھولوں کی مہک جس نے ایک عالم کو مسخر کر لیا تھا۔ خاندان تیموریہ کی تمام خواتین کی مختصر اور مکمل سوانح عمریاں ہیں۔ تمہاری زندگی میں ان کے مطالعہ سے انقلاب پیدا ہو سکتا ہے ان میں زندگی کو کامیاب بنانے میں بہت سی کام کی باتیں بتائی گئی ہیں۔ قیمت ۱۲؍ رعایتی عہ

مستقل عنوان

خانہ داری

جس میں سنگھار اور آرائش بھی شامل ہے

از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

ں کا سنگھار بالوں کے مناسب اور درست سنگھار سے خد و خال کی دلکشی و دلفریبی قائم رہ سکتی ہے ورنہ میں مل جاتی ہے جن عورتوں کے چہرے لمبے ہوں انہیں مانگ بیچ میں نکالنی چاہئے اور بالوں کا ایک چھوٹا سا گچھا ماتھے پر نا چاہئے خواہ وہ بال کترنے ہی سے حاصل ہو سکے۔ چہرہ خوشنما بیضوی معلوم ہوگا۔

جس کا چہرہ بالکل گول ہو اور موٹا معلوم ہوتا ہو اسے بال کھینچ کے اوپر کی طرف لے جانے چاہیں تاکہ پیشانی کھلی ے جنہیں اس طریقہ سے دکھ معلوم ہو وہ ایک طرف کو مانگ نکال لیں اور بال ایک ہلکی سی نشیبی صورت میں ایک جگہ اکٹھی یں اور ماتھے پر بہت خفیف جھکنے دیں۔

پتلے چہرہ والی بی بی کو بیچ میں مانگ نکال کے ماتھے پر دو بڑے بڑے نشیبی گچھے اس طرح ڈالنے چاہیں کہ وہ نوں مل جائیں اور ایک بڑے تیجے کی صورت معلوم ہوں۔

جس کی آنکھیں بہت قریب قریب ہوں اسے بال دونوں کانوں کی طرف سپاٹ رکھنے کی بجائے پھولے ہوئے نے چاہئے اگر بال زیادہ لمبے ہیں تو دونوں طرف چھلے بنائے، اس سے چہرہ چوڑا معلوم ہوگا اور آنکھیں بھی ایک رے سے فاصلے پر نظر آئیں گی۔

جس کی ناک چھوٹی اوپر کو اٹھی ہوئی ہو بالوں کی درستی سے اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اسے چہرہ میں شوخی بڑھانے کی کوشش ں چاہئے کیونکہ اسی ناک سے چہرہ پر شوخی برسا کرتی ہے۔ بچوں کی طرح بال سنوارنے اور مانگ نہ رکھنے اور پیشانی پر ایک ا ڈالنے سے یہ شکل پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے بالوں میں شکنیں پیدا کرنے کی بجائے سیدھے سنورے ہوئے بال زیادہ پسند رہیں گے۔

بالوں سے مختلف مشقیں کرتے رہنی چاہئے تاکہ یہ اندازہ رہے کہ کونسی صورت چہرہ پر پھبتی ہے۔ بالوں کے لئے یا بناؤ پسند کرنا چاہئے جو سامنے اور رخ چہرہ پر موزوں رہے۔

عمر کا بناؤ اگر ہوشیاری اور عقلمندی سے بناؤ سنگھار کیا جائے تو عمر چھپ سکتی ہے اور جوانی عود کر آتی ہے۔ روژ سرخ رنگ) کی ہلکی سی تحریر زیادہ ہوئی اور عورت کی عمر میں برس بڑھ گئے۔ آنکھوں کو غلط طور سے سنوارا جائے تو روژ سے بھی یادہ بڑھاپا معلوم ہوگا۔ بعض آنکھوں کو ان کی اصلی حالت پر ہی چھوڑ دینا بہتر ہے۔ آنکھوں کا غلط بناؤ سنگھار الٹا اثر کرتا ہے ر رنگ اڑی ہوئی پلکوں پر زرد یا سیاہ کازمیٹک نہایت ہی احتیاط سے نہ لگایا جائے تو نتیجہ نہایت ہی افسوسناک ہوتا ہے، و سنگھار والی عموماً نہیں جانتی ہیں کہ وہ کیا بن گئی ہیں۔

آنکھوں کے سنگھار کرنے کے لئے دو آئینے استعمال کریں۔ ایک دستی اور دوسرا پورا لمبائی کا۔ چہرہ پر پوری روشنی

پڑنے دیں۔ دن کی روشنی زیادہ اچھی ہے۔ بہت نرم برش استعمال کریں۔ نہایت ہی ہلکی حرکت سے اسے کاسمیٹک پر لگائیں اور اسی ہلکی حرکت سے آنکھوں پر لگائیں۔ دوبارہ لگانے سے پہلے اسے خشک ہونے دیں۔

آنکھوں کو بڑا دکھانے کے لئے اوپر کے پردہ (پپوٹہ) پر رنگ آمیزی کریں۔ اسے اس قدر ہلکا رکھنا چاہئے، جیسے کھال میں رگ نظر آیا کرتی ہے۔ جو عورت زرد رنگ ہو اسے اپنی جلد کو روز لگا کے تازگی و رونق دینی چاہئے۔ جب روز عورت کی جلد کے اصلی رنگ سے ٹکراتا ہو تو وہ بھدا پن اور بڑھاپا پیدا کرتا ہے۔

لاکھا عورت کی عمر میں پانچ سال بڑھا دیتا ہے اور اتنے ہی گھٹا بھی سکتا ہے۔ یہ طریقہ پر منحصر ہے، کم سن لڑکی کے ہونٹ تازہ نمدار اور اصلی گلابی ہوتے ہیں۔ بہت سے لاکھے (لپ سٹک) ایسے قدرتی رنگ کے مل سکتے ہیں لیکن ان کی استعمال کرنے والیاں انہیں گاڑھا لگا لیتی ہیں اور رنگ کی موزونیت نظر انداز کر دیتی ہیں۔

خوبصورتی کے آٹھ قاعدے :- (۱) جیسے ہی شکنیں چہرہ پر نمودار ہوں ان کے خلاف اعلان جنگ کر دو اور پٹھوں پر تیل کا تیل ملا کرو۔ شکنوں پر ان کے برابر مالش کرو اور تیل سوتے وقت جذب ہونے دو (۲) سونے سے پہلے بناؤ سنگھار کے مصالے چہرہ پر کوئی صاف کرنے والی کولڈ کریم لگا کے اتار دیا کرو اور بعد میں کریم کا ذرا بھی اثر چہرہ پر باقی نہ رہنے دو۔ بہت سی بیبیاں پہلی بات یاد رکھتی ہیں اور دوسری بالکل بھول جاتی ہیں۔ (۳) جلد کو مضبوط بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً چپی کی جائے جیسے گوندھتے ہیں مگر اس کا درست طریقے سے عمل کرنا چاہئے۔ چہرہ اور گلے کے پٹھوں کو جلدی روغن لگا لگا کے مضبوط دباؤ سے مسلو۔ کلوں میں گڑھے ہوں تو یہ مالش ٹھوڑی کے وسط سے شروع کرو۔ دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیاں مضبوط و نرم حرکت سے باہر اوپر کی طرف کانوں کی وسطی سخت میں لے جاؤ۔ یہ حرکت دائرہ کی شکل میں ہونی چاہئے اور دائرہ کا محیط پائی سے زیادہ نہ ہو (۴) باہر پھرنے یا کام کاج کرنے کے بعد کچھ تھکن سی معلوم ہوا کرتی ہے، اس تھکن کو دور کرنے کی کوشش کیا کرو جس کی صورت یہ ہے کہ ہتھیلیاں ماتھے کے وسط پر رکھ کر باہر کی طرف گھماتی ہوئی لے جاؤ اور کانوں کی پشت پر گدی کی طرف نیچے کو لے جاؤ (۵) مساموں کی بھی وقتاً فوقتاً خبر لیا کرو۔ سر پر تولیہ کا ایک خیمہ بنا کے چہرہ کھولتے ہوئے پانی کے برتن پر جھکائے رکھو اور کھال کو بھاپ دو۔ اگر جلد نازک ہے تو مساموں کو صاف کرنے والی کوئی دوا لگاؤ۔ (۶) جس طرح سر میں کنگھی کرنے کا شوق ہوا کرتا ہے ایسا ہی شوق ابروؤں اور پلکوں کو برش کرنے کا ہونا چاہئے۔ اس سے چہرہ صاف ستھرا اور بھلا معلوم ہوگا۔ (۷) ہاتھوں کے لئے کوئی عرق استعمال کرنا چاہئے اور کچھ ورزش بھی جس سے جلد ملائم رہے اور انگلیاں لچکدار۔ کریم یا لوشن ایک ایک ہاتھ کی ہتھیلی میں لو اور دوسرے ہاتھ پر رکھ کے خوب کس کے پکڑ لو اور بغیر ہتھیلی ہٹائے خوب گاڑ کے گھماؤ۔ (۸) خشک بالوں میں ہفتہ میں ایک مرتبہ زیتون کا تیل لگایا کرو۔ پہلے تیل گرم کرو اور چندیا پر لگاؤ۔ پھر سر کے گرد کپڑا لپیٹ کے اور ہلکے سے باندھ کے سو جاؤ۔ صبح کو بال باریک کھل کے پانی سے خوب مل مل کے دھو دیا کرو۔

جلد کی درستی :- چہرہ دھونے کے بعد آخری دھونے کے پانی میں چند قطرے ٹنکچر بنزوائن کے ڈالیں۔ جلد پر اس کا اثر اچھا پڑے گا اور جلد کس جائے گی۔ جن کی جلد کے مسام چوڑے چوڑے ہوں روزانہ رات کے وقت ایسے پانی سے جلد دھوئیں شرط یہ ہے کہ ان کی جلدیں چکنی ہوں اور پہلے جلد کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وچ ہیزل میں روغن زیتون یا روغن بادام کے چند قطرے ڈال کے اسے ہلکا کر لیا جائے۔ پھر اسے روئی کی گدی پر لگا کے جلد پر پھیریں اور کریم اس سے دور کریں۔ خشک جلد کی حالت میں یہ کسنے والی ترکیب ہفتہ بھر میں صرف ایک دفعہ استعمال کی جائے۔ اگر جلد چکنی ہو تو گرم پانی اور

گرم پانی اور صابن سے روزانہ دھونے سے مساموں کا منہ کھول دیا جائے اور پھر کسی کسنے والے مرکب سے جلد کس دی جائے۔
چپکی دینے سے جلد درست ہوتی ہے اور ہر روز صبح کو چہرہ دھونے اور کریم جیسی جلدی غذا لگانے کے بعد تھپکا کریں۔
کہنیوں پر پوڈر لگا کے بال اڑانے والا موم (depilatory wax) لگائیں۔ جب اسے اتار دیں اس حصہ کو ملیں اور کریم لگائیں۔ اس جگہ سرخی آجائے گی اور کہنیاں خوشنما معلوم ہونے لگیں گی۔

ململ کی دھلائی۔ جہاں تک ممکن ہو ململ کی دھلائی کم سے کم وقت میں کی جائے۔ پہلے ٹھنڈے پانی میں دھوئیں پھر خوب نچوڑ دیں۔ اس کے بعد صابن گھلے ہوئے جھاگ دار پانی میں کھنگالیں حتیٰ کہ صاف ہو جائے اگر لباس سفید ہے تو اسے برتن میں رکھ دیں اور صابن اور سہاگہ ملا ہوا ٹھنڈا پانی ڈالیں اور دس منٹ تک آگ پر ابالیں، پہلے گرم پانی میں دھوئیں۔ پھر ٹھنڈے میں اور اس کے بعد ہلکے نیلے ہوئے پانی سے دھو ڈالیں۔ ابھی کپڑا گیلا ہی ہو تو کلپ میں ڈال کے پھر خوب نچوڑ دیں اور پھر کسی کپڑے میں اس گیلے کپڑے کو پھیلا کے خوب رول پھیر دیں تاکہ زائد کلپ خشک کپڑے میں لگ جائے اس کے بعد فوراً استری کر دیں۔

کلپ اس طرح بنایا جائیگا۔ کلپ کا ایک چمچہ سرد پانی کے دو چمچوں میں ملالیں۔ پھر دریا سوا دو چھٹانک کھولتا ہوا پانی ڈالیں اور ہلاتے جائیں اور پھر ٹھنڈا ہو جانے دیں۔

نیلی، ارغوانی ململ دھونے کے لئے ۲ ½ یا دو دھونے کے پانی میں سرکہ کا ایک چمچہ ملائیں۔ بسنتی گلابی رنگ کے لئے اتنے ہی پانی میں سرکہ کی بجائے میتھی لیٹنڈ سپرٹ کی ایک چمچہ ڈالیں۔ زردی آمیز سبز یا سرخ کے لئے پونے چار سیر پانی میں نمک کا ایک چمچہ ڈالیں۔ یہ پیمانے حسب ضرورت کم و بیش کئے جا سکتے ہیں۔

سر کی خشکی۔ بفہ یعنی سر کی خشکی سے بال گرنے شروع ہو جاتے ہیں اور نتیجہ گنج ہے۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ بالکل خشک یا چکنی۔ ایسے صابن سے جس میں چربی زیادہ ہو سر کو جس قدر زیادہ ممکن ہو دھوتے رہیں۔ ہفتہ میں ایک دفعہ یا زیادہ کافی ہوگا بعد میں سر بالکل خشک کر لیا جائے۔ اس کی نہایت احتیاط رہے۔
چندیا پر انگلیوں سے مالش کرتے رہیں۔ اس سے بال بڑھیں گے۔ بال اگر خشک ہیں تو تھوڑا سا میٹھے باداموں کا تیل لگائیں مالش کرتے ہوئے چندیا کو انگلیوں سے ادھر ادھر جنبش دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے بال اگر پیدا نہ ہوں گے تو گرنے بھی بند ہو جائیں گے۔

خراب دانت۔ اگر بال سفید ہو جائیں ان کا اتنا نقصان نہیں جتنا دانتوں کے خراب ہو جانے سے ہے۔ دانت اکھڑ جانے سے دنیا کا مزہ ہی جاتا رہیگا مصنوعی دانت بھی ان کی تلافی نہیں کر سکتے۔ دانتوں کی بیماری پائریا آج کل عالمگیر ہے۔ آدمی مصنوعی دانتوں کی صفائی پر جتنا وقت خرچ کرتا ہے اتنا ہی اگر اصلی دانتوں کی صفائی پر صرف کیا کرے تو بھوکی مصیبتیں نازل ہونے زندگی کو بدمزہ نہ بنائیں۔ مسوڑے محض اس وقت خراب ہونے شروع ہو جاتے ہیں کہ بہت ملائم غذا کھائی جائے خام میوہ اور سخت غذا نہ کھائی جائے۔ منہ کی صفائی نہ کی جائے۔ اور دانتوں کے اتصال میں خرابی واقع ہونے دی جائے۔
آج کل لوگ ایسی غذائیں نہیں کھا رہے ہیں جن سے دانتوں اور مسوڑوں کی ورزش ہو اور جن سے دانتوں کی صفائی بھی ہو جاتی ہے، دانتوں پر منجن یا مسواک اول تو استعمال نہیں کی جاتی اور اگر کی بھی جاتی ہے تو قاعدہ اور اصول سے نہیں۔ برش کرنا بھی مفید ہے، مسوڑوں کی مالش ضروری ہے، دانتوں کو سڑے ہوئے ریشوں اور تیزابیت سے بچانا ضروری ہے۔ دانتوں اور مسوڑوں کو اچھی طرح ملنا ان میں خون کو گردش دینے میں مدد دیتا ہے۔ اس طرح وہ سخت ہو جائیں گے اور

بیماری کا مقابلہ کر سکیں گے۔ موٹی غذا کھانے سے مسوڑھے صحیح رہتے ہیں۔ سیب گاجر جیسی ترکاریاں چھنے آٹے کی روٹی کھانا مفید ہے، ذراسی غفلت پائریا کی ابتدا کا باعث ہو جاتی ہے۔

خانگی ٹوٹکے۔ چاقو یا قینچی پر مچھلی کاٹنے یا کترنے کے بعد پہلے لیموں کاٹ کے میں پھر گرم پانی سے دھو کے سوڈا پانی سے دھو دیں۔

جن برتنوں میں پیاز پکتی ہے اس کی بدبو دور کرنے کے لئے کھولتا ہوا پانی لیں اور اس میں گرم کوئلہ ڈالیں اس پانی سے دھونے سے بدبو فوراً جاتی رہیگی۔

اگر کسی برتن میں دودھ کے دھبے پڑ جائیں اس میں نمک و پانی بھر کے پانچ گھنٹہ رکھا رہنے دیں۔ ایک بڑا چمچہ نکال دے جائے گا۔

جام کو کسی لکڑی کے چمچے سے نکالا کریں۔ دھات کا چمچہ جام کا رنگ خراب کر دیتا ہے۔

ربڑ کی لچک برقرار رکھنے کے لئے ہر دو مہینے بعد الکیلائن واٹر کے ہلکے سولیوشن سے دھو دیا کریں۔

دری خراب ہو جائے تو اس پر تھوڑا سا بائی کاربونیٹ آف سوڈا چھڑک دیں، اس کے بعد برش کر دیں۔ اس طریقہ سے بہت سے دھبے جاتے رہیں گے۔

پونے چار سیر کھولتا ہوا پانی صابن پر ڈال کے خوب ہلائیں، ٹھنڈا ہونے پر کینوس (Canvas) ڈال کے ہلاتے رہیں پھر کینوس کو تین شیر گرم پانیوں میں دھوئیں اور کسی صاف کپڑے میں لپیٹ کے خوب نچوڑ دیں۔ الٹی طرف فوراً ہی استری پھیر دیں اگر آخری دھونے کے پانی میں ذرا پھٹکری ملا دیں تو رنگ اور نکھر آئے گا۔

بچوں کے جسم کے ساتھ ساتھ دل بھی بڑھتا جاتا ہے ۱ سال سے ۵ یا ۶ سال کی عمر تک بچوں کے آرام کے اوقات کا باقاعدہ انتظام کرنا چاہئے، اگر بچہ کھیلتا رہے تو یہ سمجھنا کہ وہ تھکا نہیں غلطی ہے۔ زیادہ کھیلنے کودنے وغیرہ کی نگرانی کرنی چاہئے ورنہ دل پر زور پڑیگا۔ شام کو چھ بجے ورنہ سات بجے اسے سُلا دینا چاہئے اور سات بجے سے پہلے صبح اسے نہ جگایا جائے۔ دن میں ۱½ یا ۲ گھنٹہ کے لئے پھر سلا دینا چاہئے۔

پلکیں گرد و غبار اور دھوپ کی تیزی کو روکتی ہیں اور لمبی پلکیں خوشنما بھی معلوم ہوتی ہیں روزانہ روغن زیتون حباب سا لگانے سے یہ بڑھ جاتی ہیں۔ اگر ان کا رنگ خراب ہو گیا ہو تو کبھی کبھی ویسلین لگانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

ایک بڑا آلو دھو کے خشک کر لیں اور ایک برتن میں ڈبل روٹی کے ساتھ رکھ دیں، روٹی عرصہ تک تازہ رہیگی۔

ایک پیاز ایک شیشی میں نچوڑ لیں اس میں اس سے تگنا سرکہ ڈال لیں۔ نہایت عمدہ پالش طیار ہے۔ کسی کپڑے پر ڈال کے فولادی چیزوں پر لگا کے بیس منٹ رہنے دیں پھر تیزی سے رگڑیں۔ فولاد چاندی کی طرح چمک اٹھے گا۔

ایک انڈا پھانٹو اور اس میں جو مصالحہ ڈالنا ہو ڈال دو۔ پھر باسی ڈبل روٹی کی ایک قاش ڈال دو اور ملاؤ پھر تھوڑا دودھ ملا کے خوب پھانٹو یہاں تک کہ لئی بن جائے۔ گھی میں اسے تل لیں۔ کیا مزیدار چیز دو تین آدمیوں کے لئے طیار ہے

سیر بین

دنیا بھر کے خاص خاص دلچسپ تازہ واقعات اور نئی نئی معلومات

از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی علیگ

بے جوڑ شادی - انگلستان میں ایک انوکھی شادی ہوئی ہے۔ شوہر سر جارج فاولر ہے اور عمر ۷۳ سال ہے - بیوی کی عمر اس سے نصف ہے - ایک ملاقاتی سے اس نے کہا کہ میں اپنے ہوش سے سر جارج کو جانتی ہوں - میرے بچپن ہی سے وہ میرے خاندان کے بہی خواہ ہیں اور میں ان کی نظروں کے سامنے جوان ہوئی -

سر جارج انجمن اصلاح قانون شادی کے نائب صدر ہیں اور پچھلے سال ہی ان کی بیوی فوت ہوئی، ان کے تین بیٹیاں ہیں -

ایک عورت کی عیاری - انچسٹر (امریکہ) کی عدالت کے سامنے ایک عورت کا مقدمہ پیش ہوا کہ اس نے تین بوڑھے آدمیوں کو جو منسٹر جنرل، کرنل اور کمیٹیوں کے ڈائرکٹر ہیں بیک وقت بدنامی کی دھمکیاں دے کے رقوم وصول کرنا چاہیں۔ اسے ان سے مختلف اوقات میں ملنے کا اتفاق ہوا - ایک کو ایک ممنوع کتاب لا کے دی اور اس کے ساتھ سینما دیکھا - بعد میں اسے لکھا کہ اس کتاب میں اس کے شوہر کا لفافہ تھا - پھر لکھا کہ وہ پچاس پونڈ مالیت کی دستاویز تھی - پھر لکھا کہ میرے بچہ ہوا ہے اور تمہارا ہے - اسی قسم کی دھمکیاں باقی دونوں کو دیں - پولیس کو اطلاع دی گئی - وہ تینوں ایک دوسرے سے مطلق واقف نہ تھے - عدالت نے اسے تین سال قید سخت کی سزا دی -

موٹر کی چکا چوند - رات کے وقت لیمپوں کی چکا چوند سے عموماً موٹروں کے حادثے ہو جاتے ہیں - اب تک یہ دستور تھا کہ آمنے سامنے آنے والی موٹریں لیمپوں کی روشنی ذرا کم کر دیا کرتی تھیں اب ایک نئی ایجاد ہوئی ہے - آگے کے دونوں شیشے آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں - جب ڈرائیور کو چمک سے بچنے کی ضرورت ہو تو وہ ایک لمپ کے ذریعہ ان دونوں شیشوں کے درمیان ایک مائع جھلی پھیلا دیگا اور شیشے ۱/۶۴ انچ ایک دوسرے سے ہٹ جائیں گے - شیشوں پر ہلکا نیلا رنگ آ جائیگا جس سے سامنے کے لیمپوں کی چکا چوند جاتی رہیگی - سڑک پر لیمپوں کی روشنی برابر اچھی پڑتی رہے گی -

ایک سو ایک برس کی بڑھیا - مسز سپونر کی سوئیں سالگرہ کی ضیافت کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اس موقعہ پر بادشاہ اور ملکہ سلامت نے اسے مبارکباد دی تھی - ضیافت کے موقعہ پر ۶۰ مہمان موجود تھے - اس نے بڑے ذوق و شوق کھانے میں شرکت کی اور اگلے روز اس پر سالگرہ کی نقل و حرکت کی کثرت کے باوجود ذرا بھی اضمحلال ظاہر نہ ہوا - وہ کہا کرتی تھی کہ کسی خود دار لڑکی کو شراب سگرٹ اور کازمیٹک استعمال نہیں کرنا چاہئے - اب اس کا ۱۰۱ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے - وہ آج کل کی لڑکیوں کا بڑے اعتراض کیا کرتی تھی - انہیں وہ آن بان سے خالی، بے شرم اور بد اخلاق کہا کرتی تھی - اسے اقرار تھا کہ اسے رقص نے تندرست رکھا ہے - مرتے دم تک وہ خود اپنے حسابات رکھتی - اپنے چک خوشخط تحریر سے لکھتی اور قصے پڑھتی رہی وہ باجے اور موٹر کی بڑی شائق تھی - اسے موٹر کی تیز رفتاری بہت پسند تھی - طویل عمر

کا یہ نسخہ تجویز کرتی تھی" باقاعدہ عادات اور ناز و انداز سے احتراز،، وہ تازہ ہوا اور کھلی ہوئی کھڑکیوں کو پسند کرتی تھی۔ اس عمر میں بھی وہ جو دل چاہتا کھالیتی تھی۔ اسے کیکڑے کی [illegible] کی لاسبٹر اور بہان مچھلی، اناناس، سٹرابری جیسی قابض چیزیں بہت مرغوب تھیں۔

فضول خرچ بیویاں انگلستان [illegible] ایسے مقدمات [illegible] پیش ہوئے جن میں چند درزیوں کی دکانوں نے بیوی کے قیمتی کپڑوں کے داموں کی نالش شوہر پر کی۔ عدالت نے فضول خرچی جائز قرار دیتے ہوئے دعوے خارج کر دیئے دوکانداروں نے بہتیری بحث کی کہ وہ اپنے شوہر کی کارندہ ہونے کی حیثیت میں مال خریدتی ہیں۔ اب وہ عجب چکر میں پھنسے ہیں کیونکہ ان عورتوں پر ہی ان کی بڑی بڑی دکانیں چل رہی ہیں۔ ان سے یہ پوچھنا کہ کیا تم اپنے شوہر کی مسلمہ کارندہ ہو یعنی تمہارا شوہر ان رقوم کو ادا بھی کر دیگا، سخت مشکل اور نہایت بداخلاقی ہے۔ ان کے شور و شغب سے غالبًا کوئی قانون بنجائیگا جس کے ذریعہ یہ مشکلات حل ہو جائینگی، چنانچہ ایک قانون بننے والا ہے جس کی رُو سے عورتیں بھی دیوالیہ قرار دی جاسکینگی اب تک صرف وہی عورتیں دیوالیہ قرار دی جاتی تھیں جو تجارت یا کچھ کاروبار کرتی تھیں۔

قدیم ہندوستان میں تعلیم نسواں - بمبئی میں تاریخی کانگریس کے اجلاس میں ڈاکٹر یادری نے ایک مضمون پڑھا جس میں ہندو اور مسلم حکومت میں تعلیم نسواں کی ترقی و تدریج کا حال درج تھا۔ انہوں نے ہندوستانہ کو عہد وید سے مسلمان حملہ آوروں (سنہ ۱۰۰۰ء) تک اور مسلمانوں کے عہد کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ تک تقسیم کیا۔ ہندو ۲۵ صدی کے زمانہ کو ۴ حصوں میں تقسیم کیا گیا (۱) وہ زمانہ جس کا ذکر ویدوں میں ہے (۲) رزمیہ جنگوں کا زمانہ جن کا ذکر رامائن اور مہابھارت میں ہے (۳) وہ زمانہ جب فلسفہ و قانون و علم و ادب نے ترقی کی (۴) ایام جہالت جو مسلمانوں کے عہد سے پہلے موجود تھا۔

ویدک زمانہ کے سلسلہ میں انہوں نے ایران و پنجاب کے میدانوں میں آریوں کی طرز ماندو بود کا ذکر کیا۔ ان ایام میں قدرت کی دیویوں کی پوجا کی جاتی تھی اور ان کی شان میں بھجن گائے جاتے تھے، ان بھجنوں سے عورتوں کی زندگی کا کچھ حال معلوم ہوتا ہے۔ رگ وید کے زمانہ میں بعض رشی عورتیں تھیں۔ ایک بھجن سے پتہ چلتا ہے کہ میاں بیوی دونوں اکٹھے بھینٹ چڑھا رہے ہیں گویا میاں بیوی مقابلتہً برابر کا درجہ رکھتے نظر آتے ہیں۔ رزمیہ زمانہ میں سیتا جی دروپدی دمینی ساوتری عورتیں نظر آتی ہیں سیتا جی کا نام وفادار بیوی کے نمونہ کے طور پر پیش ہوتا چلا آرہا ہے۔ ایام جہالت میں کالیداس کے ڈراموں سے اس زمانہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کے زمانہ میں تعلیم عام طور سے پھیلی اور تعلیم نسواں کا خاص اہتمام کیا گیا۔ اس زمانہ میں بڑی قابل قابل عورتیں پیدا ہوئیں۔ سنجوگتا پدمنی میرابائی اہلیہ بائی سلطانہ رضیہ چاند بی بی، اور زیب النسا اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔

عورتوں کی مجلس - نیشنل کونسل آف ویمن ان انڈیا (عورتوں کی قومی مجلس) کا اجلاس بمبئی میں ہوا۔ اس کونسل کے ماتحت سو سائٹیاں ہیں اور پھر ان کی شاخیں ہیں۔ یہ کونسلیں دنیا کی بین الاقوامی کونسل سے ملحق ہیں فیصلہ یہ ہے کہ عورتوں کے حالات میں اصلاح کی جائے، ان کی مشکلات اور تکلیفات کا انسداد کیا جائے۔ تمدن و معاشرت اور قانون کے لحاظ سے جو خامیاں انکے درجہ و مرتبہ میں نظر آئیں انہیں دور کیا جائے، دنیا کی عورتوں میں باہم جذبہ ہمدردی پیدا کیا جائے۔ ان میں تعلیم کو رواج دیا جائے۔

یہ مجلس ہندوستان میں ۱۹۲۶ء میں قائم ہوئی اب تک اس نے عورتوں کے حق میں بہت مفید کام کیا ہے۔ یہ اس جذبہ سے کام کر رہی ہے کہ تمدنی و اقتصادی مسائل کے حل میں عورتیں برابر کی شریک ہو سکتی ہیں۔

دو خودکشیاں۔ مغرب بھی عجیب ملک ہے، ایک ۲۷ سال کا آدمی بیوی حاصل کرنے کا آرزومند تو تھا لیکن بقدر کمزور دل اور شرمیلا تھا کہ وہ اپنے ملک کے دستور کے مطابق کسی لڑکی سے بات نہ کر سکتا تھا۔ وہ لندن کی بندرگاہ کے دفتر کا کلرک تھا، اس نے گیس سونگھ کے خودکشی کر لی۔ اس نے اپنی بہن کو ایک چٹھی لکھی کہ بچپن سے ہی مجھے تنہائی سے واسطہ رہا۔ اس وقت میرے ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ سالہ رفیق لڑکے لڑکیوں کے ہمراہ سیر کرتے اور مجھے کوئی نہ پوچھتا کہ میں بہت چھوٹا ہوں اس وقت سے میرے دل میں اپنے متعلق گھٹیا پن کا خیال پیدا ہو گیا، اسی کا اثر ہے کہ میں کسی لڑکی سے بول ہی نہیں سکتا کسی اجنبی مرد یا عورت سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے تو میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور میری زبان گویا کو لیجاتی ہے، اسی لئے گو میری خواہش رہی ہے کہ مجھے بیوی ملے اور میں گھر بناؤں لیکن اس طرح تو میں سو برس کی عمر تک بھی کامیاب نہ ہوں گا۔

لندن میں ایک ۲۱ سالہ لڑکی نے بھی گیس سے خودکشی کر لی کیونکہ لڑکے نے نسبت توڑ دی تھی، اس کے پاس ایک کاغذ کا پرزہ پرزہ ملا کہ میں اس نسبت کے ٹوٹ جانیکی وجہ سے اب زندہ نہیں رہ سکتی۔ قانونی تحقیقات ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ دوسری ہی ڈاک سے اس لڑکے کا خط پہنچا کہ نسبت کو قائم کرلو اور میری خطا معاف کر دو۔ عدالت نے قرار دیا کہ اگر وہ اگلی ڈاک کا انتظار کر لیتی تو یہ دلخراش سانحہ پیش نہ آتا۔

نیند میں چلنے پر طلاق۔ برلن (جرمنی) میں ایک میاں بی بی دو سال تک ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے رہے، ایک رات کسی خوفناک دھماکہ سے بیوی سوتی سوتی گھبرا کے چونک اٹھی۔ اس نے دیکھا کہ لیمپ ٹوٹا پڑا ہے اور میاں الماری کے اوپر چڑھے بیٹھے ہیں وہ اتر آیا اور بیوی سے معذرت کرنے لگا اور فوراً ہی غافل سو گیا، اس روز چودھویں رات کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی، اگلے مہینہ کی چاند کی چودھویں کو یہی پیش آیا جس سے بیوی اس قدر خوفزدہ ہوئی کہ اس نے عدالت میں طلاق کی درخواست پیش کر دی عدالت نے اسے طلاق کی ڈگری دیدی اور یہ قرار دیا کہ نیند میں چلنا پھرنا طلاق کے لئے کافی وجہ نہیں البتہ اگر شادی سے پہلے منگیتر اپنی آئندہ دولھن کو اپنے اس نقص سے آگاہ نہ کرے تو طلاق جائز ہے

شاہی محلسرا کے سامنے چوری سینٹ جیمس پیلیس کے دروازہ کے سنتری نے دیکھا کہ چند چور موٹر میں آئے اور ۲۰ گز کے فاصلہ کے سامنے کی مشہور دکان کی کھڑکی توڑ کے چوری کرنے لگے، سنتری اپنی جگہ پر قائم رہا۔ وقت ختم ہونے پر اس نے افسر انچارج کو اس غیر معمولی حادثہ کی اطلاع دی۔ جب تک پولس کا دستہ ان کی گرفتاری کو روانہ ہو وہ نہایت قیمتی سگاروں کے مسروقہ انبارے میلوں دور جا چکے تھے۔ اور جنگ کے افسر نے سنتری کے اس رویہ پر اظہار پسندیدگی کیا کہ اپنے مقام پر سے اس نے نہ ہلنے میں عقلمندی کی کیونکہ ممکن ہے اس قسم کی کوئی فرضی نقل و حرکت کر کے اسے وہاں سے ہٹایا جائے اور مجرم محل میں داخل ہو جاتے۔ البتہ قتل جیسا جرم اس کے سامنے ہو رہا ہو تو اسے اپنی قوت فیصلہ سے کام کرنا چاہئے۔

شہاب ثاقب۔ آج سے ۲۶۰۰ برس پہلے چینی ادبی کتب میں شہاب ثاقب کا ذکر آیا ہے۔ یورپ میں ڈیڑھ ہزار برس سے ان کا ذکر ہوتا رہا ہے، پہلے زمانہ میں اس کو منحوس سمجھتے تھے ۱۸۳۳ء کی ۱۳ نومبر کو مشرقی شمالی امریکہ میں سب جگہ شہاب ثاقب کی ایک بوچھاڑ دیکھی گئی لوگ ڈر گئے کہ بس قیامت آگئی۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ آدھی رات سے صبح تک دو لاکھ تارے ٹوٹتے ہوئے دیکھے گئے، بہت سے تارے بہت روشن تھے اور ان کے راستہ کی لکیر دیر تک روشن رہی، لیکن ان میں سے کسی کے زمین تک پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی

۹ فروری ۱۹۱۳ء کو ان تاروں کی ایک قطار کناڈا (امریکہ) میں نظر آئی ۰۰، ۵ میل طے کر کے وہ بحر اوقیانوس پر نظر آئے اور ان کا رخ جنوب مشرق کی طرف رہا۔ یہ ہم سے ۹۰ تاروں کے چار پانچ جھرمٹ تھے۔ جہاں جہاں وہ نظر آئے وہ زمین سے ۳۵ میل بلند تھے۔ کناڈا کے اکثر مقامات پر ان سے گرج کی سی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی اور آگ جگہ جگہ مکان تک جل گئے۔ اس قسم کا نظارہ قاہرہ میں ۱۹۲۸ء میں ہوا تھا۔

لندن میں سنگھار کی لاگت۔ لندن میں جب کہر نظر آتا ہے اس کے صاف ہوتے ہی عورتیں سنگھار کمروں کی طرف دوڑ جاتی ہیں جن عورتوں کی جوانی رخصت ہو جاتی ہے ان کی ان مقامات پر کثرت ہوتی ہے۔ بہت سا فالتو وقت اور لندن کی کافی مقدار اس کام کے لئے درکار ہے۔ سب سے پہلے اس کے چہرہ پر مالش کی جاتی ہے۔ وہ ایک آرام کرسی پر گھنٹوں بیٹھی رہتی ہے۔ مشاطہ اس کے رخساروں پر خوشبودار جلد صاف کرنے والی کریمیں لگا لگا کے مالش کرتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ نازک مساموں میں گرد کا ایک ذرہ بھی نہیں رہنے پاتا۔ پھر اس کے بعد گرد و غبار سے بچانے والے روغن اور جلد تاننے والے عرق لگائے جاتے ہیں۔ تقریباً نو روپیہ لاگت آتی ہے۔

بہت سی عورتیں ابروؤں کے بال اکھڑواتی ہیں اور بہت سی ہونٹوں کے آس پاس کے بال۔ ہر دو پر تقریباً تین روپیہ خرچ آتا ہے بال دھلوانے اور طوانے کی لاگت تقریباً پانچ روپے ہے۔ جو باہیں اور ہاتھ سفید کروا کے خوشنما بنواتی ہیں اس کے لئے چودہ روپیہ تک ہیں ناخنوں کی کتروائی اور صفائی ڈیڑھ روپیہ ادا کرتی ہیں اور انگوٹھوں کی درستی کے لئے ساڑھے چھ روپے دینے پڑتے ہیں۔ جلد کی شکنیں خاص کر چہرہ کی جھریاں دور کرنے کے لئے بارہ روپے غسل کے لئے نو روپیہ اور ایک گھنٹہ کی مالش کے لئے چودہ روپے دئیے جاتے ہیں۔

سنگھار خانہ میں جانے کا خرچ چار آنے فی منٹ ہے لیکن یہ منٹ اور چار آنے بڑھتے بڑھتے گھنٹے اور گنیاں بن جاتے ہیں لیکن عورت خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ ادا کرنے کے لئے طیار رہتی ہے۔

پھلجھڑیاں۔ مس مارٹا فیرا جرمنی کی طاقتور ترین عورت اپنی کمر لوہے کی میخوں کے بستر پر جما کے تین سو پونڈ (ایک پونڈ تقریباً آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے) کا اہرن رکھواتی ہے۔ اس پر ۲۵ پونڈ کے ہتھوڑے سے ضربیں لگائی جاتی ہیں۔

ٹوکیو میں ایک جاپانی لفٹیننٹ کو میدان جنگ میں بھیجا گیا تو اس کی ۱۲ سالہ بیوی نے اچھے اچھے کپڑے پہنے اور اپنے گھر کے دیوتاؤں کے سامنے بیٹھ کے شریاں کی رگ ایک خنجر سے کاٹ ڈالی اور مر گئی۔ ایک خط لکھ کے چھوڑ گئی جس میں اس نے شوہر کو نصیحت کی کہ وہ میدان جنگ میں یکسوئی سے لڑے اور یہ یکسوئی اس کے مر جانے سے ہی اسے نصیب ہو سکے گی۔ اس نے اپنے شوہر کا شکریہ ادا کیا کہ شادی کے بعد کا مختصر زمانہ اس نے اس کی بدولت بڑے لطف و مسرت سے گزارا۔

فرانس میں اس وقت ۳ لاکھ آدمی بیکار پڑے ہیں۔ اس سال ۹۹۴ زبانوں میں ایک کروڑ بیس لاکھ انجیلیں فروخت ہوئی ہیں۔

ہتھولی جنوبی افریقہ میں ایک بھیڑ کے ایک بچہ دیا جس کے دو منہ ہیں۔ اب وہ ۹ مہینے کا ہے۔ اس کے مالک کو چند ہی روز ہوئے اس کا دوسرا منہ نظر آیا سیدھے کان کے پیچھے سر میں ایک سوراخ نظر آیا جو غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ایک چھوٹا سا منہ ہے جس میں زبان اور پورے دانت ہیں اور ایک تنگ نالی سے یہ گلے اور سانس کے عضلات سے جڑا ہوا ہے۔ جب کھاتے وقت اصلی منہ کھلتا اور چلتا ہے تو یہ بھی کھلتا اور ملتا ہے اور جانور اس سے سانس بھی لے لیتا ہے۔ گڑگانوہ میں بھی ایک گائے کے دو منہ والا بچھڑا ہوا تھا جسے گائے کے پیٹ سے آنکڑے کے ذریعہ نکالا گیا تھا۔ وہ مرا ہوا نکلا مگر گائے زندہ ہے۔

دنیا کی نظر اس وقت ہندوستان کے سونے پر ہے۔ خیال یہ ہے کہ پہلی صدی میں ساٹھ کروڑ پونڈ کی قیمت کا سونا ہندوستان میں جذب ہو چکا ہے۔ کہیں دفن ہے کہیں عورتوں کے طرح طرح کے زیورات بنے ہوئے ہیں۔ امریکہ کے پاس ایک ارب پونڈ اور فرانس کے پاس ساٹھ کروڑ پونڈ کا سونا تہ خانوں میں بند ہے اس سے بازاروں پر بڑا اثر پڑا اور انگلستان کو سونے کا سکہ توڑنا پڑا۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۸ء کے درمیان معدنی پیداوار کے علاوہ باہر سے سونا ۲۱ کروڑ چالیس لاکھ پونڈ قیمت کا یہاں آیا ۱۸۹۸ء اور ۱۹۳۱ء کے درمیان دو کروڑ ستر لاکھ پونڈ اور آ گیا اس کے بعد ہر سال زیادہ زیادہ سونا آتا رہا۔ اب قیمت بڑھ جانے سے تین مہینے کے اندر یہاں سے دو کروڑ چالیس لاکھ پونڈ کا سونا باہر جا چکا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ انگریزوں پر خواہ مخواہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے ہندوستان کو چوس کے کھوکھلا کر دیا ہے حالانکہ یہاں سونا اتنی کثرت سے دبا ہوا ہے جو تمام دنیا کی سونے کی کانیں سات سال برابر سونا اگلتی رہیں تو بھی اتنا نہ ہو۔

بمبئی کی ایک ۲۳ سالہ یورپی لڑکی پر رات کے وقت ایک چور نے اس کے کمرہ میں چاقو سے حملہ کیا، اس نے لاتوں سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ چیخ پکار پر محلہ والے آ گئے اور چور پکڑا گیا۔

نئی کتابیں

گلدستہ کشیدہ

عصمتی کشیدہ گو بہت عجلت میں مرتب کی گئی تھی، لیکن الحمد للہ غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اور بعض بہنوں نے اس قدر پسند کیا کہ انہوں نے ایسی ہی ایک اور کتاب شائع کرنے کا اصرار فرمایا اب کشیدہ کاری کا شوق رکھنے والی سب بہنوں کو یہ معلوم ہو کر خوشی ہوگی کہ عصمت کی مشہور دستکار بہن محترمہ غدیر فاطمہ بیگم سید مطاہر حسین صاحب جعفری نے عصمتی کشیدہ کا دوسرا حصہ گلدستۂ کشیدہ ۶ ماہ کی مسلسل محنت کے بعد نہایت قابلیت سے مرتب کیا ہے اس کی تیاری میں ۲۸ دستکار بہنوں نے حصہ لیا ہے کتاب کے ۱۱ باب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا باب۔ ۹ قرم شلاً یا محمد۔ تاج محل، عید کارڈ وغیرہ

دوسرا باب مختلف قسم کے پھولوں کونوں ڈالیوں کے ۶۲ نمونے

تیسرا باب بڑے پھول ۴۴ نمونے

چوتھا باب میز پوش چادروں وغیرہ کے کونے ۱۹ نمونے

پانچواں باب مرکز ۱۸ نمونے

چھٹا باب گول پھول ۱۱ نمونے

ساتواں باب بیلیں دساڑھی، پلنگ کی چادریں، میز پوش تکیہ کے غلاف، قمیض کی پٹی، کرسی کے گدے وغیرہ وغیرہ کی بیلیں ۱۷ نمونے

آٹھواں باب فیتے کی بوٹیاں ۸ نمونے

نواں باب قمیض کے کف ۴ نمونے

دسواں باب قمیص کے گریبان ۲ نمونے

گیارھواں باب متفرق نمونے دشلاً پنکھے، ٹی کوزی۔ بچوں کے جب، جوتہ، پاندان کا غلاف، بائسکل کی گدی بٹوہ وغیرہ کُل نمونے ۲۱۰

پہلے کشیدہ کاری کے متعلق نہایت کارآمد ہدایتیں ہیں جن سے نوآموز لڑکیاں بھی پورا پورا فائدہ اٹھا سکتی ہیں پھر ہر باب میں جتنے نمونے ہیں ان سب کے متعلق الگ الگ ہدایت اور کاڑھنے کی ترکیب جو اس قدر مکمل ہے کہ ہر چیز کے لئے موزوں رنگ تک لکھ دیا گیا ہے صفحہ ۵۴ سے نمونے شروع ہوتے ہیں مصوری میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ہر چیز صاف طور پر نمایاں ہو۔ مجموعی طور پر اس کتاب کے نمونے بہت خوبصورت ہیں کتاب کا سائز وہی ہے جو عصمت کا مگر بعض بڑے بڑے نمونے دوگنی تقطیع پر بنوائے گئے ہیں، ضخامت ۱۳۶ صفحے کاغذ خوب دبیز چکنا لگایا گیا ہے، بلاک کا ٹائٹل رنگین نہایت خوشنما غرض کشیدہ کاری کی ایسی خوبصورت اور ایسی کارآمد کتاب ہندوستان میں آج تک نہیں چھپی، ہم محترمہ غدیر فاطمہ صاحبہ کو اس قابل قدر کتاب پر مبارکباد دیتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ دستکار بہنوں میں گلدستہ کشیدہ بہت قدر و وقعت کی نظر سے دیکھی جائیگی قیمت صرف عہ

ملنے کا پتہ:۔ دفتر عصمت دہلی

شہید وفا

محترمہ خاتون اکرم کے بہتیں افسانوں کے خوبصورت مجموعہ گلستان خاتون کے بعد ایک اور مشہور افسانہ نگار بہن کے افسانوں کا مجموعہ شائع ہوا ہے محترمہ امۃ الوحی صاحبہ دور حاضرہ کی کامیاب افسانہ نگار خواتین میں سے ہیں شہید وفا انہیں کے سبق آموز نتیجہ خیز دلچسپ افسانوں کا مجموعہ ہے ہم نے شہید وفا کے دو تین افسانے پڑھے ہیں اس میں شک نہیں کہ محترمہ امۃ الوحی صاحبہ نے اپنے افسانوں کو ایک جگہ جمع کر کے نسوانی ادب میں ایک بیش بہا اضافہ کیا ہے شہید وفا کے تمام افسانے خواتین کے پڑھنے کے لائق ہیں علاوہ دلچسپ ہونیکے ان سے بہت سی کام کی باتیں معلوم ہوتی ہیں قیمت عہ ہے کتاب دفتر الخلیل سے شائع ہوئی ہے دفتر عصمت دہلی سے بھی مل سکتی ہے۔

بزم عصمت

میں کمال مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ بفضل خداوند کریم میرے منجھلے بھائی آقا سید غلام عباس صاحب سبزواری کی شادی نہایت سادے طریقے سے بروز پنجشنبہ مطابق دسویں دسمبر ۱۹۳۱ء کو کلکتہ کے ایک معزز تاجر مرحوم آقا سید علی صاحب اصفہانی کی صاحبزادی فاطمہ سلطان بیگم صاحبہ اصفہانی سے بحسن وخوبی ہوگئی۔ اس مبارک خوشی میں دو روپیہ کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات کی معصوم بچیوں کے لئے ارسال کرتی ہوں۔

ایس کے صغرا سبزواریہ کلکتہ

پتے درج ذیل ہیں ان پر عصمت و بنات کا وی پی فوراً بھجوا دیجئے۔ انشاء اللہ خریدار بھی جلد ملیں گے۔ عصمت کی ترقی کا مجھے خاص خیال ہے۔

مسز عبدالحمید نناگری

آج دس روپیہ کی رقم بذریعہ منی آڈر تربیت گاہ کے لئے ارسال خدمت ہیں عہ روپیہ کی رقم، ماہوار جنوری اور فروری کی ہے۔ بقیہ چھ روپیہ رمضان المبارک کے لئے تربیت گاہ کو بطور چندہ ارسال ہیں

ب۔ن مدراس

مسز مفتی محمد یعقوب حسین صاحب نے پتہ مثنوی مولانا روم صاحب کا دریافت فرمایا لہذا پتہ حسب ذیل ہے:۔ لکھنؤ چوک مطبع مجتبائی پریس محمد عبد العزیز تاجر کتب سے ملے گی۔

شکیلہ خاتون صاحبہ پام ولا نے ۔۔ دریافت فرمایا کہ لکھنؤ میں سچا سلمہ ستارہ کون سے دوکاندار سے ملیگا۔ پتہ حسب ذیل ہے شہر لکھنؤ چوک حاجی گنگا پرشاد گوٹہ فروش سے دستیاب ہو سکتا ہے

مسز احمد حسین از ردولی شریف ضلع بارہ بنکی

بہن صاحبہ مسز عبد الصمد خاں نے جو چیچک کے داغوں کے متعلق دریافت کی ہے، میں اپنا آزمودہ نسخہ پیش کرتی ہوں۔ آنبہ ہلدی، بیج سرکنڈا، کوڑی سوختہ ہموزن لیکر بھینس کے دودھ میں پیس کر چیچک کے نشانوں پر لگائیں اور صبح پانی سے دھو ڈالیں چند روز ایسا کریں۔ انشاء اللہ داغ جاتے رہیں گے۔ اور چہرہ صاف ہو جائے گا۔

نسخہ برائے کثرت پسینہ:۔ پھٹکری سفید پانی میں حل کر کے ہاتھ پاؤں پر ملیں۔ انشاء اللہ تعالے جلد فائدہ ہوگا۔

ک۔ فاطمہ لائل پور پنجاب

بہن زبیدہ خانم (نور منزل جالندھر شہر) کی خدمت میں عرض ہے کہ ان کے چہرہ پر جو چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلتی ہیں ان پر خوب صابن سے چہرہ دھو لینے کے بعد Emolient Cream (ایمولینٹ کریم) لگائیں۔ انشاء اللہ چند روز میں فائدہ ہوگا۔ آزمودہ ہے

ایس کے صغرا بیگم سبزواریہ کلکتہ

بہن زبیدہ خانم صاحبہ چہرے کی پھنسیوں کے لئے مرہم "فیسرینا"، پتہ ذیل سے منگوا کر استعمال کریں یہ مہاسوں اور انکے داغوں کو رفع کرنے کے لئے اکسیر ہے، میری اپنی آزمودہ ہے

خان ڈاکٹر محمد خانصاحب مکتسر ضلع فیروزپور

کسی بہن یا بھائی کو ذیل کے مصرعوں کی پوری نظمیں معلوم ہوں تو برائے عنایت بذریعہ عصمت مطلع فرمائیں:۔

ع:۔ حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک

ع:۔ کہاں ڈھونڈ ہے دنیا محمد علی کو

بنت خان ڈاکٹر محمد خانصاحب مکتسر ضلع فیروزپور

آہ کس قلم سے لکھوں کہ میری عزیز بہن سعیدہ خاتون ہمشیرہ مظہر صاحب نے تین ماہ علیل رہنے کے بعد ۲۹ جنوری ۳۲ء کو

مطابق ۲۶ رمضان سنہ ۵۲ھ یوم جمعہ ہم سب کو تنہا چھوڑ کر سفر آخرت کیا۔ خدا سے دعا ہے کہ مرحومہ کو بہشت بریں میں جگہ دے اور اس کی نہ بھولنے والی یاد میں اس کے اعزا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ بڑی نیک مزاج، سلیقہ شعار اور باتمیز لڑکی تھی۔

عصمتی بہنوں اور بھائیوں سے گذارش ہے کہ ایک ایک پارہ پڑھکر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں، عین عنایت ہوگی

خدیجہ فاطمہ بیگم سید مظہر حسین جعفری آگرہ

تذکرہ جمیل حصہ دوم کی کتابت کا کام قریب الختم ہے تعلیمیافتہ خواتین مختصر سی سوانح حیات، تعلیمی حالت۔ نثر یا نظم کا نمونہ جلد روانہ فرمائیں ورنہ گنجائش باقی نہیں رہیگی۔

محمد عبدالرزاق بسمل دبیرپورہ حیدرآباد دکن

میں نے عصمت میں دو تین بہنوں کے مضامین دیکھے جن میں بال بڑھانیکا نسخہ دریافت کیا ہے۔ نیچے دو نسخے تحریر کئے جاتے ہیں یہ نسخے بارہا تجربہ ہو چکے ہیں۔

(۱) بال بڑھانے کا نسخہ۔ مغز تخم خربوزہ، برگ کنار، برگ کدو۔ برگ کنجد تمام وزن ہموزن جس قدر بنانا درکار ہو ان سب کو باریک پیس کر بالوں کی جڑوں میں ملیں اور دو گھنٹہ بعد نیم گرم پانی سے دہوڈالیں۔

(۲) درخت بیری کے نرم نرم پتے ۵ تولہ برگ مہندی ۵ تولہ۔ گل انار ۲۰ تولہ ہر سہ ادویہ کو پانی میں ملاکر اس قدر گھوٹیں کہ جھاگ کے مانند ہو جاویں رات کے وقت بالوں پر لگادیں صبح کو دھوکر تیل لگادیں۔ تیل خواہ کیسا ہی ہو۔ چند روز میں انشاءاللہ فائدہ معلوم ہوگا۔

ام محمد حسین بمبوا کنیا کا لونی (افریقہ)

میں مسٹر عبدالقدوس صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے قطعہ تاریخ ولادت لکھنے کی زحمت گوارا کی۔ چند قطعات جو میرے والد مدظلہٗ کے احباب نے لکھے ہیں ان میں سے ایک درج کرتی ہوں:۔

یہ کیسا سماں ہے یہ کیسا اثر　　مسرت سے معمور ہے ہر بشر
ہوا ہے کوئی چاند شاید طلوع　　کہ جس سے منور ہیں دیوار و در
نئی شان سے آیا یہ نور زلج　　جلو میں لئے ساتھ دو دو قمر
نمایاں ہوا اک سر آسماں　　زمیں پر ہوا دوسرا جلوہ گر
محرم کی پہلی کو اور بدھ کے دن　　گیا میں ہوا جلوہ گر یہ قمر
گل تازہ گلزار فضل حسن　　نہال مسرت کا شیریں ثمر
دعا ہے کہ دنیا میں پھولے پھلے　　یہ ماں باپ کا اپنا لخت جگر
خدا اس کو دے عمر اقبال جاہ　　جہاں میں بنے فخر جد و پدر
ہی خواہ کا بول بالا رہے　　ہے سر نگوں حاسد بد نظر
جو بسمل نے پوچھا ولادت کا سال　　تو بول اٹھا یہ ہاتف خوش خبر

قلم کرکے بدبیں کا سر لکھدو یہ
جواں سال فرزند رشک قمر
۱۳۵۲ھ　۱۳۵۰ھ

میمونہ خاتون بنت مولوی سید فضل حسین اکسائز انسپکٹر گیا

میں نے ایس احمد اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۵۲ ۱۱ لاہور سے کشیدہ کاری کی مشین اور اس کے ساتھ کل سامان ریشم وغیرہ آیا تھا لیکن اس مشین کے چلانے کا طریقہ اس میں نہیں لکھا تھا اس وجہ سے وہ مشین بیکار پڑی ہے۔ براہ کرم کوئی بہن بذریعہ عصمت مطلع کریں کہ وہ مشین کس طرح چلائی جاتی ہے۔ بہت ممنون ہوں گی

نورا فروز عتیق فاطمہ بنت حسان غنی صاحب انسپکٹر آبکاری

دُوربین

ملک کی سیاسی حالت

حضور وائسرائے ہند نے اسمبلی میں تقریر کی جس میں

موجودہ زرعی کساد بازاری وغیرہ کا ذکر کرنے کے علاوہ ملک کی بےچینی کا تبصرہ کیا کہ کانگریس کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن اس نے لارڈ ارون کے سمجھوتہ کو آیندہ مقابلہ کے لئے مہلت سمجھا اور برابر طیاریاں کرتی رہی۔ اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ اگر کانگریس کا مقابلہ نہ کیا جاتا تو ملک میں انتظام اور پاامن حکومت ناممکن تھی۔ حکومت اس وقت تک اپنے ہنگامی قانون واپس نہ لیگی جب تک ان کا مقصد پورا نہ ہو جائے اور ملک سے بےچینی کا نام و نشان نہ مٹ جائے نہ اس معاملہ میں کوئی سمجھوتہ ممکن ہے، چنانچہ پنڈت مالویہ سمجھوتہ سے مایوس ہو کر بنارس چلے گئے۔ کانگریسی گرفتار شدوں کے مقدمات کا عدالتوں میں بہت جلد فیصلہ سُنا دیا جاتا ہے۔ پہلی سی ڈھیل نہیں رہی اور سزائیں بھی کافی سخت دی جاتی ہیں چنانچہ ایک شخص پر دس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا۔ سرحد پر بھی امن ہو گیا ہے، ہوائی جہازوں کے کانچ کے کھلونے وہاں ڈالے گئے، جن کو سرخ قمیضیں پہنائی گئیں۔ لوگ ڈرتے ڈرتے وہاں پہنچے کہ کوئی بمب نہ ہو، پشتو میں یہ عبارت لکھی نظر آئی کہ سرخ قمیص کے جھگڑے کو چھوڑ دو اور با امن شہری بنو۔ سرحد میں اصلاحات کا کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ یہ اصلاحات اپریل میں نافذ ہو جائیگی، سرحد کی کونسل میں صرف ایک وزیر رہیگا۔

لارڈ ارون نے لندن میں کہا کہ اگر اس وقت میں ہندوستان میں ہوتا تو میں بھی کہاں تک صبر کرتا میں بھی وہی کرتا جو اب لارڈ ولنگڈن کر رہے ہیں۔ اس سختی کی ذمہ دار خود کانگریس ہے۔

اسمبلی میں حکومت ہند کے موجودہ خاص قانونوں کے خلاف احتجاجی تحریک پیش ہوئی۔ مخالف و موافق تقریریں ہوئیں یہ تحریک ۶۲ بمقابلہ ۴۴ رائے کے نامنظور ہوئی۔ حکومت پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ بہت سے غیر سرکاری منتخبہ ممبروں نے بھی حکومت کی تائید میں تقریریں کیں۔

مدناپور کے جیل سے تین عمر قید کے سیاسی ملزم فرار ہو گئے، چاروں طرف سخت حیرت طاری ہے کہ یہ فرار کیسے عمل میں آیا اسے بھی سیاسی ریشہ دوانی کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔

مسٹر گاندھی کی امریکی چیلی مس سلیڈ (میرا بائی) کو بمبئی سے چلے جانیکا حکم دیا گیا اس نے تعمیل نہ کی۔ اس پر اسے گرفتار کر کے تین ماہ قید محض کی سزا دیدی گئی۔ آثار ظاہر ہو گئے ہیں کہ اس جنگ میں کانگریس کو کامیابی نہ ہوگی — نافرمانی کی تحریک ہر جگہ دب گئی ہے

چین و جاپان کا جھگڑا

صورت حالات نازک ہو گئے ہیں ایک جاپانی ہوائی جہاز چینیوں نے گرالیا۔ جاپانیوں نے جلدی سے اس کے نیچے بڑی سرنگ لگادی جب چینی اسے لوٹنے دوڑے تو وہ پھٹ گئی اور بیس چینی مارے گئے، ہاربن میں چند جاپانی افسر قتل کر دیئے گئے، امریکہ انگلستان سے التجا کر رہا ہے کہ جاپان پر چین کے حملہ کر دینے کے خلاف متحدہ کارروائی ہونی چاہئے، چین نے جاپان کی تقریباً ہر شرط مان لی اور جاپان کے خلاف بےچینی پھیلانے والی انجمنوں کی بیخکنی کا وعدہ کیا لیکن جاپانی افواج نے آدھی رات کے وقت چپائی پر دھاوا بول دیا، چینیوں نے خوب مقابلہ کیا۔ طرفین کا خوب نقصان ہوا۔ تین جاپانی جہازوں نے شہر پر منٹ منٹ کے بعد بمب برسائے جن سے سارا شہر جل اٹھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آگ کی ایک میل لمبی دیوار ہے۔ چینی حکومت نانکن چھوڑ کے لوینگ چلی گئی ہے۔ نانکن پر جاپانی بحری جہازوں نے

ہ گھنٹے برابر شدید گولہ باری کی۔ چینی حکومت نے ابھی اعلان جنگ نہیں کیا۔ امریکہ اطالیہ برطانیہ وغیرہم کی فوجیں چین جا رہی ہیں تاکہ بین الاقوامی علاقہ کی حفاظت کریں۔ شدید جنگ کے بعد جاپانیوں نے چاپئی پر قبضہ کر لیا۔ چینی فوج نے شہر خالی کرنے سے پہلے مکانات لوٹ لئے اور دو سو چینی قتل کر ڈالے۔ ووسنگ کے قلعوں پر جاپانی ہوائی جہاز اور توپخانہ غضب کی گولہ باری کر رہے ہیں لیکن قلعے بھی ایسے بے حیا ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے شدید لڑائی کے بعد جاپانیوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ چینی سپہ سالار کہتا ہے کہ یہ تو بچوں کا سا کھیل ہو رہا ہے۔ میں اس پٹاخہ بازی سے تنگ آ گیا ہوں ذرا معرکہ ہو تو ڈنڑ پیل دکھاؤں۔ خیر سے آپ شاعر ہیں۔ جب لڑائی میں کچھ سکون پیدا ہو جاتا ہے تو آپ شعر کہنے لگتے ہیں۔ شنگھائی پر جاپانیوں کو شکست کھا کے پیچھے ہٹنا پڑا۔ شنگھائی میں فریقین نے جنگی کارروائی عارضی طور سے ملتوی کر دی تاکہ طرفین عورتوں اور بچوں کو جنگی علاقہ سے نکال لیجائیں۔ یورپ کی سلطنتوں نے کوشش کی کہ یہ عارضی صلح مستقل ہو جائے لیکن جاپان کی طرف سے کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ اس کی فوجیں اس علاقہ میں برابر جمع ہوتی چلی جا رہی ہیں، حملہ ہوائی جہازوں نے چاپئی اور ووسنگ قلعہ پر شدید گولہ باری کی جن سے شہر دہل دہل گیا۔ عارضی صلح کچھ کارآمد ثابت نہ ہوئی۔ جاپان نے چین کو شنگھائی سے بیس میل پرے اپنی فوجیں ہٹانے کا الٹی میٹم دیا جو چین نے یہ کہکر مسترد کر دیا کہ ہم اپنی فوجیں ۱۲ میل اس شرط پر ہٹا سکتے ہیں کہ جاپان بھی ایسا ہی کرے، جاپان نے نہایت زور شور سے حملہ شروع کر دیا ہے چینیوں نے اپنے پرانے جرنیل فنگ یو سیانگ کو ملکی خطرہ کا واسطہ دے کے بلالیا ہے۔ وہ غضب کا آدمی ہے، منچوریا نے خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اور اس کا صدر سابق شاہنشاہ چین سوان ٹنگ مقرر کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں دو سال کی عمر میں وہ تخت پر بیٹھا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں اسے دست بردار ہونا پڑا اب اسکی عمر ۲۶ سال ہے اور اس کے سر پر جاپان کا ہاتھ ہے۔

حالات کشمیر جتھوں کا سلسلہ کچھ کم پڑ گیا۔ پرانے جتھے میعاد پوری کر کرکے رہا ہو رہے ہیں، بعض مقامات پر فوج کے ساتھ مڈبھیڑیں ہوئیں۔ ریاست کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ بعض حلقوں نے بغاوت کر دی ہے اور ہندو گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ رہے ہیں اور انہیں زبردستی مسلمان کیا گیا ہے۔ سٹیٹسمین اور سول ملٹری اخبارات کے نامہ نگار لکھتے ہیں کہ بہت کچھ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ لوگ محض ڈر سے گھر چھوڑ کے بھاگ گئے تھے۔ مسلمانوں کے محلوں پر بھی ڈوگروں نے حملہ کر کے تباہی پھیلائی۔

مسٹر مڈلٹن جو پچھلی خونریزی کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے مامور کئے گئے تھے، انہوں نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے انہوں نے مسلمانوں کی داستان مظالم کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔ فوجی آتشباری کو انہوں نے جائز ٹھیرایا اور یہ بھی لکھا کہ اگر حکام تدبر سے کام لیتے تو اس کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اور رعایا کی یہ بے چینی بعض حکام کے رویہ کے خلاف ہے ورنہ اس میں ہندو مسلمانی رنگ بالکل نہیں۔ مسلمان حلقوں میں اس رپورٹ پر مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

پنڈت ہری کشن کول وزیراعظم بھی چھٹی پر چلے گئے۔ ان کی جگہ ایک انگریز مقرر ہوا ہے جو انگریزی علاقہ سے جائیگا۔ میرپور میں عارضی طور پر انگریزی انتظام رہے گا۔ وہاں ایک انگریز ڈپٹی کمشنر مقرر کر دیا گیا ہے۔

عورتوں کی رائیں اس وقت ہندوستان میں فرنچائز (رائے دینے کا حق) کمیٹی دورہ کر رہی ہے، اس نے کچھ سوالات اپنی تحقیقات میں مدد لینے کے لئے شائع کئے ہیں۔ عورتوں کی رائے دہندگی کے متعلق جو شرائط تجویز کی گئی ہیں ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر عورتوں کو اس سے نقصان ہی رہیگا۔ مثلاً یہ کہ جس عورت کے پاس اسقدر جائداد ہو یا وہ اس قدر تعلیم یافتہ ہو یا اس کی آمدنی اس قدر ہو وہ رائے دے سکیگی آپ بتائیں کہ اوروں کا تو ذکر کیا مسلمان عورتوں کو اس سے کسقدر گھاٹا رہیگا، کتنی مسلمان بیبیاں جائدادوں کی مالک ہیں، پنجاب میں تو عورتوں کو رواج کی پابندی کی وجہ سے جائداد ملتی ہی نہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو۔ جہاں شرع کی پابندی کی جاتی ہے

وہاں بھی عجیب عجیب ترکیبوں سے ان بیچاریوں کو محروم کردیا جاتا ہے، تعلیم کو لیا جائے تو مسلمان عورتیں موجودہ طرز تعلیم سے تقریبًا بالکل بے بہرہ ہیں۔ زنانہ مدرسوں میں انہیں تعلیم نہیں دی جاتی گو بہت سی ایسی ہیں جن کی لیاقتیں گھر پر تحصیل علم کرنے سے ان مدرسہ والیوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں لیکن حق رائے دہندگی میں مدرسہ کی تعلیم کا معیار قائم کردینے سے ایسی بہت مسلمان عورتیں رائے دینے سے محروم رہ جائینگی۔ رہا آمدنی کا مسئلہ ہماری عورتیں گھروں میں خانہ داری کے کمال دکھایا کرتی ہیں۔ مرد باہر کماتے پھرتے ہیں۔ کتنی مسلمان بیبیاں اپنی ذاتی آمدنی کی مالک ہیں اور انکم ٹیکس دیتی ہیں اگر یہ طریقہ منظور ہوگیا تو مسلمانوں کو پہلے ہی قلیل آبادی کی وجہ سے رائے دہندوں کی کمی کی شکایت ہے اس وقت اور بھی زیادہ ہو جائے گی۔ کیونکہ دوسری قوموں کی عورتیں تو رائے دہندگان کے رجسٹر پر آجائینگی اور مسلمان عورتیں رہ جائیں گی۔ اگر سب بالغ عورتیں خواہ شادی شدہ ہوں یا کنواری رائے دینے کا حق مل جائے تو سب کی سب عورتیں رجسٹر پر آجائیں گی۔ بہرحال اس مسئلہ پر بحث ہو رہی ہے، عورتوں کی انجمن نے بھی اعلان شائع کیا ہے۔ انہوں نے تو ہر اس جھگڑے سے علیحدگی کا مطالبہ کیا ہے، جس میں مرد جنس کے ملک سے دشمنی کر رہے ہیں۔

ہوائی مقابلہ

ہندوستان میں ہوائی دوڑ کا پہلا مقابلہ ۲۷؍ فروری کو مقام نیو دہلی سے شروع ہوا۔ بارہ جہاز نئی دہلی سے لکھنؤ تک ۹۰۷ میل اڑے۔ اس میں کئی ہندوستانی انگریز مرد اور دو عورتیں شریک ہوئیں۔ مس کراسلی لکھنؤ تک چوتھے نمبر پر رہیں۔ لیکن وہاں سے دہلی واپس ہوتے ہوئے اس کا انجن بگڑ گیا۔ اس پر بھی وہ بڑی مردانگی سے جہاز اڑاتے ہوئے لائی۔ وہ پیچھے رہ گئی اور اس کی جگہ عورتوں کا انعام مسز بارین کو مل گیا۔ البتہ مس مذکور کی بہت ہی تعریف کی گئی۔ زیادہ تر اس لئے کہ دوڑ سے چند روز پہلے اس نے اس میں شریک ہونے کا تہیہ کیا۔ اوّل ایک ہندوستانی رہا۔ لیکن وہ انعام کے لئے اس دوڑ میں شریک نہ ہوا تھا اس لئے انعام اس کے بعد کے انگریز کو ملا۔ اس نے اپنا جہاز ۹۰ میل فی گھنٹہ چلایا۔

کلکٹر کے مقدمہ قتل کا فیصلہ

کیلا کے انگریز کلکٹر کے قتل کے جرم میں دو بنگالی لڑکیوں کو عمر قید کی سزا دی گئی، عدالت نے حکومت سے سفارش کی کہ عمر اور جنس کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے برتاؤ کیا جائے۔ عدالت نے اس قتل کو سفیانہ اور سفاکانہ قرار دیا کہ انہوں نے کلکٹر کو دھوکہ دے کے سامنے بلایا اور اس کی خوش اخلاقی سے فائدہ اٹھا کے اسے گولیوں کا نشانہ بنا دیا وہ اپنے فعل پر مطلق پشیمان نہیں ہوئیں وہ ہر وقت ہشاش بشاش نظر آتی تھیں۔ قتل کے بعد مجسٹریٹ جب ان کا اقبال لکھنے گیا تو وہ بال سنوار رہی تھیں۔

اور حکم سننے کے لئے آئیں تو بھی ان کے چہرے پر کوئی گھبراہٹ نہ تھی بلکہ گلاب کے پھول لگائے تھیں۔ حکم سن کے انہوں نے کہا، عمل کی زندگی سے فراغت ہوئی۔ عدالت نے ان کی عمر اور خاندانی وجاہت کا خیال کرتے ہوئے انہیں سزائے موت نہیں دی۔ صرف کالے پانی کا حکم دیا۔

باپ کا بیٹے کو بھینٹ چڑھانا

مدراس کی طرف ضلع کمباکونم کے ایک گاؤں میں ایک ہندو پجاری پکڑا گیا ہے اس نے اپنے ۱۲ سالہ لڑکے کی قربانی دی۔ گرفتاری کے بعد بیان کیا کہ ہمارے مندر میں ہماری دیوی کی پوجا کی جاتی ہے دو سال سے اس کی سواری کی رسم ادا نہ ہوئی تھی۔ وہ غضب میں آگئی اور مجھے خواب میں نظر آئی کہ اگر تو اپنے بڑے بیٹے کی بھینٹ نہ چڑھائیگا تو نہ صرف تجھ پر بلکہ سارے گاؤں پر مصیبت نازل ہو جائیگی۔ اگلے روز میں نے اپنے لڑکے کی گردن اڑا دی اور اس کا خون دیوی پر چڑھا دیا۔

ایک بنگالی لڑکی کا لاٹ صاحب پر حملہ

گورنر صاحب بنگال کلکتہ یونیورسٹی کے ہال میں ڈگری عطا کرنے کی رسم کا وقت اپنا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک ۲۰ سالہ بنگالی لڑکی نے اٹھنا چاہا لیکن ہچکچا کے بیٹھ گئی، کسی کو شبہ بھی نہ ہوا۔ آدھ گھنٹے کے بعد وہ اٹھ کے لاٹ صاحب سے ۲۰ فٹ کے فاصلہ پر جا کے کھڑی ہوگئی اس کی اس جسارت سے سب کو حیرت ضرور ہوئی لیکن کسی کو وہم بھی نہ تھا کہ وہ کیا کرنے والی ہے۔ اس نے اپنی جیب سے پستول نکالا اور لاٹ صاحب پر گولی چلائی جو ایک پیچھے بیٹھے ہوئے پروفیسر کے بازو کو چھیلتی ہوئی چلی گئی۔ وائس چانسلر سہروردی صاحب لپک کے لڑکی سے گتھم گتھا ہو گئے، لڑکی نے اسی حالت میں تین گولیاں اور چلائیں جو لاٹ صاحب کے پیچھے دیوار میں جا لگیں وہ جھک گئے اور ذرا نہ گھبرائے، لڑکی نے پھر ہاتھ چھڑا کے ایک گولی چلائی جو لوگوں کے سروں کے اوپر سے نکل گئی۔ لڑکی گرفتار کرلی گئی، اس کی تلاشی پر اس کے پاس سے پنکھا برآمد ہوا۔ لاٹ صاحب نے مسکرا کے کہا کہ میں اپنا خطبہ ختم کروں گا چنانچہ انہوں نے نہایت سکون اور استقلال سے اپنا خطبہ ختم کیا۔ لاٹ صاحب کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ خاص عدالت نے مقدمہ دس بجے شروع کیا اور تقریبًا چار بجے ختم کر دیا۔ ملزمہ نے جرم سے اقبال کیا اور کہا کہ میں نے زندگی کی تکالیف کا خاتمہ کرکے مرجانا ملک کی بہترین خدمت سمجھا۔ یہ اچھا ہے کہ کوئی خون نہیں بہا اور میرا مطلب حاصل ہوگیا۔ میں لاٹ صاحب اور ان کی بیگم کو اپنا باپ اور ماں سمجھتی ہوں لیکن مجھے اس طرز حکومت سے نفرت ہے جس کے وہ نمائندہ ہیں۔ عدالت نے اسے ۹ سال قید سخت کی سزا دی۔ اس نے فیصلہ سکون سے سنا۔ سہروردی صاحب کو حکومت عالیہ نے لاٹ صاحب کے بچانے کے صلہ میں سر کا خطاب دیا ہے۔

اسمبلی میں عورت کی جرأت

دہلی میں جب اسمبلی کے اجلاس ہو رہا تھا تو ایک عورت نے

گیلری میں سے کھنڈروں کا ایک چند میٹر بسوں پر ڈال دیا۔ سب حیرت میں دم بخود تھے
نہیں دیکھا گیا تو وہ انقلاب پسندوں کا شاہکار رسالے تھے دوسرے وقت وہ تیار کئے
اس کا قبضہ ایک رکن ساز کا تھا نیچے کے چھاپا تھوڑی دیر بعد وہاں کا پہرہ دار
اس وقت کرسی سے نیچے ایک طرف لیکا غیب وہ موٹر میں چڑھنے کی تو اسے گرفتار
کر لیا۔ پہلے بھی ایک مرتبہ گیلری ہی سے بم پھینکے گئے تھے جس سے ممبروں میں
خاصا خوف پیدا ہوا تھی۔ بعد میں مسٹر پٹیل صدر دفتر سے صاحب میں اختیارات بڑی
روک تھام بھی تھی اب ارادہ کیا گیا ہے کہ یا تو پہرہ کو مضبوط کیا جائے۔ یا
گیلری کے آگے تار کا پردہ لگا دیا جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کر سکے۔
بلاشبہ ہمارے نیچے کا بخوبی نظارہ ہو سکیگا۔ لیکن آئندہ ایسی ناشائستہ حرکات کا
سدباب ہو جائیگا۔

ہوا میں قبول اسلام

ریاست سراوک کے ولیعہد کی انگریزی بیوی ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کر رہی تھی وہ کرائیڈن (انگلستان) سے روانہ ہونے کے بعد برابر قرآن پاک کا مطالعہ کرتی رہی جب ہوائی جہاز پشاور انگریزی ہوائی اڈہ رہا تھا مسلمان انگریز شیلڈ ہیک کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کر لیا، جب خالد صاحب قرآن پاک کی دعائیں پڑھ رہے تھے وہ تعظیماً استادہ رہی بعد میں اس نے اسلام کا اعلان کیا اور اپنا نام خیر النسا رکھا۔

ہندو عورت کو طلاق کا حق

سر ہری سنگھ نے ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے جس میں بعض حالات میں ہندو عورتوں کو طلاق حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ مجلس واضعان قانون میں اس پر خوب بحث ہوئی۔ دو روز متواتر یہ مسودہ پیش ہوا ایک نے کہا کہ ہندو قانون اچھے تو ہیں لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے انکو زمانہ کے مطابق کرتے رہنا چاہئے کسی نے کہا کہ ایسے قانون بنانے گویا دھرم شاستر کی جڑ ہی کاٹ ڈالنا ہے کسی نے کہا کہ میں اس کے حق میں تو ہوں لیکن کثرت کی پیروی کرنی چاہئے اگر ہندوؤں کی زیادہ تعداد اس کے مخالف ہے تو اس پر زور نہیں دینا چاہئے۔ ایک مسلمان نے تائید میں آواز بلند کی کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہندو عورتوں کو برے شوہروں کی سختی سے نجات حاصل کرنے کا حق نہ دیا جائے پہلے روز کھانے کی مہلت کے بعد جب مجلس پھر منعقد ہوئی تو ممبر کم شریک ہوئے۔ ان کو شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کی تعداد جلسہ جاری رکھنے کے لئے پوری نہیں، دوسرے دن بھائی پرمانند نے بھی اس کی مخالفت کی کہ جو تمدن بیواؤں کی مکرر شادی کے خلاف ہو وہ طلاق کو کب گوارا کر سکتا ہے اس سے تو ہندو تمدن ہی برباد ہو جائیگا۔ اس روز بھی جب کھانے کی مہلت کے بعد جمع ہوا تو ممبر کم ہونے کی وجہ سے اجلاس دو چار روز پر ملتوی کیا گیا۔

ترکوں کا جرمت

مصطفیٰ کمال نے نماز میں قرآنی آیات کی بجائے ان کا ترکی ترجمہ پڑھے جانے کا حکم جاری کر دیا ہے وہ شروع سے اسلام کے بین الاقوامی اور عالمگیر پہلو کی بیخکنی کر رہے ہیں۔

امریکہ کے ادارہ شکاگو کو مسجد یا صوفیہ کی سابقہ تصاویر سے پلستر اتار کے صاف کرنے کی اجازت دی ہے یہ مسجد چھٹی صدی میں سلطنت بازنطینیہ کا گرجا تھی قسطنطنیہ فتح ہونے کے بعد ترکوں نے اسے مسجد بنا لیا اور سلطان محمد فاتح نے کلیسائی دیویوں کی تصویروں پر پلستر کر دیا۔ امریکی ادارہ نے اپنے خرچ پر یہ کام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

لکھنؤ میں ایک اینگلو انڈین بیوہ پچاس روپیہ تنخواہ پر ہیڈ کنسٹبل بھرتی ہوئی ہے اسے وردی کوئی نہیں ملی البتہ اسے ایک بلا دیا گیا ہے۔ وہ امین آباد میں متعینات کی گئی ہے یہاں وہ ضلع کی پولیس کو کانگرسی عورتوں کو گرفتار کرنے میں مدد دیتی ہے الہ آباد کانپور میں بھی انتظام کئے جا رہے ہیں۔

جس بیوی کو اس وجہ سے کہ وہ بیچاری خوبصورت نہ تھی اس کے شوہر نے گھر سے نکال دیا عدالت نے خاوند کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے پندرہ روپیہ ماہوار گذارہ کے طور پر ادا کرے۔

دسمبر ۱۹۲۸ء میں پنجاب کے لاٹ صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ایک سب انسپکٹر مر گیا اور لاٹ صاحب کے علاوہ دو شخص زخمی ہوئے ایک ملا کا سوتو پر گرفتار ہوا اسے بعد میں پھانسی ہوئی پولیس نے تین طالب علموں کا اسی مقدمہ کی سازش کے سلسلہ میں چالان کیا عدالت نے ان کو سزائے موت دی، اپیل پر عدالت عالیہ نے انہیں بری کر دیا ہے۔

دہلی کی زنانہ پولیس اب مکمل بھرتی ہو گئی ہے اس میں ایک اینگلو انڈین تین ہندو اور سات دیسی عیسائی عورتیں ہیں اینگلو انڈین ان کی افسر ہو گی وہ خاکی ٹوپی جس کی کناری سرخ ہو گی اور خاکی وردی پہنے گی جس کی آستینوں پر سرخ کناری ہو گی دوسری عورتیں خاکی ساڑی پہنیں گی جس میں سرخ کناری ہو گی سینہ پر بلا ہو گا اور بازو پر تمغہ

۱۹۲۶ء میں ایک بنگالی نے انگلستان میں ایک میم سے شادی کی اور اگلے سال وہاں سے واپس آ گیا اقرار یہ تھا کہ میم صاحب اپنے انگریزی طریقے سے رہ سکیں گی لیکن یہاں آ کے اسے دیسی لباس پہننا پڑا، یہاں آنے کے نو مہینے کے بعد ایک لڑکا ہوا میم صاحب نے طلاق کا دعویٰ کیا کہ شوہر نے میری اور بچہ کی خبر لینی چھوڑ دی ہے ڈگری مل گئی اور لڑکا بیوی کو مل گیا۔

مجلس واضعان قانون میں ہندوؤں کی طرف سے جو مسودہ قانون در پیش تھا، جس کی رو سے ہندو بیوہ کو شوہر کے انتقال پر اتنا ہی حصہ ملتا جو اس کے شوہر کو بحالت علیحدگی مل سکتا بعد بحث نامنظور ہو گیا ۲۵ اس کے حق میں اور ۵۵ مخالفت میں رائیں ہوئیں۔ حکومت نے بھی اس کی مخالفت کی۔

کلکتہ یونیورسٹی کے اعلیٰ ریاضی کے ایک ہندو پروفیسر نے ۲۲ ہزار روپیہ صوبجات متحدہ کی حکومت کو بطور عطیہ دیا ہے تاکہ اس روپیہ سے ہندو لڑکیوں میں تعلیم کی اشاعت کی جائے۔ اس روپیہ کی آمدنی سے ضلع بلیا کی رہنے والی تین ہندو لڑکیوں کو انٹرنس کے نتیجہ پر جو معلم گریں گی لئے وظائف دئیے جایا کریں گے اگر بلیا سے امیدوار نہ ہوں تو صوبجات متحدہ کے دیگر اضلاع کی ہندو لڑکیوں کو یہ وظیفے دئیے جائیں گے

بمبئی میں جس مسلمان نے ایک یورپی لڑکی پر حملہ کر کے زخمی کیا تھا اسے سات سال کی قید سخت دی گئی ہے الہ آباد کے قریب ایک عورت اور ایک ۱۲ سالہ بچہ ریل کے نیچے آ کے پاش پاش ہو گئے آثار سے یہ صورت خودکشی کی پائی گئی۔

صرف امریکہ اور یورپ کی

۹۷۰۰۰ بیبیوں نے

سنہ ۱۹۳۱ سے سنہ ۱۹۳۲ تک اپنے گرے ہوئے بالوں کو

طلسمی کنگھی

سے ۲ فٹ تک لانبے اور گھونگر والے ہونے کی سندیں دی ہیں۔ ۵۰ سال سے ڈاکٹر سر پیٹر وجوزف آف فرانس نے بھی کوشش میں تھے کہ ایسے عناصر سے کنگھی ایجاد کی جائے جو تمام دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ اکسیر تیل وغیرہ کا کارڈ توڑ ڈالے اور دنیا کی یہ مصیبت جو ہر عورت مرد محسوس کرتا ہے) قطعی عمر بھر کے لئے دفع ہو جائے۔ اور بہنوں اور بھائیوں کی خوش نصیبی سے ڈاکٹر صاحب نے اپنی محنت میں سنہ ۱۹۳۱ میں کامیاب ہو کر اپنی حیرت انگیز ایجاد سے تمام دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا۔

معزز لیڈیاں اور جنٹلمین، جرمن، فرانس، امریکہ، لندن اور ہندوستان کے اس جدید ایجاد پر ڈاکٹر صاحب کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ سر لارڈ آف کنسلر نے اپنے تمام خاندان پر اس کنگھی کا تجربہ کر کے تمام دنیا کے ماں، بہنوں، بھائیوں کو چیلنج دیا ہے کہ اگر آپ کے چھوٹے بال ہوں، گھونگر والے نہ ہوتے ہوں، سر میں خارش ہو، بال گرنے لگتے ہوں، سر گنجا ہو۔ جدید بال نہ اگتے ہوں، سر میں درد یا بھاری رہتا ہو تو زائد سے زائد صرف دو ہفتہ (طلسمی کنگھی) صبح و شام سر میں کیا کریں۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اس کنگھی کی کیا حقیقت ہے جس قدر ہم تعریف لکھیں کم ہے مگر آپ کے منہ سے تعریف سننا چاہتے ہیں۔ لہذا ایک مرتبہ منگوا کر ضرور آزمائیے۔ قیمت فی چھ روپیہ دس آنے، محصولڈاک ۸ر

پتہ:۔ ہندوستان، برما، سیلون کے لئے سول ایجنٹ

اے۔ ایچ۔ فرانسیس اینڈ کو پوسٹ بکس ۵۰۰۱ بمبئی نمبر ۹

۴ چار عجوبہ چیزیں

کنارسی اونس

مردوں اور عورتوں کی بیماریوں کے لئے
حیرت انگیز ایجاد۔ قیمت فی شیشی ؏ اور تین شیشی ؏
علاوہ پیکنگ و محصولڈاک

سرمہ نورانی

آنکھوں کے تمام امراض کے لئے بینظیر دوا
قیمت فی تولہ ؏ (دو روپے)

دل کشا ہیر آئل

دماغ کو طاقت دینے بالوں کو لمبا مضبوط ملائم اور چمکدار بنانے کے لئے۔ اور سر درد کو دور کرنے کیلئے لاثانی ایجاد قیمت نمبر ؏ فی شیشی۔ اور نمبر ۲ ؏ فی شیشی آٹھ اونس کی

دل کشا سنون

دانتوں کے جملہ امراض کو دور کرنے کے لئے اور دانتوں کو مضبوط سفید اور چمکدار بنانے کے لئے اور منہ کی بدبو دور کرنے کے لئے واحد منجن۔
قیمت ۸ فی شیشی دو تولہ کی

نوٹ :۔ ہمارے کارخانہ کے تیار کردہ عطر بھی آزمائش کے قابل ہیں۔

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان (پنجاب)

واحدی صاحب کا منجن ؏

اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی اڈیٹری طبیب کے زمانہ میں ۱۹۱۲ء میں حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا۔ اس سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام خرابیاں تکلیفیں رفع ہوجاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے شہر کے ہر ضرورت مند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثناخواں ہے۔ اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے بیکڑوں ملتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے۔ متعدد آدمی جنہیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑوں کا خون اور مسوڑوں کی پیپ پیٹ میں اتر اتر کے صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑے اچھے ہوگئے اور وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ملتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کرکے دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جاتے۔ ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت سے فروخت کر رہے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک ؏ چار آنہ ۴ دو شیشیوں پر محصول ۵ المشتہر منیجر نظام المشائخ دہلی
دفتر عصمت دہلی سے بھی مل سکتا ہے

March 1932.
Vol 48
No. 3

Regd. No. L. 1872

The Ismat Delhi

India's Leading Literary Ladies Magazine.

THE ISMAT DELHI.
ESTD. 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لیے

پاکیزہ خیالات علمی ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی میں ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اپریل
۱۹۳۲
قسم دوم

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپے

عصمتی دسترخوان کے اصول پر
عصمتی کی بیاض
ع ص

یہ کتابیں بھی شائع کی گئی ہیں!

[illegible]

عصمتی [illegible]

[illegible]

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	[illegible] افغانی کھانے	بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے
[illegible] کھانے	نفیس نفیس کھانے	[illegible]	عمدہ عمدہ کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے
[illegible] کھانے				پشاوری اور سرحدی کھانے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنے کی اردو زبان میں بے نظیر کتاب

عصمتی دسترخوان
اوّل

[illegible]

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف

سیدہ کا لال

پہلا حصہ مکمل تاریخ شہادت ہے

حضرت امام حسین علیہ السلام کی نانی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اسلام پر احسانات جناب سیدہ کے فضائل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت، حضرت عثمان رضی، حضرت علی رضی کی شہادتیں اور دردناک مرثیے، جنگ جمل، جنگ صفین کا مکمل بیان، شیعہ سنی اختلافات کی ترقیاں، بنی امیہ کی کوشش، امیر معاویہ کی سیاست، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری کیفیت۔ غرض پہلے حصہ میں معرکہ کربلا سے پہلے کے تمام صحیح اور مستند واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن سے واقعہ کربلا کے صحیح اسباب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ لڑائی کربلا ہے، حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت، سیدہ کے لال کی مدینہ سے روانگی حضرت حر کی شہادت، بی بی زینب کا میدان کربلا میں ایثار، ان کے بچوں کی شہادت، شہادت حضرت عباس، شہادت حضرت قاسم، شہادت حضرت علی اکبر، کربلا کا ننھا شہید، بیمار صغریٰ کا قاصد، سیدہ کے لال کی شہادت خاندان برباد سیدانیاں، ابن زیاد اور یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، قاتلان حسین کا انجام اور خدائی فیصلہ، یوں تو تمام کتاب اس قدر دردانگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی۔ مگر آخر میں جو مرثیے علامہ محترم نے لکھے ہیں ان کی ایک ایک سطر کلیجے کے پار ہو جاتی ہے۔

آمنہ کے لال کی طرح سیدہ کے لال میں بھی کوئی واقعہ خلاف عقل نہیں ہے ادب لطیف کے علاوہ جو کتاب کی جان ہے شہادت کا اس قدر مفصل اور مکمل دردانگیز اور موثر کسی زبان میں نہیں تعلیم یافتہ عورتیں اور مرد شیعہ ہوں یا سنی شہادت کی یہی کتاب پڑھتے یا مجلسوں میں پڑھواتے اور سنتے ہیں۔ ضخامت قریباً ڈھائی سو صفحے عمدہ کاغذ

قیمت ۱۲؍ قسم دوم ایک روپیہ ۲ آنہ مجلد ایک روپیہ چودہ آنہ ۱۲؍ قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپی ہے ۳؍ اور مجلد تین روپے چھ آنہ

ملنے کا پتہ۔ منیجر عصمت دہلی

معاشرت کی قربانگاہ پر

ایک ماں اور دو بچوں کی قربانی

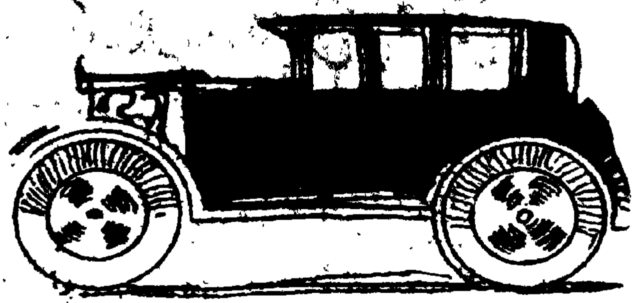
غیرت وحمیت آن اپنے جوان بچوں کو لیکر ہولناک ہو گئی گو غیا جنگ اس بدنصیب ہستی کا ماتم کر رہی ہے جو عشق کے نام سے دنیا میں پیدا ہوا۔ جس کی آہ کا دھواں عالم بالا پر جہاں دھار گشا بن کر پہونچا فرشتوں نے اس کی آواز پر صدائے لبیک بلند کی اور آسمانی کائنات کا ذرہ ذرہ بلبلا کر بارگاہ رب العزت میں انتقام کا ملتجی ہوا وہ سنگدل باپ جس نے اہل خاندان اور اس خاندان کی لڑکی کو جس کا آنچل تک فرشتوں کو دیکھنا نصیب نہ ہوا بھرے بچوں میں اس گناہ پر کہ نکاح ثانی کیا عدالت تک گھسیٹ کر جیلخانہ پہونچانے کے بعد باغ باغ ہے وہ پتھر ماں جس نے نو مہینے پیٹ میں رکھا سترہ برس پرورش کرنے کے بعد معصوم اور بے گناہ بچی کو یہ دیکھ کر کہ نکاح ثانی کے جرم میں بے خطا اور بے قصور لڑکی قید کی مصیبتیں جھیل رہی ہے نہال نہال ہے دو زندہ رہ جیں نظام دنیا کے سلسلہ میں عذاب قید سے موت کے قریب پہونچ چکی تھیں کہ نظام قدرت اپنا ہاتھ بلند کرتا ہے اور کیا کرتا ہے اس کا جواب اس کتاب میں ملیگا جو حضرت علامہ راشد الخیری صاحب کی بے مثل تصنیف **نوحہ زندگی** ہے یہاں آپ کو ایک ایسا قبرستان ملیگا۔ جس میں ایک عصمت کی لاج رکھنے والی اور غیرت پر قربان ہونے والی ماں اپنے معصوم بچوں کو دائیں بائیں لئے گہری نیند سو رہی ہے کتاب نہیں ایک جادو ہے جس کا ہر لفظ مرثیہ ہے اور یہ حق رکھتا ہے کہ ہر مسلمان ایک دفعہ اسکو پڑھے اور سمجھے کہ بیوہ اور اس کی زندگی نے اسلام میں کیا صورت اختیار کی نوحہ زندگی باطل پرستوں کو حق پرستی کا سبق سکھائے گی اور مسلمانوں کو بتائیگی کہ ایک مسلمان کے لئے رسم و رواج اور صرف مذہب ہی ایک چیز ہے نوحہ زندگی بے درد مردوں کے لئے غیرت کا دروازہ کھولیگی نوحہ زندگی ظالموں کے دل موم کر دیگی اور جابروں کو انسانیت کا جامہ پہنائے گی۔

نوحہ زندگی میں واقعات کو جس دردانگیز پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اس سے انسان تو انسان فرشتوں کے دل بھی لرزتے ہوں گے۔

نوحہ زندگی کی بدولت سینکڑوں گھر جنت کا نمونہ بن گئے مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں پندرہ ہزار کے قریب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور اب آٹھویں مرتبہ خاص اہتمام کے ساتھ دفتر عصمت سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت بارہ آنہ ۱۲؍

منیجر عصمت دہلی

آئینہ موٹر



موٹر کے متعلق اردو میں کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر وہ سب مل کر آئینہ موٹر کا پاسنگ بھی نہیں ہیں اس کتاب میں سب سے پہلے موٹر انجن کے ہر حصہ کے اصول سلیس اور عام فہم عبارت میں سمجھائے گئے ہیں اور ہر مضمون کے علیحدہ علیحدہ باب مقرر کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں موٹر کے ہر پرزے کے متعلق تمام ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں جن سے ہر پرزے کو کھول کر بآسانی ہر شخص ٹھیک نٹ کر سکتا ہے ڈرائیور علی العموم صرف گاڑی چلانی جانتے ہیں اچلتے چلتے موٹر بگڑ جائے تو اول تو عموماً صحیح وجہ خرابی سے ناواقف ہوتے ہیں دوسرے اگر ٹھیک ٹھاک بھی کر دیتے ہیں تو بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے لیکن اس کتاب کی مدد سے ہر پرزہ کے متعلق مالک موٹر کو کافی واقفیت ہو جاتی ہے، وہ انجن کی آواز سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس کی موٹر کس حالت میں ہے ڈرائیور اور ورکشاپ کی پریشانیوں کی نوبت نہیں آتی اور بہت سا روپیہ ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے ہر باب کے بعد اس کتاب میں سوال و جواب کی صورت میں نفس مضمون ذہن نشین کر دیا گیا ہے اس کے بعد پرزوں کی خرابیاں اور ان کے اسباب تحریر کئے گئے ہیں جن سے ہر نقص بآسانی دور کیا جا سکتا ہے علاوہ ان خصوصیات کے موٹر چلانے کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں آخر میں تمام مروجہ اصطلاحیں اور ان کی مفصل تشریح موٹر کے پرزوں کی بیشمار تصاویر بھی دی گئی ہیں اور بعض تصاویر ذو بلاک کی بھی ہیں یہ قابل قدر کتاب درجنوں جرمنی انگریزی کتابوں کا نچوڑ ہے اور تمام باتیں ایسی ہیں کہ مالک موٹر خود انجام دے سکتا ہے ایک ماہر فن کی جنہوں نے جرمنی میں یہی کام سیکھا ہے برسوں کی محنت ہے ہزاروں روپے کی موٹر جن گھروں میں ہے وہاں اس کتاب کا ہونا ضروریات سے ہے جس نے یہ کتاب دیکھی بے انتہا خوش ہوا۔ قیمت صرف ۴؏

دلچسپ اور مفید کتابیں

ہنسانے فسانے

سید ابو تمیم صاحب فریدآبادی کے ہنسانے والے افسانوں کا مجموعہ ہے ایک کتاب ہے جس میں حقیقت میں تفریح و دلچسپی کا دریا بند ہے۔ ایک ایک مضمون میں جس قدر سطریں ہیں اسی قدر لطیفے۔ جب کوئی پڑھتا ہے تو ہنستے ہنستے تھک جاتا ہے، پھر ہانس لیتا ہے پھر پڑھتا ہے اور پھر ہنستا ہے اور پھر تھک جاتا ہے قیمت صرف ۱۲؍

گہوارۂ تمدن

اردو زبان میں اپنے موضوع کی یہی قابل قدر کتاب ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ دنیا کی تہذیب اور شائستگی عورت کی کس درجہ ممنون احسان ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں عورت نے کیا کیا اصلاح کی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے عورتوں کو اپنی قدر معلوم ہو جاتی ہے اور وہ بلیغ ہمت بلند حوصلہ، بہتی خیالات نیتی ہے یہ کتاب کتب خانوں کے لئے سرکاری طور پر منظور ہے بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی گئی ہے قیمت ۱۲؍

بہشتی جھومر

لڑکیوں کے لئے اسلامی دستور العمل اور مذہبی تربیت ایک قابل داستانی کے ذریعہ قصے کے پیرایہ میں۔ نئی وضع کی کتاب چھپی ہے اور مستورات کے لئے بہت پسند کی گئی ہے قیمت ۱۲؍

عالم خیال

مولانا شوق قدوائی جذبات نگاری میں کمال رکھتے ہیں اس مجموعہ میں وہ چار نظمیں ہیں جن کی نظیر اردو انگریزی میں بھی نہیں مل سکتی۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ عالم خیال میں ان کے جذبات کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں شاعر نے جادو کیا ہے قابل دید کتاب ہے۔ قیمت صرف ۳ آنہ ۸؍

عقل کی باتیں

دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں پیغمبر بادشاہوں مصنفوں شاعروں آدمیوں اور فلاسفروں کے وہ ۰۰۰ اقوال جو برسوں کے تجربوں پر مبنی ہیں اجن میں ہنسی خوشی کامیاب زندگی گزارنے کا راز ہے جس میں حیات انسانی کی پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کا حل ہو دل بہلانے غم غلط کرنے کا بہترین نسخہ ہے ۸؍

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

بزم مصنفین لائبریری کی منتخب کتابیں

اس فہرست کی تمام کتابیں اصلی قیمت پر لینی ہوں گی اسکی رعایتی قیمت درج کر دی گئی ہے۔

آداب نسواں مستورات کیلئے اخلاق و آداب کی بہترین کتاب ہے زنانہ سلسلہ میں بطور انعام تقسیم ہوتی ہے، قیمت ۸ رعایتی ۵ر

شوہر کی نصیحتیں مستورات کیلئے نہایت مفید کتاب ۵ رعایتی ۳ر

صنعت خانہ جس میں خانگی ضروریات کی تمام چیزیں گھر میں بنانی سکھائی گئی ہیں

زنانہ خطوط خط و کتابت سکھانیکی مفید کتاب جسکے مضامین بھی کار آمد ہیں نیا باورچی خانہ اسلامی و ہندوانی کھانوں کے پکانیکی ترکیبیں اور قاعدے ۸ رعایتی ۶ر

رفیق مرزا الو ماں کا لائق بیٹا قصہ کے دلچسپ پیرایہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل ماں کا فرق دکھایا ہے قیمت ۵ر رعایتی ۴ر

بہشتی جھومر لڑکیوں کیلئے اسلامی دستور العمل اور مذہبی تربیت ایک قابل استانی کے ذریعہ قصہ کے پیرایہ میں کئی دفعہ یہ کتاب چھپی ہے اور مستورات نے بہت پسند کی ہے قیمت ۱۲ رعایتی ۱۰ر

صبر کی دیوی ایک صابر لڑکی نے اپنی نیک نفسی حلم و ضبط سے ظالم شوہر کو راہ راست پر کر لیا قیمت ۴ رعایتی ۳ر

پہیلی نامہ کئی سو دلچسپ پہیلیاں بچوں اور لڑکیوں کے لئے دل بہلانے والی بہترین کتاب قیمت ، رعایتی قیمت ۶ر

لوری نامہ روتے بچوں کو ہنسانے اور ان کو سلانے کی ترغیب و تعلیم ۴ رعایتی ۳ر

راہ جنت بیبیوں کو دیندارانہ زندگی بسر کرنیکی ترغیب و تعلیم قیمت ۴ رعایتی ۳ر

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے وہرم پور میں پچاس آریہ پنڈتوں سے مباحثہ کیا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ ایک واقعہ ہے دلچسپی کی یہ کیفیت ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہ رہا جائیگا عمر رعایتی ۱۲ر

آسمان کی پری۔ ایک شوہر پرست خاتون کی قابل مطالعہ داستان ۳ر رعایتی ۲ر

جمیلہ خاتون زیور کی دلدادہ لڑکی کا عبرت انگیز اور نتیجہ خیز افسانہ ۳ر رعایتی ۲ر

چاند کا بالے بچوں اور لڑکیوں کیلئے نصیحت خیز نظمیں خوبصورت ٹائٹل ۳ر رعایتی ۲ر

گھر اور گھر والی خانہ داری کے متعلق کار آمد اور مفید ہدایتیں قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

کفایت شعاری فضول خرچ بیبیاں اس کتاب کا مطالعہ کریں تو کفایت شعار ہو جائیں بہت مفید کتاب ہے قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

سولہ کہانیاں ایک کفایت شعار لڑکی کی سبق آموز داستان ۴ر رعایتی ۳ر

عقیلہ بیگم لڑکیوں کے لئے اخلاقی سبق آموز کہانیاں ۱۲ر رعایتی ۹ر

جنت کی حوریں عرب کی بڑی بڑی عالم فاضل بیبیوں کے صحیح حالات ۸ر رعایتی ۶ر

مصنفہ حضرت علامہ راشد الخیری ظلہ کی تمام تصانیف کے علاوہ

ڈپٹی نذیر احمد، علامہ شبلی، مولانا محمد حسین آزاد، مولانا حالی، سرسید، مولوی عبد الحلیم شرر، مولوی بشیر الدین احمد اور ڈاکٹر اقبال، خواجہ حسن نظامی، ڈاکٹر سعید احمد، مولوی محمد ظفر، پروفیسر سجاد مرزا بیگ صاحب کی کتابیں بھی

دفتر عصمت دہلی سے مل سکتی ہیں

تصانیف مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

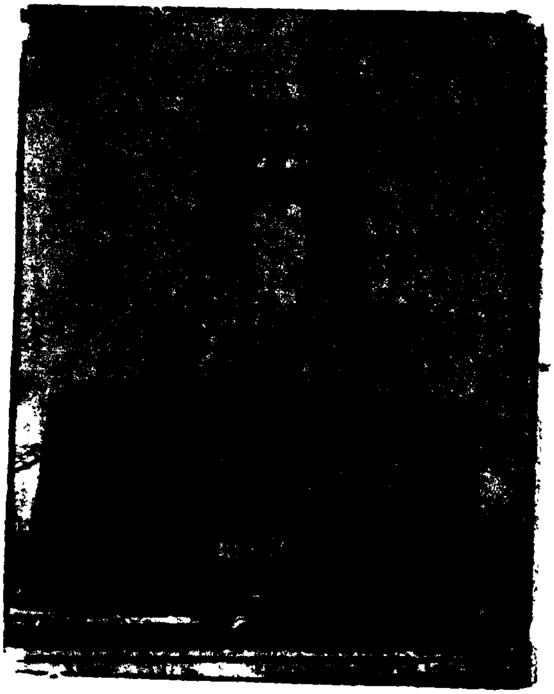
ماں بچہ کی نگہداشت گھر گھر بچے اور ان کی ماں کی صحت کی خرابیوں نے کہرام مچا رکھا ہے۔ گویا خانگی مسرت معدوم ہو چکی ہے یہ کتاب ماں بچہ کی صحت قائم رکھنے اور ان تمام خرابیوں کو جو مضر صحت ہوں دور کرنیکے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ کتاب کیا ہے ایک نہایت کار آمد دستور العمل اور پر اثر تعویذ ہے، مائیں خود پڑھیں اور لڑکیوں کو جہیز میں دیں نہایت مقبول ہوئی قیمت ۶ر

روح القرآن کلام مجید پر ہمارا ایمان ہے اگر ہم اسے غور سے او رسمجھ کر پڑھیں تو ہم دین و دنیا دونوں میں کامیاب انسان بن جائیں اردو تو کیا دنیا کی کسی زبان میں ایسی جامع اور نرالی کلید نہیں لکھی گئی مختلف ممالک کے اسکالر اسکو منگا کر حرز جان بنا رہے ہیں اگر یہ کلید کسی مغربی ملک میں تیار کیجاتی تو قدر دانی سے اسکا مولف مالا مال ہو جاتا پہلے حصہ میں مضامین کی فہرست موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے تیار کی گئی ہے ذرا سی دیر میں آیت مل جاتی ہے دوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے لغت تیسرے حصہ میں سورتوں کے علیات اردو سلیس خلاصے اور شان نزول ہر حصہ میں پارہ رکوع اور آیت کی باقاعدہ ترتیب قائم رکھی گئی اور بہت سی خوبیاں ہیں، قیمت عالیہ

روحوں کے کرشمے مرنے والوں کی روحوں کے حالات معلوم کرنیکا ہر ایک کو شوق ہوتا ہے جن کے دل زخمی ہوتے ہیں وہی اس دلچسپ مضمون کا مطالعہ کرتے ہیں، اگر دوسرے خوش قسمت بھی ایسی کتابیں پڑھیں تو انکی آنکھیں کھلیں گی کہ ہمارے گرد روحانی دنیا ہے اور روح کوئی فنا ہونے والی چیز نہیں اس میں دلچسپ سچے روحانی واقعات ایسی دلکش عبارت میں لکھے گئے ہیں کہ کتاب بغیر ختم کئے ہاتھ سے نہیں رکھی جاتی۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔

منیجر عصمت دہلی

۶۲ کروڑ روپیہ کا آہنی پل



جو دریائے ھڈسن پر نیویارک اور نیو جرسی کے
درمیان تعمیر ہوا ہے۔

مسیحی الجزائر سالوس



مغربی بحرالکاہل میں ایک جزیرہ بنا ہے
جس میں صرف عورتیں رہتی ہیں مرد
وہاں نہیں جاسکتے۔ مس آگاتھا کلارک
اس جزیرہ میں مسیحی مشن
کی لیڈر ہیں۔

پیغامات ٹائپ کرنے والا ٹیلیفون



ایک جدید مشین جو ٹیلیفون کے ذریعہ آنے والے پیغامات کو خودبخود ٹائپ کرتی ہے
اوپر کی تصویر میں ایک ایسی مشین کا کام کرتی ہوئی دکھائی گئی ہے۔



پیرس کا ایک نیا فیشن [illegible] کے درمیان پھندنا رکھ رہے ہے ۔
[illegible] ہیں



اس پرچہ میں جس قدر مضامین شائع ہوئے ہیں ان سب کے حقوق اشاعت محفوظ ہیں۔

عصمت
دہلی

جلد	بابتہ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء	نمبر

۱۱ تصویریں

فہرست مضامین

مضمون	مصنف	صفحہ
تربیت گاہ بنات	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۲۶۷
پھیرن شہزادی	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۲۶۸
عزیزوں رشتہ داروں سے سلوک	و۔ا صاحبہ	۲۷۰
اسلام اور پردہ	حضرت امام اکبر آبادی	۲۷۲
بچوں کی ابتدائی تعلیم	مسز غلام رسول صاحبہ	۲۷۶
رات کو سوتے وقت	و۔ا صاحبہ	۲۸۰
اپریل فول	اقبال جہاں صاحبہ	۲۸۱
ترقی نسواں کا طبی پہلو	شہر بانو صاحبہ	۲۸۵
انقلاب روس کی عورتیں	بیگم مظفر حسین صاحب جعفری	۲۸۸
بدلتے ہوئے مشرق پر ایک نظر	زیڈ اے حسن صاحبہ	۲۹۲
موسم گرما کے پھول	سرور جہاں صاحبہ	۲۹۸
جامع مسجد دہلی میں الوداع کی نماز	مسز یوسف الزماں صاحبہ	۳۰۰
شادی میں رکاوٹ (ڈرامہ)	زکیہ خاتون صاحبہ	۳۰۲
درازی حیات	ا۔ ہ۔ خ صاحبہ	۳۰۵
کس کی صبح کیسی گذرتی ہے	مسز ہمایوں مرزا صاحبہ	۳۰۹
مرغی کا انڈا	سید ابو طاہر حسین سجاد (دہلی) بی ایس سی	۳۱۱
ناموس اجداد پر قربانیاں	شرافت بیگم صاحبہ	۳۱۳
اعتدال	بنت عبدالرب صاحب ڈاکٹر	۳۱۵
آل انڈیا لیڈیز کانفرنس کا اجلاس	کپتان ڈاکٹر نصیر الدین	۳۱۷
آنکھوں میں آجا	بلقیس جمال صاحبہ	۳۲۳
سانپوں کا زہر اور منتر	زہرہ بیگم صاحبہ فیضی	۳۲۴
موتیوں کا پردہ کھڑکی کیلئے	شرافت بیگم صاحبہ	۳۲۶
کارچوبی بیل	رقیہ خانم صاحبہ	۳۲۷
انگلش کٹ فراک	عالم آرا بیگم صاحبہ	۳۲۸
خانہ داری	مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے	۳۲۹
سیر بین	〃 〃	۳۳۳
بزم عصمت	متفرق	۳۳۶
دست کرم	حضرت علامہ راشد الخیری	۳۳۹
دوربین	۔	۳۴۰
تبصرے ۔ رسید مضامین	۔	۳۴۴

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ } قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں دس روپے عـــہ روسائے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ ایک روپیہ

قسم اول جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے پانچ روپے۔ فی پرچہ سات آنے۔ ممالک غیر سے دس شلنگ سالانہ

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہوتا ہے۔ ساڑھے تین روپے فی پرچہ پانچ آنہ ۵؍

باہتمام [illegible] محمد عثمان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا

مشہور افسانہ نگار خواتین کے لکھے ہوئے بہترین اخلاقی و اصلاحی ناول اور افسانے

مشیر نسواں یا زہرہ

ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس میں لڑکیوں کو بہت سی بیش بہا اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں۔ قصہ دلچسپ اور نتیجہ خیز طرز بیان بیحد آسان اکابرین قوم نے اسے پڑھکر حسب ذیل ریویو کئے علامہ شبلی نے اسے پڑھکر فرمایا تھا یہ کتاب محاسن سے مملو اور معائب سے بالکل پاک ہے جسٹس شرف الدین صاحب کی رائے ہے یہ اس کتاب کی سلاست و طرز تحریر سے نہایت متحیر ہوا کتاب اسم بامسمٰی ہے۔ اخبار مشیر دکن کے ریویو کا خلاصہ کیا بلحاظ مضامین کیا بلحاظ زبان بہت ہی دلچسپ اور دلاویز کتاب ہے۔ مخبر دکن کا ریویو عورتوں کے لئے نہایت دلچسپ اخلاقی ناول ہے شوکت اسلام کا ریویو۔ بنظیر ناول ہے جس میں عورتوں کی ہر حالت اور ہر عمر کے متعلق نصائح اور معلومات کے ذخیرے دلچسپ طریقے سے بیان کیا ہے، اخبار تہذیب نسواں کا ریویو اس قصہ کو مصنفہ نے نہایت دلچسپ اور پرلطف طریقے سے بیان کیا ہے مصنفہ کو اس تصنیف پر تمغہ طلائی دیا گیا تھا۔ بار سوم　　قیمت عہ

دو فیصد قربانیاں

تعلیم یافتہ اور روشن خیال لڑکی کو اس وجہ سے کہ غیر کفو میں شادی کرنے سے ترک پوری دینا ہوگا۔ برادری کے لڑکے سے جو لڑکی کے لئے عمر و قابلیت کے لحاظ سے موزوں نہیں اور مذاق و خیالات سے بیگانہ رکھتا ہے شادی کرنے کے دردناک نتائج دولت کی لالچ میں سوکن پر بیٹی بیاہنے کا عبرتناک انجام یہ اصلاحی سلسلے کے پانچ افسانے خواتین ہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ہر سال لاکھوں بے زبان لڑکیاں رواج اور دولت کی جھینٹ پر قربان کی جاتی ہیں یہ درد انگیز افسانے ہر مسلمان کی نظر سے گزرنے چاہئیں۔ جس کی نگاہ میں مذہب مقدس کی حقیقی عظمت اور جس کے دل میں مذہب مقدس کی حقیقی عظمت اور جس کے دل میں فرقہ نسواں کا سچا درد ہے۔ قیمت بھی زیادہ نہیں قیمت ۸ر

غیرت کی پتلی

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل سابق اڈیٹر

شریف بی بی کا لکھا ہوا ایک سبق آموز دلچسپ قصہ جس میں تین مختلف الخیال عورتوں کے حالات ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اولوالعزمی اور ہمت سے عورت کس طرح بگڑا ہوا گھر بنا سکتی ہے دولت کی لالچ میں اور چھوٹی حیثیت کے لوگوں میں شادی کرنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں نہایت دلچسپ ہے

قیمت صرف چھ آنہ ۶ر

انوری بیگم

اردو کی نامور افسانہ نگار محترمہ طیبہ بیگم مرحومہ مصنفہ حشر بوجنگ بہادر کا مشہور و مقبول افسانہ جہاں آرا اور گیاہ دولتوں کے عنوان سے سنہ کے عصمت میں چند قسطیں جس کی شائع ہونے پر دہ بیگم کی گئی تھی وہ لاجواب دلچسپ نتیجہ خیز افسانہ جسے مکمل صورت میں دیکھنے کی سینکڑوں خواتین خواہشمند تھیں بصورت کتاب چھپکر تیار ہے۔

انوری بیگم یعنی جہاں آرا ہمارا دوسری حقیقت نمایت والا ویز ناول ہے جس میں حیدرآباد کے ایک شریف معزز اعلی تعلیم یافتہ گھرانے کی معاشرت دکھائی گئی ہے انوری بیگم کی جو قصہ کی ہیروئن ہے بیماری اور تیمارداری اور تندرستی منگنی اور شادی کے حالات نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ تمدنی خرابیوں اور بعض پرانے رسم و رواج کی پابندیوں کے نقصانات خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ پلاٹ میں نہایت دلکشی اور طرز بیان میں بے تکلفی اور سادگی حیدرآبادی ماماؤں کی زبان بھی خوب لکھی گئی ہے۔ کہیں کہیں ظرافت کی بھی چاشنی ہے اردو زبان میں خواتین کے لکھے ہوئے ایسے بلند معاشرتی ناول بہت کم نکلیں گے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت عہ

موہنی

ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ ایک شہزادی شوہر کے استعمال پر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہے یہاں تک کہ ایران پہنچتی ہے اور وہاں عجیب طریقے سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے، ایران کی معاشرت، مہمان داری، زچہ خانہ شادی بیاہ رسوم و رواج پر اچھی مفید معلومات کی کتاب میں دلچسپی بہت دلچسپ ہے، قیمت ۱ر

سرگذشت ہاجرہ

دلچسپ اور سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اخلاقی و اصلاحی جواہرات کا بیش بہا ذخیرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو بدمزگی پیدا ہوتی ہے عورتیں اسے کس طرح دور کر سکتی ہیں چار سہیلیاں ایک جگہ جمع ہو کر آپ بیتی سناتی ہیں ان میں ہاجرہ کی سرگذشت سب سے زیادہ دلچسپ اور مفید ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ بیویاں بگڑے گھر کس طرح سنوارتی اور ہاتھ سے نکلے ہوئے شوہروں کو کیونکر اپنا کر سکتی ہیں۔ علامہ سر محمد اقبال کی رائے ہے کہ سرگذشت ہاجرہ مستورات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے طرز بیان سادہ موثر اور دلکش ہے قیمت ۱۰ر

چار رُخ

عصمت کی مشہور انشاپرداز محترمہ نسیمہ فاطمہ بنت مولوی سید محمد مرحوم کا لکھا ہوا ایک نتیجہ خیز افسانہ جس میں چار عورتوں کی عبرت انگیز اور سبق آموز آپ بیتی ہے چاروں کہانیاں نہایت اچھی ہیں اوران میں مغربی تمدن کی اندھا دھند تقلید، عیاش شوہروں کی صحبت، رواج کی پابندیوں پر درد ناک نتائج دکھائے گئے ہیں کتاب مختصر ہے لیکن جو نتیجے اس سے نکلتے ہیں وہ اہم ہیں بعض معاملات میں خاص طور سے ایسے سبق ملتے ہیں قیمت ۴ر

تربیت گاہ بنات دہلی

ویلور (مدراس) اور پونہ کی لڑکیاں توجہ کریں

اس مہینہ کے شروع میں ایس امیر علی صاحب نے پونہ سے مجھے ایک خط لکھا جسکا مطلب یہ تھا کہ انکی بیوی دو لڑکیاں چھوڑ مری ہیں جن کی عمر ۵ اور ۳ سال کی ہے انکی پرورش کی وجہ سے وہ کوئی کام نہیں کر سکتے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ غیر مسلم ان بچیوں کے لینے کے خواہشمند ہیں اگر تربیت گاہ انکو لے سکتی ہے تو فبہا ورنہ وہ کوئی اور انتظام کریں اس خط میں ویلور کی عزیز النسا بیگم صاحبہ کا ایک خط بھی شامل تھا کہ وہ اپنی بچیوں کو تربیت گاہ میں بھیجدیں اور اگر وہ رضامند ہوں تو عزیز النسا بیگم صاحبہ اور آپ کے شوہر مجھ سے سفارش کرنیکے واسطے تیار ہیں۔

میں نے اس کے جواب میں امیر علی صاحب کو اطلاع دیدی کہ وہ بچیوں کو فوراً تربیت گاہ میں بھیجدیں اور اگر انکے پاس کرایہ نہو تو مجھ کو اطلاع دیں، تربیت گاہ اس کا انتظام کردیگی۔ اس خط کا جواب مجھے اسوقت تک نہیں ملا۔ عزیز النسا بیگم صاحبہ کے اسم گرامی کا پتہ عصمت سے نہ ملا اسواسطے میں ویلور کی عصمتی لڑکیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ عزیز النسا بیگم صاحبہ سے عرض کریں کہ موصوفہ محترمہ اس معاملہ پر خاص توجہ کریں ایسا نہو کہ افلاس کی وجہ سے یہ بچیاں اغیار کے پاس پہونچ جائیں۔ پونہ کی بچیوں سے بھی التماس ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو ان بچیوں کو یہاں پہونچا دیں ان کے مصارف تربیت گاہ ادا کریگی۔ میرا خیال ہے کہ ان بچیوں کی ماں عصمت کی خریدار اور شہنشاہ دو عالم کے مقدس نام کی عاشق زار تھی۔ اب خدا نخواستہ ہمارے سبب سے اسکی بچیاں آریہ یا عیسائی نہ بن جائیں۔ انتہائی ممنون ہونگا ان حضرات کا جو اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنی تجویز سے مجھے اطلاع دیں۔ امیر علی صاحب کا پتہ یہ ہے۔

ایس امیر علی مکان نمبر ۹۰ ستار چال ناناپیٹھ پونہ

راشد الخیری

درخواست

عصمت کی اشاعت میں خدا کی عنایت سے کبھی تاخیر نہیں ہوئی، ہمیشہ ۳۰ تاریخ کو شائع ہو جاتا ہے اگر کسی بہن کو وقت پر نہ ملے تو چاہئے کہ خریداری نمبر کے حوالہ سے ۵ تاریخ کے بعد اور ۱۰ تاریخ سے قبل دیدیں، تاکہ دوبارہ بھیجدیا جائے، ورنہ ممکن ہے پرچہ ختم ہو جائے اور دوسرے مہینہ میں کسی قیمت پر بھی نہ ملے،

اسی طرح تبدیلی پتہ کی اطلاع بھی خریداری نمبر کے حوالہ سے فوراً کردینی چاہئے ورنہ غلط پتہ ہونے کی وجہ سے پرچہ نہ مل سکے گا اور اس کی ذمہ داری بھی خریداروں ہی پر عاید ہوگی۔ عصمتی بہنوں سے یہ بھی درخواست ہے کہ براہ کرم جواب طلب امور کے لئے جوابی پوسٹ کارڈ بھیجیں اور جب ہمیں خط لکھیں خریداری نمبر ضرور تحریر کریں ان باتوں کا عصمتی بہنیں ہمیشہ خیال رکھیں تاکہ انہیں شکایت کا موقع نہ ملے۔ مینیجر

مچھیرن شہزادی

از حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ

مچھلی کی منڈی میں مچھیرے اپنے اپنے بوجھ کی بولیاں بول رہے تھے ٹھیکیدار خوش تھا کہ باہر کا مال نہ آنے سے شہر کے دام چڑھ گئے، ایک چار ہی دن میں چھ سات آنہ سیر کی مچھلی روپے چودہ آنہ پر پہونچ گئی۔ بیوپاری سیدھے منہ بات ہی نہ کرتے تھے اور اپنے اپنے مال کو سونا چاندی سمجھ رہے تھے، مال کا بڑا حصہ بک چکا اور چھنا چھن روپیہ برس گیا تو کونے میں سے ایک عورت جس کی گود میں بچہ تھا اپنی تین مچھلیاں لیکر آگے بڑھی اسکے سر پر ایک میلی کچیلی چادر پڑی ہوئی تھی۔ مگر انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ پردہ کرتی اور منہ چھپانے کی کوشش کرتی ہے ٹھیکیدار نے کہا۔

"اری بتا کیا مانگتی ہے"

عورت "جس طرح سب کا مول ہو رہا ہے ان کا بھی مول کر لیجئے" یہ جواب عورت نے دیا تو سہی مگر رک رک کر اور جھجکتے جھجکتے معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ پریشان ہے اور اسکو اس طرح گفتگو کرنیکا اتفاق کم ہوا ہے۔ ٹھیکیدار نے کہا،

اول تو تیری دو مچھلیاں جو پڑی ہیں مرہ ہیں کانٹوں کی پوٹ۔ انکا گاہک کون ہوگا، دوسرے یہ کیسی ہوئی ہیں شاید پرسوں کی پکڑی ہوئی ہیں۔

ٹھیکیدار کا یہ جواب سنکر بیوپاریوں نے دیکھنے کے لئے ہاتھ بڑھائے مگر اس نے ڈانٹ دیا اور کہا صبح سے اتنا مال بکا ہے اور ابھی پیٹ نہیں بھرا ہے، عورت نے کوئی جواب نہ دیا صرف اتنا کہا "جو کچھ ہے یہ ہے" ٹھیکیدار نے تیوری پر بل ڈالکر کہا جا ادھر بیٹھ جا۔ یہ مال ختم ہو جائے تو تجھ سے بات کروں۔

سلو بیوپاری نے بھی دیکھ لیا کہ دو ڈھائی روپے کا مال ٹھیکیدار مفت میں آپ اڑائیگا اور کچھ پیسے ہاتھ پر رکھدیگا جب چھیڑ ہو گئی تو ٹھیکیدار نے کہا، لے یہ چار آنے لیجا اس کا گاہک ہی کون ہوگا۔ کانٹے ہی کانٹے ہیں،

عورت اس سے آدھی دہی مچھلی تو دو روپے روپے ڈیڑھ ڈیڑھ روپے بکی اور یہ چار آنہ کی

ٹھیکیدار "بک بک نہیں کرتے مفت کی چونی دے رہا ہوں۔ باہر نکلکر تو دیکھ کوئی چار پیسے بھی نہیں دیگا۔ میں نے تو رحم کھا کر اس بچہ کے واسطے دیدی چل باہر نکل،

عورت۔ میں نہیں بیچتی۔ تم میرا مال دیدو۔ اتنے میں اور لوگ چلے گئے تو اور اب گنتی کے دو چار آدمی رہ گئے تھے، ٹھیکیدار نے آگے بڑھ کر غصہ سے کہا۔ نکل باہر ایک تو نیکی کرو اوپر سے یہ بدلے، باہر جا۔

عورت۔ میرا مال دیدو میں نہیں بیچتی"

ٹھیکیدار: چل چل باہر چل مال دیکھ کی بھی۔ اری ہفت کی پاولی لی رہی ہے اور کیا یہ مکان یلے گی،

عورت تو آپ میرا مال دیدیجئے۔

ٹھیکیدار:۔ اور یہاں زمین پر رکھنے کی تہ بازاری کون دیگا۔ لاچار پیسے اور اپنا مال لیجا۔

عورت۔ بس تو مجھے چونی بھی نہیں چاہئے خدا کے ہاں لونگی!

ٹھیکیدار۔ چل چل دور ہو خدا کے اس لے بچو۔

عورت روتی ہوئی چلی تو سلو پکار بھی پیچھے پیچھے ہولیا اور پاس جاکر کہا نیک بخت تو ہے کون!

عورت میں سلطان کی بیوی ہوں وہ آج میں دن سے موتی جھرے میں پڑا ہوا ہے۔ اب اتنا بھی نہیں کہ دو قدم چل سکے۔ تین آنہ روز کا نسخہ کہاں سے لاؤں۔ دو بچے ایک میں۔ چار روپے سرکار سے ملتے ہیں۔ باقی یہ مچھلی کا سہارا تھا کہ دس بارہ روپے وہ اس میں سے آتا تھا۔ پرسوں جب ایک پیسہ بھی پاس نہ رہا اور بیمار کو دوا تک نصیب نہ ہوئی تو میں خود ڈور کانٹا لیکر دریا پر چلی گئی وہاں سے کچھ مل گیا میں سمجھتی تھی آٹھ دس دن کو دوا ہی سے چھوٹونگی مگر تقدیر نے یہ گل کھلایا۔

سلو اری تو بھائی سلطان کی بیوی ہے، وہ جو شہزادہ ہے قاضی کے حوض والا۔

عورت۔ "ہاں"

سلو۔ لے تو مجھ سے یہ تین آنے لیجا اور اسکا نسخہ لیتی جا

عورت: نہیں جو کچھ میرے ساتھ ہوا ٹھیک ہوا میں نے جیسا کیا اس کا پھل مجھکو مل گیا۔

میری عمر کوئی دس برس کی ہوگی کہ ہمارے ہاں قلعہ میں ایک دفعہ مچھیرن دو ٹوکرے مچھلیوں کے لیکر آئی دونوں بھر[illegible] ہوئے تھے۔ ایک آنہ سیر بیچ رہی تھی۔ میں نے دو مچھلیاں چھپا لیں اس نے بھی دیکھ لیا بہتیرا ہی سر پٹخا۔ بڑی بیگم سے شکایت کی صاحب عالم کو خبر پہونچی میری بھی بلاؤ ہوئی لیکن میں نے انکار کر دیا اور یہ ہی کہتی رہی کہ جھوٹی ہے وہ روتی ہوئی چلی گئی، اور ہم نے دونوں مچھلیاں خوب مزے سے کھائیں۔ آج جب ٹھیکیدار نے مجھے باتیں سنائیں تو وہ وقت یاد آگیا، بھائی یہ تو لینے کا دینا ہے جیسا میں نے کیا ویسا پایا، مچھیرن بھی تو میرے ہاں سے روتی ہوئی نکلی تھی اگر آج میں رو رہی ہوں تو کیا اچنبا ہے،

عزیزوں رشتے داروں سے سلوک

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو لوگ ایک جگہ رہتے ہیں عموماً ان کے دل آپس میں صاف نہیں ہوتے، ان کے دل میں انکی طرف سے غبار اور ان کے دل میں انکی طرف سے شکایتوں کے انبار۔ یہ زیادہ تر ان امیدوں کا نتیجہ ہے جو ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف سے رکھتے ہیں ہر ایک اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے سے ہمارا کام نکلے گا اور وہ دکھ درد میں ہماری رفاقت کریگا۔ لیکن نہ معلوم کیوں اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ سمجھ لیا جاتا ہے، اور اگر کبھی اتفاق سے ایسا ہوا کہ ایک آدھ نے ٹھیک طور پر ساتھ والوں کے حقوق ادا کرنے کا خیال رکھا اور بعض موقعوں پر ان کا ساتھ دیا تو اب اور بھی زیادہ اس کی طرف سے امیدیں بڑھ جاتی ہیں اور یہ کسی کو خیال نہیں آتا کہ جس طرح یہ ہمارے کام آیا، اسی طرح ہم بھی اس کی مدد کریں اور جو کچھ اپنے لئے دوسروں سے چاہتے ہیں اسے خود عمل میں لاکر عزیزوں رشتہ داروں سے حسن سلوک کی ایک نظیر قایم کریں۔ نہیں بلکہ برعکس اس کے اس پر گویا ایک طرح کا دعویٰ سا ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی وقت اس کی طرف سے ذرا بھی کوتاہی ہو تو اور بھی لمبی چوڑی شکایت ہوتی ہے کہ انہوں نے فلاں کی یوں خدمت کی اسے اس طرح سمجھا اور ہم گویا کوئی چیز ہی نہ تھے کہ ہم پر یہ کچھ گذری، انہوں نے خبر بھی نہ لی۔ ایسے لوگوں کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ اپنی ضروریات اور مشکلات ایسا کون انسان ہے جس کے ساتھ نہ لگی ہوئی ہوں۔ پھر کنبے بھر میں جس کسی کو کوئی ضرورت پیش آئے سب کی توقع اسی سے ہوتی ہے اور اسے اس خیال سے کہ بے مروتی نہ ہو، چار و ناچار سب کا ساتھ دینا پڑتا ہے، اور اس طرح وہ پورے کنبے کا خدمت گار بن کر رہ جاتا ہے اور اگر کبھی اتفاق ایسا ہو کہ اسے خود دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑے تو وہ میسر آنی مشکل ہے کیونکہ اس کے حق کو کوئی نہیں سمجھتا، ہر جگہ مُولی اپنے پتوں میں بھاری ہے، دوسروں کی مدد خاک کر سکیں گے،

ان تمام مشکلات کا آسان علاج یہ ہے کہ پاس والے عزیزوں سے تعلقات عزیز سمجھکر رکھے جائیں بلکہ ہمسایوں کا سا برتاؤ رکھیں، کبھی کوئی اچھی سی چیز پکائی تو بھیج دی کبھی کبھی تھوڑی دیر کو ان کے ہاں ہو آئے یا انہیں اپنی طرف بلا لیا انکے ہاں کوئی ضروری کام پھیلا ہوا ہو مثلاً کوئی تقریب ہونے والی ہے یا وہ لوگ کہیں پردیس جا رہے ہیں تو ایسی حالت میں ان کا ہاتھ بٹا لینا چاہیئے، اگر آپ اپنے آپ اکیلے ہیں بال بچوں کا ساتھ نہیں یا خدا نے فراغت دی ہے زیادہ مصروفیت نہیں رہتی اور کوئی بیوی ایسی ہیں کہ کام ان کے پاس زیادہ ہے اور کرنیوالی خود اکیلی ہیں تو جاڑے کی آمد یا اور ایسے ہی کام کے موقعوں پر تھوڑی بہت ان کی مدد کر دینی چاہیئے، بچوں کو پیار محبت سے پڑھا سکیں تو یہ بھی پاس رہنے والوں کی ایک اچھی مدد ہے،

اگر کسی کے ہاں بچے وغیرہ بیمار رہیں تو کسی نہ کسی طرح کام چلتا رہتا ہے لیکن اگر ماں بیمار ہو جائے تو بچوں بیچاروں کی بڑی بڑی گت ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں ان کی خبر لینا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اس میں چاہے اپنے کاموں کا حرج ہو جائے لیکن انہیں وقت سے نہلانا دھلانا، کھانے پینے کی خبر لینا پاس رہنے والوں کا فرض ہے اور اگر اس قسم کی مدد بھی ایک عزیز کو دوسرے سے نہ مل سکے تو نہ صرف شائستگی بلکہ آدمیت پر حرف آتا ہے،

اس کے علاوہ کبھی کبھی اپنی دلچسپی اور تفریح کی باتوں میں بھی انہیں شریک کرنا چاہئے، اگر کوئی نئی کتاب یا اخبار پڑھیں یا کوئی نیا واقعہ معلوم ہو جائے تو انہیں بھی سنانا چاہئے، کوئی نئی دستکاری سیکھیں تو اسے بھی کنبے کی لڑکیوں کو سکھانے کی کوشش کرنی چاہئے اس میں چاہے سینے پرونے کا کام ہو یا کوئی عمدہ رنگ رنگنے کی ترکیب ہو، گھر کی آراستگی کا طریقہ ہو یا کسی قسم کا کھانا پکانا۔

اگر خوش قسمتی سے بزرگوں کا ساتھ ہو تو اپنے مقدور بھر انہیں آرام پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے، ان کا سینا پرونا۔ سر میں تیل ڈالنا، کبھی کبھی ہاتھ پاؤں دبانا اپنا فرض سمجھنا چاہئے، گرمی کے دن ہوں تو ان کے پاس بیٹھنے کے وقت اگر ہاتھ خالی ہو تو انہیں پنکھا جھلتے رہیں۔ اگر وہ اپنے کسی کام کو اٹھیں اور وہ ان کے لئے مشکل ہو تو فوراً ان کے ہاتھ سے لینا چاہئے اور خود کر دینا چاہئے وہ نماز پڑھنے اٹھیں تو وضو کے لئے لوٹا بھر کر رکھدیں، جانماز بچھا دیں، جاڑا ہو تو گرم پانی لا دیں، بچوں سے تو ذرا پیار اور خندہ پیشانی سے بات کر لینا ہی ان کے خوش کر دینے کے لئے کافی ہے، اور اس سے آگے ان کی بنائی ہوئی چیزوں کو کوئی کھلونہ کیاری گڑیا وغیرہ میں دلچسپی لینے سے وہ اور زیادہ محبت کرنے لگتے ہیں،

اس کے علاوہ ایک گھر کے رہنے والوں کو یوں بھی آپس میں ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے کہ دو تین مل کر کھانا کھا رہے ہوں ان میں سے ایک اٹھے اور پانی وانی پیئے تو چاہئے کہ دوسروں کے لئے بھر کر لے آئے گرمی میں برف کا پانی پیتے وقت دوسروں کی بھی صلاح کر لیں۔ کسی کو پلنگ اٹھاتے دیکھیں تو آگے بڑھ کر پکڑوا لیں لڑکیاں اپنے دوپٹے رنگنے لگیں تو بھاوج چچی ممانی وغیرہ سے بھی پوچھ لیں اور ان کی پسند کا رنگ رنگیں کسی کے پاس ذرا دیر کو جا کر بیٹھیں تو ان کی ترکاری بنا دیں یا چھالیہ کاٹ دیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر وقت اس بات کا خیال رہے کہ کسی کا کچھ کام ہو تو اس میں ہاتھ بٹا لیں، لیکن خود دوسروں سے اس کے معاوضے کے خواستگار نہ ہوں پھر دیکھیں کہ وہ کیسے ہر دل عزیز ہو کر اپنے عزیزوں میں رہتی ہیں۔ چاہے آنکھوں کے سامنے رہ کر ان کی زیادہ تعریف اور قدر و منزلت نہ ہو لیکن جب ایسے لوگ کہیں دور چلے جاتے ہیں تو سب چھوٹے بڑے انہیں محبت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان کے اپنے لئے بھی یہ یاد بڑی دل خوش کن ہوتی ہے۔

و-ا-

اسلام اور پردہ

ازجناب آغا ماکبرآبادی

قرآن کی زبان عربی ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ علماء ہند نے کیا ہے۔ اس کی تفاسیر بھی اردو زبان میں موجود ہیں۔ یہ کس لئے لکھی گئی ہیں؟ اس لئے کہ ہروہ مسلمان جو عربی زبان سے ناواقف ہے وہ اردو زبان میں قرآن کے مطالب و معانی سے باخبر ہوجائے یعنی اردو زبان میں قرآن و مسائل اسلامیہ کا عالم بنجائے، اگر یہ صحیح نہیں تو پھر تمام تراجم اردو فارسی جاننے والوں کے لئے بیکار رہیں اگر ایک عالم یہ کہے کہ تم قرآن کا ترجما ور اس کی تفاسیر اردو میں پڑھ سکتے ہو لیکن اس کے معنی کی نزاکتوں سے واقف نہیں ہوسکتے تو میرے نزدیک یہ صحیح نہیں اس لئے کہ ترجمہ اور تفسیر میں تمام نزاکتیں موجود ہیں اور ایک اردو فارسی جاننے والا اپنی زبان کی تمام نزاکتیں سمجھتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ایک عالم عربی زبان کی نزاکتوں سے واقف ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر تمام تراجم و تفاسیر بیکار رہیں،

بہر نوع پردہ کے مسئلہ میں قرآن پاک کی آیات کے معانی و مطالب جو کچھ ہیں ان سے یہ صاف متبادر ہے کہ عورت ضرورت کے اوقات میں چہرہ ہاتھ اور پیر کھول سکتی ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارات آپ کی تسکین کے لئے پیش کیجاتی ہیں اور اسی کے مطابق آپ ۹۰ فی صدی علما کے تراجم پائیں گے،

لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا

حضرت ابن عباس مَا ظَھَرَ مِنْھَا کی تفسیر وجہ وکفین کیساتھ کرتے ہیں، یعنی ضرورت کے وقت عورت اپنا چہرہ اور ہاتھ کھول سکتی ہے، لیکن حضرت ابن مسعود سے اس کی تفسیر ثیاب و جلباب کے ساتھ منقول ہے یعنی کپڑے و چادر، امام فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر میں آیۃ مندرجہ صدر کے معنی زینت سے مراد بدن نہیں ہے۔ بلکہ زیورات و آرایش کی چیزیں ہیں اس کے ثبوت میں وہ اس آیۃ کو پیش کرتے ہیں،

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن اس کے معنی سے ظاہر ہے کہ عورت کو دوپٹہ سے اپنا سینہ خاص طور سے ڈہکنا چاہیئے،

امام رازی صاحب یہ لکھتے ہیں کہ الا ما ظھر منھا کی تفسیر اگر ان مفسرین کے قول کے موافق مان بھی لیجائے کہ جو بدن کے اعضاء کی خوبصورتی کو زینت میں شامل کرتے ہیں تب بھی ہاتھ پیر اور چہرہ ضرورتاً کھولنا جائز ہے

مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ آیت وقرن فی بیوتکن اور آیت واذا سألتموھن متاعا میں تو عورتوں کو اپنی ذات کا چھپانا واجب کیا گیا ہے کہ اجنبی مردوں کے سامنے کسی طرح نہ آئیں اور اصلی

حکم بھی ہے لیکن مجبوری کی حالت میں گھر سے باہر نکلنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، ایسی حالت میں آیت میں یدنین علیھن من جلابیبھن سے عورتوں کو مردوں کے سامنے نکلنا اور دیکھنا - گرچادر گھونگٹ وغیرہ سے بدن کا چھپانا واجب کیا گیا۔ پھر ایسی عورتوں کو جن کے پاس نوکر یا خادم نہیں گھر سے باہر ایسے کاموں کی ضرورت واقع ہوتی ہے، جو ہاتھ سے کئے جاتے ہیں اور اس حالت میں ہاتھوں کے چھپانے میں دشواری ہوتی ہے پھر گھر سے باہر کام کرنے کے وقت اس کام کو آنکھوں سے بھی دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے اور گھونگھٹ سے منہ چھپا کر کام کو دیکھنا دشوار ہوتا ہے تو اس حالت میں چہرے کا چھپانا بھی تنگی و تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ ایسی مجبوری کی حالت میں آیت الا ما ظہر منہا سے تفسیر مشہور کی بنا پر صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت دیدی گئی ہے اور باقی تمام بدن کا چھپانا واجب کیا گیا۔ لا یبدین زینتھن کا یہی مطلب ہے۔ کیونکہ زینت سے مراد تمام بدن ہے۔

پھر لکھا ہے کہ جوان عورتوں کو اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولکر آنے کی اجازت اس حالت کیساتھ مخصوص ہے جبکہ ان کے چھپانے میں تنگی و تکلیف ہو اور بعض علماء نے پیروں کو بھی ہاتھ پر قیاس کیا ہے اور ان کے کھلنے کی بھی اجازت دی ہے

مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی" وجہ وکفین یعنی چہرہ و ہاتھ کشف فی نفسہ کے تحت میں بتلاتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ اگرچہ کشف فی نفسہ میں بھی خطرہ ہے۔ مگر چونکہ خطرہ بعید ہے اور ضرورت شدید۔ لہٰذا بضرورت یہ مستثنیٰ ہے جیسے کپڑے یا وہ آرائش جس کا تعلق وجہ وکفین سے ہے جیسے انگوٹھی، آرسی، چھلا، مہندی، مسی، سرمہ، پان، ٹیکا اور افشاں وغیرہ اور جبکہ یہ مستثنیٰ ہیں تو تبعاً والتزاماً اس کے مواقع یعنی وجہ وکفین بھی مستثنیٰ ہونگے، مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وجہ وکفین اور ان سے متعلق آرائش کو لوگوں کے روبرو کھولیں، بلکہ مطلب صرف اس قدر ہے کہ فی نفسہ انکو کپڑوں میں چھپانے کی ضرورت نہیں،

پھر فرمایا کہ الا ما ظہر منہا میں صرف عورتوں کو فی نفسہ چہرہ اور ہاتھ کھولے رہنے کی اجازت ہے تاکہ دوسرے اعضاء کی طرح انکے چھپانے کے اہتمام سے ان کو زحمت اور تکلیف نہ ہو، اس میں دوسروں کے سامنے چہرہ و ہاتھ کھولنے کا جواز و عدم جواز سے تعرض نہیں ہے۔ کیونکہ عورت کے جملہ اعضاء و متعلقات فی نفسہ قابل ستر ہیں، لیکن وجہ وکفین سے اسقاط ستر فی نفسہ بوجہ ضرورت کے ہے"،

شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک فارسی کی تفسیر سے میں نے جو نقل کی ہے وہ درج ذیل ہے،

لا یبدین نہ ظاہر سازند زینتھن آرایش خود را از پیرا ہنہا و جامہا و نگہا و جز آن الا ما ظہر مگر آنچہ ظاہر شود منہا ازاں بوقت ساختن کار یا چوں خاتم و اطراف ثیاب و کحل در عین و خضاب در کف و گفتہ اند مراد از زینت مواضع آنست پس مستثنیٰ وجہ باشد و کفین۔

مولانا شاہ عبد القادر صاحب الا ما ظہر کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں،

سنگار میں سے کھلی چیز یا ایسی چیز کو کہا جیسے کہ کپڑے یا ٹی جوتی یا یہ کہا کہ عورت کو منہ تھوڑا سا اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو۔ پھر ہاتھ کی مہندی کھلے گی یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب (مطبع کریمی بمبئی)

زینت میں سے ایسی چیز جیسے سفید کپڑے اور نئی یا پوشش یا یہ کہا کہ عورتوں کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ ضرورتاً کھولنا جائز ہے۔ اسی کے ساتھ ہاتھ کی مہندی کھلے گی یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا۔

یہاں تک تو قرآن کی اس آیۃ کے تراجم، تفاسیر درج کتاب ہیں، اب ہدایہ و دیگر عربی احادیث کے تراجم ملاحظہ ہوں،

ولا يجوز ان ينظر الرجل الى الاجنبية الا وجهها وكفيها لقوله تعالى ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها قال علي وابن عباس رضي الله عنهما ما ظهر منها الكحل والخاتم والمراد موضعهما وهو الوجه والكف كما ان المراد بالزينة المذكورة مواضعها ولان في ابداء الوجه والكف ضرورة لحاجتها الى المعاملة مع الرجال اخذا واعطاء وغير ذلك وهذا تنصيص على انه لا يباح النظر الى قدمها۔ وعن ابي حنيفة رح انه يباح لان فيه بعض الضرورة وعن ابي يوسف رح انه يباح النظر الى ذراعيها ايضا لانه قد يبدو منها عادة = ہدایہ جلد ۴ ص ۴۵۸ کتاب الکراہیۃ

ترجمہ

مرد کو جائز نہیں ہے کہ غیر عورت کی طرف دیکھے۔ سوائے چہرہ اور ہتھیلیوں کے، مطابق قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہ ظاہر کریں اپنی زینتوں کو مگر جو ظاہر ہے ان میں سے، کہا حضرت علیؓ و ابن عباسؓ نے کہ مراد ما ظہر سے چہرہ اور ہاتھ کی انگلیاں ہیں جیسا کہ مراد زینت سے مقامات زینت مراد ہیں اور اسی لئے کہ کھولنے چہرہ اور پہونچے میں ضرورت ہے عورت کو اپنی حاجت کے واسطے، مردوں کے ساتھ لین دین میں اور اس کے علاوہ اس عبارت سے تصریح ہے کہ پیر کی طرف دیکھنا مباح نہیں ہے،

امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ مباح ہے دیکھنا پیروں کا اس واسطے کہ اس میں ضرورت ہے امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ عورت کی کلائیوں کی طرف بھی دیکھنا مباح ہے کیونکہ عادۃً عورت سے ظاہر ہوتی رہتی ہیں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنکو باب العلم کہا گیا ہے۔ اور جو درحقیقت علم کے سمندر تھے۔ حضرت ابن عباس جو مشہور و معروف راوی گذرے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو سنیوں کے امام ہیں، نیز ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسف صاحب پردہ کے متعلق صاف صاف کہتے ہیں کہ مسلم مستورات کو قیدی نہ سمجھو کہ یہ مردوں سے لین دین بھی کرتی ہیں۔ امام ابو یوسف صاحب کا تو فرمانا ہے کہ عورت اپنی کلائیاں تک کھول سکتی ہے،

ہدایہ جو سنی مسلمانوں کے لئے مستند کتاب ہے، اس کا لفظی ترجمہ آپ کی نگاہوں تک رہ دیا ہے،

اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ اسلام نے اور بانیان اسلام نے اپنی عورت کو کس قدر آزادی دے رکھی تھی آج یورپ امریکہ اور دنیا کی ہر عورت ہر ہر شعبہ میں کام کرتی ہے۔ آپ کی عورت یا وجود اسلامی قانون ہونے کے مجبور ہے اگر آج اگر شاہ امان اللہ خان غازی کابل کے تخت پر متمکن ہوتے تو نہ صرف افغانستان کی مسلم مستورات کا شمار مثلاً ایران و مصر کی مسلم مستورات سے کیا جاتا بلکہ ہندوستان کا گروہ لطیف بھی انہیں میں شمار ہونے لگتا۔ مگر افسوس کہ علمائے افغانستان نے منفعت مادی ہی کو پیش نظر رکھا لیکن اسلام کے مستقبل کو بھلا دیا

"اس کی اجازت نہیں کہ مرد عورتوں کے چہرے اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کے سوائے کچھ اور دیکھیں، بس اسی قدر اجازت ہے، کیونکہ عورتوں کا کام کاج سے تعلق ہے، اور یہ تعلق مردوں سے لین دین وغیرہ کا ہوتا ہے پس اگر بدن کے یہ حصے بھی پوشیدہ کئے جائیں تو بڑی دشواری ہوگی پس ضرورت ہے کہ یہ حصے کھلے رہیں

(ہدایہ کتاب چہار دہم باب فقرہ ا)

امام فخر الدین رازی صاحب آیۃ الا ما ظھر منھا کے متعلق قتال کی سند پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی تفسیر یہ ہوتی ہے، "الا ما یظھر الانسان فی عادۃ جاریہ وذالک فی النساء وجہ والکفان"

ترجمہ مگر وہ جو کہ ظاہر کرے انسان اپنی عادت میں اور یہ عورتوں کے لئے چہرہ اور پہونچے ہیں"، کہ انسان کی عادۃ میں فی نفسہ جو چیز ظاہر ہو سکتی ہے۔ وہ عورتوں کے درمیان چہرہ ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پیر کا پنجہ ہے۔

(تفسیر کشاف) کھا میں اس آیۃ کی تفسیر یہ ہے" کہ الا ما جرت العادۃ والجبلۃ علی ظھورہ"

اس کے مفہوم سے بھی صاف متبادر ہے کہ عادتاً اور جبلتاً جو چیز ظاہر ہوتی ہے ظاہر کیا جا سکتی ہے،

عرب میں چونکہ اکثر مسلم مستورات تجارت کرتی ہیں اور یہ تجارت مردوں سے تعلق رکھتی تھی، اس لئے چہرہ اور ہاتھ پیر کھلے رہتے تھے۔ (مؤلف)

میں نے یہاں مثال کے طور پر چند علمائے کرام کی تفاسیر کی نقول درج کی ہیں، ان کے علاوہ اگر آپ کا دل چاہے کہ دنیا کے اور عالموں کی تفاسیر بھی دیکھنی چاہئیں تو آپ کو اختیار ہے۔ میں آپ کو اتنا بتائے دیتا ہوں ہندوستان کے تقریباً تمام علماء کی تفاسیر کا مفہوم و معنی مندرجہ صدر تفاسیر کے موافق ہیں، اور تمام کا اتفاق اسپر ہے کہ ضرورت کے وقت عورت اپنا چہرہ ہاتھ اور پیر کھول سکتی ہے۔

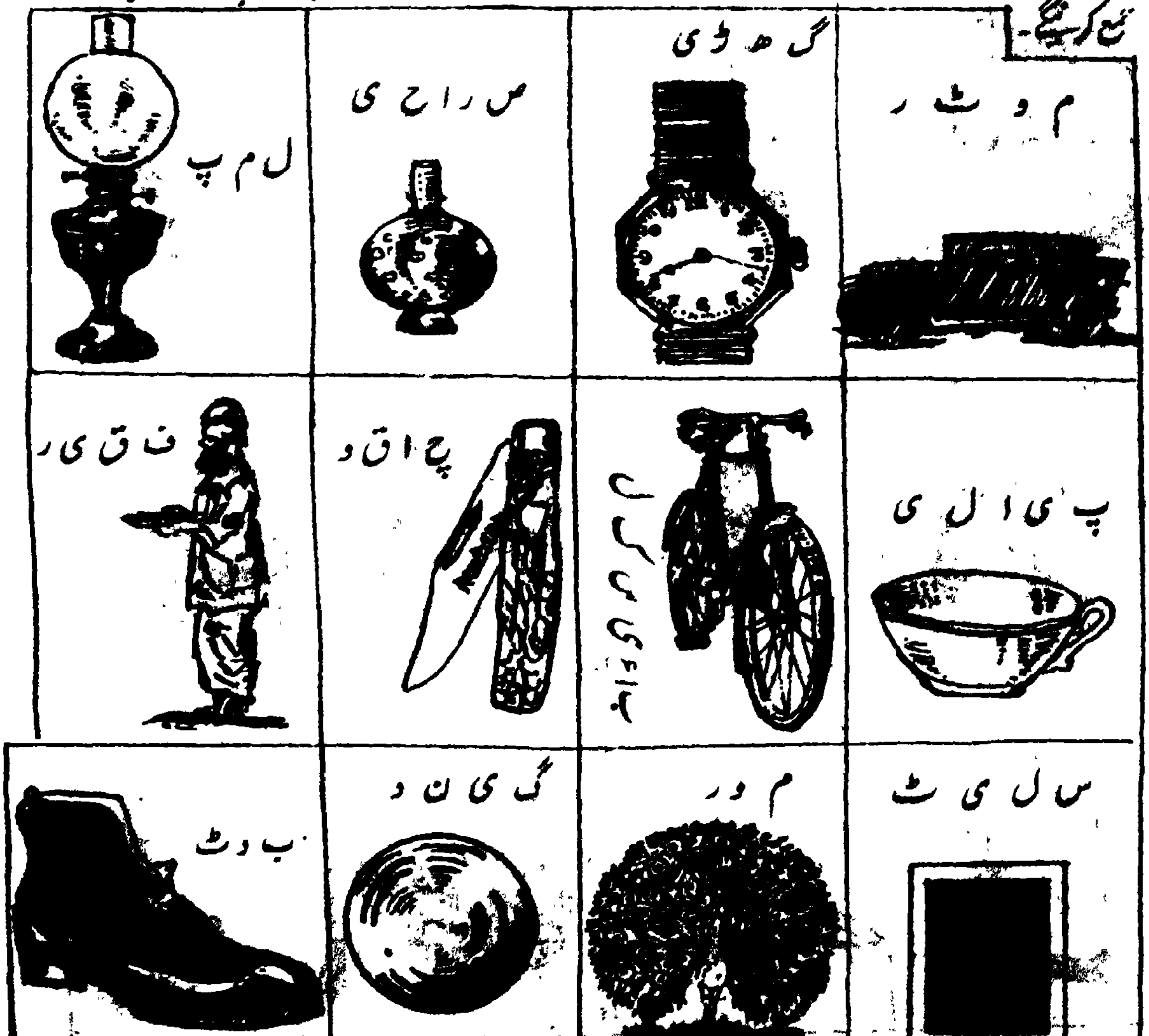
بچوں کی ابتدائی تعلیم

از [illegible] صاحبہ شیخ غلام [illegible]

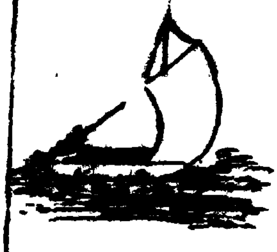
ہندوستانی بچوں کی ابتدائی تعلیم اچھے اصولوں سے نہیں ہوتی۔ اس کی ذمہ دار مائیں ہیں، جنھیں ماؤں کو کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے ایسی باتیں کریں جو ان کی معلومات کو بڑھائیں، یا آئندہ تعلیم میں کسی قسم کی آسانی ہو، یا ان کی حرکات و سکنات کی طرف غور کریں۔ سوچیں کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے کس طریقے سے کھیلتے ہیں یا ایک دوسرے سے کیسا سلوک کرتے ہیں، ہر وقت بیکار پھرتے اِدھر اُدھر چیزیں توڑتے کشتیاں کرتے رہتے ہیں ان کو کوئی ایسا کھیل بتایا جائے جس سے یہ آرام کریں اور ان کی تعلیم و تربیت اچھی ہو۔ یہی باعث ہے کہ ہمارے بچوں میں آئندہ ترقیاں محدود ہو رہی ہیں، اور بچے جو کچھ کرتے ہیں امتحانوں کے ڈر سے کورس وغیرہ یاد کر لیتے ہیں مگر یہ حالت ہے کہ انٹرنس پاس بچہ بھی کسی دوست سے اچھی طرح خط و کتابت نہیں کر سکتا۔ مائیں اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتیں، بچوں کا ابتدائی تعلیم کا زمانہ کھیل کود میں گذر جاتا ہے۔ بلکہ وہ کئی بری عادات میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب بچہ پانچ چھ سال کا ہوا تو مدرسہ میں داخل کر دیا۔ جو بچہ پانچ چھ سال تک کھیل کود لاڈ و پیار میں غلطاں رہا ہو، وہ یک دم کیسے قابو میں آ سکتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہمارے ہندوستانی بچے ۱۹ سال تک انٹرنس نہیں پاس کرتے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ مائیں دو سال کے بچے کو قاعدہ تختی دے دیں تاکہ وہ طالب علم کہلائے، نہیں ماؤں کو سمجھنا چاہئے کہ بچہ جب گود میں دودھ پیتا ہے۔ اسی وقت سے ماں کے سکول میں داخل ہے۔ اور ماں کی تربیت حاصل کر رہا ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ جو عادات خصائل ماں کی ہوں گی وہی بچوں کی ہوتی ہیں۔ جو والدین اپنے بچوں سے ظاہری نمائشی محبت رکھتے ہیں وہ اپنی عادات و اخلاق کو درست نہیں کر سکتے اور نہ بچوں کی بداخلاقی پر نگاہ کرتے ہیں۔ ماں کی ناسمجھی اور عدم توجہی کی وجہ سے بچے چھ سال کی عمر تک بیکار رہتے ہیں۔ بہناؤں کی آتش محبت بچوں پر ایسی مشتعل رہتی ہے کہ انکی واجبی ابتدائی تعلیم کا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔ والدین کو چاہئے کہ بچوں کی چھوٹی عمر کی ہر حرکات و سکنات کا غور سے خیال رکھیں تاکہ اس میں بری خصائل نہ پیدا ہو جائیں اور اس کا عادی نہ ہو جائے دوسرے اپنی معاشرت اور اخلاق کو درست رکھیں۔ مائیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو کام میں لگانے کی تدبیریں سوچتی رہیں۔ مثلاً ایک ماں کے چھوٹے چھوٹے تین بچے ہیں۔ ابھی ان کے سکول جانے کا وقت نہیں تو ان کو ماں تصویروں کے ذریعے ہر ایک جانور کا نام بتا سکتی ہے۔ انگلیوں پر گنتی سکھا سکتی ہیں۔ اس گنتی سے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کو اکٹھا کر کے ابتدائی حساب کے قاعدے سکھا سکتی ہیں۔ موتی پرونے سے کاریگری یا کاغذ جیسے سلائی سکھائی جا سکتی ہے، رات کو سوتے وقت کہانیوں کے ذریعے ان کے اخلاق کی درستی ہو سکتی ہے، وغیرہ

اس سے پیشتر بہنوں کو یاد ہوگا کہ میں نے ابتدائی تعلیم میں چھوٹے بچوں کو ۱۰۰ تک گنتی سکھانے کا طریقہ رسالہ عصمت میں تحریر کیا تھا۔ اس طرح اب میں ابجد حروف [illegible] کھیل کا نقشہ تحریر کرتی ہوں امید ہے اسی طرح اور بہنیں بھی رسالہ عصمت میں ابتدائی تعلیم کے اور طریقے لکھیں گی۔ تاکہ بچوں والی مائیں چھوٹے بچوں کو [illegible]

اب کھیل مندرجہ ذیل سہ بچے یا نہ بچے کھیل سکتے ہیں، ماں کو چاہیے کہ اس نقشے سے تصویروں کے نام چھوٹے چھوٹے گتے کے کارڈوں پر لکھ دیں اور ایسا نقشہ ایک کاغذ پر بنا لیں ۔ تاکہ بچے خود آسانی سے کھیل سکیں۔ اور رسالہ عصمت کو بھی نہ پھاڑیں۔ تصویریں جمع کرنی ذرا مشکل ہیں، مگر بچوں سے کہدیں کہ وہ جمع کرینگے۔



ک ش ت ی



چ ی ل



ہ ا ت ھ ی



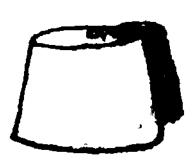
ٹ و ک ر ی



ب ن د ر



ٹ و پ ی



ب و ت ل



گ ڑ ی ا



پ ھ و ل



ل ڑ ک ی



ا ن گ و ٹ ھ ی



ب ل ل ی



ب ے ل



ت ت ل ی



ک ب و ت ر



ک ت ا ب





یہ بتیس تصویروں کا نقشہ ہے، بتیس ہی چھوٹے چھوٹے کاغذ کے گتے کے کارڈ بنائے جائیں اور ان پر علیحدہ علیحدہ ایک تصویر کا نام حروف کو چھوڑ کر لکھ دیا جائے۔ تاکہ بچے تصویر سے نام چیز کا جوڑ سیکھ سکیں اور کارڈ سے الفاظ جوڑے ہوئے دیکھ لیں۔ ہر ایک بچہ آٹھ آٹھ کارڈ اپنے اپنے حصہ میں بغیر چیز کا نام دیکھے رکھ لیں یعنی ہاتھوں میں تاش کھیلنے کی طرح پکڑ لیں۔ ہر ایک بچہ باری باری سے ایک ایک کارڈ جس تصویر کا نام ہو ڈال دے اور تصویر سے الفاظ گن لے، بہتر ہے کہ سلیٹیں اور پنسل پاس رکھ لیں، اس پر لکھتے جائیں بعد میں ہر ایک بچہ اپنی سلیٹ سے الفاظ گن لے، جس کے زیادہ ہوں وہ کم الفاظ والے ایک بچہ کو سزا دے سکتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ کے پاس جو آٹھ کارڈ ہیں اس کے تصویروں کے الفاظ ۴۰ آئے، اور ایک بچہ ہے جس کے سب سے تھوڑے الفاظ ہیں اور اس کے نمبر ۲۰ ہیں تو ۴۰ نمبر والا ۲۰ نمبر والے کو مندرجہ ذیل سزاؤں میں سے کوئی سزا دے سکتا ہے،

۱۰۰ تک دو دفعہ گن کر سناؤ۔ قاعدہ کے ۵ صفحہ سے ۸ صفحے تک، دو جمع کے سوال کرکے دکھاؤ، ۲۰ تک پہاڑے گنو، دو چکر صحن میں لگاؤ۔

اس طرح کی علمی سزائیں مائیں خود بچوں کے لئے تجویز کر سکتی ہیں، اس کھیل سے بچے ابجد کے حروف کے جوڑ سیکھ سکتے ہیں تصویروں کے نام بتا سکتے ہیں ۱۰۰ تک گنتی بھی آجائے گی وغیرہ وغیرہ،

(بقیہ صفحہ ۲۸۰) رکھنی چاہیے اگر ضرورت ہو تو اسی پر یا اس کے قریب وہ دوا بھی رہے۔ پانی بھی اس آگ کے قریب کسی تانبے کے برتن یا بوتل میں بھرا ہوا ہونا چاہیے اور اگر آگ کمرے میں نہ ہو تو لالٹین کے قریب رکھنی چاہیئے، کیونکہ جاڑوں کی راتوں میں بھی اکثر پیاس لگتی ہے اور چھوٹے بچوں کو سوتے اٹھ کر ایکدم سے ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے، اس کا انتظام رکھنا ضروری ہے اگر انگریزی وضع کا مکان ہو اور غسل خانہ سونے کے کمرے کے برابر میں ہو تو خیر ورنہ چھوٹے بچوں کے لئے ایک پسپاٹ یا طسلہ بھی رکھنا چاہیے ایک برتن میں تیز گرم پانی بھی ڈھانک کر رکھ لیں کہ شاید کسی قسم کی ضرورت پڑے۔ پھر دیا سلائی کا بکس اور دیکھ لیں کہ مقررہ جگہ پر ہے یا نہیں۔ اور پھر اطمینان سے سو رہیں

و-ا-

رات کو سوتے وقت

بعض گھروں میں عجب کارخانہ ہوتا ہے کہ [illegible] دو تین و بڑے [illegible] ہوتے ہیں جن سے [illegible] گھر [illegible] کی [illegible] ہے اور [illegible] دیکھا جاتا ہے تو بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بلی نے جنس خانے میں [illegible] دال چاول روا شکر سب چیزیں گری ہوئی اور ملی جلی پڑی ہیں، کبھی وہ طعام خانے میں گھس جاتی ہے اور اس میں کی سب چیزوں کا ناس کر دیتی ہے، کبھی اونچے طاق پر رکھی ہوئی چیزوں کو ٹپک دیتی ہے۔ اور کبھی مرغیوں کے ڈربے یا کھانچے میں گھس کر ان کا نقصان کرتی ہے۔ اور گھر میں وہ طوفان مچتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ گھر تو گھر پڑوس والے تک جاگ اٹھتے ہیں، اور جن سے زیادہ راہ و رسم و بے تکلفی ہوتی ہے وہ اسی وقت خیر صلاح بھی پوچھنے لگتے ہیں اور اگر کوئی اچھی سی مرغی جاتی رہی ہو تو سب لوگ دیر تک افسوس کرتے رہتے ہیں۔ یا اگر زخمی ہو کر بچ گئی ہو تو اس کے دوا علاج کی فکر کی جاتی ہے،

یوں تو ایسا کون انسان ہے جس سے کبھی غلطی نہ ہوئی ہو لیکن عموماً اس قسم کی خرابیاں اول رات کی ذرا سی غفلت اور بے پروائی کا نتیجہ ہوتی ہیں، دن کو ہزاروں دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی کام کر رہے ہیں ابھی پورا نہیں ہونے پایا کہ کسی وجہ سے اسے یونہیں چھوڑ دیا گیا اور دوسری مصروفیت میں پھر اس کا خیال بھی نہ رہا، اس طرح بعض چیزیں بے جگہ بھی پڑی رہ جاتی ہیں اور کچھ نہ کچھ کھلا بھی رہ جاتا ہے، اس لئے رات کو سوتے وقت یہ ضروری کام ہے کہ لالٹین لیکر ایک چکر سارے گھر کا کر لیا جائے اور جو کچھ ایسی گڑبڑ نظر آئے اسے ٹھیک کر دیا جائے، اگر گرمی کے دن ہوں تو کوٹھریاں کمرے سب بالکل بند کر دینے چاہئیں کہ بلی کی دست برد سے امن رہے۔ طعام خانہ میں قفل ڈال دیا جائے یا اور کوئی چیز اس کی کنڈی میں لگا دی جائے کہ کھل نہ سکے، جانور ہوں تو انکی حفاظت کا بھی خیال کر لینا چاہئے، چھینکے پر رکھی ہوئی چیزیں بھی دیکھ لی جائیں کہ کوئی کھلی تو نہیں کہ صبح ہی صبح کتے آکر خراب کرنا شروع کر دیں۔ پھر گھر کے سب لوٹے اور صراحیاں بھر کر ٹھکانے سے رکھ دیں اور ایک لوٹا صراحی اور گلاس پلنگوں کے قریب کسی اسٹول یا تپائی پر ایسی جگہ رکھیں کہ جس کسی کو ضرورت ہو آسانی سے لے سکے۔ گرمی زیادہ ہو تو سب کے پاس ایک ایک پنکھا بھی رکھدیں، اگر مکان میں کئی دروازے ہوں تو سب کو دیکھ لیں کہ کوئی کھلا تو نہیں رہ گیا پھر لالٹین دھیمی کر کے ایسی جگہ رکھیں کہ معمولی روشنی سب جگہ رہے اور اسکی لو کسی کی نظر کے سامنے نہ پڑے، یہ ایک ایسی تکلیف ہے کہ بعض دفعہ اسکی بدولت ساری رات کی نیند کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اگر سخت جاڑہ ہو تو سوتے وقت ایسی چیزیں پاس رکھنی چاہئیں کہ رات کو باہر جانے کی ضرورت ہو تو سردی سے بچاؤ کیا جا سکے، یعنی اونی چادر یا ہلکی سی رضائی اور گلوبند وغیرہ قریب کی کھونٹی پر پڑے رہیں تاکہ جسے ضرورت ہو کام میں لا سکے۔ اگر بچوں کا ساتھ ہو تو ایک انگیٹھی میں آگ گرمی ہوئی یعنی خوب بھوبل میں دبی ہوئی کمرے میں

اپریل فول

پیاری روح افزا   سلام مسنون

میں آپ کی ازحد ممنون ہوں گی اگر آپ آج رات سات بجے میرے ہمراہ کھانا تناول فرما کر ممنونیت کا موقع دیں۔ پیاری حسن آرا کو بھی ضرور ساتھ لائیں۔

جواب سے ممنون فرمائیے۔

آپ کی بہن
بیگم حمید

مندرجہ بالا دعوتی رقعہ روح افزا کو صبح دس بجے جس وقت وہ مطالعہ کے کمرہ سے نکل رہی تھیں ملا۔ بیگم حمید روح افزا کی ازحد پیاری سہیلی تھی۔ وہ کس طرح اپنی محبوب سہیلی کی دل شکنی روا رکھ سکتی تھی۔ وہ فوراً اپنی چھوٹی ہمشیرہ حسن آرا کے کمرے میں داخل ہوئی۔ دونوں بہنوں نے نہایت خوشی سے شامل ہونیکا وعدہ لکھکر ملازمہ کے ہاتھ بیگم حمید کے پاس بھیجدیا۔

روح افزا "حسنا بہن دیکھنا بیگم حمید کس قدر دیر میں دعوتی رقعہ بھیجتی ہیں آج رات کا کھانا ہے اور آج ہی صبح دس بجے رقعہ ملا ہے، انکی یہ بری عادت کبھی نہ جائیگی۔ زیادہ نہیں تو دو ایک دن پیشتر دعوت یا پارٹی کی اطلاع دینی چاہیے تھی تمہاری کیا رائے ہے۔؟

حسن آرا۔ آپا مجھے تو اس عادت سے نفرت ہے۔ کیا کروں اگر بیگم حمید کی بجائے کسی اور کی طرف سے یہ رقعہ ہوتا تو میں ہرگز دعوت قبول کرنے کی رائے نہ دیتی، میں آج ضرور بیگم حمید کو آڑے ہاتھوں لونگی۔ لیکن آپا آج آپ کونسی ساری پہن کر دعوت میں شامل ہونگی،

روح افزا "پیاری حسنا۔ میرا دل تو بادامی بنارسی ساری پہننے کو چاہتا ہے"،

حسن آرا۔ (جلدی سے) اچھی آپا وہ ہرگز نہ پہننا، رات کے وقت بادامی رنگ کچھ اچھا نہیں لگتا میرے خیال میں آسمانی آب رواں کی ساری مناسب ہوگی۔"

روح افزا "اچھا وہی پہن لونگی۔

بعد نماز ظہر کے دونوں بہنیں ڈریسنگ روم میں داخل ہوتی ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ دونوں کا لباس منتخب کرنے میں صرف ہوا۔ حسن آرا نے ربن والے چاندی کے ڈبے کو بند کرتے ہوئے کہا" آپا پیاری میری دھانی ساری کے لئے کوئی موزوں رنگ کا ربن میرے پاس نہیں ہے۔ اور نہ میں نے آپ کے پاس ہی اس رنگ کا ربن

دیکھا ہے۔ اب کیا کروں۔

(روح افزا۔ فوراً غفور (ملازم) وارا اینڈ احسن کی دوکان پر بھیجو، ابھی آجائے گا"

قریب پانچ بجے رِبن بھی آگیا۔ روح افزا اور حسن آرا ٹھیک سات بجے بیگم حمید کی کوٹھی پر پہنچ گئیں وہاں علاوہ شہر کے چند رؤسا کی بیگمات کے ان کی کالج کی لڑکیاں اور پرنسپل صاحبہ بھی مدعو کی گئی تھیں، بیگم حمید نہایت تپاک سے پیش آرہی تھیں،

آٹھ بجے سب بیبیاں کھانے کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ کھانے کی میز نہایت نفاست اور خوبصورتی سے سجائی گئی تھی۔ میز کے اوپر خوبصورت چاندی کے گلدان میں گلاب کے سرخ پھول عجب بہار دکھا رہے تھے، خادمہ صاف لباس پہنے سلیقے سے آفتابہ تولیہ لئے ایک طرف کھڑی تھی،

ملازمہ عورت نے کھانے کی ڈھکی ہوئی ڈش باری باری سے مہمانوں کے سامنے پیش کی، لیکن جو مہمان خاتون ڈش کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھتی تھی، ہنسی ضبط کر کے خجالت سے آنکھیں جھکا لیتی تھی۔ کیونکہ ڈش میں ایک کاغذ پر سنہری نقطوں میں خوبصورتی سے "فسٹ اپریل فول" لکھا تھا،

بیگم نواب فخر الدولہ نے شرمندگی کو مٹاتے ہوئے کھانا منگوانے کے لئے اصرار کیا۔ بیگم حمید کے اشارہ پر خادمہ کھانے کی دو قابین اٹھا لائی۔ بیگم فخر الدولہ نے سرعت سے کھانا تشتری میں لیا۔ اور کھانا شروع کیا۔ لیکن انکی شرمندگی کی حد نہ رہی جبکہ دونوں قابوں میں بان کی سویاں اور سرکنڈوں کے مصنوعی چاول نہایت خوبی سے تیار کے گئے تھے۔ سب بیویاں خجالت سے پانی پانی ہو رہی تھیں اپنی شرمندگی کو ہنسی میں اڑانے کی فضول کوشش کر رہی تھیں آج پہلی اپریل تھی اس لئے بیگم حمید سے شکایت کا موقعہ نہ تھا۔

ڈاکٹر اجمل دن بھر ہسپتال کے کام میں مصروف رہے۔ شام کو اچانک کسی کیس پر جانا پڑا، رات کے نو بجے تمام دن سخت محنت کے بعد واپس اپنے بنگلہ پر تشریف لائے ہی تھے کہ ملازم نے حاضر ہو کر عرض کیا "جناب! آج شام کے سات بجے نواب سالار جنگ کے ہاں سے ٹیلیفون آیا تھا۔ انہوں نے آپ کو فوراً بلایا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ بنگلہ پر تشریف نہیں رکھتے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ جس وقت ڈاکٹر صاحب تشریف لاویں ان کو میرا پیام پہنچا دینا ان کی سخت ضرورت ہے۔

ڈاکٹر اجمل "اُف! آج میں سخت تھک گیا ہوں (دل میں) بھوک نے بیتاب کر دیا ہے۔ شام چائے بھی نہ پی سکا۔ نہ معلوم نواب صاحب کے ہاں کیا تکلیف ہے اور کس ضرورت پر مجھکو تاکید سے بلوایا ہے ضرور ان کا لڑکا ناصر پھر بیمار ہو گیا ہوگا۔ اگر نہ جاؤں تو ان کو پریشانی اٹھانی پڑے گی، بیماری ہے سخت

زحمت ہوتی ہے۔ ان کے ہاں بھی بیماری کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔

ڈاکٹر صاحب چند منٹ خاموش بیٹھے رہے، ایک دم چونک پڑے، نوکر سے کہا۔ شمشاد فوراً کار دروازہ پر لاؤ۔ خواہ بھوک اور تھکان کس قدر پریشان کرے۔ لیکن میں نواب صاحب کے ہاں ضرور جاؤں گا۔ شاید ان کے بچے کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی ہو گی۔ اگر تکلیف کے وقت میں کام نہ آؤں۔ تو یہ بھی انسانیت سے بعید ہے۔

کار کے ہارن پر ڈاکٹر صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں، ہیٹ ہاتھ میں لیکر نہایت تیزی سے کار میں سوار ہو جاتے ہیں۔ چشم زدن میں کار نواب صاحب کی عالیشان کوٹھی کے پورچ میں کھڑی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اتر کر برآمدہ میں داخل ہوئے، خلاف امید کمروں کو بند پایا۔ ڈرائنگ روم کے دروازے پر بجلی کے قمقموں سے "فسٹ اپریل فول" انگریزی میں لکھا ہوا نظر آیا!

ڈاکٹر صاحب شرمندہ ہو کے واپس جا رہے تھے کہ پیچھے سے دو مضبوط ہاتھوں نے ڈاکٹر صاحب کو پکڑ لیا۔

ڈاکٹر صاحب (گھبرا کر) "ہائیں یہ کون ہے! مجھے چھوڑ دو۔"

آواز۔ "پیارے دوست آپ پریشان نہوں، میں ہوں آپ کا سالار جنگ"

ڈاکٹر صاحب۔ خوب آپ نے اچھا بدلہ لیا"

نواب صاحب۔ اچھے ڈاکٹر صاحب خفا نہوں۔ اس تمام شرارت کا موجد میرا بھائی افتخار جنگ ہے، وہ آج صبح سے ایسی ایسی کئی حرکتیں کر چکا ہے، میرے کئی معزز دوستوں کو گھر بلا کر پریشان کیا۔ میں آپ سے اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ اگر مجھے پیشتر معلوم ہو جاتا تو ہرگز آپ کو پریشان ہونیکا موقعہ نہ دیتا، میں خواب گاہ کی طرف سونے کے لئے جا رہا تھا کہ ایکدم ہارن کی آواز میرے کان میں پڑی۔ میں جلدی سے باہر آیا تو آپ کو واپس جاتے پایا!!!

؎

یکم اپریل کو میں اپنے کمرہ میں صبح کی ڈاک دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں رعنا کچھ پھول ڈرائنگ روم کے گلدانوں کے لئے ہاتھوں میں لئے داخل ہوئی اور کہا۔

"باجی کیا کوئی میرا خط بھی ہے۔"

"نہیں پیاری رعنا" میں نے جواب دیا۔

میں نے آج صبح سے بھابی ممتاز کو نہیں دیکھا، نہ معلوم کیا کر رہی ہیں؟" رعنا نے پھولوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے خطوط کو میز کی دراز میں بند کرتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ اسوقت اپنے کمرے میں ہے۔ ابھی ان کے نام ایک پارسل آیا ہے"،

رعنا نے پھول میز پر رکھ دئے اور مجھ سے کہنے لگی "اچھی باجی جلدی چلو، دیکھیں تو بھابی کے پارسل میں کیا ہے"۔

ہم دونوں گیلری طے کرتی ہوئیں بھابی ممتاز کے کمرے میں داخل ہوئیں، دیکھا تو بھابی پارسل کی ڈوریاں چاقو سے کاٹنے میں مصروف ہیں!

رعنا۔ "بھابی پارسل کہاں سے آیا ہے"؟

بھابھی "میرے خیال میں تمہارے بھائی نے بمبئی کی ساری بھیجی ہوگی۔ جسکا ذکر کل میں نے نزہت سے کیا تھا۔ پارسل پر بھیجنے والے کا نام بھی تو نہیں ہے۔ اسلئے یقیناً وہی ہونگے"۔

"کیا بھائی مشتاق نے پارسل بھیجا ہے؟" میں نے استفسار کیا۔

رعنا۔ "ہاں! ہاں باجی نزہت بھابی ممتاز کہہ تو رہی ہیں، آپ انہیں بار بار پوچھکر کیوں شرمندہ کررہی ہیں"

بھابی مسکرانے لگیں

میں نے پارسل دیکھتے ہوئے کہا "لیکن بھابی ممتاز پارسل تو بہت چھوٹا ہے۔ اس میں ساری تو نہیں آسکتی"،

رعنا "شاید موتیوں کا نکلس ہوگا جس کے خریدنے کے لئے بھابی جان نے بھائی صاحب کو لکھا تھا۔ اتنے میں بھابی جان نے پارسل کھول لیا، اس میں سے ایک خوبصورت ڈبیا نکلی۔ بھابی نے نہایت سرعت سے ڈبیا کو کھولا۔ ہم تینوں نہایت اشتیاق سے ڈبیا کی چیز دیکھنے کے لئے میز پر جھک گئے،

میرا اور رعنا کا ہنسی کے مارے برا حال ہوگیا۔ جبکہ ہم نے دیکھا کہ ڈبیا کے اندر ایک خوبصورت کارڈ پہ "فسٹ اپریل فول" از نصرت لکھا تھا!!

یعنی بڑے بھائی جان محمد اسلم کی لڑکی نصرت نے چھوٹی چچی کو خوب ہی فول بنایا۔ !!!

اقبال جہاں نزہت

بنت خان بہادر چودھری نبی احمد

ترقی نسواں کا طبی پہلو

(گذشتہ اشاعت کے آگے)

بیماروں کے لئے دوا کے ساتھ ساتھ تیمارداری بھی بہت ضروری چیز ہے اور اصلی معنوں میں تیمارداری عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ جنگ کے بعد جو کمیشن مختلف سروسوں (نوکریوں) کے متعلق تحقیقات کیلئے مقرر کئے گئے تھے۔ انہوں نے متفقہ طور پر اس امر کا اقرار کیا ہے کہ تیمارداری جس سلیقہ اور کامیابی کے ساتھ عورتیں کر سکتی ہیں دوسروں سے ممکن نہیں ہے لیکن ہمارا ملک شاید اس راز کو ابھی تک نہیں سمجھ سکا ہے، کیونکہ خالص ہندوستانی نرسوں کی تعداد اس قدر کم ہے کہ گویا نہیں کے برابر ہے۔ ہندوستانی بیماروں کے لئے ہندوستانی نرسیں جس حد تک کامیاب ہوں گی اتنا یوروپین اور اینگلو انڈین نرسیں نہیں ہو سکتی ہیں، لیکن ملک کی عورتیں شاید ابھی تک یہی سمجھ رہی ہیں کہ مریضوں کے لئے تیمارداری کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تیمارداری ایک مستقل فن ہے اور ضرورت ہے کہ اس کے اصولوں سے ہر شخص کو تھوڑا بہت واقف ہونا چاہئے۔ کیونکہ تیماردار پر مرض کے سکون اور افزایش کا بہت بڑی حد تک انحصار ہوتا ہے۔ دوسرے ملکوں میں بڑے بڑے گھر کی لڑکیاں اسپتالوں میں جا کر شوق سے یہ فن حاصل کرتی ہیں اور خلق خدا کی خدمت کرتی ہیں۔ اسوقت ملک میں نرسوں کی باقاعدہ تعلیم کا انتظام تمام بڑے اسپتالوں میں ہے۔ ایک شکایت ان اسپتالوں اور میڈیکل کالجوں کے اراکین سے یہ ہے کہ وہ داخلہ میں غیر ہندوستانیوں کو ترجیح دیتے ہیں اور اکثر موقعوں پر ہندوستانیوں کی درخواستیں نامنظور کر دیجاتی ہیں، حالانکہ ضرورت اس کی تھی کہ معقول وظائف اور دوسری مراعات دیکر ہندوستانی عورتوں کو اس طرف رغبت دلائی جاتی۔ ملک کی بے روزگاری کا مسئلہ بڑی حد تک حل ہو سکتا ہے اگر عورتیں اس پیشہ کی طرف توجہ کرنے لگیں پھر خلق خدا کی بھلائی کے ساتھ مالی منفعت کی بھی صورت ہو سکتی ہے۔

نرسنگ کی ضرورت اور نرسوں کی باقاعدہ تعلیم کی طرف سب سے پہلے مسٹر فورسٹ نے جنکا تعلق سینٹ جارج ہاسپٹل بمبئی سے تھا توجہ کی، سینٹ جارج اسپتال میں جب مسٹر فورسٹ کی اسکیم کامیاب ہوتی نظر آئی تو جے جے اینڈ لائڈ اسپتال اور پھر دوسرے اسپتالوں نے بھی اس کا انتظام کیا۔ چند دنوں بعد گورنمنٹ نے بھی اس طرف توجہ کی اور چند شرائط کے ماتحت مالی امداد دینی قبول کی۔ تھوڑے دنوں میں بہتیری نرسنگ سوسائٹیاں قائم ہو گئیں، جو ان اسپتالوں کے ساتھ ملکر کام کرتی ہیں۔ گورنمنٹ نے ان سب کو ایک اصول پر کام کرنے کی ہدایت کی اور سرکاری احکام کے مطابق یہ تمام سوسائٹیاں رجسٹر کرالی گئی ہیں۔ عام چندہ اور خصوصیت کیساتھ پارسی، یہودی۔ اور میمن تاجروں کے گراں قدر عطیات نے ان سوسائٹیوں کی مدد کے لئے معقول سرمایہ جمع

کر دیا ہے ۔ ۱۹۱۱ء میں یہ تمام سوسائٹیاں ایک مرکزی انجمن سے ملحق کر دی گئیں اور اس انجمن کا نام بمبئی پریسیڈنسی نرسنگ ایسوسی ایشن رکھا گیا۔ اس صوبہ میں یہی انجمن نرسوں کے انتخابات کی ذمہ دار ہے ۔ اور صرف اسی انجمن کی سرٹیفکٹ یافتہ نرسیں پریکٹس کرسکتی ہیں ۔ کلکتہ ۔ مدراس میں بھی اسی قسم کی مرکزی انجمنیں قائم ہیں ۔ اور نرسوں کے انتخابات اور سرٹیفکٹ دینے کی ذمہ دار یہی انجمنیں ہیں ، دہلی میں نرسوں کی تعلیم کا بہترین انتظام لیڈی ہارڈنگ اسپتال میں ہے ، بمبئی ۱۹۲۳ء میں ان مرکزی انجمنوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام ملک میں ایک ہی اصول اور ایک ہی انتظام کے ماتحت نرسوں کو رجسٹر کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ تجربہ کے طور پر گورنمنٹ نے مختلف صوبوں میں میڈیکل رجسٹرار مقرر کئے ہیں اور اگر یہ اسکیم کامیاب ہوگئی تو سارے ہندوستان کے لئے کوئی ایسی مرکزی صورت عمل میں لائی جائیگی ۔ شمالی ہندوستان کی مختلف انجمنوں کو ملا کر ۱۹۰۶ء میں لیڈی منٹو نے ایک مرکزی انجمن قائم کی ۔ لیڈی کرزن نے پہلے ہی اس تجویز پر عمل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مالی دقتوں کی وجہ سے یہ اسکیم ناکامیاب رہی تھی ۔ اس انجمن کی سرپرست خود ملکہ معظمہ ہیں ۔ لیڈی منٹو کی کوششوں کی وجہ سے معقول سرمایہ بھی جمع ہو چکا ہے ۔ اور سرکاری مدد بھی ملتی ہے ۔ اس انجمن کی موجودہ صدر لیڈی ولنگڈن ہیں ،

ملک میں لیڈی ڈاکٹروں کی تعلیم کے لئے صرف ایک ہی کالج ہے جس میں سو طالبات اور ۷۰ نرسوں کی تعلیم و قیام کا انتظام ہے ۔ ملکہ معظمہ کوئن میری اور قیصر ہند جارج پنجم کی آمد کی یادگار منانے کے لئے لارڈ ہارڈنگ نے ۷ افروری ۱۹۱۶ء میں اس کالج کا افتتاح فرمایا ۔ لیڈی ہارڈنگ کے اثر اور انکی کوششوں کی وجہ سے ۳۰ لاکھ روپیہ جمع کیا گیا ۔ چندہ دینے والوں میں زیادہ تعداد والیان ریاست کی تھی ۔

کالج کا قیام صرف لیڈی صاحبہ کی وجہ سے عمل میں آیا اور اس کامیابی کی ذمہ دار صرف وہی تھیں ۱۹۱۴ء میں موصوفہ کی وفات کے بعد خود ملکہ کی تجویز کے مطابق اس کا نام لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج رکھا گیا ۔ کالج نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہے ۔ کتب خانہ ۔ میوزیم ۔ لکچر ہال ، لائبریری (معمل) کا بہترین انتظام ہے ، ہندو مسلمان اور سکھ طالبات کے لئے علیحدہ علیحدہ بورڈنگ ہیں ۔ پردہ کا معقول انتظام ہے ، لیکن تعلیم کے آخری سالوں میں طالبات کو مردانہ اسپتالوں میں عملی تعلیم حاصل کرنی ہوتی ہے ۔ اسپتال میں ۲۰۰ مریضوں کے قیام کا انتظام ہے گورنمنٹ ہند سے گیارہ ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے ۔ صوبجاتی گورنمنٹوں اور ریاستوں سے بھی سالانہ مدد ملتی ہے ۔ کالج میں صرف ایک ہندوستانی پروفیسر ہیں ان کا نام مس سوشیلا رام ہے ۔ ایم اے اور کیمبرج کی تعلیم یافتہ ہیں ۔

آل انڈیا میڈیکل سروس کے نسوانی شعبہ کا انتظام لیڈی ڈفرن فنڈ کے ماتحت ہے ، اس سروس میں اعلیٰ

طبقہ میں ۴۴ لیڈی ڈاکٹرس۔ ۸۰ لیڈی ڈاکٹر ریزرو رہتی ہیں۔ تاکہ ناگہانی ضرورتوں کے وقت کام آئیں، یا زائد کام کی طرف توجہ کریں۔ ادنیٰ طبقہ میں ۱۲ لیڈی اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ گورنمنٹ سالانہ ۳ لاکھ ۷ ہزار روپیہ ڈفرن فنڈ کو اس غرض سے دیتی ہے کہ یہ سروس قائم رکھی جائے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے، اعلیٰ طبقہ میں صرف ایک ہندوستانی خاتون ہیں۔ اعلیٰ طبقہ کے لئے ڈگری انگلستان کی ہونی ضروری ہے۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں شملہ پر ایک کانفرنس اس غرض سے منعقد کی گئی تھی کہ ان تمام طبی انجمنوں کو جس کا تعلق عورتوں اور بچوں سے ہے ایک نظام کے ماتحت کر دیا جائے۔ چنانچہ لیڈی اروِن کے زیر صدارت۔ ڈفرن فنڈ، ویمن میڈیکل سروس، وکٹوریہ میموریل سکالرشپ فنڈ، لیڈی چیمسفورڈ لیگ اور لیڈی ریڈنگ ویمن آف انڈیا فنڈ کو سنہ ۱۹۲۳ء کو ایک کمیٹی کے ماتحت کر دیا گیا، اس کمیٹی کی موجودہ صدر لیڈی ولنگڈن ہیں،

شہر بانو۔ اورنگ آباد

انقلابِ روس کی مجاہد عورتیں

سرزمین روس کا انقلاب جہاں اپنے نتائج و ثمرات کے اعتبار سے انقلاب عالم کی تاریخ میں بالکل یگانہ و یکتا ہے۔ وہاں اس کے دور جہاد اور عہد مصائب و شدائد کی خونچکاں سرگذشت بھی بالکل یگانہ ہے۔ مختلف اقوام کی جہاد ہائے آزادی کی داستانیں پڑھ جاؤ تمہیں ہر جگہ قید و اسیری کی مصیبتوں کا ہجوم اور پھانسی کے پھندوں کا وفور نظر آئیگا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس کی مظلومیت کا دور افراد ملک سے ہمت آزما قربانیاں لئے بغیر ختم ہوا ہو، لیکن ہر جگہ عمل و سرگرمی کی باگ صرف مردوں ہی کے ہاتھ میں نظر آئے گی، اور عورتیں کسی جگہ بھی صف اول میں نظر نہ آئیں گی۔ مگر یہ شرف روس اور صرف روس ہی کو حاصل ہے کہ اس کی عورتوں نے حقیقتاً مردوں کے دوش بدوش قربانی کی ہر منزل اور ایثار کے ہر مرحلہ پر اپنے آپ کو بے تابانہ پیش کیا، بلکہ مردوں سے اکثر موقعوں پر بہت آگے بڑھ گئیں۔ بیرونی دنیا صرف لینن اور ٹراٹزکی کے ناموں سے آشنا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ روس کے جہاد حریت میں خواتین کا ایک ایسا گروہ موجود ہے جس کی قربانیاں لینن اور ٹراٹزکی کے تمام فاتحانہ کارناموں کو بے حقیقت بنادیتی ہیں۔ اور انیسویں صدی میں روسی خواتین نے اپنے وطن کو زاروں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے جو حیرت انگیز کارنامے کئے ان کی نظیر دوسرے ممالک کے اور خود روس کے مرد بھی پیش نہیں کر سکتے۔

۱۔ روسی انقلابیوں کی دادی اماں "بیبوشکا"

کیتھرائن بریسکوسکایا جو عام طور پر "بیبوشکا" یا دادی اماں کے پیارے نام سے مشہور ہے سنہ ۱۸۴۰ء میں ایک امیر گھرانے میں پیدا ہوئی اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم پائی۔ انقلاب فرانس کے علم برداروں کی کتابیں نظر سے گذریں تو خیالات میں انقلاب پیدا ہوگیا۔ کیتھرائن فطرتاً بے حد ہمدرد واقع ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ کم عمری میں ایک دہقانی لڑکی کو تکلیف میں دیکھ کر اپنی بیش قیمت پوستین اتار کر اس کو دیدی۔ جوان ہونے پر اس نے غریبوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس زمانہ میں روسی کسانوں کی حالت بیحد ابتر تھی، کیتھرائن نے اسی زمانہ میں اپنی ماں کے ساتھ پیٹروگراڈ کا سفر کیا اور وہ کسانوں کی مصیبت زدہ حالت سے بیحد متاثر ہوئی۔ چند دنوں کے بعد اس کی شادی ہوگئی لیکن شادی کے باوجود اس نے دیہات میں دورے کئے، اور کسانوں کو تقریروں کے ذریعے جگاتی رہی، پولیس نے میاں بیوی دونوں کی نگرانی شروع کر دی، گورنمنٹ کی اس حرکت نے کیتھرائن کو انقلاب پسند گروہ کا ہم نوا بنادیا۔

آخر اس نے ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنی زندگی ابنائے وطن کے لئے وقف کر دی ہے

اگر تم میرا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ تو مجھے خوشی ہوگی لیکن اگر تم تیار نہیں ہو تو مجھے زوجیت کی زنجیروں سے آزاد کر دو" شوہر نے آخرالذکر صورت کو اختیار کر لیا، دنیا میں شوہر عورت کے لیے بے بہا دولت ہوتا ہے لیکن کیتھرائن نے بلا تامل اس دولت کو وطن پر قربان کر دیا۔

اب دوسرا مرحلہ آیا یعنی کیتھرائن نے امرا کی زندگی ترک کر کے غربا اور مفلسی کی زندگی اختیار کی، دیہاتی عورتوں کا سا موٹا جھوٹا لباس پہنا، تاکہ تبلیغ و اشاعت کے مقاصد کے لئے اس میں اور دیہاتی عورتوں میں جو اجنبیت ہے وہ دور ہو جائے، لباس تو آسانی سے بدل لیا گیا، لیکن اس کے جسم کی خوبصورتی و خوشنمائی، نرمی و ملائمت ابھی تک اسے دیہاتی عورتوں سے ممتاز کئے ہوئے تھی۔ مگر اس مستقل اور اولوالعزم کیتھرائن نے اس امتیاز کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اور بدن پر تیزاب لگا لگا کر اپنی جلد اتنی کھردری اور سخت بنالی کہ کوئی اس میں اور دیہاتی عورتوں میں تمیز نہیں کر سکتا تھا، حسن کی قربانی کیتھرائن کی تیسری قربانی تھی اسے کہتے ہیں ایثار! اسے کہتے ہیں وطن پرستی کہ گھر بار شوہر، مال و دولت حسن و تندرستی جو تتے وطن کی خدمت کے راستہ میں حائل ہوئی اسی کو بلا تامل قربان کر دیا۔ خدا نے اس کی تقریروں کو ایسی مقبولیت عطا کی تھی کہ وہ جس طرف نکلجاتی تھی کسان ہزاروں کی تعداد میں اس کے گرد جمع ہو جاتے، لیکن ایک خائن وطن نے کیتھرائن کو دھوکے سے گرفتار کرادیا، کئی سال وہ بلا مقدمہ جیل میں رہی۔ سنہ ۱۸۷۸ء میں اسے سائبریا بھیجدیا گیا۔ سائبریا سے دو سال بعد وہ دو اور قیدیوں کے ساتھ فرار ہوگئی، اور سخت و شدید سردی میں چھ سو میل کا پیدل سفر طے کیا۔ لیکن پھر گرفتار ہوگئی اور ۲۳ سال کی سزا ہوئی۔ قید کے ابتدائی سات سال پورے ہونے پر اسکو سائبریا کے بڑے بڑے شہروں میں رہنے کی اجازت مل گئی اور اس نے مزید سولہ سال ٹوباسنک وغیرہ میں صرف کئے۔ ۲۳ برس کی مدت قید ختم ہونے پر اس کو یورپی روس آنے کی اجازت ملی، لیکن یہاں آتے ہی وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی اس زمانہ میں اس نے امریکہ کا سفر بھی کیا اور امریکہ والوں نے اس کا پرجوش استقبال کیا اور دس ہزار ڈالر انقلابی انجمن کی امداد کے لئے دئے، واپس آنے کے کچھ مدت بعد کیتھرائن پھر گرفتار ہوگئی اور سہ بارہ قید کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۷ء کے انقلاب اور خاندان رومانوف کی تباہی کے بعد اسے قید سے نکالا گیا۔ اور روس والوں نے اپنی اس محسنہ کا عظیم الشان استقبال کیا۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں اس کی عمر ، ، برس کی تھی۔ معلوم نہیں کہ اب زندہ ہے یا وفات پاگئی ہے۔ اہل روس نے اس کو محبت و عقیدت کی وجہ سے "بیبوشکا" یا دادی اماں کا خطاب دیا تھا۔

۲۔ زار روس کو موت کے گھاٹ اتارنے والی مجاہدہ حریت "صوفی بیروسکایا"

"بیبوشکا" کی طرح "صوفی بیروسکایا" بھی بڑے امیر گھرانے کی لڑکی تھی، سنہ ۱۸۵۳ء میں پیدا ہوئی۔ صوفی کا

باپ پیٹرو گراڈ کا گورنر تھا۔ ابتدائی تعلیم بڑے اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی وہ تیرہ برس کی تھی جبکہ زار روس پر پیٹرو گراڈ کے بازار میں قاتلانہ حملہ ہوا۔ زار تو بچ گیا لیکن صوفی کے باپ کو اس جرم میں ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا کہ حق زار کی حفاظت کے انتظام میں غفلت برتی، اس کے بعد صوفی کے والدین اپنے بچوں سمیت اپنی جاگیر پر چلے گئے ایک دفعہ صوفی نے اپنی ماں کے ساتھ پیٹرو گراڈ کا سفر کیا اور انقلابی گروہ کے بعض کارکنوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو صوفی بھی انقلابی گروہ میں شامل ہو گئی۔ اور ایک روز وہ اپنی ماں سے مشورہ کر کے باپ کو بلا اطلاع کئے گھر سے نکل گئی۔ اور باپ نے ناراض ہو کر اس کو عاق کر دیا۔

۱۸۷۵ء میں وہ ایک سیاسی جرم میں گرفتار ہو گئی۔ لیکن ماں نے تگ و دو کر کے اسے رہا کرا لیا، کچھ مدت کے بعد وہ ڈاکٹری تعلیم حاصل کرنے کے لئے میڈیکل اسکول میں داخل ہو گئی، لیکن ۱۸۷۸ء میں پھر گرفتار ہو ئی۔ اور جب خود رہا ہوئی تو اپنے سیاسی رفقا کو رہا کرانے کی کوششیں کرنے لگی اور اس نے چار پانچ مہینہ میں سازشوں کے بیسیوں جال پھیلا دئے۔ پولیس کی نگرانی بہت سخت تھی۔ اور اس کے کئی ساتھی تنگ آ کر وطن کو خیرباد کہہ گئے۔ مگر صوفی اپنے کام میں مصروف رہی غرض انتہا پسند انقلابی گروہ کی سردار بن گئی، صوفی نے سوچا کہ خاص خاص افسروں کو قتل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ظلم کے بانی زار کا خاتمہ کر دیا جائے، اسے یہ بھی خیال تھا کہ زار کے قتل ہوتے ہی ملک میں ہنگامے برپا ہو جائیں گے۔ اور استبداد کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۱۸۷۹ء میں الگزنڈر دوئم زار روس نے ملک کا دورہ شروع کیا۔ صوفی اپنے سرباز رفقا کی ایک جماعت کو لیکر زار روس کے قتل کے لئے ماسکو پہنچ گئی جس راستہ سے زار کی اسپیشل ٹرین گزرنے والی تھی۔ اس پر صوفی نے ڈائنامیٹ اور بم رکھوا دئے۔ مگر ایک کارکن کی غلطی کی وجہ سے ٹرین پہونچنے سے قبل ڈائنامیٹ میں آگ لگ گئی۔ اور یہ سازش ناکام رہی، لیکن صوفی نے ہمت نہ ہاری اور وہ پیٹرو گراڈ چلی آئی۔ الگزنڈر پیٹرو گراڈ کے قیام کے زمانہ میں اکثر ملٹری رائڈنگ اسکول کی طرف جایا کرتا تھا۔ صوفی نے اس راستہ پر ایک کرایہ کا مکان لیکر اس میں دوکان لگوا دی اور خود اس کے ایک کمرہ سے باہر کی سڑک تک سرنگ لگوانے کا بندوبست کرنے لگی۔ سرنگ جب سڑک پر پہنچ گئی۔ تو چھ سات گز کے رقبہ میں بارود بچھا دی گئی۔ تاکہ جب زار اس راستہ سے گذرے تو اسے اڑا دیا جائے، لیکن یہ بھی خیال تھا کہ ممکن ہے زار کسی دوسرے راستہ سے گذر جائے، اسلئے صوفی نے دوسرے راستہ پر اپنے چند رفقا کو بم دیکر بٹھا دیا، اور سمجھا دیا کہ میرے رومال ہلانے کا اشارہ دیکھتے ہی بم چلا دینا،

یکم مارچ ۱۸۷۹ء کو زار اس راستہ سے گذر کر ملٹری اسکول گیا۔ صوفی نے واپسی پر اسکو مارنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے لیکن زار دوسرے راستہ سے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ صوفی نے فی الفور اپنے بم باز رفقا کو رومال کے اشارہ سے بتا دیا کہ شکار تمہاری طرف آرہا ہے۔ زار کی گاڑی ان آدمیوں کے قریب پہونچی تو ایک نے آگے

بنڈ کرم پھینکا، دو منٹ بعد دھوئیں کا پردہ ہٹا تو نظر آیا کہ گاڑی پرزہ پرزہ ہو گئی ہے۔ محافظ دستہ کے چودہ آدمی زخموں سے چور پڑے ہیں۔ مگر سنٹ جان الگزنڈر صحیح وسالم کھڑا ہے یہ دیکھ کر دوسرے آدمی نے بم پھینکا۔ پھر دھوئیں کا بادل پھٹا تو معلوم ہوا کہ مقصد پورا ہو چکا ہے۔ صوفی وہاں سے اپنے رفقا کو لیکر صاف نکل گئی۔ الگزنڈر کا ایک گھنٹہ بعد خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ صوفی کے رفیقوں نے اسکو ہر چند سمجھایا کہ یہاں سے بچکر نکل جاؤ۔ مگر وہ اس خیال سے کہ کام کرنے کا اصلی وقت اب آیا ہے۔ وہاں سے نہ گئی چنانچہ وہ پوری سرگرمی کے ساتھ عام بغاوت پھیلانے کی کوشش کرتی رہی۔ آخر ایک دودھ بیچنے والی عورت نے جس سے اس نے دو تین مرتبہ دودھ خریدا تھا اسکو بازار میں پہچان کر گرفتار کرا دیا۔ اس پر ہر چند سختیاں کی گئیں کہ اپنے ساتھیوں کا نام بتا دے لیکن اس کی مہر سکوت نہ ٹوٹی۔

ماں ان واقعات سے بے خبر اپنی جاگیر میں بیٹھی تھی۔ جب اس کو خبر ملی کہ صوفی زار کے قتل کے الزام میں ماخوذ ہے تو وہ غریب افتاں خیزاں پیٹرو گراڈ پہنچی۔ لیکن بدقسمتی سے اسی روز عدالت سے صوفی کو سزائے موت کا حکم ہو چکا تھا، ماں بہتیرا روئی پیٹی چیخی چلائی۔ لیکن پیاری بیٹی سے بات چیت تو کجا آخری ملاقات کی بھی اجازت نہ ملی۔ صرف دور سے اس نے اولوالعزم بیٹی کے چہرہ کی ایک جھلک دیکھی جس کے نزدیک فتح وکامرانی کی بشارت اور موت کی سزا میں قطعاً کوئی فرق نہ تھا۔

جب آخری ساعت آ پہنچی تو اس نے نہایت دلجمعی اور اطمینان سے اپنے ہاتھ سے پھانسی کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اور استبداد، زار روس کی یہ اولوالعزم مجاہدہ تیس سال کی عمر میں اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی،

ماخوذ

بیگم سید مظفر حسین جعفری اکبرآبادی (برہانپور)

بدلتے ہوئے مشرق پر ایک نظر

مشرق کو ہمیشہ سے لوگوں نے روحانیت کا مسکن قرار دیا ہے۔ جبکہ مغرب کے باشندوں کا اغلب رجحان خیالات مادیت کی طرف رہا ہے۔ ساکنان مشرق بہا ابراپنے استغراق مراقبہ سست لاحاصل تخیل بے سود غور وفکر اور دنیاوی آرام وآسایش زندگی کی طرف سے نہایت پژمردہ واداس خیالات کے لئے مشہور ہیں۔ حالانکہ اس کے بالکل خلاف مغرب کے رہنے والے ہمیشہ سے ہر شئے کی مادی کیفیت اور حالت پر زور دیا کرتے ہیں اور اسی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ زندگی کی طرف سے اس قدر مخالفانہ انداز تخیل ہی ان ہر دو حصوں میں باہمی غیر مصالحت ونفاق کی وجہ خاص ہے چنانچہ انگریزی کی ایک مثال ہے کہ مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب۔ ہر دو کبھی نہیں مل سکتے، مگر اس سے موجودہ زمانہ میں جو معنی اخذ کئے جاتے ہیں انہیں مبالغہ آرائی کہا جاوے تو غیر مناسب نہیں ہوگا۔

یہ ایک واضح اور مسلمہ امر ہے کہ ابتدا میں مشرق نے مغرب کی تعلیم وتربیت میں اس کے معاشری وتمدنی اخلاقی وعلمی حالات کے ڈہالنے میں ایک اہم ترین حصہ لیا ہے۔ اس سے نہ کسی کو انکار ہوسکتا ہے۔ اور نہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اسے کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ شرقیوں کے فاسدانہ قیاسات وتخیلات پر مغرب کے استادوں نے اس قدر گہرا اثر ڈالا کہ باید وشاید۔ شاید ہی کوئی اور حصہ کرہ زمین کسی زمانہ میں اس درجہ تک اثر فگن ہوسکتا ہے، نہایت پُر زور قوتیں مشرق کو مغربی سانچے میں ڈہالنے کی سرگرم کوششیں کر رہی ہیں اور اس کی سخت ضرورت ہے، چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ مشرق اب مادیت کی طرف رجوع ہو رہا ہے تو سچائی سے زیادہ دور نہ ہوگا، اس مسئلہ پر ایک سرسری تبصرہ کے لئے ہم اگر ہندوستان وجاپان دو مشرقی ملکوں کو لیں تو زیادہ موزوں ہوگا۔ ایک جگہ کمال سیاسی آزادی ہے اور دوسرے ملک کے سر پر حد درجہ غیر قوموں کی غلامی کا بار گراں۔ اس کی کیا وجہ ہے! کیا یہ حاکم اقوام کی خود پسندی کی وجہ سے ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ اپنے یہاں کے تمدنی واخلاقی طرز معاشرت کے نقص کی وجہ سے ہے۔ انیسویں صدی کے آخری چہارم حصہ تک جاپان والے حد درجہ محیط الخیال تھے، دراصل یہ لوگ ہندوستانیوں سے بھی زیادہ محدود خیال در رسم ورواج کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، اس محدود خیالی کا ایک ادنیٰ نمونہ یہ تھا کہ جاپان میں غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ ان کے خیالات میں یکایک ایک برقی تغیر پیدا ہوا۔ چند جاپانیوں نے بکمال اسرار مغرب کے چند معروف ترین مقامات کی سیر کی، ان لوگوں نے اپنے زمانہ قیام میں ان ممالک ومقامات کی دستکاریوں، زراعتی پیداواروں اور کارخانوں وغیرہ کے علاوہ وہاں کے تہذیب وتمدن طرز معاشرت اخلاق رہائش وغیرہ پر بھی نہایت متجسسانہ نظر ڈالی۔ وہاں کے

پر اسکول یونیورسٹی سیاسی و تعلیمی مدارس الغرض ہر شئے کو دیکھا بھالا، اور خوب اچھی طرح سمجھنے کے بعد اسمیں سے اپنے ملک میں رائج و جاری کرنے کی ترکیبیں سوچیں اور ضروری مسئلے طے کئے اور اپنے ملک کو واپس آنے پر مغربی خیالات کے حامی تھے، انہوں نے ملک کے اخلاقی و معاشرتی تمدن میں ایک حیرت انگیز فرق اور انقلاب پیدا کر دیا۔ انہوں نے قومی ترقی کی ایک نہایت وسیع تدبیر سوچی اور اس انقلاب کو اس قلیل عرصہ کا خیال کرتے ہوئے جس میں کہ وہ ظہور میں آیا ہے، ایک نہایت ہی شاندار کامیابی کہی جا سکتی ہے۔ نو وارد مسائل و معاملہ کا لحاظ رکھتے ہوئے خیالات سیاسی و اخلاقی میں ایک خاصے تغیر کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہ بھی نہایت کامیابی کے ساتھ وقوع پذیر ہوئے، اب جاپان دنیا کے ممالک میں سے ایک بہترین ملک بنگیا ہے، جاپان کے بعد اسی زمرہ میں ترکی اور ایران بھی آتے ہیں، حالانکہ ان ممالک نے اس قدر ترقی نہیں کی مصطفےٰ کمال پاشا کی پیشوائی میں ٹرکی کی اخلاقی تمدنی و مذہبی خیالات بھی محض ۱۶ سال کے اندر تبدیل ہو گئے ہیں، تعلیم یافتہ باشندگان ٹرکی اور ان کی مغربی تربیت یافتہ اولاد مغربی خیالات سے اپنے کو آشنا بنا رہے ہیں، اور ترکوں کی زندگی کو اسی ڈھانچہ پر لانے کی سعی بلیغ کر رہے ہیں۔ عورتوں کو کمال درجہ کی آزادی دی گئی ہے، اور انکی تعلیم مغربی طریقہ سے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہی ہے، اور ان میں زمانہ کے لحاظ اور مغربی نقطہ نظر سے تربیت حاصل کرنے کی امنگ پیدا کیجا رہی ہے۔ نصاب تعلیم میں ناچنے اور اسٹیج پر ایکٹ کرنے کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے، اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تھوڑے سے ابتدائی نقصان و تکلیف کے بعد بہترین تجربہ اور لیاقت حاصل ہو گئی ہے، وہاں کے لیے پردہ ایک ایسا لفظ ہو گیا جس کے اب لغت میں شامل رہنے کی ضرورت نہیں رہی وہاں ہر عورت کو یہ مجاز حاصل ہے کہ وہ جمہوریت کی ممبر بنکے اس کی کارپردازیوں میں نہایت اطمینان کے ساتھ حصہ لے اور نہایت ہی آزادی کے ساتھ اظہار خیال کر سکے، وہاں عورتیں فن جہاز رانی میں باقاعدہ تعلیم پاتی ہیں، اس شعبہ میں اتنی نمایاں ترقی کسی اور ملک میں نہیں پائی جاتی۔ وہاں کے حالات برابر اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں۔ اور وہاں کی خواتین کی ترقی سے ہر فرد و لبشر فی زمانہ واقف ہے۔ ٹرکی میں سیاسی اور مذہبی پیشوائیت ایک ہی کے ہاتھ میں ہوا کرتی تھی اور اسوجہ سے ہمیشہ ایک ہیجان رہا کرتا تھا۔ اور خلیفہ ہی ان دونوں کا پیشوا ہوا کرتا تھا۔ مصطفےٰ کمال کی اعلیٰ دماغی نے اس مشکل مسئلہ کو طے کر دیا۔ اور حکومت سیاسی کو مذہبی پیشوائیت سے علیحدہ کر دیا۔ اس سے زیادہ ٹرکی جیسا چھوٹا سا ملک اتنے قلیل عرصہ میں اور کیا کیا ترقیاں کر سکتا تھا، البتہ تجارت میں ٹرکی کوئی ایسی نمایاں ترقی اس وجہ سے نہیں کر سکا کہ اس کی مالی حالت نہایت خطرناک ہو رہی تھی،

ٹرکی نے جو پیش قدمی ترقی کے میدان میں کی اسے افغانستان اور ایران نے بسر و چشم قبول کیا، یہ ممالک بھی مغربی ممالک کے ان تمام معاملات ترقی میں ہم پایہ ہونے کی سرگرم کوششیں کر رہے ہیں۔ امان اللہ خاں کا سفر

یورپ محض اسی غرض سے تھا کہ وہاں کے حالات کو دیکھیں اور افغانستان واپس آکر اپنے چاہل کے عادات و معاملات کو اسی ڈھانچہ پر لے آویں، چنانچہ ملکہ ثریا اور امان اللہ خاں نے ایسا ہی کیا۔ مگر ذرا سی چوک یہ ہو گئی کہ عجلت کر گئے، ان کی سزا ان کو افسوس ہے کہ ضرورت سے زیادہ مل گئی، ان لوگوں نے تبدیلی وضع کے مسئلہ کو اتنی زیادہ اہمیت دے دی کہ ان پڑھ غیر تعلیم یافتہ افغانی جاہلوں کے دماغ میں یہ بات نہیں سمائی اور انہوں نے بیجا شورش اور فساد شروع کر دیا، ان تمام واقعات سے قریب قریب ہر ایک تعلیم یافتہ ہندوستانی ضرور واقف ہے۔ مگر ہمدرد وطن و حامی قوم و ملت جنرل نادر خاں نے تخت نشینی پر اپنی اصول کی تائید کی اور لائق تحسین ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ دس سال میں افغانستان بھی یورپ کے اور اصلاح یافتہ ممالک میں گنے جانے لگے گا۔

اب اگر ہم ایک نظر اپنے ہندوستان پر بھی ڈالیں اور یہاں کی حالت کو دیکھیں تو مقابلۃً یہ اندازہ کر سکیں گے کہ اس نے اسی عرصہ میں ترقی کی ہے یا اور پیچھے ہٹ گیا ہے۔ یہاں انقلابی واقعات زیادہ تر سیاسی حلقہ میں نمایاں ہیں، اس سے کوئی فرد بشر منکر نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان فی الحال ایک نہایت ہی خطرناک سیاسی مصیبت میں مبتلا ہے، ہر فرد بشر میں آزادی کی روح پھونک گئی ہے اور ہر ایک سوراج حاصل کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں ہے، ہندوستانیوں کا خیال ہے کہ سوراج کے حاصل کرنے میں متعدد سیاسی مشکلات سد راہ ہیں، لہذا انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کے رفع کرنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ سے قطع تعلق کرنا بہترین علاج ہے، مگر ہندوستانی لیڈروں کے باوجود اس قدر اعلیٰ دماغ ہونے کے یہ افسوس کی بات ہے کہ سب کی نظر محض سیاسی مسئلہ پر پڑتی ہے وہ معاشرتی نقائص، تمدنی عیوب و اخلاقی بے عنوانیوں کو رفع و دور کرنے کی طرف کبھی توجہ نہیں کرتے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہندوستان کی کمزوریاں ایسی ہیں کہ جن کے دور کرنے میں نہایت شدید ترین عزم و ارادہ کے علاوہ سخت مخالفت کا سامنا کرنے پر تیار رہنا چاہیئے۔ باوجود اس علم کے ہم ذرہ بھر بھی کوشش نہیں کرتے محض معدودے چند افراد ایسے ہیں جو اس قسم کے اصلاح کے حامی و ساعی ہیں اور بہت سے اصحاب ایسے ہیں جن میں خواندہ لیڈر بننے کی لیاقت صلاحیت اور استعداد ہو یا نہ ہو، وہ پیشوائیت کا سلیقہ رکھتے ہوں یا نہیں صرف برساتی کیڑوں کی طرح سے بقول اکبر کے پلیڈر سے لیڈر بنتے چلے جا رہے ہیں۔ جو ملک ایسے خواب غفلت میں پڑا ہوا ور صحیح پہلو کو چھوڑ کر غلط راستہ پر چل رہا ہو اس کی ترقی کی کیا امید ہو سکتی ہے وہ کب اس کی توقع رکھ سکتا ہے کہ اور اصلاح یافتہ ممالک اسے اپنوں میں سے شمار کریں۔ یہاں کے رسم و رواج کی پابندیوں نے اور جکڑ بند کر رکھا ہے۔ بہت سے تعلیم یافتہ طبقہ کے افراد ایسے بھی ہیں کہ جو باوجود اپنے تعلیم و تربیت کے اپنے آبائی و اجدادی رسم و رواج کے نہایت سختی سے ساتھ پابند ہیں، اور

ان سے احتراز کرنے والوں کے یہ لوگ بری طرح مخالف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہربلاس سارداصاحب نے جب اسمبلی میں کم عمر لڑکیوں کی شادی کے خلاف ایک بل پیش کیا تو بہت سے ایسے اصحاب انہی کے ہم عصروں میں سے تھے جنہوں نے محض اس خیال سے کہ رسومات ورواج شکنی ہو رہی ہے، شدید مخالفت کی اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسے تنگ محدود خیال اور پست ہمت لوگ کہیں اور کبھی سیاسی دائرہ میں کامیاب ہونے کی امید کر سکتے ہیں، ہندوستان میں بہت سے ایسے نقائص باقی ہیں جن کے دور و رفع کرنے کے لئے یکجہتی کے ساتھ متفقہ کوشش ہونی چاہئے، اگر ہندوستان میں کچھ بھی ترقی کی ہے تو بس ہندوؤں نے کی ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں کی آنکھیں ابھی بند ہیں اس وجہ سے یہ لوگ قعر مذلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بالخصوص مسلمانوں میں اہم ترین نقص تو عورتوں کی ترقی کا مسئلہ ہے۔

ہندوستان کے بہت سے خود پسند محدود الخیال تنگ دل لوگوں نے انہیں بھی ایک شدر (پنج) قوم بنا رکھا ہے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ پردہ کی ہندوستان میں بالخصوص مسلمانوں میں نہایت ہی سختی کے ساتھ پابندی کیجاتی ہے۔ اسی سششماہی کے عصمت میں جناب امام اکبر آبادی نے اپنے مضمون "تعلیم نسواں کے مذہبی رخ" میں نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ مسلمانوں کے یہاں کے اس رسم قبیحہ پر تبصرہ فرمایا ہے، میں بھی ان کے ساتھ متفق الرائے ہوں، ہندو عورتوں نے اس رسم سے پیچھا چھوڑا کر میدان عمل میں قدم رکھ دیا، اور نہایت سرعت و تیزی کے ساتھ مسلمان عورتوں پر ہی نہیں بلکہ مردوں پر فوقیت حاصل کر رہی ہیں، ہندو عورتوں نے اپنے مردوں کا ساتھ دیکر انکے پلے کو مسلمانوں سے مقابلۃً زیادہ وزنی بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے عروج و ترقی کا ستارہ چمک اٹھا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مسلمان ان سے پیچھے رہیں۔ اور اپنے ذلت و خواری سے رہائی پانے کی کوشش نہ کریں؟ کیا اب مسلمانوں کے دلوں میں ولولے امنگیں اور ترقی حاصل کرنے کی تمنا باقی نہیں رہ گئی ہے؟ کیا ان کے دل مردہ اور قلوب بے حس ہو گئے ہیں۔ ہرگز نہیں یہ تمام نقائص محض ان کے معاملات میں ان کی عورتوں کے حصہ نہ لینے کی وجہ سے ہیں محض پردہ کی اتنی سختی اور غلط اصول کے پابندی کی وجہ سے یہ لوگ ہندوؤں سے چار آنکھیں نہیں کر سکتے، ورنہ یہ مسلمان ہندوؤں سے بھلا سوا مالی حالت کے کسی اور چیز میں کم ہو سکتے ہیں۔ یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ تمام ہم عصر ممالک بالخصوص اسلامی ممالک میں عورتوں کو اتنی آزادیاں حاصل ہیں اور ہندوستان کی مسلمان عورتیں محض گھر کی لونڈی کی طرح جس کو فرائض خانہ داری اور بچہ کشی کے مشین کی طرح چلتے رہنے کے سوا اور کسی معاملہ میں چون و چرا کرنیکا حق نہیں رکھتیں۔ اور ممالک میں عورتوں کو مردوں کا ہم پلہ قرار دیکر انہیں اس کا موقع دیا گیا ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں آکر اپنی لیاقت و جوہر خواہ وہ سیاسی ہو یا تمدنی، اخلاقی ہو یا معاشرتی، دکھلا سکیں، یہ ایک مسلمہ

مر ہے کہ کسی ملک کو بھی جس نے اپنے یہاں کی مستورات کو آزادی دی ہو اپنی حرکت پر نادم و نالاں ہونے کا موقعہ شاید ہی ملا ہو، بلکہ اکثر اس کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عورتوں نے مردوں سے زیادہ اچھی طرح کسی اہم مسئلہ کو حل و طے کرنے میں سرگرمی و لیاقت سے کام لیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کی مسلمان عورتیں اس آزادانہ ہوا سے محروم رکھی جاویں، مسلمانوں پر بھی ہندوستان میں رہنے کی وجہ سے ہندوؤں کے رسومات کا اثر پڑتا ہے۔ اور مسلمان عورتیں چاردیواری کے اندر بند ہوکر اپنی تمام عمر نہایت شکستہ حالت صحت اور لیاقت میں گذار دیتی ہیں اور اف تک نہیں کرتیں۔

جناب امام، اکبر آبادی نے واضح طور سے بیان کر دیا ہے کہ پردہ کی اتنی سخت پابندی نہ تو آئین شرع میں کہیں پائی جاتی ہے اور نہ گذشتہ تاریخ عرب اور اسلام میں کہیں اس کا پتہ ملتا ہے یہاں کی چاردیواری میں محصور مستورات اپنے مردوں کے ظالمانہ خیالات و خودپسندی کا کامل ثبوت زبان حال سے دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ یہ رسم محض اس زمانہ سے شروع ہوئی ہے، جبکہ ہندوستان کے سلاطین سلف ان کے وزراء و امراء نے غیر قوموں کی عورتوں کو اپنے یہاں لانے کے بعد انہیں رعایا اور پبلک کی نظر سے اخفا رکھنے کے لئے چاردیواری کے اندر نظربند ہی نہیں بلکہ مقید رکھا کرتے تھے، اب مسلمانان ہند نے اسے ایک مایۂ فخر اصول بنا کر مذہبی اہمیت بخش رکھا ہے۔ کیا خوب انصاف ہے۔ اس مضمون کے خیال سے یہ مسئلہ ایک نہایت ہی طویل ہے اور اسکی گنجایش نہیں ہے کہ پورے طریقہ سے اسپر تبصرہ کیا جائے مگر صرف ہندوستان کو اور مشرقی ملکوں کے ساتھ دیکھنے کے لئے اس اہم ترین مسئلہ پر اتنے سے اظہار کو کافی سمجھنا بیجا نہ ہوگا،

ہندوستان میں سوائے مسلمانوں کے اور جملہ اقوام میں چھوت چھات اور ذات پات کے جھگڑے باپ دادوں کے کئے ہوئے رسوم و رواج کی بلا اس خیال کے کہ وہ ان کے لئے سودمند ہیں یا نہیں پابندی کرتے ہیں، منجملہ اور عیوب کے ایک یہ بھی ہے کہ جس کے دور کئے بغیر ہندوستان کے دل میں سیاسی آزادی کی تمنا کا پیدا ہونا ایک بے سود اور لاحاصل بات ہے، ہندوستان میں تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ اور یہ واقعی بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب ابتدائی تعلیم کا چرچا ہندوستان میں زور شور سے ہو رہا ہے اور چند صوبوں میں جبریہ تعلیم دی جانے لگی ہے۔ الغرض ہندوستانیوں کی اور اقوام سے اس قدر پس پا رہنے کی وجہ محض غالب کے الفاظ میں سرگشتۂ خمار رسوم و قیود ہے۔ تعلیم کی کمی وغیرہ تو اور ہر جگہ پوری ہو ہی جاتی ہے۔ مگر یہ رسومات کی پابندی ایسی شے ہے کہ جس سے چھٹکارا انسان کو ہندوستان میں آسان نہیں ہے۔ اور چند موٹے الفاظ میں عین فساد کی بنیاد یہی ہے۔ اگر ہندوستانیوں کو اس سے خلاصی مل گئی تو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بہترین کامیابی اور ترقی کا سہرا انہی کے سر ہوگا۔ انہی ذات

پاٹ کے جھگڑوں اور فرقہ بندیوں کی وجہ سے کبھی ہندوستان کو امن وامان نصیب نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے اور ملک کے لوگوں کو ان کے یہاں عدم نفاق کی وجہ سے غیر معمولی قوت وطاقت حاصل ہے۔ ایں کوئی شک نہیں ہے کہ فی الحال چین جیسے ملک میں بھی خانہ جنگیاں ہو رہی ہیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ ہر شے کے حاصل کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ایثار و قربانی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس ملک کے معاملہ میں اندرونی امن چین کا ایثار کیا۔ لیکن اب تمام معاملات تقریباً سلجھ گئے ہیں اور وہ بھی چند سالوں میں اپنے ہمسایہ جاپان سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے گا۔ اور بہت جلد چین مشرق کی آزاد اصلاح یافتہ و جلا گرفتہ جمہوریتوں میں سے ایک ہو جائیگا۔

ان تمام واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مشرق اور اس کے باشندوں میں ایک ایسی روح پھونک گئی ہے جس سے مشرق بھی اسی پایہ ترقی اور عروج پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے جس پر آج کل مغرب نازاں ہے۔ اس کے حصول کے لئے اب زیادہ عرصہ کی ضرورت نہیں رہی۔ صرف دس سال اور کافی ہوں گے۔ تب اس پرانی مثال کو جسکا تذکرہ ہو چکا ہے بھول جانا پڑے گا۔ چونکہ مشرق و مغرب ایک ہی ڈورے میں گتھ جائیں گے۔ اور تفریقی نکتہ کچھ بھی نہیں رہجاوے گا۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوے کہ مشرق بھی عنقریب غلط مذہبی روحانیت سے دست بردار ہو کر مغربی مادیت کی طرف رجوع ہو جائے گا۔ اور مشرق والے تب نہایت شکریہ کے ساتھ اپنے دئے ہوئے قرضہ کو مغرب والوں سے واپس لے لیں گے۔ چونکہ برخلاف ابتدا کے اب کی مرتبہ مشرق کا تادیب مغرب ہوا ہے۔

راقم۔ زڈ۔ اے۔ حسن علیگڈھ

تمہارے ایمان پر شرک کی بجلیاں گر رہی ہیں؟

موسم گرما کے پھول

حسب وعدہ عصمتی بہنوں کی خدمت میں موسم گرما کے سات خوبصورت پھولوں کی فن کاشت کی قیمتی معلومات پیش نظر ہیں، ان پھولوں کی کیاریاں سایہ میں نہیں بنانی چاہئیں ہفتہ وار کھاد کا اور دو وقت پانی کا خاص خیال رکھنا چاہیے

(۱) **عقیق البحر** - یہ پھول تین رنگ کے ہوتے ہیں۔ سرخ، زرد، اور گیندئی۔ سرخ رنگ کے پھول سب سے زیادہ دیدہ زیب معلوم ہوتے ہیں، گلدانوں میں یہ پھول سجائے جائیں تو خوب بہار دیتے ہیں "عقیق البحر کا پودا بہت جلد بڑھ جاتا ہے عموماً تین فٹ سے زیادہ بلند ہوتا ہے پتے خوب بڑے اور چوڑے ہوتے ہیں" اس کی کاشت جولائی سے اوائل ستمبر تک ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے بیجوں کا بیرونی چھلکا سخت ہوتا ہے اسلئے بونے سے پیشتر انہیں چوبیس گھنٹے تک پانی میں بھگو دینا چاہیئے "عقیق البحر" کی پنیری زمین پر لگائی جاتی ہے۔جب پودے کچھ بڑے ہوجائیں تو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لگا دئے جائیں۔ انگریزی میں اس پودے کا نام "کینا" ہے۔

(۲) **عشق پیچاں** اس کی پنیری نہیں لگائی جاتی۔ اور نہ ہی اسے گملوں میں بوتے ہیں بلکہ جس دیوار یا دریچہ پر یہ بیل چڑہانی ہو۔ وہیں کیاری بنا کر بو دیں "عشق پیچاں" کے پھول سرخ سفید اور نیلے رنگ کے ہوتے ہیں ان کی شکل بالکل گراموفون کے بگل کی مانند ہوتی ہے۔ یہ بیل بھی ریلوے بیل کی طرح بہت جلد بڑھتی ہے۔ سبز سبز پتیوں میں سرخ، سفید نیلے پھول عجب بہار دکھاتے ہیں "عشق پیچاں" کے بونے کا موسم جون، جولائی اور اگست ہے، اسے انگریزی میں "آئی پومیا" کہتے ہیں۔

(۳) **گل ہزارہ** - یہ گل ہزارہ" کے نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس پھول کی ننھی ننھی پتیاں ہزاروں کی تعداد میں ہوتی ہیں، جو نہایت عمدگی سے گندہی ہوتی ہے اسکی پنیری زمین میں لگائی جاتی ہے، جب پودے چار پانچ انچ بلند ہوجاتے ہیں تو پھر انہیں اکھیڑ کر کیاریوں میں لگا دیتے ہیں۔ یوں تو اس کی کاشت سال بھر ہو سکتی ہے لیکن جون جولائی اور اگست میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا دوسرا نام "گیندا" ہے ہندو ان پھولوں کو اسی قدر مقدس خیال کرتے ہیں، جیسے مسلمان گلاب کو، اس کی پتیوں میں سے جو رس نکلتا ہے وہ کئی بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ اس کی بو کسی قدر تیز ہوتی ہے، جو نازک مزاجوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔
انگریزی میں گل ہزارہ "میری گولڈ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(۴) **گل مہندی** " اس کے کئی مختلف رنگوں کے پھول ہوتے ہیں جن میں سے اودا، سفید اور گلابی رنگ بہت عام ہے۔ اکثر اکہری پتیوں والے پھول نظر آتے ہیں۔ دوہری پتیوں والے پھول شاذونادر ہی دیکھنے میں

آتے ہیں۔ گو وہ زیادہ خوبصورت معلوم دیتے ہیں۔ اس کی کاشت بذریعہ پنیری جون جولائی اور اگست میں کیجاتی ہے، جب پودے تین چار انچ کے ہو جاتے ہیں تو گملوں اور کیاریوں میں لگا دئے جاتے ہیں۔ "گل مہندی" سے بھری ہوئی کیاری بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ اسکے پھولوں کی خوشبو بہت ہی نفیس ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں "بالسم" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے،

(۵) کوکس کومب" ان پھولوں کا ہندوستانی نام "مرغ کیش" ہے۔ کیونکہ یہ بعینہ مرغ کی کلغی کی مانند ہوتے ہیں۔ انہیں "مخملی پھولوں" کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں، دور سے یہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے کہ مخمل کے بناوٹی پھول پودوں کے سروں پر دھرے ہوں، اس کے پھول زرد اور سرخ دو رنگ کے ہوتے ہیں لیکن سُرخ رنگ کے پھول زیادہ پسند کئے جاتے ہیں اس کے پھولوں کی ڈنڈیوں کو اگر سروں سے تھوڑا تھوڑا دیا سلائی سے جلا دیا جائے تو ہفتوں تک ترو تازہ رہتے ہیں، ان کی کاشت جون سے اگست تک ہو سکتی ہے۔ اس کی پنیری لگائی جاتی ہے۔ یہ پودے گملوں میں بھی لگائے جا سکتے ہیں،

(۶) گل داودی" یہ پھول خوبصورتی میں سب پھولوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کے پھول بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ انگلستان میں گل داودی کی کاشت میں نمایاں حصہ لیا جاتا ہے۔ ہر سال پھولوں کی نمائش میں قسم قسم کے نفیس گل داودی نظر آتے ہیں۔ اس کی پنیری لگائی جاتی ہے اور بعد ازاں گملوں میں لگایا جاتا ہے۔ اکتوبر نومبر میں یہ پھول خوب پھلتے پھولتے ہیں۔ باغیچوں کی رونق دوبالا کرتے ہیں،

(۷) پورٹولاکا" یہ انگریزی پھولوں کا پودا ہے۔ مجھے ان کا صحیح اردو نام معلوم نہیں۔ لیکن یہ پھول طلوع آفتاب پر کھلتے ہیں۔ لہذا گل آفتاب نہایت ہی موزوں نام ہے۔ اسکے پھول سرخ زرد اور گیندئی رنگ کے ہوتے ہیں۔ کٹورا سے پھول نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا پودا زمین سے چند انچ اونچا ہوتا ہے۔ اور خوب پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ بیسیوں کی تعداد میں ایک ایک پودے کے پھول لگتے ہیں۔ "پورٹولاکا" کے پھول ہمیشہ طلوع آفتاب کے ساتھ کھلتے ہیں اور غروب آفتاب کے ساتھ کلیوں کی شکل میں تبدیل ہو کر بند ہو جاتے ہیں بیج بونے کا موسم جون سے نومبر تک ہے۔ اس کی عموماً پنیری لگائی جاتی ہے۔ اس کے بیج بہت باریک ہوتے ہیں۔ اس لئے بیجوں میں بالو ریت ملا کر کیاری میں چھڑکنے چاہئیں۔ تاکہ پودے کچھ فاصلہ پر اگیں۔

سرور جہاں رعنا

جامع مسجد دہلی میں الوداع کی نماز

مجھے شوق تھا کہ الوداع کے موقع پر جامع مسجد دہلی میں نماز ادا کروں مجھ سے یہ کہا گیا کہ شریف عورتیں وہاں نہیں جاتیں، میں نے جواب دیا کہ مجھے رذیل بننا منظور ہے لیکن میں جامع مسجد ضرور جاؤں گی، میری ضد نے رواج کے خیال پر فتح پائی اور میں جامع مسجد گئی، میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا مجمع مسلمانوں کا کبھی نہیں دیکھا تھا جس کا محض نظارہ روح کو ایسی خوشی پہنچا رہا تھا کہ اس کو الفاظ میں بیان کرنا محال ہے۔ دہلی کی رہنے والیوں کے لئے ممکن ہے کہ اس نظارہ میں کوئی خاص بات نہ ہو لیکن باہر والوں کے لئے جامع مسجد اور اس کی نماز ایک عجیب و غریب چیز ہے۔

میں بہت پہلے سے پہونچ گئی تھی، صدر دروازہ سے باہر اور اندر کا حصہ اور اس سے ملا ہوا دالان عورتوں کے لئے مخصوص تھے۔ شہری عورتیں اندرونی حصے میں تھیں اور دیہات والی باہر کے حصہ میں۔ میں نے باہر کا حصہ اپنے لئے منتخب کیا تھا، خیال یہ تھا کہ وہاں سے باہر کا سارا مجمع جو بعد کو قلعہ کے میدان تک پہونچ گیا نظر آسکے گا، باہر کے مجمع میں بہت سی عورتیں برقع پوش نہیں تھیں، ان عورتوں میں زیادہ تر مسلمان راجپوت، مسلمان تگا اور مسلمان جاٹ تھیں، کچھ سقنیں، تیلنیں۔ درزنیں وغیرہ بھی تھیں، ان میں شاید بمشکل ایک فیصدی پڑھی لکھی ہوں گی، سر سے پیر تک بے ڈھنگے اور میلے زیورات سے لدی ہوئیں تھیں، ایک بچہ جو دہلی کے قریب کے ایک گاؤں کے خوشحال زمیندار کا تھا، نقلی ریشم کا کرتہ پہنے تھا، لیکن اتفاق سے کرتا بھیگ جانے کی وجہ سے اس کی ماں نے اُسے اتار دیا۔ نیچے وہ ایسی میلی اور گندی مرزئی پہنے تھا کہ جس کے دیکھنے سے طبیعت کو کراہیت ہوتی تھی، جن عورتوں سے مجھے بات چیت کا موقع ہوا، ان میں سے بہت سی ایسی تھیں جو وضو کرنا یا نماز پڑھنی نہ جانتی تھیں نماز کے وقت گو زیادہ تر ایسی تھیں جو جماعت میں کھڑی تھیں لیکن بہتیری نماز کے درمیان میں آپس میں بات چیت کر رہی تھیں، صف کا سیدھا کرنا یا ٹھیک قبلہ رُخ کھڑا ہونا، یا فرض سے قبل کی سنتیں پڑھنا یہ اور اسی طرح کی دوسری باتیں یا تو ان عورتوں کو معلوم نہ تھیں یا اس طرف توجہ کرنا انہوں نے ضروری نہیں خیال کیا۔ ایک والنیٹر مجمع کے باہر کھڑا صفیں برابر کرنے کی ہدایت کر رہا تھا، لیکن کسی نے اُس کے کہنے پر توجہ نہ کی، میں بہت وقت سے ان کی بولی سمجھتی رہی۔ اور یہی وقت ان کو بھی غالباً میری بات چیت سمجھنے میں ہوئی ہوگی، کیونکہ میں نے محسوس کیا کہ جب میں کسی سے کچھ کہتی قریب کی عورتیں منہ پھیر کر ہنسنے لگتیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ شہر دہلی اور دہلی کے دیہات کی زبان میں اتنا فرق ہے۔ اور میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ مذہب سے واقفیت

کہ ان میں بے حد کمی تھی، صفائی کی طرف بھی توجہ ان لوگوں کی بہت کم تھی، تعلیم تو نام کو نہ تھی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عورتوں میں تعلیم اور تعلیم کی کتنی سخت ضرورت ہے۔ اگر شہری خواتین ان عورتوں سے الگ ڈیرے جمانے کا دستور ترک کر دیں اور ان میں شامل ہو کر نماز ادا کرنا شروع کر دیں تو ممکن ہے کہ الوداع سے یہ عورتیں کچھ سیکھ کر واپس ہوا کریں۔ پڑھی لکھی عورتوں نے شاید اس طرف کم خیال کیا ہوگا۔ ان کا فرض محض تعلیم حاصل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم دینا بھی ہے، مرد عورتوں کی ضروریات اور ان کی کمزوریوں کو اتنا نہیں سمجھ سکتے ہیں جتنا عورتیں خود اس کا اندازہ کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مردوں کے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے، میں عرصہ سے محسوس کر رہی تھی کہ اس بات کی طرف پڑھی لکھی خواتین کو متوجہ کروں۔ جامع مسجد جا کر میرے اس خیال کو بہت تقویت ہوئی۔ اگر لکھی پڑھی خواتین اس طرف متوجہ ہوں تو وہ بہت آسانی کے ساتھ اپنے گھر کی روزانہ آنے والی غریب عورتوں میں ان باتوں کا خیال پیدا کر سکتی ہیں، ان کی کمسن لڑکیوں کو پڑھا سکتی ہیں۔ ان کو صفائی اور صحت درست رکھنے کے قاعدے بتلا سکتی ہیں، ان کو نماز، روزہ اور ایسی دوسری موٹی موٹی مذہبی باتیں بتلا سکتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ عصمتی بہنیں اس طرف توجہ کرینگی۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ دیکھیں گی کہ بیکار رہنے سے یہ باتیں کتنی اچھی ہیں۔

مسز یوسف الزماں (لکھنؤ)

شادی میں رکاوٹ

ایک ڈرامہ

افتخار حسین	شہر کے رئیس	رضیہ	ان کی بیوی۔
خالدہ	تعلیم یافتہ حسین لڑکی	محمود بی اے	خالدہ کا منگیتر
صفیہ	محمود کی والدہ	نصیبن	ایک تفرقہ پرداز عورت

پہلا منظر (لڑکی والے)

(ایک آراستہ کمرے میں ماں بیٹی سلائی کے کام میں مشغول ہیں کہ نصیبن کو آتا دیکھکر خالدہ بغلی دروازہ سے باہر چلی جاتی ہے، رضیہ آگے سے کپڑے اٹھا کر پیچھے رکھ دیتی ہے)

رضیہ = آؤ بوا نصیبن آج کیسے آنا ہوگیا، تم تو عید کا چاند بن گئیں!

نصیبن: کیا کروں بیٹی فرصت ہی نہیں ملتی دل تو ملنے کیلئے بہتیرا پھڑکتا ہے۔ آخر اسی گھر میں پرورش پائی، بھلا آپ لوگوں کو بھول سکتی ہوں۔ ہاں بیگم میں نے سنا ہے کہ خالدہ بیگم کی نسبت قرار پائی ہے، اللہ جانتا ہے سنکر بیحد خوشی ہوئی، مبارک ہو، اللہ رکھے کہاں بات چیت ٹھیری ہے؟

رضیہ = خدا انجام بخیر کرے، اے بی کیا تمکو معلوم نہیں کہ جو مجھ سے پوچھتی ہو کہ کہاں نسبت ٹھیری ہے؟

نصیبن = (ہونٹ کو دانت میں لیتے ہوئے) اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں اگر خبر ہوتی تو پوچھتی کیوں!

رضیہ = پرے محلے میں جو ڈپٹی ذاکر حسین رہتے ہیں نا، اُنکے بڑے لڑکے محمود کے ساتھ بات ٹھیری ہے تمہارا لڑکا تو وہاں نوکر ہے، تم ان کے گھر ضرور گئی ہوگی، ان کی گھر کی عورتیں کیسی ہیں؟

نصیبن = ہاں ان لوگوں سے میں اچھی طرح واقف ہوں، بس چاند کو گرہن لگ گیا۔

رضیہ - (گھبرا کر) اے صاف صاف کہو کیا بات ہے

نصیبن = نا بیوی میں تو کچھ نہیں کہتی، آپ ناحق میں مجھے بدنام کردینگی۔ ڈپٹی کی بیوی ایسی بدزبان گلہ دراز عورت ہے کہ میری سات پشتوں کو کوس ڈالے گی،

رضیہ = استغفر اللہ اس قدر بدگمانی میں سچ کہتی ہوں کسی سے نہ کہوں گی، تم بلا دھڑک سب بات کہدو،

نصیبن = اے بیگم ایسی بدمزاج اور غصیلی عورت میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ ہر وقت فرعون بے سامان بنی رہتی ہے، بس ویسے ہی غصیلے بچے بھی ہیں۔ طعنے تشنیع کے مارے بچی کو خون کے آنسو رلوائینگی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ لڑکا ہی ٹھیک نہیں۔ مرگی کے دورے اسکو پڑتے ہیں۔ خونی بواسیر کا مرض بھی پچھلے سال سے ہوگیا ہے

اللہ میری تو یہ سنا ہے کہ صحبت اچھی نہ ہونے کی وجہ سے شراب پینے کی عادت بھی پڑ گئی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ اتفاقیہ میں ان کے ہاں چلی گئی تو کسی نے اندر جانے نہ دیا۔ بعد میں لڑکے کی زبانی معلوم ہوا کہ اسوقت پھر گی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔

رضیہ :- (افسردگی میں) میں نے تو سنا تھا کہ لڑکا بڑا اچھا اور خوش اطوار ہے۔

نصیبن - اے بیوی اپنی چھاچھ کو کون کھٹا کہتا ہے؟ ماں تو بیٹے کی از حد تعریفیں کرتی ہے۔ لو بس میں اب جاتی ہوں، خدا کے لئے یہ بات اپنے تک ہی رکھنا۔

رضیہ :- توبہ کرو بھلا یہ بات کسی سے کہنے کی ہے

نصیبن :- اللہ بیلی کہتی ہوئی چلی جاتی ہے اتنے میں دوسرے دروازے سے افتخار حسین داخل ہوتے ہیں

افتخار حسین (بیوی کا اترا ہوا چہرہ دیکھکر) کیوں بیگم خیر تو ہے۔ افسردہ کیوں ہو۔

رضیہ :- (بھرائی ہوئی آواز سے) واہ اچھی جگہ میری بچی کو دینے لگے تھے، کیا بھاری ہے جو لخت جگر ایسوں کو سونپ دوں، مٹی کا برتن بھی لیتے ہیں تو دیکھ بھا لکر، یہ بات تو زندگی بھر کی ہے جتنی چھان بین کیجائے کم ہے لیکن آپ نے تو کھیل سمجھ لیا

افتخار :- بیگم پہلے بات تو کہو بعد میں نصیحتیں کرنا۔

(رضیہ سب باتیں کہہ دیتی ہے۔)

افتخار- گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میرا جہاں تک خیال ہے۔ یہ سب بات جھوٹ ہے، بہر حال مزید اطمینان کے لئے میں خود بھی جاؤنگا۔ اور کسی اور کو بھی بھیجونگا اگر خدانخواستہ یہ بات سچ ہوئی تو نسبت چھوڑ دینگے تم فکر نہ کرو،

دوسرا منظر (لڑکے والے)

(صفیہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی، سہ پہر کا وقت، صحن میں چھڑکاؤ کے بعد کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ پاس ہی ایک چارپائی پڑی ہے، صفیہ پھل تراش رہی ہیں اتنے میں نصیبن وارد ہوتی ہے)

صفیہ- (مسکراتے ہوئے) واہ نصیبن اچھا تمہارا وعدہ ہے۔ کیا کہہ گئی تھیں کہ ابھی آتی ہوں

نصیبن (چارپائی پر بیٹھتے ہوئے) معاف کریں وہاں باتوں باتوں میں اتنی دیر ہو گئی، کہ پھر اس طرف آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور گھر چلی گئی،

صفیہ- اچھا خیر بتاؤ لڑکی کیا کر رہی تھی!

نصیبن میں گئی تو سی رہی تھی مجھے دیکھتے ہی دوسرے کمرے میں چلی گئی، سانولا رنگ ہے چیچک کے چہرے پر داغ ہیں۔

صفیہ (حیران ہوکر) یہ چیچک کب نکلی؟ میں نے جب دیکھا تھا تب تو نہیں نکلی ہوئی تھی،

نصیبن -چیچک تو پہلے سال نکلی تھی جس سے رنگ سانولا ہو گیا۔ میاں محمود سے تو بالکل جوڑ نہیں زمین و آسمان کا فرق ہے،

صفیہ- (مایوسی کے لہجہ میں)، ہمارے متعلق کیسے خیالات ہیں۔؟

نصیبن :-(بجو کی سی آنکھیں مٹکا کر) آپ کی طرف سے بہت اچھے۔ چراغ لیکر ڈھونڈیں جب بھی ایسا بر نہ ملے

وہ تو دعائیں مانگتی ہیں، کہ کل کی ہوتی آج ہی شادی ہوجائے اور لڑکی کچھ بہت پڑھی ہوئی تو ہے نہیں۔ بھلا بیوی پڑھے لکھے میاں کی زندگی جاہل بیوی سے کیسے گذرے گی۔

صفیہ : بے شک اگر دل مل گئے تو گھر محبت و اتفاق سے جنت کا نمونہ بنا رہیگا، ورنہ جیتے جی جہنم ہے والدین کے لئے الگ سوختنی ہے۔

نصیبن ۔ سچ پوچھو تو اسی خیال سے کہہ بھی دیا۔ آج کل کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ چولھا پھونکنا آتا ہے یا نہیں؟ پہلے لڑکے یہی سوال کرتے ہیں کہ کہاں تک پڑھی ہوئی ہے، مجھے میاں محمود سے اپنے بچوں کے مانند محبت ہے، خدا پھولا پھلا رکھے اور چاند سی دلہن ملے

صفیہ ۔ خیر حسن تو ایک عارضی شے ہے البتہ اعلیٰ تعلیم و تربیت کا ہونا خوش قسمتی ہے،

(نصیبن حتی الامکان خالدہ کے برخلاف زہر اگل کر چلی جاتی ہے اور صفیہ مخفی طریقے سے خالدہ کو دیکھنے کی تدبیریں سوچتی ہے)

نوٹ۔ مختلف ذرائع سے لڑکی کی اچھی طرح دیکھ بھال کیجاتی ہے لیکن کوئی بات قابل اعتراض نظر نہ آنے پر تزک و احتشام کے ساتھ شادی سرانجام پاجاتی ہے

تیسرا منظر دولہا والے

شادی کے بعد طرفین اپنی اپنی جگہ دولہا والے حسین تعلیم یافتہ سلیقہ شعار بہو کے ملنے پر خنداں دلہن والے لائق قدردان داماد کے ملنے پر شاداں،

(خالدہ ڈریسنگ روم میں سنگار میز کے سامنے کھڑی دراز زلفیں سنوار رہی ہے اور محمود ڈرائنگ روم میں والدہ کیساتھ گفتگو کر رہے ہیں،)

محمود ۔ اماجان آپنے بڑھیا آفت کی پڑیا نصیبن کے کرتوت، دیکھے کیسی مکار عورت ہے۔

صفیہ ۔ ہاں بیٹا سب دیکھے بھی اور سنے بھی اسی کمبخت نے تو شادی میں رکاوٹ کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی، وہ تو خدا کو یہ رشتہ منظور تھا،

محمود ۔ مجھے تو سب سے زیادہ بیچاری خالدہ کے برخلاف کہنے پر غصہ آتا ہے۔ مکار نے کیسی بے سروپا باتیں کہیں تھیں۔ اب ذرا ملے تو ایسے آڑے ہاتھوں لوں کہ چھٹی کا کھایا یاد آجائے۔

صفیہ = اور سب سے پہلے میں اس کی خاطر کروں بیٹے تو اس دن سے دیکھا ہی نہیں۔

محمود ۔ اس نے منہ دکھانے کی بات ہی نہیں کی، نہ جانے کہاں ڈوب مری۔ خدا جانے ایسا کرنے میں کیا فائدہ ہوتا ہے۔ ناصر کی نسبت بھی تو اسی نے چھٹوائی تھی۔ اس نے خیال کیا ہوگا، یہاں بھی منتر چل جائیگا

صفیہ ؛ بیٹا ذاتی فائدہ تو شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے۔ عام طور پر حسد سے تفرقہ ڈالو دیتے ہیں،

محمود ۔ ایسی حاسد عورتوں کی باتوں پر اعتماد نکرنا چاہئے۔ میرا بس چلے تو گھر میں بھی گھسنے نہ دوں۔

صفیہ = (مسکراکر) چاہئے تو یہی۔

محمود ملازمہ سے کسی دوست کے آنے کی خبر سنکر باہر چلا جاتا ہے دوسرے دروازہ سے خالدہ نفیس ساڑھی زیب تن کئے ہوئے شرماتی لجاتی ہوئی داخل ہوتی ہے۔ **پردہ**

یہ ہے ہم لوگوں کی اخلاقی حالت کا ادنیٰ نمونہ کہ رشتے میں عیب ٹٹولنے کیلئے کس قدر جھوٹ بولا جاتا ہے اور غریب لڑکی پر کیسے بے بنیاد الزام لگائے جاتے ہیں اسکا اندازہ آپ نے اس مضمون سے کرلیا ہوگا۔ یہ ایک سچا چشم دید واقعہ ہے [illegible]

درازیٔ حیات

مسئلہ حیات ایک معمہ ہے جو آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ دنیا نے اجزائے حیات کی ماہیت دریافت کرنے کی کوشش اور فکر کی اور بالآخر خالق مطلق ہی پر توکل کیا۔ بڑی بڑی عقلیں اس مسئلے کی حل کرنے میں قاصر ہیں۔ حتی کہ جن لوگوں کے دماغ انواع واقسام کی تجارت، ورمشاہدات سے مالا مال تھے وہ بھی اس بھید کو نہ دریافت کر سکے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ زندگی کی قدرتی میعاد کیا ہے؟ توریت میں ایک مقام پر وارد ہے "پھر ان کے دن سو برس کے ہوں گے"، زبور میں وارد ہے "ہماری زندگی کا زمانہ تین کوڑی اور دس برس ہیں، اور اگرچہ اپنی قوت کی وجہ سے ہم اسی برس تک زندہ رہ سکیں تاہم ہماری قوت زائل ہو جاتی ہے اور ہماری روحیں پرواز کر جاتی ہیں"، اور انجیل میں لکھا ہے "انسان کی زندگی کی تعداد تقریباً ایک سو برس ہے"۔

ٹامسن صاحب کی کتاب "حیات انسان" میں ہے کہ اولڈ پار ۱۵۲ برس زندہ رہا۔ اور اس کو اپنی درازی حیات کی یہ سزا ملی کہ انواع وا تام کی دوائیں اس کے نام سے موسوم ہوئیں۔ درازی عمر کی بعض قدیم زمانہ کی مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں سینکڑوں ہزاروں برس کا شمار ہوا ہے، لیکن ان مثالوں کا روایت سے جدا کرنا اس قدر مشکل ہے کہ قدما کی زندگی کی مدت کے بارے میں کوئی صحیح قیاس قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ دقت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس زمانہ میں حال کی طرح حیات و ممات کے درج رجسٹر ہونے کا کوئی دستور نہ تھا، جہاں تک ہم موجودہ ذرائع سے کام لے سکتے ہیں عمر کی اوسط تقریباً سو برس ہے۔ اس بیان سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس اوسط سے ہماری مراد ہر درجے اور ہر حالت کے لوگوں سے ہے، بعض آدمیوں پر زمانے کی گرم وسرد ہواؤں اور زندگی کے مصائب کا دوسروں کی بہ نسبت کم اثر پڑتا ہے۔ معزز گروہ کے لوگ سب سے زیادہ جیتے ہیں، ان کے بعد تجارت پیشہ لوگوں کی باری ہے۔ حیات کی سب سے کم مدت کاریگروں کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدت حیات کی ایک حد مقرر ہے بعض فلاسفروں کا قول ہے کہ حیات کی میعاد کی نشوونما کے زمانے کو زیادہ محنت ومشقت سے نہ روکو، ذی روحوں میں انسان کا رتبہ سب سے اعلیٰ نہیں ہے، اس کے رتبے میں متواتر عروج وزوال ہوتا رہتا ہے۔ یہ کلیہ ہے کہ جس قدر اچھی نشوونما ہوگی اسی قدر وہ زیادہ زندہ رہیں گے، مثلاً ایک طوطا بیس برس جیتا ہے۔ حالانکہ ایک بھیڑ جو اس سے بدرجہا بڑی ہے، صرف دس برس زندہ رہتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جو پھل یا تخم طوطے کھاتے ہیں وہ زیادہ مقوی ہیں۔ اور ان کے ہضم کرنے کے لئے اس گھاس کی بہ نسبت محنت کم درکار ہوتی ہے۔ خراب پکا ہوا کھانا خراب غذا سے بھی بدتر

کم سنی میں جب ہماری قوتیں نشو و نما پر ہوتی ہیں تو ہم اپنے کھانے پینے کا اس قدر خیال نہیں کرتے جس قدر ہم کو کرنا چاہئیے ہوتا ہے ، ایک دوسری چیز جس کا کم برتاؤ اکثر چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ اپنی حرارت عزیزی کا بیجا صرف ہے ۔ ہم جس قدر حرارت عزیزی کو فضول طریقے سے خرچ کرتے ہیں ۔ اسی قدر زیادہ ہم زندگی کے ذخیرے کو خالی کر دیتے ہیں حد سے زیادہ سردی یا گرمی یقیناً قوت کو زائل کر دیتی ہے ، ہمارے اجسام کی کل ایسی عمدہ ہونی چاہئے جو سفاک دنیا کے انقلابوں سے بخوبی لڑ سکے ، یہی سبب ہے کہ پیدایش کے بعد ہی موت کے اندیشے زیادہ ہوتے ہیں دس بچوں میں ایک بچہ اپنی زندگی کے پہلے ہی مہینہ میں مر جاتا ہے ۔ پہلے سال کے بعد صرف تین بچے زندہ رہتے ہیں اور پانچویں برس تک صرف نصف رہجاتے ہیں ، گیارہ اور بارہ برس تک کے درمیان موت کے اندیشے کم ہیں ۔ اس کے بعد پچیسویں برس تک پھر زیادہ ہو جاتے ہیں ۔ تیس پینتیس برس کی عمر تک درحقیقت روک رہتی ہے ۔ اس کے بعد پھر زیادہ ہو جاتے ہیں ، پیدایش کے قبل بچے کو اپنی حرارت عزیزی کے صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ کیونکہ جو غذا وہ کھاتا ہے وہ آسانی سے تیار اور آسانی سے ہضم ہو جاتی ہے ۔ ماں اپنے اور بچے دونوں کے لئے ہضم غذا وغیرہ کا کام کرتی ہے ۔ پس یہ سمجھنا آسان ہے کہ بچہ پیدا ہونے پر دفعتہً اپنے ہی وسائل پر چھوڑ دیا جاتا ہے جس سے اس کی جس قدر حرارت عزیزی ناقص ہوتی ہے ۔ اسی قدر اس کے مرنے کا زیادہ احتمال ہے ۔ پس جب نامناسب غذا بچے کے پیٹ میں جاتی ہے تو وہ اس کے ابتدائی نظام ہاضمہ میں سوزش پیدا کر دیتی ہے جس سے پھیپھڑوں میں ورم آجاتا ہے ۔ اور یہی اس کی ہلاکت کا باعث ہے ، کیونکہ بچے کا معدہ معتدل حرارت کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔

لڑکیوں کی بہ نسبت لڑکے زیادہ مرتے ہیں کیونکہ لڑکے لڑکیوں سے بڑے ہوتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو تغذیہ کی زیادہ ضرورت ہے ۔ مجھے یقین واثق ہے کہ ہماری تباہی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم قوانین قدرت کی نافرمانی کرتے ہیں ۔ ماں کا فرض ہے کہ بچوں کی حفاظت میں احکام قدرت کی تعمیل کرے ۔ تغذیہ اول چیز ہے ۔ وہ معدے کی خرابی کا سب سے بڑا سبب ہے ۔ غذا نہ صرف مقوی ہونی چاہئے بلکہ خوش ذائقہ بھی ہو تاکہ آسانی سے ہضم ہو سکے ، غذا کے استعمال میں نامناسب عجلت نہ چاہئیے ، اور کھانے کے اوقات میں پابندی نہایت ضروری اور مفید ہے کھانا اس وقت کھانا چاہئیے جب طبیعت کو پورا پورا سکون حاصل ہو اور کھاتے وقت صرف غذا کا دھیان رہے ۔ کپتان ولسن صاحب نے اپنے سفرنامہ حبش کے ایک مقام پر بیان کیا ہے کہ وہاں کے باشندوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر ایک مقام خاص پر جہاں حبشی قومیں آباد ہوں کوئی انگریز کھالے تو وہ یقیناً مر جائے ۔ بہادر کپتان کو مطلق خوف نہیں ہوا ۔ اور انہوں نے کھانا کھایا ۔ لیکن کھانا کھاتے ہی ان کے پیٹ میں سخت درد ہوا ، اور وہ بیمار ہو گئے ان کی بیماری کے دو وجوہ بیان کئے جا سکتے ہیں ۔ ایک تو یہ سبب ہوگا کہ وہاں کے پانی میں معدنی حصہ زیادہ تھا لیکن گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت کپتان کی طبیعت میں اول تو اس فرضی نتیجے کا خیال تھا ، دوسرے وہاں سینکڑوں

وشی صحیح ہو گئے تھے جو اپنی پیشین گوئی کو پورا اور کپتان کو طعمۂ اجل دیکھنے آئے تھے۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ اگر ہم کو کسی کام کی جلدی ہو تو کھانا بغیر چبائے نگلنا نہ چاہیئے۔ ہم ذرا سے وقت کی بچت کے لئے اپنا معدہ خراب کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر عجلت کی حالت میں ایک وقت کھانا نہ کھایا جائے تو چنداں ہرج نہیں بلکہ مفید ہے۔ بچوں کیلئے سب سے عمدہ غذا دودھ ہے، خواہ یہ دودھ ماں کا ہو یا انا کا جس کی عمر پچیس برس اور پینتیس برس کے درمیان ہو گائے اور بکری کے دودھ کی مساوی آمیزش نہایت ہی مقوی غذا ہے۔ غذا کے بعد سونا نہایت مفید ہے، بہت سے چھوٹے بچے سوائے دودھ پینے اور سونے کے کچھ نہیں کرتے، لیکن جو بڑے ہوں ایک گھنٹہ سونا ضروری ہے، جب بچہ بڑا ہو تو اس کو سات برس کی عمر تک سات بجے اٹھ کھڑا ہونا چاہیئے، بچھونے زیادہ بھاری بھرکم نہ ہونے چاہئیں۔ پلنگ پر سونے کے دو طریقے ہیں۔ ایک صحیح دوسرا غلط۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ سر پاؤں سے نیچا نہ ہونا چاہیئے۔ پیٹ کے بل کبھی نہ سونا چاہیئے۔ اس سے آنتوں کی حرکت رکنے سے ہاضمہ کی کارروائی میں فرق آتا ہے۔ شب کو داہنی جانب سونا چاہیئے لیکن صبح کو بائیں جانب کروٹ بدل لیجائے، دوران خون پیدا کرنے کے لئے جاگنے پر ٹانگیں پھیلا لینی چاہئیں، جاڑوں میں ہاتھ کپڑے کے اندر اور گرمیوں میں باہر ہونے چاہئیں، مکان میں حرارت کا درجہ ۶۰ ہونا چاہیئے، ہوا کی آمد و رفت آزادانہ ہونی چاہیئے۔ جس قدر عمدہ ہوا کے نکاس اور آمد کا انتظام ہوگا اسی قدر تندرستی کے لئے مفید ہے۔ زیادہ سونے سے پرہیز چاہیئے۔ کیونکہ نیند سے زیادہ کوئی چیز ہماری قوتوں کو مضمحل نہیں کرتی، جان وسلی کا قول ہے کہ اعضائے رئیسہ کی کمی پوری کرنے کے لئے چار پائی سے ہر روز معمول سے آدھ گھنٹہ قبل اٹھنا چاہیئے۔ اس کا انجام یہ ہوگا کہ جب سونا چاہینگے تو لیٹتے ہی نیند آجائیگی اور اس وقت تک نہ جاگیں گے جب تک جاگنے کا وقت نہ آئے گا، دماغی کام کرنے کے بعد ایک آدھ نیند لے لینا غلطی ہے، اس سے دل کو آرام مطلق نہیں ملتا، کیونکہ دماغ کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے، وہ آکسیجن ہے جو ہماری کل کی چلانے والی اور ہمارے خراب مادے کو جلانے والی قوت ہے۔ پس دماغی تکان کا معاوضہ کرنے کے لئے ہم کو چاہیئے کہ کھلی ہوئی ہوا میں کثرت کریں۔ حالانکہ یہ امر معما معلوم ہوگا، مگر اس میں مطلق شک نہیں ہے کہ زیادہ تر دماغ زیادہ آرام سے خراب ہو جاتے ہیں نہ کہ زیادہ کام سے، یہ بات اسوقت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب یہ خیال کیا جائے کہ دماغ اپنی غذا کا مناسب حصہ صرف اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب وہ تھکاوٹ کے درجے پر پہونچ جائے، انسان کو کام نہیں مارتا بلکہ الجھن مارتی ہے۔ خواب کے بعد صفائی کا مسئلہ نہایت مفید ہے، بعض قوموں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان میں لوگ عمر میں صرف دو مرتبہ غسل کرتے ہیں، ایک دفعہ جب وہ پیدا ہوتے ہیں اور دوسری مرتبہ جب وہ مرتے ہیں۔ مگر تندرستی کی غرض سے اکثر اوقات نہانا چاہیئے۔ غسل سے مسام کھلجاتے ہیں اور اس سے بدن کا خراب مادہ باہر نکلجاتا ہے

بہت سے امراض نہانے سے اچھے ہوجاتے ہیں۔ عالم جوانی میں سرد پانی سے نہانا نہایت مفید ہے اس سے حرارت عزیزی محفوظ رہتی ہے۔ بڑھاپے میں کنکنا پانی سب سے اچھا ہے، ورزش بھی ہماری زندگی میں کم حصہ نہیں لیتی، بچپن میں انّا یا ماں کی گود میں بچے کی ورزش ہوتی ہے، طفلی میں اچھے موسم میں کھلے ہوئے میدان میں اور خراب موسم میں ایک ایسے مکان میں ورزش کرنی چاہیئے جس میں ہوا کی آزادانہ آمدورفت ہو اس عمر میں تعلیم کا کنڈر گارڈن کا طریقہ بہت اچھا ہے۔ کیونکہ تازہ ہوا اور ورزش سے جلد سخت پڑتی ہے، بچے بڑھتے ہیں، ضبط محبت سے بزرگوں کی تعلیم اور خدا کی اطاعت کو ترقی ہوتی ہے،

چودہ پندرہ برس کی عمر میں لڑکوں کی نسبت لڑکیاں زیادہ بیمار رہتی ہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ کافی ورزش نہیں کرتیں، اور ان کو روزمرہ مقررہ کام کرنے پڑتے ہیں خواہ وہ ان کے لائق ہوں یا نہوں، اس عمر میں لڑکیاں ان بیماریوں کے تخم بوتی ہیں جو آگے بڑھ کر بارآور ہوتے ہیں۔ اکثر مائیں شاکی ہیں کہ ان کی لڑکیوں کی کمر جلد خم ہوجاتی ہے یا ان میں اور جسمانی نقائص پیدا ہوجاتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکیاں کافی ورزش نہیں کرتیں۔ لڑکیاں اپنے پٹھوں سے زیادہ کام نہیں لیتیں۔ اور اس وجہ سے ان کی پشت بڑے ہونے پر مردوں کی بہ نسبت جلد جھک جاتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کی آزادانہ حرکت رکجاتی ہے کم عمری میں بھاری بوجھ کا اٹھانا ریڑھ کی ہڈی کو خم کردیتا ہے،

ہندوستانی عورتیں جو سر پر گھڑا لیکر چلتی ہیں، ان کی پشت نہایت سیدھی ہوتی ہے، اس امر پر مشکل سے اعتبار آئے گا کہ ایک ہی جانب زیادہ بوجھ اٹھانے سے کمر ٹیڑھی ہوجاتی ہے جن لڑکیوں کو اپنے چھوٹے بھائی بہن کو گود میں رکھنا پڑتا ہے، ان کی پشت جلد خم ہوجاتی ہے۔ پس لڑکیوں کو کافی ورزش کرنی چاہیئے، اور جس قدر ایک لڑکی عیش وراحت کی زندگی بسر کرتی ہو اسی قدر زیادہ اس کو ورزش کرنی چاہیئے، ورنہ جنون اور دیگر عصبی امراض پیدا ہونے کا بڑا احتمال ہے۔

آخر میں صرف اس قدر اور کہنا ہے کہ ریاضت انسان کے دل میں صبر وسکون اور صفائی باطن پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔ اور پاک اور بے لوث زندگی ودرازی حیات کے لئے اس قدر ضروری ہے جس قدر کھانا پینا خواب ورزش اور بیرونی صفائی وغیرہ مفید ہیں،

ا - ع - خ -

اب پوسٹ کارڈ پر تین پیسے اور لفافہ پر پانچ پیسے کے ٹکٹ لگتے ہیں۔
اگر پوسٹ کارڈ پر وہی دو پیسہ کا ٹکٹ آپنے لگایا تو ڈاکخانہ پوسٹ کارڈ کھاڑ کر پھینک دیگا
اور اگر لفافہ پر ایک آنہ کا ٹکٹ ہوا تو بیرنگ کر دیا جائیگا منیجر عصمت دہلی

کس کی کیسی صبح گذرتی ہے؟

عابد کی صبح : شدت کی سردی ہے۔ برف گر رہی ہے۔ عابد اپنے بستر خواب سے پانچ بجے بیدار ہوا اور سرد پانی سے وضو کر نماز پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرنے بیٹھ گیا۔ گھر کے تمام لوگ بستر خواب پر آرام سے سو رہے ہیں سردی کی وجہ سے نوکر تک بیدار نہیں ہوئے، جب آفتاب نکل آیا تو عابد نے اپنی جانماز اٹھائی، ناشتہ کیا۔ اور اس فکر میں پڑ گیا کہ آخرت کیسی ہوگی،

سادہو کی صبح جنگل میں ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ جو گھاس پھوس سے بنا ہوا ہے صبح کے پانچ بجے سادہو بیدار ہوا، ندی کے کنارے جا کر سرد پانی میں نہا دہو ہاتھ میں مالا لیکر آفتاب کی طرف منہ کر کے پوجا کرنے بیٹھ گیا جب پوجا سے فرصت ہوئی تو اپنی جھولی اٹھا جو کچھ روٹی ٹکڑا موجود تھا نکال کر کھایا اور جنگل کا راستہ لیا وہاں گیان کی فکر ہوئی،

پیر جی کی صبح پیر جی بچھونے میں لیٹے ہوئے ہیں۔ انکے اٹھنے کا وقت قریب آیا۔ ایک مرید نے پیر دبائے اور دوسرے نے سر پر تیل ملنا شروع کیا۔ ایک نے وضو کے لئے پانی گرم کیا۔ ایک نے بادام کا حریرا تیار کیا۔ پیر جی نے گرم پانی سے وضو کر کے نماز پڑہی بادام کا حریرا پیا۔ تسبیح ہاتھ میں لیکر مریدوں کے حلقہ میں چکر لگایا۔ اور یہ فکر ہوا کہ آج کون نیا مرید بیعت کرنے کے لئے آتا ہے

مہذب لارڈ کی صبح صبح چھ بجے بیدار ہوا پلنگ پر لیٹا ہوا ہے۔ بیرے نے چا، لا کر حاضر کی۔ چا پی کر کپڑے پہنے، گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری کو نکلا۔ دوسرے گھوڑے پر اس کا سائیس سوار ہوا۔ ہری بھری گھاس پر سے گھوڑا دوڑاتا ہوا جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس کا سائیس بھی اس کے ہمراہ برابر گھوڑا دوڑاتا ہوا ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔ آٹھ بجے واپس آکر شیو کیا۔ نو بجے چھوٹی حاضری کھائی، اخبار دیکھا ملاقات کے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا۔ اب یہ سوچ رہا ہے کہ رات کو فلاں جگہ ڈنر ہے اور کل فلاں شخص کو بلانا ہے

پرانی وضع کے لارڈ کی صبح چھ بجے بیدار ہو کر پلنگ پر لیٹے لیٹے چا پی، اخبار ہاتھ میں لیکر پڑہنا شروع کر دیا، آٹھ بجے تک پلنگ پر لیٹا رہا۔ چونکہ تمام رات تھیٹر، سینما وغیرہ میں گذرتی ہے۔ صبح کو اٹھا نہیں جاتا نو بجے حمام میں گیا۔ اس کے بعد چھوٹی حاضری کھا کر ملاقات کے کمرے میں آیا۔ اب یہ سوچ رہا ہے کہ آج رات کو کس ناچ یا کس تھیٹر و بائسکوپ میں جائے،

شرابی کی صبح ۔ صبح کے دس بجے تک خر خر کرتا ہوا پلنگ پر پڑا رہا دس یا گیارہ بجے جب آنکھ کھلی جمائی لیتا

اور پھر کچھ بچھونے پر لوٹتا رہا اس کے بعد اٹھکر منہ ہاتھ دھویا۔ بہت ہی نڈھال طبیعت، پست چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں دوسرے اس صورت کو دیکھکر گھبرا جائے کہ کتنے دن کا یہ شخص علیل ہے۔ ناشتہ کرنے جب بیٹھا تو کھایا کیا جاتا فکر کی وجہ سے بھوک بند ہو گئی ہے۔ تھوڑا سا کچھ کھایا اس کے بعد نوکروں پر بچوں پر بی بی پر خواہ مخواہ چیخنا شروع کر دیا کہ فلاں کام ایسا کیوں ہوا۔ فلاں چیز یہاں کیوں ہے۔ اس کے بعد باہر گیا اور رات کے جلسہ کی فکر شروع ہوئی عیش لوروز میں کس کس کو مدعو کروں۔

افیمی کی صبح نیند سے بیدار ہو کر جائے ضرورت گیا۔ افیم کھا کر ناشتہ کر کے حقہ منہ سے لگا کے بیٹھ جاتا ہے، نہ دنیا کی خبر نہ آخرت کا ڈر، خدا پر بھروسہ کئے خدا سے لو لگائے بیٹھ جاتا ہے اور یہ دھن ہے کہ جو قسمت میں ہے وہ ہو جائے گا

شاعر کی صبح صبح کو جب ٹہلنے نکلتا ہے، بلبل کو چہچہاتا دیکھکر اس کے دماغ میں ایک نئی نظم آجاتی ہے اور خیال کرتا ہے کہ کیا اچھی نظم ہو گی اگر میں نے پوری لکھی، اگر بنجارے راستہ سے گذر جائیں تو ان پر نظم لکھنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی کی فکر ہے کہ میری غزل ایسی اچھی ہو جائے کہ مشاعرہ میں سب سے بہتر ہو،

پرانی وضع کے نواب کی صبح جاگیر ہے دولت ہے ہر طرح کی بے فکری ہے کسی کام کا خیال نہیں، جب تک دل چاہا سوتے رہے جب دل چاہا بیدار ہوا، ناشتہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، کبھی آٹھ بجے ناشتہ کیا کبھی دس بجے۔ جب بیدار ہوے ناشتہ سے فرصت پا کر طبلہ یا ہارمونیم لیکر بیٹھ گئے۔ اپنا دل بہلانا شروع کیا۔

طالب علم کی صبح صبح کو جلد بیدار ہو کر ناشتہ کر کے استاد کے پاس جا کر پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد اسکول کو نو بجے چلا گیا۔ اسکی فکر بھی ہے کہ تعلیم حاصل کروں اور امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔

میری صبح۔ صبح کے چھ بجے بیدار ہو کر جنگل میں چلی جاتی ہوں۔ میرے مکان کے پیچھے کھلا ہوا میدان ہے اور جنگل ہے۔ وہاں ایک چٹان ہے جس کو میں نے نماز کے لئے مخصوص کیا ہے۔ وہاں نماز پڑھتی ہوں، مجھے تنہائی اور جنگل میں نماز پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک وہیں بیٹھی تسبیح پڑھتی رہتی ہوں اور موت کو یاد کرتی ہوں کہ دنیا گزر رہی ہے اور میں نے دنیا میں کچھ نہ کیا۔ یہ ہی فکر ہوتا ہے کہ گھر آن کر ناشتہ کر کے گھر کے کام میں لگ جاتی ہوں۔ اور سوچتی ہوں کہ آج مجھے کیا کیا لکھنا ہے اور کیا کیا کرنا ہے۔

صغرا ہمایوں مرزا
حیدرآباد دکن۔

مرغی انڈا دینے کے بعد کیوں کڑکڑاتی ہے

"آخر ایک وقت تم سے دال نہیں کھائی جاتی" اماں نے ہمکو للکار کر کہا "جی ہم پڑھتے ہیں" ہم نے آنکھوں میں آنسو لاکر جواب دیا "دیکھئے" کاپی دکھا کر۔ اتنے اتنے لمبے سوال کرتے ہیں۔ ہم سے دال کھا کر نہیں پڑھا جائیگا، جائیے ہم اسکول آج نہیں جائیں گے۔ "نہ جاؤ، جوتی کی نوک سے" اماں نے غصہ میں کہا۔ باوا آکر خود سمجھ لیں گے جب ہم نے اماں کو کسی طرح راضی ہوتے نہ دیکھا تو ہم مجبور ہو کر بولے "اچھا تو انڈا ہی تل دیجئے" "کہاں سے لاؤں۔ کیا میں بنجاؤں۔" سب نے ناک میں دم میں کر دیا۔ آگ لگے اس گلشن کو بابا کیا بجتا ہے، کہ موئی دال ہوجاتی ہے، نہ سالن جلاتی۔ نہ میری جان پر عذاب ہوتا" ہم نے پھر دبی زبان سے کہا" اماں للہ ناراض نہ ہوئیے، کہئے تو مرغی میں بند کرآؤں۔ دیکھئے وہ طاقوں پر اڑتی پھرہی ہے"۔ اماں دانت بھیچکر بولیں۔ جاؤ بند کر دو۔ ہے سب دم پر بنی ہے"

مرغی کو اور کسی وقت ہم پکڑنے جاتے تو وہ ہمکو نچا ڈالتی۔ یہ انڈا دینے کا وقت تھا، جلدی سے اپنے پیروں پر بیٹھ ہی تو گئی۔ ہمنے جلدی سے ہاتھ میں دبوچ کر ٹاپے میں لیجا کر بند کر دیا۔ بار بار جا کر دیکھتے ہیں۔ تیلیوں میں سے جھانکتے ہیں۔ مرغی کو لکڑی سے ہٹا ہٹا کر دیکھتے ہیں مگر انڈے کا کہیں پتہ نہیں۔

اماں بیٹھی سب دیکھ رہی تھیں، ہم پر ناراض تو کافی ہو چکی تھیں۔ اس لئے نرمی سے بولیں۔

'بھائی اس کو آرام سے بیٹھنے تو دو، تم تو اس کی جان کو آ گئے۔ وہ اپنے وقت پر دے گی، تمہارے کھٹکھٹانے سے جلدی تھوڑی دے گی'

صبر کر کے بیٹھ رہے۔ اتنے میں گلشن آئی۔ ہمیں منہ پھلائے بیٹھا دیکھکر اماں سے پوچھنے لگی "صاحبزادے کیوں چپ بیٹھے ہیں" اماں بولیں" انڈے کے انتظار میں ہیں۔ دال سے کھائی نہیں جاتی۔ سالن تو باجے کے سر ہو گیا۔

بیگم۔ یہ مرغی ٹاپے میں کبھی انڈا نہ دے گی۔ وہ بازو والی صحنچی کے طاق میں دیا کرتی ہے۔ وہیں دے گی" مجبوراً ہم اسکو ٹاپے سے نکالکر صحنچی میں چھوڑ آئے اور وقت کو ٹالنے کے لئے کوٹھے پر جا کر اپنے کبوتروں کو دانہ دینے لگے،

کٹ، کٹ کٹ، کٹ کٹاں۔ کٹ کٹ کٹ، کٹ کٹاں۔

یہ مرغی کی آواز تھی۔ انڈا دینے کے بعد وہ یہی سگنل دیا کرتی تھی۔ بے تحاشا اوپر سے بھاگے جا کر

دیکھا تو وہاں کہیں انڈے کا پتہ نہ تھا۔ مرغی کھڑی پانی پی رہی تھی۔ ہم گھبرائے ہوئے صحنچی سے نکلے، اماں سے پوچھا کہ آپنے تو انڈا نہیں اٹھایا۔ انہوں نے کہا "مرغی کی آواز تو میں نے بھی سنی تھی دہیں کہیں ہوگا۔" اب کی جاکر دیکھا تو کونے میں انڈا ٹوٹا ہوا پڑا تھا۔ سب سفیدی زردی میں ملی ہوئی تھی، شاید طاق پر سے لڑھک کر نیچے آرہا۔ ہم بڑبڑاتے ہوئے غصہ میں کتابیں بغل میں دبائے سیدھے اسکول پہنچے۔ اماں بلاتی رہیں مگر ہم نے ایسی چپ سادھی کہ جیسے کچھ سنا ہی نہیں، آج ہم نے ستیاگرہ کرلی، اماں خود ہمارے اچھے لارڈ اروِن کی طرح انٹرول میں کھانا بھیجیں گی۔ وہی ہوا، ہم نے ستیہ گرہ انڈے پر کی تھی۔ ایک چھوڑ دو دو تھے۔ پھر فاقہ کیوں نہ توڑتے۔ ہمارا غصہ فرو ہوا۔ تو کہیں کتاب پر حرف دکھائی دئے،

شام کو ابا جب کھانا کھا چکے تو اماں کہنے لگیں "کہ آج اسنے مجھے بڑا پریشان کیا"۔ ہم نے اماں کو اتنا موقع بھی دیا کہ وہ آگے کچھ کہہ سکیں۔

"ابا مرغی انڈا دینے کے بعد کیوں کُڑکُڑاتی ہے"، یہ ہمارا سوال تھا، ابا خوش ہوگئے۔ میں جب ان سے اس قسم کے سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ میرا بچہ کتنا ذہین ہے۔ کہنے لگے "مرغی سے پوچھو" پھر ہنسکر اماں کی طرف مخاطب ہوکر بولے "اچھا ان سے پوچھو"۔ اماں بولیں "میں کیا جانوں"۔ پھر خود ہی ہنسنے لگیں۔

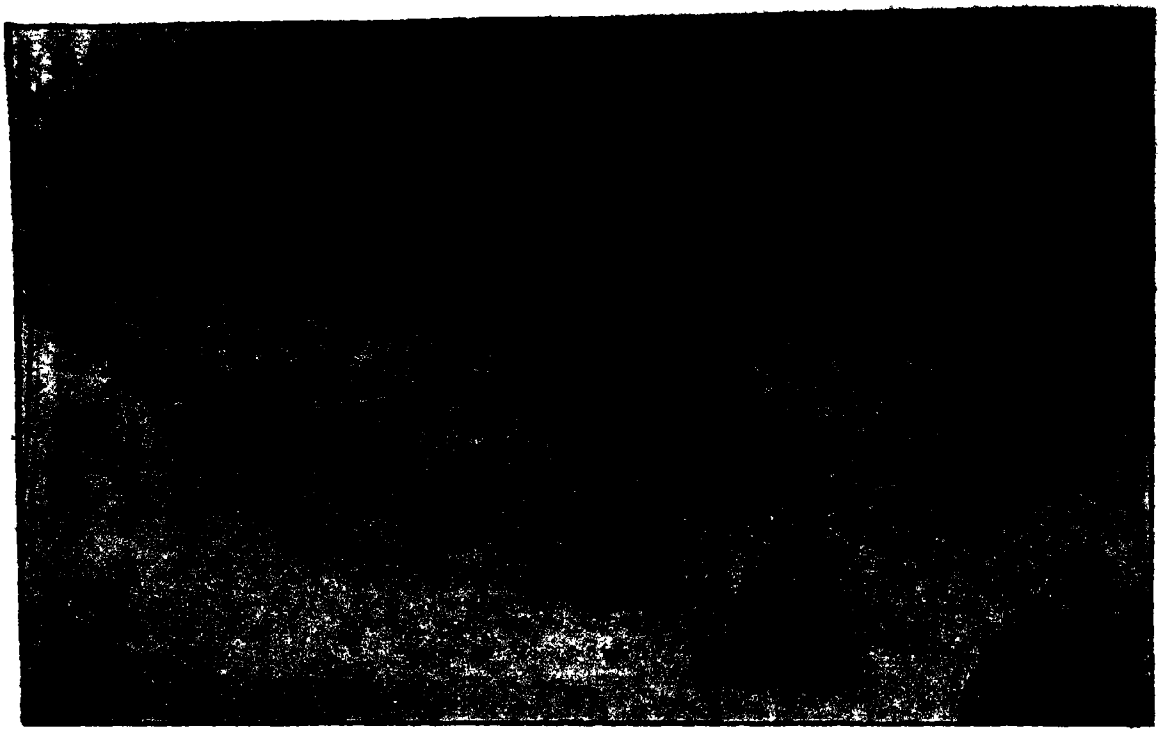
"اچھا۔ بتاؤ کتا اپنے مالک کو دیکھکر دُم کیوں ہلانے لگتا ہے"۔ "خوشی کے مارے"

تم مٹھائی پاکر کودنے کیوں لگتے ہو۔ خوشی کے مارے۔ تمہارے چچا ایک دم کیوں گنگنانے لگے، اس کا جواب میں نہ دے سکا، بولے یہ بھی خوشی کی وجہ سے: یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کو رنج ہوگا تو وہ اسکا اظہار ہاتھوں کو ملکر اور انگلیاں مروڑ کر کریگا۔ غصہ میں ہونٹ چبانے لگیگا۔ اور فکر میں چھڑی سے زمین پر لکیریں کھینچنے لگیگا۔ دیوار کریدنے لگیگا، یا اگر سگریٹ پیتا ہو تو اس کے دہوئیں کے حلقے بنانا شروع کریگا۔ اسی طرح خوشی میں سیٹی بجانا، گانا، کودنا اچھلنا اور ہنسنا ضروری علامتیں ہیں رنج اور خوشی تمہارے دل میں ہوتی ہے لیکن انکا اظہار تم ان حرکتوں سے کرتے ہو اسی طرح مرغی بھی کرتی ہے، جب وہ انڈا دے لیتی ہے تو اسکو راحت اور خوشی ہوتی ہے اول تو اسلئے کہ اسکو خیال ہوتا ہے کہ اس میں سے بچہ نکلیگا، دوسرے یہ کہ اسکو تکلیف سے نجات ملجاتی ہے اسی خوشی میں وہ کڑکڑانے لگتی ہے۔

اچھا اب یہ بتائے کہ میں نے مرغی کو ٹاپے میں بند کیا تو اس نے انڈا نہ دیا۔ طاق کے قریب چھوڑ دیا تو وہاں اس نے انڈا دیدیا۔

"اسکو طاق میں انڈا دینے کی عادت ہے، مرغیاں اور دوسرے جانور اپنے گھروں کو خوب پہچانتے ہیں۔ دیکھو تمہاری مرغی کہیں باہر چلی جاتی ہے لیکن تھوڑی ہی دیر میں پھر گھر میں آجاتی ہے۔ چڑیاں آخر اپنے گھونسلے ہی میں انڈے دیتی ہیں کہیں اور جاکر کیوں نہیں دے آتیں وہ جانتی ہیں کہ کسی اور جگہ جاکر انڈے دیں تو برباد جائیں گے۔ اسی طرح مرغی بھی کہتی ہوگی کہ ان انڈوں میں سے بچے نکلیں گے اگر کسی اور جگہ جاکر دونگی تو محفوظ نہ رہ سکیں گے، اسی لئے وہ وہیں پر دیتی ہے جہاں اُسے عادت ہے،

[illegible]



جاپان میں ایک پرانی رسم جس کے مطابق عورتیں سال میں ایک مرتبہ گولی چلانے کی مشق کرتی ہیں-



مس می ناکتو ایک جاپانی خاتون جو جنگ منچوریا کے ایام میں
ایک اخبار کے نامہ نگار کے فرائض دیتی رہیں-



نارنگیوں کی ملکہ کلیفارنیہ (کنیڈا) کے ایک
دوشیزہ اپنے باغ کی نارنگیوں کے ڈھیر
میں بیٹھی ہے

سوویٹ روس کے بے خانماں بچے



جو لاکھوں کی تعداد میں ماسکو اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں مارے مارے پھرتے ہیں ۔

امریکن ہوا باز خاتون



مس ہیڈلپ جو امریکہ میں اسی ماہ کے اخیر میں ہونے والے مقابلہ میں شرکت کریں گی ۔

مسز تھامس بٹ



جو زاریہ کیلیفورنین ویلفیئر سسٹم کی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئی ہیں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی خاتون کو ایسا اعلیٰ عہدہ عطا ہوا ہو

ناموس اجداد پر قربانیاں

فروری کے عصمت میں محترم بھائی جناب نصیر الدین احمد صاحب کا مفید مضمون بعنوان "ہندوستان میں عورتوں کی قلت" پڑھ کر میرے دل پر جو تاثرات رونما ہوئے ان کا اظہار غیر ممکن ہے۔

یہ تو نہایت نمایاں امر ہے کہ بچپن ہی سے لڑکیوں کی صحت کی طرف مطلق توجہ نہیں کیجاتی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب والدین کو اس طرف متوجہ کیا جائے تو اکثر یہی جواب ملتا ہے" معاف کیجئے ہمیں اپنی لڑکیوں کو گھوڑے نہیں بنانا ہے، لڑکی ذات کو دبا دبایا رہنا چاہیے، لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ لڑکی ذات" دبتے دبتے صفحۂ ہستی سے مٹ کر ہزاروں من مٹی کے نیچے جا دبتی ہے۔ اور ستم تو یہ ہے کہ پھر یہ سب الزام ہمارے ہی سر ہے۔ اگر کوئی غریب لڑکی گاندھی عزم کے ساتھ ان الزامات کی تلافی کی کوشش بھی کرے تو بس اس کا دنیا ہی سے بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک لڑکی کی شامت جو آئی تو وہ "اپنے" پردے کے ضرب المثل خاندان کے قواعد کے خلاف چاندنی تک چلی گئی اور والد بزرگوار کی باریک بین نظر سے محفوظ نہ رہ سکی اور اس غریب پر جو جو مظالم توڑے گئے انہوں نے دق کی شکل اختیار کر کے چند ہی دن میں زیر زمین پہنچا دیا،

آخر وہ دن بھی آپہنچا جب والد بزرگوار کو بھی اس دنیائے ناپائدار سے سفر کرنا پڑا۔ وقت رخصت جہاں انہوں نے سیکڑوں وصیتیں اپنے صاحبزادوں میں تقسیم جائداد کے متعلق کیں وہاں یہ دو وصیتیں سب سے اہم تھیں اول یہ کہ" میری قبر مرحومہ لڑکی کی قبر کے متصل نہ بنوائی جائے، دوسری یہ کہ آیندہ لڑکیوں کو اس قدر آزادی ہی نہ دیجائے کہ وہ اس ارتکاب جرم کا خیال بھی دل میں لاسکیں" تقسیم جائداد کی وصیتوں میں تو بہت کچھ تبدیل ہوا لیکن ان دو وصیتوں پر تو آج تک ان کا خاندان پابند ہے۔ اب اگر ان واقعات کا واسطہ دیکر درخواست کیجائے تو یہی جواب ملتا ہے کہ ہر وقت آزادی آزادی کا وظیفہ ہے۔ تم لوگ تو چاہتے ہو کہ ہم پر لگا کر اڑیں، یوں محض ذاتیات سے بحث کر لینا کچھ مفید ثابت نہیں ہوتا۔ میں یہ ماننے کو تیار ہوں کہ دیہات کی عورتیں کسی قدر صحت آمیز زندگی بسر کر رہی ہیں لیکن ان بدنصیب عورتوں کو کیونکر فراموش کیا جا سکتا ہے کہ جو شہری زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ مثلاً صوبہ متوسط میں رائے پور سب سے زیادہ گرم مقام ہے۔ اور وہاں اوسط درجہ کے مکان کا کرایہ چالیس پچاس روپے تک ہے، لیکن ہر شخص اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور عموماً ایک ہی مکان میں کئی کئی خاندان اقامت گزیں ہوتے ہیں جن کے حصے میں ایک ایک کمرہ سے زیادہ نہیں آسکتا، وہیں سوداگروں کی دوکانیں۔ ڈاکٹروں کے ہسپتال، وکیلوں کے بار روم۔ اور بالشت بھر کے برآمدوں

میں سے خریداروں، مریضوں، موکلوں کی آمد و رفت اس حالت میں یہ کیونکر گوارا ہو سکتا ہے کہ بیگم صاحبہ کھڑکی کھولے ہوا کھاتی رہیں لہٰذا اس کا انسداد اس طرح کیا جاتا ہے کہ کھڑکیوں اور دروازوں پر اگر ذرا فیشن ایبل ہوئے تو پٹ ورنہ ٹٹے لگا دئے جاتے ہیں جن کے باعث کافی روشنی بھی اندر نہیں پہنچ سکتی بعض جگہ تو چوبیس گھنٹہ لالٹین کا مرہون منت رہنا پڑتا ہے۔ وہاں خصوصًا شام کا وقت تو جہنم ارضی کا پورا نمونہ ہوتا ہے حبس اور شدید گرمی سے سانس لینا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ بھلا مرد اسوقت گھر میں کیوں ٹھہرنے لگے۔ وہ لیڈی گارڈن اور وکٹوریہ پارک میں محو گلگشت ہوتے ہیں، اور غریب عورتیں اپنے انہیں مکانوں میں۔ لہٰذا اس طرح بہت جلد دق اور سل جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں، اور ان کی جگہ پوری کرنے کے لئے دوسری دبلی و بائی لڑکیاں لائی جاتی ہیں، لیکن پہلی بیگم صاحبہ جراثیم کا جو تحفہ اپنی جانشین کے لئے چھوڑ جاتی ہیں چار و ناچار انہیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے کا سلسلہ جاری رہتا ہے،

ہم نے ملک کے ان مایہ ناز فرزندوں کو اسوقت بھی دیکھا ہے، جب ملک اور قوم ان کی وقتی قید پر اشک حسرت بہاتی ہے لیکن ہم تو یہی کہیں گے کہ ان کی وقتی قید ہماری دائمی قید سے سبقت نہیں لیجا سکتی لیکن جس طرح بعض غیر احساس لوگ مئی اور جون کی شدید گرمی میں پورے روزے رکھکر بھی مفلس فاقہ کشوں کی حالت کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے اسی طرح ہمارے یہ مایہ ناز رہنما بھی دس ماہ قید محض یا بعض اوقات ایک سال قید با مشقت بھگت کر ہماری حالت پر مطلق توجہ نہیں فرماتے،

آج تک ہمارا سارا ملک داس اور بھگت سنگھ کی قربانیوں پر چاک گریباں نظر آتا ہے۔ لیکن اگر داس اور بھگت سنگھ اپنے ملک پر قربان ہوئے تو ہم بھی تو رسم و رواج یا دوسرے الفاظ میں "ناموس اجداد" پر روزانہ سینکڑوں جانیں قربان کر رہی ہیں، لیکن یہ کہاں کی مساوات ہے کہ کوئی ہماری حالت پر ایک آنسو بھی گرانے کی زحمت گوارا نہیں کرتا،

سچ پوچھئے تو ہماری ہی یہ ہمت جانی ہے کہ ہم لوگ یہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہیں، اور اب تک ارض ہند پر ہمارا نام و نشان باقی ہے، ورنہ خاکم بدہن اگر ہمارے بھائیوں پر ایسا وقت پڑے تو غالبًا وہ چار ہفتہ سے زیادہ اس کی تاب نہ لا سکیں۔

شرافت بیگم

اعتدال

اعتدال کسی مقررہ حد کو نگاہ میں رکھنا اور اس سے تجاوز نہ کرنیکا نام ہے، اعتدال کہنے کو ایک چھوٹا لفظ ہے مگر اس کے معنی نہایت وسیع ہیں، اور اس پر عمل کرنا بہت دشوار ہے۔ یہ قدرت کا سچا اور پکا اصول ہے دنیا کا تمام کارخانہ اسی پر قائم ہے، کوئی کام خواہ دینی ہو یا دنیوی ایسا نہیں پایا جاتا جس میں اعتدال کی ضرورت نہ ہو۔ انسان کو اطمینان کی زندگی اسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ اعتدال پر کاربند ہو اور کبھی اعتدال کو ہاتھ سے نہ دے مثال کے طور پر ایک کسان کو لیجئے کہ اسے غلہ حاصل کرنے سے پہلے ایک اندازہ معین سے اپنے کھیت کی کاشت کرنی پڑتی ہے۔ سب سے پہلے اچھی زمین تلاش کرتا ہے، خودرو گھانس کو صاف کرکے زمین کو اصلی حالت پر لاتا ہے، عمدہ بیج لیکر زمین میں ڈالتا ہے۔ پھر اسے مٹی میں ملا کر چھپا دیتا ہے۔ روزانہ اعتدال کے ساتھ پانی دیتا رہتا ہے۔ پھر اُگنے کے بعد سب سے زیادہ اسے اسوقت حفاظت کرنی پڑتی ہے جبکہ دانہ پڑتا ہے۔ اور چڑیوں کے جھنڈ کے جھنڈ اسکو کھانے کے لئے چلے آتے ہیں۔ علاوہ اس کے ارضی و سماوی آفات سے خدا نے اس کی زراعت کو بچا یا تو ایک ایک کے سوسو ہزار ہزار حاصل کرتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی کام کو ترتیب اور اعتدال کے ساتھ انجام نہ دے یا کسی امر کی پابندی یا تاخیر کا لحاظ نہ کرے یا وقت پر پانی دینا چھوڑ دے یا کوئی ارضی و سماوی آفت نازل ہوجائے تو ضرور زراعت کو نقصان پہنچیگا۔ اس لئے انسان کے لئے نہایت ضروری ہے کہ حد معین سے تجاوز نہ کرے اور ہر کام میں "حد خود نگہدارد" کے اصول کو پیش نظر رکھے، بہت لوگ حد اعتدال سے بڑھ کر آمدنی سے زیادہ صرف کرنے لگتے ہیں۔ انہیں پوشاک کی بھی پرواہ نہیں ہوتی، اور ان کی فضول خرچی کے آگے اتنا بھی نہیں بچتا کہ کپڑوں کی درستگی ہو، لباس میں بھی اپنی حالت اور حیثیت کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ لباس ایک فنا ہونے والی چیز ہے، کیسا ہی بیش قیمت کپڑا ہو آخرکار وہ استعمال سے خراب ہوکر اپنی قیمت کھو بیٹھتا ہے۔ اور اسپر جو دام صرف کئے جاتے ہیں وہ سب ضائع ہوجاتے ہیں، پوشاک بناتے وقت تین باتوں کا خیال نہایت ضروری ہے۔ اس کے دام مناسب اور اپنی حیثیت کے مطابق ہوں وہ پائدار اور مضبوط ہو، اس کی وضع اور رنگ مناسب حال ہو، یہ خیال بالکل غلط ہے کہ قیمتی لباس ہی خوشنما ہوتا ہے۔ لباس کی خوشنمائی اس کی عمدہ سلائی اور جامہ زیبی پر موقوف ہے۔ ایسے لباس سے احتراز کرنا چاہئے، جو شریعت کے خلاف ہے، شرعی حدود میں رہ کر بھی ہر طرح کی زینت حاصل کیجا سکتی ہے۔ اسلئے کوئی ضرورت نہیں کہ غیر مذہب والوں کی اندھی تقلید کیجائے اور ایسا لباس اختیار کیا جائے جو شریعت کے

خلاف ہو اپنے رکھ رکھاؤ اور بول چال میں بھی اعتدال کی ضرورت ہے جو ہر انسان میں ہونا ہے مگر فی زمانہ جسے دیکھئے ایک دوسرے کی غیبت اور نکتہ چینی کے مرض میں مبتلا ہے زیادہ گوئی دل کو تاریک کرتی ہے چغلی اور جھوٹ بولنے کا اندیشہ ہوتا ہے، جس کی وجہ دنیا اور دین دونوں خراب ہوتے ہیں،

رونق ہے ہر ایک بزم کی اب غیبت میں ہر گوئی خلق ہے ہر ایک صحبت میں
اوروں کی برائی پہ ہے فخر وہاں خوبی کوئی باقی نہیں جس امت میں

لباس اور زیور سے کوئی وقعت قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر کسی شخص میں چھچھورپن ہے۔ بے محل ہنسنا، بگڑنا روٹھنا اسکی عادت ہے تو اس خفیف الحرکتی کی وجہ وہ متانت اور عزت جو لباس اور زیور سے پیدا ہوتی ہے بالکل برباد ہو جاتی ہے لیکن حد سے زیادہ خاموشی بھی انسان کی خوبیوں کو چھپائے رکھتی ہے کم گو آدمی کو اکثر لوگ مغرور سمجھتے ہیں۔ عبادت میں بھی اعتدال کا اصول رکھا گیا ہے۔ اسلام کا حکم ہے کہ دین کو مشکل مت بناؤ، عبادت اسی حد تک درست ہے جب تک انسان کا دل لگا رہے۔ دنیا کے دھندوں میں اس قدر مصروف نہ ہو کہ خدا کی یاد سے غافل ہو جاؤ اور نہ اتنی زیادہ عبادت کرو کہ طبیعت اکتا جائے، اور روحانی مسرت حاصل ہونے کے بجائے وحشت ہونے لگے،،

بنت ڈاکٹر عبدالرب گلبرگہ دکن

آل انڈیا لیڈیز کانفرنس کے دو اجلاس

یوں تو ممالک الارض میں ہندوستان ہی علی الکل ایک عجیب خطہ واقع ہوا ہے لیکن اس کے صوبوں میں یو پی کو جو خصوصیت آج کل حاصل ہے اسکی مثال ملنا مشکل ہے۔ یو پی کے شہر مشغول آباد میں لیڈیز کانفرنس کا ایک جلسہ ہوا اور ہم نے اسکے صحیح حالات جمع کرنیکی کوشش کی تاکہ وہاں کے خودغرض و بے پرواہ مردوں کی شاگرد عورت کے طریقہ کار سے واقفیت حاصل کر سکیں اس ہی کانفرنس کا جلسہ ایک دوسرے صوبہ کے شہر انتظام آباد میں بھی ہوا۔ جہاں اول خویشں بعدہٗ درویش کے مقولہ پر عمل کر کے ہر مرد نے اپنی عورت کو اپنا اور دنیا کا ضعف بہتر سمجھا تھا اور اسکی اصلاح و تربیت کو خود اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور اپنے وسیع تجربہ سے اسکو مالا مال کر کے اسکو دنیا کے کام کرنیکے قابل بنا دی تھی۔ ہم وہاں کے جلسہ کی کارروائیوں کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ عورت کی قوت انتظامیہ کس طرح کام میں لائی جا سکتی ہے اور وہ ایسی مجالس کے کاموں کو فی الحال کس طرح انجام دیتی اور آئندہ دینے کے قابل ہو سکتی ہے

مشغول آباد کا جلسہ

قصبہ دور آباد میں تقریر النساء اپنے بچوں کو ورزش کرانیکے بعد ہندوستان کا نقشہ دکھا کر یہ سمجھا رہی ہیں کہ ریل کے ذریعہ دور کے مقامات کا سفر مثلاً دور آباد سے مشغول آباد چھ سو میل کا فاصلہ کس طرح ایک دن و رات میں آرام سے طے ہو سکتا ہے، مرزا تحریر بخت لکھتے لکھتے فوراً بول اٹھتے ہیں کہ جی ہاں فرسٹ کلاس میں آرام سے اور تھرڈ کلاس کا اندریل ٹھیک ہے بچو اگر فرسٹ کلاس نہ ہوتا اور چھ سو میل چوبیس گھنٹے میں نہ طے ہوا کرتے تو تمہاری پیاری والدہ صاحبہ دور دور کے جلسوں میں تقریر کرنے کیسے پہنچ جایا کرتیں ابھی تقریر النساء جواب بھی دینے نہ پائی تھیں کہ ڈاکیہ خطوط لیکر آگیا۔ لیجئے مشغول آباد سے کسی کو خط لکھنے کی فرصت مل گئی،

مشغول آباد۔ ۲۰ دسمبر بہن تقریر النساء تسلیم!

ہمارے یہاں کی عورتوں کی مشغولیت میں ایک بڑا زبردست اضافہ یہ اور ہو گیا ہے کہ ۳ جنوری کو یہاں آل انڈیا لیڈیز کانفرنس کا جلسہ ہوگا۔ آپ کی تقریر سننے کا موقع کم ملتا ہے، آپ بچوں میں گھری ہوئی ہیں ایک روز کا وقت نکال کر ضرور آئیے اور اس اہم جلسہ میں تقریر فرمائیے۔ اگر آپ نہ آئیں تو صاف کہے دیتے ہیں، ہمیں ہمیشہ شکایت رہے گی، سکریٹری صاحبہ بھی آپ کو خاص دعوت نامہ لکھنے والی ہیں۔ آداب

(آپ کی) مس "تمہید"

تقریر النساء صاحبہ نے زور سے خط پڑھا اور یہ کہہ کر خموش ہو گئیں کہ بہت دیر میں خبر ملی۔ شام ہوئی تو پھر ذکر شروع ہوا اور مرزا تحریر بخت بولے کہ یہ تو بتائیے کہ اگر آپ اس کانفرنس میں شریک ہوئیں اور وہاں تقریر بھی کی تو آپ مشغول آباد والیوں سے کیا کہنے والی ہیں۔ جواب ملا کہ خوب کیا ہم اس قدر ترقی کر چکے ہیں کہ اب کسی اصلاحی مسئلہ پر تقریر کرنیکے لئے کوئی موضوع ہی نہیں رہا۔ جو کچھ میں دولہا میاں، چچا قبلہ اور بڑے بھائی صاحب سے روزانہ کہہ کہہ کر تھکی جا رہی ہوں وہی مشغول آباد والیوں سے کہہ کر ان سے درخواست کروں گی کہ وہ بھی اپنے مردوں سے یہی روز کہیں، اور اسوقت تک کہتی رہیں جب تک کہ کم از کم ان کے گھروں میں وہ باتیں عملاً نہ ہونے لگجائیں، بچپن کی شادیاں۔ سیاسی تعلیم۔ زچہ خانہ کی اصلاح اور پردہ کیا آج کل کے ضروری مسائل نہیں ہیں۔ مرزا تحریر بخت نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ خدا کرے آپ کی یہ باتیں وہاں والیاں سن لیں، اور اس کے بعد پھر لکھنے لگے۔ ۲۴ دسمبر کو دیگر چند خطوط میں ایک خط پھر مشغول آباد کا پایا گیا۔

مشغول آباد ۲۲ دسمبر محترمہ تسلیم

بہن بتہید کے خط سے آپ کو کانفرنس کی اطلاع ہوگئی ہوگی۔ کانفرنس کا مقصد صنفی بہبودی کی سعی کامل ہے۔ چونکہ اشتراک عمل کامیابی کی کنجی ہے، لہٰذا آپ جیسی قوم کی بہی خواہ اور ترقی کی آرزومند ہستی سے امید واثق ہے کہ آپ تشریف لاکر شرکت ہی نہیں بلکہ اپنے زرین خیالات سے ہمیں مستفید فرمائیں گی مطبوعہ اشتہار ملفوف ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ جلسہ کی تاریخ ۳ جنوری ہے۔ نوٹ کر لیجئے۔ والسلام

خاکسار مشغول بانو۔

تحریر بخت اس دفعہ باہر گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر کیا دیکھتے ہیں کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ سفر کی تیاری میں مشغول ہیں اور تقریر النسا صاحبہ گھر کے بچہ بچہ کو دفتر میں جمع کر کے فرما رہی ہیں۔ ایک ہزار زچائیں، قوم کی ایک ہزار نوجوان عورتیں، روزانہ غور کیجئے ایک ہزار "روزانہ" زچگی کی حالت میں ضائع ہوتی ہیں، ضائع کیا ہوتی ہیں، جاہل دائیوں، ان خونخوار گندی دائیوں کی بھینٹ چڑھتی ہیں مرزا تحریر بخت مسکرائے اور ایک کرسی لیکر خوشی سے بیٹھکر تقریر سننے لگے اور تقریر کے خاتمہ پر متانت کے ساتھ کھڑے ہوکر بولے "اے بچو اور اے بچیو! جس طرح تمہارے لئے تمہاری ماں کی تقریر' ترقی' ہے خدا کرے کہیں اسی طرح ان کے لئے بھی نہ ثابت ہو کہ جن کے لئے یہ تیاری جارہی ہے، اور جس طرح تمہیں تمہارے طفلانہ مشاغل چین سے بیٹھکر تقریر سننے نہیں دیتے مجھے خوف ہے کہ اسی طرح جلسہ میں جمع ہونیوالیوں کے قدیم زنانہ مشاغل" ان کو بھی یہ تقریر نہ سننے دینگے" بچے چونکہ عموماً دیکھا کرتے تھے کہ جلسوں میں تقریر کے بعد ہتھیلیاں بجاکر تحسین ومسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے بھی اپنے والد کی تقریر کے بعد خوب ہتھیلیاں بجائیں اور ماں کے چہرہ پر اپنی صنفی کمزوری کے احساس سے شرمندگی اور مرد کے طعن سے خفگی کے آثار نمایاں ہوگئے۔ یکم جنوری سال کا پہلا دن سفر کی تاریخ مقرر ہوئی کہ ۳۱ دسمبر کو ایک خط پھر مشغول آباد کا ملا۔

مشغول آباد ۲۸ دسمبر مکرمی تسلیم

نامعقول دنیا کی روش سے ناواقف، ظاہر پرست کور باطن لوگوں سے پالا پڑا ہے۔ ۵ جنوری کو فیشن آباد سے محترمہ شتاب بیگم صاحبہ کانفرنس کی صدارت کیلئے تشریف لارہی ہیں یہاں بڑے بڑے گوبجویٹ آزاد خیال، ترقی کے خواہاں اپ ٹوڈیٹ لوگ موجود ہیں لیکن ان کے گھروں میں ایسی عورتیں نہیں کہ جو صدر صاحبہ کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر جاسکیں اگر پردہ کے یہی معنی ہیں اور عورتوں پر اعتبار کا یہی معیار ہے تو وہ ان کانفرنس کے بلاؤں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں، کیوں نہیں اس دنیا سے آہستہ آہستہ غارت ہوجانیکا خوشی کے ساتھ انتظار کرتے، بیچاری مشغول بانو کہاں کہاں جائیں کیا کیا کریں۔ الحمد للہ کہ چند لوگ تیار ہوئے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کو صدر صاحبہ کے استقبال کے لئے اسٹیشن تک بھیجدیں، محترمہ تقریر النسا صاحبہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تشریف لارہی ہیں ان کی اس قومی ہمدردی وجنسی ترقی کی خواہش کا بدلا موجودہ نسل دینے سے قاصر ہے۔ محترمہ کی آمد کی صحیح تاریخ سے مطلع فرمائیے۔ برجستہ بیگم کی خواہش ہے کہ تقریر النساء صاحبہ ہمارے ہاں قیام کریں۔ آزاد بیگ

اس خط نے عجیب کشمکش پیدا کردی، اشتہار مطبوعہ میں ۳ جنوری سکریٹری صاحبہ کے دعوت نامہ میں ۳ جنوری لیکن صدر صاحبہ ۵ جنوری کو آئیں گی یہ کیا معمہ ہے۔ سوال تو یہ تھا کہ یکم جنوری کو سفر کیا جائے یا ۲ کو کیونکہ جلسہ کے ایک روز پہلے پہنچنا تھا اور صرف دو دن قیام کرنیکا ارادہ تقریر النسا کو خط لکھکر معلوم کرنیکا بھی وقت نہ تھا لہٰذا تار دیکر جلسہ کی تاریخ دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ جلسہ کی تاریخ بغیر کسی اطلاع کے ۳ سے ۵ کردیگئی ہے اور جلسہ ۵ ہی کو ہوگا۔ ۳ کو روانہ ہوکر ۴ کی سہ پہر کو تقریر النسا مع اپنی بڑی صاحبزادی کے جن کے ذمہ پرائیویٹ سکریٹری کا کام بھی تھا مشغول آباد پہنچیں اور آزاد بیگ صاحب کی رفیق حیات برجستہ بیگم صاحبہ کے ہاں قیام کیا مسز دی اپنا نہ دور وکھارہی تھی، تقریر النسا بیگم نے برجستہ بیگم اور مس بتہید سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس سردی میں جلسہ کی تاریخیں مقرر کرنا غلطی ہے، آپ لوگوں نے اچھا موسم جلسہ کے لئے کیوں

انتخاب کیا۔ مس متین بولیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، مسلم لیگ کانگریس، ایجوکیشنل کانفرنسیں اور صدہا جلسے ہیں جو بڑے دن یا اسی کے قریب کی تاریخوں میں ہوتے ہیں کوئی تو بات ہے کہ جو مرد اپنے جلسے اس زمانہ میں کرتے ہیں اس لئے ہم نے بھی ان ہی دنوں کو انتخاب کر لیا۔ تقریرالنسا بولیں کہ درست ہے لیکن بہن آپ نے جنسی مشاغل کے تفاوت کا خیال نہ فرمایا۔ سنئے ان تمام مجالس کے جاری کرنیوالے سرکاری ملازم پیشہ وکیل و بیرسٹر ہیں اور اب بھی بہت سی مجالس کے کارکن و روح رواں یہ ہی لوگ ہیں۔ بڑے دنوں میں سرکاری محکمے سب بند ہوجاتے ہیں اور ان لوگوں کو تعطیلات میں اتنا موقع ملجاتا ہے کہ وہ جلسہ کے مقام پر پہنچکر شرکت کرسکیں۔ اس لئے یہ دن مردوں نے اپنے جلسوں کے لئے مقرر کئے تھے لیکن ہم عورتوں کے مشاغل ان سے متضاد ہیں، سردی کے دن چھوٹے ہوتے ہیں اسلئے گھر کے کاموں سے فرصت کم ملتی ہے تعطیل کا زمانہ ہونیکی وجہ سے عموماً ملازم پیشہ مرد گھر ہی میں رہتے ہیں اور اللہ اللہ کرکے یہ چند دن ہر وقت کے ساتھ بیٹھنے کو ملتے ہیں۔ اسکول اور کالجوں سے بچے بھی گھر آجاتے ہیں اور اس طرح گھر چھوڑنا بہت ہی مشکل طلب ہوجاتا ہے اور اسپر سردی میں سفر کی زحمت کا اگر اضافہ کردیا جائے تو پھر کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی کہ جو ہماری اس بیجا مردوں کی نقالی کے خلاف پیش کیا جائے مس متین نے اعتراف کیا اور برجستہ بیگم نے تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ ہمیں اپنے جلسوں کی تاریخیں ایسے موسم میں ہرگز نہیں رکھنی چاہئیں اور ایسے دن منتخب کرنے چاہئیں کہ جب مندرجہ بالا قباحتوں کا خدشہ نہ ہو، اس کے بعد ۴ تاریخ کے ۵ میں تبدیل ہوجانیکا مسئلہ پیش ہوا تقریرالنسا نے بہت سے ظاہر معقول جوابات سننے کے بعد اتنا کہا کہ ایسے اہم و بڑے جلسہ کی تاریخ و تمام باتیں پہلے ہی سے طے کرکے مشتہر کردینی چاہئے، اور اگر کسی خاص اتفاقی وجہ سے تاریخ بدلنی پڑے تو سکریٹری صاحبہ کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اس کی اطلاع کسی نہ کسی ذریعہ عام کرنیکا انتظام ضرور کریں، برجستہ بیگم نے مذاقاً کہا کہ درست ہے ورنہ استفساری تاروں کا جواب کا خرچ کس مد میں درج کیا جائے اور اسے کون پاس کرے" اور ہاں یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ کانفرنس کا جلسہ زنانہ صنعتی نمائش کے پنڈال ہی میں ہوگا۔ اسلئے وہاں ٹکٹ لیکر جانا ہوگا، لیکن ممبروں اور چندہ دینے والیوں کو ٹکٹ داخلہ مفت دیا جائیگا، تقریرالنسا کو بڑا تعجب ہوا اور وہ کہنے لگیں کہ اس طرح تو جو صرف جلسہ میں شریک ہونا چاہیں انکو بھی ٹکٹ خریدنا ضروری ہوجائیگا چار آنہ میرے یا آپ کے لئے بڑی رقم نہ سہی لیکن یہ اصول غلط ہے کہ کانفرنس کے جلسہ کی شرکت بلا ٹکٹ نہ ہوسکے میرا خیال ہے کہ جلسہ کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ بجائے کسی ایسی رکاوٹ کے اور سہولیت پہنچائی جائے میری رائے میں تو جلسہ میں شریک ہونیوالیوں کو جلسہ کے بعد نمائش میں مفت داخلہ کا لالچ جلسہ کی رونق ہی نہیں بڑھادیگا بلکہ وہ پیغام جو آپ اپنی جنس کو پہنچانا چاہتی ہیں اس طرح کثیر التعداد عورتوں کو پہنچ سکے گا۔ اور وہ تجویزیں جو آپ پیش کرکے پاس کریں اور جن کی قوت پر آپ اپنے حقوق کے لئے کوئی مطالبہ گورنمنٹ یا اپنے مردوں سے کرنا چاہیں وہ پچاس ساٹھ عورتوں کی بجائے کئی سو عورتوں کا پاس شدہ ہونے کی حیثیت سے زیادہ وقیع مانا جائیگا۔ بہرحال یہ بہتر ہوگا کہ پیسہ بھیجکر آج ہی ہم اپنے ٹکٹ منگالیں تاکہ دروازہ پر بھیڑ بھاڑ سے بچ جائیں اور ٹکٹ خریدنے کیلئے دروازہ پر بیکار انتظار نہ کرنا پڑے۔ برجستہ بیگم نے کہا کہ نہیں، ہم دونوں ممبر ہیں اور آپ کا شمار چندہ دینے والیوں میں ہے اور پھر آپ خاص طور پر مدعو بھی ہیں اور چھ سو میل سے آئی ہیں اور ساتھ ہی آپ کی تقریر بھی ہونیوالی ہے۔ لہذا قاعدہ کے مطابق ہمارے لئے داخلہ مفت ہوگا، تقریرالنسا بولیں کہ بہت خوب تو آپ کے لئے ٹکٹ آچکے ہوں گے۔ کیا میرا ٹکٹ بھی منگا لیا ہے، برجستہ بیگم نے کہا کہ نہیں پنڈال کے دروازہ پر ہی ملجائیگا، تقریرالنسا کہنے لگیں کہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے دروازہ پر کیسے کوئی پہچانیگا کہ آپ ممبر اور میں چندہ دینے والی ہوں، خیر دیکھا جائیگا، آپ برائے کرم مشغول بانو کو میرے آنیکی اطلاع کر دیجئے: ۵ کو صدر صاحبہ سنا ہے ۵ بجے صبح تشریف لائیں، استقبال کے لئے مشغول بانو اور ان کے ہی گھر کی پہنچیں سردی کی وجہ سے اور کوئی نہ گیا۔ تقریرالنسا بولیں کہ اول تو جیسا میں نے عرض کیا کانفرنس سردی میں رکھی ہی نہ جاتی اور جب ایسا ہو ہی گیا تو یہ سردی کی وجہ نہیں سرد مہری و سرد دلی تھی کہ جو کوئی استقبال کو نہ گیا اور نہ صدر صاحبہ کی آمد کا وقت سب کو معلوم ہوسکا۔ ڈیڑھ بجے دن کے برجستہ بیگم مع تقریرالنسا، اور چار اور ساتھیوں کے

پنڈال کے دروازہ پر پہنچیں چند نوجوان اسکول کی لڑکیاں دروازہ پر ٹکٹ بیچنے اور دیکھنے کے لئے کھڑی تھیں، برجستہ بیگم نے [illegible] تو انہوں نے روکا، اسکول کی لڑکیوں کی شوخی سے کون واقف نہیں روکا اور اس طرح کہ برجستہ بیگم کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ لڑکیوں [illegible] دینے والیاں ہیں قاعدہ سے ہیں داخل منت ہونا چاہئے۔ لڑکیوں کو ان جھگڑوں سے کیا غرض تھی بولیں کہ نہیں نہیں جب تک [illegible] ہم اندر نہ جانے دیں گے۔ تقریر النساء فوراً آگے آئیں، اور انہوں نے کہا کہ اچھا لاؤ چار ٹکٹ دیدو۔ لڑکیاں بولیں کہ ہم ہی پہلے [illegible] دو دو ٹکٹ دینگے۔ ٹکٹ خرید لئے گئے لیکن برجستہ بیگم اور مس تمہید کو یہ طعنہ ناگوار ہوا گو تقریر النساء نے اس عمر کے نفسیاتی پہلو کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی پرواہ نہ کی۔ اندر جا کر برجستہ بیگم نے ایک لڑکی سکریٹری صاحبہ کو بلانے کے لئے بھیجدی تاکہ وہ تقریر النساء کو ان سے ملا دیں۔ تقریر النساء نے برجستہ بیگم سے کہا کہ آپ لڑکیوں کی شوخی پر کچھ برافروختہ سی ہو گئیں یہ انکا قصور نہیں ہے، کم از کم ایسے جلسے میں جہاں باہر تک کی عورتیں شریک ہوں دروازہ پر استقبالیہ کمیٹی کی کسی ذمہ دار ممبر صاحبہ کو ضرور کھڑا ہونا چاہئے، کہ جو آنیوالیوں کا استقبال ہی نہیں بلکہ دیگر ذمہ داری کے کاموں میں گرلز والنیٹرز کی امداد کر سکیں اور شریک ہونیوالیوں کو کانفرنس کی ایک ذمہ دار بہن کی موجودگی سے مدد مل سکے۔ بہرحال مشغول بانو تشریف لائیں۔ بڑے تپاک سے ملیں اور فرمانے لگیں کہ بہن بہت ہی عدیم الفرصت اور پریشان ہوں۔ ایک سکریٹری کی مشغولیت کو آپ خوب سمجھ سکتی ہیں۔ آئیے جلسہ شروع ہونے والا ہے، ہاں بہن تقریر النساء میری رپورٹ کے بعد آپ کی تقریر ہے“

عورتیں جو ادھر ادھر گھوم رہی تھیں ایک نصف دائرہ بنا کر میز کے اردگرد بیٹھ گئیں۔ سیکریٹری صاحبہ نے فرمایا کہ وقت ہو گیا، اس اشارہ پر شتاب خانم صاحبہ جنکو پہلے ہی سے ہار پہنا دیا گیا تھا اٹھیں اور بڑی خوش الحانی سے الحمد شریف کی تلاوت کے بعد اس کے معنی بتا کر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئیں، اس کے بعد ہی فصیح اختر صاحبہ نے ایک تحریر پڑھی، وہ کیفیت جسکا ہر مقرر کو تجربہ ہے فصیح اختر پر طاری تھی جس کا ثبوت اس سے ملتا تھا کہ بہت سی سننے والیوں نے مشغول آباد میں یہ ہے اور وہ ہے کے علاوہ اور بہت کم سنا اور سمجھا۔ گمان کیا گیا کہ شاید یہ استقبالیہ کمیٹی کی صدر صاحبہ کا خطبہ ہوگا، بہرحال بلیغ نگہت صاحبہ کی باری آئی تو ہندوستانی شرم وحیا نے پورا غلبہ کر لیا تھا یہاں تک کہ ایک سن رسیدہ بہن سے نہ رہا گیا اور انہوں نے کہہ ہی دیا کہ بیٹی ویسے تو بہت باتیں کرتی ہو اور جلسہ میں آ کر دو بول بولدینے میں کیوں گھبراتی ہو۔ خیر وہ آئیں اور صدر صاحبہ کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گئیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ شاید فصیح صاحبہ نے صدارت کی تجویز اور بلیغ صاحبہ نے تائید کی ہو لیکن اس رسم کو کسی نے پورا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، اس کے بعد بیگم عادل صاحبہ نے ایک پرچہ نکال کر پڑھا جس کا مفہوم عام طور پر یہ سمجھا گیا کہ وہ مشغول آباد کی رہنے والی ہیں۔ وہاں انہوں نے اپنے قیام کے زمانہ میں جنسی بہبودی میں کتنا حصہ لیا، اب سکریٹری صاحبہ نے اپنی رپورٹ پڑھ کر سنائی، تقریر النساء اب تک خموشی سے یہ سب سن رہی اور دیکھ رہی تھیں رپورٹ کے بعد سمجھ گئیں کہ مشغول آباد کی مشغولیت میں ہرگز کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے، وہاں کی بہنیں ابھی اسی طرح مشغول ہیں جیسی کہ پچاس سال یا ایک صدی پیشتر تھیں اور یہ تمام فسانہ صرف مشغول بانو کا لکھا ہوا ہے۔ وہ یہ سوچ ہی رہی تھیں کہ سکریٹری صاحبہ نے فرمایا کہ بہن اب آپ کی تقریر ہے، تقریر النساء صاحبہ نے تقریر کی جس کا مفہوم یہ تھا۔

ہمرہاں رفتند و ما ماندیم دوزدان درکمین خانہ ملاح در چین ست و کشتی در فرنگ

تقریر النساء کی تقریر کے بعد صدر صاحبہ نے تقریر النساء کے بیان کردہ مضمون پر ایک عالمانہ تبصرہ کیا اور چونکہ صدر صاحبہ کی وسیع الخیالی اور تجربہ کاری کا دریا امنڈ رہا تھا، تقریر النساء یہ سوچ رہی تھیں کہ کاش ایسی قابل خاتون اپنا خطبہ صدارت لکھا تیں تو اس جلسہ کے لئے نہ سہی عام پبلک کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا۔ جلسہ دو بجے شروع ہوا تھا اور تین بجے شتاب خانم صاحبہ کو فیشن آباد کی گاڑی پکڑنی تھی اس لئے تین بجے عین تقریر کے وقت صدر صاحبہ کو گھڑی دکھا دی گئی اور وہ فوراً ختم کر کے ہار پہن کر

اس لئے کتنی ہی مستورات نمائش کی چیزیں دیکھ دیکھ کر اپنے گھر جانے لگیں،

شام کو جب تک بیگم صاحبہ کے نشست کے کمرہ میں آزاد بیگ صاحب کو دکھو دکھو کر دریافت کرنا چاہتے تھے کہ کتنی مستورات کا مجمع تھا، استقبالیہ کمیٹی کی صدر صاحبہ نے ہمارے مشغول آباد اور یہاں کے مقامی مسائل پر کن الفاظ میں تبصرہ کیا۔ صدارت کی تجویز کن تمہیدی فقروں سے شروع ہوئی۔ تائید میں کس نے اپنا زور کن دکھایا، سکریٹری صاحبہ نے کون سے کاموں کو انجام دیا اور کن مقامی ضروریات کا تذکرہ کیا صدارت کی رسم کے وقت مجمع میں ہیجان تھا یا سکوت، خطبہ صدارت میں جنسی، ملکی، بین الاقوامی اور دیگر کون سے مسائل کو قابل صدر صاحبہ نے اہم اور قابل توجہ ظاہر کیا اور ابتر کیا۔ نئے زنی کی اور آئندہ کیلئے کس دستور العمل کی ہدایت کی خطبہ صدارت کے بعد تقریر کرنے والی بہنوں کی تعداد کیا تھی اور انہوں نے کیا کہا کس طرز میں کہا اور آخر میں کون کون سے ریزولیوشن پیش ہوئے، کون سے مسترد کئے گئے، اور کتنے پاس ہوئے۔ ان کے ان سوالات کی بھرمار کا جواب صرف یہ تھا کہ تقریر النسا برجستہ بیگم کا منہ تکتی تھیں اور برجستہ بیگم کبھی اپنے موتیوں کے ہار کو اپنے ہاتھ میں لیکر اس طرح ہلاتی تھیں کہ جیسے ان کا وزن معلوم کرنا چاہتی ہوں، کبھی اپنی کلائی کی گھڑی پر اس طرح ہاتھ پھیرتی تھیں کہ گویا انگلیوں کے ذریعہ وقت معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور کبھی اپنے ڈرائنگ روم کی ایک ایک چیز کو اس طرح دیکھتی تھیں کہ جیسے پہلے کبھی دیکھی ہی نہ تھی، ہاں تقریر النسا کی صاحبزادی اور مس حمیدہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اور کبھی کبھی آزاد بیگ صاحب کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔ آزاد بیگ سنجیدہ تجربہ ہونے کے باوجود بھی اپنے سوال کا اور وہ بھی برجستہ بیگم سے جواب نہ پاکر ہمیشہ برافروختہ ہو جایا کرتے تھے لیکن اسوقت اپنے سوالات کے جوابات نہ پاکر کچھ حیران سے ہوئے اور تقریر النسا صاحبہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے، تم لوگ مردوں کو اپنی مجالس میں آنے نہیں دیتیں اور جب کوئی مرد پوچھے تو کچھ بتاتیں بھی نہیں تو کیا وہاں مردوں کے خلاف کوئی خاص سازش کی گئی ہے، تقریر النسا نے جواباً کہا کہ جی نہیں، یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشغول آباد کے مردوں نے عورتوں کے خلاف یہ سازش کر رکھی ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو مبلغین، رہبران قوم تہذیب یافتہ و متمدن بنائے پھریں اور عورتوں کے عیب نکالنے میں سب سے اول صف میں نظر آئیں لیکن عورتوں کی اصلاح کرنے انہیں تمدن کے معنے سمجھانے انہیں جلسوں کے آداب و طریقہ کار سکھانے اور ان کو کامیاب و مفید شہری باشندے بنانے کے لئے آسمان سے فرشتوں کے نازل ہونے کا انتظار کرتے رہیں، ہم آپ کو کیا بتائیں کہ جلسہ میں کیا ہوا، مردوں کی لاپرواہی، مردوں کی ظاہر پرستی، مصنوعیت، مردوں کے گھروں کی کیفیت اور ان کے عملی اصلاح سے روپوشی کا مظاہرہ ہوا جس طرح یہ مسلمہ ہے کہ گھر کے باہر کے معاملات میں فی الحال ہم مردوں کی شاگرد ہیں۔ اسی طرح امتحان کے وقت ہماری کامیابی یا ناکامی بھی ہمارے مردوں کی حقیقی قابلیت و ناقابلیت کا بین ثبوت ہے، آپ بہت مصر ہیں اور سننا ہی چاہتے ہیں تو لیجئے سنئے، سردی کے موسم میں تاریخ مقرر کی، بلا اطلاع مطبوعہ اشتہار کی تاریخ بدل دی گئی، جلسہ و نمائش کے داخلہ کو ایک کر دیا گیا، دروازہ کے انتظام لڑکیوں کے ہاتھ میں دیدیا اور جب جلسہ شروع ہوا تو پچاس ساٹھ عورتوں کا مجمع تھا، اس تمہید کا خیال تھا کہ ڈیڑھ دو سو عورتیں تھیں تو میں نے ان ہی کے ذمے یہ خدمت سپرد کر دی کہ وہ حتی الامکان سب کو گن لیں، انہوں نے دو تین دفعہ شمار کیا لیکن پچاس پچپن سے اوپر نمبر نہ گیا۔ معلوم ہوا کہ ہڑتال کی وجہ سے مستورات نہ آئیں، افسوس ایک وہ عورتیں ہیں کہ جن کی قربانیوں اور سرفروشیوں کے صلہ میں ہڑتالیں ہوتی ہیں اور ایک یہ کہ جو اپنی جنسی بہبودی تک کے لئے ہڑتال کے مصنوعی خطرہ کا بہانہ کر کے گھر تک سے نہ نکلیں۔ ان کی اصلاح دینے والے مزدور مرد ہوں گے جن کی بیداری و ترقی کی خواہش کے فقدان کا یہ بڑا زبردست ثبوت ہے۔ صدر صاحبہ اگر یار نہ پہنچتیں ہوتیں تو شاید یہ بھی کوئی نہ جانتا کہ کونسی ہیں استقبالیہ کمیٹی کی صدر صاحبہ کا منہ دیکھنے کو ترس گئے، سکریٹری صاحبہ کی رپورٹ سے پہلے دو بہنوں نے پرچوں میں سے کچھ پڑھا، اور ایک نے زبانی شکریہ ادا کیا۔ اسکو آپ استقبالیہ کمیٹی کی صدر صاحبہ کا خطبہ سمجھ لیجئے یا صدارت کی تجویز یا تائید یا تعارف کہہ لیجئے۔ بہرحال اس تمام وقت بلکہ اس سے بھی پہلے سے صدر صاحبہ کرسی صدارت پر موجود

تھیں، پھر سیکریٹری صاحبہ کی رپورٹ ہوئی اور ہم خطبہ صدارت کی تمنا ہی میں رہے کہ مجھے تقریر کرنا پڑی ماسٹک[illegible] تقریر لیڈ کا منہ آنا چاہیے تھا، لیکن صدر صاحبہ نے میری تقریر کی تائید کرتے ہوئے حقیقتاً بہت ہی عالمانہ لیکچر دیا۔ اس کو آپ [illegible] عصمت کا بدل کہہ لیجئے، ایک گھنٹہ گذر گیا اور چونکہ صدر صاحبہ کو فوراً ہی واپس جانا تھا اس لئے جلسہ برخاست ہو گیا۔ سننے والی بہنوں [illegible] ملنے والیوں سے جو کچھ زمانہ بعد ملی تھیں اس ہی دوران میں گفتگو بھی کر لی، لڑکیوں کو مذاق و ہنسی کا موقع بھی مل گیا، اور بعض کو حیرت و تعجب کے اظہار کا وقت بھی میسر ہو گیا، تجویزیں جو پاس ہوئیں اور رپورٹ جو شائع ہوگی اس کو تو کسی مرد کا دماغ اختراع کر ہی لیگا لیکن ہم نے یہ پاس کیا ہے کہ جب تک مرد اپنے گھروں کی عورتوں کو خود یہ تمام باتیں تفصیل کیساتھ سکھانے کی زحمت نہ گوارہ فرمائیں گے، ان جلسوں کا یہ ہی عالم رہے گا۔ یہ کہہ کر تقریر النساء تو چاء پینے میں مشغول ہو گئیں، لیکن آزاد بیگ صاحب ان کی الٹی دیکھکر سٹ پٹا گئے، چاء کی پیالی جس میں چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی ہاتھ میں لئے ہوئے ذرا گردن نیچے جھکائے چشمے کے اوپر سے تقریر النساء کو بے معنی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ کوئی جواب نہیں بن پڑتا تھا کہ تقریر النساء نے چاء کے بعد تازہ دم ہوکر پھر گفتگو شروع کی اور کہا کہ مرزا صاحب! دیکھئے جہاں مرد عورتوں کی حقیقی عملی امداد کرتے ہیں وہاں عورت کی قوت انتظامیہ کیا کچھ نہیں کر دکھاتی، اس کا ثبوت آپ کو انتظام آباد کی کانفرنس کے جلسہ کی تفصیل سے ملجائیگا جو میں آپ کو صرف اس لئے سنائے دیتی ہوں کہ کہیں تمام بدعنوانیوں کا الزام کہ جو آج کے جلسہ میں ہوئیں۔ آپ دل ہی دل میں عورت کی نااہلیت ناقابلیت اور بدسلیقگی کے سر نہ تھوپ رہے ہوں۔

(انتظام آباد کے جلسہ کی کیفیت مئی کے پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں۔) کیپٹن ڈاکٹر نصیر الدین احمد

آنکھوں میں آجا

اے برق تاباں جلوے دکھا جا
اے چشم حیراں ساغر پلا جا
اے نغمہ افشاں نغمے سنا جا
بے خود بنا جا۔ آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا۔ دل میں سما جا

پردے اٹھا دے اے پردہ ساماں
جلوے دکھا دے او جلوہ افشاں
کافر بنا دے اے کفر پنہاں
اے سحر نازاں آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

دانتوں کی لڑیاں حوروں کے آنسو
گیسو میں پنہاں جنت کی خوشبو
آنکھوں میں حیراں کچھ شوخ جگنو
اے مست آہو۔ آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

آنکھوں کی سرخی نرگس فروشاں
پتلی کی بجلی برق پریشاں
رخ کی تجلی ایمن بداماں
حسن فراواں آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

اے پردہ پرور آنکھوں میں کھو جا
اے سحر پیکر پلکوں میں سو جا

اے چشم کافر حالت پہ رو جا
موتی پرو جا۔ آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا، دل میں سما جا

آنکھوں میں تو کر او پرستم۔ جا
اے جان مضطر سینہ میں جم جا
سینے سے چل کر آنکھوں میں تھم جا
پلکوں میں رم جا۔ آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا۔ دل میں سما جا

او مست ساغر کچھ بے ہشی دے
او بادہ پرور کچھ بے خودی دے
اے قطرۂ تر کچھ تازگی دے
کچھ زندگی دے آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا۔ دل میں سما جا

بیدار کر دے اے خواب شیریں
ہشیار کر دے اے صبح سیمیں
سرشار کر دے اے جام رنگیں
اے شعر زریں آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا۔ دل میں سما جا

پرُ نور کر دے اے ماہ رخشاں
مخمور کر دے اے چشم رقصاں
مسرور کر دے اے حسن شاداں
اے برق عرفاں آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

بلقیس جمال بانو

سانپ کا زہر اور منتر

سانپوں کے متعلق عجیب وغریب قصے اکثر سننے میں آئے ہیں، یہ سب جانتے ہیں کہ زہریلے سانپ کا کاٹا ہوا بچتا نہیں البتہ سچا منتر جاننے والا اگر قسمت سے وقت پر ملجائے تو انسان بچ بھی سکتا ہے

سانپ کا قاعدہ ہے کہ کاٹ کے الٹا پھر جاتا ہے اور جو زہر کی تھیلی اس کے تالو میں موجود رہتی ہے، اس کو زخم میں ڈالکر چلا جاتا ہے۔ اگر اسی وقت سانپ کو مار ڈالا جائے تو کہتے ہیں کہ زہر پورا اثر نہیں کرتا۔ یہ بھی منتر والوں کا بیان ہے کہ بظاہر سانپ کا ٹا مردہ معلوم ہوتا ہے مگر تین دن تک اس مردہ صورت میں جان باقی رہتی ہے۔ اگر اس حالت میں حقیقی منتر جاننے والا ملجائے تو وہ اپنے منتر کے زور سے مردہ کو جلا سکتا ہے۔ یہ علم زیادہ تر کامل سادھوؤں میں ہوتا ہے، گو ایسے کامل بہت ہی کم ہیں مگر ہیں ضرور، معمولی آدمی جس کو اس کا شوق ہو تو وہ سانپ کو دور کرنے کے لئے منتر سیکھ سکتا ہے، اور کامیاب ہوتا ہے لیکن جس قدر زیادہ علم اس شوق کے لئے حاصل کرنا پڑتا ہے، اتنا ہی زیادہ پرہیز بھی لازمی ہے۔ اگر کسی وقت بھی پرہیز کو توڑ دے تو منتر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور پھر کوئی اثر نہیں رہتا اسی لئے منتر جاننے والے کو اصول کی پوری پابندی کرنی پڑتی ہے،

ذاتی تجربہ ایک روز ہم لوگ سویرے باغ میں بیٹھے ہوئے نہاری کھا رہے تھے سامنے کچھ گملے رکھے ہوئے تھے، پھول پتیاں خوبصورتی سے نظر آ رہی تھیں، اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ کوئی لمبی سی چیز آہستہ آہستہ گملوں کے اردگرد بل کھا رہی ہے۔ میں سمجھ گئی کہ ہو نہ ہو یہ سانپ ہو۔ اسی وقت ہم نے اس ملازم کو فوراً آواز دی جسے سانپ کو وہیں روک دینے کا منتر آتا تھا۔ وہ جلدی سے آیا اور فوراً منتر پڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ منتر پڑھتا گیا، سانپ گملے کے اطراف میں بل کھاتا ہوا وہیں کا وہیں بے حس وحرکت رہ گیا اس کے بعد وہ ملازم چلا گیا۔ اور دو اور ملازموں کو بھیجدیا جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں وہ دونوں موقع پر پہونچے سانپ بے ہوش پڑا تھا۔ چند لاٹھیاں مارنے پر اس کا خاتمہ ہوگیا، ہم برابر دیکھ رہے تھے کہ منتر پڑھنے کے بعد بمشکل ہٹ سکا اور وہیں کا وہیں رہ گیا اور ختم کر دیا گیا، مارنے کے بعد جب سانپ کو دیکھا تو واقعی بہت زہریلا تھا۔ ملازم سے پوچھا کہ یہ کیسے تم نے منتر پڑھا تھا اور اس کا یہ اثر ہوا کہ سانپ وہیں کا وہیں رہ گیا، تم نے خود کیوں نہیں مارا، دوسرے ملازموں کو اسکے مارنے کے لئے کیوں بھیجا۔ اسپر ملازم نے کہا کہ حضور اگر میں مارتا تو ہمیشہ کے لئے منتر کا اثر جاتا

دوسرا واقعہ ایک پہاڑی پر ایک کوٹھی خوشنما بنی ہوئی تھی اسکے اطراف میں اکثر سانپ نظر آتے تھے، ایک پہرہ دار کو کمال کے منتر آتے تھے۔ اس نے اپنے منتر کے زور سے سانپوں کو مسحور

گیا تھا۔ ہمارے عزیزوں کو بیحد شوق تھا کہ اس منتری کا کسی موقع پر کمال دیکھیں۔ ایک روز ایک ملازم دوڑا ہوا آیا اور کہا حضور بس اب موقع ہے تشریف لائیے۔ سب چلے اور باغ کے اس حصہ میں پہنچے جہاں جہاں بڑے لمبے سانپ دوسے آتے دکھائی دئے۔ سب لوگ بہت ڈرے۔ مگر منتری نے اشارہ کیا کہ کوئی حرج نہیں، کچھ نہیں کر سکتا، اور نہایت چالاکی سے گول خط لکڑی سے زمین پر کھینچ کے اسی سانپ کو اسی دائرے میں بند کر دیا، اس نے منتر پڑھ پڑھ کے دائرہ میں گھیر لیا ○ سانپ کے منہ سے خون نکل رہا تھا اور اس کی یہ کیفیت تھی کہ وہ دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا رہا مگر جب ہی دائرہ کے پاس آتا اور واپس لوٹ جاتا، مجال نہیں کہ دائرہ سے باہر چلا جائے، دیوانہ وار چوگرد پھرتا رہا، مگر دائرے سے باہر نہ نکل سکا اسی حالت میں اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ بھی چشم دید ہے

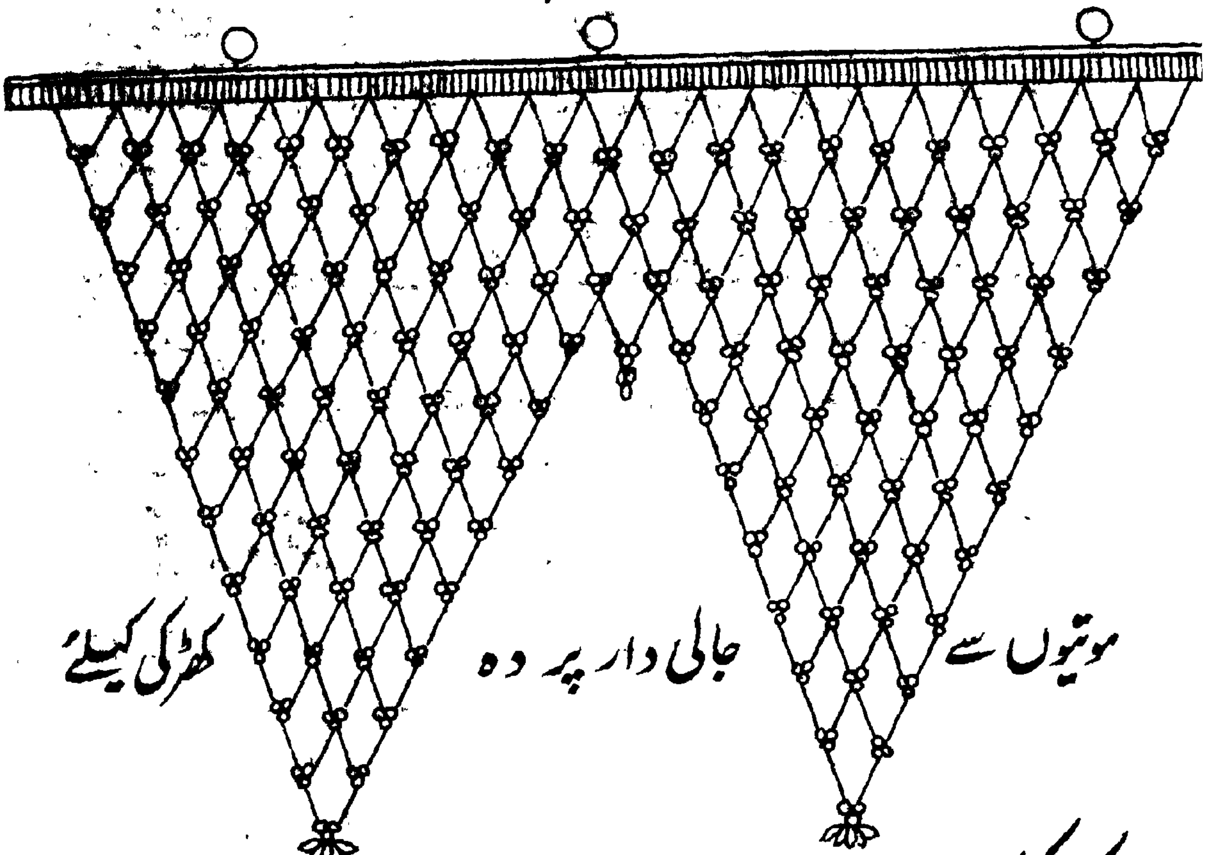
تیسرا واقعہ

یہ واقعہ کسی اور نے دیکھا ہو گا اسکو صحیح مانتے ہیں بڑے پنڈتوں سے اس قسم کی باتیں سن چکی ہیں

ایک گاؤں میں کسی بچے کو سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر چڑھتے چڑھتے بالکل مردہ ہو گیا، اسکی تجہیز تکفین کی تیاریاں ہونے لگیں اور قریب تھا کہ جنازہ اٹھے اتنے میں ایک سادھو پھرتا پھرتا ادھر آ نکلا، اور پوچھنے لگا کہ مرنے والے کو کیا ہوا تھا، لوگوں نے ساری کیفیت بیان کی، سادھو نے کہا کہ ذرا مجھے بھی دیکھ لینے دو، شاید کچھ میں مدد کر سکوں فوراً لوگ اسے اسکے پاس لے گئے۔ اس نے بغور دیکھا تو کہا کہ بے شک بظاہر یہ مردہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ زہر خوب چڑھا ہوا ہے۔ مگر ابھی یہ زندہ ہے، جی اٹھے گا۔ سب لوگ ششدر رہ گئے، اور جو کچھ سادھو نے کہا وہ کیا گیا،

سادھو نے کہا، ایک برتن میں دودھ لیکر آؤ، حاضرین میں سے لیکر آ گئے۔ اس کو سادھو نے مردہ کے ایک طرف رکھا۔ خود پاس بیٹھا اور منتر پڑھتا گیا۔ اور چار کنکریاں اٹھا کر چاروں جانب پھینکیں یعنی مغرب مشرق جنوب اور شمال، اور وہ منتر پڑھتا گیا، اتنے میں حاضرین نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک بڑا اژدہا چلا آرہا ہے سب لوگ خوف کے مارے بھاگے اور ڈرے، منتری نے کہا کہ دیکھو جاؤ مت کچھ ایذا نہ ہوگی سب لوگ سہمے ہوئے دیکھتے رہے کہ یہ کیا کرتا ہے اور کیا ہوتا ہے، اتنے میں سادھو کے قریب سانپ جا پہنچا، سادھو نے سانپ کو بہت کچھ ملامت کی اور کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ کاٹ لیا۔ چل جا کر زہر چوس۔ منتر کے زور سے سانپ زخم کے پاس گیا اور زہر چوس چوس کر دودھ میں ڈالتا گیا۔ دودھ بالکل ہرا ہو گیا۔ اور مردہ میں زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ تمام زہر نکل گیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد سانپ اپنا سر پٹک پٹک کے مر گیا،

زہرا بیگم فیضی،



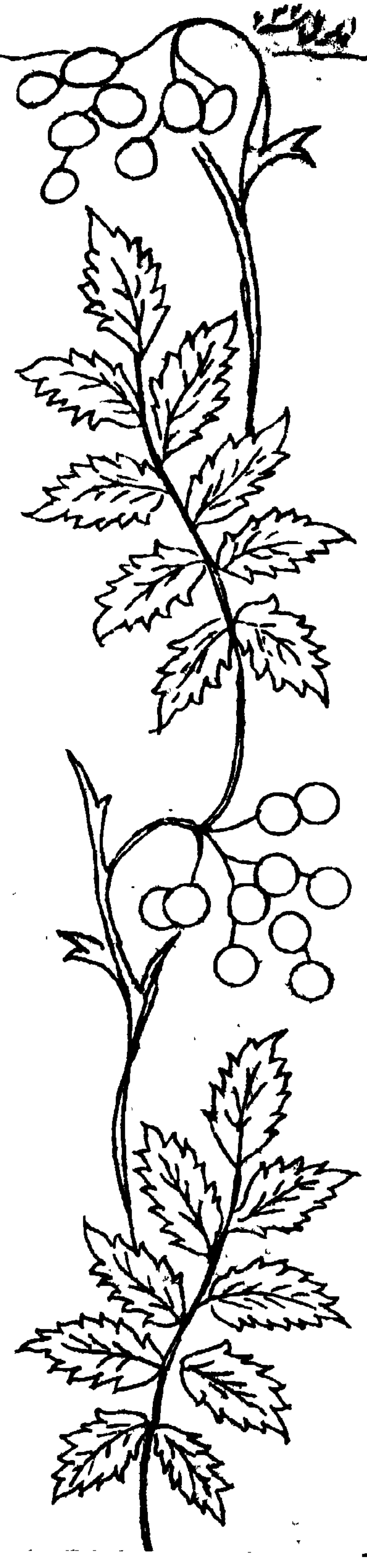
کھڑکی کیلئے جالی دار پردہ موتیوں سے

کھڑکی کا جالی دار پردہ

یہ پردہ کھڑکی پر مناسب ہوگا، دونوں طرف دو۔ دو برنجیوں میں اٹکادیں تو بیچ میں ہوا آنیکو جگہ رہے گی، سنہری نلکیوں اور سبز موتیوں سے بنایا جائے لکڑی میں سوراخ کراکر ڈورا ڈال دیا جائے۔ یا اگر پٹی بنائی ہو تو اس طرح بنائیے۔

دو لڑیاں موتیوں کی پرو لیجئے۔ پھر ایک لڑی کے پہلے موتی میں سے سوئی نکال لیئے، اور نلکی کا نصف ٹکڑا ڈالکر دوسری لڑی کے موتی میں سے نکال لیئے۔ اسی طرح پوری پٹی بنے گی، اب کھڑکی کے برابر ناپ کر لکڑی یا پٹی میں ڈورے سے ڈال لیجئے۔ اور نلکیوں کے دو دو ٹکڑے کر لیجئے، اور تمام لڑیوں پر نصف نصف ٹکڑے اور ایک ایک موتی پرو لیجئے۔ پھر دو لڑیاں ملاکر ایک موتی پرو دیئے۔ اسی طرح سب لڑیوں میں پرو ئیے۔ اب ان دو دو لڑیوں میں الگ الگ نلکی کا نصف ٹکڑا اور ایک ایک موتی پرو کر دائیں بائیں کی دوسری لڑیوں میں ملاکر ایک موتی پرو لیجئے۔ جب اس طرح تین خانے بن چکیں تو دونوں طرف برابر برابر گن کر الگ الگ بنانا شروع کر دیجئے۔ ہر مرتبہ دونوں طرف ایک ایک خانہ کم ہوتا جائے گا جب ایک خانہ رہجائے تو چار چار صراحی دار موتیوں کے گچھے بنا کر لگا دیجئے،

شرافت بیگم

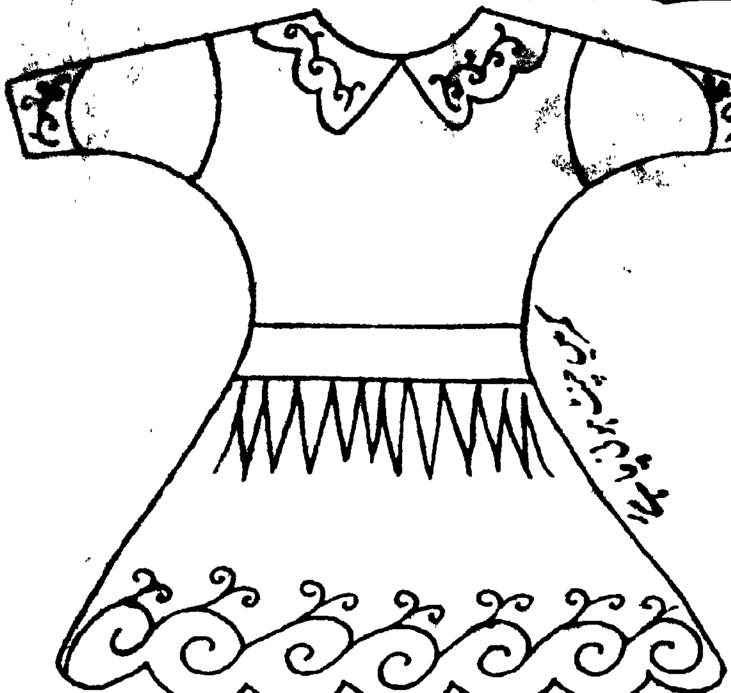


ساڑی کیواسطے کارچوبی انگوری بیل سلمہ کا کام

اشیاء ضروری: موٹے تار کا سنہری سلمہ، سنہرے ستارے۔ سنہرا چوپہلہ سلمہ۔

اس بیل کی ساری کے کنارے ڈزائن کریں، ٹہنیاں موٹے تار کے سلمہ سے اور پتیاں چوپہل سلمہ سے بنائیں، اور ہر انگور (یعنی گول نشان) پر ایک ایک ستارہ ٹانک دیں۔ بہت خوبصورت بیل تیار ہو گی، مخملی فیتہ پر بھی بنا کر ساری کے کنارے ٹانکتے ہیں۔ زیادہ مضبوط ہوتا ہے،

مس رقیہ خانم کلکتہ



انگلش کٹ فراک

تراشں کی ترکیب

یہ فراک الگ الگ تراشا جاتا ہے۔ کرتہ آستینیں گھیر سب علیحدہ تراش کر رکھو کمر کے واسطے چار انگل چوڑا ایک پٹی کمر کے ناپ سے کف کولر وغیرہ۔ یہ سب تراش رکھو گھیر کو نہ کترکے کنگورا کاٹ لو۔ پھر سیلائی شروع کرو،

سلائی کی ترکیب

کرتے کے دونوں پہلو سی لو، پھر آستین سی کر یعنی کف وغیرہ لگاکر کرتے کا مونڈھا تراش کر آستین جوڑ دو، گلا تراش کر کولر لگا لو، اور پیچھے کے جانب کرتے کو گردن سے کمر تک چاک کرکے دو طرف دو پٹی کاج بتام کے واسطے لگا یا جائے پھر کرتے کی کمر میں وہ چار انگل چوڑا پٹی جوڑ کر گھیر میں چنٹ لگا کر پٹی کا دوسرا سرا گھیر میں جوڑ دو فراک تیار ہوگیا، اب گھیر کے دامن میں اگر موتیوں کا کام یا کشیدہ کاری کا کرنا ہو تو مطابق خاکہ کے ڈی ایم سی دھاگے سے کاڑھ لو، اسی طرح کف اور کولر پر بھی کاڑھ ہو، بہت خوبصورت معلوم ہوگا۔ اور گھیر میں چنٹ جس قدر زیادہ ڈالی جائے گی خوبصورت ہوگا، گھیر کم کپڑے کا نہ کرو،

عالم آرا بیگم کلکتہ

مستقل عنوان — جس میں سنگھار
[illegible] — و آرائش بھی شامل ہے

خانہ داری

رنگ سے حسن میں اضافہ صاف گورے رنگ یا سنہرے بالوں والی بیبیاں سبزی مائل نیلا، سنہری زرد یا سیاہ لباس بجز یا پہن لیں شام کے وقت سفید لباس زیادہ خوبصورت معلوم ہوگا۔ جس بی بی کے بال بہت سیاہ ہوں شوخ سرخ، سبز کبار عنابی، آتشیں، زرد، قرمزی، سبز رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہیں،

جو بیبیاں نہ گوری ہوں نہ کالی ان کے لئے موزوں لباس کا انتخاب ضرور مشکل ہے وہ اپنی آنکھوں کی رنگت اور روپ کے طرز پر غور کریں۔ اگر آنکھیں بالکل نیلی ہیں تو آسمانی لباس حسن میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ اگر ان کا رنگ سبزی مائل نیلگوں ہے تو عمدہ بندھا سبزی مائل رنگ پسند کریں اس سے ان پر دلکشی اور تازگی دونوں کی آب آجائیگی۔ اگر آنکھیں زرد ہیں تو سبزی مائل ابھرا ہوا ان سے ملتے جلتے رنگ اختیار کریں،

اب روپ دیکھا جائے۔ اگر یہ ایسا ستھرا ہے کہ اس میں کوئی رنگ نہیں پایا جاتا تو ہلکا زرد و سبز کپڑا پہن کے وہ خوش رنگی اور روپ رنگین سے رنگ برانڈ دی مائل سرخ زیادہ موزوں ثابت ہوگا اور پہننے والی تندرست باہر پھرنے والی بیبیوں کا نمونہ معلوم ہوگی، اگر کسی کا رنگ و روپ سانولا ہو تو مکدر ہونے کی کوئی بات نہیں۔ کپڑے کی موزوں رنگت منتخب کرنے سے وہ بہت دلکش بن سکتی ہیں۔ پیلا رنگ ان کے لئے موزوں نہیں کیونکہ اس سے ان کا رنگ بغیر کسی آمیزش کے اور بھی کملا نہیں تو نہایت تندرستی کا سرخ رنگ پسند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رنگ ڈگبرا ہو لیکن اس میں ایسی شوخی جو آنکھوں کو چبھے نہ پائی جائے۔ ایسی بی بی جب کپڑا پسند کریں تو ایسا رنگ پیش نظر رکھیں جو گہرے بھورے پن سے سرخی امتیاز کرے

ہاتھوں کی زیبائش صابن کی جگہ استعمال کرنے سے ہاتھ زیادہ صاف ہو جاتے ہیں، انگلیوں کی پشت پاوران کے آخری جوڑوں پہلے گرم پھر بعد میں ٹھنڈا او جلد ملائم کرنے کے لئے کھردرے پتھر پر کولڈ کریم چپڑ کے ہاتھوں اور بانہوں پاؤں پر لگانے کے بعد روزانہ یہ عمل احتیاط سے کیا جائے تو جلد سخت نہیں ہوتی اور فضول بال بھی پیدا نہیں ہوتے رہونیکے بعد تھوڑا نکو پانی سے دھو دینا چاہئے اگر ہاتھ پھٹے ہوئے ہوں تو یہ سفوف بنالو اکسائیڈ آف زنک دو ڈرام، بورک ایسڈ دو ڈرام، ٹالکم پوڈر چار ڈرام شامل کر کے رکھ لو [illegible] ایک اونس ڈالو، چینا سنگ، پکی ہوئی اور بس روشن ایک اونس۔ یہ سفوف عرصہ تک کام دیگا اور نہار ہاتھوں کے لئے بہترین چیز ہے۔ جتنی کے آنے سے ہاتھ دھونے کے بعد گرم صابن کے پانی میں جس میں تھوڑا سا امونیا ملا ہو انگلیاں ڈالے رکھو۔ پھر خشک کر ڈالو اور ناخنوں کو کتر ڈالو، اس کے بعد ناخنوں کے گرد کی جھلی کو کسی چیز سے پیچھے کو اس طرح سرکاؤ کہ نصف چاند کی شکل اختیار کرے۔ پھر اکسائیڈ آف ٹن بورک ایسڈ پوڈر اور ٹالکم پوڈر کے ساتھ ملا کے اس سے ناخنوں پر لگاؤ۔ یہ سفوف روزانہ استعمال نہ کرنا چاہئے، ہفتہ میں تین مرتبہ بہت کافی ہے۔ اس کے بعد صاف کرنے کے چمڑے کو

جلا دیو و۔ اگر ناخنوں کو سرخ کرنا منظور ہو تو کارمائن قرمزی رنگ (Carmine) کی ہر ایک قسم [illegible] آئل آف [illegible] (Oil of bergamot) [illegible] ہیں جیسے کورے ہو [illegible]
خوب [illegible] روغن ذکا تن ذول ہے اسے ناخنوں پر لگاؤ یہ احتیاط ہے کہ وہ بہت [illegible]
چہرہ کی جھلی [illegible] عورتوں کو سائنس کی بدولت جھلی کا طریقہ [illegible]
یعنی نقاب [illegible] اس سے چہرے کے عیب چھپ جاتے ہیں اور ڈھک جاتے ہیں اس سے چہرہ صاف ستھرا ہو جاتا [illegible]
رہتی ہیں جلد کو سکون ملتا ہے اور ان میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ غرضیکہ بڑھی کمال [illegible] ہو جاتی ہے۔

ان کے عجیب عجیب نام ہیں کے باوجود بعض کے اجزا اس قدر سادہ اور سستے ہیں کہ ہر بی بی انہیں اپنے گھر میں بنا سکتی ہے روزمرہ کے روزانہ جھگڑوں سے فارغ ہو کے پیدا اپنی سہیلیوں سے ملنے سے پہلے اسے لگا سکتی ہے آج کل حسن و آرائش کے سامان بیچنے والی ہر دوکان پر یہ اجزا ملتے ہیں اور اس کے ساتھ استعمال کی ہدایات بھی ہوتی ہیں ان کو لیجئے اور جا [illegible]

کہیں دودھ استعمال ہوتا ہے کہیں چھاچھ کہیں سالم انڈے کہیں دوسری چیزوں سے تلے ہوئے انڈے [illegible] ملا ہوتا ہے کسی میں پیرافین ([illegible]) بعض میں اجناس خوردنی بہت خوبی و صفائی سے ملائے جاتے ہیں تاکہ شکل اندر کی جھلی ہر طرح مکمل جم جائے اور مضبوط اور تازہ ہو جائے۔ بعض مرہم کی طرح انگلیوں سے لگائے جاتے ہیں اور بعض [illegible] کے ساتھ، کچھ بھی شکل ہو آج کل سائنس نے جلد کو دلکش بنانے والی چیزوں کو بہت بڑھا دیا ہے۔

محقق کہتے ہیں کہ ابھی تو ابتدا ہے وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ایسے مرکبات تیار کئے جائیں گے کہ عمر اور فکر کی پیدا کی ہوئی جھریاں اور جھائیاں ظاہر کبھی نہ ہوں گی اور عورت کا رنگ روپ ہر عمر میں یکساں رہیگا وہ بھی کچھ نہیں بلکہ تازہ [illegible]

گرم گرم: بعض لوگ صبر نہیں ہوتا انہیں چیز لی اور چڑھا گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی ہونٹ جل جاتا ہے کبھی زبان کبھی کا گلا۔ پھر ایسے دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کے پیتا ہے والی مثل صادق آتی ہو۔ [illegible] کھانے سے انکار ہے جب تک کھانا برف سا ٹھنڈا نہ ہو جائے، اس معاملہ میں ماؤں کو محتاط رہنا چاہئے۔

اگر زبان یا منہ کی جھلی جل جائے تو کھانا پینا دشوار ہو جاتا ہے [illegible] پسی ہوئی مصری یا بورا ملا کے چونی کے برابر جگہ میں اتنی مقدار زبان پر [illegible]

اگر گلا جل گیا ہے تو زیتون کے تیل کا ایک بڑا چمچہ سکون دیگا برف بھی تسکین دیتی ہے۔ اگر [illegible] فوراً ڈاکٹر کو بلا کے دکھانا چاہئے۔

ٹھوڑی اوپر کرو۔ چہرہ میں سب سے پہلے ٹھوڑی ڈھلکتی ہے ایسا ہونے لگے تو [illegible] جیسے کسی جلد کسنے والی لوشن یا صرف نمک و پانی میں ڈبو کے آہستہ آہستہ پانچ منٹ تک [illegible] رات کے وقت کسی کولڈ کریم سے اسے صاف کر کے کوئی جلد کسنے والا لوشن لگائیں اور صبح کو کولڈ کریم سے صاف کر کے [illegible]

[illegible] کی کریم اور پاؤڈر لگائیں،

[illegible] کو جذب کرنے والے لوشن میں بھگو کے ٹھوڑی باندھ لینا ایک موثر ترکیب ہے [illegible] یا اس کے خشک ہونے تک لگا رہنے دیں۔ ٹھوڑی ذرا بھی ڈھیلے ہونے کی علامت ظاہر کرے تو [illegible] کا چھوڑ دیں اور ہر وقت کے علاج استعمال کریں جب تک ٹھوڑی میں درست سلسلہ پیدا ہو،

[illegible] بلند رکھیں، کیونکہ اس سے نیچے کی کے درست ہوتے ہیں سر کو جھکانے اور موڑنے کی ورزشیں ہر روز [illegible] کرنے رہنے سے چہرہ میں شباب کی سی موزونیت پیدا ہوگی ٹھوڑی اور گردن کی درستی کا ایک آسان [illegible] طریقہ یہی ہے کہ ایک پر ہوا میں اڑائیں اور اسے پھونکیں مار مار کے ہوا میں اڑتا رکھیں،

آنکھوں کا بڑھاپا۔ صورت شکل اور جسم کی غور و پرداخت بیکار اور محض فضول ہے اگر آپ اپنی آنکھیں جھکی ماندہ اور بیمار ہو جانے دیں، اس سے زیادہ کسی اور طریقے سے زیادہ بڑھاپا نہیں برستا۔ اگر آنکھوں کی کما حقہ نگہداشت کیجائے تو اپنی آنکھوں کو اپنی اصل عمر سے کہیں زیادہ عمر کی ظاہر کرنے لگتی ہیں۔

جن [illegible] کی آنکھوں کے نیچے کھال کا رجحان پھولنے اور بدرنگ ہونے کی طرف ہو انہیں سہ پہر کا سنگھار پاؤ گھنٹہ کے آرام سے شروع کرنا چاہئے، ایک روئی کا رومال ایک سوتھنگ لوشن میں بھگو کے بند آنکھوں پر رکھا رہنے دیں بازاروں میں اس قسم کے بہت سے لوشن ملتے ہیں اور سنگھار کی چیزیں بیچنے والے دوکاندار ان کا خاص اشتہار دیتے رہتے ہیں لیکن سادگی اور تاثیر میں کوئی دوا بورک لوشن Boracic lotion یا چاء کے پتوں کے پانی کا مقابلہ نہیں کر سکتی،

جب چشم بیمار نیچے گوشت و کھال ڈھیلی چھوڑ دیں، تو کھال کسنے والے لوشن کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے، اس میں ایک انڈے کی سفیدی پھینٹ کر ملانے سے اس کا اثر تیز ہو جاتا ہے اور پپوٹے تن جاتے ہیں اور جھریاں دور ہو جاتی ہیں۔ لوشن تھپکی سے جذب کریں کیونکہ اس ترکیب سے کھال تن جائے اور کھنچنے نہ پائے آج کل رنگین ایری نائیڈ [illegible] کے چھوٹے چھوٹے دور تھپکی دینے والے ([illegible]) چندلانے میں بازار سے مل سکتے ہیں اور ہر بی بی کے سنگھاروں میں ان کا ہونا ضروری ہے، اگر آپ کو کم فرصتی کی شکایت ہے تو تولیہ کا کچھ حصہ گرم پانی میں ڈبو کے بند آنکھوں پر رکھنا تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ کام دے جائیگا،

چند انگریزی کھانے شارٹ بریڈ ایک مزیدار چیز ہے، آٹھ چمچے میدہ، پاؤ بھر مکھن، چھ چمچے کیسٹر شکر ایک چٹکی نمک، ایک لیموں کا چھلکا اور عرق لیں مکھن اور میدہ ملا لیں پھر مصری اور نمک ملا لیں کسی کونڈے میں انہیں خوب گوندھیں پھر بیلن میں چپٹا کے نصف انچ موٹائی رکھیں، جس پترے پر پھیلا کے تنور میں رکھیں اسے چکنا کریں کسی کانٹے سے اسے گود لیں اور اسے تنور میں ہلکی آنچ پر پکا لیں یہاں تک کہ اس کا رنگ بھورا ہو جائے، ٹھنڈا ہونے پر مربع ٹکڑے کاٹ لیں ان پر چھنی ہوئی تھوڑی سی سفید بورا اور میدہ چھڑک دیں،

اسپنج کیک بنانے کے لئے چار انڈے پانچ چمچے کیسٹر مصری چار چمچے میدہ اور [illegible]
اس میں چھوٹا چمچہ بیکنگ پوڈر نہ ملایا جائے تو بیکنگ پوڈر کی ایک چمچہ میدہ میں چھان لیں [illegible]
پھینٹیں کہ جھاگ اٹھ آئیں۔ پھر مصری ملا کے اتنا پھینٹیں کہ گاڑھا ہو جائے اور چمچہ سے کاٹ [illegible]
اب اس میں ونیلا ایسنس اور اس کے بعد بہت رفتہ رفتہ میدہ ملائیں جب میدہ ملایا جائے تو ترکیب [illegible]
نہ جائے، میدہ کی اس مرکب کے اندر تہ سی بچھاتے چلے جائیں۔ یہ مرکب کسی چکنائی لگے ہوئے ٹین میں [illegible] معمولی
گرم تنور میں گھنٹہ بھر یا اس سے کچھ زیادہ دیر پکائیں بعض آدمی پکانے میں جلدی کرکے اسپنج کیک بگاڑ دیتے ہیں [illegible]
عمدگی کا راز اسے آہستہ آہستہ پکانا ہے اور دوسرے کیکوں کی طرح اس کے لئے ابتدائی حرارت کی بھی ضرورت نہیں

خانگی ٹوٹکے کسی محفل میں جانا ہو اور منہ سے پیاز کی بو آتی ہو یا سانس صاف کرنا منظور ہو تو پان

[illegible] کی ایک ڈنڈی کھالیں، نتیجہ خود ہی نظر آجائیگا۔ یہ خوبصورتی بھی پیدا کرتا ہے،

چرمی ڈبوں میں رکھے رکھے نمی آجاتی ہے اور چپ چپاہٹ اور پھپھوندی سی لگ جاتی ہے۔ فلالین کو گرم پانی میں اور سرکہ میں بھگو کے نچوڑ لیں اور چمڑے پر پھیریں، فوراً ہی کسی نرم کپڑے سے خشک کر دیں۔ [illegible] زیتون چمڑے میں رگڑ رگڑ کے جذب کریں اور وقتاً فوقتاً یہ عمل کرتے رہا کریں

لونگ کا تیل ([illegible]) فلالین کے ٹکڑے پر چھڑک کے موسم برسات میں ٹرنکوں میں رکھ دینا اس قسم کی چپ چپاہٹ پیدا ہونے نہیں دیتا۔ بچوں کو جھوٹ سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ والدین خود بھی صادق اور اپنی بات پر قائم رہیں۔ یہ نہیں ایک دن کسی بات کو سمجھاتے ہوئے کوئی بات کہدی اور دوسرے دن دوسری اس سے بچہ تمہاری بات پر شبہ کریگا، وہ سوچیگا کہ جب تم جھوٹ بول سکتے ہو تو وہ بھی بول سکتا ہے اکثر زندگی میں افسانہ کی سی دلکشی ضرور پیدا کرو۔ باتوں کے فرض کرکے سمجھانے سے جھوٹ بولنے کی رغبت نہیں ہوتی لیکن ڈر سے یعنی کسی قصور پر سزا پانے کے ڈر سے ہوتی ہے۔ اس بات کا ضرور اطمینان کر لو کہ تمہارا بچہ سمجھ رہا ہے کہ اسے جھوٹ بولنے کے لئے سزا دی جا رہی ہے،

دھبے اسٹینوں پر فلالین کا ٹکڑا اسپرٹ آف کیمفر میں ڈبو کے لگائیں یا سفیدی یا ایک چمچہ کے [illegible] سے لئی سی بنا کے لگائیں اور خشک ہو جانے دیں پھر جھاڑ دیں۔

کاٹن وول (Cotton wool) کی باریک تہیں لیموں یا سنترہ یا اناناس کے عرق میں بھگو کے اگر جلد چھل گئی ہو تو زخم پر رکھ کے سوکھنے دیں، گوشت چھوڑ دیں۔ سبزی اور میوہ بغیر مٹھاس کے کھائیں، پلکوں کو کترنا نہیں چاہئے، پلک کے بال پورے طور پر اگنے کیلئے ۱۵۰ دن لگتے ہیں۔ آنکھوں کو ہرگز نہ ملیں (غالباً عینک کی ضرورت ہے)۔ پلکوں کو بورک ایسڈ سولیوشن سے دھوئیں، انکی نمو کے لئے تیل لگائیں۔ نرمی سے یہ عمل کریں اور برش کر دینا چاہئے،

[illegible]

سیر بین

زمین سے سولہ میل اوپر — چند ماہ کا ذکر ہے کہ بلجیم کے ایک پروفیسر نے زمین سے دس میل اوپر پرواز کر کے ایک ایسا مقام دریافت کیا۔ اس نے ایک بڑا غبارہ استعمال کیا جس میں ایک ایلومینیم کا لمبا کمرہ لٹکا دیا تھا جو بیرونی اثرات سے بالکل محفوظ تھا۔ وہ بڑی تیزی سے اس بلندی پر پہنچا۔ اس کے ساتھ اس کا نائب بھی تھا۔ اس جگہ ہوا نہایت رقیق ہے اور زمین کے قطب سے وہ مقام بہت اونچا ہے۔ زمین کے خط سے مراد زمین اور اس کا کرہ ہوائی ہے،

اب انگلستان کے دو بھائیوں نے اس سے زیادہ بلندی پر اڑنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے ایک جہاز بنانا شروع کیا ہے جس میں وہ زمین سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر اڑ جائیں گے۔ رفتار اتنی زیادہ ہوگی کہ وہ وہاں گھنٹہ بھر میں پہنچ جائینگے وہاں وہ کافی دیر رہ کر ہوائی کیفیات کا مطالعہ کرینگے اور پھر آہستہ آہستہ اترنا شروع کر دینگے اس ساری مہم میں چھ سات گھنٹے لگیں گے اس تمام عرصہ میں وہ اپنے آلات سے زمین تک پیغام بھیجتے رہیں گے۔ وہ جہاز المونیم دھات سے کچھ اس طرح بنایا جا رہا ہے کہ ہوا یا دیگر اس قسم کے مادوں کا اس پر مطلق اثر نہ ہوگا۔ سانس لینے کا ایک خاص آلہ رکھا جائیگا،

ان بھائیوں سے پہلے ایک ہنگری کے امیر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے خاص قسم کا جہاز بنوانا شروع کر دیا ہے جس میں وہ گیارہ میل اوپر اڑیگا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ کچھ خطرہ کی بات نہیں ہمارا جہاز بیرونی اثرات سے بالکل محفوظ ہوگا، اور اگر کچھ خطرہ بھی ہوا تو ہم غبارہ سے اپنا کشتی نما کمرہ فوراً کاٹ دینگے اور زمین پر آ جائیں گے،

پونے سات روپیہ فی لفظ کماتا ہندوستان میں مصنف بیچارے فاقہ مستی میں دن بسر کرتے ہیں اور جو کماتے بھی ہیں ان کا مقابلہ یورپ و امریکہ کے مصنفوں کی کمائی سے کیا جائے تو آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ جب سے ایڈگر ویلس مشہور ہوا مرتے دم تک اس نے ایک کروڑ ۳۳ ہزار روپیہ کمایا۔ دنیا کا مالدار ترین مصنف نوئل کاورڈ ہے۔ اس کی عمر ۳۲ سال ہے۔ گزشتہ چار سال سے اسکی آمدنی تقریباً پونے سات لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ معاہدے کچھ اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ آئندہ دس سال تک اپنے ناٹکوں اور دیگر تصانیف اور فلموں سے وہ یہی رقم ہر سال کماتا رہیگا،

چار سال قبل برنارڈ شا کی سالانہ آمدنی پونے پانچ لاکھ روپے سالانہ تھی۔ ویلس کی چار لاکھ، روڈیارڈ کپلنگ کی چار لاکھ، ایچ جی ویلز کی تین لاکھ ۳۴ ہزار روپے سالانہ تھی۔ ملن بچوں کے مطلب کی کتابیں لکھ کے اتنی بڑی رقم کماتا تھا۔ انکے علاوہ ایسے نصف درجن مصنف ہیں جو ولیعہد بننے کی تجویز کو حقارت سے نامنظور کر دیں وہ دو لاکھ سے ڈھائی لاکھ روپے سالانہ کماتے ہیں۔ ایک کتاب "سفر کا انجام" نے اسکے مصنف کو پونے سات لاکھ روپے کما کے دئے۔ ایک اور مصنف کو "اچھے رفیق" نے بھی اسے زیادہ رقم دلانے کی امید پیدا کر دی ہے،

عورتوں کی حکومت کا ایک دن ۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اور ورا (ایلی نائس) دنیا بھر میں ایک ایسا شہر ہے جس پر از سر تا پا عورتوں کی حکومت ہے۔ بیاں سلسلہ میں جب کبھی فروری ۲۹ دن کا ہوتا ہے شہر کی کمیٹی کے مہر ۱۴ کنواری لڑکیوں کے حق میں دستبردار ہو جاتے ہیں سو متعلق عہدیدار جن میں بنکوں کے صدر دکانوں کے مہتمم ہوٹلوں کے سردار اور اخباروں کے ایڈیٹر وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے کے لئے اپنی جگہ عورتوں کے حوالے کر دیتے ہیں اس پانچ ہزار نفوس کے شہر میں ہر کام عورتوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جن میں سے اکثر نوجوان ہوتی ہیں، پولیس کا افسر اعلیٰ مس فلود تھی، وارڈ کے حق میں دستبردار ہو گیا اور پولیس کے مجسٹریٹ نے اپنی وردی ایک دوسری عورت کے حوالہ کر دی ایک ۲۳ سالہ گوری عورت نے جس نے حسن کا انعام حاصل کیا تھا اپنی ناک پر پوڈر چھڑکا اور آگ بجھانے کے دستہ کا چارج لے لیا۔ اسی طرح ایک درجن لڑکیوں نے صبح کے وقت اپنے اپنے عہدے سنبھال لئے،

جوئے کی رقم پھینک دی نیس میں مسز فاولر ایک امریکی بی بی نے ساری عمر جوا نہ کھیلا تھا۔ لیکن اتفاق سے کسی دن اسے شوق چرایا۔ وہ قمار خانہ میں کھیل میں مصروف ہوئی۔ اور ساڑھے سات ہزار روپے جیت گئی، قمار خانہ کے کمرہ سے نکل کے وہ ایک جگہ بیٹھ گئی اور سر پر ہاتھ دھر کے سوچنے لگی اور اس کے دل نے فیصلہ کیا کہ جوئے سے جیتی ہوئی رقم پاس رکھنی ناجائز ہے۔ بغیر کسی مزید پس و پیش کے اس نے اس کمرہ کی کھڑکی کھول اور نوٹوں کا پلندہ نیچے پیدل جانیوالوں کے سروں پر بکھیر دیا۔ اس نے بعد میں کہا کہ میرے دل میں اس طریقہ سے بڑا اطمینان ہوا۔ میں نے جوا کھیلنے کے سنسنی خیز جذبات کا لطف بھی اٹھا لیا۔ **ایک عجیب جھیل** ۔ کپتان ہیروڈ وہائٹ جن کا قد چھ فٹ سات انچ ہے اور انہیں ان کے دوست "بچہ" کہہ کے پکارا کرتے ہیں حبش گئے وہاں ایسے مقامات پر انہیں جانیکا اتفاق ہوا جہاں کے باشندوں کے لئے سفید چہرہ ایک حیرت انگیز چیز تھا۔ انہوں نے وہاں کالی آبادی والے شیر ببر مارے اور ایک لمبی چوڑی جھیل جس کا نام سٹیفانیہ ہے نظر آئی جہاں گذشتہ پچیس سال میں کوئی سفید رنگ کا آدمی نہیں گیا وہ جھیل اب خشک ہو گئی اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہو خشکی ہی خشکی نظر آتی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں آندھیاں پیدا ہو کر قافلوں میں روانہ ہوتی اور مشرق والوں کو دق کیا کرتی ہیں، کپتان موصوف کے ساتھ بجلی کی روشنی کا سامان اور ایک فونوگراف تھا حبشی انہیں دیکھ دیکھ کر سکتہ کی حالت میں رہ گئے اور اسکو خدائی علامت سمجھنے لگے ان لوگوں کے کنوئیں ایک ہزار فٹ بلکہ اس سے بھی زیادہ گہرے ہوتے ہیں، صدیاں گزریں انہیں ان نسلوں نے کھودا تھا جو اب معدوم ہو گئیں اب یہ کنوئیں بھی خشک ہوتے جاتے ہیں اور یہ لوگ پریشان ہیں، پانی کی کمی کی وجہ سے ان کے مویشیوں کو ہر چوتھے دن ایک مرتبہ پانی ملتا ہے

امریکہ میں غسل کی ابتدا ۔ ریاست ہائے متحدہ میں کسی زمانہ میں غسل کو بہت برا سمجھا جاتا تھا، چنانچہ جب وہاں پچھلی صدی کے وسط میں ایک حمام قائم کیا گیا تو وہاں کے اخبارات نے دہشت زدہ ہو کر اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا،

یہ ایک بیہودہ اور عیش پرستی کا کھلونا انگلستان سے اس ملک میں لایا گیا ہے جس سے جمہوریت کی عام سادگی کی تخریب مقصود ہے۔ اس سے پہلے ریاست ہائے متحدہ کے باشندے دن کے اکثر حصہ میں بے غسل رہتے تھے اگر کوئی شامت کا

امریکہ میں سب سے پہلے جس نے غسل کا اہتمام کیا تو اس پر مجلس میں ہنسی کی جاتی۔ سنسناٹی کا ایک روئی اور غلہ کا ایک سوداگر تھا جس کا نام تامسن تھا۔ جب انگلستان سے آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ غسل خانے بھی کوئی چیز ہے۔ انگلستان میں اس نے لارڈ بائرن کا ٹب دیکھا۔ یہ پہلا انگریز تھا جس نے اپنے گھر میں ایک بڑی سی بالٹی نہانے کے لئے بنا رکھی تھی وہ اس میں بیٹھ کے پانی میں ڈبکی لگایا کرتا تھا اور وہیں کے دوست اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے، جب تامسن امریکہ واپس آیا تو اس نے اپنے لئے ایک بڑا غسلخانہ بنانیکا تہیہ کر لیا اور اس نے اپنے کنوئیں میں ایک پانی کھینچنے کی نالی لگائی اور چند جستیوں کی مدد سے اس کا پانی پہنچنے کے لئے اپنے مکان کی دوسری منزل میں رکھے ہوئے حوض میں ڈالتا تھا۔ اس میں سے چند نالیاں نکال کے ایک دو کش میں پہنچائی گئیں، ان کے نیچے آگ جلا دی جاتی تھی جس سے پانی گرم ہو جاتا تھا۔ ان دنوں میں بڑا اہتمام سمجھا گیا۔ مہاگنی لکڑی کا حوض تھا۔ جو سات فٹ لمبا اور چار فٹ چوڑا تھا اور ۱۲۰۰ پونڈ وزنی تھا پانی بھر کے وزن زیادہ ہو جاتا تھا اس لئے اسکے نیچے بھاری ستون لگائے گئے اخباروں نے اس بدعت پر اظہار نفرت کیا اور ڈاکٹروں نے مشہور کیا کہ غسل کرنے کی وجہ سے بارش کے بخار اور پھیپھڑوں کی سوزش اور دیگر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں،

سنہ ۱۸۴۲ء میں انگلستان کی کونسل نے غسل کی ممانعت میں قانون بنانے پر غور کیا لیکن صرف دو ووٹوں سے صفائی کا مسئلہ غالب ہوا اور حمام بنانے والوں سے مواخذہ کرنا چاہا چنانچہ تیس ڈالر یعنی تقریباً چھ پونڈ ٹیکس ہر غسل کرنیوالے پر لگایا گیا جو بعض شہروں میں قائم ہو گئے تھے اور نہانے والوں پر بھی زبردست ٹیکس لگا یا گیا،

سنہ ۱۸۵۱ء میں یہ نہانیکا مسئلہ صدر جمہوریت تک پہنچ گیا لیکن اس سال اسوقت کے صدر نے جمہوریہ ڈاکٹروں کی رایوں کے خلاف ایک غسل خانہ تعمیر کرایا، اس نے تامسن کے غسل خانہ کا حال سن کے صدارت کے محل میں ایک غسلخانہ بنانیکا ٹھیکہ دیدیا۔ لوگوں نے بحالت حکومت کے اس فعل پر بہت لعن طعن کیا لیکن صدر کی اس مثال نے آہستہ آہستہ مقبولیت حاصل کی اور سنہ ۱۸۸۲ء میں نیویارک کا ہر شخص اپنے ساتھ ایک غسلخانہ رکھنے کا فخر کرنے لگا اور بعض میں دو تین بھی ہوتے تھے۔

صحت کا کمرہ، برلن میں ایک بیضوی شکل کا دھات کا کمرہ بنایا گیا ہے، اس میں آدمی روشنی کا غسل لینے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے پہلو میں ایک قبضہ دار مڑنے والا دروازہ ہے جس سے اندر جاتے ہیں۔ اندر کا حصہ نہایت صیقل شدہ المونیم کا ہے، اس سے روشنی باقاعدگی سے مسلسل پڑتی رہتی ہے اور ادھر اُدھر نہیں جاتی چھت میں ہوا کے لئے ایک سوراخ ہے اس کمرہ سے یہ فائدہ ہے کہ صحت بخش روشنی جسم کے ہر حصہ پر پڑتی ہے۔ اس طریقہ سے عام جسمانی بیماری اور کسی خاص پٹھے کی تکلیف کا یکساں علاج ہو جاتا ہے، انسان اور روح اس طریقہ سے جاتے رہتے ہیں۔ یہ روشنی بالکل پہاڑی اور سمندری مقامات کی روشنی جیسی ہے۔

ایک عجیب درخت برن سوئٹزرلینڈ میں ایک کھیت ہے جہاں ایک درخت سے پانی نکلتا رہتا ہے، پہلی نظر میں ایک بناوٹی چیز معلوم ہوتا ہے لیکن ذرا غور سے دیکھئے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بھی قدرت کا ایک پر لطف کرشمہ ہے جب تک یہ درخت لمبا چوڑا تھا آوردہ ہو گیا وہاں پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا، پھر ایک ذرا سی درازسے پانی ٹپکنا شروع ہوا جو جوں جوں زیادہ ہوتا گیا یہ چشمہ بڑا ہوتا گیا حتی کہ اب وہاں سے ٹھنڈا اور صاف پانی ابلتا رہتا ہے۔ جو ایک کھیت کی خوب سیرابی کرتا ہے کسان نے درخت کے

نیچے ایک کونڈا رکھ دیا ہے جہاں چوہے مویشی وہاں آ کے خوب پانی پیتے ہیں کوئی نہیں بتا سکتا کہ آخر چشمہ یہاں سے [illegible]
اس بڑھتے ہوئے درخت کی جڑ یا کسی زیر زمین چشمے میں جا پہنچیں اور پانی کی بوند اس درخت کے [illegible]
اور ایک دن پیدا ہونے پر باہر نکلنی شروع ہو گئی،

پھلجھڑیاں فرانس کے ایک قصبہ میں پہلوانوں کا مقابلہ ہوا جیتنے والا پیٹر کی چار انیس رانتہ کے پانچ پیالے چار کے تین قدے اور دو سیر کچے ٹے بسکٹ ڈکار گیا۔ مس فنش گٹ ایک خوبصورت فرانسیسی رقاصہ ہے کہا جاتا ہے کہ اس کی ٹانگیں دنیا بھر میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں اور ہر ایک ٹانگ ایک ایک لاکھ روپے کے لئے بیمہ شدہ ہے۔ یہ عورت ہوائی جہاز کے ذریعہ پیرس سے لندن آئی تھی، وہاں اس نے کہا تھا کہ میں اڑنا چاہتی ہوں اور اگر میں اڑ سکتی تو سوائے اڑنے کے اور کسی طریقہ سے سفر کرنا گوارا نہ کرتی۔ شہد کی مکھی کے چھتہ کے ایک مربع فٹ میں نو ہزار کوٹھریاں ہوتی ہیں،

ایرانی مجلس میں ایک نیا مسودہ قانون زیر بحث ہے، شادی کی عمر بجائے نو سال کے پندرہ سال کر دی گئی ہے اگر کوئی بیوی والا شوہر دوسری شادی کرے وہ اپنی پہلی بیوی کو اس کا علم کرائے ورنہ شادی منسوخ ہو گی آئندہ شوہر کو بھی حق طلاق حاصل نہ رہیگا۔ کابین نامہ میں جو اقرار شوہر بیوی کے حق میں کرے اس کا پابند ہوگا۔ اسی طرح بیوی بھی اپنے شوہر سے نیک چلن رہنے کا تحریری وعدہ لے سکتی ہے یہی ضلع ہے جس کیلئے مولانا راشد صاحب خیالی مچا رہے ہیں اور ہندوستانی مسلمان بیبیوں کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں،

جنیوا میں جو تخفیف اسلحہ کی مجلس ہو رہی ہے اسکے بڑے کمرے میں ایک ہزار سے زیادہ ٹیلیفون کے تار لگے ہوئے ہیں ممبروں کی میز پر پانچ پانچ بٹن ہیں کسی غیر ملک کا نمایندہ تقریر کر رہا ہے اور آپ اسکی زبان نہ سمجھتے ہوں ٹھیک بٹن دبا دیں اس مقرر کی زبان کا ترجمہ الفاظ آپ کے کان میں پڑنے لگیگا، گویا یہ آلہ ترجمان کا کام کرتا ہے۔ چی ہوا ہوا میکسکو میں ایک دن میں طلاق حاصل کرنیکا قانون نافذ ہو گیا ہے اسکی رو سے ڈاک کے ذریعہ طلاق حاصل کیجا سکتی ہے۔ عدالت کی فیس ۱۳۳ روپے پانچ آنے ہے،

عورتوں کی ورزش اور موجودہ آزادانہ طرز معاشرت کا یہ اثر ہوا ہے کہ انکے پاؤں بڑے ہونے لگے ہیں، برشل میں ایک نمائش جسمیں سنہ ۱۸۱۰ء سے اب تک کے ناپ رکھے گئے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ کی زنانہ جوتیاں اب کسی کے پاؤں میں نہ آئیں، لندن کے ایک جفت فروش نے کہا کہ ہم پہلی جوتی ۲۲ و ۳۰ برس پہلے عام طور سے بکتی تھی اب ہم منگاتے ہی نہیں اور تین نمبر کی جوتی بھی جو اس زمانہ میں خاصی بکتی تھی اب کوئی نہیں مانگتا۔ اوسط ناپ اب نمبرہ ہے گو نمبر ۸ بھی اکثر مانگ لیا جاتا ہے۔

امریکہ کے حکیموں نے تجربہ کے بعد یہ امر ثابت مانا ہے کہ مرنیکے بعد بہت [illegible] معدہ دیگر درست رہتے ہیں اور مرنیکے پانچ منٹ بعد آدمی کے دماغ میں تغیر واقع ہوتا ہے۔ چینی ملائے کچے پلے ہینڈکی کھو کھا لیتے ہیں، ابابیل کا گھونسلا انکی مرغوب اور قیمتی غذا ہے، چاول بہت کھاتے ہیں اور انکی شراب پیتے ہیں انگریزوں کے چھری کانٹے کی طرح لکڑی کی چھڑیوں سے کھانا کھٹ کھانیکا تار باندھتے ہیں، گائے کا دودھ نہیں پیتے، بیماریوں میں عورتوں کا دودھ پیتے ہیں کسی جانور کے کھانا پسند نہیں کرتے مردہ جانور کھاتے ہیں، دنیا کا دو تہائی حصہ تمباکو استعمال کرتا ہے تبت دنیا میں سب سے اونچی جگہ ہے جو سطح سمندر سے ۱۱ ہزار فٹ کے درمیان بلند ہے۔

محمد ظفر

بزم عصمت

میں نہایت مسرت کے ساتھ اپنی عصمتی بہنوں کو اطلاع دیتی ہوں کہ میری عزیزہ کی شادی خانہ آبادی ۲۰ دسمبر ۳۲ء بعد میرے عزیز سید عظمت علی بی اے کے ساتھ نہایت خوبی سے ہے پور میں انجام پذیر ہوئی دعا ہے کہ دولہا دلہن عمر طبعی پائیں اور ترقی اقبال ہو۔ آمین اس خوشی میں چار روپے کا حقیر رقم نادار بچیوں کیلئے روانہ کرتی ہوں

بیگم سید اکبر علی بی اے نائب تحصیلدار

۵ روپے کی ناچیز حقیر رقم میں بنات کی بچیوں کیلئے ارسال خدمت کرتی ہوں ماہ کرم میری بچی کو بچیوں سے قرآن پاک پڑھوا کر اور میلاد شریف پڑھوا کر میرے نے سلیم الظفر کی روح کو ثواب پہنچوا دیجیگا۔ میرے ننھے بچے کا کل چالیسواں ہے۔ میں نواب صاحب خیر پور کے ولی عہد کی شادی میں معہ بچوں کے گئی ہوئی تھی۔ وہاں صرف دو روز بخار میں میرا معصوم مبتلا رہکر مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ گیا۔ دل سخت پریشان ہے اور کسی طرح صبر نہیں آتا۔ ہائے ایک سال چوبیس روز کا بچہ دس برس کے بچے کی سمجھ رکھتا تھا اور بیحد خوبصورت اور مجھ سے مانوس تھا اللہ مجھ پر رحم فرمائے۔

غمزدہ بیگم میجر ملک حبیب احمد خاں۔ دہلی

میں نہایت مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میری چھوٹی ہمشیر آمنہ خاتون کا عقد میرے منجھلے دیور عزیزم ابرار علی خاں ایم اے بی ایل کیساتھ ۱۹ تاریخ کو بخیر و خوبی انجام پایا اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے تربیت گاہ بنات کیلئے ارسال کرتی ہوں دعا ہے کہ یہ نیا جوڑا خوش و خرم رہے اور نئی زندگی مبارک ہو۔ مسز ایم اے خان

میں بکمال مسرت اطلاع دیتی ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے جل ۱۹ کو میری تاریخ ۱۹ فروری کو میری محترمہ باجی اکرم النسا کی شادی چودھری محمد صفی جان صاحب رئیس سندیلہ ضلع ہردوئی کے ساتھ بخیر و خوبی ہو گئی اللہ تعالیٰ یہ شادی طرفین کو مبارک فرمادے۔ عقد کے وقت علاوہ اور صاحبان کے رؤسا امرا و حکام شہر موجود تھے۔ جلسہ پر لطف

۔۔۔ اس مبارک خوشی میں دو روپے کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات کی معصوم بچیوں کے لئے ارسال کرتی ہوں۔

مسز اقبال اشتیاق علی جبل پور

کمال رنج و غم سے یہ اطلاع دیتی ہوں کہ میرے شفیق اور مہربان والد چوہدری بہادر میاں وسیع الدین سپرنٹنڈنٹ محکمہ آثار قدیمہ صوبہ سرحد (پنشنر) نے ۲۲ فروری کو رحلت فرمائی۔ افسوس کہ بھائی صاحب ولایت سے کامیاب ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔ مگر والد صاحب انکے پہنچنے سے چار روز قبل جدا ہو گئے۔ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم انکو خلد بریں میں اعلیٰ مقام عطا کرے بھائیوں کی عمر میں برکت ہو۔ عصمتی بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ قطعہ تاریخ وفات لکھ دیں تو بہت ممنون ہونگی۔

غمزدہ ع۔ ب پشاور

نہایت رنج و ملال کیساتھ یہ اطلاع دیتی ہوں کہ ۱۹ فروری کو بروز جمعہ بیچ آٹھ بجے میرے والد بزرگوار نظیر الدین صاحب بعارضہ فالج چوبیس گھنٹہ کی مختصر مدت علیل رہکر ہم سب بہن بھائیوں و تمام اعزہ کو روتا چھوڑ کر اس دار فنا سے کوچ کیا عصمتی بہنوں اور بھائیوں سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ قطعہ تاریخ وفات لکھدیں۔

غمزدہ بیگم قریشی۔ تاج گنج آگرہ

عرصہ سے میری طبیعت خراب رہتی تھی۔ پیر اور کمر وغیرہ میں درد لیکن میں نے معمولی مرض تصور کرکے کبھی علاج کا خیال ہی نہیں کیا بعد چار پانچ ماہ کے ایک شکایت اور پیدا ہوگئی میں نے مجبور ہو کر لیڈی ڈاکٹر کو دکھایا انہوں نے گولہ بتایا۔ سول سرجن نے رسولی تجویز کی میں لکھنؤ چلی گئی اور شاہ مینا اسپتال میں داخل ہو کر اپریشن کیا میرے پیٹ سے ڈھائی سیر کا ٹومر نکلا اور ایک چھوٹا پتھر۔ یہ اپریشن ایک بالشت کا ہوا مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں ہسپتال میں ایک ماہ رہنے کے بعد ۱۱ مارچ کو بخیر و خوبی صحتیاب ہو کر اپنے مکان آئی اس اپریشن میں مسز ...

ے کیا۔ ان کا اور ڈاکٹر مس ڈگلس کا میں جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہے۔ مس خوش ہیں کہ خدا نے ایسے خطرناک مرض سے صحت دی میرے والد صاحب قبلہ یہ ناچیز رقم للہ روانہ کرتے ہیں۔ براہ مہربانی کارخیر میں صرف کر دیجئے،

بیگم عثمانی رامپور اسٹیٹ۔

جن بہن صاحبہ نے بال بڑھانیکا نسخہ دریافت فرمایا ہے انکی خدمت میں عرض ہے کہ قبل انسرد ہونے کے پیاز کا عرق خوب سر میں لگائیں پیاز کا عرق اس طرح نکالیں کہ پیاز کی گانٹھ کو چھیل کر کچلیں اور خوب زور سے دبائیں عرق ایک برتن میں نکال لیں اور بالوں کی جڑ میں لگائیں دو گھنٹہ کے بعد ریٹھے سے یا اڑدل سے دھو ڈالیں ہر چوتھے دن اسی طرح عرق لگا کر سر دھوئیں، انشاء اللہ چند دن میں فائدہ معلوم ہو جائیگا۔ نیز مجھکو نیند بہت کثرت سے آتی ہے اور اس قدر کہ ہزار کوشش کے بعد بھی دفع نہیں ہوتی۔ دن میں بھی سونیکی عادی نہیں ہوں مگر آنکھوں میں سارا دن غنود رہتی ہے۔ سر بھی بھاری رہتا ہے۔ کیا یہ نیند دفع ہو سکتی ہے

الوذ سلطان محمد عنایت اللہ خان آگرہ

چھ سات سال کا عرصہ ہوا میری بہن کی ایک ڈاڑھ میں کیڑا لگ گیا تھا بہت دوائیں استعمال کیں کچھ فائدہ نہوا ڈاڑھ کھوکھلی ہو گئی اور کیڑا لگ گیا ہے سنا ہے دانتوں کا علاج کرنیوالے بھی اس کا کچھ مفید علاج نہیں کرتے ہیں لہذا عصمتی بہنوں اور بھائیوں سے گذارش ہے کہ اگر کوئی مجرب علاج معلوم ہو تو بذریعہ عصمت مطلع فرمائیں،

خریدار ۱۶۰۲

بیماری کی وجہ سے میرے سر کے بال بالکل گر گئے ہیں جس کی وجہ سے برا معلوم ہوتا ہے کوئی بہن یا بھائی کسی قسم کا تیل یا کوئی اور چیز سے اطلاع دیں تاکہ بال کچھ بڑھ جائے، نہایت ممنون ہونگی،

رقیہ بی بی بنت سید عاشق حسین

نمبر ۱۔ اگر کسی بہن کو حافظ منیر الدین صاحب کی سلائی کی کتاب (جسکا نام شائد خیاط ہے) کا پتہ معلوم ہو تو براہ کرم مع قیمت تحریر فرمیں مطلع کرنگ جانچ کیسی کتاب ہے مجھے : بان اردو میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں تمام انگریزی کھانا پکانیکی مفصل تراکیب درج ہوں،

میری پلکیں اور بھویں بہت جھڑتی ہیں اگر کوئی علاج ہو تو کوئی شکایت نہیں معلوم ہوتی اگر کوئی شفیق بہن کچھ تکلیف گوارا فرمائیں اور نیز محترمہ بہن گ۔ ق صاحبہ کچھ تقلوی اسراف سے فرمائیں ممنون ہوں گی۔

خریدار نمبر ۳۲۲۹

اگر کوئی بہن صاحبہ طلسمی کنگھی (جس کا اشتہار عصمت مارچ ۱۹۳۳ء میں نکل چکا ہے) استعمال میں لا چکی ہوں اور کنگھی جیسا کہ اشتہار میں بتایا گیا ہے ایسی ہی ہو تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ خواہ بہ عصمت کے ذریعہ یا ذیل کے پتہ پر خط لکھدیں مشکور ہونگی۔ نواب زادی رضیہ سلطان زمانی بیگم آف پٹھاری اسٹیٹ۔ وایا بامورہ۔

ہمشیرہ پرا لیں صاحبہ نے مہاسوں کی دوا دریافت کی ہے، مجھکو ذاتی تجربہ ہے کہ نامی کریم مہاسوں کے واسطے بیحد مفید ہے جس کی شیشی نامی دواخانہ خیر نگر میرٹھ سے صرف آٹھ آنہ کو دستیاب ہوتی ہے، ہمشیرہ زبیدہ خانم صاحبہ جالندھری اپنے چہرہ کی پھنسیوں پر اس کا استعمال کریں فائدہ ہوگا اس قسم کی شکایتوں کے واسطے بہت مفید ثابت ہوئی ہے اس کے علاوہ پاریا کا دشمن عرق بھی اسی طرح کا بیحد مفید ہے جس کی قیمت فی شیشی ۱۲ ہے

خریدار ۲۹۵۲

جنوری ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں خریدار نمبر ۳۰۳۰ نے اپنی ۹ سال کی بچی کے واسطے درد سر کی جو دوا دریافت کی تھی وہ تحریر کرتا ہوں اگر فائدہ ہو تو بذریعہ عصمت مطلع کریں

گندم بریاں آدھ سیر۔ بادام ایک پاؤ۔ کھوپرہ کی بٹی ایک عدد جس میں پاؤ بھر بادام آجائیں اس میں سوراخ کر کے بادام بھر دیا اوپر سے آٹا لپیٹ دیں۔ پھر بٹی کو بھوبھل میں رکھدیا جائے، جب آٹا خوب اندر تک پک جائے تو کھوپرہ کی بٹی۔ بادام گندم بریاں اور حسب ذائقہ مصری ملا کر خوب باریک کوٹ لیں صبح کو نہار منہ ایک تولہ ہمراہ پانی سرد یا نیم گرم روزانہ استعمال کریں۔

نشہ اور طفنا ہوگی یہ نہایت ہی مجرب نسخہ ہے

یوسف عثمان گوجرانوالہ

جنوری ۱۹۳۸ء کے رسالہ عصمت میں بشیرہ سعید صاحب یعنی ڈپٹی ڈپولنے بال گرنے کے لئے آزمودہ نسخہ بیان فرمایا ہے۔ جناب عرض ہے کہ وہ صرف نسخہ کی تدوین جنہیں گرم پانی میں شیٹ لیبن اساس سے سرد ہوتی ہیں۔ بجائے اس ناریل کا تیل کیلئے بالوں میں لگائیں انشاء اللہ بالوں کو بہت فائدہ ہوگا یہ میرا ذاتی آزمودہ ہے،

دیگر مجھے سائنس کی سدد میں لکھی ہوئی ایسی کتابوں کی ضرورت ہے، جن سے سائنس سیکھی جا سکے۔

مسز الیس خان مرد و ملائے پور

میرے ایک دوست کا رنگ پہلے خاص کھلتا ہوا گندمی تھا۔ اب تھوڑے روز سے چہرہ پر سیاہی آگئی ہے اور جلد بہ نسبت پہلے کے زیادہ سیاہی مائل ہو گیا ہے از راہ نوازش کوئی بہن یا بھائی کوئی سوپ یا ابٹنہ وغیرہ تحریر کریں کہ جس کے استعمال سے رنگ صاف ہو جائے نہایت ممنون ہوں گی۔ مگر دوا آزمودہ ضرور ہو سستی سناتی نہ ہو، جواب کا انتظار بے چینی سے کرونگی،

نیز جناب مولانا راشد الخیری صاحب براہ نوازش بندگانہ تحریر کریں کہ بہنوئی سے پردہ جائز ہے یا نہیں۔ اور بہنوئی کے ہمراہ حج کو اگر کرنی جائے تو ہو جائے گا۔

ایک حاجتمند

دست کرم

ان خواتین حالیہ خیرخواہان دردمند مسلمانوں کو جنہوں نے ماہ گذشتہ میں تربیت گاہ بنات کیلئے بذریعہ منی آرڈر روپیہ مرحمت فرمایا۔ دعا دیتے ہوئے کر کی تکمیل بنات، اپریل میں شائع ہوگی

محمد یونس طاماؤ جی صاحب بگون ۲۵ روپے

مسز نشاط رحمان صاحب مظفرپور ۲۲ روپے

محمد عبدالعزیز صاحب نائب سکریٹری نواب فخرالملک بہادر ۲۹ روپیہ ۸ر

مرزا مصطفےٰ بیگ صاحب حیدرآباد دکن ۱۳ "

زہرہ بیگم صاحبہ میسرام شمالی ارکاٹ ۱۶ "

بیگم احمد سعید صاحب جالندھر چھاؤنی ۱۵ "

جنہوں نے دس دس روپے بھیجے اہلیہ مجید خاںصاحب ہرچھاؤنی عنایت حسین صاحب کمیل پور۔ حاجی یحییٰ حاجی عبدالستار صاحب شنچری کریمین، دیوان نادی نادرجہاں بیگم صاحبہ سیونی (لیہ) شیخ محبوب صاحب ایوت محل برار۔ ہمشیرہ عرفان الحق صاحب سہارنپور۔ بیگم خان بہادر حبیب الرحمن خان صاحب لکھنؤ۔ بیگم خانصاحب حافظ چودھری محمد عبداللہ صاحب ملتان۔ بیگم علی حسن صاحب سیتاپور۔ ضیاء الدین صاحب ڈپٹی مظفرنگر، مسز امداد حسین صاحب ای اے، سی، ایس (مع)، بیگم ڈاکٹر اصغر علی صاحب مالیرکوٹلہ۔ مسز نذر محمد صاحب ہاپوڑ۔ بیگم سید محمد ذاکر صاحب اناؤ۔ سید رفیق احمد صاحب شیارپور۔ حاجی مقبول احمد صاحب دہلی۔ ہمشیرہ عبدالمعبود خاںصاحب مونح پور۔ بنت ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب دریاپور بانکی پور۔ بیگم عبدالوحید صاحب بلند شہر۔ منظر اللہ صاحب ضلع رائے پور۔ اہلیہ سید اشتیاق احمد حسین صاحب لکھنؤ۔ مولوی نصیرالحق صاحب بھوپال۔ نذیر احمد کارپوریشن جہلم سیت۔ فیض الحق صاحب بھوپال۔ والدہ احسن منظور عالم صاحبہ بنارس، محمد مستقیم صاحب وکیل جہلم، مسز وای ایم صدیقی ڈاکٹر اٹاوہ۔ مس ابراہیم ابوبکر سیٹھ مدراس اہلیہ عظمت الٰہی صاحب زبیری علی گڈھ (مع)، دختران عبدالوہاب صاحب وکیل صیگن گھاٹ، مسز راجہ محمد حسن صاحب مظفرگڈھ، بنت نعمت الٰہی صاحب زبیری دہلی۔ ایوب جی اے ایوب صاحب بگون۔ ہمشیرہ مشرف حسین صاحب لکھنؤ۔ محمد یوسف صاحب بھیڑی بریلی، بیگم خان بہادر ڈاکٹر سید حسین صاحب پٹنہ، سید اختر علی صاحب اکاؤنٹ رامپور، جی ام قادری صاحب بی این ریلوے، مسز منظور علی صاحب داد رلائے سن بھوپال۔

راشد الخیری

دوربین

چین و جاپان کی جنگ چین نے مسلسل جاپان کی فوجوں کو زک دے کے روکے رکھا۔ جاپانیوں نے شنگھائی پر ہوائی اور بحری جہازوں سے چینیوں پر گولہ باری کی۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ دو ہزار چینی شہری آبادی تلف ہوئی اور ڈیڑھ ہزار جاپانی اور چار ہزار چینی مارے گئے۔ جاپان کی مزید کمک پہنچ جانے پر جنگ کی تندی بڑھ گئی اور چینیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا کیانگ ون اور وو سنگ کے قلعے جاپانیوں نے فتح کر لئے ہیں۔ جمعیتہ اقوام نے امن و امان کی کوشش کی جسے جاپان نے منظور کر لیا اور چینی فوجیں کچھ پیچھے ہٹ گئیں گویا وہ امن صحت کو ہی دور کرنا چاہتی ہیں کیونکہ فوجیں پیچھے ہٹنے ہی کا سارا جھگڑا تھا، کہا جاتا ہے کہ حکومت جاپان تو امن کی تائید کر رہی ہے دوسری طرف اس کے سپہ سالار جنگ برابر جاری رکھے ہوئے ہیں، گویا جاپان کی دو آوازیں ہیں۔ چین بھی یہی کہتا ہے کہ بحالات موجودہ امن غیر ممکن ہے۔ آخر بڑی خرابی کے بعد جنگ و جدل بند ہو گئی اور یہ معاملہ طے پا گیا ہے کہ چینی افواج بیس کیلومیٹر علاقہ متنازعہ سے پرے رہیں۔ جاپانی تمام مقبوضہ علاقہ سے اپنی فوجیں ہٹا لے اس علاقہ میں چینی پولیس رہے اور چینی ہی اس کا انتظام کرینگے۔ حکومت چین نے منچوریا کی جدید ریاست کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق بعض بیویاں شوہروں کے مفقود الخبر یا بیماری یا بد مزاج یا بد چلن ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہتی ہیں اور کسی طرح طلاق نہیں لے سکتیں۔ ان مشکلات کا خاتمہ اسوقت آسانی سے ہو جاتا اگر ملک میں عہدہ قضاۃ قائم ہوتا۔ بھوپال میں ایک ضابطہ حقوق زوجین کے متعلق قائم ہوا ہے۔ چاروں اماموں کے احکام اس میں اکٹھے کئے گئے ہیں۔ مثلاً اگر میاں اپنی بیوی کے خرچ کا انتظام کرنے کے بغیر غائب ہو جائے تو تین ماہ کے بعد قاضی دونوں میں علیحدگی کرا دیگا۔ لیکن اگر وہ خرچ کا بندوبست کر جائے تو چار سال کے بعد نکاح فسخ کر دیا جائیگا۔ اور بیوی عدت کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ نان و نفقہ نہ دینے کے متعلق بھی محکمہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ شوہر کو ادائے نفقہ کی مہلت دینے کے بعد عدم تعمیل کی صورت میں نکاح فسخ کر دے۔ اسی طرح بیماریوں باہمی لڑائی جھگڑوں تنگدستی قید اور دیگر ناقابل برداشت مصیبتوں میں بھی علیحدگی کا حکم محکمہ دے سکتا ہے،

آج کل ایک معزز خاتون نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جسمیں انہوں نے اپنی داستان غم بیان کی ہے اور نکاح ثانی کر کے ایک صاحب کے ہاتھوں تکلیف اٹھانے اور زندہ درگور ہو جانے کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک بیان میں شوہر کا طبائع کی ناموافقت کی وجہ سے طلاق دینا اخذ ہوتا ہے اور دوسرے سے محض گھر والوں کے حکم کی تعمیل ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں بھی قابل عمل شرعی صورت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ حدود مقرر ہوں کہ کیا واقعی محض والدہ کو خوش کرنے کے لئے ایک بیوی کو بلا وجہ طلاق دینا ثواب کا باعث ہے؟

ملکی حالت دارالعوام میں ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت اور حکومت کے تشدد پر بحث و مباحثہ ہوا وزیر ہند نے ہندوستان میں کانگریس کی سرگرمیوں کا تذکرہ کر کے بتایا کہ حالات اس قدر نازک ہو گئے تھے کہ اسکے سوا چارہ کار نہ رہا کہ کانگریس کے مقابلہ کے لئے موجودہ طرز عمل اختیار کرے۔ حکومت نے اب تک نہایت صبر و تحمل سے کام لیا ہے اور کوئی اختیار ناجائز طور سے استعمال نہیں کیا جا رہا ہے چنانچہ حکومت کے خلاف مذمت کی تحریک نامنظور ہو گئی، کانگریس والوں کی سازش سے سرحد پر بھی کچھ شورش ہوئی جو قبائل مائل بہ فساد تھے ان کے گاؤں پر ہوائی جہاز سے بم گرائے گئے، اس سے یہ اثر ہوا کہ قبائل کے لشکر منتشر ہو گئے تھے مگر ابھی پورا سکون نہیں۔

مفتی کفایت اللہ، مولوی ابوالکلام آزاد بھی گرفتار ہو گئے، دہلی میں اوراکے جلوس کے وقت پولیس سے مقابلہ ہوا۔ پولیس نے امن قائم کر دیا۔ مسلم کانفرنس کا اجلاس لاہور میں ہوا ہے جس میں مسلمانوں کا ایک گروہ اس کا مطالبہ کر رہا ہے کہ چونکہ حکومت نے ہندو مسلمانوں کے حقوق کے متعلق کوئی باقاعدہ اعلان نہیں کیا اسلئے مسلمانوں کو گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں سے جو ہندوستان میں دورہ کر رہی ہیں تعاون ترک کر دیا جائے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ خودکشی ہوگی کیونکہ دوسری قوموں کے سامنے سے مقابلہ ہٹ جانے سے کمیٹی کے ممبروں کو صرف یک رخی کیفیت معلوم ہوگی اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچیگا۔ حکومت کانگریس سے احتراز کر کے ہندو مسلمان سکھ سبھوں کی دلجوئی کرنا چاہتی ہے۔ اور مسلمان اس دلجوئی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

صدر جرمنی کا انتخاب جرمنی کی صدارت کیلئے پانچ امیدوار کھڑے ہوئے جن میں ایک تو ۸۵ سالہ مارشل ہنڈنبرگ ہے جو پہلے سے صدر ہے اور جس نے جنگ عظیم میں جرمنی کی طرف سے کارہائے نمایاں کئے اس کے مقابل میں نازی کا لیڈر ہٹلر ہے۔ یہ دونوں قابل ذکر ہیں۔ عورتوں کی دو کروڑ بیس لاکھ رائیں ہیں اور مرد عورت دونوں کی رائیں چار کروڑ چالیس لاکھ ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عورتیں جس طرف ڈھل جائیں وہی فریق کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہٹلر سے وہاں کی عورتیں ناراض ہیں کیونکہ وہ موجودہ زمانہ آزادی کے خلاف ہے، اور عورتیں بال اور گھر کے انتظامات کے علاوہ دیگر دنیاوی امور میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہتی ہیں۔ صرف ایک بات ہٹلر کے حق میں ہے کہ وہ نوجوان ہے۔ اور عورتیں نوجوان صدر کی ضرورت محسوس کرتی ہیں۔

سندھ کا نیا صوبہ گول میز کانفرنس کے سامنے پچھلے دسمبر کی پہلی تاریخ کو وزیر اعظم انگلستان نے اعلان کیا تھا جس میں یہ بھی کہا تھا کہ سندھ علیحدہ صوبہ بنایا جائیگا بشرطیکہ اسکے اخراجات کے متعلق مالی مشکلات کا سوال حل ہو سکا۔ اب اس صوبہ کے علیحدہ قائم کئے جانے کے متعلق ایک کانفرنس قائم کئے جانیکا سرکاری اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس کا اجلاس کراچی میں ہوگا اور یہ ان تجاویز پر غور کریگی جن کی مدد سے مالی مشکلات پر غلبہ حاصل کیا جا سکے اسکے نمائندے منتخب کئے جانے والے ہیں۔ حکومت ہند کے موجودہ مہتمم مال اس کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔

حیرت انگیز ستی بنگال میں ایک ہندو سخت بیمار تھا اسکی بیوی اسکی تیمارداری میں مصروف تھی اور مایوس ہو کے کہا کرتی تھی کہ اگر خاوند مر گیا تو میں اسکے بغیر نہ جیوں گی وہ اسکی صحت کیلئے دن رات دعائیں مانگتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر اسے مرنا ہی ہے تو مجھے بھی موت آ جائے وہ شخص مر گیا عورت اسکی نعش کے پاس ہاتھ باندھ کے بیٹھ گئی اور دعا مانگنے لگی۔ دو گھنٹے بعد جب ارتھی تیار کی جانے لگی تو وہ بھی مردہ ملی، طبی معائنہ سے کسی جسمانی بیماری یا زہریلی چیز کا پتہ نہیں چلا میاں بیوی ایک ہی چتا پر جلا دئے گئے۔

عورتوں میں امداد باہمی۔ انجمنہائے سرمایہ مشترک ہندوستان میں بڑے بڑے کام کر رہی ہیں انہی انجمنوں نے دیگر ممالک میں قوموں کو بچا لیا ہے۔ پہلے یہ انجمنیں صرف قرضہ کا کام کرتی تھیں تاکہ اس کے ممبر ساہوکاروں کے قرضہ اور سود کے پھندے سے بچ جائیں اور سود کے چکروں میں اپنا گھر بار تک نہ بیچنے پائیں۔ اب یہی انجمنیں زراعت، کفایت شعاری طرز ماند و بود کی اصلاح وغیرہ کے متعلق بھی کاروبار کر رہی ہیں۔ پنجاب میں عورتوں میں بھی اس تحریک نے ترقی کی۔ سنہ ۳۰ کے مقابلہ میں ۱۰ نئی انجمنیں قائم ہوئیں اور ۵۰۰ نئی ممبر بنیں کل ایسی زنانہ انجمنوں کی تعداد سنہ ۳۱ء میں ۱۴۴ اور ممبر ۲۰۹۰ ہے۔ کاروباری سرمایہ ۱۰۳۱۰۵ روپیہ سے ۱۳۹۷۰۱ روپے تک پہنچ گیا۔ ساڑھے چار ہزار روپے نکالے گئے۔ بایں ہمہ ۳۶۰۰۰ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ جو نہایت اطمینان بخش ہے۔ روپیہ نکالنے کے اسباب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں نے خانگی اور دیگر اشد ضروریات پر روپیہ استعمال کیا جس سے نہ صرف ان کی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے بلکہ اپنی مدد آپ کرنے کے اصول کی خوبی بھی واضح ہوتی ہے جس کی تلقین تحریک امداد باہمی کے اصول کرتے ہیں۔ مردوں میں اس سال ۷۷۰ انجمنیں اور ۴۰ ہزار ممبر بڑھے ہیں اور پچھلے سال کے ۱۲۷ کروڑ کے مقابلہ میں اس سال کاروباری سرمایہ ۱۴۶۱ کروڑ تک پہنچ گیا۔ جدید انجمنوں میں ۴۷۳ انجمنیں توڑ دی گئیں ۱۲۲۔ اشتمال

اسلامی وہ کفایت شعاری اور وہ اصلاح معیار معاشرت کی تھیں،

لڑکی آگ کی نذر قاضی پور گاؤں میں ایک مسلمان عورت تیل کا چراغ لئے لکڑیاں لینے کمرہ میں گئی وہاں سن کے سر کنڈے پڑے تھے کسی طرح ان میں آگ لگ گئی۔ لوگ بھاگ بھاگ کے نئے آگ کہیں کی کہیں پہنچی نہ صرف وہ گھر جلگیا بلکہ آس پاس کے چھ گھر اور جل کے راکھ کا ڈھیر ہوگئے، مالکان مکان کی ایک سات سالہ لڑکی ایک کمرہ میں سو رہی تھی اسے سب بھول گئے، جب شعلے بھڑک رہے تھے اسوقت اسکی ماں آگئی تو عورتیں اسے نکالنے دوڑی لیکن وہ خود جل چکی تھی۔ اور ہسپتال میں نازک حالت میں لیجائی گئی، لڑکی وہیں جل کے رہ گئی،

کشمیر کی جدوجہد کشمیر میں اب حالات رو بہ اصلاح ہیں۔ چاروں طرف امن ہوگیا ہے جموں کے فسادات کے متعلق مسٹر مڈلٹن کی رپورٹ کا خلاصہ شائع ہوا ہے جس میں فاضل جج نے قرار دیا ہے کہ حکومت نے بیجا زیادتی کی۔ اگر حالات ابتدا میں دبا دئے جاتے تو حالات اس قدر افسوسناک نہ ہوتے، فوج کے خلاف مسلمانوں کے مکانات لوٹنے کا الزام بے بنیاد ہے البتہ جب اسے دیکھ کے مسلمان منتشر ہوگئے ہندوؤں سے باز پرس نہ ہوئی جنہوں نے مسلمانوں کو بعد میں لوٹا، افسران حالات کی ذمہ داری سے بچتے رہے اسی لئے انتظامات میں دیر واقع ہوتی رہی، پولیس کی اخلاقی حالت اچھی نہیں اسکی از سر نو تربیت کی ضرورت ہے مسلمان اگر امن و آشتی سے کام کرتے تو حاقی ان کے مطالبات پر غور تے۔ سر ظفر علی نے وزارت سے استعفے دیدیا جو منظور کر لیا گیا،

۴ سالہ بچہ کا قتل کانپور سے ایک چار سالہ بچہ گم ہوگیا۔ ہر چند تلاش کیا گیا۔ نہ ملا، تین دن کے بعد پولیس ایک شخص کے مکان کی تلاشی لے رہی تھی کہ اس بچہ کے کپڑے اور زیور برآمد ہوئے چند گرفتاریاں عمل میں آئیں معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کا گلا گھونٹ کے اسی مکان میں دفن کر دیا گیا اور اس کے جسم سے زیور اتار لیا گیا۔

ایک مسلم خاتون پردہ میں صوبہ بہار کی نہایت مالدار مسلمان خاتون کنور رانی سعیدہ خاتون مالک ریاست اور نگ آباد ضلع گیا ایک تعلیم یافتہ اور مہذب مشہور بی بی ہیں انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب وہ پردہ میں بیٹھ جائینگی وہ موجودہ پردہ کو خلاف شرع سمجھتی ہیں، وہ برقعہ استعمال کرینگی اور شرعی پردہ پر عامل رہینگی اسوجہ سے اب رانی صاحبہ منظر عام پر بہت ہی کم نظر آیا کرینگی،

امریکہ میں بچوں کا اغوا مشہور طیار کرنل لینڈبرگ کا ڈیڑھ سالہ شیر خوار بچہ ان کی آباد کوٹھی سے دن دہاڑے چرا لیگیا، سی دن ایک خط انہیں موصول ہوا کہ بچہ خیریت سے ہے اور اچھی طرح اسکی پرورش کیا جا رہی ہے، اب تک دوسرا خط ملا کہ پچاس ہزار ڈالر دے کے اسے چھڑالو ورنہ مار دیا جائیگا پولیس نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے مگر اب تک اس بچہ کا پتہ نہ چلا کبھی شبہ ہوتا ہے کہ دھمکی پر عمل کیا گیا اور اسے مار ڈالا گیا، کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ نہیں ابھی زندہ ہے۔ اسکے بعد ہی ایک اور شخص کا ۱۱ سالہ لڑکا چرا لیگیا اسکے لئے بھی زر فدیہ مانگا گیا، پولیس ایک اور شخص کی تلاش میں ایک مکان کی تلاشی لے رہی تھی کہ ایک دیوار میں سے ایک لڑکے کی آواز آئی کہ مجھے بچاؤ اس لکڑی کی دیوار کو توڑا گیا تو لڑکا برآمد ہوا جسے بعد میں پہچان لیا گیا۔ کچھ ملزمان گرفتار ہوگئے ہیں،

تاروں کا جھرمٹ کیمبلپور میں ایک نوجوان مسلمان عورت کو شادی سے اگلے دن اسکے شوہر نے گھر سے نکالدیا، کچھ عرصہ بعد بیوی نے فوجداری عدالت سے آٹھ روپے ماہوار گذارہ کا حکم شوہر کے خلاف حاصل کر لیا۔ شوہر نے ہائیکورٹ لاہور میں نگرانی کی کہ چونکہ بیوی میرے ساتھ نہیں رہتی اور اسکے خلاف حقوق زن و شوئی کی ڈگری ہوتی ہے اسلئے یہ حکم منسوخ کیا جائے عدالت عالیہ نے نگرانی نامنظور کرتے ہوئے قرار دیا کہ عدالت بیوی کو علیحدہ رہتے ہوئے بھی گذارہ دلا سکتی ہے۔ اس فیصلہ سے عورتوں کے حقوق اور بھی محفوظ ہوگئے ہیں اور شوہر محض اس بہانہ سے کہ بیوی ساتھ نہیں رہتی گذارہ دینے سے بچ نہیں سکتے،

وائسرائے ہند نے تعلقہ داروں کو انکے سپاسنامہ کے جواب میں دہلی میں نصیحت کی کہ تم لوگوں کو ہر وقت سرکار سے امداد کی

ترقی دیکھنی چاہتے بلکہ اپنے کاشتکاروں کی بھلائی کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔ ان سے میل جول پیدا کر کے ان کے دلوں میں محبت اور الفت قائم کرنی چاہیے۔ سلطنت میں دلچسپی لو اور سلطنت چلانے کا صحیح طریقہ جاننے کی ضرورت ہے۔ جاگیرداروں کا اچھا انتظام کرنا، سرکاری ٹیکس دینا اور سب ہی اس کے لئے برابر ہیں۔ اس لئے اگر کوئی قانون کاشتکاروں کے فائدہ کے لئے بنایا جائے تو اس پر تمہیں بگڑنا نہ چاہیے۔

سلطنت انگلشیہ نے ریزیڈنسی کا علاقہ حکومت نظام کو واپس دے دیا ہے۔ یہ علاقہ پہلے زمانہ میں اس غرض سے لیا گیا تھا کہ ریزیڈنٹ کی جان کی حفاظت رہ سکے۔ اب وہ خطرہ نہیں رہا اس لئے اب انگریزوں کو اس کے اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہ رہی۔

پنجاب کونسل میں جو بحثیں اس وقت ہوئیں ان سے معلوم ہوا کہ ملک لال نے ایک گشتی چٹھی اس مضمون کی شائع کی ہے کہ ماتحت دفتر ملازمتوں میں مسلمانوں کو تخفیف میں نہ لایا جائے کیونکہ مستقل ملازمتوں میں ان کی تعداد پہلے ہی بہت کم ہے اور نئی بھرتی کے مقابلہ میں حق دار ہیں۔ ۵۰ فی صدی مسلمانوں کو نوکریاں دی جائیں۔

کمپالا میں جس باپ نے دیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر کے اس کا خون اس پر چڑھایا تھا اسے کالے پانی کی سزا دی گئی ہے۔ ضلع کنامیہ کے ایک باپ کو اپنے بچہ کو قرضہ کے خوف سے مطلقہ بیوی سے چھین کے مار ڈالنے کے جرم میں ۴ سال قید سخت کی سزا دی گئی۔

امید کی جاتی ہے کہ صوبہ برار حضور نظام کو واپس کر دیا جائے گا۔ وہ سلطنت آصفیہ کا خود مختار صوبہ ہوگا۔ اس میں دیگر برطانوی صوبوں کا سا نظم و نسق جاری رہیگا۔ وہاں کے گورنر کا تقرر حضور نظام کیا کریں گے۔ جدید اصلاحات کے نفاذ کے وقت اس کا باقاعدہ اعلان کر دیئے جانے کی توقع ہے۔ حکومت بنگالہ نے ایک مسلمان ۱۵ سالہ لڑکے کی ماں کو ۱۰۰ سو روپے کا انعام منظور کیا ہے۔ یہ لڑکا ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو کلکتہ میں مسلح ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتا ہوا قتل ہو گیا۔ حکومت بنگالہ نے کمیلا کے کلکٹر کی قاتلہ کے باپ کی ۴۰ روپے ماہوار کی پنشن ضبط کر لی ہے۔

کلکتہ میں ایک نو سالہ ہندو لڑکی کا بیاہ ایک بکرے سے بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ برہمن اور لڑکی کے رشتہ دار موجود تھے۔ بعض ہندوؤں میں یہ پرانی رسم اب تک ہے کہ چھوٹی عمر میں بیوہ ہو جانے کے ڈر کر دو کر دیتے ہیں۔ بچے لڑکیوں کی شادی چھوٹی عمر میں درختوں، سلواروں، مینڈوں اور بعض بے جان چیزوں بلکہ پرندوں سے کر دیتے ہیں تاکہ جوان ہونے پر ان کی شادی باقاعدہ طریقہ سے کسی جوان سے کر دی جائے۔ اس لڑکی کے باپ نے اس خوف سے کہ اس کی بچی بچپن میں بیوہ نہ ہو جائے اس کی یہ عجیب و غریب شادی کی ہے۔

مسٹر ڈی ویلرا آئرلینڈ کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ آئرلینڈ کی کشمکش آزادی میں انہوں نے بڑا حصہ لیا اور تکلیفیں بھی اٹھائیں۔ اس ملک کو آخر آزادی مل گئی۔ مگر برطانیہ سے تعلق قائم رکھا گیا۔ مسٹر کاسگریو نئی آزاد ریاست کے پہلے صدر تھے ان کے زمانہ میں اس جزیرہ نے بڑی ترقی کی اور نظم و نسق قائم ہو گیا۔ اب نیا انتخاب ہوا ہے۔ اب لوگوں کو اس جزیرہ کی پالیسی کے متعلق اندیشہ ہے کیونکہ مسٹر ڈی ویلرا انگلستان سے قطع تعلق کے حامی ہیں۔

نئے شرح محصول کے مطابق ڈاک خانہ نے تین پیسہ کے کارڈ، ٹکٹ اور پانچ پیسہ کے لفافہ ٹکٹ جاری کئے ہیں جو عنقریب ڈاک خانوں میں فروخت ہوا کریں گے۔ بعض موجودہ ٹکٹوں کے بھی رنگ بدل دئے گئے ہیں۔ ایک شخص نے اپنے ملازم کے ہاتھ تیس روپے منی آرڈر کے لئے دئے وہ کھا گیا عدالت نے اسے تین ماہ قید سخت سزا دی ہے۔ گوالیار کی مجلس وضع قوانین نے تین اجلاس میں ہندو بیواؤں کے نکاح ثانی کی اجازت کا قانون منظور کر لیا ہے۔ اس پر اعلیٰ درجہ کی بحث ہوئی۔ لوگ دھرنے دیتے رہے تھے۔ آگرہ کا ایک بی ایل ساد ہو بن کے شیشن جھانجا کے قریب رہنے لگا۔ اس کی صحت بخشنے کی طاقتوں کے متعلق دور دور خبریں مشہور ہوئیں۔ ہر جمعہ اور پیر کو اس قدر مسافر اس شیشن پر ٹوٹنے لگے کہ ریل والوں کو خاص انتظام کرنے پڑے۔ پچھلے ستمبر سے اس وقت تک ریل کو ۲۲ ہزار روپیہ اس سے آمدنی ہوئی۔ اب وہ وہاں سے چلا گیا ہے۔ گو ریل والوں نے اسکے وہاں ٹھہرے رہنے کے لئے بہت کوششیں بھی کیں وہ چھ مہینے بعد واپس آنے کا ارادہ ظاہر کر گیا ہے۔

الہ آباد کے نئے مسلمان چیف جسٹس سر شاہ محمد سلیمان نے وسط مارچ میں اپنے نئے عہدہ کا قلمدان سنبھال لیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۵ سال ہے اور اس ہائیکورٹ کے پہلے ہندوستانی مستقل چیف جسٹس ہیں اور ہندوستان بھر میں پہلے مسلمان چیف جسٹس ہیں۔ آپ انشاءاللہ ۱۲ برس اس عہدہ پر رہیں گے۔ پنجاب ۱۹۲۰ء سے سر شادی لال چیف جسٹس ہیں۔ آپ سب سے پہلے ہندوستانی چیف جسٹس ہیں جو ہندوستان بھر میں اس عہدہ پر مستقل ہوئے۔ آپ ۱۹۳۲ء میں پنشن یاب ہو گئے۔ بمبئی ہائیکورٹ کے مرزا اکبر علی خاں قائم مقام چیف جسٹس مقرر ہوئے ہیں۔

تبصرے

زمانۂ تحصیل آج سے تقریباً پچیس سال قبل جب گورنمنٹ نے وظیفہ دے کر اعلیٰ تعلیم کے لئے عصمت کی مشہور مضمون نگار محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ کو ولایت بھیجا تھا تو محترمہ موصوفہ اپنی چھوٹی بہن محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ فیضی کو خطوط میں اپنا روزنامچہ بھیجتی تھیں یہ خطوط زنانہ پرچوں میں بھی شائع ہوئے تھے اسمیں شک نہیں کہ یہ خطوط بہت دلچسپ ہیں اور معلومات میں ان سے مفید اضافہ ہوتا ہے۔ محترمہ عطیہ بیگم فیضی نے بہت اچھا کیا کہ ان خطوط کو کتابی صورت میں شائع کر دیا کاغذ معمولی لکھائی چھپائی خاصی ضخامت سو صفحوں کے قریب قیمت صرف ۸ر

مضامین عصمتی بہنیں محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ فیضی کے مضامین ۲۴ سال سے پڑھ رہی ہیں اور اچھی طرح سے واقف نہیں کہ محترمہ موصوفہ ہمیشہ کسی دلچسپ اور مفید موضوع پر قلم اٹھاتی ہیں۔ یہ کتاب زہرہ بیگم صاحبہ کے ان مختلف مضامین کا مجموعہ ہے، جو وقتاً فوقتاً اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے ہیں اس مجموعہ میں معاشرتی اصلاحی مضامین بھی ہیں اور تاریخی ادبی مضامین بھی یقیناً لڑکیوں اور عورتوں کیلئے انکا مطالعہ باعث دلچسپی ہوگا اور انہیں بہت سی کام کی باتیں اس کتاب سے معلوم ہونگی، لکھائی چھپائی کاغذ اس کتاب کا بھی بہت معمولی ہے مگر قیمت بہت کم صرف ۱۰ر دونوں کتابیں رفعت محل اپج روڈ بمبئی سے منگاتے، دفتر عصمت دہلی سے بھی مل سکتی ہیں

نرالی اردو جس طرح دلی کی بیگماتی زبان شیرینی کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتی اسی طرح دلی کے جاہل طبقہ کی "کرخنداری زبان" بھی نہایت دلچسپ ہوتی ہے۔ اور اس کا لطف اسی وقت خوب آتا ہے جب کوئی کرخندار غلط سلط الفاظ بے تکلف بولے چلا جاتا ہے، نرالی اردو دلی کے کرخنداروں کی زبان میں بیس مضامین کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کے مصنف مسٹر ام اے مغنی بی اے، نرالی اردو لکھنے میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اگر کتاب کے شروع میں مشکل الفاظ کی فرہنگ بھی دیدی جاتی تو ملک کے ہر حصہ میں نرالی اردو کا پورا لطف اٹھایا جا سکتا تھا، تاہم کتاب کافی دلچسپ ہے اور آٹھ آنہ میں بہت سستی ہے۔

دفتر نرالی اردو کوچہ دکھنی رائے دریا گنج دہلی سے ملیگی

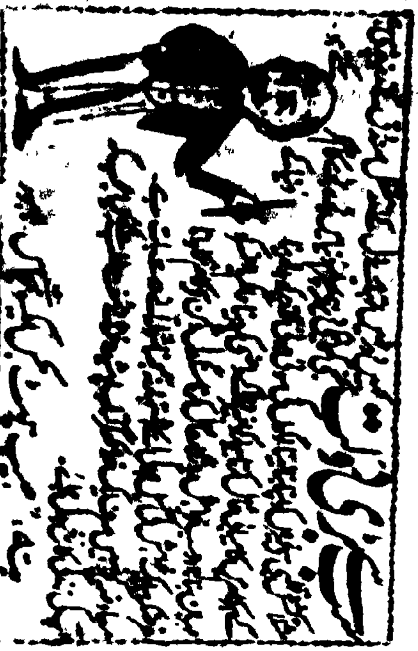
مضامین کی رسید

یہ مضامین شائع ہونگے (ممکن ہے کہ بعض مضامین کے عنوانات بدل دئے جائیں)

الزیجہ فزائی۔ ہماری مفلسی کے اسباب، ملکۂ شجرۃ الدر، شیریں کی ضد، نازو بیگم کی یاد، ام لین پنکہرسٹ، تکمیرۂ شرد جن، ہماری ترقی، رنگ، نغمۂ محبت، انجام ہستی، ایک سریع الاثر بد دعا، عورتوں کی صحت کیونکر برقرار رکھی جا سکتی ہے، پروفیسر رامن اور نوبل پرائز، دیوالیہ، لڑکیوں سے بیجا سوالات، آج، پیرجی

یہ مضامین زیر غور ہیں قلم کی جنبش، میاں بیوی کے تعلقات اسلام کی دنیا، مکان اور ہر چیز کی صفائی، مائے تفریح، صفائی، باوفا شوہر، دل بدست آور کہ حج اکبر است حقیقت معراج صلعم، بچہ، ہمارا تمدن،

ناقابل اشاعت مضامین شادی اور تعلیم، آہ، فروری عصمت، درخواست اصحاب کہف، مسلمان عورتین کی بیداری، مدراس میں، بچوں کی تعلیم و تربیت، محبت کا پھول، مسلمان مائیں، ناہمجنس کیساتھ شادی، ایا ئی ذنب قتلت، عورت کی حقیقت، حسین خواب، محبت کا جواب، شعاع نیکی، منظوم خط از جاورہ، سری رام چندر اور سیتا جی، نظم حالات معراج، عمر عیار، حوادث زمانہ، یہ مضامین مصنفات کیلئے ٹکٹ بھیجکر ۱۵ اپریل تک واپس منگائے جا سکتے ہیں،



سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ خفیفہ نمبر　　سنہ ۱۹۳۲ء

بعدالت جناب سید محمد حسین جج خفیفہ بہادر　　انا و مقام انا و

بلیرو سنگھ ولد پہلوان سنگھ قوم بیکر ساکن موضع شیخپور پرگنہ ہدرہ تحصیل و ضلع اناؤ مدعی

بنام سرجو لال ولد کوچی قوم کرری ساکن رام سنگھ　　مزرعہ موضع ہنہ . پرگنہ تحصیل و ضلع اناؤ. مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دعوی معاملہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۱ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو مطلع ہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا. آج بتاریخ ۱۰ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا (مہر عدالت)

دستخط حاکم



آمنہ کا لال

[illegible]

The [illegible] Delhi

[illegible]

The [illegible]

[illegible]

THE ISMAT DELHI.

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیون کے لیئے

پاکیزہ خیالات ۔ علمی ۔ ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی مین ہر انگریزی مہینے مین ایک بار شائع ہوتا ہے

۹۳۲

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپے

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے	بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے
گجراتی اور پنجابی کھانے	نفیس نفیس کھانے	لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے	دلّی اور لکھنؤ کے کھانے
حیدرآبادی اور برمی کھانے				پشاوری اور سندھی کھانے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنیکی اردو زبان میں بے نظیر کتاب

عصمتی دسترخوان (حصہ اول)

جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ ملے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں **تجربہ** کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں۔ اس لئے ترکیبیں بالکل **صحیح** ہیں اور وزن بالکل **درست**! ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تعلیم یافتہ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچی خانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات و مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
پلم پڈنگ	بریڈ پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضہ مرغ	آتش کباب
سوجی کی پڈنگ	انڈہ پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمے کی ٹکیاں	شامی کباب
[illegible] بھری پڈنگ	سیب پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	دال کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بیسنی کباب	سیخ کے چپٹے کباب	اروی کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی قسم کے
کمزور بیمار دل کیلئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کباب

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے۔ سویاں کھیر فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن مچھلی۔ مربہ جیلی۔ بسکٹ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے۔ چٹنیاں۔ مربے۔ اچار۔ سموسے۔ بڑے پوری کچوریاں۔ پراٹھے۔ روٹی۔ غرض ہر قسم کے شرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن صحیح ترکیبیں! **اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروریات میں سے ہے** ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچ گئی ہے۔ بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ و خوش ذائقہ کھانے پکانے لگی ہیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب ضرور جہیز میں دی جاتی ہے۔ سینکڑوں خواتین نے اس کی تعریف میں خطوط بھیجے ہیں اور کتنے ہی مردوں نے اس کتاب کی اشاعت پر مؤلف و پبلشر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کھانے پکانے کی اس قدر صحیح اور دیسی کارآمد کتاب ہندوستان کی کسی زبان میں آج تک نہیں چھپی۔ اس کی تیاری پر پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا ہے۔ پہلے ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ تین ایڈیشن نکل گئے اس کتاب پر اس قدر محنت کی گئی ہے کہ اگر پانچ روپے قیمت بھی ہوتی تو کم تھی لیکن اس لئے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے صرف دو روپیہ قیمت رکھی گئی ہے۔ مجلد کی قیمت صرف دو روپیہ چار آنہ ہے۔ اور زیادہ تر مجلد ہی منگائی جاتی ہے۔

[illegible] عصمت [illegible]

عصمتی دسترخوان کے اصول

یہ کتابیں بھی شائع کی گئی ہیں!

جو ہاتھوں ہاتھ نکل رہی ہیں

عصمتی ہنڈکلیا یہ کتاب بچیوں کے لئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن سے واقف ہو جائیں اور ایک کنواری لڑکی کو جو کچھ جاننا چاہئے گھر داری سے واقف ہو جائے۔ سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچیوں کی سمجھ کی زبان میں لکھی گئی ہیں اور کھانے پکانے کے متعلق بہت مفید مضامین [illegible] ضرور پڑھنی چاہئیں۔ باتصویر قیمت صرف [illegible]

ناشتہ وہ چیز جو دوپہر کے کھانے سے قبل صبح سویرے پہر کی کھائی جاتی ہے ناشتہ کہا جاتا ہے اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں چائے، کوکو، شربت، لسی، قہوہ، ٹوسٹ، بسکٹ، کیک، دلیہ، انڈے وغیرہ غیر ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر حصے کے مختلف قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں ہیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں ہر ملک کا مہمان آ جائے آپ اس کے مطلب کی چیز ہر وقت پیش کر کے خوش کر سکتے ہیں۔ قیمت ۱۰/

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کے لئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا ضروری ہے اور کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں اس موضوع پر بے نظیر کتاب جس میں بچوں کے صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کاروں کے لکھے ہوئے ہیں باتصویر قیمت صرف ۱۰/

بیماروں کے کھانے بیماروں کے لئے جو کھانے بہت مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں۔ اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور بہت کارآمد ہیں مضامین بھی بے انتہا مفید و قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے باتصویر قیمت دس آنہ (۱۰/)

مذاقیہ کھانے دولہا بھائی سے، ننھے سے، سہیلیوں سے مذاق کرنے کیلئے نہایت دلچسپ کتاب جس کی ہر ترکیب صحیح ہے۔ بیہودہ تکلیف دہ عامیانہ مذاق کی جگہ اس کتاب سے شائستہ مذاق کرو اور اس ہنسنے ہنسانے والی کتاب سے زندہ دلی کا ثبوت دو۔ لڑکیوں کی شادی کے وقت دولہا بھائی کی تواضع کیلئے لڑکیاں یہ کتاب نہایت شوق سے منگاتی ہیں

مشرقی مغربی کھانے عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ قیمت [illegible]

کربلا کے بیابانوں میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں

سیّدہ کا لال

مصنفہ حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم کی بےمثل تصنیف

جس کا ہر صفحہ مسلمانوں کو اشکبار کرتا ہے۔ پہلا حصہ صفحہ ۲۲ تک شہادت کی نہایت جامع و مفصل تاریخ ہے۔ حضرت خدیجہ کا حال، جناب سیدہ کے اسلام پر احسانات و فضائل، سرور عالم کی رحلت، حضرت عثمان و حضرت علی کی شہادتیں اور مرثیے۔ جمل اور صفین کی واقعات کا مفصل بیان۔ شیعہ سنی اختلافات کی تفصیل، بنی امیہ کی کوششیں، امیر معاویہ کی سیاست، حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت اور مرثیے۔ یزید کی حکومت غرض کربلا سے پہلے کے تمام ضروری بیان اور مستند واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ علامہ مرحوم نے اپنے مخصوص پیرایہ میں تحریر فرمائے ہیں جن سے واقعہ کربلا کے صحیح اسباب بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔ صفحہ ۱۲۲ سے دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی معرکہ کربلا۔ حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت، امام زین العابدین کی بیماری، حضرت عباس، حضرت قاسم، حضرت علی اکبر کی شہادتیں، کربلا کا ہر منظر جیسا جیسا صفحہ کا تاسیدہ کے لال کی شہادت وغیرہ بیان کئے ہیں۔ ابن زیاد و یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، قاتلان حسین کا انجام۔ شہادت کا بیان اس قدر موثر ہے کہ تمام کتاب اس قدر درد انگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی۔ مگر نثر کی جو مرثیے علامہ راشد الخیری مرحوم نے لکھے ہیں ان کا جواب ادب اردو میں نہ مل سکیگا۔ ایک ایک صفحہ پر ہچکی بندھ جاتی ہے۔

شہادت نامہ پڑھنا ہے تو سیّدہ کا لال پڑھئے

اس سے زیادہ جامع اور مستند اس سے بڑھکر درد انگیز اور موثر کوئی شہادت نامہ اردو کیا فارسی عربی میں بھی نہ ملیگا۔ یہ کتاب شیعہ اور سنی دونوں فرقوں میں یکساں مقبول ہو رہی ہے۔ ہاتھوں ہاتھ ہزاروں جلدیں نکل گئیں۔ باقی ادب سیدہ کا لال اور ملک بھر کی کتابوں میں سے ہے اور نامہ کے لال کی طرح سیدہ کا لال بھی وہ کتاب ہے جس پر خود مصنف کو فخر ہے۔ ضخامت ڈیڑھ سو صفحے، قیمت عہ قسم دوم للعہ قسم خاص سے، مجلد مع محصول ڈاک۔

شہید کربلا کی ماں

سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ کی اردو زبان میں بہترین سوانح عمری۔ الزہرا علامہ راشد الخیری مرحوم کی برسوں کی محنت ہے اور اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آٹھ دفعہ چھپ چکی ہے۔ آخر میں واقعہ کربلا کا مختصر بیان ہے جو بے انتہا دردناک۔ قیمت ۱۲ / ۔

عروس کربلا

علامہ مرحوم کے تمام تاریخی ناولوں میں مجاز و ممتاز ہے۔ کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی کیسے درد انگیز نہیں اس پر مولانا نے قلم گوہر ریز سے قیامت برپا کر دی ہے کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ محبت کا دلچسپ افسانہ بہت مشہور کتاب ہے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے اور آج بھی ہزاروں ہزار مل رہی ہے۔ عروس کربلا کی طرز پر کئی مصنفوں نے ناول لکھے ہیں مگر عروس کربلا عروس کربلا ہی ہے۔ قیمت ۱۲ / لڑکیاں نہ منگائیں۔

محرم نامہ

خواجہ حسن نظامی کی مشہور کتاب ہے۔ شہادت سے پہلے ہی امام کے تمام حالات بشرح و بسط درج ہیں۔ یہ کتاب شیعہ سنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے۔ قیمت عہ / ۔

یزید نامہ

یہ بھی حضرت خواجہ صاحب کی بڑی معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس میں سوء حضرت شہادت حسین کے بعد کے حالات لکھے ہیں اور اسلام کی اس خونی داستان کو جس نے تاریخ اسلام پر بڑا اثر ڈالا ہے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی خلفائے بنی امیہ کے حالات بھی ہیں۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت سوا روپیہ (عہ /)

شہید کربلا

اس کتاب میں سیرت حسین بے حد ترتیب کے ساتھ شہادت عظمیٰ کے پورے واقعات ہیں جگہ جگہ میر انیس کے دردناک مراثی بھی دئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ / محصول ۵ / ۔

محبوبہ کربلا

مصر کے سب سے بڑے مورخ علامہ جرجی زیدان کا وہ معرکۃ الآرا تاریخی ناول ہے جس سے زیادہ ممالک اسلامیہ میں کوئی کتاب مقبول نہیں۔ اس میں قاتلان حسین کی وہ وہ شقاوتیں بیان کی ہیں کہ دنیا حیرت میں رہ جائے۔ یزید کے حالات بھی سب سے زیادہ اسی کتاب میں ملیں گے۔ مگر یہ کتاب لڑکیوں کے مطلب کی نہیں۔ ضخامت تین سو صفحات۔ قیمت عہ / محصول ڈاک بذمہ خریدار

مطبوعاتِ عصمت

تصنیفاتِ مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم

زمانہ نشر بھر کی بے مثل کتابیں

نام کتاب	کیفیت	قیمت
آمنہ کا لال	معجزات میں سرورِ عالم کی بے نظیر سیرت اور مستند	عـہ
سیدہ کا لال	شہادت کی مفصل کیفیت [illegible]	[illegible]
سالنامت	[illegible]	[illegible]
شب زندگی	[illegible]	/۶
نوحۂ زندگی	[illegible]	/۱۲
نسوانِ زندگی	[illegible] افسانے	/۸
جوہرِ قدامت	[illegible]	[illegible]
فسانۂ حیات	[illegible]	[illegible]
تفسیرِ سیلانی	[illegible]	/۱۴
سمرتی	[illegible]	/۸
ستونزہ	مجموعۂ [illegible] افسانہ	/۸
[illegible] کا راز	[illegible] لڑکیوں کی دلچسپ کہانی	/۸
تفسیرِ عصمت	[illegible]	/۵
منزلِ ترقی	[illegible]	/۴
بھگاکر تو	ایک عاشق [illegible] نصیب [illegible] محبت [illegible] گئی ہے	/۴
[illegible] سرگزشت	[illegible] میاں بیوی کے تعلقات کا [illegible]	/۴
بیلا کی سہیلی	[illegible]	/۱۲
جوہرِ عصمت	[illegible] افسانے	[illegible]
سیلابِ اشک	بہترین باتصویر افسانے	[illegible]
[illegible]	[illegible] ایک شہر [illegible]	/۱۲
[illegible]	[illegible] نظموں کا مجموعہ	/۴
[illegible]	[illegible] باتصویر	[illegible]
دواتی [illegible]	[illegible]	/۶
[illegible]	[illegible]	/۱۰
[illegible]	[illegible] مضامین نظم و نثر کا بہترین نمونہ	/۸
[illegible]	[illegible] رشید [illegible]	/۴
وداعِ خاتون	[illegible]	/۶
گلدستۂ عید	[illegible] افسانوں اور مضامین کا مجموعہ	/۸

اسلامی تاریخ کے افسانے (لڑکیاں نہ منگائیں)

نام کتاب	کیفیت	قیمت
شہیدِ مغرب	[illegible] افسانے	عـہ
عروسِ کربلا	میدانِ کربلا کے حالات مشہور ناول ہے	[illegible]
[illegible]	[illegible] لڑکیوں کا [illegible]	/۱۰
محبوبِ خداوند	[illegible]	/۱۲
[illegible]	[illegible]	/۵
[illegible]	[illegible]	/۴

محترمہ خاتون اکرم بنت عکلی کی تصانیف

نام کتاب	کیفیت	قیمت
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] بہترین [illegible] مضامین کا مجموعہ	عـہ
[illegible]	نہایت دلچسپ [illegible]	/۶

محترمہ آمنہ نازلی کی کتابیں

نام کتاب	کیفیت	قیمت
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کھانے پکانے کی [illegible] نہایت مفید کتاب	/۸
[illegible]	[illegible]	/۱۰
[illegible]	[illegible] کس قسم کی غذا کس طرح تیار کرکے دینی چاہیے	/۸
[illegible]	بیماروں کی کیا غذا ہونی چاہیے [illegible]	/۱۰
[illegible]	[illegible] نہایت دلچسپ کتاب	/۶
[illegible]	[illegible]	عـہ
[illegible]	[illegible]	/۸
[illegible]	[illegible] کے قابل [illegible]	/۸
[illegible]	[illegible]	[illegible]

محترمہ صغرا ہمایوں مرزا کی تصانیف

نام کتاب	کیفیت	قیمت
[illegible]	[illegible] کا حال [illegible] دلچسپ پیرایہ میں	[illegible]
سرگزشتِ [illegible]	[illegible]	/۱۰
[illegible]	نہایت مفید دلچسپ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	/۱۲

معزز خواتین کی لکھی ہوئی شریف بیگمات کیلئے بہترین کتابیں

نام کتاب	کیفیت	قیمت
[illegible]	[illegible] کا بہترین تحفہ	[illegible]
[illegible]	[illegible] کا مجموعہ	/۶
[illegible]	[illegible] کے تجربات صحت کے متعلق	/۴
[illegible]	[illegible] کا تذکرہ [illegible]	/۶
[illegible]	[illegible]	[illegible]
چار رخ	[illegible]	/۴
[illegible]	[illegible] افسانے	/۸
[illegible]	[illegible] ایک شریف لڑکی نے کس طرح بگڑا ہوا گھر بنا دیا۔	/۶
[illegible]	[illegible] سے بہتر کتاب نہیں دیکھی	[illegible]
[illegible]	[illegible] لاجواب کتاب	[illegible]
[illegible]	اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک نہیں لکھی گئی	/۱۲
[illegible]	[illegible]	/۶
[illegible]	[illegible] نہایت [illegible]	/۵

ملنے کا پتہ: مینیجر عصمت دہلی

بچوں کیلئے اچھی اچھی کتابیں

سرکارِ کلدربار دو عالم کے سردار ہمارے سرکار حضرت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب جو عام فہم ہے اور سمجھنے والے بچوں کیلئے بقول ایک مشہور عالم و ادیب یہ کتاب واقعی ایک نعمت ہے۔ تاریخی صحت، مطالب کی ترتیب اور ادب و احترام کے پورے التزام کے ساتھ نہایت دلکش انداز اور بڑی سادہ اور پیاری زبان میں لکھی گئی ہے۔ تقریباً تمام متعلقہ حالات آگئے ہیں۔ مستند رسائل اور معزز علما نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ کتابت اعلیٰ، طباعت پاکیزہ، سرورق سہ رنگی قیمت عہ رتمی ا ب صرف ۸ رہے

ہمارا دین مصنفہ سید نواب علی صاحب پرنسپل بہاؤ الدین کالج جونا گڑھ ایک مختصر رسالہ جس میں کلمۂ طیبہ، ایمان، نفس، برکات اسلام، تعلیم دین ، اور ارکان خمسہ اسلام کی خوبیاں عام فہم انداز میں مذکور ہیں۔ مسلمان بچوں کے لئے ایسے رسالہ کا مطالعہ بہت ہی عجیب چیز ہے نیز ان لوگوں کے لئے بھی جو اسلامی تعلیم سے واقف ہیں اور ہونا چاہتے ہیں۔ قیمت ۲ ر

ہمارے نبی ننھے بچوں کے لئے نہایت ہی آسان زبان میں سرور کائنات کی سیرت پر نہایت مشہور کتاب۔ کئی کئی ہزار کے کئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ مولوی نواب علی صاحب پرنسپل بڑودہ کالج نے لکھی ہے قیمت ۳ ر

ہمارے رسول بچوں کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر یہ رسالہ مناسب اسلوب بیان اور آسان زبان میں لکھا گیا ہے۔ ناظرین نے بچوں کی تعلیم کے لئے اس رسالہ کی سفارش کی ہے۔ چنانچہ اسلامی مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۶ ر

نبیوں کے قصے اس کتاب میں حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک تمام نبیوں کے حالات لکھے ہیں کتاب چونکہ خاص طور پر بچوں کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے زبان بڑی صاف اور شیریں ہے۔ نبیوں کے قصے بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں قیمت ۸ ر

ترکوں کی کہانیاں یہ ترک بچوں کی بہادری اور ہمت و جرات کی چند سچی اور اچھی کہانیاں ہیں جن کے پڑھنے سے بچوں میں قومی جوش پیدا ہوتا ہے اور ان ترک بچوں کی طرح وہ بھی تندرست اور بہادر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ نئے دو لفظ لڑائی پر رخصت ہوتے ہیں، معصوم قافلہ، اور جمیل اکیا تم ہو؟ بڑی مزے مزے کی کہانیاں ہیں۔ قیمت صرف ۴ ر

قوم پرست طالب علم طلبہ کے دلوں میں ہندوستان کی محبت اور ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے والا ایک ڈراما ہے نہایت سبق آموز ہے، مناسب موقع پر گیت اور گانے بھی ہیں۔ یہ ڈراما

[illegible] جامعہ کے بچوں نے [illegible] کے سامنے کیا تھا۔ بہت پسند کیا گیا۔ قیمت چار آنہ ۴ ر

بچوں کا انصاف [illegible] ہندوستان کے مدرسوں کی حالت بتائی گئی ہے اچھے اور شریر لڑکوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ [illegible] قیمت ۳ ر

دنیا کے بسنے والے حبشیوں، امریکہ کے اصلی باشندوں، بدوؤں، ہندوستان کے بھیلوں، جاپان [illegible] کے لوگوں کے حالات جہاں ہزاروں برس پہلے آئے۔ کتاب میں تقریباً پچاس تصویریں ہیں جن میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ ان کا نظیر بھی ہندوستان میں محال ہے۔ از سید ہاشمی صاحب مسلم یونیورسٹی [illegible] قیمت ۶ ر

تاریخ ہند کی کہانیاں محترمہ بنت نصیر الدین صاحب [illegible] سیکڑوں برس پہلے کے ہندوستان کی تاریخی کہانیاں نہایت آسان اور پیاری زبان میں لکھی ہیں۔ اسے پڑھ کر بچوں کو تاریخی معلومات ہوتی ہیں قدیم ہندوستان اور اس کے باشندوں کے متعلق اس سے زیادہ دلچسپ کہانیاں مل نہیں سکتیں قیمت صرف ۴ ر

موش و گربہ چوہے بلی کی لڑائی کا نہایت مزیدار فارسی قصہ مع ترجمہ، بڑی رنگین تصویریں جرمنی کی چھپی ہوئی خوبصورت کتاب، خاص بچوں کے لئے ہے قیمت صرف ۵ ر

مشق خوشنویسی طلبا کا خط اچھا کرنے کے لئے ایک مشہور خوشنویس نے لکھی ہے۔ قیمت صرف ۲ ر

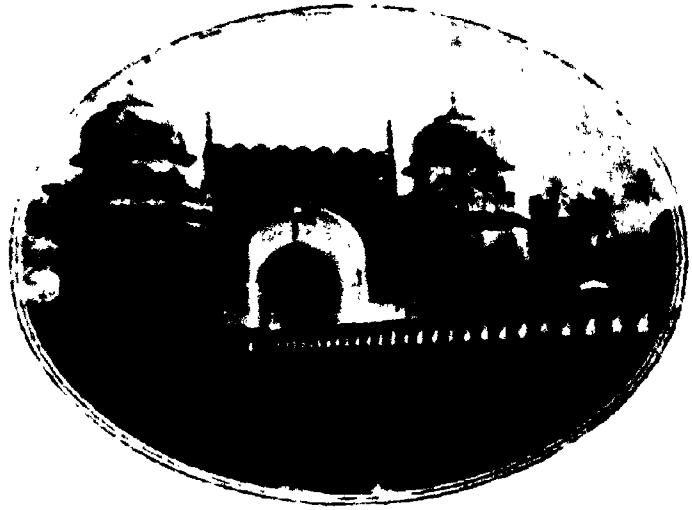
ادبی تصانیف

تلاش حق مہاتما گاندھی کی خود نوشت سوانح حیات کا سلیس اردو ترجمہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیوں دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی قسمت آزمائی نے اکثر دنیا میں ہلچل مچا دی، مال و دولت چھوڑ کر عیش و آرام ترک کر کے کیوں لاکھوں انسان جیل کی سختیاں اٹھانے اور لاٹھیوں کی مار کھانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ یہ وہ خود نوشت حالات ہیں جو گاندھی جی نے بلا کم و کاست اپنے قلم سے لکھے ہیں اس کے انگریزی ترجمہ کی قیمت گیارہ روپے تھی لیکن اردو ترجمہ آپ کو صرف ۶ روپیہ محصول میں مل سکتی ہے۔ کتاب کی ضخامت [illegible] صفحات سے زیادہ ہے اور زمانہ طالب علمی سے لیکر [illegible] کی مفصل داستان [illegible] قیمت [illegible]

پردۂ غفلت اردو زبان میں پہلا اخلاقی ڈراما مصنفہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی، جس میں ہندوستانی سوسائٹی کی سچی تصویر، تعلیم نسواں، آزادی نسواں اور پردہ پر [illegible] دلچسپی [illegible] اصلی [illegible] عجیب [illegible]



ہز ہائی نس بیگم صاحبہ آف بھوپال ہاء اقبا



اورنگ آباد کے قلعہ کا ایک دروازہ اسکے اندر سابق شاہ
ہندوستان اورنگزیب مرحوم کا مقبرہ ہے -



پنجاب کے پہاڑی علاقہ کی عورتیں جو میلوں میں زیور پہنکر جاتی ہیں - اوپر کی تصویر
شملہ ہلز کی ریاستوں کے ایک میلہ میں لی گئی تھی -

ایک انگریزی ہسپتال کا آپریشن روم



، لوئیس ہسپتال لندن کے آپریشن کے کمرہ میں تھیٹر ہال
طرح نقش و نگار کئے ہوتے ہیں تاکہ جب مریض پر عمل
جراحی کیا جائے تو اس کی توجہ بٹی رہے -

بے بی فورڈ



جو فورڈ کمپنی کی تیار کردہ ہے اس کی قیمت
صرف ۱۲۰ پونڈ ہے -



الہ آباد کے زنانہ سکول کی لڑکیاں درزی کلاس میں سلائی کی تعلیم حاصل کرتی ہوئی نظر آتی ہیں -

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۸ | بابتہ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | نمبر ۵

تصاویر ۱۰

فہرست مضامین

مسلمان عورت کی کشتی	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۳۴۶
چند باتیں		۳۵۰
شادی بیاہ میں مہمان جانا	و۔ ا صاحبہ	۳۵۱
ماں کی جان نثاری (نظم)	لالہ تلوک چند محروم بی اے	۳۵۳
فیشن	سلطانہ احمد الدین	۳۵۵
کبھی سوچ لے انسان	ح۔ ا صاحبہ	۳۵۸
دیوالیہ (افسانہ)	تقی علی صاحب ہاشمی	۳۵۹
عورت اور ترقی	مولوی عبدالحی عباسی بی اے	۳۶۵
آنکھوں کی حفاظت	بلقیس بیگم (و۔ ا) صاحبہ	۳۶۷
ملک پونچ کی خاتون	بیگم سید مظفر حسین جعفری	۳۶۹
چیتل کی کھال دیکھ کر	الف ب شروانیہ صاحبہ	۳۷۳
لیڈیز کانفرنس کا اجلاس (افسانہ)	کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب	۳۷۴
بہ شوہر سے خطاب (نظم)	حضرت عزیز لکھنوی	۳۷۸
بلائے آسمانی	مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی بی اے	۳۸۰
صحت کی نگہداشت	ایس بی طاہرہ صاحبہ	۳۸۳
پیر جی نالاں ہو گئے (افسانہ)	انیس فاطمہ صاحبہ	۳۸۵
پروٹسٹنٹ ازم اور نوبل پرائز	مفتاح الدین صاحب جعفری بی ایس سی	۳۹۰
لڑکیوں سے بیجا سوالات	ا۔ ب شروانیہ صاحبہ	۳۹۲
اچھی غذا اور آرام کی ضرورت	و۔ ا صاحبہ	۳۹۳
تکبیر	خاتون بیگم صاحبہ	۳۹۵
عورتوں کی صحت	مشیر حسن صاحب	۳۹۶
بوا رحیمن کو نکاح کی سوجھی (افسانہ)	سید ابو تمیم صاحب	۳۹۸
رنگ	محمد زبیر صاحب ہاشمی	۴۰۲
مرغی	سید ابو طاہر صاحب (آنرز) دہلی ایس سی	۴۰۵
موتیوں کا خوان پوش	عالم آرا بیگم صاحبہ	۴۰۸
خانہ داری	مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے	۴۰۹
سیر بین	" " "	۴۱۳
اطلاع	منیجر	۴۱۷
بزم عصمت	متفرق	۴۱۹
دور بین		۴۲۱

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ

قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں ۸ر

رؤسا سے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ ۱۲ر

قسم اول (جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے) پانچ روپے فی پرچہ سات آنے۔ ممالک غیر سے دس شلنگ سالانہ

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہوتا ہے ساڑھے تین روپے فی پرچہ ۵ر

باہتمام ابوالامین مولوی محمد امان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا

مسلمان عورت کی کشتی

مجھے ایک عرصہ دراز کے بعد اس ہفتہ میں چند حضرات کے اصرار پر ایک نکاح میں شریک ہونیکا اتفاق ہوا مکان مہمانوں سے کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ اور مسلمانوں کی مختلف مذاق کی ٹولیاں اپنی اپنی بحثوں میں مصروف تھیں مگر ہر شخص کی زبان پر مسلم قوم کا رونا تھا تعجب یہ ہے کہ معائب و نقائص کے اس قدر عام احساس کے بعد بھی لکچرار کا لکچر مولوی کا وعظ نامہ نگار کا مضمون شاعر کی نظم حد یہ ہے کہ قوال کی غزل بھی اسی تان پر ختم ہوتی ہے رونا روز بروز زیادہ اور حالت لمحہ بہ لمحہ ابتر ہو رہی ہے۔ اسی صورت کو سامنے رکھ کر میں ہمیشہ یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر ہر مسلمان صرف اپنا فرض اسلامی اتنا سمجھ لے کہ خود مسلمان ہو جائے تو وہ موجودہ اسلامی دنیا کا بہترین مسلمان ہوگا۔ کاش وہ حضرات جو قوم کا رونا روتے ہیں اس طرف توجہ فرماتے اور دوسروں کو مسلمان بنانے سے پہلے خود مسلمان ہو جاتے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ خطبۂ نکاح پڑھا گیا۔ اور نکاح ختم ہوا دلّی میں روایات قدیمہ روز بروز مٹ رہی ہیں، پہلے یہ دستور تھا کہ ادھر دعا ختم ہوئی اور ادھر شہدوں کی جماعت نے مبارکبادیں دینی شروع کیں۔ ان شہدوں کو جو کچھ ملتا تھا وہ مفت نہ ہوتا تھا، بلکہ ان کی خدمات کا معاوضہ ہوتا جہیز کی ہر شے ان کے سپرد ہوتی تھی اور یہ تل تل اور تلہ تار دولہا کے گھر پر پہونچا دینے کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ پلنگ اور چھپر کٹ کو کندھوں پر اٹھانیوالی جماعت یہی ہوتی تھی اور ان کی وجہ سے تمام اشیا اطمینان سے پہونچ جاتی تھیں۔ اب جہیز کی حیثیت میں چونکہ تغیر ہو گیا ہے اسلئے ان لوگوں کی صورتیں بھی کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ ہاں قوال اور بھاٹ وغیرہ غزلیں اور گیت گا کر مجلس کو محظوظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، المختصر دعا ختم ہوتے ہی آواز آئی۔ "ہر یالے بنے ہو وے مبارک شادی"

مبارک باد کے یہ الفاظ مجلس میں گونج رہے تھے۔ دولہا دلہن کے متعلقین علیٰ قدر تعلق خوش تھے اور مبارک سلامت کی دھوم دھام ہو رہی تھی مگر مجھے اس مبارک باد میں کچھ اور دکھائی دے رہا تھا۔ نکاح اندر دالان میں تھا۔ مہمان باہر کے بڑے وسیع صحن میں دور تک بیٹھے ہوئے تھے۔ بھاٹ کی مبارکباد نے خطبہ کے ختم اور نکاح کی تکمیل کا اعلان کیا۔ مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوا اور دل پر ملامت کرنے لگا کہ یہ ایسے موقع پر بھی جب ہر شخص شاد ہے۔ اور شادی بج رہی ہے تو روتا ہوا ہی دکھائی دیتا ہے۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ قلب بدبخت کو راہ راست پر لاؤں لیکن جتنا سمجھاتا تھا اتنا ہی ہاتھوں سے نکلتا تھا اور کہتا تھا۔

اس مبارکباد کی نہ میں تعزیت کی صدائیں موجود ہیں۔ اس مسرت میں آفت اس راحت میں مصیبت اور

س شادی میں بربادی پوشیدہ ہے۔ مبارکباد سننے خوش ہونے اور مگن پھرنے والے آج ہی کو دیکھ رہے ہیں ان کے سامنے کل نہیں ہے۔ یہ مستقبل سے اغماض اور انجام سے لاپرواہی کرتے ہیں۔ یا علان کس بات کا ہے؟ اس لڑکی کی آزادی سلب ہوچکی اس کا اطمینان ختم اور اس کا زمانہ بہار فنا ہوگیا۔ آج سے یہ ایک ایسے شخص کی جو اسلامی تہذیب اور انسانی جوہروں سے محروم ہے لونڈی بن گئی۔ لوشہ مبارکباد کا مستحق ہے کہ مسلمانوں کے رواج نے گھر بیٹھے ایک مادی جسے رات دن حکومت کریگا اور بخلاف مزاج بات پر طلاق کی تلوار سنبھال لیگا۔

یہ اس قوم کا ایک فرد ہے جس کے آقا نے اسلام کے زبردست محسن فاروق اعظم کی اس درخواست کے جواب میں کہ آپ اور نکاح کرسکتے ہیں ام المومنین بی سلمہ کے یہ الفاظ جاں نواز خیال فرمائے تھے۔

"عمر ہمارے معاملہ میں دخل دینے والا کون ہوتا ہے۔"

یہ اس انسان کامل کی سنت سے فائدہ اٹھا رہا ہے جس کے آخری الفاظ یہ تھے، کہ

"تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے" یہ اس کا کلمہ پڑھنے والا ہے جس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ عورت کی توہین وہ کرتے ہیں جو پاجی ہیں۔

یہ اس مصلح پر ایمان لایا ہے جس نے عورت کو مساوات کے لباس سے آراستہ کیا اور مرد کے برابر پہونچا کر دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ لیکن، اب یہ دولہا کیا کرے گا۔ اور دولہن کی حیثیت کیا ہوگی،

شوہر کی ہر غلط خواہش کے مقابلہ میں بیوی کو اپنے صحیح جذبات فنا کرنے پڑینگے اسکی مرضی پر اپنی خوشی قربان کرنی پڑے گی اور جہاں لونڈی ماما نوکر آنا انکار سے پیچھا چھڑا سکتے ہیں وہاں اس کا فرض ہوگا کہ تعمیل کرے اور ہاں میں ہاں ملائے۔ یہ جان سے اکتاجائے مظالم سے پریشان ہوجائے لیکن اس کا چھٹکارا نہیں ہوسکتا اور جب زندگی کے بدترین ظلم کا شکار ہوجائے اور شوہر دوسرا نکاح کرے تو شوہر کے ساتھ سوکن کی رضامندی بھی اس کا فرض ہو۔۔ لاچار و پریشان ہوکر گھبرا کر اور اکتا کر جب سوسائٹی کی پناہ میں جانا چاہے تو کونسی سوسائٹی۔ توحید کی معترف اور رسالت کی معتقد جس کا ایمان قرآن و حدیث تو اسکے رہنما۔ نعوذ باللہ من ذلک ہر ظلم کو سنت فرمائیں اور ہر ستم کو جائز قرار دیں۔ اسلام نے اس کی شخصیت علیحدہ قرار دی تھی لیکن اس نکاح سے اس کی ذات شوہر میں جذب ہوتی ہے، اسکی کوئی رائے ہوگی نہ قیاس۔ شوہر کی رائے پر اپنا سر جھکا دینا اس کا کام ہوگا۔ اور اس کی جائداد اس کی ملکیت اسکے بچے غرض ہر شے ذی روح اور غیر ذی روح دیکھنے اور سننے کو اسکی لیکن حقیقتاً شوہر کی ہوگی اور ان تمام خدمات کا صلہ یہ ہوگا کہ نوشہ جس وقت قانون اور اختیار کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے اور۔ دوسروں کے طفیل عورت کے حق کی کوئی آواز بلند ہوگی تو سب سے پہلے اس آواز کو ٹھکرا دینے اور اس مطالبہ پر ناک بھوں چڑھانے والے ہمارے یہی نوشہ ہونگے،

جب یہ دولہا میاں عورت کی شخصیت کو فنا فرما کر اسلام کی تحقیر پر فخر کرینگے اسوقت دولہن کے دولہا ہی نہیں ہونگے

باپ بھی ہونگے اور بیوی پر حکومت کا چسکا ایمان اور انصاف کو اتنا مجروح کردیگا کہ جس معصوم، دھوں کو پال پوس کر جوان کیا ہے جو کلیجہ کے ٹکڑے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ ان کے جائز حقوق کو اپنی نفسانیت اور حکومت پر قربان کرنے میں ذرہ برابر تامل نہ ہوگا۔ میں نے خانصاحب یعنی دولہن کے باپ سے عرض کیا کہ حضرت مبارکباد تو بعد میں دونگا، یہ تو فرمائے آپ نے اس بچی کے حقوق کا کیا تحفظ کیا یا سوسائٹی کے رواج پر ایک بھینٹ اور چڑھا دی۔ اس کا جواب خانصاحب کے چہرہ پر تو مسکراہٹ تھی لیکن ایک اور صاحب نے فرمایا خانصاحب کے ہاں لڑکیوں کو ترکہ پدری بھی نہیں دیا جاتا۔ تحفظ حقوق تو اس کے بعد ہے،

تخیل تو کیا ایک دیوانگی تھی جس نے مٹھائی اور چھوہاروں سے محروم کیا۔ اسی ادھیڑ بن میں منہمک گھر چلا آیا۔ اور سوچتا رہا کہ کولھو کے بیل کی طرح قریب قریب چالیس سال حقوق نسواں کے گرد چکر لگائے مگر اب بھی جہاں سے چلا تھا وہیں ہوں۔ اس مدت میں اگر بنجر سے بنجر زمین میں بھی تخم ریزی کرتا تو غنچہ ہو جاتی کس قدر مستحق آفرین ہے وہ قوم جو اپنے سیاسی حقوق کے مطالبات میں دنیا بھر کے جتن کر ڈالے اور چیختے چیختے اپنا گلا اور دوسروں کے کان پھاڑ دے۔ مگر خود غصب شدہ مال کے دینے کا وقت آئے تو اس کان سنے اور اس کان اڑا دے،

میں ان ہی خیالات میں محو تھا کہ ایسا معلوم ہوا کہ دنیائے اسلام کا وہ بدبخت گروہ جو مسلمان لڑکیوں کے نام سے موسوم ہے اور جنپر جفا کار مرد احکام کے فرضی جھنڈے ہاتھ میں لئے لاٹھی چارج کر رہے ہیں سامنے موجود ہے انہیں بشاش سے بشاش اور شاداں سے شاداں لڑکی بھی اُس حق سے محروم تھی جو مذہب مقدس نے اسکو عطا کیا تھا۔ ان کے دلوں میں پھوڑے تھے ان پھوڑوں میں چپکیں تھیں ان چپکوں میں ٹیسیں تھیں اس اذیت نے ان کی جان پر بنا دی تھی انکی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ ان کے بالوں کو سر پر رکھا اور ان کی فریادوں کو سینہ سے لگا کر کہا۔

پیاری بچیوں مرد نے تمہاری تحقیر و تذلیل میں کبھی کسر نہ چھوڑی دنیا ان مظالم کی شاہد ہے جو اس بند نفس کے ہاتھوں تمہارے نازک قلب پر ٹوٹے انسانی آبادی کا کوئی حصہ کسی حال میں اس جور سے خالی نہیں مرد کے سنگدل جذبات نے مرتے مرتے تمہاری زندگیاں تباہ کیں۔ دمن لاچشم بینا کو آج بھی تمہاری مظلومیت پر روتا نظر آرہا ہے۔ انگلستان کی زمین یونان کا آسمان اور عربستان کا ریت اب بھی تمہارے سوگ میں مرثیے پڑھ رہا ہے تمہاری لاچاری اور بیکسی پر تمہاری مصیبت اور آفت پر ایک آنکھ تمہارے زخموں پر رونے والا ایک دل تمہاری مظلومیت پر رحم کھانے والا ایک انسان تمہاری معصومیت کی قدر کرنیوالا ایک شخص خاک عرب سے پیدا ہوا جس نے تمکو سب کچھ دیدیا اور جو دنیا تم کو ٹھکرا رہی تھی اسی کی آنکھوں میں تم کو بیش بہا جوہر بنا دیا۔ مگر اسکی آنکھ بند ہوتے ہی اسی کا نام جپنے والے تمہارے پیچھے پڑ گئے اور احکام کو بالائے طاق رکھ کر تم پر حکومت شروع کر دی۔ مگر وہ نبض شناس مرد کی فطرت سے

آشفتہ تھا اس لئے اس نے تمہارے واسطے ایک دوسرا راستہ پیدا کر دیا۔ میری بچیوں اور حوا کی بیٹیوں شیطان نے نئے سوانگ بھر کر تمہارے سامنے نمودار ہو رہا ہے۔ یہ آزمائش کا وقت اور امتحان کا موقعہ ہے۔ تمہاری موجودہ زندگی اپنے ساتھ ایک اور زندگی بھی لئے ہوئے ہے۔ یہ فانی ہے وہ باقی، یہ عارضی ہے وہ ابدی۔ ان اعمال کی جو ان دنوں کا پھل، اس کھیتی کی پیداوار اور اس امتحان کا نتیجہ وہ ساعت ہے جو بعد الموت نمودار ہوگی۔ قصر شاہی میں عیش و عشرت کی راتیں گذار دینے والیاں اور ٹوٹی جھونپڑی میں دن بسر کرنے والیاں دونوں نہیں ہیں مگر ان کے عمل موجود ہیں۔ قصر زبیدہ جس کے مینار آسمان سے باتیں کرتے تھے فنا ہو چکا لیکن نہر زبیدہ اس بیگم کے نام کی قیامت تک آبیاری کرے گی۔ بچیوں تم ان ماؤں کی بیٹیاں ہو جنہوں نے سخت سے سخت اذیت اور بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی شوہروں کی رفاقت سے منہ نہ موڑا۔ سرزمین ہند کو بھی ان ستو نتیوں کی ہڈیاں گود میں لئے ہوئے ہے جن کی قبروں پر فرشتے نور برساتے ہیں۔ یہ وہ زندگیاں ہیں جن پر دنیا فخر کرے گی اور جو مرنے کے بعد بھی ایسے کام اور نام چھوڑ گئیں جو مدتوں فنا نہ ہونگے۔

میری بچیوں! ہم مسلمان ہیں اور ہمارا ایمان دنیا کا وہ بہترین انسان ہے جس کے نام پر ہم ہزار بار قربان ہو جائیں، وہ حقیقی محسن وہ سچا آقا وہ پاک ہادی وہ مبارک رہبر میاں بیوی کے تعلقات کا ایک موقعہ پر اس طرح فیصلہ فرماتا ہے۔

ٹھیک دوپہر کا سنسان وقت ہے۔ لوکے جھکڑ چل رہے ہیں اور آفتاب کی آتش غضب چاروں طرف آگ برسا رہی ہے۔ مدینہ منورہ کی مشہور عطر فروش جو اس لئے اور بھی مشہور تھی کہ جس راستہ سے نکل جاتی ہوا کے ساتھ اس کی خوشبو سے مہک جاتی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں اپنے شوہر کو رضامند کرنے کی ہر ممکن کوشش کر چکی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ اب میرے واسطے کیا حکم ہے۔ ام المومنین خاموش تھیں کہ شہنشاہ دو عالم تشریف لے آئے۔ حولا کی خوشبو سے دماغ مبارک معطر ہوا تو خود ہی فرمایا۔ کیا حولا آئی ہے۔ ام المومنین نے عرض کیا ہاں۔ اس کے بعد حولا نے اپنی درخواست دہرائی۔ ہمارے آقا اور خدا کے محبوب نے فرمایا: اپنی کوشش اسوقت تک جاری رکھ جب تک موت تجھکو تیرے شوہر سے جدا نہ کر دے اور اگر تجھکو اس حالت میں موت آگئی تو میں تجھکو اپنے ساتھ لیکر جنت میں داخل ہونگا۔

چند ہی روز ہوئے میں نے اپنے ایک مضمون میں مسلمان خواتین سے کہا تھا کہ وہ بیٹیوں کی شادی کے وقت اگر حالات اجازت دیں تو ان کے شوہروں سے حقوق کی تفصیل تحریری طے فرما لیا کریں۔ مگر میں جانتا تھا کہ موجودہ معاشرت انکو اسکی اجازت نہ دیگی اور وہ مجبور رہوں گی آج ـــ جبکہ مجھ جیسے بڈھے ان غریب اور قابل رحم لڑکیوں کے حقوق اپنے نفس پر قربان کر چکے، اور گھر کی ملکہ کو بازار کی لونڈی بنا دیا، میں ـــ زمرافزاد سے ان کی انسانیت کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کٹھن منزل میں خود ہی قدم رکھیں۔ ان کا نفس ان کا ایمان ان کو بتا دے گا کہ ان کا یہ فعل کس قدر تعریف کا مستحق ہے۔ یہ ان کا وہ ایثار ہوگا جس پر اسلام کی بنیادیں قائم ہیں۔ میں اپنے بچوں کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رض کا نام جپنے والی مسلمان لڑکیوں میں ایک فی صدی بھی مشکل سے ایسی نکلے گی جو ان کے اس کرم سے غلط فائدہ اٹھائے۔ اگرچہ نکاح بھی

ایسے ہوگئے جن میں شوہروں نے اس رواج کو مٹا کر جو کہ زر عورت کی گردن پر طاقت ور مرد کی چھری ہے اسکا وہ حق عطا فرما دیا جس کی وہ شرعی مالک ہے تو دامن اسلام سے یہ ایک ایسا داغ دور ہو جائیگا جس پر اغیار ہنس رہے ہیں۔ اور یہ ان نفس پروروں کی زیادتی ہے جو اسلام کے جانی دشمن ہیں،

مجھے امید ہے کہ وہ دولہا جو زرق برق لباس سے جگمگا کر دلہن کے گھر پر نکاح کے واسطے آتا ہے قبل از نکاح اس پر بھی غور کریگا کہ نکاح ایک معاہدہ ہے کہ عورت کے واسطے زنجیر غلامی وہ ظاہری لباس و آرایش کو چھوڑ کر اس ضمیر پر نظر ڈالیگا تو اسلام کی کامیابی کا ایک ایسا سہرا اپنے سر پر دیکھے گا۔ جس کے پھول مدۃ العمر تر و تازہ رہیں گے۔ اس کا یہ حسن سلوک بظاہر ایک غیر لڑکی کے ساتھ ہوگا مگر حقیقتاً ان بچیوں کے ساتھ ہوگا جنکا وہ خود باپ ہونیوالا اور جو اسکے اپنے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں،

وقت کا بڑا حصہ گذر چکا تھا۔ اور اب میری زبان پر صرف یہ الفاظ تھے۔

"مسلمان عورت کی کشتی نوعمر افراد کے ہاتھ میں ہے"۔

راشد الخیری

چند باتیں

جون کے پرچہ کے بعد انشاء اللہ عصمت کا سالگرہ نمبر شائع ہوگا جس کی کتابت شروع ہو چکی ہے اور ۲۵ تصویروں کے بلاک بھی اسوقت تک بن چکے ہیں۔ اگرچہ وقت اب بہت کم رہ گیا ہے۔ تاہم ۱۵ اپریل تک تصاویر بھیجی جا سکتی ہیں جو خواتین و حضرات سالگرہ نمبر عصمت کے لئے تصاویر روانہ فرمانی چاہیں، ۱۵ اپریل تک بھیجدیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ تصاویر اس دفعہ بھی کم سے کم ۵۰ ہوں اور ضخامت ڈہائی سو صفحوں کے قریب

ہمیں افسوس ہے کہ سال گذشتہ جن نئی کتابوں کے شائع ہونیکی عصمتی بہنوں نے ضرورت ظاہر فرمائی تھی ہم اسوقت تک شائع نہ کر سکے، چند کتابیں تو ایسی تھیں جن کے بہت ہی کم مضامین موصول ہوئے اور فروری کے پرچہ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ جب تک کافی مضامین بہنیں نہ بھیجیں گی۔ فی الحال ان کتابوں کا شائع ہونا مشکل ہے۔ البتہ باقی کتابوں کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔ لیکن بہنوں کو اب زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ مشرقی مغربی کھانے، موتیوں کا کام، سلمہ ستارہ کا کام۔ تینوں کتابیں آخر مئی تک شائع ہو جائینگی۔ اور ہم ماہ آئندہ کے پرچہ میں ان کا اعلان کر سکیں گے،

اڈیٹر

شادی بیاہ میں مہمان جانا

کبھی کبھی اپنے عزیزوں یا بے تکلف ملنے والوں کے ہاں شادی بیاہ میں کئی کئی دن کیلئے مہمان جانے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہاں جاکر بعض اوقات بڑی سہارنی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہے۔ اول تو جگہ ٹھیک نہیں ملتی، سمجھ سے باتوں کی جگہ نہ کھانے پینے کی بے احتیاطی۔ تین تین چار چار دن میں آدمی کی خاصی اچھی سزا ہوجاتی ہے اور بعض لوگ تو وہاں سے واپس آکر ہفتے دو ہفتے تک بیماری جھیلتے ہیں۔ جب کہیں جاکر اچھے ہوتے ہیں۔ بلانے والوں کو بھی اس کا خیال چاہئے جتنی گھر میں گنجائش ہو اسی کے مطابق مہمان بلائیں۔ یا اگر زیادہ مہمان بلانے ہوں تو سامان کا جھگڑا نہ رکھیں ورنہ پھر کوئی بڑا مکان تقریب کے لئے کچھ دنوں کرایہ پر لے لیں اور جن لوگوں کو بلائیں ان کے لئے ہر قسم کا آرام کا بندوبست رکھیں۔

جانیوالوں کو یہ احتیاط ضروری ہے کہ اپنی تمام ضرورت کی چیزیں صابن منجن کنگھی آئینہ تیل تولیہ جانماز اور گلاس، لوٹا بچھونا وغیرہ جو کچھ ہو سکے ساتھ لے جائیں اور جہاں تک ہو سکے صاحب خانہ پر اپنی ضرورتوں کا بار نہ ڈالیں۔ انہیں اپنے ہاں کی تقریب ہی کے کام و انتظام کرنے کیا کم ہیں کہ اس پر سے مہمانوں کی فرمائشیں بھی وہی پوری کریں کوئی کہہ رہا ہے کہ ہمیں ذرا صابن دینا کسی کی فرمائش ہے کہ پلنگ چاہئے۔ کوئی اپنے گھر سے کچھ منگانا چاہتا ہے یا کچھ کو بازار سے منگا کر دینے کی فکر ہے ظاہر ہے کہ جس جگہ پچاسوں مہمان بھرے ہونگے اور ہر ایک یہ سمجھے کہ مجھے حق ہے کہ گھر والوں اور ان کے نوکروں سے جو کچھ چاہوں کام لوں وہاں کیا کچھ نہیں نہ بچے گی، اور صاحب خانہ کو کتنی کچھ دوڑ دھوپ اور زحمت نہ اٹھانی پڑے گی۔ بعض دفعہ ایسی ہی ذرا ذرا سی باتوں کے پیچھے مہمان اور میزبان میں ناحق کو شکر رنجی ہو جاتی ہے۔ اور جب معاملہ دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصلیت خاک بھی نہیں تھی۔

بعض لوگ ایسی جگہ اپنی شان دکھانی شروع کرتے ہیں اور جلد جلد جوڑے بدلتے ہیں نوکروں کی شامت آجاتی ہے کہ بار بار ان کو بنیں دیں اور کپڑے تہ کر کرکے رکھیں۔ پہلے زمانہ میں تو شاید اسے امیری کا اظہار کہا جاتا ہو مگر آج کل تو سوائے شیخی اور اوچھا پن کے اور کوئی اچھا خیال ایسی بیویوں کی بابت نہیں کیا جا سکتا۔ خدا نے روپیہ دیا ہے تو اس کا اظہار اور طریقوں سے بھی ممکن ہے۔ اعلیٰ قسم کے زیورات ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جو کوئی پہنے ہوگا خاص طور سے اس پر نظر پڑے گی۔ عین تقریب کے وقت ایک بڑھیا جوڑے کے علاوہ ہر روز ایک دفعہ کپڑے بدلنا کافی ہے اور دونوں وقت کنگھی وغیرہ کر لینا یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ دونوں ہی وقت کپڑے بھی بدل لئے جائیں اس سے زیادہ اپنے سنگھار اور آرائش کا شوق ظاہر کرنا ناحق اپنے آپ کو چھچھورا ثابت کرنا ہے۔ اکثر جگہ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ دالان میں ساری محفل آراستہ ہے۔ سب بیویاں بیٹھی ہوئی آپس میں ہنس بول کر باتیں کر رہی ہیں اور ادھر ادھر صحنچیوں میں دو تین پلنگ پڑے ہیں کچھ بیویاں ان کے اوپر بیٹھی ہوئی سب کو اس نظر سے دیکھ رہی ہیں گویا کوئی تماشہ ہو رہا ہے۔ اگر کسی کام کی ضرورت ہوئی تو آہستہ سے اپنے ساتھ کی ماما کو آواز دی اور اس سے کہہ دیا اگر کوئی بیوی پاس آکر بیٹھ گئیں اور ان سے باتیں کرنے لگیں تو ان کی بات کا مختصر سے مختصر جواب ہو سکا دے دیا اور بس۔ اگر کہیں جانے کی ضرورت ہوئی تو ماما کو بلا کر جوتی منگائی گئی اور پھر ایک خاص انداز سے بیٹھک بدل کر پلنگ کے ایک طرف کو سرکیں۔ پھر آہستہ سے پاؤں لٹکا کر جوتی پہنی اور بڑی احتیاط سے اٹھ کر آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا۔ ایسے وقت میں تمام بیویوں کی نظریں بے اختیار ان کی طرف اٹھتی ہیں اور عام طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون ہیں لیکن قریب قریب سب ہی ان سے ناواقف ہوتے ہیں کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا، آخر صاحب خانہ یا ان کی کوئی عزیزہ اس مشکل کو حل کرتی ہیں۔ اور بتایا جاتا ہے کہ یہ بڑی امیر آدمی ہیں، ان کے میاں کی اتنی تنخواہ ہے۔ یا یہ کہ بڑی خاندانی آدمی فلاں کی بیٹی فلاں کی بہو ہیں۔ بس اس سے زیادہ کوئی ان کا حال نہیں جان سکتا۔ اور اتنا جاننے کے بعد جو کچھ توجہ بیویوں کو انکی

طرف پیدا ہوئی تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے، اور وہ اسی طرح خاموشی میں سارا وقت گذارنے کے بعد چپ چاپ اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی ہیں۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ انہیں ایسی جگہ مہمان آنے سے کیا فائدہ ہوا۔ نہ کسی بات میں کوئی دلچسپی لی۔ نہ کسی سے بولیں چالیں۔ نہ کسی سے واقفیت پیدا کی۔ نہ دوسری بیویوں کو اپنے متعلق کسی طرح کی واقفیت کا موقع دیا۔ بس گھر والی کے سر پر احسان کا بوجھ رکھدیا ادھر چلی گئیں، یہاں باقی بیویوں کو ایک مشغلہ ہاتھ آیا۔ جن کے مزاج میں ظرافت ہوئی انہوں نے ہنسی اڑانی شروع کی کسی نے ان کے اجڈ پن پر اعتراض کیا تو کسی نے چال پر اور کسی نے بیٹھنے کے طریقے پر۔

بعض بیویاں باتیں کرنی شروع کرتی ہیں تو اس قدر بولتی ہیں کہ اور کسی کو بولنے کا موقع ہی نہیں دیتیں۔ یہ بات بھی محفلوں میں اچھی نہیں سمجھی جاتی۔ یوں اپنی بے تکلفانہ ملاقات میں اور بات ہے کسی کسی میں یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے خوب زور زور سے بولتی ہیں اور ہاتھ بھی چلاتی جاتی ہیں چہرہ بھی عجیب عجیب طرح کا بناتی ہیں۔ ان حرکتوں سے یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ سب ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں لیکن ان کی بابت کوئی اچھا خیال نہیں کرتا۔ اکثر بیویوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کے سامنے اپنے نوکروں اور بچوں پر خواہ مخواہ خفا ہوتی اور غصہ کرتی ہیں اور اس سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگ انہیں بہت ہی عقلمند اور قاعدوں کا پابند سمجھیں، لیکن یہ تمام باتیں الٹا اثر پیدا کرتی ہیں،

برعکس ان کے جو بیویاں سب سے خندہ پیشانی سے ملتی ہیں اعتدال کے ساتھ دوسروں سے بات چیت کرتی ہیں۔ بہت بڑے بڑے الفاظ نہیں بولتیں کسی سے بات چیت کرنے میں اپنی کسرشان نہیں سمجھتیں چھوٹوں کے ساتھ مہربانی اور بڑوں کے ساتھ ادب سے پیش آتی ہیں انہیں سب اچھا سمجھتے ہیں اور اگر وہ کسی وقت چپ بھی بیٹھی ہوتی ہیں تو ہنس مکھ سی معلوم ہوتی ہیں،

بڑی بڑی محفلوں میں ہزاروں طرح کے آدمی نظر آتے ہیں نئے فیشن کے بھی اور پرانے فیشن کے بھی لیکن کسی کی ظاہری صورت کو دیکھکر اس کی ہنسی اڑانا بڑی نامناسب بات ہے اگر کسی کے متعلق ہمارے دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو تو اسے ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اگر کوئی بیوی ان کے متعلق کچھ کہہ رہی ہوں تو اسے بھی سن کر سنی کی ان سنی کر جائیں اور ایسی باتوں میں حصہ نہ لیں اسی طرح کسی کو دیکھتے ہی فوراً اس کی تعریف شروع کر دینا بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اتنی سی دیر کے دیکھنے میں کسی کا حال کیا معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اسکے کچھ ہی دیر بعد ہمارا خیال بدل جائے تو فضول اپنی پہلی بات پر شرمندہ ہونا پڑے۔ غرض یہ کہ محفلوں میں جانا بھی خاصا ایک امتحان کا وقت ہے اور جتنی زیادہ دیر کے لئے ہو اتنا ہی مشکل۔ ایسی جگہ آدمی کو ہر بات سوچکر سمجھکر کرنی چاہیئے کہ دوسرے اس کے متعلق اچھی رائے قائم کریں۔ اور یہ مشکل یوں آسان ہو سکتی ہے کہ خود دوسروں کو دیکھکر رائے قائم کریں اور سیکھیں جن بیویوں کا طرز نشست و برخاست دوسروں سے برتاؤ اچھا معلوم ہو ان کی پیروی اختیار کریں۔ جو باتیں دوسروں کی دیکھکر بری معلوم ہوں ان سے بچیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ یہ بھی بڑی ضروری بات ہے کہ اپنے مراسم کے مطابق صاحب خانہ کو ان کے کام کاج میں مدد دیں، اور جو فرائض سپرد کئے جائیں انہیں پوری توجہ اور دل بستگی کے ساتھ پورا کریں۔

اناکی جان نثاری

تھا محوِ خوابِ غفلت معزول بکرما جیت
اس سے بہت ہی پہلے بخت اسکا سو چکا تھا
سوتے میں جان اسکی دشمن نے آکے لے لی
وہ تخت و تاج پہلے ہاتھوں سے کھو چکا تھا

برپا ہوئی قیامت ایوان خسروی میں
بھاگے ادھر ادھر کو سب لوگ ڈر کے مارے
کھا کھا کے مانیاں غش گرنے لگیں زمیں پر
گرنے لگے فلک سے یا ٹوٹ کر ستارے

مقتول کا پسر تھا ننھا کنور ادے سنگھ
شاہی محل کے اندر سوتا تھا اک مکاں میں
انا تھی پاس بیٹھی وہ اس کی تھی محافظ
ہوتا ہے فرق کمتر انا میں اور ماں میں

انا کا اپنا بیٹا۔ ہم سن جو تھا کنور کا
سویا ہوا تھا وہ بھی گرمی کی دوپہر میں
کمرے میں ایک خادم داخل ہوا اسی دم
انا نے اس سے پوچھا "کہرام کیا ہے گھر میں؟

جو کچھ گزر چکا تھا۔ خادم نے کہہ سنایا
گھبرا گئی بچاری وہ ماتا کی ماری
اتنے میں اس کے دلمیں فوراً خیال آیا
رانا کے بعد ہوگی شاید کنور کی باری

یہ قیمتی امانت میرے سپرد ہے جو
رہ جائے یہ سلامت، کاش اسکو میں بچا لوں
تیغ عدو سے اس پر یارب! نہ آنچ آئے
جان حزیں پہ اپنی صدمہ جو ہو اٹھا لوں

یہ سوچ کر اٹھایا سوتے ہوئے کنور کو میوے کے ٹوکرے میں آہستہ سے لٹایا
اس غنچے کو چھپایا پتوں کی تہ کے نیچے خادم نے سر پہ اپنے وہ ٹوکرا اٹھایا

چھاتی پہ رکھ کے پتھر اور ضبط آہ ہی سے بستر پہ پھر کنور کے اپنے پسر کو ڈالا
انجام آ رہا تھا اس کو نظر صریحاً زاغ و زغن کے آگے لختِ جگر کو ڈالا

"بولو، کنور کہاں ہے"؟ بولا کڑک کے قاتل نے جرأت خموشی، نے گفتگو کا یارا
حلقوم مامتا نے گھونٹا ہوا تھا اُس کا بیکس نے سوئے بستر کر ہی دیا اشارا

قاتل کے ہاتھ ٹوٹے اس جانِ ناتواں پر ٹھنڈا ہوا تڑپ کر اک وار میں بچارا
ایسا نہ ہو کہ اس کا رازِ نہفتہ کھل جائے یہ دیکھتی رہی اور انا نے دم نہ مارا

کام اپنا کر کے ظالم نکلا مکاں سے باہر بچہ تھا خوں میں لت پت بیہوش ماں پڑی تھی
انجم سے ہیں جو اب تک سینے میں داغ تیرے تیری نظر بھی اپنے لئے آسماں پڑی تھی؟

ایثار اس سے بڑھ کر دنیا میں کون سا ہے قربان کیا پسر کو راہِ وفا پہ تو نے
اہلِ زمیں میں تھی جو رسمِ وفا پرستی پہنچا دیا ہے اس کو اوجِ سما پہ تو نے

جب تک جہاں ہے قائم اہلِ جہاں کے دل پر نقشِ دوام ہو گی تیری یہ جاں نثاری
زندہ رہیگا تیرا نام عزیز "پنا" ! ضرب المثل رہے گی تیری وفا شعاری

تلوک چند محروم

فیشن

فیشن کے اصلی معنی تو طریق و طرز کے ہیں لیکن ہندوستان، بالخصوص مسلمانوں کے تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ میں یہ لفظ ایک جداگانہ خصوصیت رکھتا ہے جس کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ فیشن نام ہے جدت کو محض جدت کی وجہ سے اختیار کرنے اور تقلید کو محض کورانہ تقلید کے باعث برتنے کا چونکہ اس خصوصیت میں مسلمان سب سے پیش پیش ہیں اس لئے میں مضمون زیر بحث میں صرف انہی کا خاکہ پیش کروں گی۔ اس بات کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ ہماری اقتصادی حالت رو بہ زوال ہے اور ہم لوگ جو ایک صدی قبل تھے وہ آج نہیں اور جو آج ہیں وہ کل نہوں گے، ہمارے اوپر نہ طعنہ اغیار کا اثر ہوتا ہے نہ دوستوں کی نصیحت کا۔ علم سے قریب قریب نا پید ہو گیا ہے اور علم جوئی کا شوق صرف ناول نوازی تک محدود ہے۔ میری بہنیں کہیں گی کہ نئی زمانہ مسلمان مرد اور عورتیں اس میدان میں گامزن نظر آتی ہیں اور یہ گویا بام ترقی کے میدان کا پہلا قدم ہے۔ میں مانتی ہوں کہ میرے بہن بھائی رفتہ رفتہ اس نام نہاد تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گی کہ اس سے بجائے ترقی کے ہماری قوم اور پستی کی طرف جا رہی ہے۔ میرا خمیر چونکہ ایک ایسے قصبہ سے بنا ہے جس کی خاک سے ہر سال تین چار گریجویٹ پیدا ہوتے ہیں اور جہاں گذشتہ سال سے سند یافتہ لڑکیوں کو بھی پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میں اس نام نہاد تعلیم یافتہ طبقہ کی فطرت سے بخوبی آگاہ ہوں، مسٹر گوکھلے آنجہانی نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ "تمہارے اسکول و کالج صرف مدرس یا کلرک پیدا کر سکتے ہیں" اور یہ امر واقعہ بھی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ جو لڑکیاں مڈل اور انٹرنس کے امتحان پاس کر کے گھر آئیں ہیں ان کی قابلیت اتنی بھی تو نہیں ہوتی جتنی کہ انسان گھر پر دو سال کے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ خیر یہ تو ہمارے نظام تعلیم کی خرابی کا اثر ہے۔ دراصل رونا تو اس بات کا ہے کہ وہ اسکول کی فضا میں رہ کر اپنی روایات اپنے اخلاق اور اپنے طرز معاشرت سے بیگانہ بن جاتی ہیں، اور ان سب کی بجائے اس شئے کا حصول کرتی ہیں جس کو عرف عام میں "فیشن" کہا جاتا ہے۔ اونچی ایڑی کا جوتا جو اب مغربی دنیا میں بھی ناپسند کیا جانے لگا ہے، ان کی تہذیب کا جزو لاینفک بن جاتا ہے۔ عریانیت ان کا شعار ہوتا ہے اور لاف زنی ان کا شیوہ، روز و شب وہ ہر اس متنفس کو جو سادہ لباس پہنتا ہے، ذلیل سمجھتی اور ہر اس عورت کو جو ان سے بہتر یا نئی وضع کے کپڑے پہنے ہوں رشک و حسد اور لالچ کی نظروں سے دیکھتی ہیں اور اپنے والدین کو اس امر پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ قرض لیں ادھار کریں، لوگوں کا گلا کاٹیں مگر ان کے واسطے بھی ایسا ہی لباس مہیا کریں۔ اسی طرح سے ایک سے دو ہیں اور دو سے چار ہیں۔ اس طرز

مخصوص کا رواج ہو جاتا ہے اور یہی "فیشن" بن جاتا ہے گویا فیشن کی وبا کے وہ جراثیم جو لڑکیاں اپنے ساتھ اسکول کی دنیا سے لاتی ہیں اس طرح اثر پذیر ہوتے ہیں۔

بفرض محال اگر اس خوش پوشی کو ان کا روشن پہلو تسلیم کر لیا جائے تو تاریک پہلو تاریک تر نظر آئے گا امور خانہ داری سے اسکول لڑکیاں عموماً ناواقف ہوتی ہیں۔ اگر ان کو کچھ آتا بھی ہے تو وہ اس خیال سے کہ ان کی نفاست جسمانی یا لباس میں خلل نہ آ جائے ان کاموں میں ہاتھ لگانا معیوب سمجھتی ہیں۔ باورچی خانہ کے نام سے ان کو ہول اٹھتا ہے لیکن اگر کھانا بد مزہ ہو تو پھر ماما بیچاری کی شامت آ جاتی ہے۔ کپڑے اور زیور کے معاملات میں البتہ ان کو ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر قیمت کا سوال درمیان میں نہ ہو تو ان سے بہترین مشورہ مل سکتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمارے نوجوان طبقہ کی یہ حالت کب تک قائم رہے گی۔ ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ذریعہ معاش صرف نوکری تک محدود رہ گیا ہے۔ اور نوکریاں بقول اکبر مرحوم کے "عنقا" ہیں اور دوسری طرف اسراف کی یہ حالت ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے (بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہو رہا ہے) کہ پہلے باپ دادا کی جائدادوں پر ہاتھ صاف ہوتا ہے۔ پھر زیور کی نوبت آتی ہے، اور اس کے آگے تباہی ہے۔

اس کے برخلاف ہندو بھائی بہنوں کو لیجئے، الٰہ آباد میں رہ کر مجھکو اکثر روشن خیال گھرانوں میں جانے اور تبادلہ خیالات کرنے کا موقع ملا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہونچی کہ اس قوم میں وہ تمام عناصر پیدا ہو گئے ہیں جو ایک ترقی کرنے والی قوم میں عموماً ہوا کرتے ہیں۔ کسی قوم کے عروج حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلا لازم اتفاق ہے۔ ایسا اتفاق جو باوجود انفرادی فرقوں کے قائم رہے، دوسری ضرورت ایک محور کی جس کے گرد تمام لوگ گھوم سکیں وہی ان کا نصب العین قائم کرے اور وہی ان کو منزل مقصود تک پہنچائے۔ چنانچہ مہاتما گاندھی کی ذات اس کا بین ثبوت، تیسرا عنصر اقتصادیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کے دو اصول ہیں۔ ایک آمدنی سے خرچ کو کم رکھنا دوسرے جہاں تک اپنی ذات یا خاندان کا تعلق ہے حتی المقدور کفایت کرنا لیکن جب قوم کا سوال پیش ہو تو دامے درمے قدمے سخنے، کسی چیز سے کوتاہی نہ کرنا۔ تعلیم بھی ایک ضروری چیز ہے لیکن میں اسکو ثانوی حیثیت دیتی ہوں کیونکہ تاریخ میں اکثر ایسی اقوام کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے بلا تعلیم کے ترقی کی ہے، خود مسلمانوں ہی کو لیجئے۔ جب وہ حجاز سے بام عروج کی طرف بڑھنے شروع ہوئے تو ان میں سے کتنے تعلیم یافتہ تھے اور ان کی تعلیم کتنی تھی۔

آپ اگر ان میں اس نام نہاد فیشن کو تلاش کیجئے تو بمشکل ایک دو مثالیں ایسی ملیں گی جو اپنے طریق سے بیگانہ ہونگی۔ ورنہ عام طور پر نوجوان طبقہ ایک دھوتی اور ایک لمبا کرتہ یا ایک ساڑھی اور شلوکہ اور وہ بھی یا تو کاڑھے کا ہوگا ورنہ دیسی تو ضرور ہی ہوگا۔

مجھکو یہ بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ جب ہماری بہن اور بھائی اُن کو اس وضع میں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اِن ہندوستانیوں میں تہذیب کا شائبہ بھی نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ تہذیب کا دارومدار صرف فضول خرچی اور خوش پوشی پر ہے تو آپ آنحضرت صلعم صحابہ کرام اور تابعین کے متعلق جنہوں نے اسلام کو بطور ایک مذہب کے قائم کیا اور اس کو عرب، افریقہ، شام و مصر وغیرہ تک پھیلا دیا کیا خیال رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ دولت چند روزہ شے ہے۔ مفلسی اور تونگری تو امیر اور غریب پیسے کا کھیل ہے۔ بہنوں انسان کا اصل جوہر اس کی ذاتی قابلیت ہے۔ اور اگر کسی شخص میں قابلیت ہو تو دولت خود اس کے پاس کھنچ آتی ہے۔ چنانچہ میں تاریخ سے دو مثالیں ایسی پیش کرتی ہوں جب بنی امیہ کے خاندان پر زوال آیا اور اس کے تمام افراد یکے بعد دیگرے قتل ہونے شروع ہوئے تو عبدالرحمن نے بھاگ کر اسپین میں پناہ لی۔ خلیفہ وقت اس کے خون کا پیاسا تھا اور عباسی سپاہی اس کی تلاش میں تھے۔ مگر وہ ان سے بچکر صاف نکل گیا۔ اور اپنی ذاتی قابلیت سے اسپین کا بادشاہ بن بیٹھا برخلاف اس کے آپ بہادر شاہ اور ان کے عیال و اطفال کی مثال لیجئے۔ اور خاندان مغلیہ کے خاتمہ پر غور فرمائیے اور انکا انجام خواہ کتنا ہی درد انگیز اور عبرت ناک کیوں نہ ہو لیکن قانون بقا کی رو سے اُن کا فنا ہو جانا لازمی تھا۔

بہنوں وہ زمانہ دور نہیں جب پردہ جو تمہاری حقیقی حالت کا پردہ پوش ہے اُٹھ جائیگا۔ اور تم کو میدان عمل میں آنے کی ضرورت پڑے گی۔ اسوقت تمکو دو قسم کی دقتوں کا سامنا ہوگا۔ قابلیت نہونے سے تم اپنے ہم چشموں میں ممتاز نہو سکوگی۔ اور دوسرے فیشن کی دبا تمہارے پیچھے پیچھے ہوگی۔ تم اپنی دیرینہ عادت کے بموجب ایک دوسرے سے عمدہ پوشاک پہننے کی کوشش کروگی۔ وہ تمکو جلد جواب دیگی مجھ میں یہ سوچنے یا کہنے کی جرأت نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ ع عقلمنداں را اشارہ کافیست۔

سلطانہ احمد الدین مارہروی

کبھی سوچ اے انسان!

سورج اپنی کرنوں سے کائنات کو منور کرتا ہے۔ چاند اور ستارے اپنی درخشانی سے آوارہ منزل مسافروں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ سمندر خود رو درختوں کی سیرابی کے لئے ساحلوں پر پانی اچھالتا ہے۔ اور زمین جاندار کی پرورش کی خاطر اپنا سینہ چاک کر کے نباتات پیدا کرتی ہے۔ اے انسان! دیکھ۔ چشم حقیقت سے دیکھ! تجھ کس قدر ایثار پسند ہے۔ ہر شے بجائے خود ایک وسیلہ ہے۔ پھر سے ہمدردی کا سبق سیکھ۔ کائنات ایثار کا درس ہے۔ یہ بے جان چیزیں خلق اللہ کی فیض رسانی کو اپنا نصب العین قرار دیتی ہیں، لیکن خود غرض انسان! وائے بر حال تو کہ اشرف المخلوقات اور قابض زمین ہو کر تو ہم جنس تک کی خدمت سے پہلو تہی کرتا ہے۔ اپنے فطری عملیوں کے تصرف کو اپنی ذات ہی تک محدود رکھتا ہے۔ تو انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے ایک نہیں دو نہیں تین تین وقت شکم پری کرتا ہے۔ اور تجھے ان ہم جنسوں کی یاد نہیں آتی جنہیں ایک وقت بھی روٹی پیٹ بھر کے میسر نہیں ہوتی۔ نہیں ہو سکتی۔ تیرے خوان نعمت سے ایک ٹکڑا کسی وقت بھی ان کو نہیں پہنچتا۔ موسم سرما میں تو اپنے عشرت کدہ کے اندر گرم و گداز اور اعلیٰ ترین لحافوں سے اپنے تن نازنین کو لپیٹتا ہے۔ اور ان بیچاروں کی بے سرو سامانی کا تجھے احساس نہیں گذرتا۔ جو راستہ پر ادھر ادھر پڑے سردی میں ٹھٹھراتے ہیں، کبھی سوچ اے انسان! آہ تیرے کپڑوں کا کوئی حقیر حصہ بھی ان کے تن بے پناہ کے نذر نہیں ہوتا۔ اپنے نونہالوں کی تعلیم و تدریس کے لئے تو تو بڑی کوشش کرتا ہے۔ انہیں زیور علم و ہنر کے ساتھ پروان چڑھاتا ہے لیکن کسی بے استطاعت بچے کی تعلیم کی طرف تو توجہ نہیں کرتا۔ اس بے بس فرقے کی کشتی حیات کو قعر ذلت کے پار کرنے کی ضرورت تجھے محسوس نہیں ہوتی۔ نفس کی صدا پر تو اپنی جان و مال نثار کر دیتا ہے۔ اپنی حرص کی تکمیل کے لئے مضطرب اور پریشان رہتا ہے، مگر اہل غرض کے مدعا کی تیرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ آہ! سائل کے ارمان کا تو اپنی بے اعتنائی کی ٹھوکروں سے خون کر دیتا ہے۔ اپنے زیاں اور ضرر پر صدائے احتجاج سے زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے۔ لیکن مظلوم و بےکس یتیموں کے نالہ و بکا کا تو اثر قبول نہیں کرتا۔ انکی دادرسی تجھے منظور نہیں ہوتی۔ ترا خیال ہے۔ تو گمان کرتا ہے کہ غیروں کے اشتراک سے تیرے حصے میں کمی ہوگی شان میں فرق واقع ہوگا۔ آہ! آہ!! نادان ہے تو — کبھی سوچ اے انسان! سورج کی روشنی کو خلق اللہ کی فیض رسانی سے کوئی زیاں پہنچا ہے، چاند ستاروں کی چمک تری خدمت سے کبھی ماند ہوئی ہے۔ کبھی سوچ اے انسان! سمندر کی کروفر جود و سخا سے کچھ کم ہوئی، زمین کی قوت تیرے تن پروری سے کہیں گھٹی! اپنے اس غلط قیاس کو دل سے خارج کر دے۔ ہم جنسوں کا وسیلہ بن جا۔ پھر تیری وساطت کا بیڑا اٹھائیگی۔

ح - ا

رنگون

دیوالیہ

افسانہ

مرزا مسعود اپنے دفتر میں بیٹھے کسی فکر میں کھوئے ہوئے تھے۔ انہیں رنج سدہ : تھی، اچانک انہوں نے ٹیلی فون اٹھالیا اور کہا: کون۔ حامد حسین کیا تم میرے دفتر تک آسکتے ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اچھا اچھا چونکہ بہ ہی

وہ ریسور میز پر رکھکر اپنی کرسی پر آبیٹھے، اور پھر اسی اُدھیڑبن میں مصروف ہوگئے۔ مستقبل کے جنون افزا تخیلات نے انکو اپنی گھٹا ٹوپ تاریکی میں چھالیا جہاں امید کی کوئی جھلک ہی نہ تھی،

انہیں اس کا بھی علم نہ ہوا کہ حامد حسین آگئے ہیں۔ اور ان کے قریب کھڑے ہیں، وہ آنے والے مصائب پر غور کررہے تھے، ان کی نظروں میں مکان اور کل جائداد کے فروخت اور نیلام ہونے کا منظر آنکھوں میں پھر رہا تھا، بنک کب تک مہلت دیگا۔ زیادہ سے زیادہ ایک یا دو دن۔ چار لاکھ روپیہ کہاں سے ملیگا جس سے بنک کا کل قرضہ ادا کردیا جائے علاوہ ازیں دلالوں اور کمپنیوں کا بھی چار لاکھ سے کم قرض نہ تھا، لیکن یہ کچھ عرصہ کے لئے ٹالا بھی جاسکتا ہے۔ مگر کسی طرح کل بنک کو چار لاکھ روپیہ ادا کردئے جائیں تو ممکن ہے کہ ان کا دیوالہ نہ نکلے

حامد حسین اس بات سے بخوبی واقف تھے اس لئے وہ مرزا مسعود کے ملنے سے گریز کرتے تھے لیکن آج بدقسمتی سے ٹیلی فون پر پکڑے ہی گئے، مصداق مرتا کیا نہ کرتا۔ اپنی جیوقوفی پر افسوس کرتے ہوئے چپ نیچے مرزا مسعود کے دفتر میں آموجود ہوئے۔ لیکن اپنے دوست کی یہ حالت دیکھکر متحیر نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہی رہے مرزا کی پژمردہ اور اداس صورت نے حامد حسین کے دل پر ایک کاری ضرب لگائی انہیں وہ دن یاد آگئے جبکہ پانچ برس پہلے انکی بھی یہی حالت تھی اور وہ مرزا مسعود کے پاس مدد مانگنے آئے تھے اور اس رحم دل محب نے بغیر دریافت کئے ان کے ہاتھ میں تین لاکھ کا چک رکھ دیا تھا۔ اور ان کی شکر گذاری پر کہا تھا "حامد دوست وہی ہے جو اڑے وقت مدد دے اگر میری تمام جائداد تمہارے کام آجائے تو مجھے بہت خوشی ہوگی"،

یہ خیال ان کے دل میں بگولے کی طرح اٹھ رہا تھا مرزا کی بے لوث دوستی اور وہ لطیف تبسم حامد حسین کو بے قرار کررہا تھا، دوستی کا حق ادا کرنے کا وقت قریب تھا لیکن وہ دوستی کے بلند معیار سے بہت نیچے تھے ان کی نظروں میں ڈوبتے کو سہارا دینا عقلمندی کے خلاف تھا، ان کا اصول تھا کہ نااہل لوگوں کی امداد کرنا ان کو زیادہ سست اور کاہل بنادیتا ہے

اسی پیچ و تاب میں مبتلا رہ کر حامد حسین نے کہا "مرزا"

مرزا چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنے دوست کو دیکھکر ان کے چہرے پر امید کی جھلک دوڑ گئی۔ لیکن حامد حسین پر اس کا الٹا اثر پڑا، انہیں علم تھا کہ مرزا مسعود کو ان سے بڑی امید ہے۔ مگر ان کی ایک "نہیں" مرزا کی امیدوں کا خون کر دے گی،

انہوں نے اپنی مصیبت کی داستان سنا کر کہا۔ حامد اگر اسوقت تم مجھے چار لاکھ روپیہ دیدو تو میں دیوالیہ ہونے سے بچ جاؤنگا۔

حامد نے جواب دیا مرزا میری دلی خواہش ہے کہ اس مصیبت میں تمہاری مدد کروں لیکن مجبور ہوں میرے پاس اتنا سرمایہ کہاں۔" مرزا خاموش تھے اور ٹکٹکی باندھے گھڑی کی طرف دیکھ رہے تھے، ان کی خاموشی نے حامد کو مضطرب کر دیا۔ انہوں نے پھر کہا" اسوقت تو میرے پاس پچاس ہزار بھی نہیں لاکھ دو لاکھ کی کون کہے، مجھے بہت افسوس ہے کہ میں مدد نہیں کر سکتا، کیا کروں میں خود قرض کے بوجھ سے دبا جا رہا ہوں،

حامد حسین کو امید تھی کہ ان کا دوست ان سے منت کریگا اور مدد کے لئے گڑگڑائیگا۔ لیکن مرزا خاموش کھڑے دیوار میں اپنا مستقبل دیکھ رہے تھے، ان کو سخت روحانی اذیت ہوئی وہ جتنا ان کی خاموشی سے شرما رہے تھے شاید ان کی درشت کلامی کا بھی اتنا اثر نہیں پڑتا، انکا دل پسیج گیا لیکن فوراً ہی کسی نے مبہم الفاظ میں کہا۔ دیکھ ایسی غلطی مت کرنا۔ تو نے شکر کا ٹھیکہ لیا ہے اگر رحم دلی سے کام لیا تو تیری بھی یہی کیفیت ہوگی اس کے اور بھی تو دوست ہیں۔ احمد حسین۔ عبداللہ سیٹھ، حسن دادا وغیرہ۔ سب ہی لاکھوں کے آسامی ہیں۔ چار لاکھ دیدینا ان کے لئے ایک معمولی بات ہے۔ پھر یہ ان سے کیوں نہیں مانگتے،

مرزا مسعود یکایک ہنس پڑے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ پاگل ہو گئے ہیں۔ حامد حسین کو خوف پیدا ہوا انہوں نے جیب سے اپنی گھڑی نکال کر دیکھی اور کہا مجھے بہت دیر ہو گئی، میں اب جاتا ہوں تم مت گھبراؤ، خدا تمہاری مدد کریگا دروازے کے قریب پہنچکر انہوں نے دیکھا کہ مرزا اپنی جگہ کھڑے ہیں انہوں نے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا کہ حامد حسین اب کمرے میں نہیں ہیں،

کچھ دیر بعد مرزا مسعود چونک پڑے انہیں پہلی دفعہ محسوس ہوا کہ وہ تنہا ہیں، انہوں نے ہنسکر کہا کیسی دنیا ہے جب اسی نے صاف جواب دیدیا تو اوروں سے امید رکھنی فضول ہے۔

اتنے میں ناگہاں ان کا سکریٹری کمرے میں داخل ہوا، مرزا اس جوان سے بہت محبت کرتے تھے اور اسکی جفاکشی و ایمانداری کے قائل تھے۔ اسکو اپنا ساجھے دار بنانے کی انکی بڑی تمنا تھی لیکن یہ آرزو دل ہی میں رہ گئی انہوں نے اسکو اپنی آپ مدد کرنیکا گر سکھا یا تھا۔ عثمان خود مختاری سے تجارت کرتا اور فائدہ اٹھاتا لیکن وہ ہر ایک کام مرزا مسعود کے مشورے سے کرتا تھا۔

کئی ہفتے مرزا۔ عثمان کو عبداللہ سیٹھ کے ہاں جانے کے لیے کہہ رہے تھے۔ عبداللہ سیٹھ کو ایک سکریٹری کی ضرورت تھی۔ اصحاب کی نظریں عثمان پر پڑ رہی تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ مرزا بہت جلد دیوالیہ ہو جائیں گے اور پھر عثمان ضرور ان کے ہاں ملازم ہو جائیگا۔ مرزا خود چاہتے تھے کہ ان کا دیوالہ نکلنے سے پہلے عثمان کو کسی اچھی جگہ ملازم کرا دیں۔ عثمان آ کر چپ چاپ مرزا کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے اسکی طرف دیکھ کر دریافت کیا کیا ہے؟ اس نے انکے سامنے بہت سے کاغذات دستخط کے لیے رکھدئے۔ انہوں نے دستخط کر کے سر اٹھایا عثمان ٹکٹکی باندھے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

مرزا مسعود نے کہا عثمان تمہیں آج عبداللہ سیٹھ نے بلایا ہے کیا جاؤ گے نہیں؟

عثمان نے کچھ سوچ کر جواب دیا جاؤنگا کیوں نہیں؟ لیکن . . . . . .

مرزا مسعود "جاؤ شرم کی کوئی بات نہیں ہے۔"

عثمان "کیا آپ نہیں چلئے گا؟"

مرزا مسعود "مجھے اور دوسرے کام ہیں۔"

عثمان۔ "حامد حسین" ——————

مرزا مسعود "کچھ نہیں یونہی آئے تھے۔ جاؤ میں بھی جاتا ہوں۔"

عثمان نے شکوک آمیز نظروں سے ان کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

اس کے چلے جانے کے بعد مرزا مسعود کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگے — — ——— عثمان کس قدر بلند خیال آدمی ہے لیکن کیا اس میں بھی خود غرضی کا مادہ نہیں؟ کیا عبداللہ سیٹھ کا بلاوا سنکر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی لہر نہیں دوڑ گئی تھی؟ اس نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی کہ اس سے میرے دل پر صدمہ پہنچے گا۔ لیکن تاہم یہ ان مطلب آشنا دوستوں سے اچھا ہے جو بظاہر ہمدردی کے پردے میں میری تخریب اور بربادی پر ہنستے ہیں وہ کل میری موت کی خبر سنکر ٹھنڈا سانس لیکر کہیں گے۔ مرزا مسعود نے کیسی حماقت کی اور پھر مجھے بھول جائیں گے۔ کچھ میری میت میں شریک ہو کر مجھے قبرستان تک پہنچا دینگے اور پھر اپنے اپنے کام میں مشغول ہو کر میرا نام بھی نہیں لیں گے۔

کمرے میں تاریکی پھیلنے لگی انہوں نے ٹوپی پہنی اور چھڑی لیکر دفتر سے نکلے۔ دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہی دل نے کہا "آج آخری بار اسے پھر دیکھ لوں۔"

باہران کا شوفر موٹر لئے کھڑا تھا وہ ان کا انتظار کرتے کرتے موٹر ہی میں بیٹھے ہوئے اونگھنے لگا تھا مرزا موٹر کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے مایوسانہ نظروں سے موٹر کی بات دیکھکر کہا "کل یہ موٹر اور کسی کے

قبضہ میں ہو گی۔ انہوں نے شوفر کو آواز دی وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ مرزا نے مسکراتے ہوئے کہا "جیون آج میں [illegible] نہیں جا
جیون نے حیرت زدہ ہو کر ان کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں صاف کہہ رہی تھیں "آج کیا بات ہے" انہوں نے کہا "آج
میں پیدل جاؤں گا"

جیون "حضور جہاں آپ فرمائیں میں موٹر حاضر کرنے کو تیار ہوں"

مرزا مسعود - نہیں مجھے موٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھا جیون تم کئی روز سے چھٹی مانگ رہے تھے چار دو روز کی تمکو چھٹی ہے اور یہ دس روپے لو چھٹی میں مزے اڑانا، یہ کہہ کر انہوں نے دس روپے کا ایک نوٹ جیون کے ہاتھ پر رکھ دیا اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے جھک کر سلام کیا اور موٹر لیکر چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد انہوں نے کہا "دس روپے مل جانے سے وہ کتنا خوش ہو گیا۔ اس کو کیا معلوم کہ اس کا آقا کل اس دنیا میں نہ ہوگا

یہ کہکر وہ ایک طرف چل پڑے وہ ہجوم میں سے گذر رہے تھے ان کو اپنے تن بدن کی ہوش نہ تھی، سڑک کی دوسری جانب جانے کیلئے مڑے ہی تھے کہ پولیس مین نے اشارہ کیا لیکن انہوں نے اس کی طرف نہیں دیکھا اتنے میں ایک موٹر ان سے قریب نکل گئی اور وہ بال بال بچ گئے۔ پولیس مین نے ڈانٹ کر کہا "دیکھتے نہیں ہو" مگر وہاں سنتا کون تھا۔

مرزا مسعود سوچ رہے تھے کہ کل ان کی بیوی اور بچے کی کیا حالت ہو گی۔ ٹکڑے ٹکڑے کیلئے دست سوال دراز کرنا پڑے گا لیکن اس سے واسطہ وہ تو سیدھے منہ بات تک نہیں کرتی اسکو اپنے کام سے کام ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہی کب اس سے محبت بھری بات کرتے ہیں۔ سوائے جھڑکی کے

اور لڑکا اونہہ؟ کچھ بھی ہو مرزا تو کلنک کے ٹیکے سے بچ جائیگا اس کو پولیس کے روبرو دکھڑا تو نہیں رونا پڑے گا، وہ تو موت کی نیند سو رہا ہو گا۔

وہ آہستہ آہستہ تنگ گلیوں اور کثیف راستوں سے گذرتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں غریب لوگ آباد تھے، چاندنی چوک کی بلند عمارتیں نظر سے اوجھل ہو گئی تھیں، وہ چلتے چلتے ایک چھوٹی سی دکان پر جا کھڑے ہوئے۔ یہ ایک ڈاکٹر کی دکان تھی۔

وہ بغیر کسی پس و پیش کے اندر چلے گئے۔ کرسی پر ایک آدمی میلے کچیلے کپڑے پہنے بیٹھا تھا اس کی ڈاڑھی کے بال خودرو گھاس کی طرح بڑھے ہوئے تھے پچکے ہوئے گلے اور اندر کی طرف گھسی ہوئی آنکھیں اسکی مفلسی کی شاہد تھیں چاروں طرف شکستہ سامان پڑا تھا، تین ٹانگ کی کرسیاں کونے میں رکھی تھیں، غبار آلود اشیا سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہت کم استعمال ہوتی ہیں

مرزا مسعود کو دیکھکر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور لکنت آمیز لہجہ میں بولا "آپ نے کیسے تکلیف کی؟" انہوں نے

کیا میں تمہارے پاس مارفیا لینے آیا ہوں" ڈاکٹر نے متحیر ہوکر دریافت کیا "مارفیا!"
مرزا مسعود نے قدرے خفگی آمیز لہجے میں کہا "ہاں ہاں مارفیا۔ کیا شراب کی وجہ سے کچھ کم سنتے ہو۔؟"
ڈاکٹر نے نرم آواز میں کہا "جی نہیں یہ بات نہیں ہے۔"
مرزا مسعود۔ "پھر کیا بات ہے دوگے یا نہیں؟"
ڈاکٹر۔ "دوں گا کیوں نہیں یہ سب آپ ہی کا تو ہے پھر آپ سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔" یہ کہکر وہ کچھ سوچنے لگا
مرزا مسعود۔ "اچھا لاؤ۔"
ڈاکٹر۔ "آپ کیا کریں گے" اس کی آواز میں لرزش تھی اور آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے۔
مرزا مسعود۔ "تم کو اس سے کیا کام مجھے صرف میں چوہوں کے مارنے کے لئے چاہئے۔"
ڈاکٹر ان کی طرف دیکھنے لگا اس کی نظروں سے خوف کے آثار نمایاں تھے۔
مرزا مسعود۔ "سنتے ہو مجھے صرف میں چوہوں کے مارنے کے لئے مارفیا چاہئے۔ جلد لاؤ۔"
"میں چوہوں کے مارنے کے لئے مارفیا!" ڈاکٹر نے کہا۔
مرزا مسعود نے بلند ہوکر کہا "ہاں ہاں اٹھو مجھے زیادہ فرصت نہیں ہے۔" ڈاکٹر اٹھ کر اندر چلا گیا۔ اس نے مارفیا کی پڑیا باندھتے ہوئے کہا "میں چوہوں کے مارنے کے لئے!"
اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور متحرک ہونٹ بار بار یہی دہرا رہے تھے "میں چوہوں کے مارنے کے لئے مارفیا"
وہ باہر آیا اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے مارفیا کی پڑیا مرزا کے ہاتھ میں رکھدی۔ انہوں نے دکان سے باہر قدم رکھا اور کہا۔ "بیچارا کیسی مترحم نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا کیا کرے اس کو میرا بڑا سہارا ہے۔ مندرا نے تو اس کو کہیں کا نہیں رکھا میرا ہی ایک دوست ہے جو مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ میرے بعد اس کا کیا حشر ہوگا اس کی زندگی دوبھر ہوجائیگی" یہ کہتے کہتے انہوں نے ایک ٹھنڈی سانس لی
مرزا کے جاتے ہی اس نے اپنی دکان بند کی اور بازار کی طرف چلا گیا نہ معلوم کیوں وہ اداس نظر آتا تھا اور بار بار اس کے منہ سے نکل جاتا تھا کہ "میں چوہوں کے مارنے کے لئے مارفیا چاہئے۔"
وہ ایک ہوٹل میں جا پہنچا، یہاں وہ اکثر آیا کرتا تھا اور جس جگہ وہ بیٹھا کرتا تھا وہاں چار آدمی بیٹھے چار پی رہے تھے۔ ایک نے کہا "کیوں حیدر تم نے اپنے متعلق کیا سوچا ہے۔"
حیدر۔ "کیا کہوں کہیں نہ کہیں نوکری کرنی ہی پڑے گی۔"
تیسرا۔ "تم تو مرزا جی کے ہاں ہونا۔"
حیدر۔ "مگر ایک آدہ دن کی اور نوکری ہے۔"

تیسرا۔ کیوں۔ ؟"

چوتھا۔ کیا تم نے سنا نہیں ان کا دیوالہ نکل گیا؟ کل انکی ساری جائداد قرق ہو جائیگی"

تیسرا۔ آخر ایسی کیا بات ہوئی؟"

حیدر۔ شکر اور روئی کی تجارت میں سخت نقصان ہوا ہے۔"

تیسرا۔ کل کتنا قرض ہے۔؟"

حیدر۔ آٹھ لاکھ"

تیسرا۔ کیا بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔؟"

حیدر۔ کوئی نہیں۔"

ڈاکٹر نے جب یہ سنا تو وہ گھبرا کر انکے قریب جا کھڑا ہوا اور پوچھا "شاید آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

سب اس کی طرف دیکھنے لگے اسکے زرد چہرے سے وہ سمجھ گئے کہ یہ ضرور مرزا مسعود کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے۔ حیدر نے کہا جناب مجھے افسوس ہے کہ آپ کو صدمہ ہوا لیکن یہ بات آپ سے چھپ نہیں رہ سکتی،

ڈاکٹر نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا اور تیزی سے دروازہ کھولکر نیچے اتر گیا۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ مارفیا کس لئے لی گئی ہے وہ جلدی جلدی سڑکوں کو طے کرتا ہوا چاندنی چوک کی طرف روانہ ہوا وہ بار بار دوہراتا تھا اتنی مارفیا کس لئے لیجا سکتی ہے،

تھوڑی دیر میں وہ مرزا مسعود کی کوٹھی پر جا پہنچا اور سیدھا انکی بیٹھک میں چلا گیا لیکن ابھی اس کا دوست واپس نہیں ہوا تھا وہ بہت بیقراری سے انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں مرزا کا سکرٹری محمد عثمان کمرے میں آیا معلوم نہیں دونوں میں کیا بات چیت ہوئی اور عثمان اٹھکر چلا گیا لیکن پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اس کے بعد مرزا صاحب کمرے میں داخل ہوئے،

ڈاکٹر کو بیٹھا دیکھکر وہ جھجکے ان کا زرد چہرہ اور زردی مائل ہو گیا لیکن انہوں نے فوراً اپنے کو سنبھالا اور عثمان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھکر کہا کہو عثمان کیا بات ہے

عثمان۔ "آپ سے کچھ دریافت کرنے آیا ہوں"

مرزا مسعود۔ کیا تم عبداللہ سیٹھ کے ہاں گئے تھے

عثمان۔ "ہاں گیا تو تھا"

مرزا مسعود۔ تم مجھ سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہو

عثمان۔ اپنے مستقبل کے متعلق"

مرزا مسعود۔ کیوں عبداللہ سیٹھ تمکو اپنا سکرٹیری مقرر کرنا چاہتے ہیں"

عثمان۔ "ہاں لیکن ——"

مرزا مسعود۔ تم اس کے متعلق میری رائے چاہتے ہو!

عثمان۔ ہاں لیکن ——"

مرزا مسعود کچھ سوچنے لگے ان کے دل پر ایک چوٹ سی لگی وہ سوچ رہے تھے عثمان کتنا خود غرض ہو گیا ہے اسکو میرے حال پر ذرا بھی افسوس نہیں اپنی خوشی سے چھوڑے نہیں جاتا ہے کیسا خود غرض ہے۔

ان کے خیالات کا تسلسل دروازہ کھلتے ہی ٹوٹ گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیوی ایک طرف آکر کھڑی ہو گئی ہے۔ وہ عثمان اور ڈاکٹر سے پردہ نہیں کرتی تھی عثمان کی طرف دیکھکر ان کی بیوی نے پوچھا "کیسے آئے عثمان؟"

مرزا مسعود "عبداللہ سیٹھ کے ہاں اس کی نوکری لگ رہی ہے اس کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے"

عثمان: "مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔ لئے نہیں میری مدد اور اب ——" مرزا مسعود نے کہا۔

عثمان "ابھی آپ میری مدد کرسکتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی سے میرے مستقبل کے آرام کا بھروسہ ہے"

مرزا مسعود میں اب کس طرح تمہاری مدد کرسکتا ہوں؟"

عثمان" مجھے اپنا شرکت دار بنا کر"

مرزا مسعود "میرے پاس تو اب کوڑی بھی نہیں۔

عثمان کوڑی کی کوئی ضرورت نہیں۔ روپیہ میرا ہوگا اور رائے آپ کی۔ کام میں کرونگا۔ آپ صرف میری رہنمائی کیجئے، مجھے امید ہے کہ آپ کی رائے سے ہماری تجارت دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گی۔ میرا ایک لاکھ روپیہ بہت جلد دو لاکھ ہوجائیگا۔"

مرزا کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور انہوں نے عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "ایک دیوالیہ کو اپنا ساجھے دار بنا کر اپنا بھی نقصان کرے گا۔"

عثمان "میری امیدوں کا خون نہ کیجئے آپ ہی نے مجھے اپنی مدد کرنی سکھائی ہے۔ آپ ہی نے مجھے تجارت میں لگایا ہے آپ ہی نے میری حقیر پونجی بہت جلد ایک لاکھ تک پہنچادی ہے، اب جبکہ میں ترقی کے زینے پہ قدم رکھ رہا ہوں تو آپ مجھے نیچے گرانے کی کوشش نہ کیجئے"

مرزا مسعود کی بیوی۔ "یہ لیجئے میں بھی آپکی تجارت میں شریک ہونا چاہتی ہوں" اس نے اسکے ہاتھ میں پانچ ہزار کے نوٹ دے اور اپنا تمام زیور رکھدیا۔ انکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انہوں نے کہا عفت زیور رکھ لو یہ روپیہ ہی کافی ہے" انکے چہرہ پر محبت اور ہمدردی کے اثرات نمایاں تھے۔ ڈاکٹر نے ہاتھ پھیلا کر کہا وہ مارفیا کی پڑیا مجھے عنایت کیجئے"۔ یہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ مرزا ایک لمحے تک اس کی طرف دیکھتے رہے اور جیب سے پڑیا نکال کر اسکو دیدی ڈاکٹر کا چہرہ مسرت کی سرخی سے چمک اٹھا اور وہ اسکو اپنی جیب میں رکھکر کمرے سے باہر چلا گیا۔ (ترجمہ) تقی علی یاسین ناگپور

عورت اور ترقی

اس سے اب کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ ہمارا مستقبل عورتوں کے ہاتھ میں ہے وہ نونہال جن سے ملک و قوم کی آئندہ امیدیں وابستہ ہیں انہیں ماؤں کی گودوں میں پرورش پاتے ہیں اخلاقی اور معاشرتی زندگی کے غیر منضبط شدہ قوانین انہیں مخدرات کے ذریعہ بچوں تک پہنچتے ہیں۔ یہ چیز ان کے بس میں ہے یا قدرت نے ، کہ وہ اپنی اولاد کو فرشتہ بنائے یا شیطان، عورت کی مثال کمہار سے دیجا سکتی ہے۔ مردوں پر اب یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے امریکہ میں چھوٹے بچوں کی نگہداشت تعلیم اور جملہ امور عورتوں کی نگرانی میں کامل ذمہ داری کے ساتھ چھوڑ دیے گئے ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال ماں اور ایک جاہل ماں کی اولاد میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ برسوں کی تعلیم اور ٹریننگ بچے میں ہرگز وہ محاسن نہیں پیدا کرسکتی جو ماں کی گود میں اسے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے لازم ہوا کہ عورتوں کو تعلیم اور روشن خیالی کے میدان میں لایا جائے۔ تاکہ عاقل و زیرک بچے دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اس خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے

دنیا کے بیشتر ممالک میں لڑکیوں کی تعلیم کا عام مطالبہ ہو رہا ہے۔ سیاحوں اور دنیا کے حالات کا بغور مطالعہ کرنے والوں کا قول ہے کہ اہم تغیرات دنیا میں رونما ہو گئے ہیں، ان محققین کا خیال ہے کہ طبقہ نسواں نے دنیا انقلاب پیدا کر دیئے ہیں۔ دورِ حاضرہ میں ترکی نے مصطفےٰ کمال پاشا کی قیادت میں اس راہ میں نمایاں ترقی کی ہے۔ چین اور جاپان کی خواتین میں بھی ہیجان بپا ہے۔ روسی خواتین نے اس میدان ترقی میں سب پر سبقت حاصل کر لی ہے کیونکہ انہوں نے برابری کے سیاسی حقوق تسلیم کرا لئے ہیں۔ روس میں عورت بجائے عورت کے شہری کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ مگر جب ایک چیز اعتدال سے بڑھ جاتی ہے تو اس سے برے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ فرانس اور یورپ کے دیگر ممالک میں آزادی اور روشن خیالی کی ایسی وہ صورتیں رونما ہو رہی ہیں کہ انسان کو انسان کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ہندوستانی خواتین کو حقیقت کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنے ملک کے مخصوص حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے لئے راہ عمل نکالنی چاہیے۔ آگے بڑھ جانے والی خواتین نے تلخ تجربات سے نبرد آزمائی کی۔ ان سے لغزشیں ہوئیں، تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر تجربہ حاصل کیا تاکہ آنے والی بہنیں ان سے مستفید ہوں۔ ہندوستانی خواتین کے لئے لازم ہے کہ وہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ عورتوں کی عام فطرت ہے کہ وہ فیشن وقت کی دلدادہ ہوتی ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے ملک کی آب و ہوا کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفید ہو یا نقصان دہ۔ مغربی فیشن اور سامان تعیش کی یورش ہمارے گھروں پر ہے۔ خاصکر پردہ کے اندر رہنے والی عورتیں ان چیزوں کو نعمت خیال کرتی ہیں۔ پوڈر، کریم اور لپ اسٹک، ہونٹوں کو سرخ کرنے والی ٹکیا عام وبا کے مانند پھیل رہی ہے۔ یہ چیزیں دیکھنے میں بڑی دلکش ہوتی ہیں مگر آگے چل کر مخرب اخلاق ثابت ہوتی ہیں۔ سادہ اور فطری زندگی میں شرافت اور معصومیت کی جھلک ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے دورِ حاضرہ کی مہذب زندگی خیالات میں ہم آہنگی اور دماغوں میں فرعونیت پیدا کر دیتی ہے۔ جسے ہم آج مغربی فیشن سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں ایک لعنت ہے، ظاہری آرائش کسی قوم کی اخلاقی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کی تباہی کا پیش خیمہ ہے آج مسلم خواتین پوڈر، کریم، بوٹ، فراک، ریشمی ساڑیوں اور جمپر نیز بالوں کی آرائش پر سینکڑوں روپے ضائع کر رہی ہیں۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی حالت خراب ہے، یہ عورت کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے کو حسن کا پیکر بنائے۔ مگر سادگی پر جانیں قربان ہوتی ہیں۔ کھدر کی سفید ساڑی میں غیر فطری آرائشوں سے پاک ایک ہندو دیوی ہے۔ دوسری طرف ساٹن و کمخواب کے پائجامے ریشمی منقش فراک اور کامدانی کے گنگا جمنی دوپٹے۔ منہ پر افشاں، سلے پیروں میں اونچی ایڑی کا جوتہ پہنے ایک مسلم خاتون ہیں، دیکھنے والے کی پاک نگاہیں دیوی ہی کے قدموں پہ جا پڑتی ہیں، ہندوستان اس وقت ایک ہنگامی دور سے گذر رہا ہے ہزاروں ہندو عورتیں میدان عمل میں اپنی قربانیاں پیش کر رہی ہیں۔ ہمارے گھروں کی حالت پر بھی نظر کرنی چاہیے بہت ہی سمجھ کر قدم رکھنا چاہیے، مغرب کی اچھی چیزیں ہمیں لینی چاہیے مگر بقول مہاتما گاندھی کے ہمیں مغربی تہذیب کا ننگ پیراہن نہیں ہونا چاہیئے ایسی راہ اختیار کرو کہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے

عبدالحی عباسی بی اے۔

آنکھوں کی حفاظت

آنکھیں جسم کا جیسا مفید اور نازک ترین حصہ ہیں اسے کون نہیں جانتا۔ لیکن جتنی انکی بے قدری کیجاتی ہے اتنی کسی اور عضو کی نہ ہوتی ہوگی۔ ہاتھ پاؤں تھک جاتے ہیں تو انسان مجبوراً کام چھوڑ کر آرام لینے لگتا ہے لیکن آنکھیں جب تک نیند کو ان پر رحم نہ آجائے برابر کام میں لگی رہتی ہیں۔ طالب علم ہے کہ اندھیرے جالے پر برابر پڑھا جاتا ہے درزی ہے کہ ساری ساری رات سیتا ہے۔ بہتیری مصیبت زدہ عورتیں جو اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ سلائی سے پالتی ہیں۔ عموماً رات کا زیادہ حصہ سلائی میں گذارتی ہیں صبح کو دیکھیے تو اکثر نیند کے جھونکے آ آکر انہیں پریشان کیا کرتے ہیں۔ بھلا غریب یہ لوگ تو بیچارے کام کی زیادتی اور وقت کی کمی سے مجبور ہی ہیں۔ میں نے اکثر لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ کوئی مزیدار کتاب مل گئی بس وہ پھر اس میں چپٹیں۔ اب سارے دن کتاب ہے اور وہ ہیں۔ لیٹ کر بیٹھ کر غرض جس جس طریقے سے ممکن ہو اسے پڑھنا اور ختم کرنا ضروری ہے سی کوشش میں شام ہوگئی مگر کتاب ہاتھ سے نہیں چھٹتی۔ مغرب کا وقت بھی تنگ ہوگیا۔ بالکل دھندلا چھا گیا۔ بڑے منع کرتے ہیں لیکن اٹھتی نہیں۔ بس اتنا کہہ کر کہ اب ذرا سی رہ گئی ہے پھر پڑھنے لگ گئیں۔ بعض اس سے بھی بڑھ کر اندھیر کرتی ہیں کہ چاندنی رات میں کتاب پڑھتی ہیں اور صبح اٹھکر بستر سے کاموں میں لگ جاتی ہیں۔ گھر والوں سے اپنی اس حرکت کو چھپانے کی وجہ سے دن کو آرام بھی نہیں کر سکتیں۔ غرض آنکھوں کا ناس ہوتا رہتا ہے۔ اور نوعمری ہی میں ایسے دن سر کا درد پک یا آنکھوں سے پانی جانا شروع ہوجاتا ہے جب ڈاکٹر کو دکھایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نظر کی کمزوری سے یہ حالت ہو رہی ہے چشمہ لگانے کی ضرورت ہے۔ اب اول تو چشمہ لگاتے ہوئے خود ہی ایک طرح کی الجھن ہوئی یا شرم آئی یا بڑوں نے مناسب نہ سمجھا کہ فیشن کا الزام لگیگا۔ اور اس طرح آنکھیں اور زیادہ خراب ہوتی گئیں۔ یا اگر دل کڑا کر کے چشمہ لگا لیا تو اب سب طرف سے باتیں بنیں اور اعتراض ہونے شروع ہوئے کہ فیشن میں دیوانی ہو رہی ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے اس غفلت اور لاپرواہی کا جو شروع شروع میں آنکھوں کے ساتھ برتی گئی تھی۔ رنج و غم کا بھی آنکھوں پر بہت اثر پڑتا ہے لیکن یہ کسی کی اختیاری بات نہیں ہے اسلئے اسکے متعلق کچھ لکھنا بیکار۔ جب دل میں درد ہوتا ہے تو آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں اور انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ ہاں اور جو کچھ احتیاطیں ڈاکٹری اور طب کی رو سے ضروری ہیں انکا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آنکھ کو گرمی سردی سے بچائیں۔ چولھے کے پاس سے اٹھکر یا لو اور دھوپ میں سے آکر ٹھنڈے پانی کے چھپکے مار لینا بڑی ہی خطرناک بات ہے، میری ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ جاڑوں کی سخت سردی میں رات کے وقت جب ساٹھ برس کی تھی وہ کسی ضرورت کو باہر نکلیں سر کھلا ہوا تھا اور ہوا شدت سے چل رہی تھی۔ واپس آئیں تو کنپٹیوں میں سخت درد تھا۔ دبانے والے تھکے جاتے تھے، مگر انہیں ذرا بھی سکون نہ ہوتا۔ ذرا دیر میں وہ بے فکر

ہوکر تڑپنے لگیں، ڈاکٹروں حکیموں کو دکھایا گیا بہتیرا کچھ دوا علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا اور دوسرے دن دونوں آنکھیں بیٹھ گئیں جب وہ درد گیا۔ خدا اپنی پناہ میں رکھے، ذرا سی بے پروائی کا کس قدر افسوسناک نتیجہ ہوا۔ گو ایسی حالت میں انسان یہ کہہ کر تسلی دیتا ہے کہ قسمت میں یونہیں تھا، لیکن پھر بھی اپنی غلطی ہمیشہ آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہو کہ اندھیرے میں نظر کا کام نہ کیا جائے۔ خاص کر رات کو پڑھنے لکھنے سینے وغیرہ سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ اگر ہم اس کا خیال کریں اور رات کو دوسری قسم کے کام کرکے دن کا وقت محض نظر کے کاموں کے لئے بچا لیا کریں تو خاصی طرح آٹھ نو گھنٹے دن میں ایسے کاموں کیلئے مل جاتے ہیں اور یہ دن رات میں بہت کافی وقت ہے، اس سے زیادہ نظر کا کام کرنا بھی اپنی آنکھوں سے دشمنی کرنا ہے رات ہی پر منحصر نہیں اکثر دفعہ دن کے وقت بھی زیادہ تر ایسے کمروں میں بیٹھنا ہوتا ہے کہ وہاں روشنی بالکل مدہم سی ہوتی ہے یوں تو وہاں بیٹھنا اور خاص کر گرمی کے موسم میں اچھا معلوم ہوتا ہے، لیکن سلائی لکھائی وغیرہ کے لئے ہمیشہ ایسی جگہ بیٹھنا چاہئے جہاں خوب اچھی روشنی ہو، تیسرے چمکیلی چیز آنکھوں کے سامنے زیادہ رہنی بھی مضر ہے۔ گوٹہ بننے والیوں کی آنکھیں دیکھئے کیسی بے رونق نظر آتی ہیں اور اسی طرح آگ کے پاس یا دھوپ میں کام کرنیوالوں کو اکثر رتوندے وغیرہ کی شکایت ہوتی ہے۔ چوتھے لیٹ کر پڑھنا اس سے بھی آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے اور یہی آج کل آنکھوں کی خرابی اور کمزوری کا سب سے بڑا سبب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ عام طور پر لوگ اسی طرح پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں کہ دوپہر کے آرام کے وقت یا رات کو لیٹ کر کتاب یا اخبار دیکھیں۔ پانچویں مٹی کا تیل اس کا دھواں آنکھ کو جیسا مضر ہے سب جانتے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ اور کوئی تیل لیمپ میں جلایا نہیں جا سکتا، اور مجبوراً اسی کو کام میں لانا پڑتا ہے۔ ہاں اس کی احتیاط بعض جگہ یوں کر لی جاتی ہے کہ روز رات کو آنکھوں میں سرمہ لگا کر سوئے اور صبح کو اٹھکر دھو ڈالو۔ مٹی کے تیل سے جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی بھی ہو گئی اور سرمہ لگانے کی بہتی بھی نہ اُٹری، جن لوگوں کی نظریں کمزور ہو جاتی ہوں یا آنکھیں جلنے کی شکایت ہو انہیں چاہئے کہ صبح اور شام جھٹ پٹے کے وقت آسمان کی طرف دیکھا کریں اور آنکھوں پر دن میں کئی کئی بار ٹھنڈا پانی لگائیں، گرمیوں میں ذرا سی ڈلی برف کی کپڑے میں لیکر آنکھوں کے اوپر پھیریں تو بڑا آرام ملتا ہے۔ اور گھنٹہ آدھ گھنٹہ روز ٹھنڈے پانی میں پاؤں رکھکر بیٹھیں، اسے میں نے خود آزمایا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک پردہ سا آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گیا غالباً مہندی کا رواج بھی اسی لئے ہوا ہوگا۔ اکثر بڑی بوڑھیاں صرف ہتھیلیوں اور تلووں میں لگا لیا کرتی ہیں۔ اور کبھی کبھی زیادہ گرمی میں سر پر بھی لگا لیتی ہیں اس سے بہت ٹھنڈک پڑتی ہوگی۔ لیکن یہ سب ترکیبیں انہیں لوگوں کے لئے مفید ہیں جن کو نزلے کی شکایت نہو۔ اگر نزلے کی وجہ سے آنکھیں سرخ رہتی ہوں یا آنکھوں سے پانی جاتا ہو تو ان باتوں سے کچھ فائدہ نہوگا بلکہ الٹا نقصان ہوگا۔ نزلے کی شکایتوں میں اس کے مناسب حال کوئی سرمہ لگانا چاہئے، ہموزن بھنے چنے اور مصری کا سفوف دو تولہ لیکر اس میں تین چار کالی مرچیں پیس کر ملائیں اور نہار منہ کھلائیں۔ اس سے نزلے کے پانی کو جو آنکھوں سے بہتا ہے بہت فائدہ ہوگا۔

ملکہ پونجی خاتون

عادل شاہی خاندان کی یہ بہادر ملکہ مرہٹہ قوم کی ایک خاتون تھی۔ اس کا حال یہ ہے کہ بزمانۂ احمد شاہ بہمنی سے ایک لڑائی کے سلسلہ میں یوسف عادل شاہ کا قیام پرگنہ اندپور میں ہوا اور اس کے اطراف میں عادل شاہی لشکر اور مکند راؤ سے مقابلہ ہوا۔ آخر شاہی فوج فتحیاب ہوئی اور یہ حسین خاتون جس کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی بعد عقد پونجی خاتون کے نام سے عادل شاہ کے حرم میں داخل ہوئی۔

یوسف عادل شاہ کو خدا نے اس ملکہ کے بطن سے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں عنایت کیں، بہادر اور فیاض اسمٰعیل عادل شاہ اور بی بی ستی جو فارسی کی اعلیٰ درجہ کی شاعرہ اور محمد شاہ بہمنی کی ملکہ تھی اسی قابل فخر ماں کی اولاد تھیں، یوسف عادل شاہ کے انتقال کے بعد اسمٰعیل عادل شاہ تخت نشین کیا گیا۔ لیکن یہ بہت کمسن تھا اس وجہ سے بعض سردار اور امراء اپنے اپنے لئے سلطنت کے خواب دیکھنے لگے اور جو تھوڑے سے بہت وفادار تھے وہ ان غداروں کے خوف سے اپنی عزت و آبرو بچا کر سلطنت سے نکل گئے

چنانچہ اس وجہ سے اس نئی سلطنت کی حالت بالکل ابتر ہوگئی۔ دیگر غداروں کے علاوہ کمال خاں دکنی وکیل سلطنت جس پر اس خاندان کے ہزارہا احسانات تھے اور جس کی وفاداری پر مرحوم بادشاہ کو اس قدر بھروسہ تھا کہ مرتے وقت کمسن شہزادے کو اسی کے سپرد کر گیا تھا۔ سب سے زیادہ دشمنی و غداری پر کمر بستہ اور ملکہ و شہزادے کی جان کے درپے ہوگیا۔

اس نے تمام مغل و ترک سرداروں کو ملک بدر کر کے سب بڑے عہدوں پر اپنے اعزا مقرر کئے۔ اور تیس ہزار دکھنی و حبشیوں کی ایک فوج مرتب کرنے کے بعد ملکہ اور شہزادے کو قلعہ ارک بیجاپور میں نظر بند کر دیا اسکے بعد ملکہ کو ہلاک اور شہزادے کو اندھا کرنے کے لئے اپنی تخت نشینی کے منصوبے باندھنے لگا۔ سب انتظام مکمل کرنے کے بعد تاریخ تاجپوشی مقرر کرنیکو نجومی طلب کئے گئے، لیکن نجومیوں سے یہ سنکر کہ پندرہ دن اس کے لئے خطرناک اور سولہواں دن مبارک ہے خوف زدہ ہوا اور اپنے لئے بھی قلعہ ارک ہی کو محفوظ دیکھکر اور اس کی حفاظت اور محل کی سخت نگرانی کا اپنے عزیزوں کو حکم دے کر خود بیماری کے حیلے سے اسی قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا۔

یہ سب خبریں عادل شاہی محل میں بھی خفیہ طور پر پہونچیں۔ مگر ملکہ پونجی خاتون بجائے رونے پیٹنے کے اپنے لڑکے اور سلطنت کو دشمن کے چنگل سے چھڑانے کی تدبیریں سوچنے لگی۔ اس نے نہایت ہوشیاری سے یوسف

ترک اپنے کوکا کو بلا کر یہ واقعات بیان کئے اور اس سے اس مصیبت میں مدد چاہی۔ وفادار یوسف کا سب حالات سنکر دل بھر آیا اور وہ فوراً مالک پر اپنی جان قربان کرنیکو تیار ہو گیا۔ اور اسی وقت ملکہ کی تجویز کے مطابق شہزادے کی طرف سے کمال خاں کی عیادت اور اپنے لئے مکہ مکرمہ جانے کی اجازت حاصل کرنے کے بہانہ سے بمشکل تمام کمال خاں کے پاس پہنچ گیا۔ کچھ دیر ادہر اُدہر کی باتیں کرنے کے بعد کمال خاں نے بڑا نہایت خوشنودی و مہربانی سے اسکو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت عطا کی اور یوسف کی عزت افزائی کی غرض سے اپنے ہاتھ سے رخصتی پان کی گلوری اس کو دینے لگا۔ یوسف ترک نہایت ادب سے قریب آیا اور اس چادر پر جو دکن کے رواج کے مطابق اس کے سینے اور کاندھے پر پڑی تھی ایک ہاتھ سے پان لیا اور تعظیماً جھک کر دوسرے ہاتھ سے نہایت پھرتی اور صفائی سے خان کے سینہ میں پیش قبض اتار دیا۔ ترک کے ہاتھ کا زخم ایسا کاری لگا کہ کمال خاں فوراً ہلاک ہو گیا، لیکن یہ وفادار ترک بھی اسی وقت اور اسی جگہ قصاص میں قتل کر دیا گیا،

بدقسمتی سے اس معمولی جھگڑے نے اب ایک طویل و فیصلہ کن لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ اور کمال خاں کی ماں جو ایک باہمت عورت تھی ملکہ کے مقابلہ کو تیار ہو گئی۔ اور اس نے نہایت احتیاط سے کمال کے قتل کی خبر کو محل سے باہر مشہور نہ ہونے دیا اور اسی وقت مردہ بیٹے کو فوجی لباس سے آراستہ کر کے ایک ایسے کمرہ کی کھڑکی کے مقابل بٹھا دیا جہاں سے اہل قلعہ اسکو دیکھ سکتے تھے اور تمام فوج کو کمال خاں کی طرف سے لڑائی کے لئے تیار ہو کر محل کے سامنے حاضر ہونیکا حکم دیا اور نہایت احتیاط سے اپنے پوتے صفدر خاں کو قاصد بھیجکر طلب کیا،

اس تمام مدت میں ملکہ محل میں سخت متفکر رہی اور اس خبر سے کہ کمال خاں کے محل کے سامنے فوج لڑائی کے حکم کی منتظر کھڑی ہے۔ اس کو یوسف ترک کی ناکامی اور افشائے راز کا یقین ہو گیا، لیکن اس بہادر و مستقل مزاج عورت نے اپنے غدار و نمک حرام نوکر کے حکم اور جلاد کے ذلیل ہاتھ سے قتل ہونے کے بجائے آخری سانس تک دشمن کا مقابلہ کرتے اور شوہر کے تاج اور بچے کے سر کی حفاظت میں دست بدست لڑ کر شہید ہونیکا عہد کر لیا۔

چند لمحہ میں ملکہ مع اپنی نند دل شاد آغا کے فوجی لباس و اسلحہ جنگ سے آراستہ ہو کر محل کے دروازہ پر آئی، اور صندل خواجہ سرا کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جو محل کی حفاظت وغیرہ پر متعین تھے ڈیوڑھی پر طلب کیا اور اندر سے ایک مختصر مگر نہایت موثر تقریر کرنے کے بعد ان سے اس نازک وقت میں مدد چاہی، لیکن ان میں سے صرف ڈہائی سو مغل و ترک اور ۷ حبشی و دکنی ملکہ کے ساتھ مرنیکو تیار ہوسکے،

باقی سب غدار صفدر کی فوج میں جا ملے۔ اس پر بھی ملکہ مطلق دل شکستہ نہ ہوئی، بلکہ نہایت جرأت و استقلال سے ان سب کو اندر بلا کر محل کے کل دروازے احتیاط سے بند کرا دئیے، اور خود دل شاد آغا اور اسمٰعیل عادل شاہ کو ساتھ لیکر مع اس مختصر فوج کے تیر کمان ہاتھ میں لیکر محل کی چھت پر دشمن کے انتظار میں کھڑی ہو گئی۔

تھوڑی دیر میں صفدر خاں نے تیس ہزار فوج کے ساتھ محل کو آ کر گھیر لیا۔ اور محل کا پھاٹک توڑنیکا حکم دیا، لیکن ملکہ کی طرف سے تیر اور پتھروں کی بارش اس شدت سے ہو رہی تھی کہ دشمن کے لئے دروازہ توڑنا ناممکن ہو گیا تھا۔

عین اسی وقت جبکہ ایک آفت عظیم قلعہ بیجاپور میں برپا تھی اسی قلعہ کے ایک برج کا محافظ مصطفےٰ آغا رومی مع پچاس بندوقچیوں کے محل کی پشت کی طرف سے ملکہ کی مدد کو آیا اور ملکہ نے دعائے خیر دیکر اس کو رسیوں کے ذریعہ سے چھت پر چڑھا لیا۔

اب دشمن پر تیروں کے ساتھ گولیاں بھی برسنے لگیں، کمال خاں کی ماں نے بندوقوں کی آواز سنکر صفدر کو کہلا بھیجا کہ وقت اور آدمی بیکار ضائع نہ کرو، بلکہ توپیں منگوا کر محل کو مسمار اور اس مختصر جماعت کو ہلاک کر دو۔

صفدر خاں نے توپیں لانیکا حکم دیکر محل سے کچھ فاصلہ پر مع فوج کے کھڑا ہو گیا۔ ملکہ اس مشورہ کو سنکر کامیابی سے قطعی مایوس ہو گئی۔ مگر اس نے ایک آخری تدبیر بچے کی جان بچانے کی اور کی۔ پیر اپنے آدمیوں کو کچھ سمجھا کر ایک پوشیدہ مقام پر کھڑا کر دیا اور خود مع دل شاد آغا و شہزادے کے دشمن کے سامنے کھڑی ہی صفدر خاں یہ سمجھ کر کہ ملکہ کے مددگار توپوں کے ڈر سے فرار ہو گئے ہیں، بڑی تیزی اور بے صبری سے آگے بڑھا اور محل کا پہلا پھاٹک توڑ کر مع کئی سرداروں اور کثیر سپاہیوں کے دوسرا دروازہ توڑنے میں مصروف ہو گیا۔ یہ جگہ گھری ہوئی اور تنگ تھی۔

اسی وقت ملکہ کے اشارہ سے مغل اور ترک نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایک دم نکل آئے اور بے خبر دشمن پر اس کثرت سے تیر و پتھر اور گولیوں کی بوچھاڑ کی کہ چشم زدن میں سینکڑوں زخمی اور ہلاک ہو گئے۔ بدحواسی میں بھاگنے کی کوشش کرتے تھے لیکن جگہ کی تنگی اور اپنی کثرت کی وجہ سے نکلنے کو راستہ نہ ملتا تھا۔ اسی وقت تائید غیبی سے ایک تیر صفدر خاں کی آنکھ میں لگا اور وہ سراسیمگی میں اسی چھت کے چھجے کے نیچے جس پر اسمٰعیل عادل شاہ کھڑا تھا آ گیا، ملکہ نے اس کو دیکھکر پہچانا اور شہزادہ عادل کو ایک بڑا سا پتھر دیکر کہا کہ "بیٹا دشمن کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کر"۔ یہ پتھر صفدر کے سر پر گرا۔ اور اس غدار کا سر پاش پاش ہو گیا۔ ملکہ نے فوراً

اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور باغیوں کا سراسیمہ و پریشان گروہ صفدر کی لاش اٹھا کر کمال خاں کے محل کی طرف بھاگا لیکن وہاں اسکو بھی مقتول دیکھ کر اس حبشی و دکنی انبوہ نے شہر پناہ کا راستہ اختیار کیا۔

اسمعیل عادل شاہ نے ماں کے حکم سے وفادار یوسف ترک کی تجہیز و تکفین نہایت شان و شوکت سے کی۔ تیس ہزار اشرفیاں جنازہ پر سے خیرات کی گئیں اور ایک خوبصورت گنبد اس کی قبر پر تعمیر کیا گیا۔ اور کئی موضع اس مقبرہ کے مصارف کے لئے وقف کئے گئے۔

بادشاہ خود ہر مہینہ زر کثیر اس کے ایصال ثواب کے لئے خیرات کرتا تھا۔ اور سال میں ایک مرتبہ اس کی تاریخ قتل کو قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے زندگی بھر جایا کرتا تھا۔

دوسرے دن بڑے تزک و احتشام اور بیحد خوشی و مسرت کے ساتھ اسمعیل عادل شاہ کا جشن تاجپوشی کیا گیا۔ اور فیاض ملکہ نے مصطفےٰ آغا وغیرہ وفاداروں کو جاگیریں خطاب اور وظیفے عطا کئے اور لاکھوں روپیہ فقرار و مساکین کو تقسیم کیا گیا۔ اور اس خوشی میں رحم دل ملکہ نے کمال خاں کی ماں اور تمام باغیوں کی جان بخشی کر دی۔

یہ ملکہ امور سلطنت میں اپنے پوتوں کے زمانہ تک دخیل رہی۔ اس کے باقی حالات اور مقام دفن وغیرہ سے میں لاعلم ہوں۔

اسی ملکہ کے پڑپوتے علی عادل شاہ کو احمد نگر کی مشہور بہادر شہزادی چاند بی بی بیاہی تھی، ملکہ کے حکم کے مطابق اس سلطنت میں کئی نسل تک حبشی و دکنی ملازم نہیں رکھے گئے، اور ان لوگوں کے دوبارہ ملازم ہونے پر اس حکومت میں پھر زوال شروع ہو گیا۔

بیگم سید مظفر حسین جعفری الہ آبادی

چیتل کی کھال دیکھکر

اے جاندار سرکش مخلوق۔ کچھ تجھکو اپنے انجام کی بھی خبر ہے! ہاں! یہ سچ ہے کہ تو اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے! یہ بھی درست ہے کہ تو عقل کا پتلا ہے۔ تو نے دولت زمین سے ہوا تک کو اپنے قابو میں کر لیا۔ اور پرندہ کی طرح مصروف پرواز ہو گیا آج سے دس پندرہ برس پہلے کیا کوئی یقین کر سکتا تھا کہ بغیر تار برقی کے ہندوستان میں لندن کی آواز سنائی دیگی۔ مگر تو نے یہ بھی کر دکھایا لو ہے کو آگ اور پانی کی مدد سے جاندار چیز کی طرح دوڑایا۔ یہ سب کچھ سہی۔ مگر اے انسان تو پھر بھی ضعیف البنیان ہے۔ مٹی کا بنا ہوا۔ پانی کے بلبلے سے بھی زیادہ جلد مٹ جانے والا۔ ایک مٹی کا کھلونا ہے، گرا ٹوٹ گیا۔ تو اپنے اوپر اس قدر نازاں ہے کہ ذرا سی امارت پر خدائی کا دعوی کرنے لگتا ہے تو نے بڑی بڑی ایجادیں کیں۔ دنیا میں جنت بھی بنا ڈالی۔ سالہا سال اکبر اعظم اور نپولین بونا پارٹ بنکر ساری دنیا پر حکمرانی کرنے کی ہوس کی۔ مگر انجام کیا ہوا۔ نازپروردہ جسم۔ خجری اور بہادر دل۔ ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا دیا گیا۔ اور حشرات الارض کی خوراک بنا۔ فرعون بنکر خدائی کی۔ اپنے پیدا کرنیوالے ملک کی ہر ایک نصیحت کو جو وہ موسی کی زبان بنکر کرتا تھا حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور پھر ... ایک لمحہ میں .... غرق نیل۔ ایسی کمزور اور ناکارہ ہستی کا نام ہے حضرت انسان!۔

یہ خوبصورت جانور۔ یہ حسین ہرن۔ اور پہاڑی چیتل جو جنگلوں میں دوڑتا ہوا کس قدر اچھا معلوم ہوتا ہے، یہ جنگل کا بادشاہ شیر جس کی خوفناک دہاڑ سے پہاڑ تک گونج جاتے ہیں۔ جو کہ بیسیوں جانداروں کا ایک دن میں خون کر دیتا ہے .... ایک بے رحم شکاری کی بندوق سے ذرا سی دیر میں بیجان ہو جاتا ہے گوشت پھینک دیا جاتا ہے اور دلفریب صاف ستھری کھال آرائش مکان کے علاوہ اور بہت سے کام آتی ہے .... آہ یہ بھی کبھی جنگلوں میں بیدھڑک اچھلتے کودتے پھرتے تھے! آہ یہ چیز بھی کبھی جاندار تھی۔ اس بیچاری کھال کی آنکھیں بھی کبھی دنیا کی ہر ایک شے دیکھتی تھیں۔ آہ یہ بھی جاندار مخلوق میں شمار تھے اور ... اب! سدا ہے نام اللہ کا۔ یہ ہوتے ہیں میرے خیالات .... جب میں اپنی جانماز کو دیکھتی ہوں جو کہ بیچارے چیتل کی کھال کی بنی ہوئی ہے۔ اور مجھے اسکے ہر ایک رونگٹے پر لکھا ہوا نظر آتا ہے" انجام ہستی" کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ (ہر چیز فنا ہو جانیوالی ہے)

الف۔ ب شروانیہ

ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون:
اور البتہ ہم نے انسان کو خشک مٹی سے خمیر دیکر بنایا (پارہ ۱۴) ع ۲

آل انڈیا لیڈیز کانفرنس کے وڈو اجلاس

انتظام آباد کا جلسہ

اپریل کا پہلا ہفتہ کانفرنس کے سالانہ جلسہ کے لئے منتخب کیا گیا، مسز تکمیل بانو نے اپنی سکریٹری ہونیکی ذمہ داری کو محسوس کرکے دو ماہ پیشتر خطوط لکھکر تجربہ خانم صاحبہ سے جو صدر جلسہ مقرر ہوئی تعین جلسہ کی تاریخ طے کرلی تھی اور دیگر بہنوں کو جن سے تقریر کی امید تھی یہ دریافت کرلیا تھا کہ وہ کون سے موضوع پر تقریر کرنا چاہتی ہیں اپنے خطوط میں انہوں نے یہ بھی احتیاط کی تھی کہ جس خاتون کو جس خاص موضوع پر بولنے کے لئے انہوں نے خود موزوں سمجھا تھا اور جس انتخاب میں تقریر کرنے والی خاتون ہی نہیں بلکہ ان کے خاوند کے مضامین . تقاریر، پیشہ و پبلک رجحان کا بھی خیال کیا تھا. ان سے اس خاص موضوع کو انتخاب کرنے کی اپنی طرف سے درخواست کردی تہی. جلسہ کی تاریخ کا بھی اندازہ دیدینے کے صحیح تاریخ کو مطبوعہ اشتہارات وغیرہ پر چھوڑ دیا تھا. سب کچھ طے ہوجانے کے بعد تکمیل بانو کے رفیق حیات نے مختلف اخبارات کے جتنے نامہ نگار شہر میں تھے ان کو بلاکر کانفرنس کے جلسہ کی تاریخ. صدر صاحبہ اور مشہور تقریر کرنیوالیوں کے نام اور اغلب موضوع تقریر کی اطلاع دیدی تہی تاکہ اردو انگریزی اخباروں میں اچھا خاصا پروپگنڈا ہوجائے. باقی اخباروں اور رسالوں میں تکمیل بانو نے خود ایک چھوٹا سا موزوں مضمون شائع کرادیا تہا، یوں تو تکمیل بانو کے والد صاحب انہیں عورتوں ہی کے نہیں بلکہ مردوں کی کانفرنسوں اور ایسے ہی اہم جلسوں میں بغرض تجربہ و تربیت بھیجتے اور لیجایا کرتے تھے، لیکن تکمیل بانو کے خاوند نے بھی ان کے لئے مختلف جلسوں اور کانفرنسوں کی رپورٹیں وغیرہ اور سکرٹری کے فرائض کی تعلیم کے لئے ایک پورا لٹریچر جمع کردیا تھا اور وہ خود بھی تکمیل بانو صاحبہ کو اس کی تعلیم عملاً دیا کرتے تہے، مثلاً گھر میں ہر جمعہ کی نماز کے بعد خانگی جلسہ ہوتا تہا جس کی سکرٹیری تکمیل بانو صاحبہ ہرتی تہیں اور وہ اس اپنے عزیزوں اور بچوں کے جلسہ میں بھی بالکل اتنی ہی تفصیل و تنظیم سے کام لیتی تہیں کہ جیسا کسی اہم جلسہ کے لئے. جن بہنوں کو تقریریں کرنا تھیں ان کے بھی خاوند، باپ اور بھائی اتنے ہی ہمدرد ترقی نسواں کے سچے خواہشمند تھے جتنا کہ تکمیل بانو کے رفیق حیات، دو ماہ کا وقت موجود تہا، ہر ایک نے تیاری شروع کردی، جن بہن کو تعلیم نسواں پر بولنا تہا ان کے مردوں نے تمام صوبوں کے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کی اور دیگر مجالس و محکمہ تعلیم کی سالانہ رپورٹیں اور مختلف تعلیمی کمیشنوں کی زنانہ تعلیم کے متعلق تجویزیں و رائیں

سے اکر جمع کرلیں اور بہت سا مواد جو انہیں خود یاد اور تجربے سے معلوم تھا لکھکر ان کو دیدیا۔ اور جب تمام مواد جمع ہوگیا تو اس کی ترتیب میں بھی پوری مدد کی اور جب ترتیب بھی ختم ہوچکی تو اب روزانہ تعلیم کے ہر پہلو پر فرصت کے وقت بحث کرنی شروع کردی اور جب اس طرح تمام مسائل ان بہن کے ذہن نشین ہوگئے تو ایک دن تقریر کا نمبر آیا۔ تقریر تو خوب ہوئی لیکن تقریر میں مختلف مسائل کے ایک خاص ترتیبی انداز دینے میں بہت خامی موجود تھی۔ لہٰذا اس دفعہ تقریر کو باترتیب کرنیکے لئے نوٹ لکھے گئے اور اس میں بھی مردنے پوری امداد کیا کی تقریباً ساری ترتیب وہی طے ہوئی کہ جو بحث و مباحثہ کے بعد مردنے بتائی۔ اس دفعہ تقریر کے وقت ہر مسئلہ کو ختم کرنے کے بعد نوٹ میں دیکھ لیا جاتا تھا کہ پھر کس مسئلہ کے بیان کی باری تھی۔ جب اس طرح تقریر ختم ہوچکی تو اب گھر والوں کو جمع کرکے جن میں تقریباً زیادہ بچے تھے، تقریر کی گئی لیکن پھر مرد کی تیز نظر نے یہ دیکھا کہ تقریر تو درست ہوگئی لیکن انداز تقریر موثر نہ تھا۔ لہٰذا قسمت سے قد آدم آئینہ گھر میں موجود تھا۔ اب اس کے سامنے کھڑے ہوکر تنہائی میں تقریریں ہونے لگیں۔ اور اس طرح کھڑے ہونکی، حرکات و سکنات کو موزونیت، چہرہ پر تقریر کے اثرات کی صحیح کیفیت۔ غرضکہ ہر ہر انداز تقریر پر ایک حد تک قابو ہوگیا۔ اب پھر بچوں اور عورتوں کو بھی جمع کیا گیا، اور اس دفعہ تقریر ایسی ہوئی کہ جو قابل اطمینان کہی جاسکتی تھی۔ اب اس تقریر کے نتیجہ کی فکر شروع ہوئی اور کئی دن بحث و مباحثہ اور ردوبدل کے بعد ایک ریزولیوشن تیار کرکے اسکو موزوں الفاظ کا جامہ پہنایا گیا۔ اور لکھکر سکریٹری صاحبہ کے پاس بھیجدیا گیا تاکہ وہ جلسہ میں پیش کردیا جائے اور پاس ہوجانے کی صورت میں محکمہ تعلیم میں بغرض تجویز و عمل بھیجدیا جائے اور اس کی نقل مختلف اخباروں اور رسالوں کو بغرض اشاعت روانہ کردیجائے، اسی طرح دیگر بہنوں نے بھی تیاری کی، ساردا ایکٹ پر بولنے والی بہن نے چودہ سال سے کم عمر بچیوں کے ہر شعبہ زندگی کے متعلق اعداد و شمار اور صحیح حالات جمع کئے۔ صحت پر بولنے والی نے عورت کی صحت کے متعلق ایک وسیع لٹریچر اور اپنے خاوند، باپ، یا بھائی ڈاکٹر اور یا پھر خود ڈاکٹر ہونے کی خوش نصیبی کے ذریعہ تمام معلومات جمع کرلیں۔ خانہ داری پر تقریر کرنے والی خاتون نے مرد و عورت کے ہر شعبہ زندگی پر خانہ داری کی سلیقہ شعاری و بدسلیقگی کے اثرات کا خاکہ کھینچکر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ گھر ہی نہیں قومی و ملکی ضروریات کے لئے بھی خانہ داری میں سلیقہ شعاری کی تعلیم ازبس ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ ریزولیوشن بھی اسکے نتیجہ کو موثر کرنے کے لئے تیار کرلیا کہ زنانہ مدارس میں خانہ داری کی تعلیم جبریہ کردیجائے "تجربہ خانم" بھی تحقیق آباد میں بیٹھی ہوئی اپنے فرصت کے اوقات میں خطبہ صدارت کی تیاری میں مشغول تھیں۔ دنیا میں کوئی ایسا مسئلہ عورت کے متعلق نہ تھا کہ جس کا ایسی کانفرنس سے تعلق ہونا چاہئے اور اس پر اس خطبہ صدارت میں روشنی ڈالکر رائے زنی نہ کی گئی ہو، اور آئندہ ایک سال کے لئے اہم مسائل کو انتخاب کرکے ان کے لئے راہ عمل

وطریقے کار بتایا ہو، ادھر تو یہ تیاریاں ہو رہی تھیں اور ادھر تکمیل بانو استقبالیہ کمیٹی قائم کر چکی تھیں۔ استقبالیہ کمیٹی کی صدر صاحبہ کا خطبہ تیار ہو رہا تھا۔ سیکریٹری صاحبہ نے رپورٹ لکھ لی تھی اور گرل والنٹیرز تیار ہو چکی تھیں کو استقبالیہ کمیٹی کے ممبروں کے زیر تحت انجام دینے کی روزانہ مشق کر رہی تھیں، چونکہ زنانہ صنعتی نمائش بھی ہونے والی تھی اس لئے اس کا انتظام بھی کیا جا رہا تھا۔ اشتہارات اور پوسٹر شائع ہو کر ہر جگہ پہنچ چکے اور نظر آ رہے تھے نمائش کے اشتہارات میں بڑے الفاظ میں یہ نظر آ رہا تھا۔ جو بہن کانفرنس کے جلسہ میں شریک ہونگی انکو جلسہ کے دن نمائش میں مفت داخلہ کی رعایت دیجائیگی۔ غرضکہ عورت تیزی سے کام کر رہی تھی اور مرد ہر ہر قدم پر ساتھ دے رہا تھا۔ اپنے علم و تجربہ سے نہیں بلکہ اپنے وقت و مال سے اور اپنے اخلاقی اثر و مردانہ قوت سے، جلسہ کی تاریخ آئی اور صدر صاحبہ کا استقبال رضاکار لڑکیوں استقبالیہ کمیٹی کی تمام ممبروں، شہر کی بڑی بڑی [illegible] اور معزز مہمانوں سب ہی نے ملکر کیا۔ باہر کی تقریر کرنیوالی اور دیگر خاص طور پر مدعو بہنوں کا بھی چند رضاکار اور استقبالیہ کمیٹی کی کسی نہ کسی ممبر صاحبہ نے اسٹیشن پر استقبال کیا اور ان کے متعلق نوٹ لکھکر سکریٹری صاحبہ کو دیدئے۔ تاکہ تقریر سے پہلے تعارف کرایا جا سکے

جلسہ کا وقت بارہ بجے دن رکھا گیا کیونکہ مقامی بہنیں اسوقت تک صبح کے کام دھندوں سے عموماً فارغ ہو جاتی ہیں اور شام کا کام چار پانچ بجے سے بھی شروع کیا جا سکتا۔ گیارہ بجے سے پنڈال کے دروازہ پر استقبالیہ کمیٹی کی چند معزز ممبر اور ساڑھے گیارہ بجے سے خود سکریٹری صاحبہ کھڑی تھیں۔ تقریر کرنیوالیوں کے پاس کپڑے کا ایک پھول بھیجدیا گیا تھا اور اس پھول کو جلسہ میں ہمراہ لانے کی ہدایت بھی کر دی گئی تھی تاکہ تقریر کرنے والیوں کی شناخت ہو سکے۔

بہنیں آتی گئیں اور خوش آمدید کہنے والیوں نے باتوں ہی باتوں باتوں میں پنڈال تک لیجاتے وقت یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ مقامی بہن ہیں یا باہر کی اور اس طرح مقرر کردہ مقامات پر بٹھانے میں سہولت ہو گئی۔ تقریر کرنیوالیوں کو صدر صاحبہ کے بہت ہی قریب جگہ دی گئی، عین وقت پر سکریٹری صاحبہ نے ایک خوش الحان بہن کا تعارف کرایا۔ اور انہوں نے تلاوت شروع کی۔ اس کے بعد استقبالیہ کمیٹی کی صدر صاحبہ نے اپنا خطبہ پڑھکر سنایا جس میں خوش آمدید و شکریہ کے ساتھ مقامی حالات و مسائل پر پوری روشنی اور تمام مسائل پر سرسری نظر ڈالی گئی تھی، پھر ایک بہن نے صدر صاحبہ کا تعارف کراتے ہوئے ان کی خدمات قومی اور ان کے فضائل کا تذکرہ کیا اور صدارت کی تجویز پیش کی۔ دوسری بہن نے تجویز کرنیوالی بہن کا تعارف کراتے کراتے ہوئے تجویز کی تائید کی، تجویز و تائید کے بعد صدر صاحبہ اپنی جگہ سے اٹھکر کرسی صدارت پر آئیں اور بیٹھنے سے پیشتر انہوں نے الحمد شریف کی تلاوت کے بعد اپنی زبان میں شکریہ رب العزت ادا کیا اور پھر اس اعزاز دہی کا

حضرات جلسہ و کمیٹی کی ممبران کا شکریہ کرکے جلسہ کے افتتاح کا اعلان کر دیا۔ سکریٹری صاحبہ کو سالانہ رپورٹ
پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ مشاق تیزی سے لکھنے والی نہیں، صدر صاحبہ کی میز سے کچھ ہی فاصلہ پر دو بہنیں بائیں
بیٹھی ہوئی جلسہ کی کارروائی اور رپورٹ لکھ رہی تھیں کے اہم نکات و مفہوم کو قلمبند کرنے کے لئے تیار تھیں
رپورٹ کے بعد خطبہ صدارت کی کاپیاں تقسیم کی گئیں اور پھر خطبہ صدارت پڑھا گیا۔ اور اس کے بعد ہر تقریر
کرنے والی بہن کا نام مع موضوع تقریر و تعارفی نوٹ سکریٹری صاحبہ نے صدر صاحبہ کو دے دی گئیں اور صدر صاحبہ
مقررین کا تعارف کرا دیا اور ان سے تقریر کرنے کی درخواست کرتی گئیں۔ تمام تقریریں ختم ہونے کے بعد
تجاویز پیش ہوئیں جن کا تعلق زیادہ تر تقریروں سے تھا۔ اور جن کی ضرورت تقریروں میں ظاہر و ثابت کر دی گئیں
تھیں۔ مخالفین و موافقین کی رائے باقاعدہ شمار کر لی گئی۔ اور تجویزیں مسترد یا پاس کر دی گئیں۔ آخری تجویز سکریٹری
صاحبہ کی طرف سے پیش ہوئی کہ جن محکموں اور دیگر شعبوں سے ان تجاویز کا تعلق ہے۔ وہاں یہ بھیجدی جائیں اور
اخباروں اور رسالوں میں بھی شائع کرا دی جائیں۔ اس تجویز کے پاس ہونے کے بعد صدر صاحبہ، معزز بہنوں
اور دیگر مستورات کا جو شریک جلسہ تھیں، استقبالیہ کمیٹی اور کل شہر کی طرف سے شکریہ کیا گیا اور صدر صاحبہ
نے موزوں الفاظ میں جلسہ کی کارروائی کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد نمائش کی افتتاح کی رسم بھی صدر صاحبہ
کے ہاتھ سے کرائی گئی۔ اور جلسہ میں شریک ہونے والی بہنوں کو نمائش میں مفت داخل ہونے کی اجازت دیدی گئی۔ ان دونوں
بہنوں نے جو جلسہ کی کارروائی لکھ رہی تھیں اپنے قلمبند حالات کو ایک دوسرے سے ملا کر ضروری رد و بدل و
تصحیح کرنے کے بعد سکریٹری صاحبہ کو دیدئیے۔ انہوں نے اپنے نام سے مختلف رسالوں اور اخباروں میں
روانہ کرنے اور نامہ نگاروں کی اطلاع کے لئے اپنے رفیق حیات کو بھیجدئیے۔ اور ان حضرات نے پوری
کوشش صرف کرکے کارروائی کو اخباروں و رسالوں اور تجاویز کو مختلف محکموں مثلاً تعلیمی تجویز کو مرکزی و صوبہ کے وزیر تعلیمات
کے دفتر، طبی تجویز کو طبی محکمہ وغیرہ میں بھیجدیا۔

میں چند روز بعد جب اپنے گھر پہنچی تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے رفیق حیات کو گھر بیٹھے جلسہ کے اس قدر صحیح حالات
اخباروں کے ذریعہ معلوم ہو چکے تھے کہ مجھے اس پر کسی اضافہ کی گنجائش نہ رہی تھی۔ انہوں نے صرف آتا ناظرہ دیکھا کر میں آپ کو
پکی تقریر کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور میں نے جواباً یہ عرض کیا کہ یہ کامیابی آپ ہی کی بدولت ہے۔ میں آپ کے بغیر
اس قدر کامیاب ہرگز نہیں ہو سکتی تھی۔

مرزا آزاد بیگ صاحب نے انتظام آباد کی کانفرنس کے جلسہ کا حال سنکر تہیہ کر لیا کہ جبتک مشغول آباد میں کانفرنس کے آئندہ جلسہ کو
انتظام آباد کے جلسہ سے بھی زیادہ پر تنظیم و مکمل نہ بنالیں گے وہ چین سے نہ بیٹھیں گے اور اس کلنک کے ٹیکہ کو جو تقریر النساء صاحبہ نے
مشغول آباد کے مردوں پر لگا دیا ہے جلد سے جلد مٹانے کی کوشش قلم زبان و عمل کے ذریعہ پورے سال کرتے رہیں گے

کیپٹن نصیر الدین احمد

بُرے شوہر سے خطاب

اے ذلیل انسان کیا عورت کی کچھ عزت نہیں
اسکی الفت کچھ نہیں اسکی محبت کچھ نہیں

آہ اے شیطان اے ناواقفِ رسمِ وفا
اے خبیث انسان اے اخلاق سے ناآشنا

دیکھکر برتاؤ تیرے دل میں اک اٹھتی ہے ہوک
جو تیرے بس میں ہے او نامراد اس سے یہ سلوک

طائرِ بے بال و پر ہے رحم کچھ تو کر ذرا
خواہشاتِ نفس کے بندے خدا سے ڈر ذرا

زیر بار احسان ہے اسکے کیا تیری گردن نہیں
صرف تیرے حق میں واجب کیا حقوقِ زن نہیں؟

کیا اطاعت کا یہی مفہوم ہے اے بے خبر
اف نہ نکلے منہ سے شوہر قتل بھی کرڈے اگر

یاد کر وہ دن کہ جس دن بیاہ کر لایا تھا تو
شرم کی تصویر بنکر گھر میں جب آیا تھا تو

لب پہ تھی مہرِ سکوت آنکھوں میں اندازِ حیا
سر سے پا تک تھا مجسم ایک پردا زحیا

کیا خبر تھی تیرا باطن اس قدر ناپاک ہے
اس قدر بیرحم ہے بے شرم ہے سفاک ہے

یاد کر وہ دن کہ جب مظلوم ہوگا دادخواہ
اسکی نصرت کو مجسم ہوگا زورِ بے پناہ

جو قوی ہے سب سے قوت اسکی دیکھی ہے کبھی
جس کے بس میں تو ہے قدرت اسکی دیکھی ہے کبھی

ہے شریکِ زندگی سے یہ ترا طرزِ عمل
ہوشیار اے مست ہے کس خوابِ غفلت میں اٹل

وقف ہے تیرے لئے ہر وقت جسکی زندگی
تیرے غم سے جس کو غم تیری خوشی جسکی خوشی

روندتا ہے اس طرح اسکی بہارِ زندگی
تھی یہی امید کیا اے غمگسارِ زندگی

ماں بھی یوں الفت کا دم ہر وقت بھر سکتی نہیں
خادمہ بھی اتنی خدمت تیری کر سکتی نہیں

ٹھنڈی سانسیں تک ترے ڈر سے کبھی بھرتی نہیں
دل میں شعلے آگ کے بھڑکے ہیں اُف کرتی نہیں

ساس کے طعنے سنے نندوں نے دل چھلنی کیا
چپکے چپکے اس ستم دیدہ نے خون دل پیا

منہ سے کچھ بولے تو شوہر کی نگاہیں تیز ہیں
قتل پر آمادہ ہیں خونخوار ہیں خونریز ہیں

پنجۂ ظالم سے اب راہ مفر پاتی نہیں
موت کی طالب ہے لیکن موت بھی آتی نہیں

کیا کہے کس سے کہے یہ عالم اور یہ بے بسی
ٹھنڈی سانسیں ہیں فقط افسانۂ بیکسی

گھر میں آئی بیاہ کر کس ساعتِ منحوس سے
یہ فسانہ پوچھئے اسکے دلِ مایوس سے

غم نہ ہوگا یہ بھلا اسکے دل غمناک میں
لائی تھی جتنا جہیز اسکو ملایا خاک میں

خاک ہے اسکی تمنا خاک ہے اسکی امید
ہو جو شوہر کی نظر میں اک کنیزِ زر خرید

محو تھے کس خواب غفلت میں ترے فریادرس
قیدی کنج قفس بدلائے جب تیرا قفس

کچھ تو اپنا راز دل کہدے ذرا اے کم سخن
کیا گذرتی ہے بتا اے قیدی دار المحن

کیوں ترے ماں باپ اس ظالم سے دھوکا کھا گئے
دام میں اس بیوفا انسان کے کیوں آ گئے

ضبط کب تک دیکھ تو چہرہ ہے کس درجہ اداس
رو تو لے دم بھر نکل جائے ذرا دل کی بھڑاس

جاہلیت میں کہیں بہتر تھی وہ رسم عرب
دفن کر دیتے تھے زندہ ۔ لڑکیاں ہوتی تھیں جب

فائدہ کیا زندگی بھر نزع کا عالم رہے
سختیوں پر سختیاں جھیلیں لبوں پر دم رہے

ع[illegible] لکھنوی

براہ کرم جواب طلب امور کے لئے جوابی پوسٹ کارڈ بھیجئے
منیجر عصمت

بلائے آسمانی

ویسے تو بہت سی آسمانی بلائیں ہیں جو ہم لوگوں پر نازل ہوتی رہتی ہیں لیکن انہی بلیات میں سے ایک بلا مہمان بھی ہے۔ ہماری بہنوں کو یہ مہمان اور بالخصوص بن بلائے مہمان سخت ناگوار گذرتے ہیں۔ پھر بعض مہمان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بس چپک کے رہ گئے ہیں، ٹلنے کا نام تک نہیں لیتے۔ ان کی شکایت بجا ہے لیکن بن بلائے مہمانوں یا بغیر اطلاع کے چلے آنے والوں کے بھی ہماری بہنیں سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ محترمہ بہن سرور جہاں صاحبہ نے عصمت کے ایک پرچہ میں بعنوان "آداب معاشرت" ایک مضمون سپرد قلم فرمایا ہے۔ اس میں لکھتی ہیں کہ سب سے پہلی بات جو مد نظر رکھنی لازمی ہے وہ یہ ہے کہ میزبان کو صحیح تاریخ اور وقت سے مطلع کرنا چاہیئے۔ اور ان اوقات کی سختی سے پابندی لازم ہے۔ اس جملہ کو توپڑھ کر یہی کہنا پڑیگا کہ مہمان نہ ہوا توپ کا گولا ہوگیا۔ کہ ٹھیک وقت پر چھوٹے۔ کیونکہ اسکی آمد سے گھڑیاں ملائی جائیں گی لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ بہن موصوفہ نے اس کی وجوہ بھی لکھی ہیں۔ مثلاً ناکام انتظار کی تاریخوں سے میزبان کو زحمت نہ اٹھانی پڑے وغیرہ۔ اور یہ صحیح بھی ہے۔ اکثر زنانہ اخبارات میں مضمون نظر سے گذرے ہیں اور تمام تر بہنیں اسی بات پر زور دیتی ہیں کہ بغیر اطلاع کبھی نہ جانا چاہیئے۔ بہن سرور جہاں صاحبہ نے جو باتیں لکھی ہیں وہ بالکل ٹھیک لکھی ہیں مگر جناب میں اس کے علاوہ جو بہن صاحبہ نے بیان کی ہیں کچھ اور وجوہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔ وہ وجوہ جو بہنیں ہمیشہ اپنے مضمونوں میں نظر انداز کر دیتی ہیں۔

وجہ دراصل بغیر اطلاع دئے مہمان کی مخالفت کی ایک یہ بھی ہے کہ میزبان صاحبہ کی مہمان صاحبہ سے اگر کہیں کسی محفل وغیرہ میں ملاقات ہوئی تو ان دونوں میں اب ایک عجیبوں کا پیچ شروع ہوگیا۔ اور وہ عجیبیں ایک نے دوسرے کے سامنے اڑائیں کہ بیان سے باہر۔ ایک دوسرے کے کپڑوں سے دونوں نے اندازے لگائے کہ کیسی ہیں۔ کپڑوں سے اندازہ لگایا کہ شاندار مکان ہوگا۔ خادمائیں قرینہ کی ہوں گی بچے ڈھنگ کے اور تمیزدار ہونگے۔ مکان صاف ستھرا ہوگا، اور تمیزداری اور خوش سلیقگی کا دور دورہ ہوگا چنانچہ ایک دوسری کو مغالطہ دینے میں دونوں بہنیں کامیاب رہیں۔

اب بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ ایک بہن دوسری کے یہاں بے اطلاع پہونچتی ہیں اور وہ بھی ایسے وقت کہ میاں باورچی خانہ میں اکڑوں بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ بہن صاحبہ دوپٹہ پتیلی کے پاس چھوڑ آئی ہیں۔ کیونکہ پتیلی دوپٹہ سے پکڑ کر اٹھائی تھی اور فی الحال وہ نصف درجن کے قریب لوز چشیان میں سے ایک مناسب سائز کے تحت مگر کہ چکی سے کسی خلا پر درست فرما رہی ہیں۔ اس سے بڑے سائز والا بچے نہیں چڑھا اور بھاگ گیا ہے۔ مرغیاں باورچی خانہ کی چقلش سے بھاگ کر نام نہاد ڈرائنگ روم میں چہل قدمی فرما رہی ہیں جسکو کھانے کا کمرہ کہا جا سکتا تھا۔ پھر لطف یہ کہ مہمان کی آمد کے خبر کے ساتھ یہ خبر بھی آئی ہے کہ ایک بچے نے دوسرے کا کرتہ بالکل پھاڑ ڈالا۔ خادمہ شاید سو رہی ہے ورنہ تماشا تو ہے ہی۔ اب ایسے موقعہ پر آپ خود ہی غور فرمائے کہ یہ بن بلائے یا بغیر اطلاع دئے چلی آنے والی بہن بلائے آسمانی نہ سمجھی جائیں تو اور کیا۔ خواہ وہ دس منٹ کے لئے اور محض ملنے ہی کیوں نہ آئی ہوں۔ انکو بھلا کیسے مہمان کا

لقب دیا جائے۔ اب میزبان صاحبہ کی حالت زار کا اندازہ لگانا آسان ہے۔ بھلا غور تو فرمائیے کہ نہ تو انہیں یہ موقعہ ملا کہ کچھ بھی صاحبہ سا فرش کرکے یہ ثابت کرسکیں کہ بیٹھی اسی طرح بچھا رہتا ہے۔ نہ یہ موقعہ ملا کہ جس سے یہ ثابت کرتیں کہ کچھا سے یاں روز جھاڑو دیا جاسکتی ہے۔ نہ یہ موقعہ ملا کہ یہ امر فی واقعہ ثابت ہوجائے کہ بچے تمیزدار ہیں۔ پہلے سے موقعہ ملتا تو بچوں کو کپڑے بدلوائے جاتے۔ کچھ شکر اور لڈوؤں کا وعدہ کیا جاتا کہ تمیز سے چپ ہوگے تو سب کچھ ملیگا اور مہمان آئے ہیں انہیں سلام کروگے تو پیسہ دیا جائیگا اور نہ یہ موقعہ ملا کہ ہر بچہ کو میاں کے سامنے پیش کرکے ان سے خطرناک قسم کی مارپیٹ کا وعدہ کرا دیتیں۔ نہ یہ موقعہ مل سکا کہ بچوں سے بہنیں کہ دیکھو سلام ایسے کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ مہمان بہن تو تو خرابی ہی ہیں اور کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی جگہ جھاڑ پھونک کر بٹھائی جاتی ہیں، اب لازمی ہے کہ مہمان بہن کو غصہ آئے کہ خیر تو مجھ سے کیا کیا باتیں تھیں اور یہاں کچھ نہیں۔ ادہر ان کی طبیعت مکدر اور ادہر ان بہن صاحبہ کا خفت کے مارے برا حال۔ نتیجہ یہ کہ وہ مہمان بہن مجسم بلائے آسمانی معلوم ہوتی ہیں۔ دونوں طرف سے جلی کٹی باتیں یا ایک آدہ چلتا ہوا فقرہ چھوٹنا لازمی ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ ذرہ بھر موقعہ نہیں ملتا جو مہمان پر رعب جمائے جاسکیں۔ جو تمیزدار ہیں وہ زیادہ تمیزدار ہونا ثابت کرنے سے رہجاتے ہیں۔ جو صاف ستھرے ہیں انہیں صفائی میں مبالغہ کا موقعہ نہیں ملتا۔ جن کے یہاں آرائش ہے انہیں اس میں غیر معمولی زیادتی دکھانیکا موقعہ نہیں ملتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو ہماری بہنیں عموماً بغیر اطلاع کے مہمانوں کو بلائے آسمانی خیال کرتی ہیں۔ اور کوئی دس منٹ کے لئے بھی ملنے والی آجائے تو اسکو مہمان کا زبردست لقب عطا فرمادیا جاتا ہے۔

میں اپنی ان بہنوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیوں اپنا گھر یا بیٹھنے کا کمرہ ہر وقت ایسا نہیں رکھتیں کہ جسوقت بھی مہمان آئے کوئی تکلیف یا تکلف نہ ہو۔ آخر ہماری بہنیں کیوں اس قدر میلے کپڑے پہنے کی عادی ہیں۔ کیوں کنگھی چوٹی سے درست نہیں رہتیں۔ کیوں صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتیں۔ کوئی تکلیف نہیں جو اس وقتی مہمان کے لئے جو محض آدہ گھنٹہ کے لئے آیا ہے ہنسی خوشی سے گوارا نہ کیا جاسکتی ہو۔ صاف بات یہ ہے کہ بغیر اطلاع کے آنیوالی بہن یہ صدمہ جانکاہ پہنچا جاتی ہیں کہ ساری حقیقت کھل جاتی ہے۔ بہنوں سے درخواست ہے اس عذر کے علاوہ کوئی دوسرا عذر بتائیں۔ مہمان کی تکلیف کا آپ کو خیال بیکار ہے۔ مہمان بہن آدہ گھنٹہ کے لئے آئی ہیں۔ کیا ضروری ہے کہ آپ تکلیف یا تکلف کریں۔

میں اپنی عزیز بہنوں سے کہتا ہوں کہ وہ جس حال میں رہتی ہیں اس سے زائد کا نہ دعوی کریں اور نہ بن بلائے مہمان کی شکایت پیدا ہو۔ اور نہ کسی کا دل میلا ہو۔

میری دانست میں ہر مرد کا فرض ہونا چاہیے کہ بجائے اسکے کہ وہ گھر کی عورتوں سے صفائی اور تمیز اور مکان کی آرائش کے بارے میں دنرات روئے جھینکے اسکو چاہیے کہ وہ یہ انتظام کرے۔ کہ عورتیں اس کے یہاں بغیر کسی اطلاع کے آیا کریں۔

پھر یہ اطلاعیں دینا اور اطلاعیں کرانا عقلمندی نہیں۔ بالخصوص جب ایک ہی شہر کا رہنا ہے اور گھنٹہ آدہ گھنٹہ کیلئے آنا جانا ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جن کے یہاں اس قسم کی فضولیات کے لئے درجنوں نوکر نہیں

یہاں یہ دستور ہے کہ تانگا منگایا اور بیوی صاحبہ اپنی کسی بہن سے ملنے بوجہ درجنوں ملازم ہونے کے اکیلی ہی تانگہ پر چلی گئیں۔ کیا ایسی صورت میں یہ مطلب ہے کہ پہلے جا کر خود اپنی ہی آمد کے وقت کی اطلاع کیجائے اس قسم کی اطلاع کرانا اس کا جواب آنا پھر یہاں سے ضابطہ کے ساتھ پہونچنا وغیرہ یہ سب فضولیات ہیں علیگڑھ میں تو یہ حال ہے کہ صبح سے شام تک نہ معلوم کتنی بن بلائی بہنیں گھر میں آتی جاتی رہتی ہیں اور او پسے کہیں ہمارا رہتا ہے اس قسم کی بلیات آسانی کی وجہ سے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر کس وناکس کو اس قسم کی آفت ناگہانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا پڑتا ہے آنے والیاں آتی ہیں اور چلی بھی جاتی ہیں۔ کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ کون آیا کون گیا۔ گھر کا ایک انداز اور ایک قرینہ رکھنا پڑتا ہے۔ نہ مہمان کے آنے سے کوئی بھونچال آتا ہے۔ اور نہ زمین لرزتی ہے، نہ کسی کو تکلیف ہوتی ہے اور نہ کسی کو اس کا احساس ہے۔ اگر میزبان غیر حاضر ہوتا ہے تو بھی کچھ نہیں، مہمان اپنا راستہ دیکھتا ہے۔ اگر میزبان کو فرصت نہیں اور جھگڑوں میں پھنسی ہوتی ہیں تو ویسا کہہ دیتی ہیں۔ سب ایک دوسرے کی حیثیت جانتی ہیں اور نہ کسی کو کسی سے شکایت ہوتی ہے۔ اور نہ رنج ہوتا ہے۔

آخر مرد بھی تو ہیں، دن بھر درجنوں جگہ بغیر اطلاع جاتے ہیں اور چلے آتے ہیں۔ نہ وہ کسی دوسرے کے لئے بلائے آسمانی ہوتے ہیں اور نہ کسی پر غیر ضروری بار معلوم ہوتے اور نہ مہمان کہلاتے ہیں اور ان کا آنا میزبان کو ناگوار اور تکلیف دہ ہوتا ہے، بعض لوگوں کے یہاں تو دن بھر بغیر اطلاع آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ ہر بہن کے یہاں ڈرائنگ روم اور ڈریسنگ روم اور ڈائننگ روم نہیں ہو سکتے۔ مگر ان تمام کاموں کے لئے جگہ تو ہو سکتی ہے

قصہ مختصر یہ کہ اس کو اصول بنا ڈالنا کہ ہمارے پاس دس پندرہ منٹ کو بھی کوئی آئے تو باضابطہ اطلاع کر کے آئے یہ تو زبردستی ہے پھر کوئی پرائیوٹ سیکرٹری بھی رکھنے کے بارہ میں اصول بنا ڈالیے،

یہاں دوسری جگہ سے آئے ہوئے قیام کرنے والے مہمانوں کا ذکر نہیں ہے۔ وہ اطلاع کر دیں تو ان کو سہولت ہوگی۔ اور اگر نہ کریں یا نہ کر سکے تب بھی آخر میزبان کیوں گھبرائے جا رہا ہے۔ شاید اس وجہ سے کہ وہ ایسے وقت آیا کہ گوشت نہیں پکا ہے اور یہ بات ثابت ہونے سے رہ گئی کہ ہمارے یہاں ہمیشہ بلا ناغہ اور دو وقتہ گوشت ہی پکتا ہے۔ اور میٹھی چیز بھی دسترخوان پر ضرور ہوتی ہے۔ اب اگر کل سے اسپر عملدرآمد ہوا بھی تو کیا ہے۔ پتہ تو مہمان کو چل ہی گیا۔ سوائے اسکے اور کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اب رہ گئی تکلیف تو مہمان خود جانتا ہے کہ میں بے اطلاع جا رہا ہوں۔ اور میزبان سے عموماً وہ معافی بھی مانگ لیتا ہے۔ اور تمام تکالیف بخوشی برداشت کر لیتا ہے۔ مگر میزبان صاحبہ ہیں کہ گھبرائے جا رہی ہیں

بات دراصل یہ ہے کہ اصل تکلیف اس کی میزبان صاحبہ کو ہے کہ جیسا رعب مہمان پر اسکی اطلاع لانے پر جمایا

جاسکتا تھا افسوس کہ وہ اب نہ جم سکیگا۔ اگر یہ جہاں آ زہ بیٹھے گھر کی تصویر کا خاکہ ایسا جو لیا جاتا کہ وہ ایک بہت سے غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا جس کی وجہ سے میزبان صاحبہ کی عرصہ تک مدعا خوش رہتی اور وہ نہ ہو سکا ہیں اس کا صدمہ ہے۔

اس تمام تحریر سے میرا مطلب یہ ہے کہ بن بلائے یا بغیر اطلاع کے آجانے والی بہن میزبان بہن کو صرف اسی صورت اور حالت میں ناگفتہ بہ تکلیف دے سکتی ہیں جبکہ میزبان بہن کو باس اور گھر کی صفائی ستھرائی پاکیزگی کا خیال نہ ہو

بے شک اس طبیعت کی بہن کو بغیر اطلاع کے آنے والی صدمہ جانکاہ کا باعث ہو سکتی ہیں ورنہ شستہ و شائستہ سوسائٹی والیوں کو چنداں ضرورت نہیں کہ انکے یہاں لازمی کوئی اطلاع دیکر ہی آئے۔ خواہ جب کوئی چلا جائے دکسی کے آنیکی وجہ سے خاص انتظام ہوگا اور نہ ان کو کوئی تکلیف ہوگی نہ انہیں تصنع و دکھاوے اور نمود کی تمنا ہے اور نہ انہیں بغیر اطلاع کئے آنیوالی کوئی ایسا صدمہ پہنچاتی تھیں کہ ان کے دلمیں کدورت جم جائے

ایک وہ زمانہ تھا کہ عرب خاتونیں اپنے خیمہ کے سامنے غلام سے کہتی تھیں کہ آگ جلا شاید کہ کوئی (بغیر اطلاع یا بن بلایا) مہمان آجائے اور اسکی خوشی میں تجھے آزاد کر دینگے۔ اور یا اب یہ ہے کہ بن بلایا مہمان بلائے آسمانی خیال کیا جاتا ہے۔

مسز اعظیم بیگ چغتائی
بی اے ایل ایل بی۔ (علیگ)

نگہداشت
صحت کے متعلق

فروری کے رسالہ میں ہندوستان میں عورتوں کی قلت و مردوں کی کثرت اور اسکے اسباب نتائج پر کیپٹن ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب نے کافی روشنی ڈالی ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان میں شرح اموات دیگر سب ملکوں سے کہیں زیادہ ہے۔ غور کرنے سے مریضوں کی تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ نکلے گی جس کی وجہ حفظ صحت کے اصولوں سے بے توجہی ہو سکتی ہے۔ گو کہ حفظ صحت کے متعلق نگہداشت کی بھی جاتی ہے تاہم اس قدر نہیں جیسی کہ ہونی چاہئے۔ اتنے بڑے ملک کے واسطے مختلف آب و ہوا کے مطابق چند ایک ذرائع پر اکتفا نہیں ہو سکتا۔ اسپر غور کرنا ہمارے قومی رہبروں کا سب سے بڑا فرض ہے۔ اس میں شک نہیں جب تک باشندوں کی صحت اچھی نہ ہوگی۔ ملک پوری ترقی نہیں کر سکتا حفظان صحت کے اصول سے ناواقفیت یہی وجہ ہے کہ اکثر قیمتی جانیں قبل از وقت تلف ہو جاتی ہیں جو مختلف امراض کی وجہ سے زندہ درگور ہیں سو علیحدہ معمولی بے احتیاطیاں مہلک و متعدی بیماریوں کا سبب بن جاتی ہیں۔ جب تک ملک میں سے امراض کی غلاظت کا تدارک نہ کیا جائے۔ اموات میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ضروری ہے کہ حفظ صحت کے متعلق عام سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ عام پبلک کو آسان اور

سادے اصول حفظِ صحت کا علم ہو جن سے اپنے تئیں بہت سی بیماریوں سے بچایا جا سکتا ہے تو ضروری ہے دکھوں اور تکلیفوں میں بہت سی کمی ہو جائے بہت سی عورتیں بیوگی کی مصیبت سے بچ جائیں گی معصوم یتیمی کی آفت سے نجات پائیں

ہزاروں کی تعداد میں شیرخوار بچے جو لاعلمی کے سبب سے موت کے گھاٹ اترتے ہیں پروان چڑھکر ملک و قوم کی بہتری کا باعث ہوں۔ کسی حکیم کا مقولہ ہے "مرض اور موت تاریکی اور غلاظت سے پیدا ہوتے ہیں صحت اور عمر کی درازی صفائی اور روشنی کا پھل ہیں" بلکہ بچوں کے لئے ابتدائی تعلیم سے لیکر انتہائی یا کم از کم میٹرک تک اس قسم کی چھوٹی چھوٹی کتابیں سلسلہ وار لازمی طور پر علیحدہ پڑھائی جائیں مفید مطلب اور معقول ہدایات کے ساتھ رنگین تصویروں سے ذہن نشین کرائی جائیں۔ نصاب میں اگر ایک دو مضمون حفظ صحت کے متعلق ہوتے بھی تو کافی نہیں ہو سکتے، جب تک علیحدہ کوئی معقول انتظام نہ ہو۔ اس طرح بچہ رفتہ رفتہ تجربہ اور اپنی صحت کے متعلق بھی مزید معلومات حاصل کرتا رہیگا۔ شروع میں گرچہ اس کے نتائج بچے سے نہ بھی ظاہر ہوں مگر آگے چل کر یہی بچہ پروان چڑھکر جب ماں باپ کی سیرت اختیار کرلے گا تو اولاد کی الفت سے متاثر ہو کر بوقت ضرورت حفظان صحت کے اصولوں سے واقف ہونے پر ضرور فائدہ اٹھائیگا

اس طرح نئی پود صحت و توانائی کے لحاظ سے خود بخود محفوظ ہوتی جائے گی اور تجربہ کار والدین کی جو کمی ہے اس میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ اموات کی کمی کے ساتھ پیدائش کی مقدار بھی مناسب ہونی چاہئے، جبکہ طبی اصول کے مطابق ہو، ملک کے لئے آبادی کا زیادہ ہونا اتنا فائدہ مند نہیں ہو سکتا جس قدر کہ صحت و توانائی۔

مشہور عالم ڈاکٹروں طبیبوں، علماء علم الصحت کو اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے اخبارات و رسائل میں بھی حفظان صحت کے متعلق کثرت سے مضامین لکھے جائیں،

ایس بی۔ طاہرہ پشاور

پیر جی ناراض ہوگئے

میں نے کہا۔ "مولانا! بے تسکین قلب کے لئے ایک مرشد کی ضرورت ہے۔"

مولانا نے اپنی سرگیں نظریں میرے چہرہ پر گاڑ دیں "بے شک ہوگی کیونکہ مسلمان عورت بغیر مرشد کے زندہ نہیں رہ سکتی"

میں "جی نہیں یہ بات تو نہیں ہے، بلکہ مر نہیں سکتی۔ مجھے مرنے کے لئے ایک مرشد کی خواہش ہے۔"

"کیا کہا مرنے کے لئے! کیا مرشد ملک الموت ہے" خشمگیں نگاہیں اور غضبناک چہرہ نے مولانا کی ازخود رفتگی کا اظہار کر دیا۔ میں نے استقلال کے ساتھ جواب دیا،

"جی ہاں۔ میں مرشد کی ملکوتی صفات کرامات سے انکار نہیں کر سکتی۔ مگر خصائل عزرائیلی کی حد تک، اور روح و جسم پر اس کے اثر و رسوخ کو تسلیم کرتی ہوں مگر دست قضا کی طرح" مولانا کا دماغی تھرمامیٹر سوا سو سے بھی آگے بڑھ گیا، "بے ہودہ" یہ کہہ کر انہوں نے تقریر شروع کر دی، (کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے) خدائے قدوس بزرگ و دانا و بینا نے جسم انسانی کی غلاظت کو صاف و مصفا کرنے کی خاطر روح جیسی پاکیزہ و لطیف شے تمہارے اندر رکھ دی ہے اس کی مثال ایسی ہے، جیسے تم مٹی کے آبخورے میں آب زمزم رکھتے ہو۔

میں "مجھے تو آج تک یہ شرف نہیں نصیب ہوا۔"

"بیہودہ، نالائق۔ قطع کلام کرنے والے انسان شیطانوں کے بھائی ہیں۔"

میں "معاف کیجئے۔ مجھے پھر بولنا پڑتا ہے، کلام پاک میں تو فضول خرچ اخوان الشیاطین قرار پائے ہیں۔"

"بے شک اور تفسیر میں قطع کلام یعنی بدتمیز و بڑوں کا ادب نہ کرنے والی ہستیاں بھی"

میں "بہت اچھا میں خاموش رہونگی۔ مگر بطور رفع شر نہ کہ بخیال تصدیق" مولانا نے میرے جملہ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا بیان جاری رکھا،

"ہاں جب انسان اپنے جسم کو دنیا کے قیام میں آلودہ معصیت کر لیتا ہے اور روح بھی اس گندگی سے نالاں و پریشاں ہو جاتی ہے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ عم نوالہٗ اس کے قلب میں مرشد کی طلب حقیقی تفویض فرماتے ہیں، اور وہ عالم باعمل و مرشد کامل کی ہدایت و رہبری سے سالک راہ حقیقت سے آگاہ ہو کر صاحب کشف و کرامات بنجاتا ہے۔ معرفت حاصل ہوتی ہے اور عالم ارواح کے تمام در ہائے بستہ دراز ہائے درونی پردہ اسپر ظاہر و منکشف ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے ایک مسلمان کا منتہائے مقصود اور اس کو کہتے ہیں عشق حقیقی۔ ملت غائی۔ اس امر مستحسن کی یہ۔۔۔۔۔۔"

میں:" مولانا۔ ابھی تو آپ اردو بول رہے تھے یہ یک دم فارسی و عربی لغات کیوں ورد زبان ہو گئے۔ کہیں جناب کو محاورات فارسی کا کوئی دورہ تو نہیں پڑا کرتا۔ میری طبیعت پریشان ہو رہی ہے:" مولانا اپنے سے باہر تھے۔ سینہ بے کینہ جو کشف و کرامات کا مخزن تھا۔ تن گیا، ڈاڑھی کے تمام بال سیہ کا کانٹا بن گئے اور نگاہیں موٹر کی لائٹ فرمانے لگے،

مولانا (ح وع کو حلق سے نکالتے ہوئے) "اللہ تعالیٰ عم نوالہٗ فرماتا ہے (ایک آیت اور اسکی تشریح) ہم لوگوں کی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا بنا دیتے ہیں۔ سو چودہویں صدی میں اللہ صاحب نے اپنا وعدہ مقدس پورا فرمایا یعنی مسلمانوں کے دلوں سے نورِ ایمان کھینچ لیا۔ اور آنکھوں کو نابینائی عطا فرمائی۔ اور گوش کو الفاظ حق کی شنوائی سے محروم الارث کیا، لفظ "محروم الارث" نے مجھے ہنسنے پر مجبور کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا کھڑے ہوگئے، اور مجھے حفاظت کی تدابیر اختیار کرنی پڑیں، میں نے مودب ہو کر درخواست کی،

میں:" از خورداں خطا و بزرگان عطا، پورا مقولہ ہے۔ مولانا میری نالائقیوں کو معاف کیجئے:" ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ لونڈے کالجوں میں پڑھ پڑھ کر علماء دین متین و مفتیان شرع مبین کا مذاق اڑانے لگے، اب لڑکیوں نے بھی وہی حرکات ناستحسن شروع کی ہیں"

میں:" انشاءاللہ اب میں قطع کلام کی نامعقولیت سے اپنا دامن بچاؤں گی۔ مگر اتنی درخواست آپ سے ضرور ہے، اردو جو میری مادری زبان ہے، اس میں گفتگو کیجئے، میں کچھ نہیں سمجھ سکتی۔ اسی وجہ سے بول اٹھی" میری عاجزی نے مولانا کو نرم کر دیا۔ میں نے کہا (صرف انہیں خوش کرنے کے لئے) "خدا کا شکر ہے مسلمان عورتیں اب تک علماء کا احترام ملحوظ رکھتی ہیں۔ اور لفظ مولانا ان کے لئے علم و عقل کا ایک دریائے ذخار ہے جس کی موجوں کی روانی دو وہ اپنا فرض خیال کرتی ہیں" مولانا مسکرائے۔

"انشاءاللہ مسلمان عورت ہمیشہ اپنی پیر پرستی اور مرشد نوازی قائم رکھے گی"۔

میں۔ (دل میں خدا نکرے) "یہ تو فرمائیے کیا مرید ہوئے بغیر ہم جنت میں نہیں جا سکتے:"

مولانا:" یقین کے ساتھ، ہاں بیعت کرنا سنت رسول اللہ ہے اور بیعت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم جسم و روح دونوں مرشد کے سپرد کر دیں۔ مرشد تلقین و ہدایت کرتا ہے، راہ راست دکھاتا ہے۔ آخرکار بروز محشر ضامن ہو کر داخلہ بہشت میں معاون ثابت ہوتا ہے"،

میں:" مولانا خفا نہ ہوں اگر مرشد بجائے صفات ملکوتی کے خصائل شیطانی سے متصف ہو تو یہ سپردگی روح و جسم داخلہ بہشت کے بدلے دعوت نار جہنم نہ ثابت ہوگی"؟

مولانا۔ (پھر برہم ہو کر) "مرشد اور خصائل شیطانی، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، شیطان رجیم تم لوگوں کو

بکتا ہے:

میں: بفرض محال اگر ایسا ہو تو کیا تم ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے مان لیجئے، مان لینے میں حرج ہے؟

مولانا: اول تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ اگر ہو بھی تو کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانۂ انسان ضعیف البنیان کی نیت دیکھتا ہے۔ وہ دلوں کا احوال جانتا ہے۔ مرشد سے اگر کوئی فعل ناشائستہ سرزد ہو جائے تو اس کا مواخذہ وہ یوم حشر اس کو بھگتنا ہوگا۔ مریدان باصفا پر کوئی اثر نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی نیت پرخلوص اور ان کا جذبہ عقیدت صادق تھا۔ البتہ مرید ہونے کے بعد وفاکیشی لازمی والابدی ہے۔ خدا ہر مسلمان کو نیک توفیق دے۔ مرشد کے کسی فعل پر مرید کو معترض ہونے یا بازپرس کرنیکا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ مرشد قلب نورانی وسینہ صفا رکھتا ہے۔ اسکے دیدہ ہائے باطنی روشن ومنور ہوتے ہیں اور وہ واقف اسرار ربانی ہوتا ہے اس کا کوئی فعل خواہ وہ بظاہر معیوب ومذموم ہی کیوں نہ ہو خالی از مصلحت نہیں ہو سکتا۔ دنیاداروں کی نگاہیں ان تجلیات ورموز باطنی کا نظارہ نہیں کر سکتیں جو مرشد کے ہر لمحہ وہر ساعت پیش نظر رہتے ہیں۔ اس لئے دنیاداروں کا کام صرف اتنا رکھا گیا ہے۔ وفاداری توحید ورسالت اور عقیدت کا اظہار خدائے تعالیٰ کو شاہد کر کے کریں۔ بقیہ امور مرشد پر چھوڑ دیں۔ اسکی بھلائی وبرائی سے قطع نظر کریں۔ اور اسکے قول کو فعل کی بنیاد قرار دے لیں، حق تعالیٰ بیڑا پار کر دے گا"

میں: اسے تو کوئی صحیح العقل انسان قبول نہیں کر سکتا۔ آپ کو خود ہی معلوم ہوگا۔ بدکار عیاش امام کی اقتدا میں نماز بھی جائز نہیں، پھر ایسے لوگ خدا کے گھر کے اور ہمارے ضامن کیونکر ہو سکتے ہیں؟

مولانا: میں تو کہہ چکا۔ پہلے اس کی تشریح بیان کر چکا کہ مرشد کی تمام برائیوں سے قطع نظر کر لینی چاہیئے ان رموز کو ایک دنیادار انسان نہیں سمجھ سکتا، یہ تم لوگوں کی عقل وفہم سے باہر ہے"۔

میں: بفضلہ دیدۂ بینا (خواہ وہ ظاہری ہی کیوں نہو) گوش ہوش ہم بھی رکھتے ہیں۔ قرآن واحادیث ہندوؤں کی وید تو ہے نہیں، جیسے شودروں کو چھونا گناہ ہو، اگر آپ برہمن ہونے کے مدعی نہیں ہیں تو بھلائی وبرائی سمجھنے کے لئے کلام الٰہی واقوال رسول ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم کیوں ایک ایسے انسان کو جو شیطان کا چھٹا ہوا گرگا ہے، اپنا جسم وروح حوالے کر دیں۔

دوسرے جب مرشد خود ہی وہاں جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں جا رہا ہوگا تو ہمیں کیا بچائیگا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ مرشد کی برائیوں سے قطع نظر کر کے اگر ہم اس کے مطیع رہے تو شیطان کے فرمانبردار بن گئے، بجائے مقرب کے رحمن سے دوری ہو جائیگی۔ پھر روح کی ان گندگیوں سے صفائی کس طرح ہو گی، اور پھر کشف وکرامات سے ہمارے قلوب کو نورانی کیونکر بنا سکیگا، جب اس کے پاس خود ہی ایمان نہو گا

عہ مثلاً منصور کا مرتبہ دعوئی ملاحظہ ہو۔

تو ہمیں ایمان داری کی تعلیم کیسے دیگا۔ مولانا! کیا دیدہ باطنی ہونیکے معنی "محو تماشائے لب بام" ہونا ہیں، کیا نور ایمان کی روشنی میں مبلغ علیہ السلام ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور کیا کشف و کرامات مرغ و باقر خانیوں کا تصور کرنے کو کہتے ہیں۔ مولانا سچ کہئے بجائے مرنے پر صدقہ و خیرات کے نام سے زیور و کپڑے پہننے ہی کا نام تقدس و تقویٰ ہے اور بجائے سونا چاندی جمع کرنے پر لعنت کی تلقین کرنا خود اپنی بیوی بیٹیوں کے لئے کار چوبی جوڑے اور سیروں سونے چاندی کا زیور بنوانا کار ثواب ہے، کیا مرغن غذائیں کھانا اور مریدوں سے نوٹوں کے پلندے لینے ہی کا نام فقیری ہے،

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا ٭ کار طفلاں تمام خواہد شد ٭ اگر مسلمان عورت تقلید مغرب پر مرتی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اگر مسلمان عورت مذہب و وطن سے بیگانہ محض ہے تو کوئی حیرت کا مقام نہیں، مسلمان اگر زر کے بندے ہیں اور مسلمان علماء اسلام سے بدظن تو اس پر استعجاب بیکار ہے۔ انہیں ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اس میں ہمارا قصور نہیں، آپ کا ہے، پیر و سجادہ نشین بنکر دنیا کے لوٹنے والے، مذہبی ڈاکو اصلاح و ترقی مذہب و وطن کے نام سے چیخ پکار کرنے والے علما، اسٹیج سے بنکر اور منظر عام سے الگ جا کر کیا ہیں۔ فریب و خود غرضی کا مجسمہ۔ شہرت و ریا۔ نفرت و تعصب کا مخزن۔ یہ طبل تھی جسے صور اسرافیل ہونا چاہیے تھا۔ ہاں جسے قائد ملت کا مرتبہ حاصل تھا۔ اگر آج صحیح معنوں میں سجادہ نشین ہوتا تو دنیا "معیتی دانجیری" انوار سے جگمگا اٹھتی۔ اور قلوب نعرہ توحید کی شراب سے مست و مخمور بنجاتے،

گمراہ پیری نام ہے، مذہب شیطانی کا اور مریدی تعبیر ہے خصائل شیطانی پر مہر دوام ثبت کرنیکا۔ مولانا مجھے معاف کیجئے، میں اب ضبط نہیں کر سکتی۔ واقعی مجھے ایک پیر کی ضرورت ہے۔ جو مجھکو تسکین قلب کا راز بتائے اور قرب خداوندی کا راستہ دکھائے۔ مگر شیطان سے قربت کی خواہش نہیں، آپ کی شب بیداریاں بازاری عورتوں کے کوٹھوں کی مرہون منت ہیں اور آپ کا توکل و قناعت مریدوں کی بند مٹھیوں کا زیر بار احسان "پدرم سلطان بود" کا ڈھنڈورا پیٹنے والی ہستیاں "بت پرستی کی تعلیم دینے کے لئے" قبر پرستی "گنڈہ و تعویذ" کو اپنا آلۂ کار قرار دیتی ہیں، اقبال نے سچ کہا ہے۔ "بت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں" یہ بت گری نہیں تو کیا ہے۔ میں نے سینکڑوں عورتوں اور مردوں کو قبروں پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ کیا اولیاء اللہ خدا کی خدائی میں شریک ہیں۔ ہمیں جو کچھ مانگنا ہے اسی سے کیوں نہ مانگیں جو قاضی الحاجات ہے، جس کے محتاج نبی و ولی سب ہی رہے ہیں۔ خدا کی آرام کرنے والی ہستیاں اپنی چند روزہ حیات دنیوی میں خواہ کتنی ہی اعلیٰ و ارفع کیوں نہ رہی ہوں، اب تو وہ ایک تودہ خاک ہیں وہ ہمارے دنیاوی جھگڑے مٹانے ہماری آرزوئیں پوری کرنے اور ہمیں امیر و کبیر بنانے کیوں آنے لگے جبکہ وہ خود ہی مجبور و بیکس اسی ذات اعلیٰ کے حاجتمند ہیں۔

اب بھی دنیا ان مقدس ہستیوں سے خالی نہیں ہے۔ جو یک جنبش نظر قلوب کو لرزاں بنا سکتے ہیں جن کا ہر لفظ صداقت سے بھرپور ہوتا ہے۔ میرا اس پر اعتقاد ہے، اور مجھے یقین ہے میں کبھی نہ کبھی اس مرشد کامل کو تلاش کر لوں گی۔

مولانا ایک جذبہ حقیقی لیکر میں آپ کے محفل وعظ میں شریک ہوئی جس زبان سے اسلام کا حقیقی مفہوم اور مذہب کی واقعی تشریح سننے کی متمنی تھی اس سے رکابی چیلی چینی و تانبے کی تفصیل وجود باری کے ثبوت میں سنکر جس قدر مایوسی ہوئی ہے اس کا اظہار نہیں کر سکتی کیا صرف اسلام کے ظاہری پہلو منکران دین کے قلوب پر اثر ڈال سکتے ہیں اور سالک راہ حقیقت کیلئے مرشد پرستی ذریعہ معرفت بن سکتی ہے، مرشد کے ناقابل فہم دلائل اسکو مطمئن کر سکتے ہیں۔

بدقسمتی سے عوام نے "عالم" و "پیر" دونوں کا ایک ہی مفہوم سمجھ رکھا ہے۔ اور پیرزادوں کو مظہر ذات مان لیا ہے اسمیں ہم لوگوں کا زیادہ قصور نہیں، بلکہ خود علما ہیں جنہوں نے علم دین کو روٹیوں کا ذریعہ بنا کر توکل و قناعت کے نام "پیری" کی بنا ڈالی۔ اور "پیرزادہ" کو معرض وجود میں لا کر مذہبی ڈاکوؤں کا ایک گروہ پیدا کیا۔

عالم پھر بھی عالم ہے، وہ بگڑ کر بن سکتا ہے، اور حرام و حلال کی تمیز رکھتا ہے۔ بشرطیکہ صاحب علم ہو مگر "پیرزادہ" پیشہ ور قوموں کی طرح صرف دوسروں کی کمائی سے رنگ رلیاں منانا ہی مقصد حیات سمجھتا ہے۔ اور اپنے اس حق کو علم کے بوجھ سے لد جانے کے بعد بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

وہ سپیرے کی طرح کشف و کرامات اور علم غیب کی پٹاری لئے ہوئے ہندوستان کی ایک سرے سے لیکر دوسرے تک گھومتا ہے۔ اپنے پٹارے کی کرامات دکھاتا ہے۔ گڑھے ہوئے واقعات سناتا ہے اور لاکھوں انسانوں کے جسم و روح مال و دولت پر قبضہ کر لیتا ہے، مگر اس کے پٹارے میں بجائے غیر مضر سانپوں کے وہ مار ہائے سیاہ چھپے ہوتے ہیں جن کا کاٹا پھر کبھی نہیں پنپتا مرید ہو جانے کے بعد کوئی خدا پر بھروسہ نہیں رکھ سکتا

"پیر" اپنے جبہ و عمامہ کے زور سے دنیا فتح کرتا ہے۔ مگر جبہ کے اندر چھپا ہوا پتلون اور لانبے کرتے کے اندر پڑا ہوا جنیئو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ یہ شیطان کا نمائندہ طوائفوں کی دشنام دہی سے کبھی برہم نہیں ہوتا۔ مگر ہماری ذرا سی فروگذاشت پر اپنی بد دعاؤں سے مہر دوام ثبت کرتا ہے۔

کاش علماء ان خانہ بدوشوں کی "غارت گری" سے ہمیں نجات دلا دیتے۔ مگر افسوس "او خود گم است کرا رہبری کند" وہ خود اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، . . . . . . "

میں بہت کچھ کہہ گئی اور خدا جانے ابھی کیا کچھ اور کہتی اگر مولانا مجھے فوراً اپنے حجرہ سے نکلوا دیتے بہرحال شکر ہے میں پٹی نہیں۔ یقین مانئے ایسا نہیں ہوا، ورنہ عصمت کی آئندہ اشاعت میں اپنے پٹنے کا دلچسپ واقعہ لکھتی، بیک بینی و دو گوش واپس آنا ہی غنیمت ہوا۔

انیس فاطمہ

پروفیسر رامن اور نوبل پرائز

عصمتی بہنوں کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ سال دنیا کا سب سے بڑا انعام نوبل پرائز طبیعیات میں ہندوستان کے مایۂ ناز سائنس داں پروفیسر سر سی۔ وی۔ رامن کو ملا ہے۔ پروفیسر رامن کلکتہ یونیورسٹی میں طبیعیات کے پروفیسر ہیں اور صرف اپنے شوق سائنس کی بدولت وہ آج دنیا کے تمام سائنس دانوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ نوبل پرائز یا نوبل کے انعام سویڈن کے ایک انجینئر ڈاکٹر الفریڈ نوبل کے پانچ انعامات ہیں۔ جو ہر سال دنیا کی ان پانچ ہستیوں کو دیئے جاتے ہیں۔ جو پانچ مختلف علوم میں کار ہائے نمایاں کریں، ڈاکٹر نوبل نے اپنے ایجاد کردہ ڈائنامائٹ سے بے انتہا دولت پیدا کی ۱۸۹۶ء میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس نے اپنی جائداد کا ایک حصہ ان انعامات کے لئے وقف کر دیا، ایک انعام آٹھ ہزار پونڈ یا تقریباً سوا لاکھ روپے کا ہوتا ہے۔ ہر سال ایک کمیٹی کے روبرو ان اصحاب کے نام پیش ہوتے ہیں جو انعامات کے دعویدار ہوتے ہیں، اور ممبران کمیٹی کی متفقہ رائے سے انعام حاصل کرنیوالوں کا انتخاب عمل میں آتا ہے ہندوستان میں یہ انعام ڈاکٹر ٹیگور کو ان کی ادبی فتوحات کے صلہ میں مل چکا ہے، پروفیسر رامن دوسرے ہندوستانی ہیں جنہیں یہ انعام پانیکا فخر حاصل ہوا ہے،

دنیا میں ہر انعام خواہ کسی کی طرف سے کسی کو دیا جائے کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور رکھتا ہے۔ انعامات وہ تمام کلفتیں جو انسان کو کسی کام کے کرنے میں پیش آتی ہیں یک لخت مٹا دیتے ہیں، انعامات کا مقصد یہ بھی کہ انسان کی زندگی میں نئی امنگوں اور بڑے بڑے حوصلوں کی ایک لہر دوڑ جائے اور وہ ہر کام نہایت سرگرمی اور ہمہ تنی سے کرنے کو تیار ہو جائے۔ نوبل پرائز دنیا کا سب سے بڑا انعام ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکو حاصل کرنے کے لئے دنیا کے بہترین دماغ مختلف علوم و فنون میں نئی نئی باتیں معلوم کرنے یا ایجاد کرنے میں لگے رہتے ہیں، لہذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دنیا نوبل پرائز جیتنے والوں کا بڑی سرگرمی سے خیر مقدم کرتی ہے۔ اس معنی میں پروفیسر رامن کا نوبل پرائز حاصل کرنا اور وہ بھی سائنس میں ہندوستان کے لئے باعث صد افتخار ہے۔

مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انعامات وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو قدرت کی طرف سے اسی غرض سے پیدا کئے گئے ہیں۔ دنیا میں ہزاروں سائنس داں موجود ہیں جن کے کارنامے موجب حیرت بنا دیتے ہیں، مگر کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہندوستان کا سی، وی، رامن ان سب سے بازی لیجائے گا۔ اب دنیا دیکھے گی

کہ وہ مدراسی نوجوان جو بظاہر سائنس سے کچھ لگاؤ نہ رکھتا تھا اور جس کا تقرر گورنمنٹ ہند کے فائننس ڈیپارٹمنٹ میں ہوا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ملازمت ترک کرکے سائنس کو اپنا وجہ معاش بنالیگا۔ اس کا بندہ بنجائیگا اور اسی کی بدولت دنیا میں نہ صرف اپنا بلکہ اپنے وطن کا نام پیدا کرلیگا۔ اور اب بھی کسے معلوم ہے کہ ہندوستان میں کتنے ویسے بیبہا لعل ہوں سے پوشیدہ ہیں جو نزدیک ہی مستقبل میں افق شہرت پر آفتاب بنکر چمکیں گے

عرض کیا جاچکا ہے کہ نوبل پرائز ہر سال پانچ ہستیوں کو ملتے ہیں۔ جو مختلف علوم میں کارہائے نمایاں کرتے ہیں۔ انعام کے مستحقین کے مراتب کا اندازہ یہ معلوم کرکے لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے کونسی ایسی نئی بات دنیا کے سامنے پیش کی جس کی بدولت دنیا میں ایک انقلاب سا پیدا ہوجانے کی امید ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر جب رانجن نے ایکس شعاعیں دریافت کیں تو اس کو نوبل پرائز ملا۔ ایکس شعاعیں اس زمانہ میں اتنی اہمیت نہ رکھتی ہوں جتنی کہ آج کل مگر اس زمانہ میں اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ ایکس شعاعوں سے دنیائے سائنس میں ایک زبردست تبدیلی پیدا ہوجائیگی۔ سائنس کے علاوہ دوسرے علوم مثلاً ادب۔ نجوم۔ امن دنیا وغیرہ میں بھی انعامات کے مستحقین کا اندازہ لگانا آسان نہیں ہے۔ گذشتہ سال ہماری نگاہیں پنجاب کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ وہاں کا ادبی دیوتا نوبل پرائز کی مسند پر جلوہ فگن نظر آئیگا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ بازی کسی اور کے ہاتھ رہی مگر پھر بھی ہم مایوس نہیں ہیں۔ مغرب کو پیام مشرق صدائے صحرا معلوم ہوتا ہو مگر تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کو معلوم ہوجائیگا کہ وہ غلطی پر تھا،

پروفیسر رامن کے کارنامے کا مفصل ذکر کیا جائے تو خیال ہے کہ عصمت کے صفحوں پر بہنوں کیلئے غیر دلچسپ باتوں کا اکٹھا ہوجانا ہی لازمی امر نہ ہوگا بلکہ مجھے ڈر ہے کہ ان کے ضمن میں بہت سی ایسی سائنس کی اصطلاحیں آجائیں گی جن کے سمجھے بغیر وہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ پھر بھی میں کوشش کرونگا کہ پروفیسر رامن کے نظریہ کی اہمیت کا مختصر ذکر کردوں،

دنیا میں ہر چیز ننھے ننھے اجزاء سے ملکر بنی ہے، یہ اجزا اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان کا صحیح اندازہ بھی نہیں کیاجاسکتا ان کو جوہر کہتے ہیں ایک جوہر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک سوئی کی نوک پر ایک لاکھ سے زیادہ جوہر جمع ہوسکتے ہیں۔ ہر تبدیلی میں جو کیمیاوی طریقہ سے ہوتی ہے، یہ جوہر کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر دو گیسوں آکسیجن اور ہائیڈروجن کو کیمیاوی طریقہ سے ملایاجائے تو پانی پیدا ہوجائیگا اسے ہم سائنس کی زبان میں اس طرح ادا کریں گے کہ آکسیجن اور ہائیڈروجن کے جوہر کیمیاوی طریقہ سے ملکر پانی کے اجزا بناتے ہیں۔

کائنات میں لاکھوں چیزیں ہیں۔ اکثر چیزیں کئی کئی اشیا سے مرکب ہیں، انسان کی ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ وہ نامعلوم باتیں دریافت کرے ہر چیز کی اہمیت معلوم کرنا اور نئی نئی باتوں کی جستجو میں رہنا اس کا عزیز ترین مشغلہ رہا ہے اس کی اسی فطرت کا نتیجہ ہے کہ وہ بہت سی باتوں پر قدرت رکھتا ہے۔ علم کیمیا دنیا میں پائی جانے والی تمام چیزوں کی خاصیتوں

سے بحث کرتا ہو کسی چیز کو لے لیجئے اگر اس کے اوصاف معلوم کرنا ہیں تو وہ علم کیمیا سے معلوم ہونگے ڈاکٹروں کو تمام ادویات اسی علم پر منحصر جانتے ہوں اس علم میں ترقی ہوتی ہے ویسے ہی ادویات کے متعلق انسانی معلومات وسیع ہوتی جاتی ہیں،

مگر علم کیمیا میں ترقی کرنا اس وقت تک آسان نہیں ہے جب تک ہر چیز کے ننھے ننھے اجزا کے متعلق معلومات نہوں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اس چیز کے اندر کس قسم کے اجزا ہیں، اس کے متعلق تفصیلی حالات نہیں معلوم ہو سکتے اور جب انکے حالات سے انسان نہیں ہوگا وہ ان کا صحیح استعمال کریگا

ویسے تو ان اجزا کے متعلق حالات معلوم کرنے کے بہت سے قواعد کیمیاواں حضرات کو معلوم ہیں مگر پھر بھی بہت سی چیزیں انکی زد سے رہجاتی ہیں دنیا میں ہزاروں چیزیں ایسی ہیں جو انسانی نظروں سے پوشیدہ ہیں یا اگر انسان انہیں دیکھتا بھی ہو تو انکے خواص نہیں معلوم کرسکتا۔ اب تک جتنی ادویات یا چیزوں کا علم انسان کو ہے وہ مشکل سے دس لاکھ ہونگی اور کائنات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اعداد کچھ بھی نہیں۔

سر سی۔ ڈی۔ رامن کو نوبل پرائز اسلئے ملا کہ انہوں نے چیزوں کے اجزا کی خصوصیات معلوم کرنیکا ایک بالکل انوکھا قاعدہ دریافت کیا یہ قاعدہ کیمیاوی نہیں ہے بلکہ طبیعاتی ہے اسلئے انعام طبیعاتی انعام کہلاتا ہے،

پروفیسر رامن کا چیزوں کے اجزا کے متعلق معلومات حاصل کرنیکا قاعدہ یہاں بیان کرنیکی گنجایش نہیں لیکن یہ بہت دلچسپ اور حیرت انگیز ہے جو کوئی بھی طبیعات (PHYSICS) کی چند اصطلاحیں جانتا ہے آسانی سے اسکو سمجھ سکتا ہے۔ مختصراً اتنا عرض کردینا بے محل نہوگا کہ رامن نے روشنی کی مدد سے یہ حیرت انگیز قاعدہ ایجاد کیا۔ روشنی اس چیز پر ڈالی جاتی ہے جس کے اجزا کا حال معلوم کرنا ہوتا ہے اور جب وہ وہاں سے منتشر ہو کر باہر آتی ہے تو اسکی شعاعوں کا فوٹو لے لیا جاتا ہے اور فوٹو کی مدد سے اجزا کے حالات آسانی سے معلوم کرلئے جاتے ہیں۔ اگر عصمتی بہنوں کی خواہش ہوئی تو ہم پھر کسی دوسرے موقعہ پر اس نظریہ پر تفصیل کیساتھ بحث کرینگے

ضیاء الدین ظفر

لڑکیوں سے بیجا سوالات

از بشیر عاشق

میں نے اکثر سفر میں یا جہاں کہیں بیبیوں کا اجتماع ہوا دیکھا ہے، جس سے ذراسی دیر کو ملیں فضول سوالات شروع کرتے اور خاصکر جب بیچاری لڑکیوں سے اس قسم کے سوالات کی بوچھار ہوتی ہو تو وہ بہت پریشان ہوتی ہیں کہ کیا جواب دیں مثلاً بہن تمہارے کتنے بچے ہیں یا شوہر کہاں ملازم ہیں یا آپ سسرال جا رہی ہیں یا میکے:

بھلا جب بزرگ پاس ہوں تو وہ بیچاری لڑکیاں کیا جواب دیں۔ میری رائے میں یہ بہت ہی نامناسب بات ہو۔ ایسی فضول گفتگو سے پرہیز لازم ہے بجائے اسکے کہ مہذب گفتگو کیجائے اور صحیح خیالات ہوں یا دوسفر مثل پہلے ایسی باتیں کیجاتی ہیں جہاں درست تو یہ ہے ہم لوگوں میں جہالت ہو وہاں یہ بھی ہو کہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ عورت کے لباس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یورپ میں بہنوں میں دیکھئے کہ ایک نظر میں معلوم ہوجاتی ہیں کہ یہ کنواری ہے یا شادی شدہ اگر ہم سب یہ کوشش کریں کہ لڑکیوں کا لباس ایک خاص رنگ کا یا ایک خاص قسم کا ہوا کرے تو بہت ہی اچھا ہو اور لڑکیوں کو ان سوالات سے نجات ملے، جو نہ صرف جاہل بلکہ اکثر تعلیم یافتہ بیبیاں بھی کر گذرتی ہیں۔ یہ درست ہو کہ لاعلمی میں ایسا ہوتا ہو مگر کسی سے بھی ایسی گفتگو کرنی چاہئے ذراسی دیر کی ملاقات میں کسی کے گھر کے معاملات دریافت کرنا کہ شوہر

اچھی غذا اور آرام کی ضرورت

انسان کی تندرستی کے لئے جس طرح غذا اور پانی ضروری ہے اسی طرح اسے کافی آرام اور نیند کی بھی ضرورت ہے۔ اس سے ہماری دن بھر کی محنت کی تلافی ہوجاتی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ دن بھر کے چلنے پھرنے میں اور کام کاج کرنے میں ہم جتنے گھس جاتے ہیں۔ اور جو کچھ اجزا ہمارے جسم کے کم ہوجاتے ہیں وہ رات کے آرام سے پھر پورے ہوجاتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو اگر ان کی پوری نیند بھر کر نہ سونے دیا جائے تو ان کا قد اچھی طرح بڑھنے نہیں پاتا۔ اور وہ ٹھٹھر کر رہجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ محنت کرنے والوں کی اچھی نیند آتی ہے۔ اور جس وقت وہ بے فکری سے سوتے ہیں تو معمولی کھٹکے سے ان کی آنکھ بھی نہیں کھلتی۔ اور کم محنت کرنے اور آرام سے رہنے والے اکثر نیند نہ آنے کے شاکی رہتے ہیں، اچھی غذا سے بھی تھوڑی بہت اس کی تلافی ہوجاتی ہے لیکن پھر بھی کم از کم سات گھنٹے سونا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اور جو لوگ زیادہ محنت کرتے ہوں انہیں آٹھ نو گھنٹے کا آرام ضروری ہے

چھوٹے چھوٹے بچوں والی بیویاں جن کی رات کو نیند پوری نہیں ہوتی۔ اور صبح کے وقت کچھ تھکی ماندی سی نظر آتی ہیں۔ انہیں دوپہر کو تھوڑی دیر ضرور آرام کرنا چاہیے۔ بعض جگہ انہیں طاقت کے لئے دوائیں پلائی جاتی ہیں، دودھ زیادہ دینے کی تاکید کیجاتی ہے۔ لیکن باوجود ان سب کوششوں کے ان کی حالت میں کچھ فرق بھی نظر نہیں آتا۔ اور ویسی ہی کمزور مریض سی رہتی ہیں کیونکہ انہیں کافی آرام نہیں ملتا اور ہر وقت کی تھکان اور پریشانی سے کملا کر رہجاتی ہیں۔ آدمی تو آدمی ہے۔ جانور سے بھی جیسا کام لیا جاتا ہے ویسی ہی اس کی کھلائی پلائی اور خدمت کی کیجاتی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ہاں ایک گائے تین سیر دودھ کی آئی اور تھوڑے دنوں بعد چار سیر دودھ دینے لگی، سب سے کہا کھلائی پلائی سے اس کا دودھ بڑھ گیا۔ پھر اسی زمانہ میں تبادلہ ہوجانے کی وجہ سے ہم لوگ دوسری جگہ گئے اور گائے کو خشکی کے راستے سے وہاں لیجایا گیا۔ جب دو تین دن میں وہ پہونچی۔ اور دودھ دوہا گیا تو صرف آدھ سیر نکلا۔ گوالے نے کہا کہ تھک گئی ہے۔ اس کو گڑ دیجیے۔ گڑ سانی میں ملا کر دیا گیا۔ لیکن دو تین دن اس کی ایسی حالت رہی کہ نہ تو اچھی طرح کھاتی تھی نہ دودھ سیر سوا سیر سے زیادہ دیتی تھی آخر رفتہ رفتہ کوئی ہفتہ بھر میں وہ اپنی اصلی حالت پر آئی۔ یہ دیکھکر مجھے خیال ہوا کہ ہم لوگ کہا کرتے ہیں کہ جنگلوں میں کون انہیں سانی بنا بنا کر کھلاتا ہوگا۔ مگر آخر وہاں بھی وہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ اب اس کا جواب مل گیا۔ کہ وہاں وہ قدرتی حالت میں رہتی ہیں اور اسی میں ان کی ضرورت کے لائق دودھ ہوتا ہے کام چلتا رہتا ہے

ہم لوگ انہیں اچھا کھلاتے پلاتے ہیں ویسا ہی فائدہ زیادہ اٹھاتے ہیں اسی طرح اگر ہم لوگ بھی بالکل سیدھے سادے طریقے سے زندگی بسر کریں۔ قدرتی غذائیں دودھ دہی پھل ترکاری وغیرہ زیادہ کھائیں تو اس کے لئے ہمیں کوئی زیادہ محنت بھی نہ کرنی پڑے اور اچھے خاصے تندرست بھی رہیں۔ گاؤں کے رہنے والوں کو دیکھئے کیسے تندرست و توانا ہوتے ہیں کہ دیکھکر رشک آتا ہے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ ہمارے تمدن نے ہمارے اوپر بے انتہا ذمہ داریاں بڑھا دی ہیں جن سے ایک طرف تو مرد پسے جاتے ہیں کہ انہیں دن رات کی دماغی محنت سے ایک منٹ کی فرصت نہیں ہوتی۔ دوسری طرف عورتیں اس مشکل میں گرفتار ہیں کہ وہ آج کل کے اصول حفظان صحت کے مطابق بچوں کی پرورش کریں یا اپنی حیثیت کے مطابق گھر کو آراستہ کریں یا فیشن کے مطابق نئی نئی قسم کی دستکاریاں کرکے نفیس کپڑے تیار کریں یا آج کل کی تحقیقات کے جدید اصولوں پر صحت بخش اور خوش ذائقہ کھانے پکائیں یا اپنے مہمانوں کی ان کے مرتبہ کے لائق خاطر مدارات کریں یا اپنی سوسائٹی کے مفید کاموں میں حصہ لیں اور قومی جلسوں پارٹیوں وغیرہ میں شریک ہوں

ایک اور واقعہ بھی حال میں مجھے معلوم ہوا جس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب چند روز کی چھٹی لیکر اپنے گھر پر آئے۔ بھائی کے بچوں کو دیکھا کہ بالکل دبلے ہو رہے ہیں اور کئی بچے ایک جگہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں۔ انہوں نے بھاوج سے کہا کہ یہ بچے تھکتے بہت ہیں۔ اور اس تھکان کے مطابق انہیں کھانا اور آرام نہیں ملتا۔ یا تو فی بچہ ڈیڑھ ڈیڑھ سیر دودھ مقرر کیجئے اور نہیں تو دوپہر کو سلوایا کیجئے ورنہ یہ اسی طرح دبلے اور کمزور ہوتے جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے روز دوپہر کو پابندی سے سلانا شروع کیا۔ بچوں کا قاعدہ ہے کہ جب تک نہیں سوتے نہیں سوتے اور جب سو جاتے ہیں تو کئی گھنٹے کی خبر لاتے ہیں، تھوڑے ہی دنوں میں ان کی حالت میں اچھا خاصہ فرق ہوگیا،

غرض جب یہ بات ہے تو ظاہر ہے کہ غذا اور مناسب آرام ہماری تندرستی کے لئے کس قدر اہم چیزیں ہیں۔ اور اس سے غفلت کرکے ہم خود اپنے اوپر مصیبت مول لیتے ہیں۔ راتوں کو جاگنا اور چار کی زیادتی۔ زیادہ تر ابالے اور بغیر گھی کے کھانے یہ باتیں لازمہ امیری اور فیشن ہوگئی ہیں اسی کے ساتھ بہتیری غیر ضروری تکلفات جن سے نہ دنیا کا کوئی فائدہ ہے نہ دین کا جان کو گھلایا کرتی ہیں اور ان سب کا اثر صحت کو روز بروز خراب کرکے کہیں زندگی سے تھکا دیتا ہے۔ قدرت کے اصول کو دیکھئے تو اس نے کام اور آرام کا وقت برابر ہی برابر رکھا ہے۔ جانوروں پر خیال کیجے، بچوں کی طرف دیکھئے۔ سورج چھپا شام ہوئی اور جانوروں نے بسیرا لینے کی تیاری کی بچے جتنے چھوٹے ہونگے اسی قدر جلد سونے کی خواہشمند ہونگے اسی طرح ہم کو بھی چاہیے کہ شام ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں اپنے ضروری کاموں سے فرصت کریں اور باقی وقت آرام و اطمینان سے بےفکری کی نیند سو کر دوسرے دن کی محنتوں کیلئے تیار ہو جائیں،

تکبیر

مصر کے سیاسی حالات نے ملک کی حالت بہت خراب کر رکھی تھی، ترکوں کا دور ختم ہو۔ با ہتا چند محب وطن جو ملک سے جلا وطن کر دئے گئے تھے ایک فرانسیسی جہاز پر پناہ گزین ہو کر ہندوستان جا رہے تھے شب کی تاریکی میں لوگ اس بہت بڑے اور شاندار جہاز میں سوار ہوئے جس پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ خشکی کی آفتوں سے بچکر ایک نئی دنیا میں پہونچ گئے ہیں اور حیات ابدی پالی ہے۔ جہاز فرانسیسی قوم کا مایہ ناز تھا۔ اور انسانی دلوں میں یہ بات پیدا ہو گئی تھی کہ جہاز ایسا مستحکم ہے کہ ہر بحری خطرات سے محفوظ رہے گا۔ جہاز بحر قلزم سے ہوتا ہوا بحر عرب میں داخل ہو گیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا، آفتاب کی آخری شعاعیں لہروں پر پڑ رہی تھیں اور عجیب دلفریب سما تھا۔ سمندر کے نیلگوں رنگ میں اس قدر ترقی ہو گئی تھی کہ آسمان زرد نظر آ رہا تھا۔ اور مسافر نہایت اطمینان سے بیٹھے تھے۔ یکایک قسمت نے پلٹا کھایا اور قدرت نے انسانی غرور کو نیچا دکھانے کے لئے ایک طوفان برپا کر دیا، جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ آندھی کی غضبناک آواز بجلی کی خطرناک چمک رات کی خوفناک گرج۔ لہروں کے زبردست تھپیڑے نے موت کا پورا منظر چشم زدن میں پیش نظر کر دیا،

یکایک ایک خوبصورت لڑکی نے اپنا نقاب الٹ دیا۔ اور اپنے بھائی سے ہم کلام ہوئی اور مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ کیا تمہارا فرض نہیں ہے کہ تم خلق اللہ کو مصیبت کے منہ سے بچاؤ۔ کیا اور دوں کے ساتھ خوف زدہ ہوئے بیٹھے ہو۔ کہو تکبیر جس نے تمہیں بڑی بڑی آفتوں سے بچایا ہے۔ کیا اس طوفان خیز تلاطم سے نہ بچائیگا۔

اذان کی بلند آوازیں تمام جہاز میں گونج گئی طوفان کم ہونے لگا۔ پھر اسی لڑکی نے بآواز بلند کہا

اے جہاز میں بیٹھنے والو اپنے مذہب کے مطابق اپنے خدا کو پکارو اور اگر تمہارا ضمیر اجازت دے تو تکبیر کہو۔ ہر ایک زبان سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہونے لگی لہروں کے ہموار ہو جانے سے اور بادل کے چھٹ جانے سے موت کے منہ سے بچے ہوئے مسافروں کے دلوں میں سکون پیدا ہوا، اور چودہویں کے چاند کی سنہری دلفریب کرنیں عجیب سما پیدا کر رہی تھیں جہاز کے تمام مسافر خاموش ہو چکے تھے لیکن نسیم خوشگوار کے جھونکوں سے اور سمندر کی لہروں سے اللہ اکبر کی صدا آ رہی تھی۔ جہاز دھیمی رفتار سے چل رہا تھا۔ ہر شخص بے تاب ہو کر اس قدرتی نغمہ کے سننے میں محو ہو گیا۔

خاتون بیگم جونپور۔

عورتوں کی صحت کیونکر برقرار رکھی جاسکتی ہے

عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ بیچاری مظلوم عورتوں کی صحت اچھی نہیں رہتی اور اسکی وجہ سے عورتیں مشکل سے تیس چالیس برس زندہ رہتی ہیں۔ ان کی موت خود ان کے لئے باعث تکلیف ہے یا نہیں ایک علیحدہ سوال ہے مگر ذرا سا غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ایک ہستی کے مرنے سے سارا خاندان تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ایک طرف تو مرد سخت مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے کہ اب وہ کیا کرے اور کس طرح وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش کرے تو دوسری طرف بیچارے بچے مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں اور اکثر سوتیلی ماؤں کے شکنجہ میں پڑ کر ساری دنیا کے لئے عذاب جان بنجاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی صحت اور اسکی زندگی مرد اور بچوں دونوں ہی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مگر حیرت اور افسوس ہے ہماری حالت پر کہ باوجود ان تمام باتوں کے سمجھنے کے ہم اب تک سوسائٹی کے خراب تکلیف رساں رسم و رواج میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس طرح نہ صرف اپنا نقصان کر رہے ہیں بلکہ قوم و ملک کے ساتھ بھی دشمنی کر رہے ہیں۔ اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ پرانی روایات کو بالائے طاق رکھکر ایک نیا لائحہ عمل بنائیں جسمیں ہمارا اور قوم دونوں کا فائدہ ہو۔ ہم اسوقت تک ترقی نہیں کرسکتے جب تک کہ ہم اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم اور اچھی تربیت نہ دیں اور اسکے لئے ضروری ہے کہ ان کو سوتیلی ماؤں کے مصائب سے بچایا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ ہم عورتوں کی صحت برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ اس لئے اس مضمون میں میں یہ دکھاؤنگا کہ عورتوں کی صحت کو کس طرح برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم لوگوں نے اسی دستور زندگی پر عمل کرنا شروع کر دیا تو ایک معقول رقم جو ڈاکٹروں کی نظر ہو جاتی ہے بچ جایا کریگی، اور اسطرح میاں بیوی اور بچوں کی زندگی ایک عرصہ تک خوشگوار طریقہ سے گذرے گی

(۱) عورتوں کی صحت کے خراب ہونے کا سب سے بڑا سبب ہندوستانی پردہ ہے۔ ۸ برس کی عمر سے لڑکیوں کو ایک ایسے تنگ و تاریک مکان میں بند کر دیا جاتا ہے، جہاں صاف ہوا کا گذر نہیں۔ جو صحت کے برقرار رکھنے کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ پھر اسپر طرہ یہ کہ ہر گھر کے ساتھ باورچیخانہ ضرور ہوتا ہے۔ جو بدقسمتی سے سونے کے کمرہ کے قریب ہی ہوتا ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مکان دھوئیں سے بھرا رہتا ہے۔ جو آنکھوں کے لئے اور پھیپھڑے کیلئے بہت نقصان دہ ہے۔ اس کے علاوہ عام طور سے صحن بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اور وہ بھی پختہ جس کی وجہ سے سبزیات پر ان لوگوں کی نظر نہیں پڑتی۔ جو آنکھوں کے لئے دماغ کے لئے اور دل کے لئے بہت ضروری چیز ہے۔ تو اب آپ ہی بتائیے کہ ان صورتوں میں ان کی صحت درست کس طرح رہ سکتی ہے

اس لئے ضروری ہے کہ ایسی صورتیں اختیار کی جائیں جن سے یہ شکایات رفع ہو سکیں اور وہ صرف اس صورت سے ممکن ہے کہ ہم ان باتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) صحن بہت بڑا ہو (۲) کمرے ہوادار ہوں (۳) باورچی خانہ بالکل علیحدہ اور دور رکھا جائے،

(۴) ہر مکان کے ساتھ اگر نہیں تو کم از کم ہر محلا اور گاؤں میں وہاں کے باشندے مل کر اور چندہ کر کے ایک پرد باغ یا چمن بنائیں جہاں عورتیں شام کے وقت جا کر چل پھر سکیں اور اس طرح روزانہ ہوا خوری کر سکیں۔

(۲) دوسری وجہ ان کی صحت کے خراب ہونے کی یہ ہے کہ ان کے لئے کسی قسم کی تفریح کا سامان پیدا نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے وہ زندگی میں کوئی خوشی محسوس نہیں کرتیں۔ اور ہمیشہ گھریلو جھگڑوں میں پھنسی رہتی ہیں اور مصائب کا شکار ہوا کرتی ہیں۔ جس طرح آپ چند گھنٹے کام کرنے کے بعد تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ کہیں گھومنا چاہیئے یا دوستوں سے ملنا چاہیئے، یا گانا سننا چاہیئے۔ یہی صورت ان خوبصورت قیدیوں کی بھی ہے، اور ان کو بھی اس قسم کے تفریح اور آرام کی ضرورت ہے، بلکہ آپ سے زیادہ۔ کیونکہ آپ جفاکش ہیں مصائب برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر وہ نازک اور کمزور ہیں، ان میں اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اپنے آرام اور خوشی کی خاطر تو ساری دولت برباد کر دیتے ہیں مگر اس ہستی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے جس نے اپنی خوشیوں اور اپنے آرام اور چین کو ہم پر نثار کر دیا ہے، کیا ہم اس کو تکلیف نہیں پہنچا رہے ہیں اگر واقعی آپ کو اسکا احساس ہے تو آپ ان امور پر عمل کیجیئے،

(۱) اگر روزانہ ناممکن ہے تو کم از کم ہفتہ میں دو بار ضرور ان کو بھی سیر و تفریح کرنیکا موقع دیجیئے۔ مثلاً موٹر یا گاڑی میں یا برقعہ کے ساتھ کبھی شہر اور بازار کی سیر کرائیے کبھی شہر کے باہر جنگل کی سیر کرنے کا موقع دیجئے، کبھی دریا کے کنارے لیجائیے۔ اعزا و اقربا کو آنے جانے دیجیئے،

(۲) ان کو اجازت دیجیئے کہ وہ اپنی سہیلیوں کا حلقہ وسیع کریں ان سے خط و کتابت کریں، ان کے یہاں جائیں اور خود ان کو اپنے یہاں بلائیں

(۳) اخبارات و رسائل ان کے نام سے جاری کرا دیجئے، اچھی اچھی کتابیں منگوا دیجیئے تاکہ تھوڑی دیر اس میں طبیعت بہلے اور گھریلو جھگڑوں سے بچ سکیں،

(۴) تیسری وجہ صحت کے خراب ہونے کی یہ ہے کہ نہ تو ہم ان کے کھانیکا خیال کرتے ہیں اور نہ وہ خود ہی اپنے کھانیکا خیال کرتی ہیں۔ عورتوں کی خواہش یہ ہوتی ہو کہ جتنی اچھی اچھی چیزیں ہیں، وہ مردوں کو کھلا دیں اور بچی بچائی خراب خستہ چیزیں خود کھائیں۔ گو وہ ایسا انتہائی محبت اور خلوص کی وجہ سے کرتی ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ خراب ہوتا ہے، اور رفتہ رفتہ صحت برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے عورتوں سے میں اتنا ضرور کہونگا کہ جس طرح وہ اپنے شوہروں کے کھانیکا

(باقی صفحہ ۳۹۸ پر)

بُوا رحیمن کو نکاح کی سُوجھی

پچھلے سال بارش کے موسم میں کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ ہمارے محلے میں چار پانچ نکاح یکے بعد دیگرے ہو گئے، محلوں میں نکاح کے سبب کافی رونق ہوتی ہے اسلئے ہمارے محلہ میں کوئی دو مہینے خوب چہل پہل رہی۔

بوا رحیمن پلنگ پر لیٹی چچی جان سے کہہ رہی تھیں کہ "اے بی دیکھنا میاں محبوب کی دلہن تو ایسی ہیں جیسے اناتوا اللہ کی قسم ان کی تو تقدیر پھوٹ گئی۔ پر بی خدا کی شان دیکھو اس شکورن کی بہن کو وہ چھکر یا کیسا بر ملا ہے!

اللہ کی قسم سب جنیاں کہتی ہیں کہ ستر روپے نقد کا ذکر ہے، ایک اصطبل کا کرایہ آتا ہے۔ سائیکل پر چڑھا چڑھا پھرتا ہے"

چچی اماں سو گئیں۔ مگر بوا رحیمن تمام شادیوں پر ریمارک پاس کرتی ہیں۔ جب بوا کو یہ معلوم ہوا کہ گھر میں سب سو گئے ہیں تو ڈریں۔ یہ بیچاری رات کو آدمی سے لیکر چوہے تک سے ڈرتی ہیں اور اکیلے میں تو بھنگے سے بھی ڈرتی ہیں۔

اب ان کو تصور بندھا کہ کوئی چور ہاتھ میں لٹھ لے گھر میں گھس رہا ہے۔ ایک دفعہ ہی چیخ ماری اور اچھل کر چچی اماں کے پلنگ پر آن کودیں۔ چچی اماں بھی چونک گئیں بگڑ کر نیند میں بولیں "یہ کیا لاڈ ہے۔ چل ہٹ یہاں سے کون مزے کی نیند آرہی تھی تم چون چوں نے جگا دیا"۔

انڈلا کر بولیں "ہم کو ڈر جو لگتا ہے۔ ہم کیا کریں"

اچھا خیر اب اپنے پلنگ پر جاؤ،

ڈرتی اور کانپتی بوا رحیمن اپنے پلنگ پر آگئیں۔ لیکن نہ معلوم کن وجوہ کی بنا پر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ "بندی اگر تیری بھی شادی ہو جائے تو کیا بہار رہے" پھر اس کو خیال آیا کہ ایک دفعہ تو سارے محلے کو روٹی کھلا دوں۔ بیوی منع کرینگی۔ جانتی ہوں۔ مگر بندی اپنے کہے کی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۹۷) اور صحت کا خیال کرتی ہیں، اس سے زیادہ اپنے کھانے اور صحت کا خیال کرنا چاہیئے، دوسری طرف مردوں سے بھی دست بستہ عرض کرونگا کہ وہ بھی اپنی بیوی کے کھانیکا بہت زیادہ خیال رکھیں، بہتر تو یہی ہے کہ میاں بیوی ساتھ کھائیں اس سے روحانی لذت بھی ملے گی اور اچھے اور خراب کھانیکا سوال بھی جاتا رہیگا میرا مطلب یہ ہے کہ جو آپ خود کھائے وہی عورتوں کو بھی کھلائے۔ جیسا کپڑا اور جس قیمت کا آپ پہنتے ہیں ویسا ہی عورتوں کو بھی پہنائیے۔

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے میں نے دیکھا ہے کہ مرد بیویوں پر خفا ہوتے ہیں، بگڑتے ہیں غصہ کرتے ہیں اور بعض تو یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ انکو مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ عورتوں کا دل بہت زیادہ نازک ہوتا ہے وہ سب کچھ برداشت کر سکتی ہیں مگر یہ نہیں برداشت کر سکتیں کہ انکا محبوب شوہر ان کے ساتھ اس طرح وحشیانہ سلوک کرے اور محبت کو پامال کر دے۔ اس کا اثر ان کے دل و دماغ پر بہت بڑا پڑتا ہے جس سے صحت خراب ہو جاتی ہے

مشیر حسن کوفی بری

...ن خیالات کو دل ہی میں لئے سو گئیں۔

صبح اٹھتے ہی پھر کاموں کا اور شادیوں کا قصہ چھیڑا۔ بھابی جان سے چچی نے کو کہا "ملے بوا اگر تمہارا نکاح ہو جائے تو کیا ہرج ہے"؛

بولنے من چاہے منڈیا ہلائے کے مصداق کہا۔ "دلہن بی تمہاری تو مذاق کی عادت ہے۔ میں اس عمر میں کیا نکاح کروں گی"؛

بھابی جان نے جواب دیا "ایسی تو تم اسی برس کی نہیں ہو، دانت تمہارے ثابت، ہاتھ پاؤں تمہارے صحیح سالم۔ بوا خوراک تمہاری ماشاء اللہ ......"

بوا رحیمن نے اٹھلا کر چچی جان سے شکایت کی "اب دیکھ لیجئے یہ میری خوراک کو ہونس رہی ہیں"،

چچی جان ۔ "بیٹی نہ۔ میری بچی کی خوراک کو نہ ہونسو اس کے یہی تو کھانے پینے کے دن ہیں"،

بھابی جان ۔ "یہی تو میں بھی کہہ رہی ہوں کہ شادی کرلے۔ بڑھاپے میں چین نصیب ہوگا۔ حکومت ملیگی عیش ہوگا۔"

ذرا بوا کی اترا ہٹ دیکھئے، یہ سنکر گھونگٹ نکال لیا۔ جھک کر بیٹھ گئیں۔ چچی اماں نے بھابی جان کو اشارہ کیا کہ اسوقت یہ خوش ہے

بھابی جان نے جما جما کر کہا "منہ دکھائی میں پانچ روپے تو میں دوں گی۔ (ساس سے) ممانی اماں آپ کیا دینگی"،

چچی اماں ۔ "اپنی چہیتی کا سارا کار میں ہی کروں گی جوڑا۔ کپڑا لتا۔ جوتی، بوا میری سنگھار دان۔ یہ سب میری طرف سے ہوگا۔"

بھابی جان ۔ "میں ذرا آپا کو بلا لاؤں۔ وہ بھی تو اس نکاح میں حصہ لیں۔" یہ کہہ کر بھابی جان پلکی پلکی گئیں اور تھوڑی دیر بعد آپا کو بلا لائیں، ذرا ان کی پھرتی دیکھیے کہ راستہ میں سارا قصہ بھی سنا دیا۔ آپا نے سامنے آتے ہی کہا "بھئی واہ آج تو گھر میں ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی دلہن آئی ہے"،

چچی اماں ۔ "دیکھتی نہیں ہو، وہ سامنے دلہن کیا بیٹھی ہے"

آپا ۔ "ودی یہ تو رحمن ہے، میرے دل میں کئی دن سے خیال ہو رہا تھا کہ بوا رحیمن کا نکاح کراؤں"۔

بھابی جان ۔ "ہاں آپا محلہ کی دعوتیں کھاتے کھاتے دل شرمندہ ہو گیا ہے۔ جی چاہتا ہے ایک دعوت ہم بھی تو کریں"

آپا ۔ "تو بس تم دعوت کا سامان کرواؤ، میں دلہن کو راضی کرتی ہوں۔" آپا نے اس بوڑھی دلہن کو مذاق مذاق میں نکاح کے لئے رضامند کرلیا، بوا نے منہ چھپاتے ہوئے کہا۔ "مگر مجھے تمہارا سقہ یاد آئیگا۔" یہ اپنے مرحوم شوہر کی طرف اشارہ تھا۔ آپا نے جواب دیا۔ "بوا جو بیوہ دوسرا نکاح کرتی ہے اس کے شوہر کو جنت میں ایک حور ملتی ہے۔ وہ شوہر اپنی بیوی کو بہت دعائیں دیتا ہے" لیجئے صاحب معاملہ پختہ ہو گیا

دلی میں ایک بازار لال کنواں ہے اور اس بازار میں ایک محلہ پنڈت کے کوچے کے نام سے مشہور ہے۔ گو اس کوچہ میں پنڈت ایک نہیں بلکہ قصائی بہت ہیں لیکن نام سے ہمکو بحث ہے۔ اگر اس بحث میں ہم پہنچ گئے تو "چھپا کا چھپرتہ اور رنگی اودلیا" اور "رنگی ابنیا" کے متعلق بہت پیچیدگی ہو جائیگی خود بوا رحیمن نے پنڈت کے کوچے میں ایک بر تلاش کرلیا یہ شخص دستکار تھا۔ ڈھلیتا۔ اسکا حلیہ یہ تھا۔

دائیں آنکھ دبی ہوئی۔ بائیں میں پھولا۔ گردن زبردست (پہلوانی کسی زمانہ میں کی تھی) سینہ چکلا، کان مڑا ہوا۔ سر بہت سے بہت ناریل کے برابر، پیشانی تنگ، اور قد بوٹا سا، بالکل بوا رحیمن کے برابر،

چچی اماں کی تجویز یہ تھی کہ رحیمن اپنا بر تلاش کر کے فریدآباد آجائے اور یہاں نکاح ہو، چنانچہ ایک جمعرات کی دوپہر کو بوا رحیمن اپنے ہونے والے شوہر میاں ڈھلے کو ساتھ لیکر آگئیں،

شرماتی انڈلاتی رحیمن گھر میں داخل ہوئی بولی "وہ لگ گئے"۔ چچی اماں کو کچھ یاد نہ تھا۔ دریافت کیا کون آگئے "بوا رحیمن" تمہارا داماد"

بقول چچی اماں کے" اس فقرہ پر میرے ایک شعلہ تلوے سے لگا اور دماغ سے نکلا۔ چنانچہ انہوں نے بگڑ کر فرمایا" عورت آپے میں رہ آپے میں۔ میرا داماد کیوں ہوتا۔ یہ کیوں نہیں کہتی کہ تیرا خصم آیا ہے۔

بھابی جان نے صلح صفائی کرتے ہوئے کہا۔ "ممانی جان اول اول دولہنیں اسی طرح شرماتی ہیں"

چچی اماں رضامند ہوگئیں۔ گھر میں خوشی کے گیت گائے جانے لگے، بچوں نے ادہر ادہر بھاگنا شروع کیا۔ بھابی جان نے گوڈا مہترانی کے نام ارجنٹ پیغام بھیجا کہ اپنے محلہ کی بھنگنوں کو لیکر جلدی آ۔ گیت گائے جائیں گے، چند منٹ میں گوڈا اپنے محلے والیوں کو لیکر ناچتی گاتی آگئی،

"بنا بنڑی کے لئے بہا یاری بنا" اس زور سے گایا گیا کہ سارے محلے میں شہرت ہوگئی۔ گھر تھیٹر بن گیا، جہاں سوائے گانے ناچنے کے دوسری بات نہ تھی۔ ڈھولی پاٹوں کی آئی اور ختم ہونے لگی۔ والان میں ایک کے دو ہے گنتی میں حاضرین سے دس گنے نظر آنے لگے انگال نے فرش پر اپنا جھنڈا لہرا دیا۔ قیمتی قالین کا تذکرہ اس جگہ بے محل ہوگا۔

چچی اماں نے انتظامات شروع کئے۔ حبیبا سے کہا بلاؤ اور کہو کہ محلے میں اعلان کر دے کہ آج مغرب کے بعد رحیمن کا نکاح ہوگا۔ میری خوشی ہے کہ سب لوگ آئیں۔ اور سنو ذرا نائین کو کہنا کہ تو کس دن کام آئیگی اگر آج رحیمن کا سر نہ گوندھا تو۔ لوبی وہ نہ عید بقرعید کو لئے نہ بیاہ شادیوں پر۔ تو پھر وہ نائین کس بات کی ہے اور ہاں کوئی قصائی واڑہ سے دس سیر گوشت بیتا لئے پلاؤ پکے گا۔

بھابی جان نے دور سے چیخ کر کہا" ممانی جان پھولوں کا بھی انتظام کیا"؟ چچی اماں نے چیخ کر جواب دیا۔ لے بی بس رہنے بھی دو۔ اس اجاڑ گاؤں میں یہ دہرے میں پل دوسرے کرنے سے آپا نے پوری طاقت سے کہا "ابھی چچی اماں بغیر پھولوں کے کیا خاک نگوڑی دلہن بنیگی اس کی حسرت دل میں رہ جائیگی"

پھولوں کے لئے بھی احکام صادر ہوگئے،

گوڈا نے ناچنا شروع کر دیا۔ سب ساتھ والیاں گانے لگیں،

تیا آیا ری بنڑے ماتوں سے بنڑا بلایا

میرا چھنک منک، بہا یاری بنڑے ماتوں سے بنڑا بلایا

غرض محفل پورے جوش پر تھی محلے والیاں مہمان آرہی

تھیں اسے اسے [illegible] پیچھے نکھوں کو رلاتی لا رہی تھیں "ایک دفعہ تھی میں گیا، تم دیکھو"
کسی نے کہا "کیا ہوا؟" کسی نے کہا خیر تو ہے،؟
ایک بولی "اسے بی وہ دلہن نہیں مانتی"
چچی اماں نے باورچی خانہ کے دروازے میں آن کر دریافت کیا "کوئی منہ سے تو پھوٹے کیا بات ہے"
بھابی جان لپک کر دالان میں آئیں اور کہا "رحیمن بوا خفا ہو گئیں"
چچی اماں "کوئی دلہن بھی خفا ہوتی ہے"
بھابی جان "کوئی ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو وہ تو ہو گئی"
چچی اماں کولہے پر ہاتھ رکھے دالان کی طرف گئیں "میاں بھی تو سنوں کہ کیا قصہ ہے۔"
آپا "کہتی ہے مجھے مائیوں کیوں نہیں بٹھایا ہم کہتے ہیں کہ مائیوں کا وقت نہیں۔ ابھی کب مائیوں بیٹھے گی اور کب نکاح کے لئے دلہن بنے گی۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ مغرب میں دیر ہی کیا ہے۔ کوئی دم جاتا ہے۔ وکیل و گواہ آتے ہوں گے۔"
چچی اماں سیدھی دلہن کے کمرے میں گئیں۔
بوا رحیمن بڑی سی چادر اوڑھے سر جھکائے بیٹھی تھیں اور چچی اماں کی چاپ سنتے ہی بولیں، اللہ کی قسم بیوی میں تو زہر کھا لوں گی۔ لو بی کون مصیبتوں سے تو وہ لنگوڑا خاک میں ڈھونڈا ہے۔ کیا کیا تو مجھ بدنصیب نے پاپڑ بیلے ہیں اور یہ کہتی ہیں۔ مائیوں نہ بیٹھو۔ اچھی تم لوگ سب گواہ ہو۔ دلہن بی (بھابی جان سے مراد) جب دلہن بنی تھیں تو پہلے مائیوں بیٹھی تھیں، بڑی بیگم سے لیکر چھوٹی بیگم تک اپنی اپنی دفعہ مائیوں بیٹھی تھیں مجھ نگوڑی میں ایسے کیا کیڑے ہیں کہ میں مائیوں بھی نہ بٹھائی جاؤں۔ اللہ کی قسم ہے اس منحوس مرنے والے سقے کی دفعہ بھی کسی نے مائیوں نہیں بٹھایا تھا۔ خیر بی جب تو میں بچی تھی نا سمجھ تھی نہ بولی۔ پر دیدوں کی قسم اب میں کیسے چپکی بیٹھی رہوں،
ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ پر یہ بندی مائیوں بیٹھے اور بیٹھے۔
چچی اماں "اچھا ہوا اچھا۔ مگر مائیوں دو تین دن بٹھایا جاتا ہے (بھابی جان سے)، دلہن سب عورتوں سے کہہ دو کہ آج رحیمن مائیوں بیٹھ رہی ہے۔ اگلے جمعہ کو نکاح ہوگا،
اور تو کچھ نہیں مجھے تو اپنے دس سیر گوشت کا قلق ہے۔ مفت میں جائیگا۔

ابو تیسم فرید آبادی

رنگ

مجھے جہانتک یاد ہے میں نے عصمت کے گذشتہ کسی پرچہ میں کوئی مضمون ایسا دیکھا تھا جس میں کپڑوں کے رنگنے کی ترکیبیں درج تھیں لیکن وہ بہت ہی مختصر تھیں، حالانکہ ضرورت تھی کہ ہر ترکیب نہایت مفصل اور مکمل ہوتی۔ چونکہ اس عرصہ میں اور کسی بہن یا بھائی نے ایسے ضروری مضمون کو تفصیل کے ساتھ نہیں لکھا۔ اس لئے کئی بہنوں اور بھائیوں کے اصرار سے میں ہی عصمت میں یہ سلسلہ شروع کرتا ہوں،

میں صوبجاتی گورنمنٹ کی طرف سے خاصکر رنگوں کے تجربے کے لئے مقرر ہوا ہوں، اور میں اپنے ٹوٹے پھوٹے تجربوں کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ جب تک انسان رنگوں کے متعلق کافی واقفیت حاصل نہ کرلے ان کے بکھیڑوں میں پڑنا ہی فضول ہے۔ کیونکہ وہی مثل ہوگی، کہ نقصان مایہ دیگرے شماتت ہمسایہ

اگر میرا یہ ٹوٹا پھوٹا تجربہ عصمتی بہنوں کی دلچسپی کا باعث ہوا اور محترم اڈیٹر صاحب نے اجازت دی تو انشاءاللہ عصمت کے صفحات کو کپڑوں کی رنگائی کے علاوہ اون۔ ریشم۔ سن اور نقلی ریشم کپڑوں کی پختہ اور خام چھپائی۔ دھبوں کے دور کرنے کے لئے عمدہ اور آسان طریقوں سے مفید ثابت ہوں گے،

قبل اس کے کہ کپڑوں کو رنگا جائے ان کی دہولائی ضروری ہے۔ تاکہ کلف جو بنتے وقت سوتوں پر دی جاتی ہے دور ہوجائے تاکہ رنگ ریشوں کے اندر کافی طور پر جذب ہوسکیں،

اگر کپڑے سلے ہوئے ہوں یا موٹے ہوں تو بہتر ہے کہ رنگنے سے دو تین گھنٹے قبل ان کو کسی بڑے برتن میں بھگودیں تاکہ تمام یکساں رنگ پیوست ہوں اور رنگائی دھبے دار نہ ہونے پائے

رنگوں کی اقسام

سائنس داں حضرات نے رنگوں کو نو جماعتوں میں تقسیم کردیا ہے۔ ہر ایک جماعت میں سینکڑوں نام ہیں اور ہر نام میں ہر قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ مثلاً کالا پیلا لال وغیرہ وغیرہ جس طرح رنگوں کی مختلف جماعتیں ہیں اسی طرح ان کی رنگائیاں بھی مختلف ہیں،

۱ ڈائرکٹ ۲ بیسک ۳ ایسڈ ۴ سلفر ۵ مورڈنٹ ۶ نیفٹول

۷ ویٹ ۸ نیچرل ۹ منرل

۱ ڈائرکٹ یہ سینکڑوں مختلف ناموں سے بازاروں میں ملتے ہیں۔ اور عام طور پر مندرجہ ذیل ناموں سے

بہت کثرت سے ملتے ہیں۔

۱۔ ڈائرکٹ ۲۔ ڈائمائن ۳۔ اوکسی ۴۔ ڈائزو ۵۔ میکاڈو ۶۔ سنہرو ۷۔ پارامائن ۸۔ ذیبسی ۹۔ کولبیا۔

ان کی رنگائی بہت ہی آسان ہے۔ ان میں جس قسم کا رنگ رنگنا مقصود ہو۔ پہلے ایک چھوٹے برتن میں تھوڑا پانی دیکر گرم کریں۔ جب پانی شیر گرم ہو جائے تو اس میں گھول لیں اور ایک بڑے برتن میں کپڑا ڈوبنے کے برابر (جس میں کپڑا بخوبی ڈوب سکے) پانی دیکر جوش کریں جب پانی میں ابال آجائے تو رنگ جو گھلا ہوا ہے ایک باریک کپڑے سے چھانکر بڑے برتن میں انڈیل دیں اور ایک لکڑی سے خوب اچھی طرح چلاکر جس کپڑے کو رنگنا مقصود ہو ڈال دیں تھوڑی دیر کے بعد اوپر کا کپڑا نیچے اور نیچے کا کپڑا اوپر کر دیں۔ اسی طرح آنچ ہی پر کم از کم آدھ گھنٹہ تک رنگنے کے بعد اس میں سے کپڑا اٹھاکر تھوڑا سا سوڈا (کپڑا دھونے والا) اور تھوڑا نمک (کھانیکا) ملا دیں اور پھر کپڑے کو ۱۵ منٹ تک اس میں رنگیں جب رنگ کافی طور پر جذب ہو جائے تو برتن سے کپڑا نکال کر ٹھنڈے پانی سے کپڑے کو دھولیں۔

ڈائرکٹ رنگ دھولائی کے لئے معمولی طور پر پختہ ہے لیکن اس کو اگر پھٹکری پڑے ہوئے پانی میں رنگنے کے بعد ۱۵ منٹ کپڑے کو ڈبو دیا جائے تو پختگی اور بڑھ جاتی ہے۔

جس طرح رنگنے سے پہلے سوتی کپڑوں یا سوت کو دھو لینا ضروری ہے اسی طرح اونی کپڑے، ریشمین کپڑے، یا اون کے سوت کو بھی دھو لینا از حد ضروری ہے۔ ورنہ رنگ یکساں ہونیکا احتمال ہی نہیں بلکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ یکساں رنگائی ہو۔ جب کپڑے یا سوت خوب اچھی طرح دھل جائیں تو ان کو بجائے نچوڑنے کے کسی اونچی جگہ پر رکھکر نیچے کی جانب لٹکا دیا جائے۔ تاکہ پانی آہستہ آہستہ نکلجائے۔

ڈائرکٹ رنگوں سے اون اور ریشم رنگنے کا طریقہ

کپڑے کا وزن جس قدر ہو اس کے بیس گنا زائد صاف پانی ایک بڑے برتن میں شیر گرم کر لینے کے بعد دھلے ہوئے کپڑے کو اس پانی میں چند بار غوطہ دینا چاہئے اور ایک علیحدہ چھوٹے برتن میں رنگ کا سولیشن بنا لینا چاہئے۔ پھر ایک باریک کپڑے سے تھوڑا تھوڑا چھانکر رنگنے والے برتن میں دینا چاہئے لیکن یہ بات برابر مدنظر رکھنی چاہئے کہ جب رنگ کا سولیشن بڑے برتن میں ملایا جائے تو کپڑے کو برتن میں سے نکال لیا جائے۔

آدھ گھنٹہ شیر گرم پانی میں رنگنے کے بعد اسی پانی میں ۵ سے ۱۰ فی صدی تک اسٹیک ایسڈ (سرکہ کا تیزاب) ملا دینا چاہئے۔ اسٹیک ایسڈ کے بجائے سلفیورک ایسڈ بھی ملایا جاتا ہے لیکن بہ نسبت سلفیورک ایسڈ (گندھک کا تیزاب) کے اسٹیک ایسڈ زیادہ موزوں ہے۔ آدھ گھنٹہ اسی طرح پانی کو جوش دیکر رنگنا چاہئے

اور اگر رنگ اور بھی گاڑھا دگہرا) پسند ہو تو ۱۰ سے ۲۵ فی صدی تک کرمن سالٹ دکھانیکا نمک) اسی پانی میں ملاکر ۰۰۰ منٹ اور بھی رنگ کر کپڑے کو صاف پانی سے دھولینا چاہیئے زیادہ صفائی اگر منظور نظر ہو تو ہلکے سنلائٹ صابن کے پانی سے دھو دینا چاہیئے۔

نوٹ فی صدی کے معنی ہیں کہ اگر سو سیر کپڑہ ہو تو ایک سیر رنگ ہونا چاہیئے۔

نمبر ۲ بیسک (BESIC)

جس طرح ڈائرکٹ ذات کے رنگوں میں مختلف نام کے رنگ ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک میں ہر ایک قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح بیسک ذات کے رنگ میں بھی بہت سے اقسام ہیں لیکن ہر ایک ذات میں سب قسم کے رنگ ہوا کرتے ہیں، میں یہاں پر انہی رنگوں سے واقف کرانا چاہتا ہوں جو بازاروں میں عموماً بہ آسانی ملا کرتے ہیں، اور جو خاصکر رنگائی کے لئے زیادہ موزوں ہوا کرتے ہیں۔ شلاً

نمبر ۱ BESIC　نمبر ۲ Malachilt (مالاکائیٹ)　نمبر ۳ Rhadamine (رہوڈامائن)

نمبر ۴ AWRAMINE (اوراماین) وغیرہ وغیرہ۔

یہ رنگ اتنا خام ہوتا ہے کہ اگر ذرا سا پانی یا پسینہ بھی رنگے ہوئے کپڑوں پر گرجائے تو رنگ اڑجاتا ہے اگر ہلکے رنگ سے کپڑا رنگا گیا ہو تو خیر ورنہ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے کو پہننے کے بعد انسان کا جسم بھی بغیر کسی محنت کے آسانی سے رنگا جاتا ہے۔ یہ تماشہ عموماً موسم گرما میں زیادہ نظر آتا ہے۔ اس کے رنگنے کی ترکیبیں تو مختلف ہیں لیکن ان کا عدم اور وجود دونوں برابر ہے، کیونکہ ہزار ترکیبیں بھی کیجائیں تو اس رنگ کا شمار پختہ رنگوں میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن رنگ بہت ہی چمک دار ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ رنگ بہ نسبت سوتی اشیاء کے رنگنے کے ریشمین اشیاء رنگنے میں زیادہ کارآمد ہے۔

سوتی اشیاء رنگنے کے لئے عموماً اس میں رنگ کے ساتھ تھوڑی سی پھٹکری کا چورا ملاکر رنگتے ہیں۔ مگر اس سے رنگ نہ دیرپا ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی خاص اثر کپڑوں پر ہوتا ہے۔

اس رنگ کو رنگنے کے لئے پانی بالکل ٹھنڈا ہونا چاہیئے،

سوتی اشیاء رنگنے کے لئے یہ رنگ زیادہ موزوں ہے، لہٰذا سپر میں زیادہ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ البتہ ریشمیں اشیاء رنگنے کے لئے تھوڑا فائدہ مند ہے۔ اونی اشیاء کے لئے بالکل ہی بیکار ہے،

بیسک رنگوں سے ریشم رنگنے کا آسان طریقہ

۲ سے ۳ فی صدی بڑی ہڑ کا چورا اسکو تمام رات میں ڈالدینا چاہیئے اور دوسرے روز صبح کو پانی نتھار کر اس میں ریشم کے سوت کو تمام دن بھگو دینا چاہیئے۔

دوسری بار کو اس بڑے کے عرق سے نکال کر صاف پانی سے دھو لینا چاہئیے اور ۲ فی صدی Tartar emetic ا T با Alum (پھٹکری) کے رنگ سولیشن میں ۲ تین گھنٹہ بھگو دینا چاہئیے۔ پھر نکالکر صاف پانی سے دھو لینا چاہیئے۔ اور یہ سب کر لینے کے بعد ۲ فی صدی بیک رنگ سے رنگ لینا چاہئے۔ لیکن رنگتے وقت پانی کو شیر گرم کر دینا زیادہ بہتر ہے۔ آدھ گھنٹے رنگنے کے بعد کپڑے کو نکالکر سایہ میں سوکھا لینا چاہئے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ ریشمین کپڑے کو بھی اگر زیادہ گہرا رنگ دیا جائیگا تو اس کا بھی وہی نتیجہ ہوگا جو سوتی کپڑوں کا ہوتا ہے۔ جس طرح ریشمین کپڑوں کا رنگتے ہیں۔ اسی طرح اکثر شوقین اصحاب سوتی کپڑوں کو بھی رنگتے ہیں لیکن اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وقت کا بھی نقصان ہوتا ہے اور پیسہ کھپانا بھی پڑتا ہے،

اونی کپڑوں کے لئے یہ رنگ بالکل بیکار ہے

نوٹ ریشمین سوت سے جو کروشیا کیا جاتا ہے وہ اس رنگ سے نہیں بلکہ دوسرے رنگ سے رنگا جاتا ہے جسکو آئندہ کسی اشاعت میں مفصل لکھونگا،

چونکہ یہ رنگ بہت چمکدار ہوتا ہے اس لئے بہنیں دھوکا نہ کھائیں ورنہ ان کی ساری محنت ایک بار کپڑا دھلنے کے بعد رائگاں ہو جائے گی،

محمد زبیر ہاشمی

مرغی کے بچے کی ماں کون ہے

وہ جو انڈے دیتی ہے یا وہ جو بچے نکالتی ہے

ہماری بادامی رنگ کی مرغی بہت انڈے دیتی تھی۔ اماں چاہتی تھیں کہ اس کے انڈے لیکر اسکے بچے نکلوا لیں تاکہ ہمارے یہاں اسی قسم کی بہت سی مرغیاں ہو جائیں۔ ایک مرتبہ وہ بہت سے انڈے دیکر کڑک ہوگئی۔ میں نے اماں سے کہا کہ لائے اسکو انڈوں پر بٹھا دیں کہنے لگیں نہیں۔ یہ تو خراب ہو جائیگی اور انڈوں کے کام کی نہ رہے گی میں دوسری مرغی منگوا کر اسکے نیچے اسکے بچے نکلوا لوں گی،

بچے بھی نکل آئے وہ سیاہ مرغی جس کے نیچے ہم نے انڈے بٹھلائے تھے۔ اب بچوں کو لیے ہوئے کٹ کٹ کرتی پھرتی ہے بادامی مرغی جب کبھی بچوں کو دیکھ لیتی ہے تو مارنے کو دوڑتی ہے ایک روز وہ ننھا سا بچہ جس کے اوپر تین رنگ کی دھاریاں تھیں۔ اپنی ماں کے پاس سے علیحدہ ہو کر بادامی مرغی کے پاس چلا گیا۔ اب کیا تھا چونچ جو ماری ہے تو بیچارہ تڑپنے لگا۔ پھر تو وہ سیاہ مرغی اس بادامی مرغی پر شیرنی کی طرح کڑک کر جھپٹی اور چونچوں کے مارے اس مردار کو گنجا کر دیا۔ بھاگتے ہی بنی،

وہ بچہ مرگیا مجھکو بڑا رنج ہوا۔ میں نے بادامی مرغی کے خوب لاتیں رسید کیں۔ اماں بگڑنے لگیں ورنہ میں تو مار ہی ڈالتا۔ اب میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ انڈے تو بادامی مرغی نے دئے تھے اسی کے بچے نکلے۔ کیا یہ نہیں جانتی کہ یہ تو میرے ہی بچے ہیں۔ سیاہ مرغی نے صرف آنہ کی

کام کیا کہ ان کو لیکر بیٹھ گئی۔ اسکو اتنی محبت ہو گئی کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتی۔ میں نے قصہ میں پڑھا تھا۔ اکبر بادشاہ جب دو سال کا تھا تو اپنی ماں سے علحدہ کر لیا گیا تھا اس کے چچا نے اسکو تین برس تک علیحدہ رکھا جب اس کے باپ ہمایوں نے اپنے بھائی پر فتح پائی تو اکبر کو اس کی ماں کے پاس محل میں بھجوا دیا۔ محل میں بہت سی عورتیں بیٹھی تھیں۔ انہی میں اس کی ماں حمیدہ بانو بیگم بھی تھی۔ اکبر کو کیا معلوم کہ میری ماں کونسی ہیں۔ مگر خون کا جوش فطرت کا تقاضا فوراً اپنی ماں کی گود میں جا کر بیٹھ ہی تو گیا۔

جب خون کا اتنا جوش ہوتا ہے کہ انسان بن دیکھے اپنے ماں باپ کو پہچان لیتے ہیں تو پھر یہ بادامی مرغی اتنی ظالم کیوں ہے، اور یہ بچے اسکو کیوں نہیں پہچانتے۔ آخر اسی کے تو یہ انڈے تھے جن سے یہ بچے نکلے۔

میں نے بھائی جان سے پوچھا کہ للہ بتائیے ان بچوں کی اصلی ماں کون ہے،

کہنے لگے دیکھو جب تم پیدا ہوئے تھے تو فوراً تمکو دائی اماں کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ انہیں نے تمکو دودھ پلایا اور پرورش کیا لیکن تم اماں کن کو کہتے ہو انہیں کو جن کے تم بچے ہو۔ دائی اماں سے بھی محبت کرتے ہو لیکن نہ اتنی جتنی کہ اپنی اصلی ماں سے۔ کالی مرغی بھی ان بچوں کی دائی اماں ہے لیکن ان جانوروں میں اتنی سمجھ کہاں کہ انسان کی سی باتیں کر سکیں دوسرے تمکو بھی اگر پیدا ہوتے ہی بالکل علحدہ کر کے برسوں ماں کی صورت نہ دکھائی جاتی اور تم سے سب یہی کہنے لگتے کہ دائی اماں ہی تمہاری ماں ہیں تو تمکو کبھی یہ خیال بھی نہ پیدا ہوتا کہ اماں ہی تمہاری ماں ہیں۔ اکبر کی مثال تو شاذ و نادر ہے۔ اس سے کہدیا گیا تھا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاتے ہو دوسرے دو سال تک وہ اپنی ماں کے پاس رہ چکا تھا۔ بچے اپنی ماں کو پندرہ ہی روز میں پہچاننے لگتے ہیں۔ تیسرے اکبر بہت عقلمند تھا ورنہ ماں بیٹے بہن بھائی اور دوسرے عزیزوں کی جو کچھ بھی محبت ہوتی ہے وہ ساتھ رہنے اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے ہوتی ہے۔ اب دیکھو چچا جان بیس برس سے افریقہ گئے ہوئے ہیں ہم نے ان کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ نام سنتے ہیں اس لئے تھوڑا سا خیال ورنہ محبت جو پوچھو تو نام کو نہیں ہے"

اسپر حمیدہ باجی بول اٹھیں کہ واہ بھائی جان اچھی منطق ہے۔ بھلا یہ تو بتائیے کہ اگر یہ کالی مرغی انڈے نہ سیتی تو بچے کیسے نکلتے۔ گندے نہ ہو جاتے۔ بادامی مرغی تو انڈے دیکر علیحدہ ہو گئی تھی میں تو کالی مرغی ہی کو ان بچوں کی ماں کہوں گی،

بھائی جان ہنس دئے۔ بولے خوب۔ کالی مرغی نے کیا احسان کیا۔ اگر وہ نہ بیٹھتی تو ہم بچے نکالنے کے بکس (incubator) میں انڈے رکھ کر بچے نکال لیتے تو کیا تم اس بکس کو بھی ان بچوں کی ماں کہنے لگتیں،

اسپر انور۔ بڑی آپا۔ نظیرن بوا۔ اور بڑی نانی کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔ واہ یہ انڈے نکالنے کا بکس اچھا پیدا کیا"

بڑی نانی بولیں۔ اے میر یہ تمکو بنا رہے ہیں۔ بھلا کہیں ایسی بات بھی سنی ہے۔

اتنے میں بھائی ابا آگئے، کہنے لگے "دسمبوں سدی ہے۔ آپ کیا جانیں آج تو تین گھنٹے تک مرغی پکڑ پکڑ کر بڑھکر بند وہ علامت نکل ہی آتا ہے۔

"اور آ سئے" اماں کہنے لگیں۔ "ہم عورتوں کو جاہل پھکریں ہی ہے پہ کی ذرا یاد کرتے ہیں۔

"ارے بہن کیا کہ ہے۔ ہماری خالہ جان جو بمبئی سے آئی ہوئی تھیں بولیں "وہ مجھے روشن کرکے دکھاتی کو لے گئے۔ جال کا بکس ہے۔ بالکل اسی طرح کا جیسا تھا، وہ نعمت خانہ ہے۔ اندر والے جنگے پر انڈے رکھ دئے نیچے ایک لیمپ رکھدیا۔ جو چوبیس گھنٹے جلا کرتا ہے۔ اس کی گرمی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ مرغی کے پروں کی۔ اکیس دن میں بچے نکل آتے ہیں۔

خیر یہ تو بات سمجھ میں آگئی۔ مگر یہ تین گھنٹے والی بات تو گپ ہی رہی۔ اماں نے کہا "اور سچ بھی تو کیا تعجب ہے۔ سنئے ہے نوج اس موئی گلشن سے کہہ آئی تھی کہ سالن میں پانی نہیں ہے، پنچ نہ کرنا۔ نگوڑا بھول گیا۔ اب کیا وہاں خاک رکھا ہوگا۔ تم لوگوں کی باتوں میں یہی نقصان ہوتا ہے۔

ہاں یہاں تو میرے پر ہوا کوئی حق نہیں۔ دادی اماں نے سوکھا منہ بنا کر کہا۔

"کیوں کیا ہوا" بھائی جان نے گھبرا کر چونکتے ہوئے کہا۔

واہ ابھی تو کہہ رہے تھے کہ جو بچوں کو پالے پوسے کھلائے پلائے۔ راتوں کو جاگے اس کا کیا احسان جس طرح مرغی کے بچے بکس میں رکھ کے نکال لئے۔ اسی طرح بکس میں رکھ کر آدمی کے بچے بھی پل جاتے ہونگے۔

"ارے تم برا مان گئیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا" بھائی جان نے کہا۔

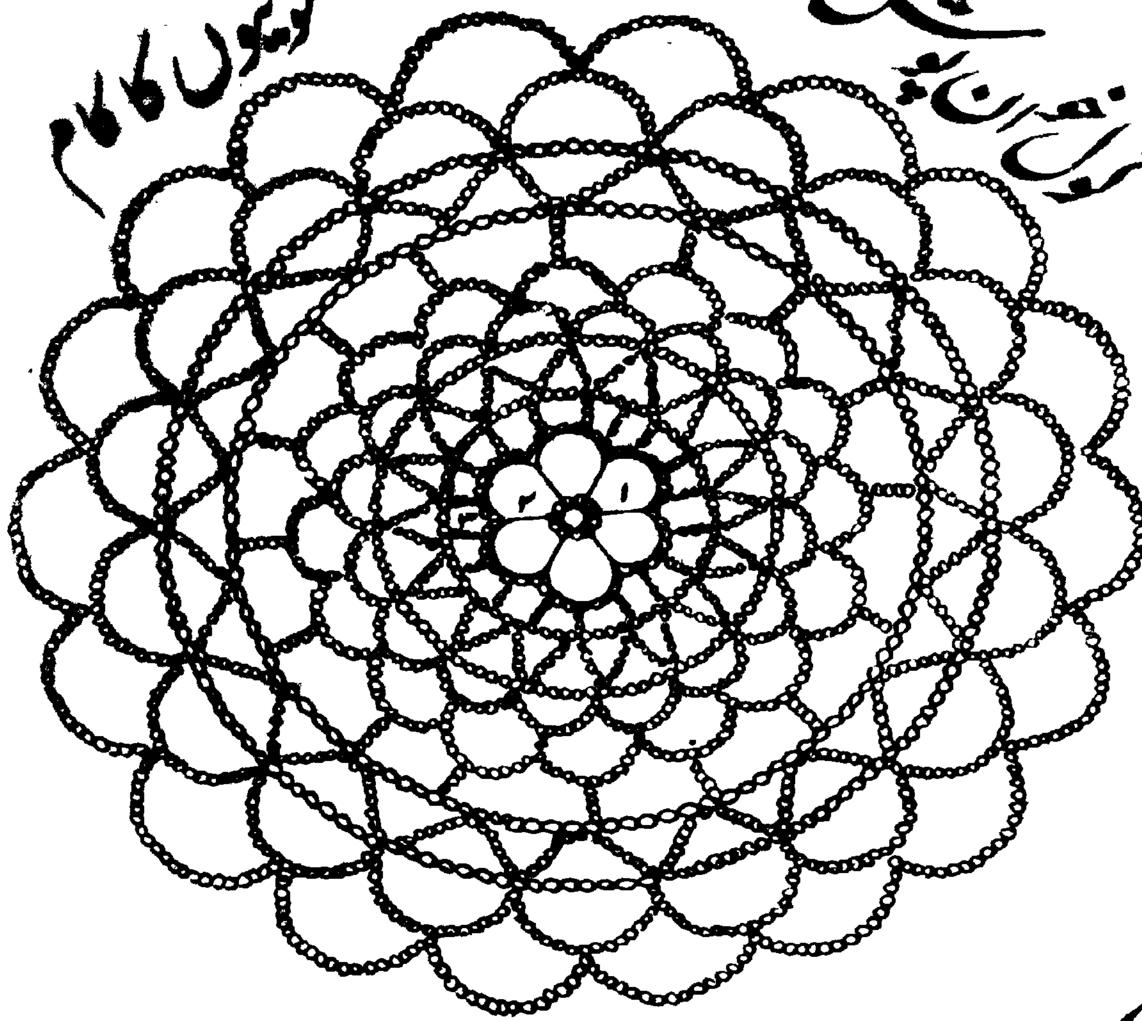
"سنو ماں کے دو کام ہیں۔ پیدا کرنا اور پرورش کرنا۔ جو ماں ان دونوں کاموں کو خود کرتی ہے وہ پوری ماں ہے۔ مگر جانوروں میں پرورش کا کام اتنا اہم نہیں۔ مچھلی کے جائے کس نے تیرائے۔ وہ بچپنے سے خود ہوشیار ہوتے ہیں دیکھو مرغی کے بچے پیدا ہوتے ہی خود کھانے لگتے ہیں۔ خیر مرغی تو اپنے انڈے سیتی بھی ہے مچھلیاں کچھوے اور مینڈک وغیرہ تو اپنے انڈے چھوڑ کر خبر بھی نہیں لیتے کہ ان کا کیا حشر ہوا۔

مگر انسان میں یہ بات نہیں ہے بچے کے لئے پرورش بڑی ضروری چیز ہے۔ وہ بالکل اپاہج ہوتا ہے۔ کوئی دودھ پلائے تو پیئے۔ تھپک کر سلائے تو سوئے۔ گرمی سردی سے کوئی اور ہی حفاظت کرلے تو ہو اس لئے بچے کی پرورش ماں کے علاوہ کوئی اور کرے تو وہ اس کی آدھی ماں ہوتی ہے۔ اسی لئے مذہب نے بھی دودھ پلانے والیوں کو بہت سے حقوق دئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اتنے میں ہمکو نیند آگئی۔ ہم جا کر سو رہے۔

سید ابو طاہر داؤد بی ایس سی (علگ)

سرخوان پوش
موتیوں کا کام



ترکیب - ۱۳ موتیوں کا گول حلقہ بنا کر سوئی اول موتی میں داخل کرتی ہوئی درمیان میں کسی قسم کا ایک بڑا موتی پرو کر سوئی نمبر ۱ سے ۲ میں لائیں اور ایک سلاخ ۱۱ موتی پھر ایک سلاخ لیکر حلقہ کا تیسرا موتی میں داخل کرکے پھر اسی سلاخ سے سوئی نیچے لاکر ۱ موتی ایک سلاخ پھر پرو کر تیسرے موتی میں داخل کریں اسی طرح بناتی ہوئی نمبر ۲ کے نیچے لاکر ختم کریں اور نمبر ۳ سے پھر دوسرا حلقہ مطابق خاکہ کے شروع کریں اسی طرح درجہ بدرجہ بناتی ہوئی چلی جائیں اور جس قدر بڑی چاہیں۔ اسی کام کو دوہرا تہرا بناتی جائیں۔ پلیٹ یا سینی وغیرہ کے ناپ کا بنالیں یہ میز پوش کا بھی کام دیگا۔ کنارے چہار سلاخ سے بنائیں تو بہت چمکدار ہوگا۔

عالم آرا بیگم کلکتہ

مستقل عنوان
جملہ حقوق محفوظ

خانہ داری

جس میں سنگھار، آرائش بھی شامل ہے

بیضۂ حسن افروز

دو پیسے کے انڈے سے چہرہ پہ روغن بھی کیا جا سکتا ہے۔ جلد کو تسکین پہنچائی جا سکتی ہے۔ بالوں کو صاف کیا جا سکتا ہے اور بیٹھی ہوئی آواز درست کی جا سکتی ہے۔

انڈے کی سفیدی چہرہ کو بالکل صاف کر کے لگائی جائے اور آرام کرنے کے وقت تک لگی رہنے دی جائے۔ اور آخر میں ٹھنڈے پانی سے دور کر دی جائے تو سنگھار کے لئے چہرہ نہایت خوبی سے درست ہو جاتا ہے۔ عارضی طور سے باریک باریک لکیریں چہرے سے دور کر دیتی ہے اور جلد کو ٹھیک کر دیتی ہے لیکن اسے ہفتہ میں ایک دفعہ سے زیادہ نہ لگایا جائے۔

سونے سے پہلے یہ لوشن مفید ثابت ہوگا۔ تین چمچہ دودھ میں ایک انڈے کی سفیدی پھینٹی جائے اور چہرہ پہ پھیلا کے صبح تک رہنے دی جائے۔ گو جلد اس سے نیلی نہیں لیکن صاف اور تر و تازہ ہو جائے گی۔

چندیا پر ایک انڈے کی سفیدی رگڑ کے جذب کر دی جائے اور خشک ہو جانے دی جائے۔ جب کسی صاف برش سے خشک انڈا نکال دیا جائیگا تو ایک عجیب بات یہ دیکھی جائے گی کہ بالوں میں چکنائی کا نشان تک نہ رہیگا اور بال چمکدار اور صاف و ملائم ہو جائیں گے۔

بال درست کرنے والے دوکاندار بالوں کا ایک "جلاب" اس طریقہ سے طیار کرتے ہیں۔ ایک پیالہ میں بارش کا پانی بھر کے اس میں ایک انڈے کی زردی، سہاگہ کی ایک چمچہ سپرٹس Ammonia's اور کافور پھانٹتے ہیں اور بالوں کو یہ لگا کے تے ہیں۔ سیاہ بالوں کو چمکانے کے لئے ایک اور "جلاب" استعمال کیا جاتا ہے۔ دھونے کے سوڈے کی ایک چٹکی اور ایک گلاس سرخ شراب میں ایک انڈا اچھانٹ کے بالوں اور کھوپری میں لگائیں اور بال گرم گرم بارش کے پانی سے احتیاط سے دھوئیں اور حسب معمول خشک کریں۔

ایک مشہور ڈاکٹر سر سے بالوں کو گرنے یا کم پیدا ہونے کا علاج کرتے ہوئے مریض کو ایک کچا انڈا روز پلواتا ہے۔ اُسے یقین ہے کہ اس کی نصف کامیابی اس طریقہ کی بدولت ہے۔ بعض مشہور گانے والے کچا انڈا کھایا کرتے ہیں۔ گانے سے ٹھیک پہلے کھانے سے آواز صاف ملائم ہو جاتی ہے اور بیٹھنے نہیں پاتی۔

تنفس حسن افروز

یہ کریمیں اور پوڈر کیا واہیات ہیں۔ اتنا وقت کہاں۔ بچوں کی چیں چیں! گھر بار کے دھندے۔ روپیہ پیسہ کی کمی۔ اس پر بھی خوبصورت نظر آنے کی آرزو۔ لیجئے یہ بے دمڑی کا نسخہ۔ رخسار سرخ ہو جائینگے جسم موزوں ہو جائے گا آواز درست ہو جائیگی ایک مشہور ڈاکٹر نے چہرے اور سفید ہونیوالے بالوں کے لئے یہی نسخہ تجویز کیا ہے اس سے آنکھوں میں چمک آ جائیگی اور دل کو قوت پہنچے گی یہ آب حیات کیا ہے گہرا اور درست سانس۔

ہم سے اکثر سرسری طور سے سانس لیتے ہیں اور اپنے پھیپھڑوں کے سرے سے سانس لیا کرتے ہیں جب تک ہم روزانہ

کھلی کھڑکی کے سامنے گہرا سانس لینے کی ورزشیں نہ کریں گے صحت و خوبصورتی پوری طرح ہم کسی طرح حاصل نہ کر سکیں گے جس کا حاصل کرنا ہمارا حق ہے۔ صرف پانچ منٹ صبح اور پانچ منٹ شام!

تماشہ گر عورتوں کو منظر پر جانے سے پہلے گھبراہٹ اور انتشار دور کرنے کے لئے گہرا سانس لینے کی ورزشیں کرنے کی مشقیں سکھائی جاتی ہیں۔

چلتے وقت جان بوجھ کے لمبے سانس لینا نہایت مفید ہے۔ خاص کر اس صورت میں کہ معدہ کے پٹھوں کو سیدھا یعنی ہشیار رکھا جائے اور ہر سانس پہ سینہ آگے کو ابھارا جائے اس کی دو مشقیں مفید ثابت ہوں گی۔

کولہوں پر ہاتھ رکھ کے کھڑکی کے سامنے بالکل سیدھی کھڑی ہو جاؤ منہ بند رکھو اور پسلیوں کے اندر گہرا سانس کھینچو۔ ایک لحظہ اسے روکو اور آہستہ آہستہ اسے باہر نکالو۔ شام اور صبح کو دس مرتبہ ایسا کیا جائے۔

دوسری ورزش پیٹھ جسم کو ٹھیک کرنے کے لئے مفید ہے۔ دروازہ پر اپنی ہتھیلیاں رکھ دو اور ایک گہرا سانس لو پھر آہستہ آہستہ باہر نکالتے وقت جسم کو آگے کو جھکاؤ حتی کہ کندھے دروازہ سے جا لگیں کم سے کم پانچ دفعہ ایسا کرو۔

امونیا کے فوائد جن دریوں کا رنگ اڑ جائے ان کے رنگ میں حیرت انگیز طریقے سے چمک پیدا کی جا سکتی ہے۔ امونیا ایک حصہ لیکر پانی دو حصہ میں حل کر کے دری پر ملیں رنگ بحال ہو جائے گا تیزاب اور چکنائی کے دھبے بھی جاتے رہیں گے۔ گویا دری بالکل نئی ہو جائیگی۔

روئی کے کپڑوں اور کمبلوں کا رنگ دھلتے دھلتے خراب ہو جائے انہیں امونیا کے اس مرکب میں بالکل سفید کیا جا سکتا ہے گھر کے کام آنے والی ہیڈروجن پروکسائڈ ۳ چھٹانک اور چند قطرہ امونیا تین سیر دس چھٹانک پانی میں ملائیں کپڑے آدھ گھنٹہ تک اس میں بھیگے پڑے رہنے دیں۔ پھر انہیں آہستہ آہستہ خشک کریں اگر ضرورت ہو تو کپڑے دوبارہ ڈبولیں۔

چائے پر اچانک مہمان چائے کے وقت معمول پر بعض اوقات اچانک مہمان آ ٹوٹتے ہیں۔ اس وقت گھر والی کو بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ اور اکثر بوکھلا جاتی ہیں۔ گھر میں کوئی چیز مہمان کے لائق نہ ہو تو وہ وقت ایسا نہیں ہوتا کہ ملازم بازار دوڑایا جائے۔ معمولی مٹھائی کچھ زیب بھی نہیں دیتی لیکن دماغ پر ذرا سا زور دینے سے کچھ نہ کچھ تیار ہو سکتا ہے۔ (۱) اسپیرگس (مارچوبہ) Asparagus کا ٹین لے لیں اور ڈبل روٹی کے برابر لمبے ڈنٹھل کاٹ لیں۔ ڈبل روٹی کی پتلی پتلی قاشیں کاٹ کے مکھن سے چپڑ دیں اور اس میں ایک ایک ڈنٹھل رکھ کے دو دو جوڑ دیں رکابی میں ان کا ڈھیر لگا کے ان پر خراسانی اجوائن چھڑک دیں۔

(۲) ڈبل روٹی کی قاشوں پر شہد لگا دیں اور دو دو پرت جوڑ دیں یا شہد پر مغز بادام یا پستہ وغیرہ باریک کتر کے بُرک دیں۔

(۳) ٹماٹر کی موٹی موٹی قاشیں کتر کے ان پر نمک و مرچ کالی چھڑک کے ڈبل روٹی کی قاشوں میں رکھ کے دو دو پرت کر لیں۔

(۴) آلو کے کباب گرم گرم بڑا مزا دیتے ہیں اور محنت بھی زیادہ نہیں لگتی بشرطیکہ آلو پکے ہوئے موجود ہوں۔ پانچ ایسے آلو کسی باریک کترنے والے کسر میں سے نکالیں۔ چھٹانک بھر آٹا نمک حسب ذائقہ آدھ چھٹانک پگھلے ہوئے مکھن میں ملائیں۔ دودھ کے ساتھ لئی بنالیں

کسی ہنی خیوہ میں آ ملا کر کے پیالے کے گول گول ٹکڑے کاٹ لیں کسی کو ہائی یا نرمی پان کو چکنا کر کے اس میں دس منٹ تک نہیں آنچ دیں ایک دفعہ شیں۔ اور بعد جہرے کو مس لگائیں اور گرم گرم کھلائیں۔

چہرہ کا نکھار ٹھنڈا پانی جلد صاف کرنے والی کریم اور جلد کو طاقت دینے والی کوئی چیز شلا عرق یا کریم - یہ تین چیزیں ہر روز میک وقت جلد صاف کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ پہلے چہرہ اور گردن اس صاف کرنے والی کریم سے جلد جلد صاف کر لیجئے ایں اور ملائم صاف روئی سے پونچھ ڈالو کر چہرے کی کسی گڑھے میں اس کا ذرا بھی اثر نہ رہے آنکھوں اور نتھنوں کے گرد ایسے خفیف کپ بہا کتے ہیں اس کے بعد ہاتھوں میں ٹھنڈا پانی لے کے چہرہ پر خوب چھپکے دیں۔ پھر ہاتھوں کو بجائے ناک کے جبڑوں کے گرد رکھیں۔ اور پندرہ بیس منٹ تک گالوں کو اوپر کی طرف تھپکی دیں۔ پھر چہرہ خشک کر کے جلدی طاقت بخش غذا لگائیں۔ اسے روئی سے لگانے کے ذریعہ لگانا چاہئے اور بعد اس پاؤڈر سے جلدی جلدی تھپکی دیں اور بالکل خشک کر دیں۔ اس طریقے سے جلد میں جان سی پڑ جائیگی اور تراوٹ آ جائیگی۔ ایک بات کی نہایت احتیاط رکھنی چاہئے۔ جلدی غذا لگاتے وقت چہرہ کو نیچے کی طرف رخ کر کے نہ دبائیں۔ رخساروں کو نیچے کی جانب کھینچنے سے بڑا نقصان ہوتا ہے اوپر کی سمت کی حرکت سے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں اور جلد لٹکنے نہیں پاتی۔

تھکن کے آثار جلد ملائم و صاف رکھنے کے لئے نگرانی کی سخت ضرورت ہے ورنہ جلد خشک جاتی ہے اور خوبصورتی غائب ہو جاتی ہے جلد لیپ بڑے کارآمد ہیں اور ان کا استعمال کچھ مشکل نہیں لوگ یونہی ڈرا کرتے ہیں۔

کملی ہوئی جلد کے لئے ایک نہایت آسان اور قوت بخش لیپ انڈے کی سفیدی اور بادام کے آٹے سے طیار ہو سکتا ہے سفیدی میں یہ آٹا ملا کے خوب پھینٹو حتی کہ یہ ملائی سی ہو جائے۔ مساموں کو کھولنے کے لئے چہرہ بھاپ اٹھتے ہوئے پانی کے برتن پر پانچ منٹ تک رکھیں کہ یہ لیپ چہرہ پر اور پیشانی بالوں تک اور نیچے ٹھوڑی کے آخر تک یکساں پھیلا دیں۔ چہرہ پر اسے لگا رہنے دیں اور سوکھ جانے دیں اب پھر چہرہ بھاپ اٹھتے پانی پر رکھ کے لیپ ملائم ہونے دیں اور پھر چہرہ کے ملائم کاغذ سے اسے پونچھ ڈالیں۔ پھر تھوڑی سی کولڈ کریم چہرہ پر ملیں خاص کر پونچھ دیں اور وچ ہیزل یا یوڈی کولون جیسے جلد کسنے والے لوشن لگا کے یہ عمل ختم کریں۔

ایک اور لیپ ہے جو بدرنگ ہو جانے والی جلد کے لئے بہت مفید ہے۔ یہ لیموں اور روغن زیتون سے بنتا ہے ایک لیموں کے عرق میں روغن زیتون کا ایک چمچہ ایک دفعہ میں ایک قطرہ کر کے ملائیں۔ مذکورہ بالا طریقے سے چہرہ کو بھاپ دیں۔ جذب کرنے والی روئی کی ایک گدی گرم پانی میں بھگو کے اور نچوڑ کے یہ لیپ اس پر پھیلا کے چہرہ پر لگائیں۔ چہرہ اور گردن کو آہستہ آہستہ تھپکی دیں اور بیس منٹ تک لگا رہنے دیں۔ زیادہ جذب کرنے والی روئی سے پونچھ ڈالیں اور کسی ململ میں برف کی ڈلی رکھ کے جلد پر مالش کریں۔ برف نہ ملے تو کوئی جلد کسنے والا لوشن لگائیں۔

امریکہ میں ڈھلکی ہوئی اور جھریاں پڑی جلد اور چہرے کے پھولے ہوئے پٹھوں پر شہد کا لیپ لگایا جاتا ہے۔ شہد اور انڈے کی سفیدی ہموزن لے کے باریک میدہ میں سخت لئی سی بنائی جاتی ہے۔ پہلے چہرہ کریم سے صاف کر لیں پھر اسے بھاپ دیں اور کوئی عمدہ جلدی کریم تھپکی سے لگائیں اور ایک تہہ سی بن جانے دیں۔ اس پر یہ شہد کا لیپ برابر برابر پھیلا دیں۔ پندرہ منٹ لگا رہنے کے بعد تولیے سے جو گرم

پانی میں نچوڑ لیا گیا ہو پونچھ ڈالیں اور جلد سوکھنے والے لوشن لگا کے ختم کریں۔

ان میں سے کوئی سا لیپ ہفتہ میں دو دفعہ لگانے سے چہرہ کا رنگ روپ اور بشرہ نہایت اچھا ہو جاتا ہے۔

عطر دانی کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ عورتوں کے زیوروں میں ایک ننھی سی نقرئی عطر دانی ہوا کرتی تھی جو باریک چاندی کی زنجیر سے گلے سے لٹکی رہتی تھی بلکہ ضرورت ہوتی تو اسے کھول کے دل کھول کے سونگھ سکتے تھے۔

یہ ایک کام کی چیز ہے، ایشیا ہی نہیں بلکہ مغرب میں بھی خوشبوؤں کا رواج رہا ہے۔ یونانی مصری اور ہندی قدیم تہذیبوں میں مذہبی مراسم میں خوشبوئیں ملائی اور چھڑکی جاتی تھیں غرض یہ تھی کہ ہوا صاف ہو جائے اور بیماری کا اثر نہ ہو پھر بڑے بڑے جلسوں میں مختلف طریقوں سے پاس رکھنے لگے۔ بعض مرصع عطر دان رکھتے جو ہماری ہندوستانی بیبیوں کے زیور کی طرح گلے سے لٹکا رہتا بعض ایسی ننھی سی صندوقچی کو ہاتھ میں رکھتے تھے، انگلستان میں ولیم ہشتم بادشاہ کے مشیر خاص کارڈنل والزی خوشبو کی گیند سنگترہ کے چھلکے میں رکھا کرتا تھا اور اسے سونگھا کرتا تھا۔ بعض ایسی خوشبوئیں ہتھیلیوں میں رگڑ لیتے تھے تاکہ وقت پر سونگھ لیں۔ ایشیا میں نہ معلوم کب سے رواج رہا اس عطر دانی کو مرد و عورت دونوں استعمال کرتے تھے، شاہان انگلستان کی قبرستانوں میں یہ رسم نظر آتی ہے اور کسیوں کے وقت بھی یہ رواج تھا۔ آج کل خیال ہے کہ شاید زمانہ شوق سنگھار میں پھر اسے جگہ مل جائے لیکن ہماری پرانی طرز کی بیبیاں اب بھی لٹکائے ہوئے ہیں۔ یہ بھی طبی اصولوں کے مطابق اچھی چیز ہے۔

کپڑوں کا سکڑنا بعض کپڑے پہننے کے بعد سکڑ جاتے ہیں اور بہت تکلیف دیتے ہیں اس کا ایک علاج تو یہ ہے کہ کپڑا ذرا زیادہ لیا جائے اور پہلے پانی سے دھو لیا جائے تاکہ جتنا سکڑنا ہو سکڑ جائے اور پھر اس کو قطع کیا جائے جب کپڑا سکھایا جائے تو کھینچا نہ جائے یونہی لٹکا دیا جائے لیکن اسے لٹکتے وقت اس میں سلوٹ نہ پڑے اور ناہموار بھی نہ رہے۔ جارجٹ، شفون اور بعض دیگر قسم کے کپڑے دھونے کے وقت یا رنگائی کے وقت سکڑ جایا کرتے ہیں انہیں کھینچ کے سکھایا جائے اور خشک حالت میں ان پر استری کی جائے اگر گیلی حالت میں استری کی جائے تو کپڑا لٹکنے کے بجائے کھنچا جاتا ہے۔ زیادہ زور سے نہ کھینچیں۔ بعض کپڑے ریشوں سے بنے ہوتے ہیں زیادہ زور سے وہ ہمیشہ کے لئے کھنچ جاتے ہیں۔ انکے دھوتے وقت بھی نہ کھینچیں ایسے کپڑوں کو رگڑ کے نہ دھوئیں۔ پانی خوب بھر لیا جائے اور اس میں کپڑا خوب ڈبو دیں اور کپڑا ڈبو ڈبو کے اوپر نیچے کر کے گزرنے دیں اور دبائیں۔

جلے کے دھبے ریشمی کپڑے یا ساٹن سے جلنے کے دھبے دور کرنے بالکل ناممکن ہیں لیکن روئی کے کپڑوں سے ان کا کامیابی سے دور کرنا ممکن ہے ایک چار کے پیالے کے برابر سرکہ لیں اور اس میں ایک پیاز کا عرق نچوڑیں اور آدھی چھٹانک فلرس آرتھ اور سات ماشے صابن کی چھیلن اس میں ملائیں یہ مرکب دھبے پر لگا کے کچھ دیر لگا رہنے دیں پھر کسی برش سے اسے صاف کر کے معمولی طریقے سے وہ کپڑا دھو ڈالیں۔

خانگی ٹوٹکے طبی اصول مقرر نہیں کیا جا سکتا ایک دن گھنٹے سو کے خوش رہ سکتا ہے دوسرا چھ گھنٹے سے زیادہ سو جائے تو دن بھر پژمردہ رہے ایک دن میں پیدل چل کے درست رہ سکتا ہے دوسرا صرف دو میل سے ہی خوش ہے ایک زیادہ کھا کے تندرست رہتا ہے دوسرا تھوڑی غذا سے خوش رہتا ہے چنانچہ آپ اپنے متعلق خود کریں کہ آپ کی اوسط کیا ہے کس حالت میں طبیعت ٹھیک رہتی ہے اور کب بگڑ جاتی ہے اس کے مطابق اپنا دستور العمل بنائیں اور طبی قیاسات کی پرواہ نہ کریں۔ گھر کا کام کاج شروع کرنے سے پہلے ہاتھوں پر دستانے پہن لو اگر یہ ناگوار معلوم ہوں تو تھوڑی سی ویسلین ہاتھ پر رگڑ لو میل کچیل اس میں جذب ہو جائیگا اور جلد میں نہ بیٹھے گا۔ صفائی کا کام کر چکنے کے بعد گرم صابن دار پانی میں ہاتھ دھو ڈالو اور تھوڑی گلیسرین یا روز واٹر لو۔ دوا ساز یہ مرکب آسانی سے بنا دیگا۔ ریسے بازار میں بنے بنائے ایسے مرکب بھی ملتے ہیں۔ رات کو کولڈ کریم مل لو ناخنوں کے اور نیچے کے حصوں کا خیال خاص طور کرو یہ کریم گھر میں بن سکتی ہے۔ دو چمچے عمدہ چربی لے کے اسے گرم پانی کے برتن میں رکھ کے پگھلاؤ پھر ایک بڑا چمچہ زنک آکسائیڈ اور چند قطرے اپنی پسندیدہ خوشبو کے اس میں ملا کے کلہیا میں رکھ کر ٹھنڈا اور ڈھک دو۔ دسترخوان یا کسی اور کپڑے پر میوہ کا دھبہ پڑ جائے تو دھبہ کو سگریٹ کے جھوٹی سی تھیلیا بنالو اور اس میں کریم آف ٹارٹر بھر کے باندھ دو اور اور چند منٹ تک صابن کے جھاگوں میں ابالو۔ پھر معمولی طریقہ پر دھو ڈالو۔ بالوں کے برش خراب ہو جائیں تو بہت کم ان پر اس قدر چھڑکو کہ اس کے اندر گھس

سیر زمین

ملکۂ حسن قتل - نیو فنس میں شہر و جرائم کی لہر نے پولس کو حیران و پریشان کر رکھا ہے حال ہی میں ایک خوبصورت ۲۰ سالہ لڑکی جسکو پچھلے سال ملکۂ حسن کا خطاب دیا گیا تھا، بے دردی سے قتل ہوئی ہے۔ لڑکی کے جسم پر ناخنوں کی کھروچوں کے زخم تھے کئی جگہ سے کھال بھی ہٹی ہوئی تھی۔ اسے جادو والوں کے طریقے سے ننگی کر دی گئی تھی۔ اس کے کپڑے اس کے پاس تار تار رکھے تھے جس پر کچھ جادو کے منتر لکھے گئے ہوں گے پولیس کا خیال ہے کہ یہ جرائم اسی نوعیت کے ہیں یہ گروہ لڑکیوں اور جادو کے لئے قتل و غارت پھیلا رہا ہے۔

چار بیویاں - شہنشاہ اکبر کی دایہ کے بیٹے خان اعظم مرزا نے اس سوال کے جواب میں کہ آدمی کو کتنی بیویاں کرنی چاہئیں یہ جواب دیا تھا کہ آدمی کو چار بیویاں کرنی چاہئیں۔ ایک ایرانی عورت جو باتیں کیا کرے۔ دوسری خراسانی عورت جو خانگی امور کا انتظام کیا کرے۔ تیسری ہندی عورت جو بچوں کو پالے پوسے۔ چوتھی ماوراءالنہر ترکستان کی عورت تاکہ وہ تینوں بیویاں پر رعب جمانے کے لئے کوڑے کا استعمال کیا کرے۔

سو برس کی بڑھیا - انگلستان میں ایک سو برس کی بڑھیا رہتی ہے جس کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اس کا دل اس قدر قوی ہے جتنا کہ چالیس برس کی عورتوں کا بھی نہیں ہوتا۔ چند ہفتوں کا ذکر ہے کہ وہ ذات الجنب میں مبتلا ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے جواب دیدیا کہ لیکن اپنے دل کی حیرت انگیز قوت سے وہ اچھی ہو گئی اور ڈاکٹر انگشت بدنداں رہ گئے۔

عقاب سے لڑائی - ایک عورت ہوائی جہاز میں پہاڑ سے ۱۵ ہزار فٹ بلندی پر اڑ رہی تھی اس نے دیکھا کہ دو عقاب پہاڑی بٹیروں کے گلے پر حملہ کر رہے ہیں۔ اس نے جہاز کو نیچے غوطہ دے کے عقابوں کے اوپر اڑایا تاکہ اسکی گرج سے وہ ڈر جائیں۔ عقابوں نے یہ سمجھ کے کہ یہ کوئی عجیب قسم کا عقاب انہیں ان کے شکار سے ہٹانا چاہتا ہے خفا ہو کے جہاز پر اس بری طرح حملہ کیا کہ اس عورت کی جان بچانی مشکل ہو گئی۔ وہ ذرا دیر کرتی تو اس کا پنکھا وہ توڑ دیتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک عقاب کی چنگل سے چوٹ کھا کے جہاز بے قابو ہو گیا۔ اور کئی سو فٹ نیچے تک بیٹھتا چلا گیا وہ سنبھلی اور ان غصہ میں بھرے ہوئے پرندوں میں سے جلدی جہاز نکال کے لے گئی۔

زمانہ بدھ میں عورت ذات - بمبئی کی انجمن ارتقائے انسان کے ماہواری جلسہ میں مسٹر پادال ہے نے زمانہ بدھ کے طرز ترقی پر ایک مضمون پڑھا۔ اس میں انہوں نے بتایا کہ لڑکی کی شادی کی عمر ۱۶ سال تھی۔ اوائل عمر کی شادی بہت ہی کم تھی۔ ہر شخص عورت تھی یا مرد بجائے خود ایک مکمل ذات تھی اور ایک دوسرے کی تکمیل میں سمجھا جاتا تھا۔ شادی ایک معاہدہ تھی اور مقدس مذہبی عقیدہ تھی کہ ٹوٹ بھی نہ سکے۔ شادی کرنے سے پہلے حسب نسب دیکھا جاتا تھا دولت نہیں دیکھی جاتی تھی۔ جہیز دینے کا بھی رواج تھا۔ انتقال نتیگ میں اس کا باپ دولہن بیٹی کو گاؤں تک دے جاتا تھا۔ طلاق کی اس زمانہ میں اجازت نہ تھی اور اس کے لئے کسی عدالتی فیصلہ کی ضرورت نہ تھی لیکن عورت کو پاکدامنی کا سخت حکم تھا۔ بیواؤں کا نکاح بھی رائج تھا اور چار بیویاں کرنیکا بڑے پیمانہ پر رواج قائم تھا۔

محویت کا نتیجہ - یورپ کا ایک سائنس کا پروفیسر اپنی جماعت کو سبق دے رہا تھا کہ اسے پیاس لگی اور وہ عالم محویت میں ایک

پیالہ جس میں تیزاب بھرا ہوا تھا پانی سمجھ کے غٹ غٹ پی گیا نتیجہ مہلک نکلا وہ اسی وقت جانکنی کی حالت میں زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور چند سیکنڈ میں مر گیا

ترکی میں شادی کے جدید قواعد سنہ ۱۹۳۰ء میں طلاق کی بہت سی درخواستیں عدالتوں میں پیش ہوئیں لیکن صرف ۲۰۲ منظور ہوئیں اس شادیوں کی تعداد ۵۰۶۸۹ تھی طلاق حاصل کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ عدالتیں ایسا کرنا نہیں چاہتیں علاوہ ازیں ہر مسئلہ کی کہنہ تک مقدمہ کو نہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ ۱۳۱ مقدمات میں تین سال سے زیادہ عرصہ طلاق حاصل کرنے میں لگا۔ ۸۰ فیصدی طلاقیں مزاجوں کی ناموافقت کی وجہ سے عطا کی گئیں۔ ۲۲۰ مقدمات میں عورتوں کی اور ۷۰ میں مردوں کی بیوفائی کی وجہ سے طلاق دی گئی۔ خیال یہ ہے کہ گو عورتیں ترک مردوں سے کم وفادار نہیں لیکن وہ عام طور سے مرد کی بیوفائی پر چشم پوشی کر جاتی ہیں۔ اس کی وجہ وہی قدیم قانون ہے جس کی رو سے مرد ایک سے زیادہ بیوی کر لیتا تھا۔ ابھی یہ رواج پوری طرح اس ملک سے دور نہیں ہوا گو وہاں کی مجلس قانون اس کے متعلق پابندی لگا رہی ہے۔

بلا علم بیوی طلاق ۔ سیالکوٹ کے ایک مسلمان نے شادی کے کچھ عرصہ بعد ارادہ کیا کہ دوسرا نکاح کرے لیکن ہونے والے خسر نے کہا جب تک تم اپنی بیوی کو طلاق نہ دو گے میں اپنی لڑکی نہ دوں گا۔ چنانچہ اپنی پہلی بیوی کو خبر کئے بغیر اس نے اسے طلاق دیدی اور ایک طلاق نامہ لکھ کے جدید خسر کو دیدیا۔ اس کے مرنے پر جائداد پہلی بیوی اور دوسری بیوی کے لڑکے کے نام چڑھ گئی۔ موخر الذکر نے دعویٰ کیا کہ پہلی بیوی طلاق یافتہ ہونے کے باعث اب وراثت نہیں پا سکتی۔ عدالت نے ڈگری دیدی لیکن ڈسٹرکٹ جج نے اپیل منظور کر لیا کہ طلاق نامہ ایک بہانہ تھا اور طلاق دینے کی منشا نہ تھی۔ عدالت عالیہ لاہور نے اپیل ثانی پر قرار دیا کہ جب طلاق نامہ لکھا گیا تو قیاس کیا جا چکا کہ شوہر کی منشا بیوی کو طلاق دینا تھا اس لئے طلاق نافذ ہو گئی گو بیوی کو خبر نہ ہوئی۔

مال سے خودکشی ۔ ٹیونس کے ایک قہوہ خانہ کے مالک نے خودکشی کا ایک نیا طریقہ ایجاد کر کے دنیا کو حیران کر دیا ہے اس نے ایک زہریلی چیز کھائی لیکن جب دس منٹ اس پر کچھ اثر نہ ہوا تو وہ رات کو بستر پر سے اٹھ بیٹھا اور کھانا کھانے لگا۔ روٹی کی جگہ اس نے بنک کے نوٹ کھانا شروع کئے، ہزار ہزار اور سو سو فرینک کے چند نوٹ اس طرح غائب ہو گئے، وہ نوٹوں کو گوشت اور دیگر ترکاریوں سے لگا لگا کے کھاتا رہا اس کے بعد اس نے پانچ پانچ اور دس دس فرینک کے نوٹ ختم کئے، چند گھنٹے بعد اس کا دم گھٹنے لگا اور مر گیا ایک ڈاکٹر بلایا گیا جس نے ایک پانچ فرینک کے نوٹ کا باقی ماندہ حصہ گلے میں پھنسا ہوا نکالا۔

ماں کی خوشی ۔ شنگھائی میں جاپانیوں نے اس علاقہ میں جو انہوں نے پچھلے مہینہ کی جنگ کے بعد فتح کیا گذشتہ لڑائی کا نقشہ ایک مصنوعی جنگ کی طرح ڈال کے کھینچا۔ مقصد یہ تھا کہ مرنے والے سپاہیوں کے جو رشتہ دار اور دوست وہاں آئے تھے انہیں اس جنگ کا پورا نظارہ دکھایا جائے۔ ان میں سے ایک ماں بھی تھی جو اپنے بیٹے کی قبر دیکھنے جاپان سے سفر کر کے آئی تھی اسی طرح چینی خندقیں دکھائی گئیں۔ ان کے جواب میں جاپانی توپ خانہ سے شدید گولہ باری کی گئی اور آسمان سے ہوائی جہاز دشمن کے گرائے گئے، فرضی طور پر چینی گولہ باری کی شدت سے جاپانی فوج پیچھے ہٹی۔ انہوں نے وہ سین بھی دکھایا جبکہ تین جاپانیوں نے اپنے آپ کو آتشگیر مادوں سے لاد کے چینی خاردار باڑ پر ڈالدیا اور خود جھٹک اڑ کے اپنے ساتھیوں کے لئے راستہ کھول دیا اس وقت ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے شکر گذاری سے کہا شکر شکر مجھے اپنے بچہ پر ناز ہو مجھے اس کے دوستوں کے پاس لے چلو تا کہ میں اس لڑائی کے حالات ان سے دریافت کروں۔

پڑ گئیں تھا لیکن چینی کسان گھبرا گئے کہ پھر مصیبت آئی اور از سر نو جنگ چھڑ گئی۔ سینما والے بھی موجود تھے انہوں نے
اس تماشہ کی تصویریں لیں۔

ٹراونکور میں عورتیں — ریاست ٹراونکور چونکہ شمالی ہند کے شور و شغب اور فتنہ و فساد سے ہمیشہ سے محفوظ رہی ہے اس لئے باقی ریاستوں کے مقابلہ میں بہت ترقی یافتہ ہے۔ یہاں مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مرد ۳۸ فیصدی تعلیم یافتہ ہیں جو اوسط باقی ہندوستان سے دگنی ہے عورتیں ۱۷ فیصدی سے زیادہ خواندہ ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہندوستان میں عورتیں صرف دو یا تین فیصدی ہی پڑھی لکھی ہیں اور حیدرآباد میں صرف ایک فیصدی۔ وہ عورتیں وہاں وکالت کرتی ہیں اور بہت سی شفا خانوں اور مدرسوں میں ملازم ہیں۔

برطانیہ میں جرائم — سارے ملک میں پہلے کے مقابلہ میں نقب زنی اور چوریوں کی تعداد زیادہ رہی۔ اکیلے لندن میں سنہ ۱۹۳۰ء میں تین ہزار چار واردتیں تھیں۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ان کی تعداد آٹھ ہزار۔ بازار کے ہی وقت ایک بجانے کے واقعات سنہ ۱۹۲۹ء میں لندن کے رقبہ میں ۱۹ تھے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں ۳۰ اور مئی سنہ ۱۹۳۱ء سے نومبر سنہ ۱۹۳۱ء تک ۱۶ ہوئے۔ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء میں یہ واقعات ۳۰ فروری میں ۴۹ مارچ میں ۱۱۳ رونما ہوئے گویا آٹھ سال کے مقابلہ میں یہ تعداد سات آٹھ گنی زیادہ ہے۔ قتل کی وارداتیں بھی ہوئیں جن میں بعض بہت ہوشربا ہیں۔ ان میں گذشتہ سال ۱۰۹ کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ بچوں میں بھی جرائم کی تعداد زیادہ ہے۔ لڑائی کے بعد یہ تعداد بڑھتی رہی ہے کیونکہ بچوں کے سروں سے باپوں کے سائے اٹھ گئے۔

اشتہاروں سے کروڑوں — یہ مستند خبر ہے کہ دنیا میں اس وقت رگلی کا منہ میں چبانے کا گوند بیس کروڑ روپیہ سے زیادہ کا فروخت ہو رہا ہے گوند بنانے والا حال ہی میں فوت ہوا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہاری اس کامیابی کا راز کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے یہ گوند دنیا میں ہر جگہ لوگوں کے منہ میں پہنچا دیا ہے اس کا باعث اشتہار ہے۔ اشتہار ریل چلانے سے مشابہ ہے۔ تمہیں انجن میں کوئلہ اوپر تلے کرتے رہنا پڑتا ہے اگر ایسا نہ کرو تو آگ بجھ جائے گی۔ دربالفاظ دیگر اشتہار طرح طرح سے دیتے رہنے سے کاروبار ترقی کرتا ہے ورنہ بند ہو جاتا ہے۔

دنیا میں ریلیں — کل دنیا کی ریلوں پر اس وقت ۔۔۔۔۔۔ ۹۲۵ پونڈ سرمایہ لگا ہوا ہے (ڈیڑھ شلنگ ایک روپیہ کے برابر برابر ہوتا ہے اور ایک پونڈ میں ۲۰ شلنگ ہوتے ہیں) اس کا آدھا یورپ میں لگا ہوا ہے دنیا میں ۔۔۔۷۶۵ میل تک ریل پھیلی ہوئی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ۔۔۔۲۶۷ میل روس ۔۔۔۴۶ میل جرمنی ۔۔۔۳۹ میل ہندوستان ۔۔۔۳۰ فرانس ۔۔۔۳۱ آسٹریلیا ۔۔۔۲۳ آسٹریا ہنگری ۔۔۔۲۸ برطانیہ ۲۳۴۷ کناڈا ۲۷۵۰۱ ارجنٹائن ۔۔۔۲۰ میکسیکو ۔۔۔۱۶ برازیل ۔۔۔۱۴ اٹلی ۔۔۔۱۱ ہسپانیہ ۔۔۔۔۱ جاپان ۔۔۔۷۵ سوئٹزرلینڈ ۔۔۔۳۵ ۔

طبیعات — جب بارش ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بادل اپنی جگہ پر قائم ہے حالانکہ صورت یہ ہے کہ وہ بارش بن کے زمین کی کشش سے زمین پر آتا رہتا ہے۔ تعجب ہے کہ بادل زمین پر کھنچا چلا آنے کے باوجود آسمان میں برابر نظر آتا ہے۔ سنئے۔ بادل ان پانی کے قطروں کا مجموعہ ہوتا ہے جو زمین سے بخارات بن کر آسمان کی طرف چڑھتا اور خاک کے ذروں پر جم کے رہ جاتا ہے جب وہ ہوا سے زیادہ وزنی ہو جاتا ہے تو زمین کی کشش سے بارش بن کے زمین پر آ گرتا ہے۔ بارش کے وقت یہی قطرے جو بادل نظر آیا کرتے ہیں زمین پر گرتے رہتے ہیں لیکن تمہیں بادل ہوا میں برابر تیرتا نظر آیا کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بخارات ہوا سے ہلکے ہوتے ہیں وہ برابر اس میں سے اٹھتے پھیلتے اور ٹھنڈے ہو کے پانی صورت میں جمتے رہتے ہیں یہ زمین پر برسنے والے قطروں کی جگہ لیتے رہتے ہیں کوئی پوچھے کہ جب بادل چھائے ہوئے ہیں بارش ہو رہی ہے زمین سے

بخارات کیسے اٹھتے اور بارش کے قطروں کی جگہ لیتے رہتے ہیں۔ بارش کے قطرے زمین کا رُخ کئے ہوئے کثیف تر [illegible] ہوا میں سے گزر [illegible] ہوئے عمل تبخیر میں مبتلا ہو کے پھر بخارات بننے شروع ہو جاتے ہیں اس طرح بادل اپنی صورت اور جگہ قائم رکھے ہوئے [illegible] ہے۔

ہر چوتھے سال انگریزی سال میں ایک دن فروری کے مہینہ میں بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] دنیا دن [illegible] ہے۔ یہ چار سال میں ۲۴ گھنٹے جو کے ایک دن ہو جاتے ہیں اور ایک دن ہر چوتھے سال اس طرح بڑھانا پڑتا ہے [illegible] شمار میں آنے سے رہ جاتے ہیں اس طرح خاص صدی کے آخر میں ایک دن بڑھانا پڑتا ہے وہ صدی ۴۰۰ پر پوری [illegible] ہے۔ مثلاً ۱۷۰۰ء ۱۸۰۰ء ۱۹۰۰ء تو معمولی سال ہیں لیکن ۲۰۰۰ء وہ سال ہے جس میں ایک دن بڑھایا جائے گا [illegible]

بندر نما ٹڈا۔ ایک ٹڈا امریکہ میں سائنسدانوں کے زیر مطالعہ ہے۔ وہ پتوں کی ہری ہری کونپلوں پر گزارہ کرتا ہے [illegible] حفاظت کرتی ہیں اور ٹڈے کو دیکھتے ہی اس پر حملہ آور ہو کے مار ڈالتی ہیں لیکن ٹڈا ایک باریک ریشم کی ایک نہایت خفیف سی [illegible] کی طرف سے گنڈار پر حملہ کر کے کھا جاتا ہے۔ سردیوں کے شروع میں یہ اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ دیکھنے والے کو وہ ایک بندر کا منہ معلوم ہوتا ہے۔ چہرہ [illegible] ہوتی ہے اور سینے میں دو آنکھیں چمکتی ہیں۔ جاڑے کے اختتام پر وہ تیتری بن جاتا ہے۔

پھلجھڑیاں۔ جنوبی افریقہ میں کمبرلے اپنے ہیرے جواہرات کی کانوں کے لئے مشہور ہے۔ ۱۸۸۰ء میں ایک کمپنی ایک لاکھ پونڈ کے [illegible] سے جاری ہوئی تھی۔ وہ وہاں سے ہیرے کھود کھود کے منڈی میں بھیجتی تھی ۱۹۲۰ء میں اسے چھ لاکھ ۹۰ ہزار پونڈ کا گھاٹا [illegible] لیکن اگلے [illegible] سال میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کا نفع رہا۔ اب اقتصادی پستی نے اس کا گلا بھی گھونٹ دیا ہے کیونکہ لندن کا جوہری بازار اس قدر مندا ہے کہ کوئی ہیرے پوچھتا بھی نہیں۔ کئی دکانوں کا دیوالہ نکل گیا ہے اور اب یہ کمپنی بھی ٹوٹ جائے گی اور کانیں بند کر دی جائیں گی۔

بیلجیم میں پولیس نے ایک [illegible] کا پتہ لگایا ہے جو ایک سابق سراغرساں نے جاری کر رکھا تھا اس میں چوروں اور نقب زنوں کو [illegible] سکھایا جاتا [illegible]

۱۹۳۰ء میں امریکہ کی عورتوں نے اپنے پر ایک ارب ۴۶ کروڑ ۶۶ لاکھ ۹۶ ہزار ۶ سو ۷۶ روپیہ اور سنگھار کی دوکانوں پر اس قسم سے ۹۳ کروڑ ۳۰ لاکھ ۴۳ ہزار تین سو ۴۰ روپیہ زائد خرچ کیا۔

فرانس میں ایک سو برس کا طاقتور [illegible] رہتا ہے۔ وہ ہر روز صبح کے وقت بلا ناغہ ٹھنڈے پانی سے نہاتا ہے وہ اپنی طویل العمری کا راز یہی کہتا ہے۔ امریکہ میں ایک کسان دنیا کا سب سے مضبوط آدمی ہے وہ اپنا دس من کا سانڈ اپنے کندھوں پر اٹھا لیتا ہے اس کی ایسی حالت کی تصویر حال ہی اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ زارو آغا ۱۵۶ برس کی عمر والا دنیا کا سب سے بڑی عمر کا ترک انگلستان کے ایک ہوٹل میں انگریزی کھانوں کی خوشبوؤں اور مزوں سے کھانے پینے کے متعلق اپنی ساری دانائی بھول گیا اس نے اشاروں سے خدام کو کہا کہ اور لاؤ۔ چنانچہ اسے اور کھانا دیا گیا۔ اس نے پھر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اسے اور دیا گیا عین اس وقت وہ بکھر گیا اسے فوراً شفاخانہ پہنچایا گیا۔ جہاں طبی معائنہ سے خفیف بدہضمی کی علامات پائی گئیں چنانچہ ڈاکٹروں نے اسے گھر جانے کی اجازت دیدی۔ ایک ڈاکٹر پچکاری کی سوئی سے مریض کے جسم میں دوا پہنچا رہا تھا سوئی ٹوٹ گئی۔ اس نے اسے نکالنا چاہا لیکن مریض نہ مانا۔ سوئی نے دل کا حال بالکل خراب کر دیا اور وہ مر گیا۔ [illegible] دنیا اب پھر بجو میں بجو کے بند رکھ کے لندن پہنچائے گئے ایک شخص ایسی بیماری میں مبتلا تھا جس کا نتیجہ پاگل پن اور موت تھا بجو کھول کے ان [illegible] کو مریض کی ٹانگ پر خوب دل کھول کے کاٹنے دیا وہ آدمی اچھا ہو گیا اور اب کام کر رہا ہے۔ لندن کے چڑیا گھر میں ایک بھینس نے ایک بچھڑا دیا ہے جو چھوٹے سوٹ کیس یا کوٹ کی جیبیں یا جیب میں با آسانی آ جاتا ہے۔ اس کا باپ چھوٹا بھینسا ہے جو ایک معمولی کتے کے برابر ہے۔ ۳۰ سال میں [illegible] انگلستان کے ایک مرغی فروش کے کتے نے رات کے وقت ۱۲۷۲ چوہے مارے۔ مس کیسری سارہ انگلستان میں ۱۰۵ برس کی عمر میں اب فوت ہوئی ہے۔ ایک شفاخانہ کی ڈاکٹر نے ۳۴ سو تھوں پر اپنے جسم کا خون مریضوں کی بدن میں داخل کر دیا۔ ایڈنبرا میں ایک بیرن سر ہیو برٹ نکسن ایک انگریز عورت سے شادی ہو نیوالی ہے جو اپنا مذہب تبدیل نہ کرے گی۔ اس امیر کی عمر ۴۳ سال ہے اور مسلمان ہو کے قادری سلسلہ میں منسلک ہو گیا۔

محمد مظفر

کیا آپ کا نام اس فہرست میں ہے؟

کاغذ، لفافہ، چھپائی وغیرہ کا محصول ڈاک بڑھ جانے سے ... پہلے سے زیادہ کا خرچ صرف ... ہو گیا۔ ... دفتر عصمت کا ... اور ... ہو گیا ہے۔ پہلے فیصلہ کیا ہے کہ ... عصمت ... میں اختتام سال کی اطلاع ساتھ ... بذریعہ ... کر دی جاتی تھی ... طرح ... پوسٹ کارڈ کے ... ہر سال ایسے خریداروں کا سال ختم ہونے کی اطلاع بھیج دی جایا کرے جن خواتین و حضرات کے نمبر خریداری اور نام درج ذیل کئے جاتے ہیں ... کا چندہ اس ... کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے ... ان سے درخواست ہے کہ بذریعہ منی آرڈر آئندہ سال کا چندہ روانہ فرما کر ہمیں ممنون کریں۔ منی آرڈر ... کوپن پر نمبر خریداری ... ضرور تحریر فرمائیں۔ وی پی منگوانے سے منی آرڈر بھیجنے میں نہ صرف ... کی کفایت ہے بلکہ بہت سہولت ... ایسا بھی ہوتا ہے کہ وی پی ڈاکخانہ کی غفلت یا ملازموں کی لاپروائی سے واپس چلا جاتا ہے اور عصمت کو زبردست مالی نقصان پہنچتا ہے ... یہ دوبارہ وی پی نہیں لوٹاتا بلکہ ... ڈاکخانہ بھیجنا پڑتا ہے تیسرے وی پی کا روپیہ بعض دفعہ بہت دیر میں وصول ہوتا ہے۔

اگر کسی وجہ سے آئندہ کے لئے پرچہ بند کرنا ہو تو پوسٹ کارڈ پر خریداری نمبر کے ساتھ انکاری اطلاع دے کر ممنون فرمائیں ... ہیں بھی اپنے پرچے کے وی پی واپس نہیں کرتیں بلکہ آئندہ کے لئے بند کرنا ہے تو انکاری خط تحریر ... عصمت شریف مہذب اور ملک کی اصلی ... خواتین و حضرات کا پرچہ ہے ... عصمتی بہنوں اور بھائیوں سے امید ہے کہ وہ وی پی کی واپسی ... عصمت نقصان پہنچانا پسند ... ہیں گے (۳۰) انکاری خط یا منی آرڈر ... ۲۵ تاریخ تک دفتر میں موصول نہ ہوا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وی پی کا انتظار ہے ... جون کو ... بذریعہ وی پی روانہ ہوگا جس کا وصول کرنا ان بھائیوں اور بہنوں پر اخلاقی فرض ہے۔ دیکھئے آپ کا نام اس فہرست میں ہے۔ اگر ... نام ہے تو آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجئے یا پرچہ جاری رکھنا نہیں ہے تو انکاری اطلاع فوراً کر دیں ... وی پی حاضر ہوگا اسے وصول ... فرما کر ... ہماری تمام کوششوں میں ہاتھ بٹایئے۔

مینیجر

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۲۲	اہلیہ ... صاحب جگدلپور	۵۲۸	خانصاحب ... شریف صاحب ... پور	۶۵۰	سید اعجاز علی صاحب بجنور	۱۲۰۰	بنت ... حسن خانصاحب جلال آباد
۳۰	مسز ... بمبئی	۵۴۹	خانصاحب غلام رسول صاحب لاہور	۶۵۵	مسز سید ... صاحب ... گنج	۱۲۰۳	بیگم ... حبیب ... صاحب ...
۱۸۶	بیگم ... خانصاحب ... پور	۵۸۰	بشیر ... اکرام ... صاحب ناگپور	۹۵۷	محترمہ ... جان ... صاحبہ ...	۱۲۸۳	بیگم غلام ... صاحب ...
۱۹۹	... صاحب ...	۵۸۵	محمد اعظم صاحب لاہور	۹۴۴	مسز ... علی صاحب ...	۱۲۹۰	غلام محمود صاحب ... حیدرآباد دکن
۲۰۲	سید اشتیاق ... صاحب ...	۵۹۱	مسز خانصاحب ... صاحب ...	۹۹۹	صاحبزادہ مرزا بشیر ... صاحب ...	۱۵۰۰	مسز ... صاحب ...
۲۲۴	بشیر ... الدین صاحب ...	۵۹۴	نواب قیصر جہاں صاحب ...	۱۰۱۲	بیگم خانصاحب ... حسین صاحب ...	۱۵۰۲	مسز غلام ... صاحب علی گڑھ
۲۹۹	والدہ ... صاحب ...	۵۹۵	مسز ... الدین صاحب بمبئی	۱۰۱۳	بیگم قاضی عبدالرحمن صاحب ...	۱۵۰۷	مسز محمد صدیق صاحب ...
۴۰۱	بیگم خان بہادر غلام ... صاحب ...	۶۰۱	مس ... صاحبہ بمبئی	۱۰۳۰	منشی غلام محمد صاحب امرتسر	۱۵۰۹	مسز ... محمد شفیع صاحب ...
۴۰۹	بیگم ... صاحب ...	۶۰۶	عبداللہ حاجی ذکریا صاحب کراچی	۱۰۵۴	ڈاکٹر عبدالحمید صاحب لاہور	۱۵۱۳	بشیر ... علی صاحب ...
۴۹۷	میاں محمد ... صاحب ...	۶۱۸	محترمہ ... طاہرہ صاحبہ پشاور	۱۰۶۳	مسز ... صاحب ... حیدرآباد	۱۵۱۴	... الدین غلام عباس صاحب ...
۴۹۸	خان بہادر ... صاحب ...	۶۳۹	مسز ... علی صاحب عباسی آگرہ	۱۳۰۲	بنت خان بہادر ...	۱۵۲۳	محترمہ ... صاحبہ ...
۵۱۲	... صاحب ...	۶۴۰	مسز ... الدین ... صاحب ...	۱۲۳۹	بیگم ... صاحب ...	۱۵۲۹	محترمہ حمیدہ اختر صاحبہ ...
۵۱۳	مسز عبدالسبحان صاحب ...	۶۴۹	محمد ... صاحب ...	۱۳۱۰	بیگم غلام ... صاحب کوتوالی	۱۵۰۳	... محمد شریف عالم صاحب ...
۵۱۹	آغا ... حسین صاحب ...	۶۵۵	محترمہ ... بیگم صاحبہ ...	۱۳۱۱	غلام محمد بیگ صاحب ...	۱۶۱۵	بشیر ... بیگم صاحبہ ...
۵۲۲	محمد بخش صاحب ...	۶۹۰	مسز عبدالوحید صاحب ...	۱۳۲۰	مسز سید ... صاحب ...	۱۶۳۱	ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب ...
۵۲۰	... صاحب ...	۶۱۹	مسز عبدالقیوم صاحب ...	۱۳۲۸	... خانصاحب ... گنج	۱۶۳۸	مسز محمد اکرم خانصاحب ... آباد
		۶۰۹	دختر عبدالحمید صاحب ...				

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۱۹۰۵	سید محمد احمد صاحب بہو	۲۸۴۴	مس ... غلام حسین ... صاحب جونپور	۲۹۵۱	بیگم صاحبہ ... صاحب ...	۵۱۲۵	بیگم ...
۲۰۵۹	عزیزہ بی بی و عائشہ بی بی کلکتہ	۲۸۴۸	شہزادی ... الیاس صاحب ...	۲۹۶۰	بیگم مولوی محمد ... صاحب میرٹھ	۵۱۳۴	بیگم ...
۲۰۶۰	محمد الیاس صاحب سہار	۲۸۴۰	... علی صاحب ... دکن	۲۹۶۳	بیگم مولوی محمد سلطان حسن خان صاحب ...	۵۱۵۱	بیگم ...
۲۰۲۵	محترمہ آنسہ صدیقی صاحبہ دہلی	۲۸۶۱	بنت سید احمد صاحب مرحوم کراچی	۲۹۶۴	بیگم مرزا ... صاحب آگرہ	۵۱۵۸	بیگم ... صاحب ...
۲۰۲۶	مسز ... صاحب ...	۲۸۷۵	... صاحب ... حیدرآباد	۲۹۶۵	بیگم خان بہادر قاضی ...	۵۱۶۰	بیگم ... صاحب ...
۲۰۲۸	مسز غلام حسین ... صاحب جالندھر	۲۸۷۷	محترمہ ... الحسن صاحب صدیقی کانپور	۲۹۶۹	بیگم مرزا ... حسین صاحب ...	۵۱۶۱	... صاحب ...
۲۰۲۹	مولوی محمد ... صاحب ... دکن	۲۸۷۸	بشیرہ محمد ... خان صاحب ...	۲۹۸۲	بیگم محمد عبد المجید خان صاحب ...	۵۱۶۳	بیگم ... صاحب ...
۲۰۵۵	سید مصطفیٰ حسین صاحب ...	۲۸۷۹	اہلیہ نواب ... صاحب حیدرآباد دکن	۲۹۸۳	بیگم مولوی ... صاحب ...	۵۱۶۴	بیگم ...
۲۰۵۸	محترمہ ... صاحبہ ...	۲۸۰۴	مسز ... حبیبہ صاحبہ ... سلیم	۲۹۹۰	بیگم ... خان صاحب ...	۵۱۶۵	بیگم ... سیالکوٹ
۲۰۶۵	محترمہ ... صاحبہ ... گرام	۲۸۸۴	شیخ محمد عباس خان صاحب پشاور	۲۹۹۲	بیگم مولوی ... صاحب ...	۵۱۶۶	بیگم ...
۲۰۶۹	بنت ... خان صاحب ...	۲۸۸۸	مسز سید محمد ... صاحب کریم نگر دکن	۲۹۹۵	بیگم ... صاحب ... بمبئی	۵۱۷۰	بیگم ...
۲۰۷۰	منظور علی صاحب پٹنہ	۲۸۹۰	... حسن خان صاحب ...	۳۰۰۰	بیگم ... بمبئی	۵۱۷۲	بیگم ... جالندھر
۲۰۷۱	خورشید سلطانہ بیگم صاحبہ ... آباد	۲۸۹۳	محترمہ ... بیگم صاحبہ ...	۳۰۰۳	بیگم ... مرزا غلام ...	۵۱۷۴	بیگم ...
۲۰۷۳	چودھری غلام احمد خان صاحب ...	۲۸۹۴	سید ... علی صاحب ... گڑھ	۳۰۲۱	بیگم ... حسین صاحب ...	۵۱۷۷	...
۲۰۷۸	اہلیہ چودھری ... لاہور	۲۸۹۹	مسز ... صاحب ...	۳۰۲۹	بیگم خان بہادر ...	۵۱۸۳	بیگم ...
۲۰۷۹	بیگم ... قاسم صاحب ...	۲۹۰۳	سید محسن شاہ صاحب لاہور	۳۰۳۵	بیگم ... صاحب ...	۵۱۸۴	بیگم ... صاحب لاہور
۲۰۸۳	بنت شیخ محمد ... میرٹھ	۲۹۰۷	سید محمد جمیل صاحب مرزاپور	۳۰۳۹	بیگم ...	۵۱۸۵	بیگم ...
۲۰۸۴	طیبہ بیگم صاحبہ ...	۲۹۱۴	بشیرہ ... خان صاحب ڈیرہ دون	۳۲۲۷	... نواب ...	۵۱۹۰	بیگم ...
۲۰۸۷	بیگم یار محمد خان صاحب ...	۲۹۱۰	بیگم نواب ...	۳۵۲۵	بیگم ... صاحب ...	۵۱۹۱	بیگم ... صاحب ...
۲۰۸۸	وزیر اعظم صاحب ...	۲۹۱۹	بیگم صاحب ... کریم بخش صاحب ...	۳۶۱۸	... خان صاحب ...	۵۱۹۲	بیگم ...
۲۰۹۰	مسز یونس عثمان صاحب کلکتہ	۲۹۲۰	بیگم ... خان صاحب ...	۳۴۹۳	... صاحب ...	۵۱۹۳	بیگم مولوی ...
۲۰۹۱	قاضی ... صاحبہ ...	۲۹۲۱	بیگم سید ... حسین صاحب ...	۴۸۲۵	بیگم محمد ... دہلی	۵۱۹۴	بیگم مولوی ...
۲۰۹۲	اہلیہ ... صاحب ... گڑھ	۲۹۲۲	بیگم مرزا ... بیگ صاحب فیروزآباد	۵۰۳۳	... سید محمد ...	۵۱۹۷	ڈاکٹر ... خان صاحب ...
۲۰۹۵	سید ... حسن صاحب ... چھاؤنی	۲۹۲۴	بیگم محمد کرامت علی خان صاحب ... آباد	۵۰۴۹	میاں محمد لطیف صاحب ...	۵۱۹۸	... بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن
۲۰۹۹	محمد علی خان صاحب مدراس	۲۹۲۵	بیگم ... صاحب ...	۵۰۵۲	مسز ڈاکٹر ... صاحب ...	۵۲۲۹	مولوی ... صاحب ... حیدرآباد دکن
۲۹۰۰	بنت ... صاحب ...	۲۹۲۶	بیگم ... صاحب ...	۵۰۵۸	مس ... کنبولی	۵۲۸۷	ہمشیرہ سید ... حسین صاحب ...
۲۹۰۲	... صاحب ... آباد	۲۹۲۹	بیگم خان بہادر ...	۵۰۶۸	... صاحب حیدرآباد دکن	۵۲۹۱	سید ... علی صاحب ... آباد
۲۹۰۳	مسز ... حیدرآباد دکن	۲۹۳۱	بیگم مولوی بشیر احمد صاحب میرٹھ	۵۰۷۰	سید ... علی شاہ صاحب پشاور	۵۸۰۳	اہلیہ توحید حسن صاحب کیرانہ
۲۹۰۵	مسز محمد سلیمان زکریا ... صاحب ...	۲۹۳۲	محترمہ سلطانہ بیگم صاحبہ بدایوں	۵۰۷۱	بنت محمد حسین صاحب ...	۶۰۰۳	بیگم سید ... حسن صاحب ...
۲۹۰۹	قاضی محمد ... علی صاحب صدیقی بریلی	۲۹۳۹	بیگم خان بہادر شیخ رحمت اللہ ...	۵۰۷۴	اے ... صدیقی صاحب ...	۶۱۱۹	بنت میاں محمد سعید صاحب لاہور
۲۹۷۲	محترمہ نفیس ناظمہ صاحبہ ...	۲۹۴۴	بیگم ... حسن صاحب ڈیرہ دون	۵۰۸۲	محمد خلیل صاحب ...	۶۲۷۷	مولوی ...
۲۹۷۷	اہلیہ شیخ علی ... آباد	۲۹۴۹	بیگم نواب زادہ محمد ...	۵۰۸۴	بیگم مسز محمد ... علی شاہ آباد	۶۲۶۸	... خان صاحب ...
۳۰۳۰	... کراچی	۲۹۵۰	بیگم مولوی مرزا سلطان ...	۵۱۱۸	بیگم ... شیخ ... صاحب دہلی	۶۲۸۷	محترمہ ... صاحبہ حیدرآباد دکن
۳۰۴۰	...	۲۹۵۴	بیگم ...	۵۱۲۰	بیگم سید ... حسین صاحب انبالہ	۶۲۹۲	سید نظیر حسین صاحب ...
۳۰۴۱	... خان صاحب ...	۲۹۵۵	بیگم قاضی ...	۵۱۲۳	محترمہ ... بیگم صاحبہ ...	۶۲۹۹	... بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن

مضامین کی رسید

ناقابلِ اشاعت مضامین کی رسید عصمت مطبوعہ کارڈ جو ہر ایک مضمون نگار کو بھیجی جاتی تھی آئندہ صرف انہیں کو بھیجی جائے گی جو اخبار کے نام کے خطوط میں پیسے کے ٹکٹ بھی رکھدیں گے۔

یہ مضامین شائع ہوں گے

(ممکن ہے بعض مضامین کے عنوانات بدل دیئے جائیں)

نل دمنت آور کالج اکبراست ۔ معتقدات ۔ ہل بنو ۔ بیتی کے حلیلتے کا سرے ۔ پھلواری ۔ آنسو ۔ بیگم کا الٹی میٹم ۔ بیلی کی سزا ۔ وطن کی بجلی آوارہ ۔ نقاب ہاس ۔ جدائی ۔ چند دلپسپ ۔ برسات ہو ۔ تنہائی ۔ مزدور عورت ۔ امام محبت کے آنسو ۔ عشرہ وبہار ۔ اید تفریح ۔ بیگو ۔ تم اور میں ۔ خوشگوار زندگی ۔ جدائی ۔ عشق کا قراب ۔ تاثرات غم ۔ برتن خانہ ۔ سکندر اعظم کی شادی ۔ چچا جان نے دوکان کھولی ۔ ماں کا سب سے پہلا سبق ۔ کمزوری ۔ فرنٹ سدان ۔

ناقابل اشاعت مضامین

دلکش نظارہ ۔ لڑکیوں کا پردہ (از فرخ آباد) میری عید ۔ معمہ (از جونپور) چند ضروری اصول ۔ پردہ اور تعلیم ۔ (از جہاں آباد) کیا فرانسیسی خواتین کبھی ووٹ دیں گے ۔ جوان مرگ ۔ دوسری شادی ۔ کھدر ۔ عیش آرام کی دنیا ۔ قلم کی جنبش ۔ اصلیت حسن باطن ۔ سچائی ۔ انگریزی تعلیم ضروری ہے ۔ اطاعت ۔ اردو زبان ۔ مسرت عید ۔ توہم پرستی ۔ زیب النسا ۔ مقصود ازدواج ۔ ہائے نیند ۔ ہمارا تمدن ۔ عورت سے خطاب ۔ مرد سے خطاب ۔ سفر کا انجام اور آزادی ۔ دل مضطر کی صدا ۔ یاد وطن ۔ ہائے نیند ہائی ۔ فضول خرچی ۔ قطعہ تاریخ وتہنیت شادی (مسدس) ۔ دو دوست ۔ سرطان ۔ اصلاح معاشرت ۔ اسلامی نکاح ۔ اختر ۔ سہرا شادی کی مبارکباد ۔ نسیمہ ۔ پردہ اور اسکی ماہیت ۔ گورنمنٹ عالیہ کے خیالات ۔ فلارنس نائٹ انگیل ۔ سرشفیع ۔

(اڈیٹر)

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۶۲۰	سید محمد صاحب ملتان	۲۵۱۵	[illegible]
۶۲۳	[illegible] صاحب کلکتہ	۲۰۲	[illegible]
۶۲۴	بیگم صاحبہ [illegible]	۲۲۵	[illegible] صاحب کلکتہ
۶۲۲۹	بیگم [illegible]	۲۲۹	بیگم [illegible] کلکتہ
۶۲۳۰	[illegible]	۲۳۳	[illegible]
۶۲۴۰	[illegible] صاحب [illegible]	۲۳۱	بیگم [illegible]
۶۲۴۰	[illegible] صاحبہ [illegible]	۲۳۶	[illegible] گھاٹ
۶۴۵	بنت [illegible]	۲۳۳	[illegible]
۶۵۰	سید [illegible] صاحب [illegible]	۲۶۵	[illegible] پور
۶۴۲	بیگم [illegible]	۲۵۰	بیگم [illegible]
۶۵۱۱	مس [illegible] صاحبہ لاہور	۲۷۷۵	[illegible] جہلم
۶۵۱۳	[illegible]	۲۹۲۲	[illegible] آباد
۶۵۱۹	بیگم [illegible] گجرات	۷۰۰	مس [illegible] دہلی
۶۵۲۱	بیگم [illegible]	۷۰۱	بیگم مولوی [illegible]
۶۵۲۲	کشور سلطانہ صاحبہ جالندھر	۷۰۲	مسز اکرام الحق صاحب [illegible]
۶۵۲۴	محترمہ [illegible] سلطان [illegible]	۷۱۲۰	بیگم [illegible]
۶۵۲۶	بیگم غلام رسول خاں صاحب [illegible]	۷۱۴۰	بیگم [illegible]
۶۵۲۸	بنت [illegible]	۷۱۵۶	مسز [illegible]
۶۵۳۲	عبد الحمید [illegible] صاحب بجنور	۷۱۵۷	[illegible]
۶۵۴۲	محمد سلیمان صاحب [illegible]	۷۱۸۰	سید [illegible] حسین صاحب [illegible]
۶۵۴۳	[illegible]	۷۲۶	بیگم مولوی محمد [illegible]
۶۵۴۹	عبد الغفور صاحب [illegible] گھاٹ	۷۲۵۳	[illegible]
۶۵۵۵	[illegible] صاحب [illegible]	۷۲۷۹	فضل حق صاحب لاہور
۶۵۶۳	بیگم حکیم [illegible] حیدرآباد دکن	۷۲۷۴	[illegible] ناگپور
۶۵۶۷	بیگم مولوی [illegible] شاہ گنج	۷۲۳۴	[illegible]
۶۵۶۰	[illegible] گجرات	۷۲۶۵	بنت مولوی محمد [illegible]
۶۵۶۲	غلام محمد خاں [illegible]	۷۳۱۲	بنت [illegible]
۶۵۶۳	نواب حسن الدین محمد خاں [illegible]	۷۳۶۷	مسز [illegible]
۶۵۶۴	مسز غلام رسول خاں صاحب [illegible]	۷۴۹۱	[illegible] پشاور
۶۵۶۵	عائشہ [illegible] صاحبہ ساگر	۷۴۹۰	بیگم [illegible]
۶۵۶۶	محمد حسین حاجی [illegible] کلکتہ	۷۴۹۵	بیگم [illegible]
۶۵۶۸	بیگم [illegible] حسین [illegible] علی گڑھ	۷۵۰۳	سید [illegible] سکندرآباد
۶۵۶۹	محمد عبد العزیز صاحب حیدرآباد دکن	۷۵۶۳	محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ [illegible]
۶۵۹۰	[illegible] صاحبہ کرنال	۷۵۶۶	حسین اختر صاحب [illegible] پور
۶۵۹۲	[illegible] صاحبہ [illegible] دکن	۷۶۲۳	مسز محمد [illegible]

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۷۶۲۹	بیگم مولوی محمد عباس صاحب [illegible]	۷۹۹۳	بیگم ملک سلیمان خاں صاحب جہلم
۷۶۳۳	بیگم خواجہ محمد شفیع صاحب [illegible]	۷۸۱۰	بیگم محمد [illegible]
۷۶۵۸	مسز سید [illegible]	۷۸۳۵	محترمہ قیصر جہاں بیگم صاحبہ [illegible]
۷۶۸۹	مبارک بیگم صاحبہ [illegible]	۷۸۹۱	حکمت اللہ صاحب [illegible]
۷۶۹۳	بنت [illegible]	۷۸۸۳	بیگم [illegible] حسین صاحب متھرا
۷۷۵	بیگم شیخ ابراہیم عبد الرحیم صاحب [illegible]	۷۸۸۰	مس نجم الضیاء بیگم صاحبہ ناگپور

دُوربین

مسلمانوں کا اجتماعی فیصلہ

مسلم کانفرنس کا پُررونق جلسہ لاہور میں آخر مارچ میں منعقد ہوا ہر خیال کا مسلمان چھوٹا بڑا اس میں شریک تھا فیصلہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو آئندہ کے لئے اپنا طرزِ عمل مقرر کرنا چاہیے کہ وہ حکومت سے برابر تعاون کئے جائیں یا اس میں کچھ ترمیم کریں کیونکہ ہندوان کے دشمن ہیں اور حکومت نے ان کے تعاون پر کچھ نہیں کیا اس اثنا میں وزیراعظم کا اعلان شائع ہوا کہ سلطنت جلد ہندو مسلم قضیہ پر اپنا ثالثی فیصلہ صادر کرے گی گو وہ عارضی ہوگا۔ مسلمانوں کو یہی گلہ تھا کہ حکومت نے یہ دیکھنے کے باوجود کہ ہندو مسلمان باہم اپنے جھگڑوں کا فیصلہ نہیں کر سکے اور نہ کر سکیں گے اب تک اپنا ثالثی فیصلہ صادر نہیں کیا حالانکہ وزیراعظم اس کا وعدہ کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔

اس جلسہ میں متعدد تجاویز منظور ہوئیں۔ جلسہ نے طے کیا کہ وزیراعظم کے تازہ اعلان کی وجہ سے ہمیں ان کے فیصلہ کا تین مہینہ تک انتظار کرنا چاہیے۔ اگر وہ آخر جون تک فیصلہ شائع نہ کریں یا وہ فیصلہ مسلمانوں کے حقوق تسلیم نہ کرے تو کانفرنس باقاعدہ کارروائی کا دستورِ عمل تیار کرے اس عرصہ میں کانفرنس کی جگہ جگہ شاخیں قائم کی جائیں رضاکار بھرتی کئے جائیں مختلف کارکنوں میں اتحادِ عمل پیدا کیا جائے اور چندہ اکٹھا کیا جائے۔

اب وزیراعظم بڑی فکر میں مبتلا ہیں کیونکہ ان کا فیصلہ ہندو مسلمان دونوں کو بیک وقت خوش نہیں کر سکتا۔ ایک کے دعوے کو پورے طور پر تسلیم کرنا دوسرے کے اعتراضوں کو نظرانداز کر کے اسے ناراض کرتا ہے کیونکہ ہندوؤں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اس ثالثی فیصلہ کو تسلیم نہ کریں گے مسلم کانفرنس کے لاہور والے جلسہ کے جواب میں دہلی میں ہندوؤں نے جلسہ کر کے مسلمانوں کے ان مطالبات کی مخالفت کر کے مسلمانوں کو برا بھلا کہا ہے اور حکومت کو بھی دھمکی دی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ان مطالبات کو نہ مانے ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

ایک عورت کی بہادری

ڈیرہ غازی خان سے ۲۷ میل پرے چار کے علاقہ میں ایک کلرک رہتا تھا کہا جاتا ہے کہ وہ گھر سے کہیں گیا ہوا تھا کہ تین پنجابیوں نے اس کی اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کے آدھی رات کے وقت اس کے گھر پر یورش کی۔ اس کی بیوی اور دو نوکروں کو ستونوں سے باندھ کے گھر میں جو کچھ روپیہ پیسہ اور زیور تھا جمع کر لیا۔ اتنے میں شیرخوار بچہ جو پاس ہی سویا ہوا تھا جاگ اٹھا اور رونے لگا۔ ماں کے کہنے پر کہ لاؤ میں اسے دودھ پلا کے چپ کر دوں اسے کھول لیا۔ اس نے اس کو دودھ پلانے کی بجائے ایک بھری ہوئی بندوق اٹھائی اور ڈاکوؤں پر تین گولیاں چلائیں ایک وہیں مر گیا اور دوسرے کی ٹانگ میں زخم آیا۔ بندوق کی آواز سے یورپین منیجر جاگ اٹھا اور مدد کو ہوا تھانہ دار ذات پر آیا اور ایک ڈاکو مرا پڑا دیکھا۔

ملک کی سیاسی حالت

اسمبلی میں مختلف سوال کر کے حکومت سے یہ کہلوا لیا گیا کہ کانگریس کوئی مجمع خلاف قانون نہیں اور نہ اس کے اجلاس کی ممانعت ہے۔ اس کے بعد ہی اس سے فائدہ اٹھا کے کانگریسی لیڈروں نے کوشش کی کہ ان کا سالانہ اجلاس دہلی میں ہو جائے گو پچھلے سال کے سالانہ اجلاس میں اعلان یہ ہوا تھا کہ آئندہ اجلاس دہلی میں ہوگا لیکن وہاں کے متعلق اطلاعیں موصول ہوئیں کہ وہاں لوگوں میں سرگرمی و جوش پیدا کرنا مشکل ہے اور کانگریس کے اجلاس کو وہاں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوگی۔ چنانچہ دہلی میں اجلاس منعقد کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کے صدر پنڈت مالوی اور مسز نیڈو جو اس کانگریس کی حامی ہیں گرفتار کر لئے گئے۔ اور اجلاس کانگریس کو خلاف قانون قرار دیا گیا مگر ۲۴ اپریل کو چاندنی چوک دہلی میں کانگریس کا جلسہ ہو گیا اور ۲ تجاویز پاس ہوئیں۔

پولیس نے اگلی صبح سب کانگریسیوں کو گرفتار کر لیا ۔

سورت کونسل کا پہلا انتخاب کامیابی سے ختم ہوا بعض حلقوں سے مخالفت میں بہت کچھ زور لگایا گیا آئینی انتخابات کے نتائج حسب دلخواہ ثابت ہونے کے بعد بیادر جہد عالم ضلع کی مخالفت کے جلوس نکالا گیا جب پولیس نے اسے منتشر کرنا چاہا تو سخت بلوہ ہو گیا پتھر پھینکے گئے جن سے ان تمام زخمی ہوئے مسٹر موتی لال نہرو زخمی ہو گئیں ۔ ایک پولیس کے سپاہی پر بم پھینکا گیا جس سے وہ سخت زخمی ہو گیا ۔ بجلی کی روشنی بند کر دی گئی جس سے دیر تک شہر اندھیرے میں رہا ۔ دیر کے بعد امن قائم ہوا ۔ ہز ایکسی لینسی بیگم صاحبہ کی نمائش سے شاہ تک ہم اگلی جانب گئے میں پہنچ گئے ۔ دہلی سے غالباً ۲۲ گھنٹے لگے ۔ موجودہ چیف کمشنر کو گورنر کا رتبہ دیا گیا اور وائسرائے بہادر نے نئی کونسل کا افتتاح کیا ۔ کئی مزدور کارخانہ کی بائیکاٹ کرنے کا سلسلہ اس طرح شروع کیا گیا کہ شیر بکسوں کے خطوط کو کوئی جلتی ہوئی چیز اندر ڈالنے سے جلا دیئے ۔

ضعیف الاعتقادی

سورت کے علاقہ میں ایک گاؤں میں دو سال کے عرصہ میں ایک شخص کے چھ بچے اور سولہ مویشی مر گئے ۔ اسے ایک ساٹھ سالہ بڑھیا پر شبہ ہوا کہ اس نے اس پر جادو کر کے یہ مصیبت توڑ رکھی ہے ۔ چھٹا بچہ مرنے پر اس نے ماتمی کھانے پر برادری کو جمع کیا وہ لوگ کھانے میں مصروف تھے کہ یہ چپکے سے گھر گیا ۔ ایک کلہاڑی لے کے اس بڑھیا کے گھر جا پہنچا اور کلہاڑی سے اسی وقت مار ڈالا ۔ پھر برادری والوں کے سامنے آ کے اس بڑھیا کے بیٹے کو مارنا چاہا لیکن لوگوں نے بچا دیا ۔ اس نے تھانے میں جا کے اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا ۔

لکھنؤ کے پاس ایک گاؤں میں گزشتہ ستمبر کے وسط میں چند عورتیں رات کے وقت گا رہی تھیں ۔ ایک آواز بیٹھ گئی انہوں نے سوچا کہ اس حلق یا بھگتی دیوی پر بھینٹ چڑھانی چاہئے ۔ اگلے روز صبح کو ملزمہ ایک آٹھ سالہ لڑکی کو کسی بہانہ سے اپنے گھر لائی اور نیم کے درخت کے نیچے ایک پھاوڑہ سے اسے مار ڈالا ۔ ملزمہ کا چھ سالہ پوتا یہ سانحہ دیکھ رہا تھا اس نے لڑکی کی ماں کو اس کی خبر کر دی ۔ باپ نے تھانہ میں رپٹ کر دی ۔ ملزمہ پکڑی گئی اور اب اسے پھانسی کی سزا کا حکم ملا ہے ۔

آری سے عورت کا قتل

کشمیری دروازہ دہلی میں ایک ہندو ساہوکار کے مکان میں رات کے وقت چور داخل ہوئے اور اس کی بیوی کے کمرے میں پہنچے ۔ اس سے کنجیاں مانگیں اس کے انکار کرنے پر اسے گرا کے آری سے اس کا گلا چیرنا شروع کر دیا ۔ باقی تین چوروں نے اس اثنا میں کنجیاں حاصل کر کے صندوق کھولے اور تقریباً ۲۱۲۱۰ روپیہ کا زیور اور ۷۵۰ روپیہ نقد لے کے چلدیئے اسی کمرہ میں ایک ملازم لڑکی سوتی تھی ۔ اس نے غل نہیں مچایا کیونکہ انہوں نے اسے مار ڈالنے کی دھمکی دی ۔ چور باہر نکلے تو تھے کہ پولیس والوں کو شبہ ہوا اور انہیں تھانے لے گئے جہاں کل مال برآمد ہو گیا ۔ انہیں لے کے صبح ہی ساہوکار کے گھر گئے ۔ دربان نے دروازہ کھولا اور پولیس کو دیکھ کے گھبرایا مالک کو خبر دی گئی ۔ اسے پولیس کی زبانی بیوی کے قتل کا حال ہوا ۔ کئی آدمی اس سلسلہ میں گرفتار ہوئے ہیں جن میں اس کا منیب اور کہار بھی ہیں ۔ کہار اس رات گھر نہیں سویا اور بہانہ کر کے وہاں سے ٹل گیا ۔

چین و جاپان کے معاملات

اتنے عرصہ میں بھی چین و جاپان کے جھگڑے کا تصفیہ نہ ہو سکا ۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جنیوا میں جو جلسہ ۱۹ نومبر کا ہوا اس میں جاپانی نمائندے حاضر نہیں ہوئے کیونکہ انہیں حکومت جاپان سے عدم شرکت کی ہدایت ہوئی تھی ۔ جاپان میں بھی بڑا جوش پھیلا ہوا ہے اور وہ منچوریا میں کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتے ایک برطانوی کروزر بندرگاہ امونے پر بھیجا گیا کیونکہ وہاں کے باشندوں نے اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اشتراکیوں کا ایک لشکر منظم حملہ آور ہونے والا ہے ۔ مشرقی ایشیا کا مطلع ابھی غبار آلود ہے ۔ ایک جاپانی سپاہیوں کی ریل بارود سے اڑا دی گئی ۔ جاپان اس کا ذمہ دار روس کو بتاتا ہے ۔ روس جاپان کو الزام دیتا ہے کہ اس کو فضول الزام دیا جا رہا ہے اور روسی گرفتار کرتے گئے ہیں ۔

کشمیر کا تصفیہ مسٹر گلینسی نے بذریعہ کمیشن نومبر سے اب تک موجودہ بے چینی کے متعلق تحقیقات کی۔ اب ان کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے اور ریاست کے صاحب کے فیصلے بھی ان کے ساتھ ہی چھپ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے مصائب کا خاتمہ ہوا اور ان کی قربانیوں کا نتیجہ یہ نکلا جو مقدس مقامات ریاست کے قبضہ میں ہیں وہ مسلمانوں کو واپس کر دیئے جائیں گے بعض خود کر دیئے گئے ہیں اور باقی کے متعلق مسلمان شہادت بہم پہنچا دیں گے تو وہ بھی واگذار کر دیئے جائیں گے۔ تبدیل مذہب پر کوئی کسی کو تنگ نہ کرے گا۔ اگر پولیس یا کوئی ریاستی اہلکار اس قسم کی ناجائز حرکت کرتا ہوا پکڑا گیا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔ تعلیم کے متعلق سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی وظیفے دیئے جائیں گے۔ مسلمان ملازم رکھے جائیں گے۔ ریاست میں مسلمان ملازموں کا تناسب کم ہے انہیں ان کی آبادی کے مطابق کافی عہدے دیئے جائیں گے۔ مالگذاری میں کمی کی جائے گی۔ زراعت پیشہ لوگوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے گا۔ پنجاب کا سا ایکٹ انتقال اراضی منظور کئے جانے کے متعلق غور کیا جائے گا۔ پہلے سال بھر میں ساٹھ دن مسلمان جانور ذبح نہیں کر سکتے تھے۔ ان ایام کی تعداد اب صرف چار کر دی گئی ہے۔ رام نومی، جنم اشٹمی، مہاراجہ اور مہارانی کے جنم دن۔ نیز مذہبی طور پر بکریوں وغیرہ کے ذبح کرنے پر کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ دیگر اقوام کو جو ذبح کے متعلق رعایت دی گئی تھی کہ وہ ان ممنوعہ ایام میں ذبح کر سکتے ہیں ان کی یہ رعایت منسوخ کر دی گئی ہے۔ تالابوں اور کنوؤں کے متعلق جو شارع عام پر واقع ہیں ہندو مسلمانوں کا کوئی امتیاز نہ رکھا جائے گا۔

کان کٹ گئے علاقہ چناگانگ کے ایک گاؤں میں ایک ڈاکہ پڑا۔ عورتیں سو رہی تھیں۔ ڈاکوؤں نے ایک ایک کے زیور اتار لئے۔ مالک مکان کی بیوی کے کان سے بالیاں نہ اتر سکیں تو ڈاکوؤں نے اس کے کان کاٹ ڈالے وہ ایک ہزار نقدی لے کے بھاگ گئے۔ دو گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔ ایک اور جگہ ۵۲ آدمی اپنے چہرے رنگ کے ایک ساہوکار کے مکان میں گھس گئے اور گھر والوں میں سے چھ کو زخمی کر کے ۲ ہزار نقد اور کچھ زیورات لے کے چلتے بنے۔

بچوں کا اغوا امریکہ میں بچوں کا اغوا ایک باقاعدہ کاروبار بن گیا ہے۔ دو سال میں دو ہزار اغوا کی وارداتیں ہوئیں اور لاکھوں کروڑ ڈالر ان کے چھڑانے میں صرف ہوئے۔ ان جرائم پیشہ سے روپیہ دے کے صلح ہی کرنی پڑی ورنہ مغوی بچوں کی جانوں کو خطرہ رہتا۔ مشہور ہوائی جہاز ران کرنل لنڈبرگ کا ڈیڑھ سالہ بچہ اسی طرح اٹھایا گیا۔ پولیس سراغرساں وغیرہ سب ہی اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں لیکن بچہ ہاتھ نہ آنا تھا نہ آیا۔ مجرموں کی طلب کردہ رقم ۵۰ ہزار ڈالر بیچارے باپ نے ادا کر دیئے لیکن مجرموں نے بچہ واپس نہ کیا اور اب یہ رقم ڈیڑھ لاکھ کر دی گئی ہے۔ بیچارے والدین عجیب پریشانی میں ہیں اور بچہ کی طرف سے سب ہی مایوس ہو گئے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ کی کانگریس ایک نیا قانون بنانے والی ہے جس کی رو سے ایسے مجرموں کو سزائے موت دی جانی تجویز کی گئی ہے۔

روحانیات کا مقدمہ لندن میں ایک میم نے ایک اخبار کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا کہ اس نے اس کے معمولی روحانی ہونے کے متعلق ناقابل اعتراف شبہات کا اظہار کیا تھا۔ عدالت نے جب فیصلہ سنانا چاہا تو مدعیہ پر حالت وجد طاری ہو گئی اور ایک مردانی سی آواز اس کے منہ سے نکلی کہ بھائی جج میری آواز سنو۔ عدالت نے اسے فوراً خاموش ہو جانے کا حکم دیا اسی آواز نے پھر کہا کہ جب تک میں اسے چھوڑ کے نہ چلا جاؤں اسے ہاتھ نہ لگانا۔ اس کے وکیل نے بھی کہا کہ اس کو ہاتھ لگانا خطرناک ہے لیکن عدالت نے اسے کمرہ سے نکلوا کے دوسرے کمرہ میں بھجوا دیا۔ عدالت نے فیصلہ میں کہا کہ میرے گرد ہزاروں روحیں ہوں مجھے صداقت تک پہنچنے سے روک نہیں سکتیں۔ عدالت کی حیثیت سے میں ایسی روحوں کی پروا نہیں کرتا۔ دہریت کے واقعات پیش آتے رہے ہیں اور یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ روحیں دنیا میں ایسے پیام بھیجیں کہ ایک روح کے ایک نیا دانت نکل آیا ہے اور ایک سگار (وسکی (شراب) اور سوڈے کی پی رہی ہے۔ عدالت نے مدعا علیہ کو خرچہ دلایا۔ مدعیہ غالباً اپیل کر رہی ہے۔

غلامی کا انسداد افریقہ میں ایک حبش میں اور دوسرے لائبیریا میں غلامی کا رواج زوروں پر ہے لائبیریا کے متعلق تو عرصہ سے کوشش کی جا رہی ہے

کر یہاں سے غلامی جاتی رہے لیکن ابتک کامیابی نہیں ہوئی۔ اب حبش کے عیسائی بادشاہ راس طفری نے انجمن انسداد غلامی کے نام ایک خط بھیجا ہے کہ ہمارے ملک کے شریف باعزت لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ گھروں میں غلام رکھنا فضول بار ہے۔ اس لئے ہم آیندہ پندرہ بیس سال میں اپنے ملک سے بالکل مٹا دیں گے۔

تاروں کا جھرمٹ

ضلع شوپیاں کے علاقہ میں ایک شخص کو اپنی بیوی پر آسیب کا اندیشہ تھا وہ اسے مذہب کے پیشوا کے پاس لے گیا۔ اس نے بہت مارنے کے بعد شوہر کی مدد سے عورت کی پشت پر مقدس بینت لگائیں کہ وہ ہلاک ہو گئی۔ شوہر اور پیر گرفتار ہو گئے ہیں۔ افریقہ میں کلک کے پاس مونٹ تمی پر ایک مکان پر بجلی گری اس میں فوراً آگ لگ گئی اس میں ایک کے پاس سات سو روپیہ تھا جو جل گیا۔ نیویارک میں ایک مجسٹریٹ پر جسے کسی قاعدہ کے توڑنے پر مقدمہ چلا۔ ضلع مجسٹریٹ نے اس پر ایک سو روپیہ جرمانہ کیا۔ لندن سے کیپ ٹاؤن تک ایک شخص مسٹر ... ۴ دن ۱۰ گھنٹے ۹ منٹ میں پہنچا گویا اس نے سب کو مات کر دیا آتا لمبا راستہ اور اتنے تھوڑے دنوں میں وہ ... آیا۔ جب وہ کیپ ٹاؤن پہنچا اس کی حالت تھکن سے نہایت خراب تھی۔ پچھلے سال ایک عورت نے بازی جیتی تھی یہ شخص اس کے مقابلہ میں ۱۰ گھنٹے ۵۰ منٹ کم وقت میں آیا اور راستہ بھی اس نے ۵۰۰ میل کم کا اختیار کیا۔ ایک گھنٹہ ۲۴ ... کے ساحل ... لندن سے ہوائی جہاز کے ذریعہ یورپ کے دیگر حصص میں پہنچ گئے ہیں۔ انگلستان میں ایک شخص کے گھر میں ایک گولہ تھا جس سے جنگ عظیم کے بعد سے برابر اس کے بچے کھیلا کرتے تھے وہ اب اچانک پھٹ گیا اور وہ زخمی ہو کر مر گیا۔ اسی طرح اسے (فرانس میں) ایک جگہ زمین کھودتے ہوئے ایک گولہ نکلا۔ سے سڑک کے کنارے ڈال دیا گیا وہ اب آ کے پھٹ گیا اور دو مزدوروں کے جو وہاں کام کر رہے تھے پرخچے اڑ گئے۔ ... میں ایک مکان میں شادی کی رسمیں ادا ہو رہی تھیں کہ بجلی گری اور ... ۵۰ آدمی جل بھن کے مر گئے۔

مولانا شوکت علی کی بیوی کے انتقال کو ۱۰ برس ہو گئے۔ اب مولانا نے ۶۵ سال کی عمر میں ایک انگریز خاتون سے جس کی عمر ۴۲ سال ہے بمبئی میں شادی کی ہے۔ لاہور میں ایک ہندو لڑکا مسلمان ہو گیا تھا اس کے بھائی نے اس کے ولی بننے کا دعویٰ کیا دوران مقدمہ میں عیسائیوں کے سپرد کیا گیا اس میں اس کے بھائی نے بھی سمجھایا لیکن وہ اسلام چھوڑنے اور اپنے بھائی کے پاس جانے پر رضامند نہ ہوا۔ آخر عدالت نے اسے آزاد کر دیا اور اس کے بھائی کا دعویٰ خارج کر دیا۔ بنگال میں ایک عورت نے فاقہ کشی سے تنگ آ کے اپنی شیرخوار کا گلا کاٹ کے مار ڈالا۔ اس نے پولیس میں فوراً اقبال جرم کر لیا لیکن بعد میں اس سے انکار کر گئی اور پاگل پن کا عذر کیا گیا۔ عدالت عالیہ نے اسے کالے پانی کی سزا دی۔ ایک ہندو لڑکی نے جو اس سال بی اے کا امتحان دینے والی تھی راجمندری (مدراس) میں دریائے گوداوری میں کود کے خودکشی کر لی۔ کانپور کے فسادوں کے ایام میں ایک قریب کے گاؤں میں ہندوؤں نے مسلمان عورتوں اور بچوں کو بری طرح تہ تیغ کر کے گنگا میں بہا دیا تھا۔ جو چند ماہ بعد پکڑے جا سکے انہیں مختلف قیدوں کی سزائیں دی گئیں۔ مسٹر کنڈل جج نے ان کی سزاؤں میں بوجہ کمی شہادت تخفیف کرتے ہوئے کہا کہ ساری عمر میں ہولناک ماجرا ایسا سننے میں نہیں آیا کہ کوئی اشتعال نہ ہونے کے باوجود ہندو بلوائی سینکڑوں کی تعداد میں مٹھی بھر مسلمان عورتوں اور بچوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں نہایت بیدردی سے محض اس وجہ سے ذبح کر ڈالا کہ وہ دوسرے مذہب کے تھے افسوس ہے کہ گاؤں والوں نے کوئی مدد نہ کی اور نہ ملزمان کی مذمت کی۔ جو پکڑے گئے شہادت کافی نہ ہونے کی وجہ سے معمولی جرموں کے لئے سزایاب ہوا۔ خدا کا سخت ترین عذاب ایسے ہی موقعوں کے لئے موزوں ہے۔ جنوبی امریکہ میں ارجنٹائن اور چلی میں آٹھ آتش فشاں پہاڑ آگ اور راکھ اگل رہے ہیں اور زلزلے آ رہے ہیں جن جوالا مکھیوں کو مدت سے ویران اور بیکار سمجھا جاتا تھا پھر حرکت میں آ گئے ہیں۔ باشندے سخت پریشان ہیں۔ ہنڈنبرگ جرمنی کا صدر منتخب ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے حریف کے مقابلہ میں لاکھ سے زیادہ رائیں حاصل کیں لاہور میں عجیب قسم کی چوریاں ہونے لگی ہیں مثلاً ایک رمال نے ایک عورت کا ہاتھ دیکھنا شروع کیا اس نے اس کی ساس کو چنے بازار سے لانے کے لئے بھیجا اس کے جاتے ہی اس نے عورت کو بیہوشی کی دوا سنگھا کے چار سو روپیہ کا زیور اتار لیا اور چمپت ہوا۔ عورت ہوش میں آ کر چیخی چلائی لیکن مال جا چکا تھا کیا ہو سکتا تھا۔ حکومت نے مسوری کی میونسپل کمیٹی میں ایک مسلمان ممبر کے استعفیٰ دینے پر ایک جنگی کو سرکاری ممبر مقرر کیا ہے

بزمِ عصمت

نہایت خوشی کے ساتھ عصمتی بہنوں کو مطلع کرتی ہوں کہ ہمشیرہ عزیزہ امیر فاطمہ صبا کی شادی سید حامد رضا صاحب جعفری سے بتاریخ ۱۰ ذیقعدہ مطابق ۱۲ مارچ بخیر و خوبی ہو گئی۔ دولھا دولھن ماشاء اللہ تعلیم یافتہ و روشن خیال ہیں۔ بہنیں دعا فرمائیں کہ یہ تعلق خوشگوار ہو۔ اور دونوں بکمال مسرت سے زندگی بسر کریں۔ آمین

خدیجہ مطہر جعفری آگرہ

میں نہایت مسرت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میرے بھانجے کی شادی خانہ آبادی بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ۔ ۲۴ مارچ سنہ کو بخیر و خوبی انجام پا گئی کوئی فضول رسم نہیں ادا کی گئی۔ نہایت سادگی کے ساتھ شرعی طور پہ ہوئی۔ لہٰذا کوئی بہن یا بھائی قطعہ تاریخ لکھکر بذریعہ عصمت مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ لڑکے کا نام سید نسیم الدین حسن ہے۔ اور لڑکی کا نام امامہ بیگم ہے۔

نیز کوئی بہن یہ تحریر فرمائیں کہ سلک کے سوٹ پر اگر بارش کی سیاہ چھتیاں پڑ جائیں تو کس طرح سے دور کی جائیں اور کپڑا بالکل صاف ہو جائے مشکور ہوں گی۔

ح ف ب۔ بھوپال

میں نہایت مسرت کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ بڑے چھوٹے برادر محمد مولا محمد الدین بی اے کی شادی خانہ آبادی ڈاکٹر محمد طاہر صاحب کاکناڑہ کی دختر نیک اختر حبیب النسا کے ساتھ بروز اتوار ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۴۰ء بمقام کاکناڑہ میں بخیر و خوبی سرانجام پائی ہے عصمتی بہنیں دعا فرمائیں کہ یہ نیا جوڑہ دنیا میں تادیر قائم رہے اور نئی زندگی مبارک ہو۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد اعظم۔ مدراس

یہ خبر حلقہ عصمت میں نہایت رنج و غم سے سنی جائیگی کہ خان بہادر حاجی سید محمد محسن صاحب ستے بمرض درد گردہ اس روز علیل رہکر ۶۵ سال کی عمر میں یکم اپریل ۱۰ بجے شب کو دار الفنا سے دار البقا کو رحلت فرمائی۔ مرحوم کی رحلت بہار شریف کے مسلمانوں کے لئے ایک حادثہ عظیم ہے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے بزرگ تھے۔ خداوند پاک مرحوم موصوف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور متعلقین کو صبر جمیل۔ امید ہے کہ شاعرہ بہنیں قطعہ وفات لکھکر ممنون فرمائیں گی۔

رئیسہ خاتون پٹنہ سٹی

فروری کے پرچہ میں بہن زبیدہ خانم صاحبہ نے اپنے چہرے کی پھنسیوں کی دوا دریافت کی ہے بہن صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ حسب ذیل دوائیں بنا کر دوپہر اور رات کو سوتے وقت لگائیں۔ اور صبح کو گندم کی بھوسی سے منہ دھوئیں انشاء اللہ جلد فائدہ ہوگا آزمودہ ہے۔

گل سرخ ۱ تولہ۔ زہر مہرہ خطائی ۱ تولہ۔ برادہ صندل سفید ۱ تولہ مردار سنگ ۱ تولہ کپا شنجرف ۱ تولہ۔ حسن یوسف ۱ تولہ۔ سنگ جراحت ۱ تولہ۔ سفیدہ ۱ تولہ ان سب چیزوں کو ایک جگہ ہاون دستہ میں کوٹ کر باریک کپڑے میں چھان کر سفوف بنائیں اور منہ پر لگائیں۔

زبیدہ بیگم قاضی بہار

جن بھائی یا بہن صاحبہ نے فیا بیطس کے نسخے کے متعلق جواب کا عام فہم نام دریافت فرمایا ہے ان کو معلوم ہو کہ اپنا پتہ مجھکو لکھدیں میں خود خرید کر ارسال خدمت کر دوں گی۔ نیز گوار پھلی کا فائدہ دریافت فرمایا ہے تو سفوف برگ گوار پھلی ½ تولہ شامل کریں۔ میرا پتہ یہ ہونا چاہئے۔ کوٹھی نمبر ۲ نے چھتہ اپر روڈ لکھنؤ۔ رو سنی کشور جہاں

عرصہ دو سال سے میرے کندھے میں درد رہتا ہے جس کو گرمی کے موسم میں بالکل آرام ہو جاتا ہے اس دفعہ آرام نہیں ہوا ہر وقت درد رہتا ہے کئی ڈاکٹروں کا علاج کیا مگر کوئی آرام نہیں ہوا اگر کسی بہن یا بھائی کو کوئی مجرب نسخہ معلوم ہو تو بذریعہ عصمت مطلع فرما دیں۔

حمیدالنسا

افسوس ہے کہ میرے دانت قبل از وقت ہلنے شروع ہو گئے ہیں حالانکہ میری عمر اس وقت ۲۹ یا ۳۰ سال کی ہے اور بفضلہ کئی بچوں کی ماں ہوں۔ دانت ہلنے کا سبب یہ ہوا کہ ۹ یا ۱۰ ماہ کا عرصہ ہوا ایک لیڈی ڈاکٹر نے میرے لئے ایک دوا تجویز کی تھی جس میں لوہے وغیرہ کے کشتہ جات اور کئی قسم کے نمکیات شامل تھے۔ چنانچہ اس دوا کے استعمال سے وہ مرض تو اچھا ہو گیا جس کے لئے یہ دوا میں نے پی تھی۔ مگر اس کے بعد میرے دانت ہلنے شروع ہو گئے جب میں نے یہ شکایت لیڈی ڈاکٹر سے کی جس نے وہ دوا بتائی تھی تو اس نے کہا کہ اس قسم کی ادویات سے دانتوں کو ضرر پہنچا ہی ہے اب اس کا کیا تدارک ہو سکتا ہے۔ پہلے وہ یہ ہلکر تنگ ہو گئی اور میری حالت کو یہ دوسرا روگ لگ گیا۔ اب نہ تو اچھی طرح روٹی کھائی جاتی ہے اور نہ دوسری اشیا۔ کئی قسم کے منجن استعمال کئے مگر اب تک کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ براہ نوازش کوئی عصمتی بہن کوئی ایسی آزمودہ دوا یا منجن بتائیں جس سے یہ میرے ہلتے ہوئے دانت جم جائیں۔ کسی بہن کے پاس اچھی دوا یا منجن ہو تو میرے پاس بھی بھیج سکتی ہیں۔

بیگم سید محمود احمد جعفری اکاؤنٹنٹ محکمہ زراعت حمورا

محترمہ بہن زبیدہ خانم صاحبہ کو معلوم ہو کہ ان بچیوں کا تیزاب (تیل) جو کہ سنگ کا ہوتا ہے وہ لیکر ربکہ چھوڑ دیں۔ جہاں کہیں نمودار ہوا ہو گی کو وہ تیل لگا کر اس کے اوپر لگا دیں اور تین دفعہ لگانے سے کیل جڑ سے جلتا رہیگا۔ داغ دغیرہ بالکل نہیں رہتا آزمودہ ہے۔ چہرہ کے داغوں کو بھی ہٹاتا ہے۔

سید ذاکر حسین شہیدی جہانیاں ضلع ملتان (پنجاب)

امیر علی صاحب کی بچیاں

مجھے ان مسلمان مردوں سے جن کو دنیا کی مصروفیتیں اور زندگی کے لطف اٹھانے سے فرصت نہیں ہے گلہ نہیں اور جن کو کبھی بیمار، بیوہ، پیسہ پیسہ نہیں صرف چند لمحے بھی صرف کر دینا بار گزرتے ہیں۔ کچھ تعجب ہونا چاہئے ان بہنوں پر تعجب ہے جنہوں نے کبھی یہ پرچہ پڑھا ہے یہ درخواست ملاحظہ فرمانے کے بعد کہ سید امیر علی صاحب کی بچیاں ظالموں کے اغیار کے نرغے میں نہ پہنچ جائیں توجہ نہ کی۔ غالباً ان کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید ہمدردی پڑھنے والا نگران کو کسی طرح معلوم ہے کہ تریاکی مسلمان کو تربیت گاہ کے سلسلہ میں کوئی ایسی تکلیف دینی نہیں چاہتا جس سے اس کو ذرہ بھر بھی تکلیف ہو۔ ان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کے بہت سے بندے انسانی صورتوں میں ان بچیوں کو گلے سے لگا لینے کے لئے موجود ہیں۔ یہ اس کی پیاریاں ہیں جو خدا کا پیارا ہے۔ یہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں جو ہم بے کسوں کا نبی محبوب رب العلمین ہے۔

بہرحال میں ممنون ہوں محمد حبیب صاحب کا جنہوں نے مجھے اطلاع دی کہ یہ دونوں بچیاں بری طرح ظالموں کے نرغے میں پھنس گئی ہیں۔ اب وہ اور ان کے ساتھ وہ تمام مسلمان مرد اور عورتیں جو ملک کے مختلف حصوں میں ان بچیوں کے نتیجہ کی منتظر ہیں یہ سن کر خوش ہونگی کہ ان کے اخراجات و مصارف آج تربیت گاہ نے روانہ کر دیئے۔

چونکہ ان بچیوں کی صدا جنوبی ہندوستان کے متمول یتیم خانوں تک نہ پہنچ سکی اس لئے میں آج اپنے اس عقیدہ کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ نذر بھی اسی کی قبول کرتے ہیں جس پر کرم ہوتا ہے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں معاونین تربیت گاہ جن کی کمائی نیک تھی اور جنہوں نے دو بھولی بھالی بچیوں کو اندھیرے گھپ اور جنگل بیابان میں شمع دکھا کر آغوش اسلام میں پہنچا دیا۔

[illegible] صاحب [illegible] ہے کہ پیٹ [illegible] پورا [illegible] بیٹھ جاتا ہے [illegible] ہے [illegible] پشت پر [illegible] بہت بہتر ہو [illegible] جیسے [illegible] کاٹ دیں لیکن پیٹ پشت پر [illegible] ہوتے لگے ہیں۔

(خریداری [illegible]) خریداری نمبر ۳۵۹۰ بہرائچ

میرے ایک عزیز لڑکے کی عمر ۹ سال [illegible] عمر ۴ سال [illegible] مرض میں مبتلا ہے کہ رات کو تین چار دفعہ پیشاب بستر پر نکل جاتا ہے۔ شب میں نیند بھی زیادہ گہری نہیں مگر پیشاب کا پتہ نہیں چلتا۔ کوئی بہن بھائی اس کا علاج بتائیں۔ ممنون ہوں گی۔

سعادت جمیل وزیرآباد

میرے جسم میں گرمی کی وجہ سے خارش جاری رہتی ہے جو دن میں کئی دفعہ اٹھتی ہے۔ براہ مہربانی اگر کسی بہن کو مجرب دوا معلوم ہو تو بذریعہ عصمت مطلع فرمائیں۔

اختری خاتون قریشی سہارنپور

آج کل گرمی کے زمانے میں میرے ہاتھ پیر میں جلن ہوتی ہے [illegible] کئی بار دھونے سے بھی اثر نہیں ہوتا۔ یہ شکایت مجھے بیماری کے بعد سے شروع ہے جس کی سخت تکلیف ہے کوئی بہن یا بھائی اس مرض کا نسخہ جانتے ہوں تو بذریعہ عصمت مطلع کریں۔

سیدہ عاشق حسین رئیس اترار کی خریداری نمبر ۱۱۷۵

بیج [illegible] دو [illegible] بہت ترقی ہے ہاتھ سے چننے میں ایک تو وقت بہت صرف ہوتا ہے دوسرے ہاتھ بھی درد کرنے لگتے ہیں۔ لہذا اگر کسی بہن کو روئی چننے کی مشین کا پتہ معلوم ہو کہ کہاں سے اور کس دوکان سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ بذریعہ عصمت مجھے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسز خلیل احمد [illegible] پربھنی دکن

حیرت انگیز ایجاد

ایک منٹ میں برف جما لو

برف جمانے کی جس قدر مشینیں ابتک ایجاد ہوئی ہیں ان میں امریکن مشین سب سے اچھی سمجھی جاتی ہے لیکن اسکی قیمت زیادہ ہے اور برف دیر میں جمتی ہے جس مشین کا یہ اشتہار ہے اس سے ایک منٹ میں برف جاتی ہے۔

فخر قوم حضرت علامہ راشد الخیری صاحب کے سامنے دودھ کی برف اس مشین میں ایک منٹ میں جما کر پیش کی گئی تو جناب موصوف نے بے انتہا پسند فرمایا یہ مشین موسم گرما کا سب سے اچھا تحفہ ہے سیر و تفریح کا لطف اس مشین سے بہت کچھ بڑھ سکتا ہے کچھ زیادہ وزنی بھی نہیں ہے عورتیں بھی بڑے آرام سے نہایت اچھی جما سکتی ہیں۔ یہ مشین کئی سال تک کام آتی ہے

اس سے جلدی دنیا میں برف جمانیکی کوئی مشین نہیں ہے

برف جمانے کی ہدایات مشین کے ساتھ بھیجی جاتی ہیں قیمت بارہ روپے مگر عصمتی بہنوں سے صرف دس روپے پیکنگ مفت مگر محصول خریدار کے ذمہ ہے آپ ایک مشین منگا کر دیکھئے ممکن ہی نہیں کہ آپ عزیزوں سے اسکی تعریف نہ کریں اور وہ بھی منگانے پر مجبور نہ ہوں۔

آج ہی فرمائش بھیجئے۔

سہیلیوں کا اسٹور کوچہ چیلان دہلی

نغماتِ موت

یعنی دور حاضرہ کی مشہور ادیبہ محترمہ مس حجاب اسمٰعیل کے ان دلآویز مضامین کا مجموعہ جو انہوں نے اپنی خالہ مرحومہ کی یاد میں تحریر فرمائے اور جو اردو کے مشہور [illegible] بے حد مقبول ہوئے۔ یہ مضامین مصنفہ کے دلی جذبات کا آئینہ اور طرز نثر کا بہترین نمونہ ہیں طرز بیان بے انتہا دلآویز ہے۔ دردمند دل بعض مضامین پڑھکر آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا لگایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۶ر

پتھر سے ہیرا

یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائے گا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیا کچھ جادو کر سکتی ہے یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلائے گا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ بہت دلچسپ قصہ ہے قیمت صرف ۱۴ر

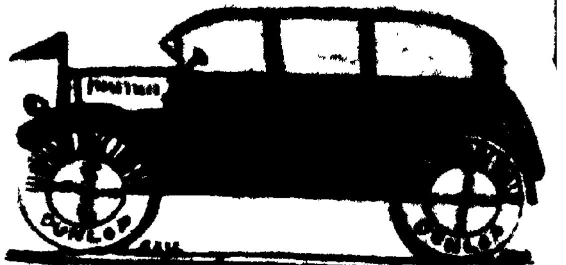
اسلام اور عورت

جس میں انتہائی عرق ریزی جانفشانی اور محنت سے مختلف احادیث نقل کرکے بتایا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے مرد و عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح تکمیل انسانی میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے اور دوسرے مذہب میں عورت کا جو درجہ ہے اس سے بھی اسلامی عورت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے بیحد دلکش و دلآویز کتاب ہے اتنی مفید اور صحیح معلومات کسی کتاب میں آپ کو نہیں مل سکتی۔ قیمت ۱۰ر

حلیمہ

کتاب بچوں کی تربیت کے مشہور مؤلف جناب مولوی عبدالغفار صاحب [illegible] کا لکھا ہوا نہایت دلچسپ قصہ ہے جا بجا سیدھی سادی اور سلیس زبان میں ایک نیک لڑکی کی زندگی کے نقشوں کو [illegible] جس کے تعلیم و تربیت کی بدولت بگڑا ہوا گھر [illegible] میاں بیوی کے تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۲ر

آئینۂ موٹر



موٹر کے متعلق اردو میں کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر سب
سے بڑا آئینۂ موٹر کا رنگ ہی نہیں ہیں۔ اس کتاب میں سب سے پہلے موٹر
بن کے چلنے کے اصول سلیس اور عام فہم عبارت میں سمجھائے گئے ہیں
اور ہر مضمون کے علیحدہ باب مقرر کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں موٹر کے
ہر پرزے کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں ان سے ہر پرزے
کا اصول کر آسانی ہر شخص ذہن نشین کر سکتا ہے ڈرائیور علی العموم صرف
گاڑی چلانی جانتے ہیں۔ چلتے چلتے موٹر بگڑ جائے تو اصول مرمت کا صحیح
علم نہ ہونے سے ناواقف ہوتے ہیں اور مستری کو ٹھیک طرح
ہی کرتے ہیں تو بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے لیکن اس کتاب کی
مدد سے ہر پرزہ کے متعلق مالک موٹر کو کافی واقفیت ہو جاتی ہے وہ
انجن کی آواز سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس کی موٹر کس حالت میں ہے۔
اور پھر اسے ورکشاپ کی پریشانیوں کی نوبت نہیں آتی اور بہت سا روپیہ
ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے علاوہ ازیں اس کتاب میں سوال و جواب کی
صورت میں بعض مضمون ذہن نشین کر دیا گیا ہے اس کے بعد پرزوں کی
خرابیاں اور ان کے اسباب تحریر کئے گئے ہیں جن سے ہر شخص باسانی
معلوم کیا جا سکتا ہے علاوہ ان تصریحات کے موٹر چلانے کے اصول بھی
درج کئے گئے ہیں آخر میں تمام موٹر کی اصطلاحیں اور ان کی مفصل تشریح موٹر
کے پرزوں کی بیشمار تصاویر بھی دی گئی ہیں اور بعض تصاویر فوٹو گرافک
بھی ہیں یہ قابل قدر کتاب مضمون انگریزی کتابوں کا نچوڑ ہے اور تمام
باتیں ایسی ہیں کہ مالک موٹر خود انجام دے سکتا ہے ایک ماہر فن کی
جنہوں نے جرمنی میں یہی کام سیکھا ہے برسوں کی محنت ہے ہزاروں روپیہ
کی موٹروں کے مالکوں کے لئے بہت ہی اس کتاب کا ہونا ضروریات میں سے ہے
میں نے یہ کتاب دیکھی ہے انتہا خوش ہوا۔ قیمت صرف عہ/

دستکاری کی لاجواب کتابیں

عصمتی کشیدہ جس میں دستکاری کی نہایت اچھے
اچھے نمونے دیئے گئے ہیں ضروری اور
کارآمد باتیں اس قدر آسان پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ چھوٹی بچیاں
بھی سمجھ سکیں۔ بیحد مقبول ہوئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

عصمتی کروشیا کروشیا کی شوقین بہنوں کے لئے بہترین کتاب۔
عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے اور
فن کروشیا کی مشہور ماہر محترمہ ناظرہ نور علی صاحبہ نے یہ ترکیبیں اور
ہدایات لکھ کر مرتب کی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ/

خواتین کی دستکاریاں جس کتاب میں
نانا طرح کے نمونے
کر نہایت ہی کارآمد اور بیش بہا مشورے دیئے گئے ہیں اور بہت
سے کاموں کی تفصیل بیان کر دی ہے کہ پردہ نشین عورتیں بغیر
کسی کا احسان اٹھائے صرف اس کتاب کی بدولت مالی پریشانیوں
کو آسانی دور کر سکتی ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنہ

گلدستۂ کشیدہ

یعنی عصمتی کشیدہ کا دوسرا حصہ جو کہ دستکاری کی ماہر
۲۰ بہنوں کی مدد سے تیار ہوا ہے جس میں مختلف قسم کے فریموں
رومالوں کے پردہ کے میز پوش کے تکیے کے لئے دلچسپ پھول،
کونے کی کڑھائیاں ... ، پھول۔ گول پھول، بارڈر وغیرہ ہیں۔
جس میں بیلوں کے گریبان کے بہترین نمونے ہیں متفرق وضع کے
ٹوپیاں اور متفرق چیزیں، کلائی کے دستانے کے پنکھے، بائیسکل کی گدی)
جوتے، پنڈی (؟) کے غلاف، بچوں کے جوتے وغیرہ ہیں۔ غرض دو سو سے
زائد نہایت عمدہ عمدہ خوبصورت صاف نمونے ہیں علاوہ ہر نمونے کے تیار
کرنے کا ترکیب خوب واضح اور مکمل ہے ہر نمونے کے لئے مکمل نمونہ بھی
بھی دیئے گئے ہیں کشیدہ کاری کی ایسی لاجواب کتاب
آج تک شائع نہیں ہوئی کئی ماہ سے دستکار بہنوں کو اس کا
انتظار تھا اب چھپ چکی ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ/

منیجر عصمت دہلی



تین دن میں صورت بدل جائیگی

حسن و خوبصورتی کے حسین کیمیاوی سائنٹفک طریقہ پر تیار کئے ہوئے سامان کے استعمال کرنے سے کالے بدصورت اور بدنما انسان بھی خوبصورت بن جاتے ہیں۔

بیوٹی کورس

حسن و خوبصورتی دلفریبی و دلکشی صباحت و ملاحت اور رنگت کو نکھارنے کے لئے جادو ہے۔ اگر آپ چہرہ کی رونق کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتے ہیں تو حسب ذیل طریقہ پر عمل کیجئے۔

فلاور کریم جلد کو صاف چکنا اور مسامات کو حقیقی آب کی وجہ سے تروتازہ کرتی ہے جس سے جلد گورا اور چکنا ہونے کے علاوہ فساد خون کی بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے۔ خوشبو نہایت پاکیزہ اور فرحت بخش ہے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے اور خوبصورت بننے کا پیارا طریقہ یہی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ار

فلاور سنو رات کو فلاور کریم ملنے کے بعد صبح کو فلاور سنو استعمال کیجئے اس کے استعمال سے رات بھر کا تمام میل اور گرد و غبار جو چہرہ اور ہاتھوں پر جم گیا ہو نہایت پاکیزگی سے صاف کرتا ہے۔ چہرہ کی چھائیاں جھائیں داغ دھبے سرخ و سفید نشان بالکل دور کر دیتی ہے اور سفید ہی مسامات کی تہہ میں سے میل نکال کر نکالتی ہے جس سے رنگت گوری ہو جاتی ہے اور عجیب و غریب تغیر کن حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ار

گلابی کریم چہرہ اور ہاتھوں کو گلاب کی پنکھڑیوں جیسا رنگین بنانے کے لئے یہ عجیب چیز ہے۔ لہذا رخساروں پر اسکو ملنے سے معلوم ہوگا کہ قدرت نے عجیب و غریب حسن دیا ہے اور حسن کے ساتھ ہی یہی سانس کو شام کے وقت جب تفریح یا جلسہ یا کسی محفل میں جانا ہو۔ اسکو گلابی کریم ہے جو بیوٹی کورس کے استعمال کا تیسرا طریقہ ہے رنگ روپ کو نکھار دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے ۱۲ ار

بی کے مارکہ خضاب دنیا کے سب خضابوں سے بہتر ہے۔ یہ بالوں کو بلا مضرت کے سیاہ کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

منگانے کا پتہ

سعید برادرس اینڈ کو (ٹائلٹ ڈپو)

کلاں محل دہلی

صاحبزادی کے جہیز میں

بہتر سے بہتر کپڑا آپ دیدیجئے مگر کامدانی کی چیز دئے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا صرف ستی بہنوں کے لئے ہم نے اعلیٰ قسم کی کامدانی کام کے خوبصورت ساڑھیاں وغیرہ فراہم کرنیکا انتظام کیا ہے جو بہترین قسم کی ہیں کا کپڑا بھی ساتھ ہے کام تمام کپڑے پر صفائی اور خوبصورتی سے کیا جاتا ہے کونوں پر دلفریب ترنج اور کناروں پر نفیس جوڑی بیل۔

قسم اول کی کامدانی نہایت اعلیٰ درجہ کی اصلی چاندی کامدانی ہے جو کبھی سیاہ یا ماند نہیں ہوتی

قسم دوم پتر سے کی کامدانی بھی خوب شاندار و چمکیلی ہے اور تعلیم یافتہ بیبیوں میں مقبول ہے۔

قسم سوم یعنی جھوٹی کامدانی کا کام ہمارے ہاں نہیں ہوتا کامدانی کے علاوہ سلمہ ستارہ وغیرہ کے کام کی ضرورت ہو یا دلی کوئی اور چیز منگانی ہو تو ہمیں لکھئے بہت کفایت کے ساتھ بھیجی جائیگی۔

ساڑھیاں طول ۵½ گز

ساڑھی نمبر ۳ نہایت اعلیٰ قسم کے خوبصورت پائدار ریشمی کپڑے پر کامدانی کا نمبر اول کا کام قیمت صرف ؏

" نمبر ۴۔ کپڑا وہی کامدانی قسم دوم قیمت ؏

" نمبر ۵۔ کامدانی قسم دوم کپڑا ساڑھی نمبر ۲ سے کم قیمت مگر پائدار اور خوبصورت ریشم قیمت ؏ ۲۵ روپے

ساڑھی نمبر ۶ نفیس ململ کامدانی قسم دوم قیمت ؏ ۲۰ روپے

فرمائش کیساتھ ایک چوتھائی رقم پیشگی بھیجئے اور اپنی پسند کے کپڑے رنگ بھیجئے سلمہ ستارے کے کام کی دوسری چیزیں بھی فراہم کر سکتے ہیں۔

سہیلیوں کا اسٹور کوچہ چیلان دہلی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۳۲ء

بعدالت جناب سید خورشید حسن جج ماتحت بہادر اناؤ مقام اناؤ

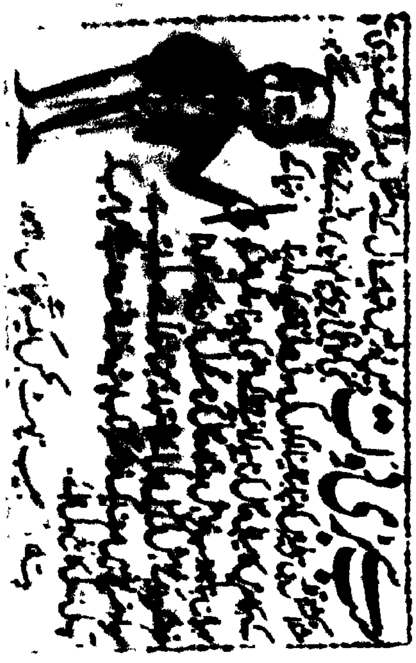
مدعی بنیاد سنگھ ولد بلوان سنگھ قوم ٹھاکر ساکن موضع بیشر گنہ ورسہ تحصیل ضلع اناؤ

بنام پوکشن رام ولد لو چن قوم کوری ساکن موضع بیسنگھ کبرو پرگنہ ورسہ ضلع اناؤ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دعویٰ سالفہ کے دائر کی ہے۔ بنام تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم تباریخ ۱۱ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۲ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلق مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ مدعی مذکور کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کی تجویز ہوئی ہے۔ پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعویٰ کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔ آج تباریخ ۱۱ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم



May 1932
Vol. 18
No. 5

Regd. No. L. 1872

The Ismat Delhi.

India's Leading Literary Ladies Magazine.

مصنوعات حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف
لڑکیوں اور عورتوں کیلئے بے مثل کتابیں

آمنہ کا لال	شب جوانی
سیدہ کا لال	دستہ عید
الزہرا	دو نفس
امت کی مائیں	گرفتار قفس
وداع خاتون	تفسیر عصمت
صبح زندگی	انگوٹھی کا راز
شام زندگی	منازل ترقی
شب زندگی	جوہر عصمت
نوحہ زندگی	سیلاب اشک
نسوانی	طوفان اشک
حیات صالحہ	ناتی و شوہر
خوابِ حیات	والدین
جوہر قدامت	منازل السائرہ
نغمہ شیطانی	بنت الوقت
مودرہ	ایمان کا دورہ
ستوتی	بیچارہ کرتا
مدہدی شہزادیاں	اودیا کی سرگزشت
وداع ظفر	فلسفہ سیدہ و مغرب غریب

اسلامی تاریخ ناول کی طرز پر

عروس کربلا	تیغ کمال
محبوب خداوند	اندلس کی شہزادی
یاسمین شام	سود لینے نقد
شہنشاہ کا فیصلہ	شہید مغرب
منظر طرابلس ۵	سات دوں کا مالک
دُر شہوار	محصول ڈاک بذمہ خریدار

شریف بیگمات کیلئے اعلیٰ درجہ کی کتابیں
کھانے پکانے کی کتابیں

... ہندوستان کے ہر حصہ کی قریباً ۱۵۰۰ معزز خواتین نے ... تجربہ کی ہیں اور ... زیادہ مستند اور صحیح مفصل ... کتاب آج تک ہندوستان میں نہیں چھپی

مستند دسترخوان ... مشرقی مغربی کھانے ... بچوں کے کھانے ... بیماروں کے کھانے ... مستند ہندیا ... ذریعہ ...

دستکاری کی کتابیں

جو اپنے موضوع پر نہایت مفید اور کار آمد کتابیں تسلیم کی گئی ہیں

مستند گلدستہ کشیدہ	مستند شیرہ
موتیوں کا کام	دستکاری کا کام
خاتین کی دستکاریاں	

تصانیف فخر نسوان ہند محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

جو ... کی چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں جن پر ملک کے مشہور اخبارات و رسائل نے نہایت شاندار ریویو کیے ہیں جن کے بغیر کوئی زنانہ کتب خانہ مکمل نہیں کہا جا سکتا ... چھپی ہیں

جان نثار ... گلستان خاتون ... بیکراں ... بچھڑی بیٹی

معزز خواتین کے لکھے ہوئے

دلچسپ اور سبق آموز اصلاحی و معاشرتی ناول افسانے وغیرہ جن میں لڑکیوں اور عورتوں کو نہایت مفید باتیں بتائی گئی ہیں۔

انوری بیگم	دولت پر قربانیاں	جنسی کی باتیں
مشیر نسواں	خواتین اندلس	تاریخی لطیفے
سرگذشت ہاجرہ ۱۰	تندرستی بالفعل	بچوں کی تربیت ۱۰
موہنی	شمع خاموش	بچوں کی دنیا
غیرت کی پتلی	عزیز النسا ۱۲	مختصر دنیا ۵
چار رخ	عقل کی باتیں	آئینہ موٹر

محصول ڈاک بذمہ خریدار — ملنے کا پتہ منیجر رسالہ عصمت دہلی — محصول ڈاک بذمہ خریدار

THE ISMAT DELHI.
ESTD. 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لیئے

پاکیزہ خیالات علمی ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصورِ غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی مین ہر انگریزی مہینے مین ایک بار شائع ہوتا ہے

جون
۱۹۳۲ء

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپیہ

SAMI

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے	بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے
گجراتی اور پنجابی کھانے	نفیس نفیس کھانے	لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے
حیدرآبادی اور برمی کھانے				پشاوری اور سندھی کھانے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنیکی اردو زبان میں بینظیر کتاب

عصمتی دسترخوان (حصہ اول)

اس کی ایک بڑی خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ ملے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں **تجربہ** کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لئے ترکیبیں **بالکل صحیح** ہیں اور وزن **بالکل درست**۔ ہندوستان بھر کے عمدہ کی تیاری عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ ... صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچی خانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات و مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے۔ مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمایئے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں			
پلم پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضہ مرغ	آتش کباب	
کھوئے کی پڈنگ	اسفنج پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کی ٹکیاں	شامی کباب	
نارنگی بھری پڈنگ	سیب پڈنگ	کچے گوشت کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب	
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	دال کے کباب	کباب مرغ مسلم	نرگسی کباب	
روٹی پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے سیخ کباب	سیخ کے چٹ پٹے کباب	دہی کے کباب	
اناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی قسم کے	
کمزور بیماروں کیلئے	بادام پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کباب	

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے۔ اسی سے کتاب کا اندازہ کیجئے۔ چاول، حلوے اور میٹھے، سویاں، کھیر، فیرنی، سادے اور ترکاری کے سالن، مچھلی، مرغ، جیلی، بسکٹ، کیک، دالیں، مٹھائیاں، حلوے، چٹنیاں، مربے، اچار، سموسے، بڑے، پوری، کچوریاں، پراٹھے، روٹی۔ **غرض** ہر قسم کے شرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی ترکیبیں۔ **اس کتاب کا ہر گھر انے میں ہونا ضروریات میں سے ہے**

ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچ گئی ہے۔ بہت سی عورتیں اس کتاب کی مدد سے عمدہ عمدہ خوش ذائقہ کھانے پکانے لگی ہیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب شادی کے وقت جہیز میں دی جاتی ہے۔ سینکڑوں خواتین نے اس کی تعریف میں خطوط بھیجے ہیں اور کتنے ہی مردوں نے اس کتاب کی اشاعت پر مؤلفہ و پبلشر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کھانے پکانے کی اس قدر صحیح اور ایسی کارآمد کتاب ہندوستان کی کسی زبان میں آج تک نہیں چھپی۔ اس کی تیاری پر ہزاروں روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ پہلے ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ تین ایڈیشن نکل گئے۔ اس کتاب پر اس قدر محنت کی گئی ہے کہ اگر پانچ روپے قیمت بھی ہوتی تو کم تھی لیکن اس لئے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے صرف **دو روپیہ قیمت** رکھی گئی ہے۔ مجلد کی قیمت صرف دو روپیہ چار آنہ ہے۔ اور زیادہ تر مجلد ہی منگائی جاتی ہے۔

پتہ: منیجر رسالہ عصمت (کوچہ چیلان) دہلی

عصمتی دسترخوان کے علاوہ اور عصمتی لائبریری

یہ کتابیں بھی شائع کی گئی ہیں

جو ہاتھوں ہاتھ نکل رہی ہیں

عصمتی ہنڈکلیا یہ کتاب بچیوں کے لئے ہے جو ... سے قبل کھانے پکانے سیکھیں۔ ... ہوجائیں اور ... کو جو کچھ جاننا چاہئے ... واقف ہوجاتے ... کی صحیح صحیح ترکیبیں بچوں کی ... مطلب کی ... کھانے پکانے کے متعلق مفید مضامین ... ہدایتیں ... باتصویر ... قیمت ...

ناشتہ ... وقت ناشتہ کیا جاتا ہے ... موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں ... کے علاوہ ... بسکٹ کیک ٹوسٹ ... وغیرہ ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر حصے کے مختلف قسم کے ناشتوں کی ترکیبیں ہیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں ... کے مطابق ... میں پیش کرکے خوش کرسکتے ہیں۔ قیمت ۱۰

بچوں کے کھانے بچوں کے لئے اصول صحت کے مطابق کس قسم کی غذائیں چاہئیں ... کے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں اس موضوع پر بینظیر کتاب جس میں بچوں کے صحت بخش اور مفید کھانوں کی ... تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ ... ہدایات ... بھی ... کے قابل ... باتصویر قیمت صرف ...

بیماروں کے کھانے بیماروں کے لئے جو کھانے مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور ... بھی نہایت مفید و قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے باتصویر قیمت دس آنہ ...

مذاقیہ کھانے دولہا بھائی سے ... ذاق کرنیکے لئے نہایت دلچسپ کتاب جس ... صحیح ہے ... بیہودہ تکلیف دہ عامیانہ مذاق کی جگہ اس کتاب کی شائستہ مذاق ... اور ... ہنسنے ہنسانیوالی کتاب ہے زندہ دلی کا ثبوت ... لڑکیوں کی شادی کے وقت دولہا بھائی کی تواضع کیلئے لڑکیاں یہ کتاب نہایت شوق سے منگاتی ہیں

مشرقی مغربی کھانے عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ قیمت ... مفصل اشتہار اس پرچہ میں دوسری جگہ ...

عصمت کی ... کتابوں کی قیمت میں

رعایت! رعایت! رعایت!

... عصمت کی ... کتابوں کی قیمتوں میں رعایت کی گئی ہے ...

... رعایت ...

زنانہ دستکاری کی ۵ نہایت کارآمد کتابیں

موتیوں کا کام

اس کتاب کا سال سال بھر سے خواتین کو انتظار تھا ... اب چھپ کر تیار ہے ... نہایت صاف ... قریباً ... نہایت ... خواتین ...

عصمتی کشیدہ

... بیلیں ... نمونے ... کشیدہ کاری ...

گلدستۂ کشیدہ

... جو اس دستکاری کی ... بہنوں کی ... تیار ہوا ہے ... پھول ... بیلوں کے ...

عصمتی کروشیا

... قیمت ... روپیہ

خواتین کی دستکاریاں ... اس کتاب کا ... کام آپ سے آ ...

... کی لاجواب کتابیں

... قریباً ۱۵۰ ...

مشرقی مغربی کھانے

... سال ... زیادہ ... ترکیب ...

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی تصانیف

مردوں اور عورتوں کے لئے اصلاحی و معاشرتی کتابیں

حیاتِ صالحہ یا صالحات علامہ محترم کی سب سے پہلی

تصنیف ہے جس نے جادو نگار مصنف کے کمال انشاء پردازی کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بجا دیا تھا۔ مکمل اشتہار ٹائٹل کے صفحہ پر دیکھئے۔

صبح زندگی، شام زندگی، شب زندگی،

اردو زبان میں کوئی کتاب ان کتابوں سے زیادہ گزشتہ دس سال میں مقبول نہیں ہوئی۔ اب تک بچاس ہزار سے زیادہ فروخت ہو چکی ہیں اور آج بھی مانگ کا وہی حال ہے جو شروع میں تھا۔ یہی وہ کتابیں ہیں جنہوں نے ہزاروں خاندانوں کو تباہی اور بربادی سے بچا دیا اور ہزاروں بگڑے ہوئے گھرانے سنوار دئے

(۲) صبح زندگی لڑکیوں کی تربیت پر اس قدر موثر پیرایہ میں اس سے بہتر کتاب

آج تک شائع نہیں ہوئی۔ اس میں نسیمہ کی پیدائش سے شادی تک کے تمام واقعات ہیں۔ پندرہ مرتبہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۱۲؎

(۳) شام زندگی نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک کے تمام واقعات بیوی

اور شوہر دونوں کے لئے بے مثل چیز ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے مصنف کو قوم سے مصورِ غم کا خطاب دلایا حال میں سولہویں مرتبہ چھپی ہے قیمت عمر

(۴) شب زندگی یہ علامہ محترم کا شاہکار ہے یعنی سب سے بہتر کتاب کہی جاتی

ہے اس میں رحلت نسیمہ کے بعد کا بیان ہے کہ اس سے معلوم ہوگا کہ نسیمہ بیگم نے دنیا میں وہ کون سے کام کئے کہ عورتیں اس کا استقبال کرتی ہیں، عالم ارواح کی سیر اس قدر دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھئے اور معلوم کیجئے کہ وہ کون [illegible] عورتیں ہوں گی جن میں ایک دوزخ میں پکی جنس رہی ہے، اور دوسری جنت میں مقیم ہے۔ نسیمہ جیسی ہیرا اس کی بہو وسیم دلہن ایسی چھچھوری کہ الامان الحفیظ، نسرین کی سی سلیقہ شعاری اور انسانیت خدا سب کو نصیب کرے ایک ایک سطر دل کے پار ہوتی ہے، حال میں اسکا بارہواں ایڈیشن چھپا ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ

(۵) شب زندگی حصہ دوم تمام دنیا کی بہترین عظم

وسیم دلہن کس طرح ایک خانہ بدوش اور نیک بی بی بنتی ہے اور اس کے بگڑے ہوئے اصول کس طرح اس سے نکلتے ہیں کتاب کی ہیروئن کا ظہیر صاحب اور شوہر کے تمام مظالم سہتی اور ایسی ایسی قربانیاں کرتی ہے کہ آپ دنگ رہ جائیں گے۔ ایسا دلکش پلاٹ ہے کہ کم سے کم اردو کی کسی کتاب میں نہ ملے گا قیمت مع شب زندگی مکمل عہر

(۶) نوحۂ زندگی یہاں آپ کو ایک ایسا فوٹو ملے گا جس میں ایک عصمت کی

قدر رکھنے والی بیوی اور غیرت پر قربان ہونے والی ماں اپنے دو معصوم بچوں کو ماں باپ سے بچھڑ کر شہید ہوتی ہے۔ کتاب نہیں ایک جادو ہے جس کا ہر لفظ مرثیہ ہے اور یہ حق رکھتا ہے کہ ہر مسلمان ایک دفعہ اسکو پڑھے اور سمجھے کہ بیوہ اور اس کی زندگی نے اسلام میں کیا صورت اختیار کی۔ یہی علامہ محترم کی بڑی مشہور کتاب ہے اور آٹھ دفعہ چھپ چکی ہے ۱۲؎

(۷) طوفان حیات جس نے ایک دنیا میں دھوم مچا دی تھی جس

کی تعریف میں اخبارات رطب اللسان تھے اب پھر چھپ کر تیار ہے غلط رسوم اور شرک و بدعت مسلمانوں کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر چکے ہیں۔ شاید ہی کوئی گھر ہوگا جہاں ان لغویات کا گذر نہ ہو اس کتاب کی ہیروئن مشترک کی زندگی اس قدر دلچسپ کہ پڑھنے والا حیران ہو جاتا ہے۔ وہ رسوم جنہوں نے مسلمانوں کا خاکہ اڑایا اس وضاحت اور خوبی سے بیان کی گئی ہیں کہ پڑھنے کے بعد پھر ایسی رسموں کا نشان باقی نہیں رہتا۔ شرک جو دنیائے نسواں پر عام طور سے قابض ہے طوفان حیات کے مطالعہ سے کوسوں دور بھاگ جاتا ہے اور رسوم مروجہ خوفناک اژدہے کی صورت میں نظر آنے لگتی ہے اور انسان خدائے واحد کی عظمت کے آگے سر جھکا دیتا ہے اس قدر دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھئے، واقعات اس قدر درد انگیز کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ اعلیٰ کاغذ بہت عمدہ

(۸) جوہر قدامت یہ ہندوستان کی زندگی کا اول [illegible] [illegible] ... دلچسپ

کی مسلسل زندگی دو عورتوں کی طرز معاشرت ہے جس میں ایک دور قدیم کی مرحومہ دختر اور دوسری طرز جدید کی دلدادہ ہے۔ عالم نسواں میں پچاس سال بیت گیا جو کچھ تھا مسلمان گھرانوں میں، اس وقت کچھ لیے نقل گار رہوں میں چکے تھے۔ اور مغربی روشنی ہمت ابھی لپک رہی ہے۔ اس مشہور کتاب سے معلوم ہوگا جس کے دو حصے کئی کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ ضخامت دو سو صفحے قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔

(۹) منازل السائرہ حالات کی طرح اس میں بھی ایک

لڑکی کی پیدائش سے بیکرارت تک کے تمام واقعات اس قدر دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ بلا پڑھے کرچھوڑا جاتا ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جو یونیورسٹیوں کی بڑی ۳۵ عمروں کے کورس میں داخل ہے قیمت حصہ اول عہر حصہ دوم عہر چھ دفعہ شائع ہو چکی ہے۔

اصلاحی و معاشرتی افسانے

(۱۱) تمغۂ شیطانی حضرت علامہ راشد الخیری نے اسلام کو جس

سائنٹفک صورت میں پیش فرمایا ہے۔ اردو لٹریچر میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی جن مسلمانوں نے سمجھ کر علامہ محترم کی تصانیف کو پڑھ لیا۔ صحیح اسلام ان کے ذہن نشین ہو گیا۔ اور ہزاروں گمراہیوں سے بچے۔ تمغۂ شیطانی میں امت شیطانی کے اکثر کیریکٹر دکھائے گئے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی نیک انسان سمجھے جاتے تھے۔ مگر ان کے صرف ایک فعل سے جو بظاہر بہت معمولی بات تھی حلقۂ شیطانیہ میں داخل ہوتے جہاں تاکشنہ والی بیری، ملاجی خانصاحب کے حالات پڑھ کر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ دیا [illegible] بیری

...[illegible]

(۱۱) سات روحوں کا اعمال نامہ

...[illegible] دنیا کی سات مجیب ... کے لئے جنت کی ... جیتے جیتے بہشت ... مکدری ... دلچسپ ... قیمت ۸ر

(۱۲) سیاحی میلسن کی نسل کی ... جاری شہزادی ... کہانیاں ... ہو جائیں ... کی تصاویر بھی قیمت ۳ر ... اس کے ساتھ شگفتے

(۱۳) شوہر پرستی نہایت دلچسپ سبق آموز قصہ جس میں ثابت کیا گیا ہے ... کے لئے بیوی سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں ... اور شریف عورت شوہر کے لئے سب کچھ ... قربان کرکے اور وفاداری ایثار کے جوہر دکھا کے ... کو محو حیرت کر دیتی ہے قیمت ۸ر

(۱۴) موؤدہ مسلمان جہاں اور احکام الٰہی ... ہزار در ہزار کرس و دو ... لڑکیوں کی پیدائش میں ... ہوا سلام کر ... حرام کرتے ہیں درست بیان تک پہنچی ہے کہ شریعت اسلام کا فیصلہ پس پشت ڈالکر مسلمان لڑکیوں کو ... الٰہی کے خلاف ترکہ پدری سے محروم کرکے ... کو تنگ دیتے ہیں علامہ محترم نے یہ کتاب اسی ... کے انسداد پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ بہت ... لکھی ہے اور ایسے درد و سوز و گداز سے کہ ... پتھر دل بھی اس کو پڑھ کر ... ہو جاتے ہیں. قیمت ۸ر

(۱۵) تفسیر عصمت یہ وہی دلاویز افسانہ ہے جس نے رسالہ ... عصمت کے مشہور جوبلی نمبر میں چار چاند لگا دئیے تھے ... کیریکٹر اس قدر پر لطف ہے کہ پڑھتے ہنستے ... ہنسی میں بل پڑ جاتے ہیں. اور واقعات اس قدر ... ہیں کہ بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں. غرض اردو ادب ... میں سب سے بہتر افسانہ آج تک اردو زبان میں شائع ... نہیں ہوا. قیمت ۵ر

(۱۷) انگوٹھی کا راز ... مصنف ... اور بہت ... افسانہ کرکے شائع کیا گیا ہے. یہ مختلف ... لڑکیوں کا سبق آموز افسانہ ہے. ... کا عبرت انگیز انجام. اسلام کی جگر خراش داستان اور صحیفہ کی مشکلات. انگوٹھی کا راز اس خوبی سے حل کرتا ہے کہ پڑھنے والے محو حیرت ہو جاتے ہیں؟

(۱۸) ولایتی نخمی نانی ... پر لطف با تصویر افسانہ ... جس کے ہر فقرے پر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں. ... دو دو سو ... ہر سے ہمارے ... سے شوق رکھتے ہیں. ... قیمت ۸ر

(۱۹) منازل ترقی اس عبرت انگیز افسانہ میں دکھایا گیا ہے کہ ... نئی روشنی کی دلہن، بیداری کے شوق اور دولت کے نشہ میں اخلاق انسانیت اور مذہب کو کچھ کر کر ... رشتہ داروں پر کیسے ظلم ڈھاتا ہے. بار سوم ۳ر

(۲۰) بچہ کا کرتہ ایک عاشق زار بدنصیب ماں جو اپنے جوان بچہ کی یاد میں دو دو جہیز ... ہے ... کرتا ہے. دنیا کی محبت وایثار کا وہ عبرت انگیز جواب دیتی ہے کہ ... سے آنسو نکل پڑتے ہیں. بار سوم. قیمت ۳ر

(۲۱) وینڈیا کی سرگذشت گمراہ دو ہوئی ... دولت ... خلش وحیرت کی دلدادہ ایک انگریز خاتون کی کہانی اسی کی زبانی. مغربی معاشرت کا ایک نہایت کامیاب مرقع پورپ میں میاں بیوی کے تعلقات کا بہو فوٹو. قیمت ۳ر

(۲۲) بنت الوقت ہماری مستورات کی تعلیم وتربیت کا بے مثل مرقع، وقت کا انعام، حسد ساتھ دینے والی ایک ناعاقبت اندیش لڑکی کا عبرت انگیز انجام. چھ دفعہ چھپ چکی ہے. قیمت ۸ر

(۲۳) سراب مغرب غیرمسلم مدارس میں لڑکیوں کا تعلیم پانا کہاں تک جائز ہے. اس بحث پر مشہور کتاب تقلید مغربی کے دردناک نتائج، پارسیز کا حشر، ماں باپ کی ناعاقبت اندیشی اور لڑکی کی تباہی چھ دفعہ چھپ چکی

ملنے کا پتہ. مینجر عصمت دہلی

ہے. کتنی ہی بچیاں زندگی ... قیمت ۸ر

(۲۴) فسانہ سعید بیوہ کا نکاح ثانی اسلام کا حکم ہے شریعت نے ثابت ہے حضرت مصنف نے سعید کا مکمل ... سے ثابت کیا ہے. وہ حق لکھا ہے کہ ہر مسلمان اس کتاب کو پڑھے. سعید کی جگر خراش داستان دل ہلا دے گی سوچئے جنتوں پر موثر کتاب ہے قیمت ۸ر

مختصر افسانوں کے مجموعے

علامہ محترم کے مختصر افسانوں کا تیس سال ... سے بھر میں ڈنکا بج رہا ہے. علامہ راشد الخیری ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اردو زبان میں مختصر افسانہ نویسی کو معراج کمال پر پہنچا دیا. نسوانی جذبات اور معاشرے ... کی صحیح ترجمانی جس پاکیزگی سے مصور غم ... نے کی ہے اردو ہمیشہ اس کا ذکر ... کرے گی. ناممکن ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان ان افسانوں کو پڑھ کر آنسو بہائے بغیر رہ سکے. شہنشاہ ... کے وہ معرکۃ الآرا افسانے جو طرح طرح کے رسالوں میں ... درج ہوئے ہیں. اور جن پر بڑے بڑے ضخیم ناول قربان ہیں. اب مختلف مجموعوں کی صورت میں شائع کئے گئے ہیں. چنانچہ حسب ذیل مجموعے اسوقت تیار ہیں.

(۲۵) جوہر عصمت ۱۳ سبق آموز افسانے (۱) مظلوم بیوی کی پاک جذبہ (۲) صبور کی دلہن (۳) آگ کی محبتیں (۴) شاہ تنویر (۵) بیگنہ کا قتل (۶) بھاوج کا کینہ. (۷) ہارون رشید کا وہ سا ... ایک بڑی عورت (۸) محل جہانگیری (۹) جیل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہر زاد (۱۱) برقع کی ... (۱۲) غلط فہمی (۱۳) خاتمہ بالخیر. ان ۱۳ افسانوں کا مجموعہ جوہر عصمت ہر شریف مرد اور ہر شریف عورت کی نظر سے گذر چکا. یہ سب موثر اور دلاویز افسانے ہیں. یہ کتاب ... مرتبہ چھپ چکی ہے. قیمت ۱ر

(۲۶) سیلاب اشک با تصویر ... دردانگیز افسانے جن کے عنوانات یہ ہیں (۱) پرستار محبت (۲) بلوچ ... کے سو رنگ (۳) طلاق کے سفید بال. (۴) ... مکمل ... (۶) بے قصور بچی (۷) شریا کا ... ہر افسانہ کے ساتھ فوٹو بلاک کی تصاویر ہیں ہر افسانہ ایسا دلاویز اور موثر ہے. ناممکن ہے کہ انسان ...

آنسو بہائے اس کتاب کو پڑھ سکے۔ ہر قصہ دلکش ہے
کتنی [illegible] یہ کتاب چھپ چکی ہے قیمت عہ

(۲۷) طوفان اشک — بہنوں بیٹیوں کی [illegible] پر مظلوم عورتوں
کی قربانیاں وہ سرفروشیاں جن سے آسمان کانپ گیا ہے
پارہ دل [illegible] دینے والی کہانیاں چھپ گئے عمر

دلہن کی [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پردوں کی [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۲۸) نالۂ عشق — آپ سمجھتے ہی نہیں سمجھ کیوں نہیں؟ لیکن بغیر لالۂ عشق
پڑھے یا سنے وقت آپ کے پیٹ میں مارے ہنسی کے
بل نہ پڑ جائیں۔ علامہ محترم نے ہنسی کے مضامین میں
ایسے قلم کا جادو کیا کہ تمام ہندوستان میں ان کا
چھکا بجا۔ نالۂ عشق عرب اور کلثوم اسفاہی، سجدہ
ندامت پڑھ کر ایک موقعہ پر آپ کی آنکھوں سے آنسو
نکلیں گے تو دوسرے موقعہ پر ہنسی ضبط نہ ہو سکے گی
ڈیڑھ سال میں پانچ بار چھپی ہے قیمت ۱۰؍

(۲۹) نسوانی زندگی — یوں تو حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے
اپنی ہر تصنیف میں عورت کی مختلف حیثیتیں دکھائی ہیں
مگر اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ماں بیوی بیٹی
بہن کی ہر حیثیت علیحدہ علیحدہ دکھائی گئی ہے۔ ثابت
کیا گیا ہے کہ ہر حیثیت میں عورت ایسا ایسا ایثار اور
قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ مرد حیرت میں رہ جاتا ہے نسوانی
زندگی کا ہر افسانہ بے انتہا دلچسپ ہے قیمت ۸؍

(۳۰) رودادِ قفس — حضرت علامہ محترم کی درد میں ڈوبی ہوئی
نظموں کا مجموعہ مظلوم چڑیا۔ روضۂ اقدس پر اسلم کا خط
شوہر کے نام ماں کا پیام۔ سرخاب کا دم واپسیں یعنی
قیصر جنٹس کی فریاد، بچپن کی یاد، عید کا کرتہ، ہمیل کا
خط، دلگیر، دو گھڑی وہ نظمیں ہیں جنہیں پڑھ کر دل دردمند
تڑپ اٹھیں گے پانچویں مرتبہ چھپی ہے قیمت ۱۲؍

(۳۱) گرفتارِ قفس — رودادِ قفس کا دوسرا حصہ نظمیں اس قدر
درد اور تڑپ ڈوبی ہوئی ہیں کہ سنگدل سے سنگدل
انسان کی آنکھ سے بھی آنسو نکل پڑیں قیمت ۴؍

(۳۲) گلدستۂ عید — عید کی دعا، عید کی خوشی، جمعہ کی عید، ترکی

ماں کی عید، پچاس سال پہلے کی عید [illegible]
عید [illegible] وغیرہ [illegible]
ہیں یہ کتاب ہر وقت پڑھنے اور سننے کے قابل ہیں
بہت سے مفید نتائج اخذ کرنے کی چیز ہے قیمت ۸؍

تاریخ وسیر ۔ ادب و انشا

(۳۳) آمنہ کا لال — اردو زبان میں سب سے بہتر مولود شریف نابیخ
کے صفحہ پر مفصل اشتہار دیکھئے۔

(۳۴) سیدہ کا لال — شہادت کی مکمل اور مفصل تاریخ حضرت علامہ
محترم کی بے مثل نئی کتاب حصہ اول مکمل تاریخ شہادت
ہے۔ سرور کائنات صلعم کی رحلت سے یزید کی تخت
نشینی تک کے تمام حالات۔ حضرت عمر حضرت عثمان،
حضرت علی کی شہادتیں اور دردناک مصیبت جنگ جمل
جنگ صفین کا مکمل بیان۔ امیر معاویہ کی سیاست
امام حسن کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری
کیفیت، غرض معرکہ کربلا سے پہلے کے تمام صحیح
اور مستند واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ ہیں صفحہ
۵۰۰ سے دوسرا حصہ مرقع کربلا ہے حضرت مسلم اور ان
کے بچوں کے اور حضرت حر کی شہادت، بی بی زینب کا
میدان کربلا میں بے مثل ایثار، حضرت عباس حضرت
حضرت قاسم حضرت علی اکبر کی شہادتیں۔ کربلا کا تنہا
شہید۔ بیمار صغرا کا قاصد سیدہ کے لال کی شہادت
خانہ برباد سیدانیاں، ابن زیاد اور یزید کے دربار
شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ۔ قاتلان حسین کا انجام
اور خدائی فیصلہ یوں تو تمام کتاب ہی درد انگیز
ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی مگر خصوصیت
جو مرثیے علامہ محترم نے لکھے ہیں ان کی ایک ایک سطر
کلیجے کے پار ہو جاتی ہے۔ ادب لطیف کے علاوہ جو
کتاب کی جان ہے شہادت کا اس قدر مفصل اور
مکمل درد انگیز اور موثر بیان کسی کتاب میں نہیں،
تعلیم یافتہ عورتیں اور مرد شیعہ ہوں یا سنی شہادت کی
یہی کتاب اب پڑھتے یا مجلسوں میں پڑھ لیتے اور
سنتے ہیں، ضخامت قریباً ڈھائی سو صفحے قیمت دو روپے
قسم دوم مجلد قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپی ہے تین روپے

(۳۵) امت کی مائیں — رسول اکرم صلعم کی بیویوں کے
مقدس حالات زندگی، کثرت ازدواج پر اس قدر

عصمت [illegible]
[illegible]
رشتہ [illegible] قیمت ۱۲؍

(۳۶) الزہرا — [illegible]
کی بہترین سوانح عمری جو [illegible]
طرح رہنا چاہئے [illegible]
دنیا کے ساتھ دین کس طرح میسر آتا ہے [illegible]
قدر درد انگیز کہ [illegible]
کا شعر بیان [illegible] قیمت عہ

(۳۷) نوبتِ پنج روزہ — [illegible] قیمت عہ
اس کا اشتہار مفصل ٹائٹل کے صفحہ ۳ پر دیکھئے۔

(۳۸) قلبِ حزیں — [illegible] نہایت [illegible]
ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ جذبات نسوانی کی دردانگیز
تصویر ہے۔ ان مضامین میں علامہ محترم نے
شاعری کی ہے اور نظم نا شعر کی بہترین [illegible]
ہے۔ طرز تحریر [illegible] پایا [illegible]
نہ بھرے۔ قیمت صرف ۸؍ بار سوم

(۳۹) وداعِ خاتون — [illegible] مضامین [illegible]
مکالمہ محترمہ خاتون اکرم کی جو آخری ہدایتیں گئے جو
تمنائیں تھیں وہ سب کے سب لکھی ہیں۔ اور لڑکی شادی کے
بعد کس طرح سسرال والوں کے دل فتح کر سکتی ہے
ناممکن ہے کہ اسے پڑھ کر آنسوؤں کی جھڑیاں شروع
ہو جائیں۔ سو کتابوں کے پڑھنے کا وہ فائدہ نہیں
ہو سکتا جو صرف اس کتاب کے پڑھنے سے۔ کیونکہ
یہ آپ بیتی ہے قیمت ۶؍

(۴۰) امین کا دم واپسیں — شہنشاہ ہارون الرشید [illegible]
زبیدہ خاتون خاندان کے لخت جگر [illegible]
کا دردناک قتل قصہ کے دلکش پیرایہ میں عبرت انگیز
واقعات لکھے ہیں تیسرا ایڈیشن قیمت ۴؍

اسلامی تاریخ ناول کی طرز پر

یہ کتابیں جو مردوں کے لئے لکھی گئی ہیں [illegible]
دکھاتی ہیں۔ البتہ بڑی عمر کی شادی شدہ [illegible] پڑھ
سکتی ہیں۔ یہ اسلامی تاریخ کے [illegible]

ملنے کا پتہ ۔ منیجر عصمت دہلی

[illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے
سلسلہ کے [illegible] اس کا جوش
[illegible] شجاعت [illegible] پہنچنے والے
[illegible] محبت کے
دلچسپ افسانہ ہے۔

(۴۱) **عروس کربلا** علامہ مصنف کی تصنیف ناولوں میں ایک ناول
اس کا موضوع ہے۔ کربلا کے تاریخی واقعات پیش کئے گئے ہیں۔ ہر ایک تاریخی حقیقت
ذاتی [illegible] ہے۔ اس میں
محبت کا دل ہلا دینے والا جذبہ ہے جو مشہور کتاب
ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے قیمت ۱۲؍

(۴۲) **مجموعہ خیالات** قرون اولیٰ کے پرجوش دلیر باز مسلمانوں کی
زور انگیز جو بہادریوں کی تصویر ہے۔ مسلمانوں کی
ایک قلیل جماعت عیسائیوں کی ٹڈی دل فوج کے
مقابلہ میں کس طرح کامیاب ہوتی اور عیسائی لڑکی
سفیرہ جس کا تمام افریقہ مخالف اور جس کا جیسا
کسی علاوہ بھی کیونکر فوجوں کے بیچ سے چھوٹ کر
ایک جانباز مسلمان سے نکاح کرتی ہے۔ یہ موجودہ
پر درد داستان ہے جس کا ہر فقرہ کلیجہ کے پار
ہوتا ہے۔ عروس کربلا کی طرح کئی مرتبہ چھپی ہے۔
قیمت صرف بارہ آنہ ۱۲؍

(۴۳) **شہنشاہ کا فیصلہ** عہد عباسیہ کا
دلچسپ افسانہ ایک شخص اپنی بیوی کی شادی کن اسباب
کے تحت میں ایک دوسرے شخص سے کرتا ہے ایک
مصیبت زدہ ماں کا بچہ کیونکر اس سے دا جبرا
[illegible] جاتا ہے اور ماں کی کیا کیفیت ہوتی
ہے عورت اپنے حصول مقصد کے لئے کیا کیا کوششیں
کرتی ہے۔ اور آخر کس طرح سے شہنشاہ کا فیصلہ
دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتا ہے۔ پڑھئے
آپ بھی کیسی عبرت کے پہلو سے تعلق رکھتے ہیں
قیمت صرف ۴؍

(۴۴) **متنظر طرابلس** سٹیز طرابلس کے نئے معرکہ کا
جوش ایمانی حضرت
خیرین عامر کی بے مثل بہادری، ایثار و شجاعت
محبت کے اتش کدہ میں بیکناہ لڑکی کی قربانی

حقیقی بہن کے ہاتھ سے بھائی کا قتل مذہبی
[illegible] کہانیاں۔ مقتسہ اور شہزادی انجلیکا
کہانی اور فتح طرابلس کا آخری منظر قیمت ۸؍

(۴۵) **دُرِ شہوار** ایمان، ایثار، ندرت
سیستان کی بہادر
خواتین کا مرقع۔ بہرام کے شجاعانہ کارنامے
کی داستانات۔ شہزادی سبطہ کی فراست
اور بہادری، عزم کی ہمکاری اور زمینی قدر
دلچسپ کتاب ہے کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر
رہا نہ جائیگا قیمت ۸؍

(۴۶) **سودائے نقد** مرد کا عورتوں پر کامل قانونی
اسلام میں عورت
کی حیثیت کیا ہے۔ یہ افسانہ بتائیگا کہ جوان بیٹی کی
شادی نہ کرنا سوسائٹی کا کیسا زبردست اخلاقی
گناہ ہے۔ دو سگی بہنوں کی دلچسپ کوششیں
حقیقی ماں کے ہاتھوں جوان بیٹے کا قتل جیب
کا جواب غرض نہایت دلچسپ پلاٹ ہے قیمت ۸؍

(۴۷) **یاسمین شام** حضرت عمر رضی اللہ عنہ
خلیفہ ثانی کے عہد
مبارک کی اسلامی جنگ، بلال دمشقی کے معرکے
اسلام کی فتح اور تسخیر شام کے حالات اس کے
برابر داستان محبت۔ قیمت ۸؍

(۴۸) **تیغ کمال** غازی اعظم مصطفےٰ کمال
کے حالات یونان کے
برخلاف مسلمانوں کی کوشش اور فتح یورپ کی
سازشوں کے سامنا کئے گئے ہیں شاہ قسطنطین
کی سیاسی چالیں ملکہ کو ان کو شکست کے اتحادی
شہزادے کی درخواست۔ ملکہ پر قید اور قتل کا حکم
مصطفےٰ کمال کا کمال قیمت ۸؍

(۴۹) **شہید مغرب** طرابلس اور مراکش
میں مسلمانوں اور
عیسائیوں کے مقابلے۔ اسلام اور نصرانیت کے
معرکے مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر
قربانیاں مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے
اسباب۔ شدہی اور تبلیغ کا افق

دس درد انگیز افسانے

دردناک مسافر	شہید مغرب	طرابلس کا صلہ
عرب سیدانی	سیاہ داغ	اثر نامہ قربانیاں صدائے دلگداز
گم گشتیاں	سیرہ	

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

ان کے مطالعہ سے حب وطنی جوش ایمانی بہادری
شجاعت، خودداری غیرت حمیت کے سے ترجیح
جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

(۵۰) **اندلس کی شہزادی** مسلمانوں کے
زمانے
اسپین کا دلآویز محبت کا افسانہ جس میں بنے سنائے
پیش ہی بل ڈالدینے کے سامان رلائیگا اور
بتائیگا کہ مسلمان سرزمین اندلس پر کیا کر چکے ہیں
قیمت ۸؍

صفحہ ۶ کالم ۳ کا بقایا

دولت پر قربانیاں تصنیف الہ رحمن
نیک دل لڑکی کا اس
وجہ سے کہ غیر کفو میں شادی کرنے سے ترک ہو گئی تھا
ہو کہ برادری کے لڑکے سے جو لڑکی کے لئے کسی طرح موزوں
نہیں ہے شادی کر دینے کے دردناک نتائج اور عقد
کے لالچ میں سوکن پر بیٹی بیاہنے کا عبرتناک انجام
یہ دو درد انگیز افسانے ہر اس مسلمان کی نظر سے
گزرنے چاہئیں جس کی نگاہ میں مذہب مقدس
کی حقیقی عظمت اور جس کے دل میں فرقہ نسواں
کا سچا درد ہے۔ قیمت آٹھ آنہ۔

چار رُخ محترمہ انیس فاطمہ صاحبہ بنت
میوق مرحوم کا لکھا ہوا ایک
نتیجہ خیز افسانہ ہے۔ جس میں چار عورتوں کی
عبرت انگیز آپ بیتی ہے۔ چاروں کہانیاں
اچھی ہیں اور ان میں مغربی تمدن کی دلدادہ
تعلیمیافتہ عیسائی مشنریوں کی صحبت، رواج کی
پابندیوں کے نہایت دردناک نتائج دکھائے
گئے ہیں۔ قیمت ۴؍

(بقیہ صفحہ زنانہ دستکاری کی کار آمد کتابیں)

خواتین کی دستکاریاں پردہ نشین عورتیں
بغیر کسی کا احسان
اٹھائے اس کتاب کی مدد سے مالی پریشانیوں کو دور
کر سکتی ہیں۔ اس میں ان کاموں کا مشورہ دیا گیا ہے،
جو عورتیں باآسانی کر سکتی ہیں۔ ہر عورت کو یہ کتاب
ہنرمند اور سلیقہ شعار بنا دیگی پر از معلومات کتاب ہے
اس کے بعض مضامین عصمت میں چھپکر بے انتہا مقبول
ہو چکے ہیں۔ قیمت ۸؍ آنہ ۱۰

تصانیف محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

کوئی تعارف کتب خانہ محترمہ خاتون اکرم مرحومہ کی تصانیف سے کم نہیں کیا جا سکتا۔ ان تصانیف کو پڑھ کر بڑے قابل مرد رشک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر کتاب بیش بہا مضمون جس قدر اعلیٰ پایہ کی ہے اسکی چھپائی بھی اعلیٰ پایہ کی ہے۔ آرٹ کا غذ پر چھپی ہے۔

گلستان خاتون یہ جنت مکانی کے بہترین افسانوں کا مجموعہ ہے۔ شبنم، تمنا، آرزو، دل، پر قربان، انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، طرز زندگی، سچ کی فتح، دوسری شادی وغیرہ وغیرہ۔ محترمہ خاتون اکرم کے وہ سبق آموز، موثر اور درد انگیز افسانے ہیں جو نسوانی دنیا میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں۔

اس سے پہلے کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا۔ اخبارات نے بڑے شاندار ریویو کئے ہیں۔ اخبار ریاست کہتا ہے "نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کو بھی ان سبق آموز اخلاقی افسانوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔" رہنما لکھتا ہے "یہ افسانے نہایت دلچسپ و موثر انداز میں لکھے گئے ہیں اور ہر افسانہ اسقدر دلکش ہے کہ بغیر پڑھے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ افسانے ہمارے موجودہ تمدن و معاشرت کی خرابیوں کی اصلاح کرنے والے ہیں۔" آرٹ کاغذ پر خوبصورت چھپا ہے قیمت عہ

جمال ہمنشیں فانی زندگی، تغیرات زندگی، تیری نماز، عبرت گاہ دنیا، موسم بہار، فلسفہ غم، سارن عید، زندوں کی زندہ ہستی، کسی کی یاد، ہنسی مذاق، خوشی کا دن وغیرہ وغیرہ۔ اس مجموعے کے علاوہ مضامین ہیں جن کی دھوم مچ چکی ہے ہمعصر ولکھنا ہے ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی گئی ہے۔ رسالہ لارڈ لکھتا ہے ان مضامین کی عبارت بہت فصیح و بلیغ ہے۔ اخبار مدینہ کی رائے ہے۔ مضامین بہت بلند پایہ ہیں، روزنامہ انگریزی بمبئی کرانیکل لکھتا ہے۔ ان مضامین کی زبان نہایت آسان اور سادہ ہے حضرت علامہ راشد الخیری نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے تیسری دفعہ چھپی۔ قیمت ایک روپیہ عمر

بیکر وفا جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور شوہر پرستی اپنا شعار [illegible]

[illegible] لئے ہیں یہ قربانیاں کر [illegible] حیرت میں رہ جائے۔ رسالہ ہلال [illegible] ہے کہ یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے۔ انداز بیان درد انگیز، عبارت سادہ و شگفتہ۔ اخبار ریاست کہتا ہے "طرز بیان اس قدر صاف اور دلکش ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی ہے" قیمت آٹھ آنے عہ

بچھڑی بیٹی نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کئی زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر بے انتہا پسند کیا جا چکا ہے ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے۔ اس کی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کے بے مثل فسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے عہ

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ

مشیر نسواں یا زہرا ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس میں ترغیب کر بہت سی بیش بہا اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں۔ قصہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے۔ طرز بیان بے حد آسان۔

علامہ شبلی نے اسے پڑھکر فرمایا تھا یہ کتاب محاسن سے مملو اور معائب سے بالکل پاک ہے۔ اخبار مشیر دکن کے ریویو کا خلاصہ یہ ہے۔ بلحاظ مضامین کیا بلحاظ زبان بڑی دلچسپ اور دلآویز کتاب ہے اخبار تہذیب نسواں کا ریویو "اس قصہ کو مصنفہ نے نہایت دلچسپ اور پر لطف طریقے سے بیان کیا ہے۔ مصنفہ کو اس تصنیف پر تمغہ طلائی ملا تھا" بار سوم قیمت سات آنہ عہ

موہنی ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ ایک شہزادی شوہر کے انتقال پر گھر چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہے یہاں تک کہ ایران پہنچتی ہے اور وہاں عجیب طریقے سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے۔ ایران کی معاشرت مہمانداری، زچہ خانہ، شادی بیاہ، رسم وغیرہ پر نہایت مفید معلومات۔ قیمت صرف دس آنہ عہ

تحریر النسا لڑکیوں اور عورتوں کے لئے جدید طرز پر خط و کتابت کی بہترین کتاب

[illegible] جس میں [illegible] کی باتیں [illegible]

سرگزشت ہاجرہ [illegible] میں اخلاقی، معاشرتی [illegible] جس سے معلوم ہوگا [illegible] ہر لڑکی پیدا ہوجاتی [illegible] کر سکتی ہے۔ چار سہیلیاں آپ بیتی ہر ایک آپ بیتی سناتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ [illegible] پیش آکر کس طرح سلیقہ [illegible] انہوں نے کیونکر اپنا گھر [illegible] ماننا ہے کہ سرگزشت ہاجرہ [illegible] نہایت مفید کتاب ہے۔ طرز بیان بھی سادہ، مزیدار اور دلکش ہے۔

نامور افسانہ نگار خاتون کی تصانیف

انوری بیگم [illegible] مشہور و مقبول افسانہ جس کی کامیابی دیکھنے کی سیکڑوں خواتین خواہشمند تھیں جس میں جیسا کہ ایک شریف مرد [illegible] گھرانے کی بلند معاشرت دکھائی گئی ہے انوری بیگم کی جو ہیروئن ہے بیماری اور تیمار داری [illegible] خوشی اور شادی کے حالات ہیں۔ [illegible] اور برائے رسم و رواج کی [illegible] خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ پلاٹ میں دلکشی ہے طرز بیان [illegible] سادگی ہے۔ کہیں کہیں ظرافت کی بھی چاشنی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ [illegible]

غیرت کی پتلی [illegible] یہ ایک سبق آموز دلچسپ قصہ [illegible] عورتوں کے حالات ہیں جن سے معلوم ہوگا [illegible] اولوالعزمی اور محبت سے [illegible] گھر بنا سکتی ہے۔ [illegible] نتائج ہوتے ہیں۔ قیمت صرف [illegible]

(باقی افسانوں کا اشتہار [illegible])

چند منتخب کتابیں

کامل دال } ... کے متعلق ... بیماریوں کا علاج بھی ہے۔ قیمت ...

گہوارۂ تمدن } جس میں علامہ راشد الخیری نے ... تہذیب اور شائستگی عورت کی کس درجہ ممنون ہے۔ قیمت دو روپیہ (۲)

مشاہیر نسواں یا سیر الصحابیات } اسلامی دنیا کی مشہور و ممتاز عورتوں کا مستند تذکرہ عورتوں کے لئے بہت ہی ... نتیجہ خیز۔ قیمت ...

ماں بچہ کی نگہداشت } جس کا ہر ماں کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت چھ آنے (۶)

اسلام اور عورت } دنیا کے تمام مشہور مذاہب سے مقابلہ کر کے اور ... کر کے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں ... کسی مذہب نے نہیں دیئے جو مسلمان عورت کی نظر سے گزرنے چاہئیں۔ قیمت ...

پتھر سے ہیرا } ایک ... ہے جس سے معلوم ہوگا کہ عورت کی ہمدردی اور تربیت کیا طاقت رکھتی ہے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت کیونکر ہو سکتی ہے۔ قیمت چودہ آنے (۱۴)

بیوی کی تعلیم } خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنی بیوی کو چند ایسے سبق لکھے تھے جو بہت مقبول ہوئے تھے اور خواجہ بانو نے ان کا جواب دیا تھا اب بہت سے اضافے کے بعد کتاب چھپی ہے اس سے معلومات بہت زیادہ بڑھتی ہے۔ قیمت ...

بیوی کی تربیت } ہندوستانی معاشرت کے متعلق ضروری معلومات۔ قیمت ...

اولاد کی شادی } اولاد کی شادی سے پہلے یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ قیمت ...

نگارستان } مشہور انشاء پرداز مولانا نیاز فتحپوری کے افسانوں کا مجموعہ۔ وہ مضامین جو ادب لطیف کی جان کہے جاتے ہیں پختہ عمر کی عورتیں ہی پڑھ سکتی ہیں۔ قیمت دو روپے (۲)

شباب کی سرگزشت } انسانی زندگی کی حقیقت، کیفیات خوشی و غم ... کا نقشہ۔ یہ بھی نیاز صاحب کا مشہور فسانہ ہے۔ قیمت ...

علمی کہانیاں } ایجادات و اختراعات پر باتصویر کہانیاں جن کے مطالعہ سے بچے اور بچیاں ... علمی باتوں سے واقف ہو جاتے ہیں قیمت ... معلومات بڑھانے کے نہایت ہی مفید ہیں۔ قیمت ...

روحوں کے کرشمے } مردہ عزیزوں کے حالات معلوم کرنے کا کیسے شوق ... اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ ہمارے اطراف واقعی روحانی دنیا ہے ایسے عجیب واقعات ہیں کہ بغیر ... کتاب ختم کئے نہیں چھوڑ سکتی۔ قیمت ...

کم تو نہوت } علامہ راشد الخیری، خواجہ حسن نظامی اور دو سرے نامور لکھنے والوں کے درد انگیز مضامین موت کے متعلق آخر میں بڑے بڑے آدمیوں کے آخر وقت کے واقعات و کلمات ہیں۔ قیمت ...

مرگ نامہ کم ذمت جیسی سبق آموز کتاب کا دوسرا حصہ ...

اردو دعائیں اپنی زبان میں بچے دلی جذبات کے ساتھ مانگ سکیں دعائیں ...

کائنات ہستی } سورج چاند ستارے آسمان فلک وغیرہ مشہور ... غرض کل کائنات کی دلچسپ کہانی۔ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ قیمت چودہ آنے (۱۴)

عورت نامہ } حضرت اکبر الہ آبادی کی نظمیں عورتوں کے متعلق۔ قیمت چار آنے (۴)

مسدس حالی } یعنی اسلام کی ترقی و تنزل کی بے نظیر و دلکش تصویر مولانا حالی کو جس سے حیات جاوید میسر ہوئی ایک ایک شعر کلیجے کے پار ہوتا ہے۔ قیمت ...

تلاش حق } مہاتما گاندھی کی خود نوشت سوانح حیات کا سلیس ترجمہ جس سے معلوم ہوگا کہ کیسے دھن کے پکے گاندھی کی ایک آواز نے اکثر ہلچل ڈال دی۔ ... کیسے لاکھوں انسان جیل کی سختیاں اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے۔ انگریزی میں اس کی قیمت گیارہ روپیہ تھی اردو میں صرف ... روپیہ ہے حالانکہ ضخامت ... صفحے سے زیادہ ہے۔

پردۂ غفلت } مسلمان خاندانوں کی معاشرت کی سچی تصویر، تعلیم و آزادی نسواں، پردہ پر محققانہ بحث اعلیٰ درجہ کا اخلاقی ڈرامہ ہے ظرافت ریز، نتیجہ خیز، جو منی میں چھپا ہے ... قیمت ...

دیوان غالب } سینکڑوں ایڈیشن چھپے ہیں مگر مطبوعہ جرمنی سب سے زیادہ مشہور ہے کیونکہ نہایت خوبصورت چھپا ہے ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو چکا ہے بڑی عمر کی عورتیں منگا سکتی ہیں پاکٹ سائز ہے۔ قیمت تین روپے۔

ہنسانے فسانے } جناب سید ابو نسیم فرید آباد کے مضامین کا مجموعہ۔ اس قدر پر مذاق مضامین کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں مگر کیا مجال جو تہذیب و وقار سے گرا ہوا کوئی فقرہ ہو۔ قیمت ...

ثروت دلہن } اصلاح معاشرت پر مقبول ناول خاص عورتوں کے مطلب کا تعلقات میں صحیح روش اختیار کرنے کا ہدایت نامہ مشرق کے گھر کا ایسا خاکہ جو اصلاح اخلاق میں بہترین مددگار ثابت ہوا۔ ...

انجام زندگی } تین مختلف خیال لڑکیوں کا طرز معاشرت دہلی کی ایک مشہور ... کا لکھا ہوا۔ عورتوں کی زبان میں۔ قیمت ...

اتالیق نسواں } لڑکیوں کے لئے اپنے رنگ میں لاجواب کتاب ... آپ ضرور پسند کریں گی ... قیمت ...

ملنے کا پتہ - مینیجر عصمت دہلی



دہلی میں زنانہ پولیس جو حوالاتی ستیہ گرہیوں کو گرفتار کرنے کے لئے
بھرتی کی گئی ہیں دائیں طرف انکی ایک چیف کانسٹبل جا رہی ہیں



[illegible]

عرب کی دیہاتی زندگی کا ایک منظر

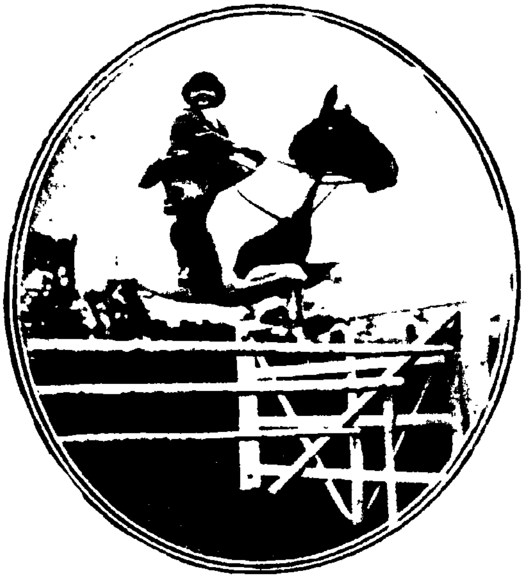


سرحد عراق کے قریب معلی قبائل کے ایک خاندان کی بودوباش کا ایک منظر -

مس ایم بتھیا



جو بنگلور میں آنریری مجسٹریٹ
مقرر ہوئی ہیں -



ایک یورپین خاتون رکاوٹ والی گھوڑدوڑ
(ہرڈل ریس) میں حصہ لے رہی ہے -

اس پرچہ میں جس قدر مضامین شائع ہو رہے ہیں ان کا کاپی رائٹ بحق عصمت محفوظ ہے

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۸ } بابتہ ماہ جون سنہ ۱۹۳۲ء { نمبر ۶

تصاویر ۱۰

فہرست مضامین

دست کرم عصمت کی ڈاک	۔	۴۲۶
چند باتیں	۔	۴۲۷
بزرگوں کی وضعداری	حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ	۴۲۸
نوکروں سے برتاؤ	و۔ ا صاحبہ	۴۳۰
چاند بی بی نظم	لالہ تلوک چند صاحب محروم بی اے	۴۳۳
جمائی کے آداب	سردار محمدی بیگم صاحبہ	۴۳۶
بڑا حج افسانہ	بنت مقبول حسین صاحب	۴۴۰
خوشگوار زندگی	علیا ظفر صاحبہ	۴۴۴
ہماری مفلسی کے اسباب	عذرا صاحبہ	۴۴۵
سویرے اٹھنا	ظفر جہاں بیگم صاحبہ	۴۴۹
سوز و گداز	کنیز محمد بیگم صاحبہ منشی فاضل	۴۵۱
پنڈری	مسز عبد الغنی صاحبہ	۴۵۲
سادگی (نظم)	عابدہ بیگم صاحبہ	۴۵۴
باپ اور بیٹا (افسانہ)	تقی علی صاحب یاسی	۴۵۵
مریض کا کمرہ	و۔ ا صاحبہ	۴۶۱
ہندوؤں کے عقیدے	عابدہ خاتون صاحبہ بی اے	۴۶۳
چچا جان نے دکان کھولی (افسانہ)	سید ابو تمیم صاحب	۴۶۵
کوئل کی پہلی آواز (نظم)	بلقیس جمال خاتون صاحبہ	۴۶۹
دعا مانگی اور بر قبول ہوئی	سید نصیر الدین حیدر صاحب	۴۷۰
ترادیں	مہر النساء صاحبہ	۴۷۲
کیا پڑھیں	ڈاکٹر مظفر صاحب کریمی	۴۷۳
دانت	عابدہ خاتون صاحبہ	۴۷۵
تندرست	ایس بی طاہرہ صاحبہ	۴۷۶
آج (نظم)	جناب شاد عارفی	″
خیرات کے طریقے	صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ	۴۷۷
آئینہ	سید ابو داؤد طاہر صاحب	۴۸۱
تاثرات غم (نظم)	سید محمود حسن صاحب قیصر بی اے	۴۸۳
ناشروجن	مسٹر مفتاح الدین ظفر بی ایس سی	۴۸۵
پھولوں کی کاشت	سرور جہاں صاحبہ	۴۸۷
عورتوں کی ورزش	شرافت بیگم صاحبہ	۴۸۹
موتیوں کا پنکھا	از کتاب "موتیوں کا کام"	۴۹۰
پارسی پلاؤ	رقیہ خانم صاحبہ	۴۹۲
خانہ داری	مولوی محمد ظفر صاحب ملے	۴۹۳
سیر بین	″	۴۹۷
بزم عصمت	متفرق	۵۰۲
نئی کتابیں	۔	۵۰۳
دوربین	ع	۵۰۵

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک } قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس پر تصاویر چھپتی ہیں عللہ
رؤسا سے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ عمر

قسم اول جو بیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے پانچ روپے فی پرچہ سات آنے ممالک غیر سے دس شلنگ سالانہ

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہوتا ہے ساڑھے تین روپے۔ فی پرچہ ۵ر

(باہتمام ابو المعین مولوی محمد امان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا)

عصمت کی لاج

جن بہنوں اور بھائیوں نے پچھلے دنوں میں اپنے رسالہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا اور نئے خریدار دئے ان کے نام دلی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں،

عزیزہ فاطمہ بنت ڈاکٹر یار محمد صاحب صدیقی ۱۰۰۵ ۲۔ حکیم مرزا عبداللہ صاحب لاہور ۳۔ محمد سراج الدین صاحب عدالت گلبرگہ ۲ خریدار منبرہ ۹۵ ۔ ۲۔ مسز مولوی عبدالحمید صاحب تنگری ۸۔ ملکہ بیگم صاحبہ کلکتہ ۲۔ شرافت بیگم صاحبہ لکھنا دون ۲۔ بیگم مولوی اسلام نبی خانصاحب اناؤ ۲۔ بیگم خان بہادر عبدالعزیز صاحب کرنڈیہہ

جنہوں نے ایک ایک خریدار دیا

محمودہ خاتون صاحبہ بنارس ۔ داؤد احمد صاحب کیس پرتاب گڈھ محترمہ رابعہ مظفرگڈھ ۔ نصیر الدین احمد صاحب گونڈہ ۔ مسز عبداللطیف قاسم بھائی صاحب بمبئی ۔ مولوی محمد ظفر صاحب ام اے ال ال بی ص خ معرفت ام ایس ام یعقوب صاحب گیا ۔ نسیم منور مسز شیخ غلام حیدر صاحب نوشہرہ ۔ مرزا فتح علی بیگ صاحب مومن آباد حیدرآباد دکن، مولوی مظہر علی صاحب سیر بنی دکن، ڈاکٹر اے ایس خانصاحب بیٹر، احمد عبدالرحیم صاحب رودہ گڈھ، ڈاکٹر محمد حسین صاحب ہاشمی ضلع فتح پور ۔ دختر سعید الدین حسن صاحب آگرہ ۔ اہلیہ سعید الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری محمد امین الدین صاحب گمنام گاؤں بیگم عبدالحسن صاحب لکھنؤ ۔ مسز خواجہ عبدالقادر صاحب بی اے راجہ منڈی، بنت خان ڈاکٹر محمد خاں صاحب کٹھمر بیگم صغر حسن صاحب وکیل لکھنؤ، مسز یوسف علی صاحب بیدر شیخ عزیز اللہ صاحب بجنور ۔ ایس کے صغرا صاحبہ ۔ سبزوار یہ کلکتہ ۔ بابو احمد حسن خاں صاحب شیو پور کلاں، اہلیہ محمد علی خاں صاحب کوتوال شہر آگرہ ۔ عزیز سلطان صاحبہ بابو گڑھ، مولوی شاہ محمد صاحب ڈیٹر ساقی، بنت عاشق حسین صاحب بدایوں، مسز احمد صاحب بلوسے الخیر کھنگول ۔ غلام حسین خانصاحب میل گاؤں راجہ محمد عبدالعظیم خانصاحب گودہرہ، محمد ایوب صاحب گنیشی باؤرکنگ خریدار ۱۵۸۹م

دست کرم

خدا جزائے خیر دے ان دردمند خواتین و حضرات کو جنہوں نے گذشتہ ۳ ماہ میں تربیت گاہ بنات کی امداد کے لئے روپیہ دان فرمایا

محمودہ بیگم صاحبہ بنت خواجہ غلام حسن صاحب جہان ننگامہ
بیگم محمد عبدالولی صاحب ملتان پنجاب للعہ
مرزا نصیر الدین بیگ صاحب سیتاپور للعہ
اہلیہ مجید خانصاحب ام ای ایس لاہور عہ

ایس ممتاز علی صاحب ہاشمی پنڈرہ بلاسپور عہ ر بیگم خان بہادر حاجی محمد مولیٰ خاں صاحب علی گڑھ عہ ر بیگم مولوی محمد مسلم صاحب بارہ بنکی عہ، مسز حبیب حق فخر الدین صاحب کراچی مرسلہ شریف بیگم مولوی سعد اللہ خانصاحب ڈی سی ین پوری عہ ر نواب فخر الملک بہادر حیدرآباد دکن للعہ فضل کریم صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ریاست منڈی للعہ ۔ مسز مولوی اعجاز احمد صاحب شاہجہانپور عہ ر چودہری مظفر الدین صاحب انبوتہ عہ ر بیگم مولوی اقتدار اللہ خانصاحب رئیس شاہجہانپور عہ ر سید عبدالرحمن صاحب مظفر پور عہ ر بیگم مولوی متین الزماں خان بہادر لکھنؤ عہ ر بیگم خانصاحب سعادت علی خانصاحب رئیس شاہجہانپور ولاہور عہ ر بیگم سید جان عالم صاحب وکیل شاہجہانپور عہ ر مولوی احمد زماں خانصاحب عہ ر ادریس بیگم صاحبہ بنت معین الدین خانصاحب عہ ر بیگم پرنس مرزا سلطان حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر عہ ر پنڈرا ضلع بلاسپور کی ایک خاتون جنہوں نے نام شائع ہونے کی اجازت نہیں دی عہ ر

راشد الخیری تربیت گاہ بنات کوچہ چیلان دہلی

دس روپے سے کم کی رقمیں رسالہ بنات جون میں شائع ہوں گی۔

۴ ہمشیرہ شیخ نذیر احمد صاحب سیالکوٹ، بی بی سرفراز بانو صاحبہ گجرات بیگم عفیفہ اسلام صاحب کلکتہ، سیدۃ النساء صاحبہ کھنڈوہ، ڈاکٹر کیپٹن نصیر احمد صاحب بوکارو، مسز محمد عباس صاحب آگرہ، شیخ محمد حسین صاحب بی اے ایل ایل بی گوجرانوالہ، مسز فضل محمد خانصاحب حیدرآباد دکن ۔ مینیجر

چند باتیں

عصمت کا چھبیسواں سال اس پرچہ کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ علاوہ اس خصوصیت کے کہ حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کم سے کم ایک مضمون اس سال کے ہر پرچہ کو شائع کرنے کا فخر حاصل ہوا یہ سال اس لحاظ سے بھی بہت کامیاب رہا کہ عصمت کی مایہ ناز مضمون لکھنے والی خواتین نے اپنے پرچہ کی دلچسپیاں بڑھانے میں بدستور حصہ لیا۔ نیز کئی ہونہار لکھنے والیاں پیدا ہوئیں اور اکثر مضامین نئے نئے موضوعات پر نہایت دلچسپ اور مفید شائع کئے۔ چند نئے مستقل عنوانات بھی قائم کئے گئے جو عام طور پر بہت پسند کئے گئے۔ اس سال بھی کسی ماہ کے پرچہ کی اشاعت میں ایک دن تاخیر نہیں ہوئی۔ ہر ماہ کا پرچہ نہایت پابندی سے ٹھیک ۳۰ تاریخ کو شائع ہوا اس چھبیسویں سال میں مضامین کے قریباً ایک ہزار صفحے دئیے گئے اور ہر پرچہ میں تقریباً ایک درجن تصاویر کے علاوہ سال بھر میں کئی نہایت اعلیٰ درجہ کی رنگین و سادہ تصاویر خاص طور پر عصمت کے لئے بنوا کر شائع کی گئیں غرض عصمت کا چھبیسواں سال خدا کا شکر ہے بحیثیت مجموعی بہت اچھا رہا، اور ہم ان سب بہنوں کے شکرگذار ہیں جنہوں نے کام کے مضامین یا مفید مشوروں سے یا خریدار دیکر اپنے پرچہ کی ترقی میں حصہ لیا

آئندہ پرچہ سالگرہ نمبر ہوگا جسکی ضخامت ۲۰۰ صفحوں سے زیادہ ہوگی اور تصاویر کم سے کم ۵۰۔ تمام تصویروں کے بلاک خاص طور پر سالگرہ نمبر کے لئے بنوائے گئے ہیں رنگین تصاویر بھی اس دفعہ زیادہ ہونگی اب تک ہم نہایت عمدہ رنگین تصاویر کے بلاک بن چکے ہیں۔ عصمت کے سالگرہ نمبروں کے مضامین و تصاویر کو ملک میں ایک خاص شہرت حاصل ہو چکی ہے ۳۱ء کا سالگرہ نمبر ہندوستان بھر کے تمام خاص نمبروں میں اکثر اعتبار سے بہترین تسلیم کیا گیا تھا۔ عصمتی بہنیں ۳۲ء کے سالگرہ نمبر کو انشاء اللہ اس سے بھی بہتر دیکھیں گی، اور ان کا جی خوش ہو جائے گا۔

سالگرہ نمبر ۳ جون ۳۸ء کو شائع ہوگا اور خریداروں کو ڈاکخانہ کا سرٹیفکیٹ حاصل کرکے بھیجا جائیگا۔ پھر جس کسی بہن کو اگر وقت پر نہ ملے تو ۱۵ جولائی تک خریداری نمبر کے حوالے سے دفتر کو مطلع کر دیں دوبارہ بھیجدیا جائیگا۔ لیکن ۱۵ تاریخ کے بعد قیمتاً ملیگا۔ جو بیبیاں زیادہ احتیاط کرنی چاہتی ہیں وہ رجسٹری کے لئے ۲ کے ٹکٹ بھیجدیں۔ سالگرہ نمبر تمام خریدار بہنوں کو سالانہ چندہ ہی میں ملیگا لیکن دوسروں کے لئے اسکی قیمت ۱ر علاوہ محصول ہوگی یعنی صرف یہی سالگرہ نمبر بذریعہ وی پی ۱۲ میں پڑیگا

اس پرچہ کے ساتھ جن بہنوں کی میعاد خریداری ختم ہوتی ہو مہربانی فرما کر آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں، اور کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور درج کریں۔ اگر کسی وجہ سے آئندہ پرچہ جاری رکھنا نہ چاہیں تو بجائے اس کے کہ وی پی واپس کرکے خدمت گذار پرچہ کو شدید نقصان پہنچائیں براہ کرم انکاری کارڈ سے اطلاع دیدیں۔ اگر ۲۵ جون تک منی آرڈر موصول نہ ہوا نہ انکاری اطلاع ملی تو پھر سالگرہ نمبر بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا۔ تمام بہنوں کو معلوم ہے کہ اب ڈاکخانہ میں ۷ دن وی پی نہیں رہ سکتا۔ اگر فوراً ہی کسی بہن نے وی پی وصول نہ کیا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ عصمت کو جان بوجھکر انہوں نے مالی نقصان پہنچایا، اس لئے ان تمام بہنوں سے جنکا سال اس پرچہ کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ درخواست ہے کہ وی پی کی واپسی کے نقصان سے پرچہ کو محفوظ رکھیں۔

مشرقی اور مغربی کھانے موتیوں کا کام وغیرہ کتابیں جنکا ڈیڑھ سال سے انتظار ہو رہا تھا چھپ گئی ہیں صفحہ ۵ پر انکا ریویو ہے

اگلے لوگوں کی باتیں

از مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم

جس طرح آسمان دیکھتے ہی دیکھتے رنگ بدلتا ہے کہ ابھی تاروں بھری رات سر پر ہے اور ابھی دھواں دھار بارش ہو رہی ہے۔ یا گرگٹ بیٹھے ہی بیٹھے کبھی لال کبھی سبز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زمانہ بھی رنگ بدلتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی کسی حالت کو قرار نہیں جو کیفیت ہے وہ عارضی ہمیشہ رہنے والی وہی ایک ذات ہے جس کو کبھی فنا نہیں۔ مولانا اکبر حسین نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکیگا۔ جو رو رہا ہے وہ رو چکیگا
سکون دل سے خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو چکیگا

شادی کا موقعہ ہے طرح طرح کی امنگیں دل میں پیدا ہو رہی ہیں۔ کپڑا لتہ گہنا پاتا تیار ہو رہا ہے بہار سلامت کی دھوم دھام ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ شادی کا وقت آگیا۔ اور وہ امیدیں اور امنگیں جو ماں باپ کے دلوں میں تھیں ختم ہوگئیں۔ اب وقت آبھی گیا اور چلا بھی گیا۔

بیمار کے بچنے کی امید نہیں دوائی ٹھنڈائی ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر اور حکیم بدلے جا رہے ہیں۔ آخر سب کوششیں بے سود ٹھیریں۔ موت آپہنچی اور سب کچھ ہو گیا۔ یہ وقت بھی آیا اور گیا۔

غرض دنیا کا یہی کارخانہ ہے کہ کسی چیز کو اور کسی حالت کو قرار نہیں مسلمان آج پچاس سال پہلے جن باتوں کو عیب سمجھتے تھے آج وہ ہنر ہیں۔ اور آج جو ہنر خیال کئے جاتے ہیں اسوقت عیب تھے۔ پہلی دلہنیں شرم و حیا میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھیں آج اس شرم و حیا کی ہنسی اڑتی ہے۔

غدر کے بعد مسلمان جن جواہرات سے مالا مال تھے آج وہ ماند پڑ گئے لیکن ابھی وہ نظریں زندہ ہیں جو اب بھی ان کی آب و تاب پر سر دھن رہی ہیں۔

میرے عم مکرم شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم جب ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو ان کی مالی حالت خاندان میں سب سے اچھی تھی۔ انکی ایک نہایت قریبی عزیز نسبتہً غریب تھیں۔ اتفاق سے دو سال بارش نہ ہوئی اور قحط پڑ گیا۔ اور اچھے اچھے کھاتے پیتے لوگ پریشان پھرنے لگے۔ یہ بیوی بھی بہت تکلیف میں پھنس گئیں۔ انکی اذیت اور پریشانی کا علم جب مرحوم عم مکرم کو ہوا تو پچاس روپے ان کو دئے اور فرمایا کہ انکو اپنی ضرورتوں میں صرف کرو۔ انہوں نے گردن جھکا کر اسلئے کہ رشتہ میں چھوٹی تھیں سلام کیا

روپے کل کا تعینک یو ادا کیا۔ اور بات گئی گذری ہوئی۔ دوسرے یا تیسرے روز یہ بیوی میری بڑی پھوپی یعنی ڈپٹی صاحب مرحوم کی بیوی کے پاس گئیں۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد روپے واپس کئے اور کہا "آپا۔ یہ روپیہ بھائی صاحب کو واپس کر دیجئے ابھی میری حالت ایسی نہیں ہوئی۔ خدا بچوں کو زندہ رکھے۔ ان کی کمائی کافی ہے"

یہ واقعہ ہو چکا۔ چند سال بعد مولوی صاحب مرحوم کی ایک نہایت قریبی لڑکی ان بیوی کے بچہ کو جو ن سے میں پڑھ رہا تھا بیاہی گئی جب دولہن کی روانگی کا وقت آیا تو دولہا کی ماں نے ڈپٹی صاحب کی بیوی سے کہا "آپا خدا کا شکر ہے میں اپنی بہو کی نگاہ میں حقیر نہیں ہوں۔ اگر اس وقت وہ روپیہ لے لیتی تو روپے تو چند روز میں ختم ہو جاتے۔ مگر میری نگاہ ہمیشہ کو نیچی ہو جاتی اور یہ منہ بہو کو دکھانے کے قابل نہ ہوتا"

عم مرحوم کو جب یہ خبر پہونچی تو انہوں نے دولہن کی ماں سے کہا "تمہاری حیثیت ہم سے بلند ہے۔ تم دولہا کی ماں ہو۔ کچھ شک نہیں تمہاری عاقبت بینی مستحق تحسین ہے کہ تم نے اپنی دوراندیشی سے آج اپنی حیثیت کو کمزور نہ ہونے دیا"

اس واقعہ کے متعلقین سب مر گئے صرف دولہن اور اس کے بچے جو معزز عہدوں پر ممتاز ہیں موجود ہیں۔ موجودہ نسل جب اس واقعہ کو یاد کرتی ہے تو بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے کہ کیسی غیور اور خوددار بی بی تھیں کہ افلاس کی تکلیف اٹھالی مگر وضع میں فرق نہ آنے دیا۔

جن خواتین

و معزز حضرات کو اس پرچہ کے ساتھ سالگرہ نمبر کا وی پی روانہ ہونے کی اطلاع دیجا رہی ہے وہ اگر بذریعہ منی آرڈر اپنا سالانہ چندہ بھیجدیں تو ۳ر کی کفایت ہوگی اور بہت سہولت اور آسانی، اگر کسی وجہ سے آئندہ پرچہ جاری رکھنا نہ چاہیں تو عصمت کی ۴۲ سالہ خدمات کم از کم اس کی مستحق ضرور ہے کہ بیمہ کا سالگرہ نمبر وی پی کی واپسی کی صورت میں خراب کیا جائے اور محصولڈاک کے ٹکٹوں کی صورت میں ۵ر کا مزید نقصان نہ پہنچایا جائے۔ بلکہ پوسٹ کارڈ پر انکاری اطلاع دیدیجائے۔ اگر ۲۵ جون تک منی آرڈر موصول نہ ہوا نہ انکاری اطلاع ملی تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ وی پی کا انتظار ہے پس یکم جولائی کو سالگرہ نمبر کا وی پی روانہ ہوگا۔

اس رعایت سے فائدہ اٹھایئے

عصمت کا شاندار سالگرہ نمبر نہایت آب و تاب کے ساتھ ۳۰ جون کو شائع ہوگا قسم اول کی قیمت عہ اور قسم دوم کی ایک روپیہ ہوگی مگر نئے و پرانے خریداروں کو سالانہ چندہ ہی میں دیا جائیگا، سالگرہ عصمت کی خوشی میں کئی سال بعد کتابوں کی قیمت میں ۲ر فی روپیہ۔ سات روپے کی کتابوں پر ۳ر فی روپیہ رعایت کا اعلان کیا گیا ہے یہ رعایت ہر سال نہیں ہوتی اسلئے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے، زیادہ سے زیادہ کتابیں ایک ساتھ منگا لیجئے تاکہ رعایت زیادہ ہو سکے کم سے کم ۱۵ روپیہ کی کتابوں پر ۴ر کمیشن ملیگا اور محصولڈاک کی بھی کفایت ہوگی۔ یہ رعایت [illegible] عصمت بک [illegible]

نوکروں سے برتاؤ

نوکروں کی لوٹ مار اور بدتمیزیوں کی شکایت عام ہے جس کے ہاں نوکر ہونگے وہ ضرور ان کی شکایت ا، دکھائی دیگا اسی طرح نوکر بھی عموماً آقا کے برتاؤ کے شاکی نظر آتے ہیں۔ اور جہاں موقع ملتا ہے وہاں مالک کی سختیوں کا رونا روئے بغیر نہیں رہتے، اور بعض جگہ حقیقت میں ان کے ساتھ بہت ہی عجیب برتاؤ ہوتا ہے خاص کر لڑکوں کے ساتھ انہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید انسان ہی نہیں سمجھا جاتا ہے، الو، گدھا، پاجی کے بغیر کوئی ان سے بات نہیں کرتا۔ بلکہ بعض جگہ تو اس سے بھی زیادہ برے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ہم اس کے علاوہ ان کے اوپر ہر ایک کو یکساں مالکانہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ اس کے کہتے بھی کام کو چھڑوا کر فوراً اپنا کام کرنے کا حکم دیدیں اور اگر وہ ذرا بھی عذر کرے یا دیر لگائے تو جو کچھ چاہیں اسے سنائیں بلکہ ماریں پیٹیں بھی، اکثر وہ بیچارے تفریح کے لئے مار کھاتے اور برا بھلا سنتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان غریبوں کو اس کا احساس بھی جاتا رہتا ہے اور وہ خود اپنی گتیں بننے سے خوش ہونے لگتے ہیں وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ مالک کو ہنسا دیں۔ اگر وہ برا کہکر یا مار کر خوش ہو تو یہی سہی، ایسے گھروں کے بچے بچے میں یہی عادتیں پڑجاتی ہیں اور نوکروں کو جانوروں سے بھی بدتر درجے کا سمجھ لیا جاتا ہے ایسی حالت میں اگر کوئی انہیں منع کرے اور ان حرکتوں سے روکنا چاہے تو سب کو ناگوار ہوتا ہے کہ ہمارے نوکر کو حمایت لیکر ناس کیا جاتا ہے۔ یہ خیال کوئی نہیں کرتا کہ یہ بھی انسان ہے اور دل رکھتا ہے کیا معلوم کسی وقت ہماری زیادتی پر اس کے دل سے کیسی آہ نکلے،

ایسے لڑکوں میں بعض اچھے خاصے خاندان کے ہوتے ہیں لیکن زمانہ کی گردش انہیں اس پر مجبور کر دیتی ہے کہ دوسروں کی خدمت کر کے اپنا پیٹ پالیں تقاضائے انسانیت یہ ہے کہ ان سے تھوڑا بہت کام لیا جائے اور باقی وقت میں انہیں پڑھا کر یا کوئی اچھا کام سکھا کر انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی آرام و عزت سے بسر کر سکیں۔ مثلاً درزی، مستری، سنار کا کام۔ صابن سازی اچھا کھانا پکانا، مٹھائی بنانی۔ یا بساط خانے کی دکان۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ ایسے ملازمین کا بڑا حق سمجھتے ہیں۔ اور ان کا قریب قریب اپنی اولاد کے برابر خیال کرتے ہیں۔ میں لکھنؤ میں ایک بہن سے ملی تھی ان کے ہاں کی ماماؤں کے لڑکے جو خود بھی ان کے پاس نوکر تھے ان کے لڑکوں کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور جو ماسٹر گھر پر لڑکوں کو پڑھانے کے لئے آتے تھے ان سے بھی ان کو مدد دلوائی جاتی

تھی۔ ایک تو ساتواں آٹھواں درجہ پاس کیکے تیس روپے ماہوار کا نوکر ہوگیا تھا۔ دو اور پڑھ رہے تھے اسی طرح کئی لڑکے ان کے ہاں سے پڑھکر نکلے تھے اور اپنی حالت میں خوش تھے، مائیں ان کی اس نیکی پر لاکھوں دعائیں دیتی تھیں، اور ان کا اپنا دل بھی انہیں اچھی حالت میں دیکھکر باغ باغ ہوتا تھا اور میں تو یہ کہوں گی کہ یہ اس علمی خیرات کی برکت تھی کہ ان کے اپنے کنبے میں بارہ تیرہ بیرسٹر تھے۔

یہ تو ہوا لڑکوں کا حال، اب ماماؤں کو دیکھیے کہ اگر وہ تیز ہوشیار اور زبان دراز ہیں تب تو بیوی بنی ہوئی ہیں، کسی بات میں دخل نہیں دیتیں، وہ جو چاہیں کریں جو چاہیں نہ کریں۔ اور اگر کوئی غریب سیدھی سادی بے زبان سی پلّے پڑی تو پھر اسے دل بھر کر چلایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ذرا سا بھی وقت آرام کرنے یا اپنے ضروری کام کرنے کو نہیں ملتا۔ کپڑے میلے ہو رہے ہیں برا حال ہے مگر اسے اتنی چھٹی نہیں ہے کہ اپنے کپڑوں کی مرمت کرے اور نہائے۔ حد ہوگئی کہ دن بھر بچہ لگا رہتا ہے اور بچے کو بھی گود میں ڈالے ہوئے ہے۔ انہیں یہ بھی خیال نہیں ہوتا کہ اس کا اثر بچے پر بھی تو برا پڑتا ہے۔ گرمی اور دھوپ میں ماما کے میلے کپڑوں میں پڑا ہوا ہے۔ اس کے پسینے کی بو اس میں بھی ہوگئی ہے۔ اور اگر پانچ چھ مہینے کا ہوگیا ہے تو کبھی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں چوستا ہوتا ہے اور کبھی ادہر ادہر ہاتھ مار کر اپنا ہاتھ جلا لیتا ہے۔ گویا اپنے آرام کے لئے ماما اور بچے دونوں کو مصیبت میں ڈال دئے جاتے ہیں، یہ طریقہ ہر طرح نامناسب ہے، ماما کو صرف اپنا ہاتھ بٹانے والی سمجھنا اور اس کی تکلیف اور ضروریات کا بھی خیال کرنا چاہئے،

بعض لوگ نوکروں کے سامنے اپنی عام بے اعتباری کا اظہار کرتے رہتے ہیں، کوئی چیز جاتی رہی تو کہدیا فلاں نے لی ہوگی۔ یا کوئی چیز بازار سے مہنگی آئی تو بجائے اسکے کہ اسے اپنے طور پر کسی اور سے دریافت کرائیں اور حقیقت معلوم کریں۔ فوراً کہدیتے ہیں کہ یہ اتنے کی ہوگی۔ اور باقی پیسے اس نے خود رکھے ہوں گے۔ ایسا کرنا نوکروں کو خود بے ایمانی سکھاتا ہے، اگر کوئی ایماندار اور اپنی عزت کا خیال رکھنے والا آدمی ہوگا تو وہ اپنی صفائی دینے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر اس کا خیال نہ کیا گیا تو نوکری چھوڑ کر چل دیگا ورنہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ مالک نے تو ہمیں بے ایمان سمجھ ہی رکھا ہے تو پھر ہم اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھائیں۔ آخر وہ کچھ کرے کرائے تو ہیں ہی نہیں زبان سے اتنا کہہ لیتے ہیں ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ غرض اگر کسی پر شبہ ہو تو اس کو اس طرح ظاہر کرنے میں فائدہ تو کوئی نہیں۔ ہر طرح نقصان ہی نقصان ہے۔ اسلئے بہتر یہ ہے کہ اپنی چیزیں احتیاط سے رکھیں، اور بازار کی چیزوں کا بھی بھاؤ وقتاً فوقتاً دوسرے لوگوں سے دریافت کراتے رہیں۔ اور جب کسی نوکر کی صریح بے ایمانی دیکھیں اسوقت اُسے تنبیہ کریں،

عام طور پر جو لوگ کچے چور اور بے ایمان نہوں ان پر اس خیال کا بڑا اثر پڑتا ہے کہ میرا اعتبار کیا جاتا ہے

اور مالک کو مجھ پر اور نوکروں سے زیادہ بھروسہ ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اس اعتبار کو قائم رکھے بلکہ اور بڑھا ئے۔ مالک کی غیر موجودگی میں کام زیادہ حفاظت اور خیر خواہی سے کرتا ہے۔ ایسا ملازم ہمیشہ داد کا امیدوار رہتا ہے، ایسی حالت میں مالک کی طرف سے تھوڑا بہت خوشنودی کا اظہار ضرور ہونا چاہئے، کہ اس کا حوصلہ بڑھے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تقلید کا شوق پیدا ہو، اسی کی مثال میں مجھے اسوقت یاد آیا کہ میرے ماموں کے ہاں ایک باورچی آیا جو کھانا اچھا پکاتا تھا، اس نے تنخواہ پندرہ روپے مانگی۔ انہوں نے کہا کہ یہ تنخواہ تو زیادہ ہے۔ ہم بارہ روپے دینگے۔ ہاں اگر تم کام اچھا کروگے تو انعام اکرام میں کچھ زیادہ مل جایا کرے گا۔ غرض وہ راضی ہوگیا اور ہمیشہ اس خیال سے کام ایمان داری کے ساتھ اور اچھا کرتا تھا کہ انعام کا مستحق ہوں۔ ہر مہینے ایک آدہ نئی چیز تیار کرکے کھلاتا تھا اور وہ اس پر دو ایک روپے انعام دیتے تھے کبھی دعوتوں کے موقع پر انعام ملتا تھا۔ غرض چند روپے ماہوار اسے ہمیشہ پڑجاتے تھے لیکن اس طریقے سے وہ کام ہمیشہ اچھا کرتا تھا۔ ورنہ اگرچہ وہ روپے تنخواہ کردی جاتی تو پھر اسے بے پروائی ہوجاتی اور یہ بات نہ رہتی،

و۔ا۔ صاجہ

ضلع شیخوپورہ میں ایک لڑکی کے ارتداد کا احتمال

تربیت گاہ بنات ایک بہت ہی مختصر جماعت کے احساس پر اپنے فرائض انجام دے رہی ہے مگر اس سال ایک طرف تو اسکی آمدنی میں غیر متوقع کمی ہوئی اور دوسری طرف اس کی ضروریات روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ مسلمان میں بھی ہوں اور وقت کا تقاضا تو شاید یہ نہ تھا۔ لیکن خدا معلوم مسلمان عورت کے ارتداد کی خبر مجھ پر بجلی کی طرح کیوں گرتی ہے مجھے پچھلے ہفتہ میں معلوم ہوا ہے کہ ضلع شیخوپورہ (پنجاب) کی ایک مسلمان لڑکی جس کی عمر انیس بیس سال کی ہے ایک عیسائی عورت کی صحبت میں اسلام چھوڑ رہی ہے۔ میں نے وہاں کے دو معزز حضرات کو لکھا ہے اور خود اس لڑکی سے بھی خط وکتابت کر رہا ہوں وہ عصمت یا بنات کی خریدار نہیں ہے۔ مگر اس نے لکھا ہے کہ عصمت میرے پڑوس میں آتا ہے مجھے اس نے جو حالات بتائے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو تربیت گاہ اس کی ہر جائز خدمت کو حاضر ہے۔ مجھے امید ہے کہ ضلع شیخوپور کی وہ عصمتی لڑکیاں جن کو اسکے ارتداد کا علم ہے مجھے مفصل حالات سے مطلع فرمائیں گی۔ اور اس کو یقین دلائیں گی کہ اس کی تحریر کا یقین ہو جانے کے بعد جس کے متعلق میں پوری کوشش کر رہا ہوں اس کی مدد کو ہر وقت حاضر ہوں،

راشد الخیری

چاند بی بی

چاند بی بی، نازشِ دوراں تھی تو
افتخارِ عالمِ نسواں تھی تو

نام تیرا زندۂ جاوید ہے
ختر تابندۂ جاوید ہے

مطلعِ حسنِ عمل پر ضو فشاں
کوکبِ ہمت فزائے رہرواں

گرچہ تو ظاہر میں شمعِ خانہ تھی
تجھکو حاصل جرأتِ پروانہ تھی

نکہت آسا گو رہی پردہ نشین
تیری خوشبو سے بسی ساری زمیں

آبروئے ملک و ملت پر فدا
قدردانِ ننگ و ناموس و وفا

تیری ہمت کا جو چمکا آفتاب
جلوہ پاشی نے کیا کارِ نقاب

پیکرِ رنگین استقلال و عزم
دم سے تیرے تھی بہارِ بزم و رزم

بزم میں تو بلبلِ رنگیں نوا
سرخرو تھا رزم میں خنجر ترا

امن میں تھی ابرِ گوہر بار تو
شعلۂ آتش دمِ پیکار تو

یورشِ اعدا کی سیلِ بے پناہ
جب بھی آئی ملک کو کرنے تباہ

تو نے منہ مٹی سے اس کا بھر دیا
دشمنوں کا جوش ٹھنڈا کر دیا

بارہا چڑھ چڑھ کے گو آیا مراد
پھر گیا احمد نگر سے نامراد!

آہ! جوش انگیز تقریریں تری
مصلحت آمیز تحریریں تری

خوبیٔ تدبیر تیری، واہ وا!
روکنا مشکل ہے پر تقدیر کا

خاک و خوں میں تجھکو تڑپائے فلک
اس قدر بے رحم ہو جائے فلک!

گرچہ تیرا جسم فانی مٹ گیا — مٹ نہیں سکتا ترا نقشِ بقا
چلتی پھرتی اور جیتی جاگتی — ہے نظر کے سامنے تو آج بھی
تیرے جلووں سے فضا معمور ہے — تیرے نغموں سے ہوا معمور ہے
ساتھ عادل شاہ کے بہرِ شکار — راہوار برق رَو پہ ہے سوار
سیمتن ہو کر بعزمِ آہنی — دشت میں ہے مائل صید افگنی
پھر کہیں ہے محوِ گلگشتِ چمن — کرتی ہے نظارہ سرو وسمن
کنج خلوت میں کہیں گاتی ہوتی — نغمۂ بلبل کو شرماتی ہوئی
عکسِ عارض سے دمکتا ہے چمن — بوئے گیسو سے مہکتا ہے چمن
آہ! پھر وقفِ ملال ہو گی — غم زدہ، بیکس، بحال ہوگی
کشتۂ تیغِ الم افسردہ دل — پیکرِ حرمان و حسرت مُردہ دل
لب پہ ہر دم آشکارا و نہاں — یادِ ایامِ مسرت میں فغاں!
وہ ترا ہونا سپئے ملکِ دکن — پھر رہین جذبۂ حُبِّ وطن
پھر طبیعت سے ہے بلا کوششِ عمل — غازۂ رخسار ہے جوشِ عمل
پھر ترے چہرے سے پیدا ہے جلال — عود کر آئی ہے پھر شانِ جمال
حرّیت کا ہاتھ میں پرچم لئے — اور پہلو میں وطن کا غم لئے
سامنے ہے نوجوان عبّاس خاں — گلشنِ امید کا سروِ رواں
اس سے کہتی ہے کہ اے لختِ جگر — ابتری آمادہ ہے احمد نگر
کیا تباہی سے بچا دو گے اُسے! — خاک ذلت سے اٹھاؤ گے اُسے؟

رکھ کے وہ شمشیر کے قبضے پہ ہاتھ
سر جھکاتا ہے خلوصِ دل کے ساتھ

قلعۂ احمد نگر کے مورچے — سورماؤں سے یکایک بھر گئے

مستعد تھی لڑنے والی صف بصف — چاندنی بچھ رہی ہے ہر طرف
جب ذرا تقریر کر جاتی ہے وہ — برق سی سینوں میں بھر جاتی ہے وہ
گولہ باری ہو رہی ہے قلعہ پر — آتش باراں میں ہے وہ بے خطر
اک طرف سے گر گئی ہے کچھ فصیل — ہو رہی ہے اسکے پٹنے کی سبیل
حملہ آور بلہ کر کے آئے ہیں — ساتھ طوفان ہلاکت لائے ہیں
لیکن اے جان شجاعت ! مرحبا — اُن کی موت آئی وہاں تو آئی کیا
اس مقام پُرخطر پر ڈٹ گئی — فوج اعدا جتنی آئی کٹ گئی
پے بہ پے حملے ہوئے لیکن فضول — جاں لڑاتے ہی رہے لیکن فضول
ہو کے عاجز گر گئے پیکار سے — ہٹ گئے وہ رخنۂ دیوار سے
ہو کے پسپا امیدیں توڑ کر — چل دیے کشتوں کے پشتے چھوڑ کر

ٹل گئی احمد نگر سے یہ بلا،
ایک عورت نے لیا اسکو بچا!

تلوک چند محروم

جمائی اور اُسکے فوائد وآداب

جمائی لینا اس حرکت طبیعی کا نام ہے جو پھیپھڑوں کے بخارات دفع کرنے کے کھینچاؤ کے ساتھ منہ کھلنے سے ہوتی ہے۔ اردو میں اس حرکت کا نام جمائی لینا ہے۔ فارسی میں اسے فاژہ اور دہن درہ کہتے ہیں اور عربی میں تثاؤب اور انگریزی میں یوننگ (yawning)

جمائی لینا قدرت کی طرف سے ایک طبعی فعل ہے اور اس کے متعلق اہل اسلام کے نزدیک یہ حکم ہے کہ جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ یا رومال رکھ لینا چاہئے۔ عیسائی سوسائٹی میں بھی جمائی بے اختیاری حالت میں لینا معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن یہ سب ہوتے ہوئے بھی طبی اصول کے لحاظ سے یہ فعل صحت کے حق میں نہایت مفید مانا گیا ہے اور وہ ان فوائد کے اعتبار سے کہ جمائی لینے میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب معمولی سانس لینے سے پھیپھڑوں میں ہوا کم داخل ہوتی ہے یا کم باہر نکلتی ہے تو جمائی لینے سے یہ تمام کمی پوری ہوجاتی ہے اور پھیپھڑوں کی حالت صحیح و درست ہوجاتی ہے۔ طبی نقطہ نظر سے اس قدرتی فعل میں یہ راز بتایا جاتا ہے کہ سانس لیتے وقت کچھ ہوا پھیپھڑوں میں اندر باقی رہجاتی ہے اس میں تھوڑی دیر تک وہاں قیام کرنے سے زہریلا اثر پیدا ہوجاتا ہے اگر وہ پھیپھڑوں سے جلد باہر نہ نکلے تو اس سے خون کے خراب ہونیکا اندیشہ ہے۔ چنانچہ جمائی اس خرابی کو دور کردیتی ہے کہ پھیپھڑوں میں ایک قسم کا کھینچاؤ پیدا ہوکر تمام خراب ہوا جو سانس کے ساتھ اچھی طرح نہ نکلی ہو نکلجاتی ہے اور اس کی جگہ پر صاف و خالص ہوا پھیپھڑوں کے سوراخوں میں داخل ہوکر تازگی اور صحت بخشتی ہے۔ اسکے علاوہ جمائی لینا سماعت کے لئے بھی بہت مفید ہے کہ جب جمائی زور سے آتی ہے تو سر میں ایک قسم کا کھٹکا سا محسوس ہوتا ہے۔ یہ حقیقت میں ان رگوں و پٹھوں کے کھنچنے کی آواز ہے جو کان اور حلق کی پشت پر واقع ہیں اگر ان رگوں و پٹھوں میں جہاں خون کی نالیاں موجود ہیں کچھ نقص و خرابی پیدا ہوئی ہو تو جمائی لینے سے وہ بالکل دفع ہوجاتی ہے اگر یہ نالیاں و رگیں صاف نہوں تو ہمیشہ نزلہ و زکام کی شکایت میں انسان مبتلا پایا جائیگا جس سے رفتہ رفتہ خدا نہ کرے ثقل سماعت کا عارضہ بھی لاحق ہوجانے کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔ غرض اس طبی نکتہ نظر سے اس طبعی فعل میں کئی خوبیاں و راز مضمر ہیں جس کا ہونا انسان کے لئے لازمی و ضروری امر ہے لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ انسان کو خدا نے عقل بھی عطا فرمائی ہے کہ ہر ایک بات پر قابو حاصل کرے اور بے اختیاری کی حالت تک نہ پہنچنے دے۔ لیکن آج کل اس شائستگی کے زمانہ میں بھی یہ طبعی فعل عام تو عام خاص لوگوں میں بھی کچھ ایسے بے اختیاری طریقہ سے سرزد

ہونے دیکھا جاتا ہے جس سے ایک قسم کا تنفر سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی سبب سے میں اس مضمون کے لکھنے پر مجبور ہوں۔ چونکہ یہ حرکت یعنی جمائی لینا انسان سے اپنے دوسرے ہم جنسوں کے سامنے بھی صادر ہو جایا کرتا ہے اس لئے بھی جمائی لینے کا طریقہ اور آداب معلوم کر لینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک حسن معاشرت و شائستگی کا گُر ہے کہ جس طرح دوسرے اختیاری امور میں سلیقہ مندی برتی جاتی ہے۔ اسی طرح اس قسم کے طبعی اور غیر اختیاری افعال کے بھی عمدہ طریقہ پر سرزد ہونے کی کوشش کی جائے۔ بخلاف اس کے ان طبعی افعال کو بے اختیاری سے صادر ہونے دیا جائے تو صرف یہی نہیں کہ لوگوں میں بدتہذیب نظر آئیں بلکہ بعض وقت بہت پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ جمائی کے متعلق دو ایک واقعات نہایت پریشان کن میرے سامنے گزرے ہیں۔ عصمتی بہنوں کی آگاہی کے لئے بیان قلم بند کر دینا بھی مناسب سمجھتی ہوں۔

پہلا واقعہ: میری جٹھانی کی اماں اپنے گاؤں سروہ۔ دھن سے جو ریاست جنجیرہ میں ہے، مہمان آئی ہوئی تھیں۔ بیچاری ضعیفہ تھیں۔ جمائی لینے کی حالت میں جو جبڑہ کھلا تو جبڑے کے جوڑ اکھڑ گئے اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اب نہ منہ بند ہو سکتا ہے نہ منہ سے کوئی لفظ نکل سکتا ہے۔ عا عا عا کے سوا کوئی لفظ ہی ادا نہ ہوتا تھا، گھر کے لوگ جمع ہو گئے مگر کسی کے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا ہوا۔ کیوں ہوا۔ اور اب کیا کیا جائے۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا جس نے دیکھتے ہی کہا کہ جمائی بے اختیاری کی حالت میں لینے سے جبڑے کے جوڑ اکھڑ گئے ہیں۔ دیر تک ڈاکٹر نے بہتیری کوشش کی مگر ناکام رہا آخر اس نے اپنی مدد کے لئے اور ایک دوسرے ڈاکٹر کو بلوایا۔ اور دونوں نے ملکر بڑی کوشش سے جوڑ بٹھا دیا اور خدا خدا کر کے کہیں چار چھ گھنٹے کے بعد بیچاری اس بے احتیاطی کی آئی ہوئی مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں

دوسرا واقعہ: میرے چھوٹے دیور میاں سعید اللہ کے ساتھ پیش آیا۔ کچھ سال گذرے کہ وہ کسی ضروری کام کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے مقام پر بھیجے گئے تھے جو یہاں سے کوئی سترہ میل کے فاصلہ پر پہاڑ نامی ایک قصبہ ہے۔ رات کے دس بجے کے وقت گھر کے لوگ میاں سعید اللہ کو توکلت علی اللہ کہکر دوسرے روز شام کی واپسی تک بے فکر ہو کر سو گئے تھے کہ دو ہی گھنٹہ بعد عین رات کے بارہ بجے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی اور لوگ بیدار ہو گئے۔ دروازہ کھولا تو کیا دیکھا کہ یکایک یہی صاحب جو ابھی دو گھنٹہ پیشتر روانہ ہوئے تھے منہ پر مفلر لپیٹے ہوئے عجب بے بسی اور عبرت انگیز حالت میں سامنے کھڑے نظر آئے۔ سب حیران تھے کہ یہ کیا حادثہ پیش آیا۔ کیا کہیں ڈاکہ تو نہیں پڑا کیونکہ اس زمانہ میں کبھی کبھی ایسے حادثات اس راستہ کی طرف ہونے کی خبریں عام تھیں۔ یا کہیں گاڑی تو نہیں الٹ گئی وغیرہ لیکن فوراً ہی ملازم نے

جو ان کے ہمراہ تھا سنا یا واقعہ سنایا کہ باتیں کرتے ہوئے سگریٹ کا شغل جاری تھا کہ جمائی لی اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، اس لئے واپس آگئے اب ان کی اس ہیبت اور ناقابل برداشت تکلیف کے مشاہدے سے جو اسوقت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی سارے گھر بھر میں پریشانی پھیلادی اور ساتھ ہی دو قسم کی فکر میں ڈال دیا کہ جس ضروری کام کے لئے انہیں بھیجا گیا تھا اس کی تکمیل کے لئے اب سرنو کسی اور کو بھیجنا چاہئے، دوسرے انہیں اس مصیبت سے خلاصی دلانے کی۔ غرض کوئی تجویز جلد کرنی چاہئے، پس اسی وقت پہلے میرے منجھلے دیور میاں قاضی غلام احمد کو اس ضروری کام کی انجام دہی کے لئے بھیجنے کا انتظام کیا گیا اور پھر انہیں فوراً شفاخانہ لے گئے۔ مگر سوء اتفاق سے اسوقت وہاں کا ڈاکٹر اس کام میں ناواقف ثابت ہوا جس نے جوڑ بٹھانے کی کوشش بالکل الٹی کی جس سے جوڑ بیٹھا تو در کنار سخت درد کی تکلیف میں مبتلا و بے چین ہو گئے اسی پریشانی کی حالت میں تمام رات گزری اور فکر زیادہ ہونے لگا کہ اگر یہی حالت رہی تو کھانے پینے بولنے چالنے سونے وغیرہ کی ضروریات کیونکر پوری ہو سکے گی۔ آخر تجویز یہ قرار پائی کہ بمبئی لیجا کر کسی تجربہ کار ڈاکٹر سے رجوع کئے بغیر نجات نہیں۔ چنانچہ علی الصبح سویرے ہی موٹر سے انہیں بمبئی لے گئے بمبئی کی مسافت یہاں سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں سے تھانہ جو مضافات بمبئی میں ایک ضلع ہے اور جہاں میرے دیور قاضی سعد اللہ جو ہائی کورٹ کے وکیل ہیں۔ وہاں پہنچانا پڑا، الحمد للہ کہ وہاں پہنچتے ہی ایک تجربہ کار ڈاکٹر نے فوراً ایک منٹ میں جبڑے کے جوڑ بٹھا دئے اور بعد میں کہا کہ ایسے جوڑ اگر فوراً نہ بٹھا دئے جائیں تو پھر جڑنا بہت مشکل امر ہوجاتا ہے، بہتر ہوا کہ آپ نے جلدی دوڑ دھوپ کرلی ورنہ تو ایک دو گھنٹہ بعد مجھ سے بھی یہ کام نہ ہو سکتا۔ غرض لاپروائی و بے اختیاری سے بلا تکلف منہ کھول کر جمائی لینے کی عادت نے جمائی لینے والے کو اس ہیبت ناک تکلیف و پریشانی میں مبتلا کرنے کے علاوہ سارے گھر بھر میں بد حواسی پھیلادی اور اس قدر زحمت و تنگ و دو کے بعد خدا نے خیریت رکھی اور حسن معاشرت سے گریز کرنے والوں کا وحشت زدہ نمونہ بنا کر پھر حالت سلجھا دی۔ رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت۔

خیر ان حوادثات کے لکھنے سے میری غرض صرف اتنی ہے کہ وہ طبعی فعل جس سے انسان کو غیر اختیاری طور پر ہر وقت دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اختیار و قابو میں رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ بعض اوقات اس قسم کے خطرناک و پریشان کن حادثات کا مقابلہ دفعتاً کرنا پڑتا ہے اور نیز یہ بھی کہ جبڑے کو جمائی لینے کے وقت بلا تکلف شدت سے کھول دینے میں جو چہرہ کا ہیولا ہوتا ہے اور بعض تو جمائی لیتے وقت اپنی شکل و صورت کی بد نمائی دکھاتے ہوں ایک قسم کی "آہا ہا" یا "اذہر ہو" کی عجیب وحشیانہ آواز سے بھی لوگوں کے کانوں میں خراش پیدا کردیتے ہیں جس سے انتہائی درجہ کی بد تہذیبی عیاں ہونے کے ساتھ ایک قسم کی نفرت بھی لوگوں کے

دل میں پیدا ہوتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جب تم میں سے کوئی " ہا " کہتا ہے یعنی جمائی لیتا ہے شیطان ہنستا ہے، مسلم نے ابی سعید خدری رضہ سے ایک حدیث اس طرح نقل کی ہے۔ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ ترجمہ جب وقت تم میں سے کوئی جمائی لے تو چاہیئے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان داخل ہوتا ہے اسکے منہ میں اگر کھلا رہے "

ان احادیث کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمائی سے جو شیطان کا واسطہ بتایا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جمائی علامت ہے غفلت، کاہلی سستی اور غنودگی کی، کیونکہ اس سے حواس مدرکہ کمزور ہو جاتے ہیں اور طبیعت میں کام کرنے کا وہ نشاط باقی نہیں رہتا۔ جو طاعت و عبادت کا موجب ہوا کرتا ہے۔ پس شیطان اس سے خوش ہوجاتا ہے اور ہنستا ہے اور منہ میں داخل ہوتا ہے یعنی جب دماغ سوچ و فکر کے لائق نہ رہا تو اس کو وسواس پیدا کرنے کی طبیعت میں اہلیت آجاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمائی لینا گو فعل طبعی ہے لیکن حسن معاشرت کے اصول سے تجاوز کرنے والوں میں اپنی ہیئت و نوعیت کے اعتبار سے دوسروں کی نظروں میں نہایت برنما۔ نفرت انگیز اور مکروہ فعل معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض وقت تو اپنے لئے بھی خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی ہدایات کے مطابق حسن معاشرت کے اصول پر ہی کاربند رہنا مفید ہے، جو کئی خوبیوں و بہتریوں کے فلسفہ کو لئے ہوئے ہو۔ حتی الامکان جمائی کے وقت منہ کے کھینچاؤ پر قابو رکھنے کی کوشش کرے اور منہ پر ہاتھ رکھ لیا کرے یا رومال، اور " ہا " ہو " کی آواز بھی نکلنے نہ پائے۔ بلکہ اختتام جمائی پر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، کہے، تاکہ یہ فطرتی فعل حسن خوبی سے انجام پائے اور اپنے چہرے کی بگاڑ اور بدتہذیبی لوگوں پر عیاں نہ ہو۔ جو معیوب و مکروہ بھی جانی ہے۔

سردار محمدی بنت مرحوم نواب آف وائی ازلونی

بڑا حج

(ایک سبق آموز دلچسپ افسانہ)

ترکستان کے کسی گاؤں میں دو بوڑھے آدمی رہتے تھے ان میں سے ایک متمول تھا جس کا نام سلیم تھا دوسرا نسبتاً غریب تھا مگر وہ کسی کا محتاج نہ تھا۔ خدا نے اسے ذاتی ضروریات کے لئے بہت کچھ دے رکھا تھا۔ اس کا نام عثمان تھا۔ سلیم سنجیدہ مزاج اور اپنی دھن کا پکا تھا۔ اسے منشیات سے نفرت تھی۔ کسی شخص نے اسے بدزبانی کرتے نہیں سنا وہ اپنے گاؤں کی پنچایت کا صدر تھا اور نہایت دیانتداری سے اپنے فرائض ادا کرتا تھا۔ اس کا بڑا کنبہ تھا اس کے دونوں لڑکے شادی شدہ تھے جو اسکے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اسکی شرافت مسلم تھی لیکن وہ دنیاوی کاموں میں اتنا منہمک رہتا تھا کہ عبادت بھی کرتے وقت بھی اس کا دھیان اسی طرف لگا رہتا۔ عثمان جوانی کے ایام میں محنت کا کام کرتا تھا مگر جب سے وہ بوڑھا ہو گیا تھا اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی مگر شوقیہ اس نے شہد کی مکھیاں پال رکھی تھیں جن کا شہد بیچا کرتا تھا اس کا ایک لڑکا روزگار کی تلاش میں باہر گیا ہوا تھا اور دوسرا لڑکا گھر پر رہتا تھا جو اپنے باپ کا سہارا تھا۔ عثمان بہت [illegible] ہنس مکھ تھا وفاداری کا مادہ اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ کبھی کبھی وہ تمباکو پیا کرتا تھا۔ البتہ نسوار کا بہت عادی تھا وہ اپنے ہمسایوں میں ہر دلعزیز تھا کیونکہ وہ امن پسند تھا۔

ان دونوں بڈھوں نے مدت سے ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ اکٹھے حج کے لئے کبھی نہ کبھی ضرور جائیں گے، لیکن سلیم اپنے کاموں میں ہر وقت پھنسا رہتا تھا کوئی نہ کوئی کام اسے آئے دن ہو جاتا۔ ایک دن عثمان نے پوچھا "بھئی کوئی وقت مقرر کر دو تاکہ ہم حج کر کے اپنی عاقبت درست کریں، ہر سال اپنے ارادے ملتوی کرنا ٹھیک نہیں"

سلیم نے جواب دیا "تم جانتے ہو کہ میں نیا مکان بنوا رہا ہوں اسلئے میرے پاس کافی روپیہ نہیں ہے انشاء اللہ اگلے سال ضرور" عثمان نے کہا "بھئی اسی سال چلے چلو، تمہارا لڑکا مکان کی نگرانی کرتا رہے گا روپیہ تو اب بھی تمہارے پاس کافی ہے" سلیم نے جواب دیا "نہیں میرا لڑکا شراب کا عادی ہے اسلئے مجھے ڈر ہے کہ وہ سب روپیہ اس میں اڑا دیگا" مختصر یہ کہ عثمان نے سلیم سے بہت کہنے سننے پر اسکو اسی سال حج میں چلنے کے لئے تیار کر لیا۔ آٹھ دس دن کے بعد یہ دونوں حج کو چلے سلیم نے چلتے وقت اپنے لڑکے کو بہت نصیحت کی، لیکن عثمان نے صرف گھر والوں سے یہی کہا جس طرح تم چاہو کرو، ایک دن وہ دونوں صبح کو چل دئے، راستے میں عثمان تمباکو نوشی کرتا جاتا تھا سلیم نے منع کیا لیکن عثمان نے یہی جواب دیا کہ بھائی یہ عادت میرے اختیار سے باہر ہے"

گاؤں سے باہر نکلتے ہی عثمان خانگی معاملات کو بالکل بھول گیا لیکن سلیم کو ہر وقت اپنے مکان اور لڑکے

لی یا غلاف کی طرح تھی۔ ایک دفعہ تو سلیم نے ارادہ بھی کیا تھا کہ وہیں سے لوٹ جائے لیکن یہ خیال کرکے کہ گاؤں والوں کو کیا منہ دکھاؤنگا ارادہ ملتوی کیا۔ غرض یہ دونوں اسی طرح دو ہفتہ تک سفر کرتے رہے آخرکار وہ ایسے علاقہ میں پہنچے جہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا متمول زمیندار بھی بھوکوں مر رہے تھے ایک دن وہ دوپہر کو ایک درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے کہ عثمان کو پیاس لگی چنانچہ وہ سلیم سے یہ کہہ کر کہ وہ ابھی گاؤں سے پانی لاتا ہے چلا گیا۔ سلیم نے عثمان کا بہت انتظار کیا لیکن عثمان نہ آیا اور سلیم کو انتظار میں گھنٹوں گذر گئے۔ آخرکار سلیم یہ سوچ کر کہ عثمان اگلی منزل پر ملجائے گا چلدیا۔ اب ادھر عثمان کا حال سنئے اس نے ایک نزدیک کے مکان پر جاکر دستک دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو ڈیوڑھی میں ایک آدمی پڑا ہوا تھا عثمان نے اس سے پانی مانگا لیکن اس نے کچھ جواب نہ دیا عثمان یہ خیال کرکے کہ وہ شخص یا تو بہرا ہے یا وہ اس کو فقیر سمجھ کر پانی دینا نہیں چاہتا لوٹنے ہی والا تھا کہ اسکو کسی بچے کے رونے کی آواز آئی عثمان کو حیرت ہوگئی کہ اس گھر پر کچھ بلا نازل ہوئی ہے چلو اندر چل کر دیکھیں جب وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت زمین پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ چھوڑا تھا اور چھوٹا بچہ اس کا دامن کھینچ رہا تھا۔ گویا کچھ اس سے مانگ رہا ہے۔ دوسری طرف ایک اور عورت اوندھی پڑی تھی جس کے منہ سے بدبو آرہی تھی اور وہ درد سے کراہ رہی تھی آخرکار بوڑھی عورت نے سر اٹھا کر کہا "ہمارے پاس کچھ نہیں ہے تم کیا مانگتے ہو"۔

عثمان نے کہا "مجھے پیاس لگی ہے۔ پانی تھوڑا سا پانی دو یا کوئی گلاس" عورت نے جواب دیا "نہ تو ہمارے پاس پانی ہے اور نہ کوئی برتن، مہربانی کرکے کسی اور گھر جاؤ"

عثمان نے دریافت کیا "تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اس عورت کی خبرگیری کرسکے (دوسری عورت کی طرف اشارہ کرکے) عورت نے جواب دیا "کوئی نہیں میرا لڑکا باہر ڈیوڑھی پر جاں کنی کی حالت میں مبتلا ہے۔ اور ہم بیاں بھوک سے مر رہے ہیں۔ اس اثنا میں چھوٹا لڑکا جو عثمان کو دیکھکر چپ ہوگیا تھا پھر چیخ اٹھا "دادی اماں مجھے روٹی دو، اداس ہوں"۔ وہ بی بی بوڑھی عورت اس بچے کو تسلی دے رہی تھی کہ اتنے میں گھر کا مالک جو ڈیوڑھی پر تڑپ رہا تھا اندر آکر فرش پر گرا۔ اس کی زبانی عثمان کو معلوم ہوا کہ یہ سب لوگ بھوک کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ باپ سے اپنے لڑکے کی یہ حالت زار دیکھی نہ گئی وہ اسے دیکھکر بیکسی سے رونے لگا۔ یہ تمام قصہ سنکر عثمان آبدیدہ ہوگیا۔ اس نے اپنا بغچہ کندھے سے اتارا اور اس میں سے روٹی نکال کر آدمی کو دینے لگا لیکن اس نے کہا کہ پہلے میرے بچوں کو دو۔ چنانچہ اس نے ان بچوں کو ٹکڑا دیا لیکن چونکہ ان کے حلق بالکل خشک تھے اسلئے لقمہ ان کے حلق میں اٹک رہا تھا پس عثمان بوڑھی عورت کے کہنے سے کنوئیں سے پانی لایا اور ان کے حلق تر کئے۔ بچے کھا پی کر سو گئے۔ جب مالک مکان نے کچھ کھایا اور باتیں کرنے کے قابل ہوگیا تو اس نے یوں کہنا شروع کیا،

"پہلے ہم اس گاؤں کے رئیس تھے۔ لیکن پانی نہ برسنے کی وجہ سے جب قحط پڑا تو ہم نے ایک جاڑا تو گزار دیا۔ پھر پڑوسیوں سے قرض مانگنا شروع کیا اور پھر ہوتے ہوتے ہم نے اپنا کھیت تک رہن کر دیا۔ یہاں تک کہ ہماری حالت دن بدن سخت نازک ہوتی گئی اور اگر ہمیں ایک دن کھانا ملتا تو تین دن فاقے میں مست رہتے، اس طرح ہم اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے، یہاں تک کہ ہم میں اٹھنے کی طاقت بھی نہ رہی اور اپنی موت کا انتظار کر رہے تھے کہ خدا نے تمکو یہاں بھیجا۔"

عثمان نے انکی یہ درد انگیز داستان سنکر ارادہ کر لیا کہ ایک رات ان کے یہاں قیام کرے تاکہ انکی حتی المقدور مدد کر سکے۔ صبح کو اٹھکر ان کے لئے اس نے ناشتہ تیار کیا۔ بازار سے اشیاء خورد و نوش لایا۔ بیوی اور بال بچوں نے کھایا، اور ان کے جان میں جان آئی۔ بیوی بھی اٹھ بیٹھی اور کام کاج کرنے لگی۔ مالک مکان ساہوکار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اس دفعہ وہ اپنی زمین میں کاشت کرنے دے دوسری فصل پر زر رہن ادا کر دیگا لیکن ساہوکار نے یہ جواب دیا کہ جب تک روپیہ نہ دو گے تمہیں زمین پر قبضہ نہیں مل سکتا، مالک مکان نے یہ آکر عثمان سے کہا۔ پہلے تو عثمان نے یہ سوچا کہ میں ان کے ساتھ بہت سلوک کر چکا ہوں اب مجھکو اپنے سفر کے لئے روانہ ہو جانا چاہیے رات بھر وہ اسی پر غور و خوض کرتا رہا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ گو میں نے ان کے ساتھ دو دن تک سلوک کیا ان کی ہر طرح کی مدد کی لیکن میرے چلے جانے کے بعد پھر ان پر پہلی سی حالت ہو جائے گی اس لئے ان کا کھیت واپس دلا دینا چاہیے، پس وہ صبح اٹھتے ہی ساہوکار کے پاس گیا اور اس کا تمام قرضہ باق کر کے زمین واپس لے لی اور ایک جوڑی بیلوں کی خرید دی اور چند غلے کی بوریاں اور ایندھن ان کے حوالے کر دیا۔ جب انکو معلوم ہوا کہ کھیت واپس مل گیا تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی تمام گاؤں میں اس کا چرچا ہو گیا۔ ایک دن رات کو جب لوگ سو رہے تھے عثمان اٹھ کر چلا گیا۔ ابھی تھوڑی دور گیا تھا کہ اس نے اپنے روپے گنے تو اس کے پاس کل سترہ روپے نکلے، وہ یہ سوچ کر کہ اتنی قلیل رقم میں حج کسی طرح بھی ادا نہیں ہو سکتا گھر کو لوٹ گیا۔ گھر پہنچا تو لوگ متعجب ہوئے کہ وہ کیسے بغیر حج کئے لوٹ آیا لیکن عثمان یہ ہی کہے گیا کہ خدا کی ایسی ہی مرضی تھی۔

اب ادہر سلیم کا حال سنئے وہ عثمان کا بہت انتظار کرنے کے بعد دوسری منزل کو روانہ ہوا۔ وہاں بھی نہ ملا تو سمجھا کہ وہ مجھ سے بہت آگے نکل گیا ہوگا۔ اور مجھکو خبر نہ ہوئی ہوگی۔ ہر مسافر سے وہ عثمان کی بابت پوچھتا لیکن کوئی بھی تسلی بخش جواب نہ دیتا۔ آخر وہ دمشق پہنچا پھر وہاں اس نے عثمان کا انتظار کیا لیکن بے سود۔ آخر سلیم ایک قافلہ کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا حج کے ایام میں وہ عثمان کو بھول گیا۔ ایک دن وہ حجر اسود کے پاس بیٹھے بیٹھے کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو بعینہ عثمان کی ہمشکل تھا۔ وہ شخص حجر اسود کو بو

لیا باہر نکل رہا تھا۔ جب اس نے غور سے دیکھا تو وہ بھی اس کا دوست تھا۔ وہ اسی تاک میں رہا کہ جب وہ باہر نکلیگا ضرور اس سے ملاقات کرونگا لیکن جب وہ انبوہ میں شامل ہو گیا تو پھر وہ اسکو ڈھونڈھ نہ سکا۔ سلیم کو تعجب تھا کہ وہ کیسے وہاں تک پہنچا۔ حالانکہ میں نے راستے میں بہت تلاش کی۔ ایک دن پھر سلیم نے اسکو مسجد نبوی میں دیکھا تو اس کا چہرہ بڑا چمکتا تھا اس نے پھر اپنے ساتھی کا انتظار دروازے پر کیا۔ تمام لوگ ایک ایک کرکے نکل گئے لیکن وہ نہ نکلا۔ آخر کار سلیم تھک کر گھر لوٹ آیا اسکو ہمیشہ اس کا فکر رہتا تھا کہ میں بوڑھے نے تمام مال وجائداد برباد کر دی ہوا سلئے اسکو ایک منٹ بھی چین نہ ملتا تھا۔

سلیم واپسی پر اسی راستے سے آیا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا جہاں عثمان اس سے جدا ہوا تھا تو وہاں گاؤں کے لوگوں کی حالت دیکھکر سخت حیران ہوا کیونکہ وہ سب بڑے فارغ البال نظر آتے تھے۔ ان کے کھیت لہلہا رہے تھے جب وہ اس گاؤں میں داخل ہوا تو ایک چھوٹی لڑکی نے کہا کہ دادا بابا ہمارے گھر چلو۔ پہلے تو سلیم نے اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا پھر آخر کو مجبور ہوکر اسکے گھر گیا جب گھر گیا تو ایک عورت نے خوش آمدید کہا۔ گھر کے مالک نے اس کا بقچہ اتارا اور اس کی خاطر تواضع کی سلیم نے اس کی بھلے میں ان کے لئے دعا مانگی پھر اس عورت نے کہا تمہاری وضع قطع کا ایک شخص کچھ دن ہوئے ہمارے یہاں آیا تھا جبکہ ہم قحط کی وجہ سے موت کا شکار ہو رہے تھے اس نے جو ہمارے ساتھ مہربانی کی اسکو عمر بھر نہ بھولیں گے اس ہمدردی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب ہم فارغ البال نظر آرہے ہیں۔ رات کو سلیم انہیں کے یہاں رہا اور یہ سوچتا رہا کہ حج کے ایام میں اس نے عثمان کو تین مرتبہ دیکھا تھا اس کو یقین ہو گیا کہ خداوند تعالیٰ نے میرے حج کو قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ مگر عثمان کا حج یقیناً قبول ہو گیا۔ دوسری صبح کو وہ وہاں سے رخصت ہوکر اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔

سلیم پورے ایک سال کے بعد جب اپنے گھر واپس آیا تو اس کا لڑکا موجود نہ تھا کسی نے بتایا کہ شراب خانہ گیا ہوگا۔ جب تھوڑی دیر میں وہ لوٹا تو نشہ میں چور تھا۔ سلیم نے اس سے اپنی جائداد کے بارے میں پوچھا تو اس کو وہی جواب ملا جس کی اسکو فکر رہتی تھی۔ دوسری صبح کو عثمان کی بیوی سلیم سے گلی میں ملی اور حج کے بارے میں تمام باتیں پوچھتی رہی۔ سلیم نے دریافت کیا کہ عثمان گھر ہی پر موجود ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں چنانچہ سلیم اس کے ساتھ عثمان کے گھر روانہ ہوا جب سلیم گھر میں داخل ہوا تو عثمان کو شہد میں مشغول پایا اس کا نورانی چہرہ چمک رہا تھا سلیم نے عثمان سے کہا کہ وہ لوٹتے وقت اسی گاؤں میں ٹھہرا تھا اور پھر پورا حال بتایا عثمان نے اس کی بات کاٹ کر کہا "اللہ کی مرضی یہی تھی۔ آؤ اندر بیٹھیں۔ میں تمہیں شہد کھلاؤں"۔ غرض عثمان اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا سلیم تاڑ گیا کہ وہ اس موضوع پر کچھ سننا نہیں چاہتا چنانچہ وہ خاموش ہو گیا اس نے یہ بھی نہ بتایا کہ اس نے حج کے ایام میں اسکو دیکھا تھا مگر اب اس کو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہی ہے کہ جب تک انسان زندہ رہے وہ دوسروں کے ساتھ نیکی کرے اور ان سے محبت بھی کرے یہی بڑا حج ہے (ماخوذ از ٹالسٹائی)

بنت سید مقبول حسین۔

خوشگوار زندگی

ہندوستان میں جہاں کیفیت مزاج سے آگاہی حاصل کئے بغیر میاں بیوی کے اہم ترین اور نازک رشتے کی گرہ باندھ دی جاتی ہیں وہاں تعلقات میں ناہمواری پیدا ہو جانا بہت معمولی بات ہے اور اس طرف ہمارے ہاں بالکل توجہ نہیں کیجاتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں ہستیاں چونکہ نا اتفاقی اور بدسلوکی کے نتائج سے آگاہ نہیں ہوتیں، اور کسی بات کے بڑے بھلے کی ان کو پرواہ نہیں ہوتی۔ تھوڑے ہی دنوں میں ایک جھگڑا روز روز کا فساد در زندگی شروع ہو جاتا ہے، باوجودیکہ زمانہ بہت کچھ ترقی کر چکا ہے، مگر میاں بیوی کی نا اتفاقی کا رونا کسی طرح کم نہیں ہوتا ضرورت ہے ایسے مضمونوں کی جو کہ ہماری لڑکیوں کے لئے آئندہ زندگی میں کار آمد ہوں اور لڑکیاں بیوی اور ماں بننے سے پہلے ان فرائض سے آگاہ ہو جائیں، جو انہیں بیوی اور ماں کی حیثیت میں انجام دینے ہیں تاکہ ان کی زندگی تلخ تجربات کے خطرات سے کچھ نہ کچھ محفوظ ہو سکے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ گھر اصلی معنوں میں وہی گھر کہلا سکتا ہے جہاں میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار ہوں اور امن و سکون کا دور دورہ ہو۔

دراصل بیوی کی خوبصورتی اور بچے پیدا ہونا کوئی خوبی نہیں، بلکہ میٹھی زبان گھرداری کا حسن و خوبی کے ساتھ انتظام اور شوہر کے احکام جائز کی پابندی یہ خوبیاں ہیں کہ جس بیوی میں ہوں وہاں ناخوشگواری کا گمان بھی نہیں ہو سکتا وہ شوہر سے ہر وقت اپنی تعریف میں محبت کے ختم نہ ہونیوالے الفاظ اور حد سے زیادہ خاطرداری اور ضرورت سے بڑھکر عنایت و مروت کی متمنی نہ رہے،

گھر کی دیکھ بھال اور اس میں طرح طرح کی دلچسپیاں پیدا کرنا ہر اچھی بیوی کا فرض ہے۔ مگر یہ نہیں کہ جہاں کچہری سے تھکے ہارے آئے ہیں اور بیوی باورچی خانہ میں ہیں معمولی کام جو کہ ایک ملازم بھی کر سکتا ہے بیوی اسکے لئے وقف ہو چکی ہیں!

بچوں کی پرورش بیشک ہر ایک عورت کا فرض ہے۔ مگر غالباً اتنا لکھنا بیجا نہ ہوگا کہ بیوی بچوں کی پرورش میں اس قدر نہ الجھ جائے کہ فرائض شوہر سے سبکدوش ہو جائے اگر وہ ایسا کرے گی تو شوہر بھی آخر رفتہ رفتہ اس کی طرف سے بے اعتنائی برتے گا۔ اور بیوی وہ درجہ کبھی حاصل نہ کر سکے گی جو عزیز بیوی کو ملتا ہے

علیا بیگم ظفر اللہ صاحب ایم اے انکم ٹیکس آفسر

ہماری مفلسی کے اسباب

مندرجہ بالا عنوان پر بارہا بہنوں نے خامہ فرسائی کی ہے اور ابھی تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ مجھے امید ہے میری چند سطور کا بھی وہی حشر ہوگا جو سب کا ہوا لیکن پھر بھی ایک امید موہوم پر لکھنے بیٹھ گئی ہوں، شاید ہماری بہنیں اس طرف توجہ کریں اور ہمیں قعر مذلت سے نکالنے کی کوشش کریں۔

مفلس ہندوستان جس بڑے دور سے گذر رہا ہے اس سے ہر متنفس واقف ہے لیکن افسوس ہے ہم پر کہ اپنی مفلسی کے اسباب معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ورنہ اس کے دفعیہ کے لئے جد و جہد۔ جس قوم پر ادبار نازل ہوتا ہے اسکے احساسات مردہ ہو جاتے ہیں اور اپنی غفلت ولاپروائی میں فنا ہو جاتی ہے۔ یہ وہی مادر ہند ہے جو کبھی زرخیز تھی اسے جنت نشان ہونیکا فخر تھا۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں ایک ایک جشن پر کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا تھا۔ رعایا مالا مال ہوتی تھی۔ ہر طرف سونے چاندی کی بارش تھی۔ رعایا خوش تھی اور راعی مسرور! آج وہی ہندوستان ہے جس کی ایک بڑی آبادی نان شبینہ کو محتاج ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ ہماری غفلت و کاہلی،

دوسرے ممالک بام ترقی پر پہونچ گئے ہیں اور یہاں ابھی روز اول۔ متمدن ممالک ہماری حالت پر خندہ زن ہیں، احساس خودداری ہم سے رخصت ہو چکا ہے۔ روز بروز تنزل کی طرف مائل ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو انجام ہمارا کیا ہوگا صنعت و حرفت جو کہ ہمارا قدیمی پیشہ تھا۔ ہم نے اسے خیرباد کہہ دیا تجارت جو ترقی کا زینہ کہی جاتی ہے عرصہ ہوا ختم ہو چکی۔ نوکری و غلامی ہماری رگوں میں پیوست ہو چکی ہے اس آزاد پیشہ پر ہم غلامی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہم اب دنیا میں ایک بیکار محض انسان بنکر رہ گئے ہیں جن کی نہ اقوام عالم میں عزت ہے نہ اپنے گھر میں، ہماری ہمسایہ قوموں کو اپنی ذلت کا احساس پیدا ہوا اور انہوں نے جد و جہد شروع کر دی ہے۔ مگر مسلمان ہندوستانی مسلمان شاید اب کبھی نہ ابھرے گا،

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ہندوستان کا قدیمی پیشہ زراعت ہے۔ اور اس نے صنعت و حرفت میں کوئی ترقی نہیں کی ہماری درسی کتب تواریخ اس مسئلہ میں بالکل خاموش ہے ان سے کسی طرح گذشتہ صنعت و حرفت کا پتہ نہیں چل سکتا ہے۔ اگر بہنوں کو معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو پروفیسر الیاس برنی صاحب کی تصنیف " علم المعیشت " ملاحظہ فرمائیں

اٹھارہویں صدی کے نصف تک ہندوستانی مصنوعات انگلستان میں جاتی رہی ہیں اور انہیں مقبولیت

حاصل ہوتی رہی۔ اس وقت تک یورپ نے مصنوعات میں اتنی ترقی نہیں کی تھی۔ ہمارے ملک کا کپڑا دور دراز ممالک میں مقبول تھا۔ ہندوستانی ململ، زری کمخواب، جامہ دار، چھینٹ نفاست و خوبی میں ضرب المثل سمجھی جاتی تھی، انگلستان کے بازار ہماری مصنوعات سے لبریز تھے عمدہ اور مقابلتاً ارزاں ہونے کی وجہ سے انگلستانی مصنوعات کا فروغ پانا دشوار ہو رہا تھا۔ معاملہ کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے یوروپین اقوام نے فوراً تاڑ لیا کہ اگر یہی حالت رہی تو ہماری تجارت کا خاتمہ ہے، چنانچہ فوراً ہی پیش بندیاں شروع کر دی گئیں۔ ہر ممکن کوشش سے ہماری تجارت کو توڑ دیا گیا۔ محصول ستر و اسی فیصدی تک بڑھ گیا۔ غرض ہمارے کارخانے توڑ دئے گئے اور ولایت کے کارخانوں کو ترقی دی گئی۔ غلام ہندوستان اس قابل نہ تھا کہ سر اٹھا سکتا مردہ ہو گیا۔ اور شاید ہمیشہ کے لئے۔ اب خدا ہی ہماری حالت سنبھالے اور ہم میں احساس خودداری پیدا ہو۔ اس وقت پردہ نشین عورتیں بھی تجارت سے غافل نہیں رہتی تھیں۔ چکن و کشیدہ کاری کارچوب و سوزن کاری سے روپیہ پیدا کرتی تھیں اس کے مٹے ہوئے آثار اب بھی دلی و لکھنؤ میں نظر آئیں گے۔ کلوں اور مشینوں نے اس غریبانہ تجارت کا بھی خاتمہ کر دیا۔ جو چکن کہ ہفتوں کی محنت سے تیار ہوتی تھی مشینوں نے منٹوں میں بنا ڈالی۔ پھر کون خریدتا، پائداری و مضبوطی کا تو اس زمانہ میں کوئی خیال ہی نہیں ہے، دوسرے ممالک کی نمائشی اور کمزور چیزیں (لیکن خوبصورت) ہمارے ملک میں ہاتھوں ہاتھ بکتی ہیں مگر ہماری ٹھوس و پائدار چیز کا کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ ہندوستان اس قدر مجبور ہے کہ عطیات قدرت کی قدر بھی نہیں کر سکتا۔ جو مال کہ دوسرے ملکوں سے آتا ہے وہی بلکہ اس سے بھی بہتر خود ہمارے یہاں تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن اول تو مفلس دوسرے کاہل۔ تیسرے محاصل نے ہم میں ہمت ہی نہیں باقی رکھی۔ سب شکر جیسی معمولی چیز کے لئے ہم جرمنی و آسٹریا کے محتاج ہیں۔ رنگ تک ہم خود نہیں تیار کر سکتے۔ ٹین کے کھلونے دیا سلائی۔ غرض ضروریات زندگی کی معمولی سے معمولی چیز کے لئے ہم دوسروں کے محتاج ہیں، قدرت نے اس زرخیز سرزمین کو وہ چیزیں عطا کی ہیں جو اور ممالک کو نصیب نہیں، مگر افسوس کہ عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ شکر قند گنا شریفہ ان چیزوں سے کس قدر شکر ہم حاصل کر سکتے تھے۔ نیل سے کیا ہم رنگ نہیں بنا سکتے تھے۔ اسی طرح اور تمام چیزیں ہیں۔ کہاں تک گنی جائیں اور کتنا رویا جائے۔ اپنی بیکاری و بےبسی پر اب ہم دوسروں کے دست نگر ہیں۔ اگر ہم لوگ کوشش بھی کرتے ہیں تو ہماری حوصلہ افزائی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ہزاروں غریب و نادار عورتیں بھوکوں مر رہی ہیں۔ شرافت ہاتھ پھیلانے کی اجازت نہیں دیتی۔ کوئی پیشہ نہیں کیا کریں؟ مشینوں کے ہوتے ہوئے ان کی سلائی کون پسند کرتا ہے؟ ان کی دستکاری کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ پن چکی نے انہیں چکی پیسنے سے بھی محروم کر دیا۔ فاقے کرتی ہیں اور قوم کی

...ی ہے جس کا رونا روتی ہوئی ختم ہو جاتی ہیں

عصمت میں ایک بار کسی بہن صاحبہ نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ صاحب حیثیت بہن دستکاروں سے
...ت کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ نادار بہنوں کو اس میں پنو ذات نہ محسوس ہو۔ میں نہایت افسوس کے
...تہ لکھ رہی ہوں کہ مضمون پڑھتے ہی میں نے کوشش شروع کی۔ مگر انجام اس قدر برا ہوا کہ ہمت ٹوٹ گئی۔
...نے دو تین چیزیں بنائیں اور بازار میں دکھایا۔ مگر مشین کی چیزوں کے سامنے کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ نصف
...ت بھی وصول نہ ہو سکی۔ دسمبر ۱۹۳۳ء میں یہاں نمائش تھی۔ میں نے دو اونی جمپر ہفتہ عشرہ کی محنت کے بعد
...چ نہ دیکھ انتہائی خوبصورت تیار کئے۔ دوسری غریب بہنوں کو بھی ترغیب دی اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر
...پر فروخت ہو گئے تو میں آپ لوگوں کے لئے کسی دوکان سے لین دین کے طور پر طے کرا دوں گی۔ بدقسمتی
...لیجئے۔ دوکانداروں نے قیمت ۵ روپے سے زیادہ نہ لگائے۔ نمائش میں انعام تو خیر ملا۔ مگر فروخت نہ ہو سکے
...ں سے بیرنگ واپس ہوئے اس کے بعد بھی میں نے کوشش کی اور مشن کی ایک ٹیچر مس صاحبہ کو دکھایا۔
...وں نے زبانی تعریف و توصیف کے بعد فروخت کرنیکا وعدہ کیا۔ میں کیا سمجھ سکتی تھی کہ میرے ساتھ فریب
...اجا رہا ہے جمپر لے گئیں۔ دو مہینے گذر چکے ہیں نہ جمپروں کا پتہ ہے نہ قیمت کا۔ خود مس صاحبہ لکھنؤ چلی گئیں
...رے مجھے اپنی یاد دے گئیں۔ یہ نتیجہ ہوا میری ہمت و محنت کا جن غریب بہنوں سے وعدہ کیا تھا۔ اب انہیں کیا
...اب دوں ع او خود گم است کرا رہبری کند۔ یہاں کی مسلمان آبادی بالکل غافل ہے۔ نہ کوئی اسکول ہے
...سلمان لڑکیوں کے لئے۔ نہ کوئی مکتب۔ سنتی ہوں کوئی پرائیوٹ سکول ہے۔ اسکول کی استانی صاحبہ سے
...نے کا بھی اتفاق ہوا۔ علمیت واجبی رکھتی ہیں۔ اسکول کی پڑھی ہوئی ایک لڑکی سے بھی ملی بیساختہ زبان سے
...ل گیا۔ ع گر ہمیں مکتب است و ہمیں ملا۔ کار طفلاں تمام خواہد شد۔ برعکس اس کے ہندو لڑکیوں کا ایک
...ل اسکول بھی قائم ہے۔ ایک مشن اسکول ہے۔ لڑکوں کے لئے تعلیم کا کافی انتظام ہے اگرچہ شہر چھوٹا ہے،
...لڑکوں کی تعلیم یہاں بہترین ہوتی ہے۔ غرضیکہ عورتوں کی وہی حالت ہے جس کا ہم سب کو رونا ہے۔ نہ کوئی
...انجمن ہے نہ انجمن قائم کرنے والی صاحب عمل کوئی ہستی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہم کس طرح
...بغیر کسی معین و مددگار کے تجارت شروع کریں اور اس حالت میں جبکہ ہمارے پاس کافی سرمایہ بھی نہیں جس سے کہ
...اپنی نادار بہنوں کی حوصلہ افزائی کر سکیں کساد بازاری کا یہ عالم ہے۔ نہ حکومت کو ہم پر رحم آتا ہے نہ قوم کے ان
...افراد کو جو رہبری کا دعوے کرتے ہیں۔ ہمارے لیڈر دھواں دھار تقریریں کرینگے اور ہماری کم مائگی پر ذرا بھی رحم
...نہ کرتے ہوئے چندہ کی اپیل چندہ وصول کیا جاتا ہے۔ مگر خدا جانے ہمارے کس مفاد کے لئے۔ ہمیں تو کچھ نظر نہیں
...آتا۔ اگر رعایا کی حالت ناقص ہو رہی ہے تو راعی کی اس سے زیادہ۔ عجیب عالم ہے۔ محو حیرت ہوں کہ

دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی۔ کاش رہبران قوم ہماری حالت کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ طول طویل تقریروں سے کچھ نہیں حاصل ہو سکتا۔ ضرورت ہے عمل کی اور عمل کا ہندوستانی مسلمانوں میں فقدان ہے۔ بقول ایک برقی۔ سیاسی آزادی حریت کے نعرے لگانے سے نہیں ملتی، بلکہ علمی ترقی۔ اخلاقی جرأت، قوت ارادی، معاشی استحکام شرائط اولی ہیں، گرما گرم تقریروں سے ہمارے فوری جذبات ابھارے جا سکتے ہیں مگر عملی کوشش کی تکالیف و محنت برداشت کئے بغیر تعلیم نہیں ہوتی، ہمارے لیڈر ریزولیوشن پر ریزولیوشن منظور کرینگے۔ تجاویز پاس ہونگی، تحریک تائید میں زبردست بحثیں ہونگی۔ مگر میدان عمل میں کہیں وجود نظر نہیں آتا، ہندو لیڈروں کو ذرا دیکھئے کس طرح دامے درمے، قدمے، سخنے، اپنی قوم کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں، ہندو قوم پنڈت مدن موہن مالویہ کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ڈنڈے باز مونجے خواہ ہمارے نزدیک کتنا ہی برا کیوں نہ ہو۔ لیکن اس کی قوم ہمیشہ اسے یاد کرتی رہے گی۔ گاندھی جی کا ذکر ہی کیا۔ ان کا نام تو تاریخ میں زریں حرف سے لکھا جائیگا۔ مسلم لیڈروں نے اگر کوئی عملی قدم بھی اٹھایا تو ہماری بیتی خواتین کی کبھی خبر نہ لی۔ خدا مولانا راشد الخیری صاحب کو اسکا بہترین اجر دے۔ جو موصوف ہمارے لئے کرتے ہیں۔ اگر ہم عہد حاضرہ کی بزرگ ترین ہستیوں میں کسی کا نام انتہائی فخر و مباہات کیساتھ لے سکتے ہیں تو مصور غم ہی ایک ایسی ہستی ہے۔ عورتیں کبھی اس احسان عظیم سے سبکدوش نہیں ہو سکتیں۔ اگر سچا اسلامی درد۔ اپنی بہنوں کی ترقی و تعلیم کا خیال کسی کو ہے تو صرف یہی محترم ذات ہے۔ میں عصمتی بہنوں کی خدمت میں با ادب ملتمس ہوں کہ خدا کے لئے کوئی ایسی صورت نکالئے جس سے کہ ہم اپنی نادار بہنوں کی امداد کر سکیں۔ میں ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس کام میں ہاتھ ڈالتی ہوں ہمیشہ انجام ہمت شکنی ہوتا ہے مجھے بتائیے کہ تجارت کس طرح شروع کی جائے، کیا کیا ذرائع ہیں کس طریقے سے مال فروخت ہو سکتا ہے،۔

اس ضلع میں نہ تو میں کوئی انجمن قائم کر سکتی ہوں نہ اسکول۔ اس لئے کہ ہم لوگوں کا قیام یہاں عارضی ہے۔ دوسرے کم علمی، ناتجربہ کاری ہر کام میں حائل ہے، نہ کسی بہن سے ہمدردی کی توقع ہے، خدا ہی ہماری حالت سنبھالے اور تجارت جیسے آزاد پیشہ کو پھر حاصل کر سکیں،

عذرا ہردوئی۔

سویرے اُٹھنا

پیاری بہنو! تمام پیشوایانِ دین نے اپنے پیروؤں کو صبح سویرے اُٹھنے کی تاکید کی ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا آخر اس میں کیا مصلحت ہے؟ حکیموں اور ڈاکٹروں سے سویرے اُٹھنے کے فوائد سنئے جو سو دواؤں کی دوا اس کو تجویز کرتے ہیں۔ میں نے تو جہاں تک غور کیا اور آزمایا سویرے اُٹھنے کے فائدوں کو بےشمار پایا۔ جسمانی اور روحانی فوائد جو ہمیں صبح اُٹھنے سے حاصل ہوتے ہیں اُن کا تو ذکر میں اپنے اس چھوٹے سے مضمون میں کرتی نہیں۔ کیونکہ اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور آئے دن لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ البتہ جو فوائد ہمیں معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں ان کا ذکر ضرور کروں گی۔ سب سے اول تو یہ دیکھئے کہ ہمارا دن گرمیوں میں چودہ گھنٹے کا اور جاڑوں میں دس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اب اگر آجکل کے فیشن کے مطابق ہم نو بجے بستر سے اُٹھیں گے تو تین گھنٹے کم ہو جائیں گے۔ ذرا حساب لگائیے کہ ان تین گھنٹوں کو اگر آپ کسی مفید کام میں صرف کریں تو کتنا فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ نے تین گھنٹے روزانہ نہ صرف ضائع کئے بلکہ اپنی تندرستی کو نقصان پہنچانے میں صرف کئے (کیونکہ تمام ماہرینِ طب کا اس پر اتفاق ہے کہ دن چڑھے تک سونا صحت کے لئے مضر ہے) تو اس سے دو نقصان ہونگے۔ ایک وقت کا۔ دوسرے صحت کا۔ جو لڑکیاں کوارپنے سے یہ عادت ساتھ لیکر سسرال جاتی ہیں ان کے گھروں میں نااتفاقی کا ایک سبب یہ بدعادت بھی بن جاتی ہے۔ اگر میاں بھی اس کے عادی ہوئے اور کام بھی کوئی ایسا کرتے ہوئے کہ صبح اُٹھنے کی اُنہیں چنداں ضرورت نہیں تب تو خیر بُری بھلی گزر جاتی ہے صرف بچوں کی بُری گت ہوتی ہے لیکن اگر میاں کو صبح اُٹھنے کی عادت ہے اور سویرے ہی اسکول یا کچہری جانا پڑتا ہے۔ تب تو بڑی آفت کا سامنا ہوتا ہے۔ بیوی اپنی عادت سے مجبور ہیں اسلئے میاں کا کام نوکروں کے ذمّہ ہوتا ہے۔ اب میاں اور اُن کے عزیزوں کو یہ شکایت ہے کہ بیگم صاحبہ ۹ بجے سو کر اُٹھتی ہیں۔ میاں کا سب کام نوکروں کے حوالے ہے۔ اُدھر بیگم صاحبہ کو طرح طرح کے شک شبہ ستاتے ہیں اور مامائیں بدلی جاتی ہیں۔ میاں سے الگ جھگڑا ہوتا ہے۔ مگر انہیں توفیق نہیں ہوتی کہ اپنی اس بدعادت کو بدل کر ان قصوں کا خاتمہ کر دیں اور میاں کی خدمت اپنے ہاتھوں نہ سہی نوکروں ہی سے مگر اپنی نگرانی میں کرا کر میاں کے دل میں اپنی خوش انتظامی کا سکہ بٹھا دیں۔ میں نے اکثر گھروں میں دیکھا ہے کہ میاں صبح اُٹھ کر غسل کرتے نماز پڑھتے ناشتہ کرتے پھر ہوا خوری کو یا اپنے کام کو جاتے ہیں اور بیوی ہیں کہ دیر تک سونے کی عادی اسلئے لامحالہ سب کام نوکروں کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور میاں کو خود کہہ کر کرانا پڑتا ہے۔

پھر اُلٹی شکایت یہ ہوتی ہے کہ تم ماما سے بات کیوں کرتے ہو بار بار کسے کیوں بلاتے ہو وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اگر صاحبہ صرف تنی تکلیف گوارا فرمائیں کہ سویرے اُٹھ بیٹھیں۔ وضو یا غسل کا پانی ناشتہ یا پان تیار کرا کر مقررہ جگہ پر رکھ دیں تو پھر کوئی ضرورت باقی نہیں رہیگی کہ میاں ماما سے بات بھی کریں اور بیوی کو شکایت کا موقع ملے ایک ذرا سی بات سے بڑے بڑے جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ مگر خدا بھلا کرے کاہلی کا کہ روز کے جھگڑوں سے گھر کو دوزخ بنانا منظور مگر دن چڑھے تک سونا ضرور۔ اس سے آگے چلئے تو بچوں کا نمبر آتا ہے۔ چھوٹے بچے قدرتی طور پر سویرے اُٹھنے کے عادی ہوتے ہیں اب اگر بدقسمتی سے ماں دیر تک سونے کی عادی ہے تو ان کی شامت ہے کہ اندھیرے سے اٹھ کر بیٹھی نیند میں خلل ڈالا گیا۔ ہر طرح پر کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو صبح اُٹھنے کی عادت نہ رہے اور رفتہ رفتہ مائیں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو جاتی ہیں اور اپنی طرح انہیں بھی عمر بھر کو اس بدعادت کا غلام بنا دیتی ہیں۔ حالانکہ گھر کی بیوی کا فرض یہ ہے کہ خود بھی سویرے اُٹھ کر فرائض کی انجام دہی پر کمربستہ ہو جائے اور بچوں کو کرے حتیٰ کہ اگر ہو سکے تو آہستہ آہستہ میاں کو بھی (اگر وہ اسکے عادی نہ ہوں تو) اسی راہ پر لانے کی کوشش کرے۔ دراصل یہ سارا وبال ہم لوگوں پر اسکا ہے کہ مذہب کی طرف سے دن بدن لاپروائی بڑھتی جاتی ہے۔ ورنہ جن گھروں میں نماز کی پابندی ہے ان میں دیکھئے کہ صبح اپنے ساتھ کیسی چہل پہل اور رونق لیکر آتی ہے۔ اذان کی آواز کان میں آئی نہیں کہ ہر چھوٹا بڑا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا اور صبح کے سہانے وقت میں جبکہ چرند اور پرند سب اپنے مالک کی حمد و ثنا میں مصروف ہوتے ہیں بادِ نسیم کے جھونکے وحدت کے گیت گاتے اور وجد کرتے ہوتے ہیں بندوں نے بھی اپنے آقا کے حضور میں سرِ نیاز جھکا دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر کوئی تلاوت میں مشغول ہے۔ کوئی اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہو گیا۔ صبح کا وقت یوں ہی پر سرور ہوتا ہے پھر فریضہ صبح کی ادائیگی کے بعد دل کو ایک خاص اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ دل میں کام کرنے کی اُمنگ اور جسم میں چستی محسوس ہوتی ہے۔ گھر میں ایک عجیب رونق اور چہل پہل نظر آتی ہے۔ برخلاف اس کے جن گھروں میں دن چڑھے تک سونے کا دستور ہے اُن کی صبح عجیب اُداس اور بھیانک سی نظر آتی ہے۔ اور وہ شخص جو سویرے اُٹھنے کا عادی ہے اسکے لئے تو ایسے گھر بہت ہی وحشت کا باعث ہوتا ہے۔ جدھر نظر ڈالئے سب پلنگ پر لمبی تانے لیٹے ہوئے ہیں۔ نہ موذن کی صدا نیند کے متوالوں کو بیدار کرتی ہے۔ نہ مندر کے گھنٹے نہ چڑیوں کی چہکار ان پر اثر کرتی ہے نہ نسیم سحر کے روح افزا جھونکے ان پر اثر کرتے ہیں بے اختیار شہر خموشاں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ اور یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

ہیں ایسے نیند کے ماتے اُٹھا سکتا نہیں کوئی — ہوئے بیکار سب ان کو جگا سکتا نہیں کوئی

خداوند کریم ہم سب کو اس بدعادت سے محفوظ رکھے اور اپنے فرائض کو مستعدی کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ظفر جہاں

سوز و گداز

آ او مجھے بھول جانے والی مجھے اس تاریک زندگی کے ناپیدا کنار سمندر میں تنہا چھوڑ جانے والی میری غمگین اور تنہا زندگی کی رفیق میری پیاری نیند! آ اور اس حرماں نصیبی میں میرا ساتھ دے۔ آہ کیا تو بھی خوشی کی ساتھی اور خوش بختی ہی کی رفیق تھی۔ اور اس تاریک اور پرخطر زندگی میں اب میرا ساتھ چھوڑنا چاہتی ہے۔ کیا تجھ پر بھی وہی مثل صادق نہیں آتی۔

سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے ۔۔۔ کہ تاریکی میں سایہ تک جدا انساں سے رہتا ہے

کیوں میری رفیق میرا یہ الزام ..... تیرے دامن وفا پر ایک بدنما دھبہ تو نہیں۔ نہیں ہرگز نہیں اسلئے کہ تیری ہر ایک پرلطف صحبت مجھے بخوبی یاد ہے۔ اور میرا دل و دماغ تیری وہ لذتیں تا حال محسوس کر رہا ہے۔ جو انسانی آرام کی صورت میں میری خضر راہ ہوا کرتی تھیں۔ ہاں کیا وہ تو نہ تھی۔ جو زندگی کے ہر کٹھن موقع پر ایک مونس و دمساز ثابت ہوئی؟

اے میری نیند وہ تو ہی تھی۔ جو بچپن میں استادوں کی گھرکیوں اور بزرگوں کی خفگیوں کے بعد ایک پرلطف خواب کے مزے دیا کرتی تھی۔ وہ خواب جسے خواب معصوم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہاں یاد ہے اور خوب یاد ہے۔ کہ مدرسہ چھوڑنے پر سہیلیوں اور ہم سبقوں کی صحبت، سکول کی یاد جہاں ہنس کا زمانہ، جب مجھے آٹھوں پہر خون کے آنسو رلایا کرتا تھا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس رنج کو دور نہ کر سکتی تھی۔ تو اس ٹوٹے وقت میں صرف تو ہی ایک ایسی رفیق تھی۔ جو دن اور رات کے متعدد گھنٹوں میں نیم کے پیڑ کے نیچے مجھے دنیا و مافیہا سے بے خبر کرکے بچھڑے ہوؤں سے ملاتی تھی۔ میں وہ وقت بھی نہیں بھولی۔ جب قسمت نے مجھے شفیق والدین مونس سہیلیوں اور عزیز وطن سے جدا کرکے ہمالیہ کی اس جنگل سرزمین میں لا پھینکا۔ اور میرے لئے میرے مجروح دل کے لئے اس سرزمین کا ذرہ ذرہ اغیار تھا تو تو ہی وہ ہمدم و دمساز تھی۔ جو اپنی پرلطف صحبت سے مسرور کیا کرتی تھی۔

علالت کے انتہائی درد و کرب میں تو اسقدر ہمدم ثابت ہو چکی ہو۔ کہ نہ دوسروں کو بلکہ خود مجھے بھی اپنی بیماری پر رشک ہوا کرتا تھا کیوں؟ پھر کیا وجہ؟ کہ تو اس نازک ترین وقت میں اس حسرت نصیب کا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ ہاں ابھی اگر تو نے اب مجھ سیاہ بخت کی ہم نشینی کو پسند نہیں کیا تو اپنے فرض سے نہیں چوکی اور حق دوستی ادا کر ہی دیا اور اپنی جگہ ایک دوسرا رفیق یعنی درد کو دیدی۔ اغلب ہے کہ اسکی صحبت تجھ سے بھی بالاتر ثابت ہو اسلئے کہ وہ ایک ایسی چیز اپنی محبت کی یادگار میں دیگا۔ جسکی جگہ ایک کامیاب اور سچے محبت کرنیوالے یعنی پروانے کے دل میں ہے وہ کیا؟ درد اور سوز۔ اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ لہذا میں اسکا استقبال نہایت خندہ پیشانی سے کرونگی اور نہایت فراخدلی سے اسکا ہمراز بناؤنگی۔ نہ صرف زندگی میں ہی اسپر اپنی جان فدا کیا کرونگی بلکہ بعد مردن بھی اے آلودہ اور تاریک راتوں میں وہی میری تربت کا طواف کریگا اور ہی سبزہ صفوں بھی ہر

آ درد آ کہ دیدہ و دل فرش راہ ہیں ۔۔۔ آ تیر بن کے میرے کلیجے سے پار ہو
آ تو ہی زندگی میں مرا ہمنشیں رہے ۔۔۔ مر جاؤں میں تو بعد میرے سوگوار ہو

کنیز محمد بیگم۔ منشی فاضل

([illegible])

پینٹری یا توشل خانہ

"مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں عصمت میں گول کمرے اور کھانے کے کمرے پر لکھکر اور کچھ نہ لکھ سکی حالانکہ خیال تھا کہ اس سبجکٹ کے متعلق گاہے ماہے لکھتی رہوں گی۔ مگر گونڈے سے گورکھپور کے تبادلے نے ہی فرصت نہ دی کہ اس ارادہ کو پورا کرتی۔ چنانچہ آج لکھتی ہوں۔ پینٹری جسے توشل خانہ بھی کہتے ہیں۔ عام طریقے کے کمرے کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل چیزیں رکھی رہتی ہیں۔

ایک ٹیبل۔ فیش سیف ہاٹ کیس اور معمولی سائیڈ وغیرہ پینٹری بھی کھانے کے کمرے کا ایک جز ہے جسکا صاف ستھرا رکھنا اور قرینے سے اشیاء لگانا از حد ضروری ہے۔

میز۔ پینٹری میں دروازہ کے ساتھ جہاں سے گذر کر کھانے کے کمرے میں جایا جاتا ہے لگانی چاہئے تاکہ کھانا صرف کرتے وقت ڈش وغیرہ رکھ دی جائے اور کھانے کے برتن بھی اسی پر رکھے رہتے ہیں۔ اس کے سامنے یا جیسے کمرے کا رخ ہو ہاٹ کیس لگا دیا جائے۔

کیس۔ ایک الماری کی طرح کا ہوتا ہے۔ جس میں بجائے تختوں کے لوہے کی سلاخیں ہوتی ہیں۔ سردیوں میں سب سے نیچے انگیٹھی میں آگ رکھ کر اس پر کھانا لگا دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے کھانا گرم رہتا ہے اور وقت پر جوں کا توں میز پر آجاتا ہے۔

ہاٹ کیس کی شکل ملاحظہ ہو،

اوپر کا حصہ



اگلے تختے بند کرنے سے بالکل الماری معلوم ہوتی ہے۔

ایک کونے میں میٹ سیف رکھ دی جائے۔ جس میں ضرورت کی چیزیں آسانی سے رکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً بسکٹ کیک مکھن جام جیلی سرکہ وغیرہ۔ تاکہ ہوا بھی لگتی رہے اور چیزیں خراب نہ ہونے پائیں۔ بعض بہنیں اس کو کھانے کے کمرے میں رکھوا لیتی ہیں۔ مگر یہ اچھا معلوم نہیں دیتا۔ اور اس کی طرح اس پر بھی قفل لگوا دینا چاہیے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اپنے سامنے چیزیں نکلوا دیں یا خود نکال دیں۔ باقی جنس کی تمام چیزیں۔ مثلاً دال آٹا وغیرہ اگر پینٹری میں کوئی الماری ہو تو اس میں رکھوا دینی چاہیے۔ نہیں تو کسی بکس میں رکھ کر سلیقے سے ایک طرف رکھ دیا جائے۔ جس سے کل چیزیں پینٹری میں آ نہ جائیں کیونکہ یہ بھی ایک گودام ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اس موجودہ تمدن کے گودام کو ہر وقت تالہ میں لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اکثر ضرورت رہتی ہے۔ مثلاً ڈنر یا شب کا کھانا میں سنک یا بوتل خانے میں میلا برتن صاف کرتا رہتا ہے۔ جس سے جلد جلد برتن صاف ملتے رہتے ہیں۔ لہذا اس وجہ سے بوتل خانہ میں ٹونٹی بھی ضرور آنی چاہیے تاکہ یہ برتن دھونے کا کام آسانی سے کر سکیں۔

میز کے اوپر ایک سفید معمولی چادر ڈال رکھنی چاہیے۔ جو دیکھنے میں بھی بہت خوبصورت معلوم دیتی ہے۔ اور پھر کھانے کے سب برتن اس پر رکھے رہتے ہیں۔ اگر میز کھلی ہوئی ہے تو مٹی یا کوئی اور چیز برتنوں کے پیندے کو لگ جاتی ہے۔ جو بعض اوقات غلطی سے کھانے کی میز کی سفید چادر کو لگ کر خراب اور بدنما کر دیتی ہے۔

میز کے اوپر دیوار میں کیل گاڑ کر ایک صاف جھاڑن بھی لٹکا دینا چاہیے۔ تاکہ فوراً برتن پونچھنے میں دقت نہ ہو، برتن صاف ستھرے میز پر لگے رہیں۔ پینٹری کی زمین کو بھی روز پانی سے دھلوانا چاہیے۔ غرضیکہ اس کو صاف ستھرا رکھنے میں پوری کوشش کرنی چاہیے۔

پینٹری کے دروازے کے آگے کھانے کمرے میں ایک پردہ Screen رکھ دیا جائے اس سے پینٹری کی چیزیں دکھائی بھی نہیں دیتیں۔ اور پھر دیکھنے میں بھی خوبصورت لگتا ہے۔ اور اس کے پیچھے سے بھی نوکر کھانا لا کر صرف کرتا ہے۔

غرضیکہ بہنیں کھانے کمرے کی طرح اس کی صفائی کا بھی پورا پورا خیال رکھیں۔

انشاء اللہ اگلی اشاعت میں بہنوں کی خدمت میں بیڈ روم کے متعلق کچھ لکھوں گی۔

مسز عبدالغنی۔ (گورکھپور)

سادگی

تو اے خاتونِ مسلم ہو سراپا سادگی پرور — تو کر فیشن سے اور اسراف سے پہلو تہی یکسر
لباسِ سادہ میں چمکے گا تیرا حسن بے پروا — نظر آئیگی چشم دہر کو تو حور سے بڑھکر
بڑھانا چاہتی ہے گر جمالِ صورت و سیرت — مجسم سادگی ہوجا اے کانِ حسن کے گوہر
ترا ملبوس سادہ۔ حسن سادہ۔ تو ہو خود سادہ — ترے اندازِ سادہ کے ہوں چرچے جابجا گھر گھر
بناوٹ سے تنفر تجھکو فیشن سے ہو بیزاری — لباسِ پُر تکلف ہو وبالِ دوشِ جاں یکسر
فقط منت پذیر گوشوارہ۔ گوشِ نازک ہو — نہ قدر افزائے جسم نازنیں ہوں قیمتی زیور
نہ ہو دستِ مصفا۔ زیر بارِ کنگن و پہونچی — بتائے وقت کی قیمت گھڑی سیمیں کلائی پر
ترا دہنا قدم لے فیشن و اسراف کی دیوی — اے حور سادگی۔ اسکو دکھا دے عالمِ دیگر
تری یہ سادگی وہ خنجر بُراں سے ہو گی — کہ ہو گا سامنے فیشن کے قتل و خون کا منظر
نہاں ہیں سادگی میں بہتری کے راز سربستہ — ہیں اس شیشہ میں اوج و ارتقائے قوم کے جوہر
اگر تو چاہتی ہے ملک و ملت کی ترقی ہو — تو کردے کالعدم اسراف کو ہو سادگی پیکر
نہ زیور ہو نہ کپڑا ہو گراں قیمت ترا ہرگز — تمنائی ہے آزادی و بہبودِ وطن کی گر
جو ہو جائے تو اے خاتونِ مسلم سادگی آرا — درخشاں ہو ترقی کے فلک پر بخت کا اختر

زمانہ کہتا ہے رعنا سراپا سادگی ہو جا
امانتدار بہبود و فلاح و بہتری ہو جا

عابدہ رعنا سید امپور اسٹیٹ

باپ اور بیٹا

افسانہ

(۱)

ایک دفعہ ٹھاکر کالی کا سنگھ اپنے ایک دوست کے ہمراہ دلی گئے۔ وہاں ان کو اسمبلی ہاؤس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کی آرائش ان کو بہت ہی بھلی معلوم ہوئی۔ وہ آراستہ ہال۔ گدی دار کرسیاں۔ نفیس میز، جھالر دار پردے، صدر کی تارک کرسی۔ مقرر کی سمائی کے ساتھ تقریر کرنا۔ وقفے وقفے سے صدر کا آرڈر آرڈر۔ اور ممبران کا ہیر ہیر کہنا، تماشائیوں کا تالی بجانا ان غریب ٹھاکر صاحب پر خوب اثر ہوا۔ جلسہ برخاست ہوتے ہی وہ باہر نکلے اور ٹک ہوس اسمبلی ہاؤس کو غور سے دیکھنے لگے۔ اس کی خوبصورتی اور اجلاس کے طور طریقے نے ان کے دل میں گھر کر لیا۔

ان کے دل میں ایک آرزو پیدا ہوئی کہ اگر میرا لڑکا پڑھ لکھ کر کسی قابل ہو جائے اور یہاں کا ممبر بن جائے اور ان ہی کی طرح اپنی آواز میں اتار چڑھاؤ کے ساتھ میز پر ہاتھ پٹک پٹک کر تقریر کر رہا ہو اور میں تماشائیوں کی گیلری میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں تو مجھے کس قدر مسرت ہو گی۔ اس دھن میں وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے۔ ان کی آنکھوں میں یہ تصویر پھرنے لگی کہ ان کا للو اسمبلی میں تقریر کر رہا ہے۔ ناگہاں ان کی گاڑی کو دھکا لگا اور وہ چونک پڑے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے دروازہ پر پہنچ گئے ہیں۔ دہلیز لانگتے لانگتے انہوں نے اپنے للو کو لکھا پڑھا کر کونسل میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔

(۲)

للو سات سال کا لڑکا تھا۔ ابھی تک وہ چین کی بانسری بجاتا رہا لیکن اب کچھ دنوں سے تعلیم شروع ہوئی تھی۔ ایک دن مولوی صاحب نے کہا "املا کی ہر غلطی کو پانچ پانچ مرتبہ" کو دہراتے ہوئے لکھنے لگا۔ اس نے ایک شوخ و چنچل طبیعت پائی تھی۔ حرف درست نہ بنتا تھا۔ مولوی صاحب نے ایک مرتبہ ٹوکا بھی لیکن اس نے سنی ان سنی کر دی۔ مولوی صاحب کو غصہ آ گیا۔ اس بے پروائی کی۔ مولوی صاحب نے کہا "ذرا سنبھال کر لکھو حرف کیسے بنا رہا ہے"

للو کی توجہ تختی سے ہٹ کر مولوی صاحب کی ڈانٹ کی طرف مبذول ہوئی۔ اس کا خط اور بھی بگڑ گیا۔ اب مولوی صاحب برداشت نہ کر سکے۔ بولے "بیوقوف مرکز کیسے لگاتا ہے" اس نے لکھنا چھوڑ دیا اور مولوی صاحب کے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔ مولوی صاحب نے جھنجھلا کر کہا "پاجی میرے منہ کی طرف کیا دیکھ رہا ہے لکھتا کیوں نہیں؟"

للو کا منہ پھول گیا بھویں تن گئیں اور ہونٹ پھڑکنے لگے۔ مولوی صاحب نے اس کو بیٹھا دیکھ کر کان پکڑ کر ہلا دیا۔ بس آگ لگ گئی۔ للو نے تختی تان کر مولوی صاحب کے گھٹنے پر دے ماری اور گھر میں بھاگ گیا۔ مولوی صاحب تلملا کر گھٹنا سہلانے لگے۔

کچھ دیر بعد ٹھاکر صاحب نے للو کو ایک لمبی کی تلوار پھراتے دیکھا۔

انہوں نے پکارا "للو"

للو نے پاس آکر کہا "کیا ہے"

ٹھاکر صاحب نے کہا "تم نے مولوی صاحب کو تختی ماردی بھلا کوئی ایسی شرارت بھی کرتا ہے"

للو نے تیزی سے جواب دیا "وہ مجھے گالی دیتا تھا"۔ اور تلوار پھراتا اُچھلتا کودتا چلا گیا۔ ٹھاکر صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آنے لگی

(۳)

ایک دن ٹھاکر صاحب تحصیلدار سے ملنے گئے تھے واپس آتے آتے دس بج گئے۔ راستہ میں اپنے پڑوسی کے باغ میں دیکھا کہ ایک رسّی کنوئیں میں لٹک رہی ہے اور اس کا ایک سرا آم کے درخت سے بندھا ہے اور آٹھ دس لڑکوں نے اس کو پکڑ رکھا ہے گویا کوئی چیز کنوئیں سے نکال رہے ہیں۔ سب لڑکوں کی توجہ کنوئیں کی طرف تھی وہ اُن کے بہت قریب پہونچ گئے لیکن ان کی موجودگی کا کسی احساس نہ ہوا۔ اُن میں ہری نام کا ایک لڑکا تھا ٹھاکر صاحب نے اُس کو مخاطب کر کے پوچھا

"کنوئیں میں سے کیا نکال رہے ہو"

ہری نے کوئی جواب نہ دیا۔ ٹھاکر صاحب کی آواز سنتے ہی تمام لڑکے بھاگ کھڑے ہوئے صرف ہری رسّی پکڑے کھڑا رہا انہوں نے پھر پوچھا "کیا بات ہے ہری؟"

ہری پھر بھی خاموش رہا لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ پوری قوت سے رسّی کھینچنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن رسّی نہ کھنچی ٹھاکر صاحب نے آگے بڑھ کر رسّی پکڑلی اور کھینچنے لگے۔ جب رسی سب کھنچ آئی تو ٹھاکر صاحب کے یہ دیکھتے ہی ہوش اڑ گئے رسّی اُن کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچی۔ رسّی اُن کے لڑکے کی کمر سے بندھی تھی اور وہ اس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے تھا اُس کی فٹ بال اُس کی دھوتی سے بندھی لٹک رہی تھی ہری نے کنوئیں کی جگت پر سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا ٹھاکر صاحب نے اُس کی کمر سے رسّی کھولی اور کہا "تو کنوئیں میں کیوں اترا تھا؟"

للو۔ گیند نکالنے۔

ٹھاکر۔ "بدنصیب کہیں کا۔ اگر ڈوب جاتا تو؟

للو۔ میں نے کئی آدمیوں کو کنوئیں میں اترتے دیکھا ہے کوئی بھی تو نہیں ڈوبا

ٹھاکر۔ اگر میں نہ آتا تو تجھے کون باہر نکالتا؟

للو۔ یہاں بہت سے لڑکے تھے معلوم ہوتا ہے وہ آپ سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں۔

ایسی جان لیوا شرارت ٹھاکر صاحب کو بہت بری معلوم ہوئی انہوں نے غصہ میں آکر دو چپت رسید کئے اور ہاتھ پکڑ گھر لائے اور اس کی دادی سے کہا "تمہارے بیٹا لاڈ نے اس کو نکما کر دیا اب یہ چند روز کا مہمان ہے۔

للو کی دادی نے پوچھا کیا ہوا؟

ٹھاکر صاحب نے جب ساری کیفیت سنائی تو اُنکی دادی نے آنکھیں پھاڑ اور منہ کھول کر کہا "ہائے"!

اسی دن للو کا تلا چڑھایا برہمنوں کی دعوت ہوئی اور کتنی دیوی دیوتاؤں کو پرسادمانا گیا۔

(۴)

ٹھاکر صاحب کی بڑی تمنا تھی کہ ان کا لڑکا مدرسہ جائے

ہیں یہ سب بھی ان کی آمدنی پوری ہوتی وہ ... کی حرکتوں
سے جڑنے لگے تھے انہوں نے ایک ماسٹر سے
ہر گاؤں ہی میں پڑھوایا تھا اس کی عمر اس وقت بیس
برس تھی اور لکھنے پڑھنے میں گاؤں بھر میں کوئی اس کا ثانی
نہ تھا۔

للو کے لئے ٹھاکر صاحب کے دل میں کونسل
ممبری کا خیال سا آیا ہوا تھا وہ للو کو اچھی توجہ سے تعلیم
دلوا رہے تھے ایک ایم اے اکسن محض اس غرض سے مقرر
کیا تھا کہ وہ اس کو انگریزی بولنے کی مشق کرائے اور ایک
دوست کی طرح رات دن اس کے ساتھ رہے۔

ان ہی ایام کا ذکر ہے للو کی سگائی کی بات چیت
ہو رہی تھی ایک دن بھیرا کے تعلقدار خود آئے اور اپنے
منہ سے لڑکی دینے کی بات پکی کر گئے برہمن بلوائے گئے
ساعت پوچھی گئی اور شادی کے لئے تیسرا دن مقرر ہوا۔

کمرے میں للو کو تنہا پاکر ٹھاکر صاحب نے کہا تم جانتے
ہو میں نے تمہارے لئے کیا سوچ رکھا ہے؟

للو۔ "جی ہاں"

ٹھاکر صاحب۔ "آئندہ سال انتخاب ہوگا
اس وقت تک تم تیار ہو جاؤ گے نا؟"

للو۔ "امید تو یہی ہے آگے پرماتما جانے اگر نہ ہو سکا
تو ایک سال اور سہی"

ٹھاکر۔ ایسا کیوں شاید تم نے سستی کی ہے

للو۔ سستی تو نہیں کی لیکن آجکل لوگ کونسل
میں جانا ناپسند کرتے ہیں اور کوئی بات نہیں۔

ٹھاکر۔ ایسے لوگوں سے تم کو کیا مطلب تم جس
پارٹی میں ہو گے وہ تو کوشش کر رہی ہے۔

للو۔ "وہ لوگ بھی مخالف ہیں حتیٰ کہ اسکا ذکر سننا
نہیں چاہتے"

ٹھاکر۔ "وہ لوگ تو اپنی دنیا برباد کرنے پر تلے بیٹھے
ہیں۔ ہم لگان میں ایک پائی نہ دیں یہ کیسے ممکن ہے"

للو۔ "تو مجھے زمیندار جماعت کا ساتھ دینا پڑیگا"

ٹھاکر۔ "ٹھیک۔ کیا تم زمیندار نہیں؟"

للو۔ "ہیں۔"

ٹھاکر۔ "ہاں کہو کیا کہتے تھے؟"

للو۔ "جی کچھ نہیں"

ٹھاکر۔ "جو بات ہو کہو۔ میں نے ایک تعلقدار کی لڑکی
سے شادی اس شرط پر قبول کی ہے کہ وہ سرکاری اس کام میں مدد کریں"

للو نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ٹھاکر۔ "پرسوں شادی ہو جائیگی"

للو۔ پھر بھی خاموش رہا وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

ٹھاکر۔ "اب تم بڑے لڑکے ہو کوئی بات پوشیدہ
نہ رکھو جو کہنا ہو کہہ دو"

للو۔ "سوچ کر۔" اگر یہ کام کچھ دن کے لئے ملتوی کر دیا
جائے تو مناسب ہوگا"

ٹھاکر۔ "وجہ؟"

للو۔ "اس وقت میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا"

ٹھاکر۔ "یہ بات پھر نہیں ہو سکتی اس سے انکار کرنا
سخت نادانی ہے۔"

للو۔ "آپ نے کانگریس کی لگان بندی پڑھی ہے؟"

ٹھاکر۔ کانگریس والوں کی عقل ماری گئی ہے جب

میں اپنی چھوٹی سی زمینداری نہیں چھوڑ سکتا تو انگریز اتنی بڑی سلطنت کیسے چھوڑ دیں گے

للو کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کی لہر دوڑنے لگی وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کچھ سوچ کر خاموش ہو رہا!

(۵)

آج للو کو تلک چڑھانے کی تیاری ہو رہی ہے سارا گاؤں مسرت سے باغ باغ ہے ٹھاکر صاحب کا مکان مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ طبلہ بج رہا ہے۔ گانا ہو رہا ہے تقسیم کرنے کے لئے لڈو طشتریوں میں رکھے ہیں اور بیچ کمرے میں میوہ۔ مٹھائی۔ کپڑے۔ زیورات اور پھل پھلاری سے تھال سجے ہوئے ہیں پوجا کا سامان بھی موجود ہے پنڈت جی اسی تھال کے پاس بیٹھکر بولے آپ نے سب انتظام درست کر لیا سب اچھا اب للو کنور کو بلوائیے نہیں تو وقت سعید گذر جائیگا۔ ایک نوکر کو للو کے بلانے کا حکم ہوا اس نے پندرہ بیس منٹ بعد آکر کہا۔ "کنور تو دکھائی نہیں دیتے کہاں ہیں؟"

ٹھاکر صاحب نے جھنجھلا کر کہا "ذرا آنکھیں کھول کر ڈھونڈ یہیں کہیں ہونگے تھوڑی دیر بعد نوکر نے آکر کہا "مالک میں تو سب جگہ ڈھونڈ آیا"

ٹھاکر صاحب بولے "تو آدمی نہیں گدھا ہے" اور دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کیا پندرہ بیس منٹ گذر گئے اور وہ واپس نہیں آیا تو ٹھاکر صاحب نے ایک اور آدمی بھیجا لیکن جب وہ بھی واپس نہیں ہوا تو انہوں نے اپنے ایک دوست سے کہا "نوکر تو سب نالائق ہیں ذرا آپ مہربانی کر کے اس کو ڈھونڈ لائیے۔ ماسٹر بابو کے کمرے میں بھی دیکھ لینا۔

تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد ٹھاکر صاحب کے دوست نے آکر کہا "ماسٹر بابو اور للو دونوں کا پتہ نہیں ماسٹر بابو کا کمرہ تو بالکل خالی پڑا ہے وہ ایک لفافہ پیش کرتے ہوئے بولے میں نے دیکھا کہ یہ بند ہے اور اس کی تحریر للو کی سی معلوم ہوتی ہے اس لئے لے آیا!"

ٹھاکر صاحب نے لفافہ کھول کر پڑھا اور گھبراہٹ میں کہا۔ گوبند۔ تنکو۔ رام دین تم سب دوڑو کوئی اسٹیشن اور ہر ایک۔ ایک ایک سڑک پر چلا جائے ماسٹر اور للو دونوں بھاگ گئے ہیں۔ بھائی کیشور سنگھ تم بھی ذرا دیکھو یہ لوگ کہاں رفوچکر ہوئے ہیں!"

ٹھاکر صاحب نے سر جھکا لیا اور لفافہ اپنے دوست کی طرف پھینک دیا اس میں لکھا تھا۔

"قبلہ والد صاحب!

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس طرح بھاگ کر آپ کی امیدوں پر پانی پھیر رہا ہوں لیکن میں ہمیشہ اپنی خیریت کی اطلاع دیتا رہوں گا اور کچھ عرصہ بعد واپس آجاؤں گا اس وقت تک آپ شادی ملتوی رکھئے اور میری تلاش کی تکلیف نہ اٹھائیے۔

آپکا فرمانبردار

للو

یہ سنتے ہی محفل میں ایک سناٹا چھا گیا اور ایک ایک کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

(۶)

ٹھاکر صاحب نے کہا بھائی کیشور سنگھ آج دس مہینے گذر گئے للو کا ابھی تک پتہ نہیں۔

جلا: "ہم نے تو ہر طرح سے اس کی تلاش کی وہ ہم کو ہر دوسرے مہینے ایک خط بھیجتا ہے لیکن اس میں اپنا پتہ نہیں لکھتا۔ بتاؤ اب کیا کیا جائے۔

کیشور: کیا کہوں عقل کچھ کام نہیں دیتی ایسا معلوم ہوتا ہے یہ سال نوجوانوں کے لئے خراب ہے ان کی عقل ماری گئی ہے۔ دیکھئے اخباروں میں ہمیشہ کسی نہ کسی کے متعلق بری خبریں چھپتی رہتی ہیں۔ کہیں یہ لوگ ڈاکے مارتے ہیں۔ کہیں بندوق چلاتے ہیں کہیں پستول داغتے ہیں اور کبھی بم پھینکتے ہیں۔ لوگوں کو سزائیں ہوتی ہیں ایذا ہے۔ پھانسی پر لٹکائے جاتے ہیں لیکن باز نہیں آتے بھلا ان سے تو بیٹا بن کر سب کما سکتے ہیں لیکن باپ بن کر کسی نے کمایا ہے جو یہ لوگ کمائیں گے اتنی بڑی سرکار جس نے جرمنی تک کو جیت لیا ان کی اس توں تاں سے کیسے دب جائے گی؟

ٹھاکر صاحب نے بے صبری سے کہا "اب للو کو کہاں اور کس طرح ڈھونڈا جائے" ان کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

کیشور: "اخبارات میں آپ نے جو شائع کرایا ہے کیا وہ برابر چھپ رہا ہے"؟

ٹھاکر: "آج کی ڈاک یہ پڑی ہے تم بھی ذرا دیکھ لو تاکہ جو کمی بیشی ہو اس کی ترمیم کر دی جائے"۔

کیشور سنگھ نے اخبار کھول کر پڑھنا شروع کیا اور تین صفحے الٹ کر کہا "دیکھئے دلی خفیہ سازش والے معاملے میں جے سنگھ کو پھانسی کی سزا ہوئی ہے پھر بھی سرکار نے ایسے اہم معاملے میں کئی قیدی رہا کر دئے ہیں"

ٹھاکر: "بھائی اپنے مطلب کی بات پہلے دیکھئے پھر دوسری خبریں پڑھ لینا"۔

کیشور سنگھ نے اخبار کا ایک ورق الٹا اس میں ایک تصویر چھپی تھی نیچے لکھا تھا "دلی سازش والے معاملے میں جے سنگھ کو پھانسی کی سزا ملی"۔

کیشور سنگھ اس تصویر کو غور سے دیکھنے لگے اور پھر ٹھاکر صاحب سے کہا "ذرا یہ تصویر دیکھئے"

ٹھاکر صاحب نے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں اخبار لیا اور ایک لمحے تک ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے ان کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور دل میں دھڑکن تھی انہوں نے کمزور آواز میں کہا "صورت تو بالکل ملتی ہے"۔

کیشور: "مجھے بھی یہی شک ہو رہا ہے"۔

ٹھاکر صاحب آنکھیں بند کئے تھوڑی دیر تک سوچتے رہے پھر بولے "ملو"

ملو: "سرکار"

ٹھاکر: "سامان باندھو ابھی باہر چلنا ہے"۔

ملو: "کیا سرکار کسی دوسری جگہ جانا ہے"

ٹھاکر: "ہاں دلی"۔

(۷)

دلی سنٹرل جیل کے آفس میں جیلر کے پاس ٹھاکر صاحب ایک کرسی پر بیٹھے ہیں جیلر نے کہا "ہاں تو فرمائیے"؟

ٹھاکر صاحب "آپ کے ہاں جے سنگھ کو پھانسی کی سزا ہوئی ہے وہ کون ہے"؟

جیلر: "مجھے اس کا علم نہیں وہ کون ہے"؟

ٹھاکر: "اس کے باپ کا نام"؟

جیلر: اُس نے بتلایا نہیں۔

ٹھاکر: اُس کے گھر کا اتا پتا؟

جیلر: کچھ نہیں بتلایا اور نہ پولس ہی پتہ چلا سکی تو آپ کو کیا بتلایا جائے۔

ٹھاکر: آپ مہربانی فرما کر مجھے اُس کو ایک نظر دیکھ لینے دیں۔

جیلر: بغیر کمشنر کی اجازت کے بھلا میں کیسے بتلا سکتا ہوں۔

ٹھاکر: معلوم ہوتا ہے میرے لڑکے نے اپنا نام بدل کر اپنی موت کی دعوت دی ہے میں اُس کو دیکھنا چاہتا ہوں آپ مہربانی کر کے کسی طرح مجھے دکھا دیں میں آپ کا احسان مند ہوں گا۔"

جیلر نے کچھ سوچ کر کہا آئیے۔

ٹھاکر صاحب اُس کے پیچھے پیچھے چلے کئی بارکوں کو طے کرتے ہوئے وہ ایک احاطے میں داخل ہوئے۔ وہاں پختہ کوٹھڑیوں کی ایک قطار تھی اُس کے دروازوں میں موٹی موٹی سلاخیں لگی تھیں اور سامنے سنتری پہرا دے رہے تھے ایک کوٹھڑی کے سامنے پہونچکر جیلر رُک گیا اور کہا "یہ ہے"

ٹھاکر صاحب نے سر اوپچا کر بہت غور سے اُس قیدی کی طرف دیکھا لوہے کے کٹہرے میں ایک بیس سالہ نوجوان جیل کی وردی پہنے بیٹھا تھا۔ ٹھاکر صاحب کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور مسکراتے ہوئے اُس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سلام کیا۔

اُن کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا، جسم کانپنے لگا آواز بیٹھ گئی اور بمشکل اُن کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔۔۔

"۔۔۔ کون ۔۔۔۔۔۔ للو!

قیدی نے انکساری سے جواب دیا۔" ہاں میں للو ہوں"

ٹھاکر صاحب کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا سر چکرانے لگا پاؤں ڈگمگا گئے اور نیم بیہوشی کی حالت میں وہ زمین پر گر پڑے سر سے خون کی تلی بہ نکلی۔

* * * * * * *

ایک دن صبح کا ذکر ہے، سنٹرل جیل میں ایک نوجوان نے محض اس خیال سے کہ اُس کی آیندہ زندگی کامیاب ہو پھانسی پر لٹکایا جا تا تو اُدھر سڑک کی دوسری جانب مکان میں ایک ضعیف چارپائی پر بیہوش پڑا تھا۔ دفعتہً وہ چونکا گھڑی کی طرف دیکھنے لگا اُس کے منہ سے ایک ایسی دردناک چیخ نکلی جس میں پتھر کو بھی پانی کر دینے کی قوت تھی، آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا بہ نکلا! وہ پھر بیہوش ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اُس کی کشتیٔ حیات آنسوؤں کے دریا میں غرق ہو گئی۔

(ترجمہ) تقی علی یاسی (ناگپور)

فائدہ کی بات

سالگرہ عصمت کی خوشی میں کتابوں کی قیمت میں جو رعایت کی گئی ہے آپ اس فائدہ تو اٹھائیں گی مگر ایسا کیجئے کہ علیحدہ علیحدہ کتابیں منگائیں ہر کتاب پر بھی جو محصول ڈاک آپ دیں گی، ہی قدر جلد کی کتاب پر محصول ہوگا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ زیادہ سے زیادہ جتنی کتابیں آپ منگائیں گی اتنا ہی محصول ڈاک کم لگیگا۔ منیجر دفتر عصمت دہلی۔

مریض کا کمرہ

ٹائیفائڈ (میعادی بخار) یا اور اس قسم کی بیماریوں میں جو دیر میں جاتی ہیں یہ ضروری بات ہے کہ مریض کے لئے ایک ہوادار کمرہ مخصوص کر دیا جائے اور اگر مکان میں زیادہ کمرے ہوں تو دس پندرہ دن کے بعد اسے بدل دینا بھی مفید ہے۔ کیونکہ ایک جگہ رہتے رہتے بیمار کی طبیعت اکتا جاتی ہے اور جگہ بدلنے سے ایک قسم کی فرحت ہوتی ہے کمرے میں بس اتنا ہی سامان رکھنا چاہئیے جو ضروری ہو باقی سب آرائشی سامان یا ایسی چیزیں جن کی مریض یا تیماردار کو ضرورت نہیں وہاں سے نکال دینی چاہئیں۔ بس مریض اور تیماردار کے پلنگ دو تین کرسیاں ایک میز اور ایک اسٹول۔ لوٹا۔ سلفچی۔ ایسی ہی چیزیں رہنی چاہئیں۔ میز پر گھڑی۔ دوائی شیشی وغیرہ اور ڈاکٹر کی ہدایات و حال لکھنے کی کاپی ہونی چاہئے۔ اور ایک آدھ گلدستہ۔ سامنے کی دیوار پر کوئی خوبصورت سی جنتری جس میں کسی قسم کا خوشنما نظارہ یا بچوں کی تصویر وغیرہ ہو لگا دی جائے تو وہ بھی مریض پر اچھا اثر کرتی ہے۔ کھانے پینے کا سامان مثلاً دودھ، ساگودانہ وغیرہ بیمار کے کمرے میں نہیں رکھنا چاہئے۔ خاص کر دودھ کہ اس میں فوراً ہر قسم کے جراثیم قبول کر لینے کی خاصیت ہے۔ بیمار کا پلنگ ایسے رخ بچھانا چاہئے کہ اگر وہ چاہے تو آسمان دیکھ سکے لیکن ہوا کے جھونکے اُسے پریشان نہ کریں

گرمی کے زمانہ میں شمال رویہ کمرہ اچھا ہوتا ہے۔ کہ اس میں دھوپ کی تپش بہت کم آتی ہے۔ اور جاڑوں میں مشرق رویہ کیونکہ اس میں صبح ہی ہلکی ہلکی دھوپ آکر رات کی سیل کی تلافی کر دیتی ہے اور بیمار پر اس کا اثر بھی خوشگوار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جاڑوں میں جاڑوں کے مناسب حال اور گرمیوں میں گرمی کے لائق کمرے میں آرام کا سامان مہیا کر لینا چاہئے۔ یعنی گرمی ہو تو ڈاکٹر کی اجازت سے پنکھا اور ٹٹی لگالی جائے یا موٹے موٹے کپڑے کے پردے ڈال کر انہیں بھگو دیا جائے اور جاڑوں میں کسی کسی وقت ایسی آگ جو دیر تک جل چکی ہو اور بجھنے کے قریب ہو تھوڑی دیر تک رکھنی چاہئیے اور اس پر لوبان بھی ڈال دیں۔ لیکن ایسے وقت کھڑکیاں دروازے کھلے رکھنے چاہئیں۔

گھر کے سب آدمیوں کو ایک وقت میں مریض کے پاس ہجوم نہیں کرنا چاہئے۔ دو تین آدمی بھی ہوں تو اس کا خیال رکھیں کہ ان کی باتوں کی آواز سے مریض کو تکلیف نہ ہو۔ بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ اپنے کام دھندے سے آئے مریض کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ بخار دیکھا اور چل دئے۔ گویا یہ فرض تھا ادا کر دیا اور یہ نہ جانا کہ بچارا بیمار کتنی دیر کی کوشش کے بعد سو سکا تھا۔ وہ جاگ اُٹھا اور دیر تک اس ہمدردی کا نتیجہ بھگتتا رہا۔ اس پر سے طرہ یہ کہ بعض دفعہ

ہاتھ بھی صاف نہیں ہوتے۔ کسی چیز کی بو ہوتی ہے۔ اور مریض جس کا احساس کمزوری کی وجہ سے بہت تیز ہوجاتا ہے۔ ناحق بے چین ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی سر میں درد بھی ہونے لگتا ہے اس میں تو شک نہیں کہ دیکھنے والے کو ہمدردی تھی۔ لیکن اس کا اظہار اس طریقہ سے ہوا کہ بجائے راحت کے اس سے تکلیف پہونچی۔

بچوں کو مریض کے کمرے میں نہ آنے دینا چاہیئے۔ یہ ہر طرح خلاف مصلحت ہے ایک تو یوں کہ وہ شور غل کریں گے اور مریض کو تکلیف ہوگی۔ دوسرے اگر مرض متعدی ہو (اور آجکل کی تحقیق سے تو ہر مرض متعدی ثابت ہورہا ہے) تو اس سے بچوں کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

اس بات کی بھی بڑی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ کمرے میں پانی نہ گرنے پائے۔ نہ وہاں تھوکا جائے۔ بلکہ کُلّی وغیرہ کرنے کو برابر اُگالدان موجود رہے اور جس وقت اس میں پانی زیادہ ہوجائے پھینک کر صاف کردیا جائے اور اگر کوئی ایسا آدمی عیادت کو آئے جو تمباکو کھاتا ہے اور مریض کو اس کی بو ناپسند ہو تو اُسے دوسرا اُگالدان دینا چاہیئے۔ بعض دفعہ بخار یا دردسر یا اور ایسی ہی شکایتوں میں روشنی بُری معلوم ہوتی ہے اور سامنے کی دھوپ کا عکس تک ناگوار ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں دروازوں پر رنگین پردے ڈال دینے چاہئیں اور پلنگ کا رُخ بھی ایسا رکھنا چاہیئے کہ دیوار کی چمک پر نظر نہ پڑے۔ مریض کو دوا پلاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اُسے کسی چیز کے انتظار میں بیٹھنا نہ پڑے۔ کُلّی کے لئے پانی اور اگر دوا کے اوپر سے پان کھانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی بنا کر پہلے سے لے آنا چاہیئے۔ اور کُلّی کرتے ہی فوراً دیدینا چاہیئے۔

ہندوؤں کے عقیدے

علامہ ابوالفضل وزیر شہنشاہ اکبر نے اپنی بے نظیر کتاب آئین اکبری میں جہاں ہندوستان کے سب سے بڑے بادشاہ جلال الدین اکبر شاہ کے آئین مملکت اور قوانین سلطنت کا بالتفصیل حال لکھا ہے۔ وہاں ہندوستان کے قدیم حالات کے تحت میں ہندو قوموں۔ اُن کے مذہبی اعتقادات اور رسوم کا اسقدر تفصیل سے تذکرہ کیا ہے کہ کتاب کا پڑھنے والا اجنبی اصطلاحوں اور پیچیدہ ناموں کو پڑھتے پڑھتے گھبرا اٹھتا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے میں آپ کے علم دوست ناظرین کی دلچسپی کے لئے کرم بے پایاں عنوان کے تحت میں انسان کی بیماریوں کے وجوہ جو کچھ درج کئے ہیں ان کا خلاصہ پیش کرتی ہوں۔

بیماریوں کے متعلق بہت سے ہندو فرقے متحد الخیال ہیں کہ وہ پچھلے جنم کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں ساتھ ہی ان بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے نسخے بھی تحریر ہیں۔ ہندو فلاسفر جسمانی بیماریوں کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اوّل وہ امراض جو دواؤں سے زائل ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو کہ پڑھنے پھونکنے ٹوٹکوں اور منتروں سے رفع ہو جاتے ہیں۔ تیسرے وہ اقسام جن کی اصلاح کے لئے بقول ایک مسلمان کے دوا اور دُعا دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندو مصنفین نے اس فن پر بہت سی مبسوط کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی ترکیبوں کے مقابلہ میں حکیموں اور ویدوں کو بیکار سمجھا جاتا ہے۔ بطور تمثیل چند عام امراض معہ علاج حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ دردِ سر۔ یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے پچھلے جنم میں اپنے ماں باپ سے گستاخانہ طریق پر گفتگو کی تھی۔

علاج :۔ دو تولہ سونا لیکر کشپ اور اَدِت کی مورتیاں بنائی جائیں۔ اور یہ تصور کر کے کہ یہ دیوتاؤں کے ماں باپ کے نمایندے ہیں کسی محتاج کو دیدئے جائیں۔

۲۔ جنون۔ یہ سزا ہوتی ہے پچھلے جنم میں ماں یا باپ یا پیر یعنی گرو سے نافرمانی کرنے کی۔

علاج :۔ چندرائن اسکا نسخہ ہے۔ یعنی ایک مہینہ تک یہ عمل کرے کہ پہلے دن صرف ایک لقمہ کھائے دوسرے دن دو۔ تیسرے دن تین علیٰ ہذا ایک ایک لقمہ بڑھاتا جائے۔ یہانتک کہ ایک مہینہ پورا ہو جائے پھر اسی طرح سے رجعت کرے یعنی ایک ایک لقمہ کم کرتے کرتے دوسرے مہینہ کے اخیر میں صرف ایک لقمہ پر کفایت کرے یا دو تولہ سونے کا وہی عمل جو اوپر تحریر ہوا ہے۔

۳۔ مرگی۔ یہ موذی مرض اس شخص کو ہوتا ہے جس نے کسی دوسرے کے حکم سے کسی شخص کو

رہبر دے دیا تھا۔

علاج :- دہی دو تولہ کی موتیاں اور اس پر ایک گائے بتیس ۳۲ سیر تل پُن کرے اور مہا دیو جی کے نام پڑھا جائے۔

۴۔ **دردِ چشم** - یہ سزا اس مرد کو ہوتی ہے جس نے کسی دوسرے مرد کی بیوی پر نظرِ بد رکھی ہو۔ عورت کے لئے قابل آنکھ دکھنے کا سبب اسکی ضد ہو۔ **علاج** :- چندر پُن۔

۵۔ **نابینائی** - بعض لوگ اندھے پیدا ہوتے ہیں یا بچپن ہی میں قوت بصارت کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ماں کو پچھلے جنم میں ہلاک کر دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو تولید جدید سے پہلے دوزخ کی عقوبتیں بھی سہنا پڑتی ہیں۔

پیدا ہونے کے بعد اس گناہ کا کفارہ پرجاپتی کی رسم ادا کرنا ہے اور اس کے پانچ طریق ہیں۔ ایک گائے خیرات کرنا یا ایک تولہ سونا یا بارہ برہمنوں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلانا۔ یا گھی، شہد، شکر اور تل کے پنڈے بنا کر دس ہزار مرتبہ آگ میں ڈالنا۔ یا ایک جوجن فاصلہ پر جو مندر ہو وہاں تک ننگے پاؤں جانا۔ اور سب سے بڑھیا یہ ہے کہ چار تولہ سونے کی کشتی بنائے جسکا مستول چاندی کا ہو اور جو تجارتیں چاندی کی بنا کر خیرات کر دے۔

۶۔ **دردِ شکم** - یہ بیماری اس جنم میں اس شخص کو ہوگی جس نے کسی غیر مذہب کے آدمی کے ساتھ یا کسی جھوٹے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا ہوگا۔ **علاج** :- تین دن کا روزہ اور بارہ تولہ چاندی کی خیرات۔

۷۔ **لنگڑاپن** - یہ سزا اس بدنصیب کو بھگتنی پڑتی ہے جس نے پچھلے جنم میں کسی برہمن کے لات ماری ہو۔

علاج :- ایک تولہ سونے کا گھوڑا بنوائے اور اُسے خیرات کرے۔ مزید براں ایکسو آٹھ برہمنوں کو اچھا اچھا کھانا کھلائے۔

۸۔ **بخار** - اُن لوگوں کی سزا ہے جنہوں نے کسی بے گناہ کھتری کو پچھلی زندگی میں مار ڈالا ہو۔ آجکل یہ مرض اسقدر عام ہے کہ لاکھوں آدمی روزانہ اس میں مبتلا رہتے ہیں اگر بخار کی وجہ یہی تسلیم کر لی جائے تو اس سے پچھلے جنم میں گویا بے گناہ کھتریوں کی مہا بھارت ہو چکی ہوگی۔ علیٰ ہذا پھانسی کسی برہمن کے مار ڈالنے سے ہوتی ہے اور بدہضمی کسی کے گھر میں چوری کرنے

علاج :- ایک گھر معہ سامان کے خیرات کرنا۔ اور سات قسم کے اناج ہر ایک بتیس ۳۲ سیر۔ ایک چکی ایک کھرل معہ موسلی۔ پانی پینے کے کئی طرح کے برتن۔ ایک انگیٹھی ایک جھاڑو ایک گائے اور حسب حیثیت روپیہ۔

ممکن ہے کہ وہ لوگ بھی جو مسئلہ تناسخ کے قائل نہ ہوں ان سزاؤں اور اس کے علاجوں سے متنبہ ہو کر کم سے کم اخلاقی سبق حاصل کریں۔

صابرہ خاتون بی۔ اے۔ آف مرادآباد۔

خواتین کی پہلے تین میل کی کراس کنٹری دوڑ

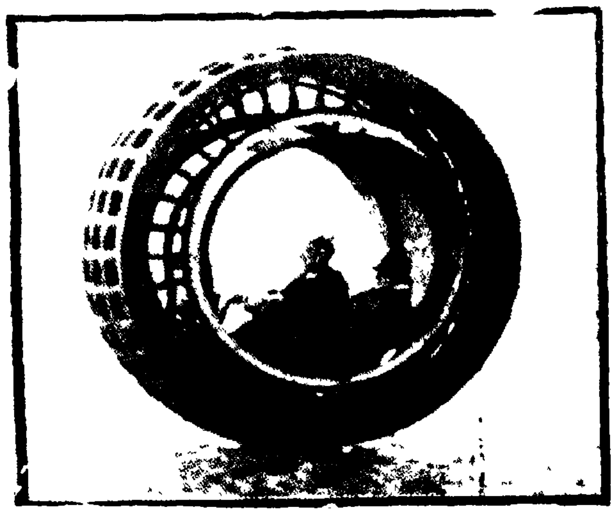


یہ پچھلے دنوں چکوئے روڈ انگلستان میں ہوئی - اور انگلستان کے تمام اطراف سے خواتین اس مقابلہ میں شامل ہوئی



شریمتی گیان دیوی ایم اے

جو تعلیم نسواں کی تحریک کی کارکن ہیں



بس و سائل کا ایک جدید ذریعہ

جو ایک پہیہ سے چلتا ہے -



اچھوت خواتین اور لڑکیاں جو کالارام کے مندر میں اچھوتوں کے داخل ہونے کا حق قائم کرنے کے لئے
مردوں کے دوش بدوش ستیہ گرہ کے لئے تیار ہیں -



پنجاب کے پہاڑی علاقہ کی عورتیں جو میلوں میں زیور پہن کر جاتی ہیں اوپر کی تصویر
شملہ ہلز کی ریاستوں کے ایک میلہ میں لی گئی تھی-

چچا جان نے دکان کھولی

کسی دشمن نے ریاست گوالیار کے حلقوں میں یہ خبر اڑادی کہ چچا جان اب جانی سے آنجہانی ہوگئے۔ یعنی وہ ایک ایسی ڈگری پاچکے ہیں جس کو ہر مسلمان اُن کے نام کے آگے لگاتا ہے ___ مرحوم کی۔

اور جو مسلمان اس واقعہ کی بھنک سنتا ہے وہ انا للہ وانا الیہ راجعون (بغیر سمجھے بوجھے) پڑھ دیتا ہے۔

اس جھوٹی خبر کا یہ دلخراش اثر ہوا کہ پچھلے مہینے میں جو ششماہی (پنشن) ان کو ملتی تھی وہ نہ ملی

چچا جان نے ایک یادداشت بھجوائی جس کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا۔

فدوی نے اپنے خون سے ریاست کو گلزار بنایا اپنی تلوار کی چمک سے دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ اور اپنے بلم سے دشمنوں کے سینوں کو چھیدا تھا۔ ستائیس سال تین مہینے ریاست کی خدمت کی تھی۔ .... کیا وجہ کہ ششماہی اس مرتبہ نہیں ملی۔ فدوی گو اب بھی اچھے اچھے رسالداروں سے بہتر کام کرسکتا ہے، مگر اپنے گھر اور اپنی گھروالی کے خیال سے ملازمت نہیں کرسکتا"

اس درخواست کا جواب چچا جان اتنے شدو مد سے کرنے لگے جیسے کوئی دولہا وداع کا انتظار کرتا ہے

لیجیے وہ جواب مل گیا۔ صاف لکھا ہے۔

بعض معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ عرضی دہندہ انتقال کرگیا ہے۔ اس لئے آئندہ سے پنشن بند

اس جواب کو پڑھکر چچا جان نے چچی اماں کو پکارا "بیوی۔ بیوی۔ لو بیوی وہ حضرت عزرائیل نے خط لکھ دیا۔ بیوی تم جانے کہاں چلی جاتی ہو۔ یہاں نزاع کا وقت ہے۔ اور تمکو گھرداری کی پڑی ہے۔ خدارا بیوی اب مودی خانے میں سے نکلو۔ اور کیوں صاحب چاہے ہمارا دم ہی کیوں نہ نکل جائے مگر آپ جنس دئے بغیر نہیں نکلیں گی۔ للہ بیوی نکلو۔"

چچی اماں مودی خانہ سے نکلتی ہیں اور اپنی قدیم عادت کے بموجب تیوری سکیڑ کر فرماتی ہیں" خیر تو ہے

چچا" خیر ہوتی تو تم کو کیوں بلاتا"

چچی اماں حیرت اور غصے سے منہ تکنے لگتی ہیں۔

چچا جان" تم نے کچھ سنا۔ ہماری موت اب قریب ہے"

چچی اماں" دس سال سے سن رہی ہوں۔ یہ فقرہ اور میاں یوں تو قیامت بھی قریب ہے"

چچا" بیوی میرا جی چاہتا ہے۔ اپنا منہ پیٹ لوں"

چچی اماں " روکتا کون ہے"۔

چچا " یا اللہ تم رانڈ ہو جاؤ۔

چچی اماں" بڑھاپے منہ مہاسے لوگ دیکھیں تماشے اچھی یہ تم کیسی باتیں کرتے ہو جیسے نگوڑے مارے کنجڑے اور بھٹیارے کرتے ہیں"

چچا۔ اچھا صاحب ہم بھٹیارے ہی۔ تو پھر اب جو اس خط کا مضمون سنائے وہ مردود اور کافر"

چچی "کیسا خط کچھ کہو گے بھی یا پہیلیاں بجھواؤ گے"

چچا: "ارے بی وہ حکام نے پنشن ہماری بند کر دی مگر آہا۔ لاحول ولا۔ میں نے کیا تھا تم سے نہیں کہوں گا، کچھ نہیں کچھ نہیں۔ جائیے آپ موری خانے ہی میں جائیے۔"

چچی اماں اپنے رنگ کی ایک عورت ہیں۔ وہ منہ موڑ کر چلنے لگیں۔ چچا نے دیکھا کہ ان کو مات ہو رہی ہے اس لئے بڑبڑا کر بولے۔

"پھر اب کوئی ترکیب بتاتی ہو یا نہیں۔ پنشن تو ہو گئی بند۔ اب گذارا کیسے ہو۔"

چچی اماں نے جاتے جاتے کہہ دیا۔" دکان کھول لو۔ تمہارے ساتھی بھائی اخلاق حسین نے بھی تو پنشن لیتے ہی دوکان کھول لی تھی، سینکڑوں کمائے اور لاکھوں لٹائے۔"

چچا جان نے اس ترکیب پر عمل درآمد کرنے کی ٹھان لی۔ باہر آ گئے۔ سیدھے اپنے مشیر دادا نثار کے ہاں پہنچے،

چچا "کیوں ماموں۔ پھر دکان کھول لوں؟"

دادا۔" کیا برا ہے۔ میاں نفع سے تو جاگیر خریدنا اور ڈنڈی مار کر گھر کا خرچ نکالنا۔ قرض لینے والوں سے آنے کے چھ آنے وصول کرنا۔ اے بیٹا کوئی بنئے قرض لینے والے حساب تھوڑی رکھتے ہیں۔ تم دو چار دن کے وقفے سے چار آنے کی جگہ نو آنے کر دیا کرنا

چچا جان "مگر ماموں دکان کونسی ہو؟"

دادا۔" دکان ہمیشہ نکڑ کی لینی چاہئے۔ اور اگر چوراہا مل جائے تو فتح ہے۔ دیکھو مسجد کی دوکان پر قبضہ کر لو۔"

چچا۔ "مگر وہاں لکھی بنیا دوکان کرتا ہے۔"

دادا۔ "ہاتھ پکڑ کر نکالدو۔ زیادہ ازیں نیست اس کے چھپر میں آج رات دیا سلائی دکھا دو۔ کل آپ سے آپ بھاگ جائے گا۔ یہ نہیں تو یہ سستا سا نسخہ یہ سن لو، کہ متولی مسجد کی مٹھی گرم کر کے بنئے کو ایک دن کا نوٹس دلوا دو، میاں دکان تو بے ایمانی بغیر چلے گی نہیں"

دوسرے دن لکھی بنئے کا چھپر بھی جل گیا اس کو متولی مسجد نے نوٹس بھی دے دیا۔ اور چچا جان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نکال باہر بھی کر دیا۔ تیسرے دن چچا جان نے دکان میں سفیدی کروائی۔ چبوترے لپوایا اور جس جس طرح دادا نثار کہتے گئے کرتے گئے۔ چبوترے پر آنے جانے والوں کے لئے ایک حقہ اور پانی کے دو مٹکے رکھوائے گئے،

لیجئے صاحب دوکان کھل گئی۔ نمک مرچ آٹا دال گڑ شکر۔ پیاز لہسن، تمباکو، بیڑی۔ سگرٹ دیا سلائی کتھا، چھالیا۔ سب الم غلم رکھوا دیا گیا۔

تھلے پر چچا جان ڈاڑھی میں خضاب لگا کر بالوں میں تیل ڈالکر اس شان سے بیٹھے جیسے کوئی عید کی نماز کو تیار رہو۔"

گاہک آنے شروع ہوئے۔ اسی فی صدی تو صرف حقہ پی کر اور نرخ معلوم کر کے چلتے بنے۔ باقی بیس فی صدی قرض سودا لے گئے۔ چچا جان

بہت خوش ہوئے کہ بسم اللہ ہی قرض سے ہوئی۔ اپنے کام میں لگے۔

چچا جان نے اپنے ماموں نثار کے کہنے سے شطرنج بھی اپنے چبوترے پر بچھوا دی۔ لو صاحب کیا شغل تھا ہر وقت دوکان پر بیٹھے رہنے لگے۔
دس بیس محلے والے صبح سے دوپہر تک بیٹھے رہتے اگر کوئی لالہ بھائی شطرنج پر آن بیٹھتے تو ان کی خاطر تیزی سے کی جاتی۔

محلے کے جس قدر نے لوٹ تھے چچا کے مستقل گاہک بن گئے، بچے ایک پیسے کے سودے میں دھیلے کا گڑ مانگ کر لیجانے لگے، اور چچا اس مقولے کے موجب "کھاؤ اور کھلاؤ پیو اور پلاؤ" خوب سالا سر دیتے
یوں تو سارا محلہ خوش تھا مگر سب سے زیادہ خوش ہوا حسین تھیں۔ اگر ہلدی کی گرہ کی ضرورت ہوتی تو بھاگ کر دوکان پر آتی اور ایک کی جگہ چار مانگ کر لیجاتیں۔ چچا جان نفع دکھانے کی خاطر چچی اماں کو بہت بہت سا سودا مفت میں بھجوا دیتے۔

جب تک دوکان میں جنس رہی دوکان خوب چلی۔ اب جبکہ جنس ہی نہ ہو تو دوکان غریب کا کیا قصور چنانچہ اب یہ کیفیت تھی کہ
ایک گاہک "میاں صاحب دو پیسے کی بورا (شکر) دینا۔"

چچا "ارے میاں بورا کا کیا کرو گے، ہمارا کہنا مانو تو لاوڑ کا گڑ لے جاؤ۔ میں حصہ اچھا ہے اور میٹھا بس تو اتنی ہے کہ بس چاٹتے جاؤ اور مزے لیتے جاؤ۔

گاہک "اچھا صاحب پھر لاوڑ کا گڑ ہی دیدو"

چچا "بعضا بعضا گاہک بڑا انسان ہوتا ہے جی اگر تم دوکاندار کی کوئی بات مان لوگے تو یاد رکھو سودا اچھا بھی ہوگا اور سستا بھی" یہ کہتے ہوئے چچا نے گڑ کی ہانڈی میں ہاتھ ڈالا اور اسے خالی پاکر بولے "میاں لاوڑ کا گڑ تو ابھی ابھی ایک گاہک سیر کا لے گیا۔ مگر ہم تم کو اس سے بھی بڑھیا گڑ دینگے جو تو دیسی گڑ کھاؤ گے۔ بادھو دیسی کی نہ پوچھو۔ جی گاندھی جی کا دیسی کھدر اور میرا دیسی گڑ بس ایک سا سمجھنا۔"

گاہک انکار کئے بغیر چلا جاتا ہے۔ دوسرا آتا ہے بیسن مانگتا ہے۔ چچا جان بیسن کی ہانڈی کو خالی پاکر فرماتے ہیں "ارے بابا اس برسات میں بیسن کون کھاتا ہے۔ ہماری مانو تو باجرے کا آٹا لے جاؤ۔ یہ باجرا خاص راجپوتانے کا ہے"

گاہک "مگر جی برسات ہی میں تو بیسنی روٹی کا مزا ہے"

چچا "پھر وہی بچوں والی بات۔ میاں ضد اچھی نہیں۔ ہم نے جو داڑھی سفید کی ہے تو کیا دھوپ میں کی ہے۔ باجرا باجرا ہے اور بیسن بیسن۔ باجرا سپاہیوں کی غذا ہے۔"

گاہک دوسری دوکان سے بیسن لے جاتا ہے۔
بھائی علی حیدر دوکان پر آتے ہیں۔ چچا ایک ڈبہ قینچی سگرٹ کا دوگے؟

چچا "میاں حیدر تم سمجھدار ہو۔ قینچی ولایتی ہے میں کہتا ہوں اپنا دیسی سگرٹ کیوں نہیں پیتے۔"

بھائی حیدر" ہاں ہاں چچا ضرور۔ کوئی بڑھیا دیسی سگرٹ اگر آپ نے بنایا ہو تو ضرور دو"

چچا" ہم کیوں بنولتے۔ تم بیڑی پیو۔ ناگپور کی بنی ہوئی۔ ناگپور کی بیڑیاں اول درجے کی ہیں۔

بھائی حیدر" اول درجہ کی ؟ اور دوم درجہ کی کہاں کی ہیں ؟

چچا - "مدراس کی"

بھائی حیدر - مگر یہ آپ درجے بوڑ کے حساب سے دے رہے ہیں یا لمبان چوڑان کے حساب سے ذرا واضح کیجئے"

چچا" میاں تم بیڑی کی الگ الگ ہے جیسے گورا آدمی کالا آدمی"

آپ گورے کو پسند کرتے ہیں یا کالے کو"

میں کالے کو پسند کرتا ہوں

بھائی حیدر" میں گورے کو۔ اچھا تو پھر اس کا فیصلہ کون کرے۔ لائے ایک پیسہ دیجئے اسے اچھالتے ہیں۔ چت آیا تو میں جیتا اور پٹ آیا تو آپ ہارے"

چچا" پیسہ تو نہیں ہے ایک چونی پرسوں کی پڑی ہے لو اسے اچھال لو"

بھائی حیدر اس زور سے چونی اچھالتے ہیں کہ وہ غریب چھت پر جا پہنچتی ہے۔ اس بحث میں چچا صرف ایک چونی کھوتے ہیں۔ اگلے اتوار سے دوکان میں خالی مٹکے اور خالی تھال تھے۔ دادا نثار نے کہا" اپنی کتاب نکالو اور حساب لگاؤ کتنا قرض ہے اور کتنا نفع ہوا" حساب کیا گیا۔ کثیر رقم قرض کی نکلی مختصر تفصیل اسکی ذیل میں درج کیجاتی ہے

۱ منوا تیلی بیس روپے بیس آنے (دادا نثار کے بعد میں اکیس روپے چار آنے کئے) منوا تیلی کا بیان ہے کہ اس نے صرف دو دفعہ دال ماش ایک ایک لینے کی اور ایک دو دیسی گڑ پیسے کا لیا۔

۲ چھجو مالی - آٹھ روپے گیارہ آنے۔ مدعا علیہ کا بیان ہے کہ اس نے ایک مرتبہ تین آنے کا تیل لیا تھا جس میں دو آنے کی اس نے گاجریں دے دی تھیں۔

۳ شرفو سپاہی سات روپے سوا چھ آنے، سپاہی کا بیان ہے کہ ہم تو دوکان کی رونق بڑھانے کو آتے تھے اور شاید کبھی کبھی بیڑی بھی پی ہو گی، سو وہ خاطر تواضع کی شق میں آنی چاہئے۔

۴ بھائی شریف - تیرہ روپے تین آنہ - بھائی کا بیان ہے کہ میں نے جب سودا لیا نقد لیا۔ شاید ایک بار تمبا کو قرض منگوایا تھا لیکن اس سے زاید تمباکو میں نے واپس کر دیا تھا

۵ چنا قصائی - گیارہ روپے - یہ شخص بالکل منکر ہے

۶ کالو حجام - گیارہ روپے - گذشتہ جمعرات کو انتقال کر گیا۔ لاولد مرا۔

۷ منوا تیلی بیس روپے - تین ہفتے ہوئے ہجرت کر گیا۔ آنے کی امید نہیں۔ ۸ عبد اللہ نمبردار - تیس روپے تین آنے ایک جعلسازی کے مقدمے میں چھ سال کی سزا بھگت رہا ہے۔ ۹ سید حسن پوسٹ مین - ستائیس روپے تبادلہ ہو گیا ضلع ملتان ۱۰ ماسٹر مختار علی مدرس - چالیس روپے - مدرسہ کی بہت سی رقم غبن کر کے روپوش ہو گیا۔

۱۱ و ۱۲ و ۱۳ - اشرف، حسینا اور بلونت مالی - فی کس بیس روپے تحقیق سے معلوم ہوا کہ بہت سے بنیوں کی رقمیں لیکر یہ تینوں بھاگ گئے اور اب پلٹن نمبر ۲۳۶۱ میں بھرتی ہو گئے ہیں۔ یہ پلٹن چین جانیوالی ہے ۱۴ بابو - پانچ روپے - گذشتہ سات سال سے پاگل ہے

کوئل کی پہلی آواز

رات کا پچھلا پہر یہ شبنمی تاروں کا نور
اوس کے باریک قطرے اشکِ چشمِ نازِ حور

چاندنی کا آخری ہلکا سا پرتو نور بار
ہلکی ہلکی سی سفیدی کے نشاں کچھ آشکار

ہر طرف خاموش عالم ہر طرف کامل سکوت
کر رہا ہے طے سکون سے آخری منزل سکوت

سبز پتّے سرنگوں خاموش سر ڈالے ہوئے
عکس میں پیڑوں کے یا دھبے خیالِ قلب کے

نور چھن چھن کر فضائے چرخ سے سمتِ زمین
چپکے چپکے کر رہا ہے بارشِ سیم آفریں

مطلعِ انوار ہے یعنی جبینِ آسمان
کچھ سفیدی کچھ سیاہی بادلوں کا سا سماں

چپکے چپکے وہ شگوفوں کے چٹکنے کی ادا
تھا ابھی غنچہ ابھی کھل کر کٹورا بن گیا

نیم بازی نازنیں پھولوں کی بھیگی سی فضا
رات کا ساکن دھندلکا اوس میں ڈوبا ہوا

سوتے سوتے یعنی ایک دم آنکھ جو میری کھلی
تھی فضا خاموش، ساکت شبِ دلہن کی تھی کلی

چپ نگوں سرِ جامد و خاموش گلہائے گلاب
انکھڑیاں ابیل و بیلے کی محوِ حسنِ خواب

نغمۂ کوئل سے اتنے میں سماعت کھنچ گئی
موسمِ گل میں یہ پہلی بار تھی نغمہ زنی

دل کی ساکت رگ میں حشرِ بیخودی پیدا ہوا
کوک میں کوئل کی قلبِ مرتعش کھنچنے لگا

آہ میں کوئل کی اک تازہ پیامِ غم نصیب
چپکے چپکے آگیا میری سماعت کے قریب

ملگجا سا نور کا تڑکا وہ دھندلی سی فضا
اور وہ کچھ دور پر کوئل کی غم افزا صدا

یاس افزا زندگی کے گیت پھر گانے لگی
آہ پھر اپریل میں کوئل نظر آنے لگی

پھر وہی میں اور وہی کوئل کی غمگین داستاں
قلبِ شاعر کے لئے یارب ہیں کتنی سختیاں

رات کے پچھلے پہر میں اے جمالِ غم نشیں
پھر وہی میں اور وہی میرے خیالاتِ حزیں

بلقیس جمال بریلوی

اِدہر دُعا مانگی اُدہر قبول ہوئی

(سید نصیر الدین حیدر رضوی سب ڈیٹر اسلامیکالج میگزین کلکتہ)

نواب غلام حسین خاں صاحب۔ سیر المتاخرین اپنی مشہور فارسی تاریخ میں میرن پسر میر جعفر صوبہ دار بنگالہ کی موت کے متعلق ایک عجیب واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ چونکہ واقعہ بہت ہی عبرتناک ہے لہذا عصمتی بہنوں کے لئے ذیل میں مختصراً لکھتا ہوں۔

سراج الدولہ کو پلاسی کی جنگ میں میر جعفر کی دہوکہ بازی کی بدولت شکست فاش ہوئی اور اس طرح پر بنگالہ کی صوبہ داری علی وردی خان کے خاندان میں منتقل ہو گئی۔ میر جعفر کے بیٹے میرن نے علی وردی خاں کے متعلقین واعزا کو طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کر دی اور سراج الدولہ جو علی وردی خاں کا نواسہ تہا کے قتل ہو جانے کے بعد تمام متعلقین میر جعفر نان شبینہ کے لے محتاج ہو گئے۔ مقررہ صوبہ دار کی طرف سے کل انتظام یا تو کمپنی کے ملازمین کرتے تھے۔ یا میرن کرتا تھا۔ میرن فطرتاً نہایت ہی ظالم واقع ہوا تھا۔ باپ کے برسراقتدار ہونے کے ساتھ ہی اس نے کل ایسے لوگوں کے قتل کی فہرست تیار کی جنپر اُسے آئندہ فتنہ انگیزی کا شبہ تھا

علی وردی خان اور سراج الدولہ کے نہ محض مرد اعزا کو قتل کیا بلکہ ان اعزا کو بھی جن کا تعلق صنف نازک سے تھا قتل کرانا شروع کیا۔ جس زمانہ کا واقعہ لکھ رہا ہوں اس زمانہ میں سراج الدولہ کے عزیزوں میں سے دو عورتیں جو ممتاز درجہ رکھتی تھیں۔ میرن کے قتل سے بچی ہوئی تھیں۔ اور ان کا وجود میرن کی آنکھوں میں بری طرح کھٹک رہا تھا۔ ان دو عورتوں میں سے ایک تو خود سراج الدولہ کی والدہ آمنہ بیگم تھیں۔ اور دوسری سراج الدولہ کی خالہ گھسیٹی بیگم نوازش محمد خاں کی زوجہ تھیں۔ سراج الدولہ کے قتل کے بعد نئے صوبہ دار نے ان عورتوں کو ڈہاکہ کے حاکم جسارت خاں کے ذمہ لگایا تھا۔ جسارت خاں سے جہاں تک بھی ممکن ہوتا تھا ان بیگموں کے آرام کا خیال رکھتا تھا۔

سراج الدولہ اور ان کے دیگر اعزا کو مرے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تہا کہ میرن ان دو بیگموں کے قتل کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس نے جسارت خاں کو لکھا کہ کسی طرح انہیں بھی قتل کر دینا چاہیئے۔ جسارت خاں حاکم ڈہاکہ نے میرن کو جواب دیا کہ مجھ سے یہ ظلم نہ ہو سکے گا۔ بہتر یہ ہے کہ کسی دوسرے حاکم کو روانہ کیا جائے جو مجھ سے اس مقام کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیکر مجھ کو اس بار سے سبکدوش کرے

جب میرن کو جسارت خاں کا یہ پیام ملا تو اس نے اپنے ایک نوکر کو ڈھاکہ روانہ کیا، تاکہ ان لوگوں کو وہاں سے مرشد آباد کے بہانہ سے لے آئے اور راستہ میں جو دریا پڑتا ہے اس میں غرق کر دے اور یہ مشہور کر دے کہ کشتی کے ڈوب جانے سے ان کی ناگہانی موت واقع ہو گئی۔

بہرحال نوکر ڈھاکہ پہنچا۔ اور ان عورتوں کو لیکر روانہ ہوا۔ راستہ میں جب سب لوگ کشتی پر سوار ہو چکے تو نوکر نے میرن کے حکم کا اعلان کیا اور اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔

گھسیٹی بیگم تو یہ سنکر اپنی بیکسی و مظلومی پر زار زار رونے لگی لیکن آمنہ بیگم کے صبر کی داد دینی چاہیئے۔ پیغام بڑے ہی استقلال سے سنا بہن کو مخاطب کرکے کہنے لگیں۔ بہن گھبرانی اور رونی کیوں ہو ہمیں ایک دن مرنا ضرور تھا۔ پھر سمجھو کہ وہی دن آج ہے۔ یہ کہہ کر کچھ دیر خاموش رہیں اور پھر بولیں ہم لوگ گنہگار ہیں۔ ہمیں اپنے خداوند کریم کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ ایک سبب آج ایسا پیدا ہو گیا کہ ہم اپنے گناہوں سے نجات پا جائیں اور تمام گناہ کا بوجھ میرن کی گردن پر ڈالے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر آمنہ بیگم اور گھسیٹی بیگم نے طہارت کی۔ سفید لباس پہنا۔ اور خاک شفا پیشانی پر مل کر نوکر کو تعمیل حکم کی اجازت دی۔ صاحب سیر المتاخرین لکھتے ہیں کہ غرق ہونے سے چند ساعت قبل ان دو بیگناہ عورتوں نے یہ دعا مانگی تھی۔

"اے میرے رب ہم لوگ تیرے گنہگار ہیں لیکن ہم نے میرن کا کوئی قصور نہ کیا تھا۔ ہم پر اس نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں اور اب ہمیں غرق دریا کرا رہا ہے، اپنے غضب کی کڑکتی بجلی گرا کر میرن سے ہمارے خون ناحق کا بدلہ لے۔"

یہ بددعا کر چکنے کے بعد دونوں بیگمیں تو غرق آب ہو گئیں مگر اس بددعا کا سریع الاثر ہونا ملاحظہ کیجئے جس رات یعنی یکم ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ کو یہ بے گناہ غرق آب کئے گئے تو اسی شب کو میرن ایک دشمن خادم حسین کا پیچھا کرتا ہوا "حاجی پور" کے قریب پہونچا دشمن دریائے گنڈک پار کر چکا تھا۔ میرن کو مجبوراً دریا پر رک جانا پڑا۔ خیمے نصب کر دیئے گئے۔ ناگہاں بڑے زور و شور کی بارش ہونے لگی۔ بارش بڑھتی گئی۔ میرن ایک غیر محفوظ خیمہ سے دوسرے محفوظ خیمہ میں جا کر دس بجے شب کو بستر پر لیٹا۔ نوکر پاؤں دبا رہا تھا کہ بڑے زور سے بجلی کڑکی اور خیمہ پر آ کر گری۔ نوکر اور میرن دونوں لقمہ اجل ہو گئے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب میرن کی لاش کو دیکھا تو اس کی گردن اور تمام جسم میں بجلی گرنے کے باعث سوراخ ہو گئے تھے۔ سچ ہے۔ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

تم اور میں

آسمان پر سردیوں کا آفتاب چمکتا دمکتا کتنا خوبصورت کتنا دلربا نظر آتا تھا۔ انسان حیوان، شجر و حجر برگ گل بلکہ تمام زمینی کائنات اپنے جسموں کو تابش خورشید سے گرما رہی تھی، حرارت خون زندگی میں ایک نئی تازہ شگفتگی پیدا کر رہی تھی مگر میں اس حالت میں بھی سرد پژمردہ نڈھال تھی میری دنیا میں کوئی تازگی نہ تھی کسی آفتاب کی درخشانی نہ تھی۔ کیونکہ تم — میری ماں — میری زندگی کا بیش بہا آفتاب — اپنی دلکش رنگین کرنوں سمیت مجھ سے دور بہت دور تھیں۔ اُف میں تمہاری درخشانیوں سے محروم تھی۔

ہلال اسلامی شان و شوکت رفتہ کو یاد دلاتا ہوا آنکھوں میں حسرت انگیز نور پیدا کر رہا تھا۔ ہلال کا دلآویز منظر بڑھتے بڑھتے نہایت دلربا بے حد دلکش بے انتہا پر لطف چودھویں کے گول خوابصورت حسین مہتاب میں تبدیل ہو کر زرافشانی کر رہا تھا۔

بچے کھیل رہے تھے بڈھے مسکرا رہے تھے، نوجوان ہشاش بشاش تھے

مگر میں، اُف میں، تم سے جدا۔ میری پیاری اماں تم سے۔ تم سے دور پڑی۔ اس خوشی سے محروم تھی۔ تم — میری زندگی کی وجہ سرور، باعث تسکین۔ میری زندگی کی زرافشانی مجھ سے کوسوں دور میں مایوس مجبور کی طرح بےچین مضطرب بیتاب، تمہاری پیاری یاد میں محو۔ دنیا کی اس مسرت بھری شب کو کانٹوں پر گذار رہی تھی،

رمضان کا مبارک مہینہ خدا کی رحمت برساتا گذر رہا تھا۔ نیک بندے معبود حقیقی کے احکام کی تعمیل کر رہے تھے اور اپنے پیدا کرنے والے کی رحمت کے امیدوار تھے۔ مگر سب سے شادا ں و فرحاں میں تھی۔ کیونکہ مبارک مہینے میں رب العلا کی سب سے بڑی رحمت مجھ پہ نازل ہو رہی تھی،

تم — میری پیاری ماں میری جان میری زندگی میری آرزوؤں تمناؤں کا مقدس تصور میری وجدانی لا انتہا الفتوں کا مخزن۔ تم میرے پاس آ رہی تھیں۔

ریل کی سیٹی روز کتنی دہشتناک ہوتی تھی۔ اسکی آواز دل و دماغ کو پریشان کرتی لیکن آج کتنی شیریں کتنی دلآویز اور کتنی سریلی خوش آواز تھی۔ کیونکہ میری مرکز محبت۔ تمہاری آمد کی شیریں اطلاع تھی۔ میری پیاری ماں اب تمہاری الفت بھری آغوش، دست شفقت میرے لئے ہفت اقلیم کے تخت و تاج سے کم نہوگا، آرام کرسی پر سفید سادہ لباس یعنی سنہری چشمہ لگائے تم ایک شفیق معلم خوش فکر فلسفی، زمانہ شناس مدبرہ تم ہی زندگی کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے میں مدد دیتی ہو ایسا معلوم ہوتا ہے خالق کائنات نے اپنی تمام مجسم خوبیوں کے اظہار کیلئے تمہاری ذات کا انتخاب کر لیا ہے، تو پھر میری اماں،

کیا پڑھیں

ڈاکٹر اعظم کریوی سابق اڈیٹر الکبیر

کیا پڑھیں ، یہ بڑا مشکل سوال ہے۔ بہت دنوں سے ہر ملک یہ سوال حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں ویڈرک ہیرسن نے "چوائس آف بکس" (Choice of Books) کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی ، یہ کتاب پڑھنے کے لائق ہے ۔ اس میں اچھی کتابیں انتخاب کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے لیکن وہ بھی اس سوال کا جواب نہیں دے سکا کہ کیا پڑھنا چاہیے ، وقت کم اور کتابیں زیادہ ۔ وقت گزرتا جاتا ہے کتابیں بڑھتی جاتی ہیں اور عمر ختم ہو جاتی ہے ۔ پہلے کتابیں کم تھیں اور ریل و موٹر نہ ہونے کی وجہ سے کتابیں ایک مقام سے دوسرے مقام تک مشکل سے پہنچ پاتی تھیں اس زمانہ میں حافظ قرآن زیادہ ہوتے تھے ، علم کا مخزن دماغ تھا لیکن اب کتابیں ہیں جب تک سامنے کھلی رہیں تب تک تو عالم و فاضل اس کے بعد صفاچٹ میدان ساری تواریخ پڑھ جانے پر بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ شاہجہاں ظالم تھا کہ عالمگیر ۔ آج کل کتابیں وقت کاٹنے یا نیند بلانے کے لئے پڑھی جاتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دماغ کاہل ہو جاتا ہے ۔ دماغی کام سے الجھن ہونے لگتی ہے

رسکن کا قول ہے اگر مجھے سمجھنا چاہتے ہو تو اٹھ بیٹھو میں تم کو سمجھانے کے لئے نہیں جھکونگا۔

کسی عقلمند کا قول ہے کہ یہ جاننے سے پہلے کہ ہمیں کیا پڑھنا چاہئے ۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ ہمیں کیا نہیں پڑھنا چاہئے ۔ یہ کتنی افسوسناک حقیقت ہے کہ جن کو ہم کتابیں کہہ سکتے ہیں اب وہ کمیاب ہوتی جاتی ہیں اور ان کی جگہ مخرب اخلاق باتصویر کتابیں بازاروں میں ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہیں اگر کسی مضمون یا کتاب میں ایک بھی لفظ ایسا آجائے جس کی خبر گورنمنٹ کو نہ ہو تو فوراً ہی مصنف ، مرتب و پبلشر وغیرہ پر آفت آجاتی ہے خاص کر ان کتابوں پر جو آزادی کا راگ سناتی ہیں پریس ایکٹ کی ہمیشہ مہربانی رہتی ہے قدیم مشاہیر شعرا کے دواوین کو اب بہت کم لوگ پڑھتے ہیں اب تو ہم ان کتابوں پر فریفتہ ہیں جو شاعری سے کوسوں دور ہیں اب جبکہ کھانے کے لئے روکھا سوکھا بھی مشکل سے ملتا ہے اور یہ خیال کانٹے کی طرح دل میں چبھ رہا ہے کہ آنکھوں کے بند ہوتے ہی لڑکے کیا کھائیں گے اور کفن کے واسطے پیسے کہاں سے آئیں گے ایسی حالت میں یہ بھی حقیقت ہے کہ قدیم شعرا کے دواوین ہمارے کام نہ آئیں گے تو پھر وہی سوال آجاتا ہے کہ کیا پڑھیں ۔ غالباً آپ اس کا جواب یہ دیں کہ کچھ بھی نہ پڑھنا چاہئے لیکن اس سے تسلی نہیں ہو سکتی " بیکن " نے کہا ہے کچھ کتابیں چکھنے کے لئے کچھ نگل جانے کے لئے ۔ اور کچھ چبانے کے لئے ہوتی ہیں ۔ ڈاکٹر راش بہاری گھوش کہا کرتے تھے کہ حقیقت میں

پڑھنے والی کتاب کو بچاس مرتبہ سے کم پڑھنا اس کتاب کی ہتک کرنا ہے۔ سچ ہے جس کتاب کی حقیقت اور مطلب سمجھنے میں دماغ کو کچھ کرنا نہ پڑے تو اس کاغذ کے دام سے بھی مہنگی ہے جس پر وہ لکھی گئی ہے۔

معلوم نہیں کہ ہم تواریخ اور مذہبی کتابیں پڑھنے سے کیوں گھبراتے ہیں اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر ہم سے کسی بڑی کتاب پر رائے پوچھی جائے تو ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر یا کسی مسلمان بادشاہ پر کوئی بددیانت متعصب مضمون نگار کوئی الزام لگائے تو ہم سطحی لیاقت رکھنے کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے ہم اپنے علما کے محتاج ہوتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہدیا ہم نے مان لیا ہم وہی گاتے پھرتے ہیں جو ہمیں اسکولوں اور کالجوں میں پڑھایا گیا ہے۔ کہ" اورنگ زیب ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا، لیکن ہم سے خود کبھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ یہ الزام جھوٹا ہے یا سچا۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی اور ڈاکٹر سر اقبال کی شاعری کے متعلق ملکی اور غیر ملکی علما کی کیا رائے ہے لیکن خود ہماری کیا رائے ہے اس سے ہم ناواقف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے کلام کو صرف دلچسپی کے لئے پڑھا ہے اور پڑھتے ہیں۔ ہمیں رائے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے اس پر اگر ہمارے نوجوان جیسا کہ عموماً بگڑ کر کہدیتے ہیں کہ کیا ناول نہ پڑھیں لیکن میں تو انہیں ناول پڑھنے سے منع نہیں کرتا وہ ضرور پڑھیں لیکن اس کے ساتھ ہی مذہبی تاریخی۔ اخلاقی اور معاشرتی کتابوں کی بھی ورق گردانی کر لیا کریں۔ اب یہ سوال بجا ہے کہ عورتوں کو کیا پڑھنا اور لکھنا چاہیئے۔ اس کا جواب ہندوستان کے مشہور نسوانی رسائل عصمت، تہذیب نسواں، سہیلی، ہجولی وغیرہ برابر دے رہے ہیں کبھی فرصت ہوئی تو میں بھی اس موضوع پر اپنی رائے ظاہر کروں گا فی الحال تو میں اتنا ہی کہنے پر اکتفا کروں گا کہ وہی لکھو اور پڑھو جس سے تمہاری آل داولاد سبق حاصل کریں کیونکہ ماؤں ہی کی اچھی تعلیم و تربیت ان کے بچوں پر اثر انداز ہوتی ہے صرف اسی خیال کو پیش نظر رکھکر اگر ہماری مائیں اور بہنیں کتابوں کا انتخاب کریں تو ہمارے ملک و قوم کا بہت فائدہ ہو۔

عصمت کی خصوصیات

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے بیمثل مضامین اور بے نظیر افسانے ہندوستان بھر کے تمام پرچوں میں صرف عصمت ہی کو قریب قریب ہر ماہ شائع کرنے کا فخر حاصل ہے!۔

ملک کی بہترین لکھنے والی خواتین عصمت کی مخصوص مضمون نگار ہیں! عصمت مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۴۰۰ — ۵۰۰ روپے کے انعامات تقسیم کرتا ہے!،

ہندوستان کا کوئی زنانہ پرچہ مضامین کا اس قدر معاوضہ نہیں دیتا جتنا رسالہ عصمت!

دانت

دانتوں کی خوبصورتی چہرے کی زیبائش میں شامل ہے جسم کی صحت اور عام تندرستی کے لئے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی از حد ضروری ہے۔ چونکہ ہر قسم کی خوراک غذا میں پھل میوہ جات دانتوں سے چبائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سخت چیزیں پس کر معدے میں پہنچتی ہیں۔ اسلئے اگر دانت مضبوط نہ ہوں تو چبا کا نہیں کر سکتے۔ اور غذاؤں کے سخت اور بڑے بڑے ٹکڑے معدے میں چلے جاتے ہیں جس سے خوراک کی نالی کی نازک تہیوں اور معدے کی نرم جھلی کو نقصان پہنچتا ہے اور معدہ اس قسم کی سخت چیزوں کو ہضم کرنے کی کوشش کرتے کرتے بیکار ہو جاتا ہے اس کے علاوہ دانت کی بیماریاں جو دانتوں کو صاف نہ رکھنے کے باعث پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ منہ میں بدبو پیدا ہونا اسکی وجہ سے مسوڑوں کا گل جانا اور اکثر اوقات ان کی جڑوں میں پیپ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ پیپ آہستہ آہستہ منہ کے لعاب کے ساتھ گلے میں رہتا ہے جس سے گلے اور پھیپھڑے اور معدے کی اکثر بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دانت زیادہ تر بہت گرم یا بہت سرد اشیا کے استعمال سے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ بہت زیادہ نرم چیزیں کھانے یا ایسی خوراک استعمال کرنے سے بھی جو با سانی نگلی جا سکتی ہو دانت اپنی قدرتی مضبوطی کھو دیتے ہیں کیونکہ فطرت ایسے اعضا کو اچھی حالت میں نہیں رکھتی جن کا استعمال نہ کیا جائے۔ مٹھاس دانتوں کے لئے بھی ویسی ہی مضر ہے جیسی معدہ کے لئے۔ خصوصاً اگر مٹھاس کھا کر دانت صاف نہ کئے جائیں تو ان میں تیزابی مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو دانتوں کے روغن کے لئے سخت مضر ہے، تمباکو پان اور گوشت کا زیادہ استعمال بھی دانتوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ حقیقت میں دانتوں کی مضبوطی دانتوں کی صفائی پر ہی منحصر ہے۔ وہ یہ کہ صبح اٹھکر کیکر یا نیم کی مسواک سے اور کھانے کے بعد کم از کم دو وقت نرم برش سے دانتوں کو صاف کر لینا صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔

ہاجرہ خاتون منو

نغمۂ محبت

میرے پھول، میرے بچے،
جب تو پہلی دفعہ مسکرایا تو میری آنکھوں میں ہزاروں ستارے چمکنے لگے میں ابھی یہ وہی روشنی ہے، جس کو موسیٰؑ نے کوہ طور پر دیکھا۔

(۰)

میرے یوسف تو حسین ہی نہیں ہے بلکہ میرے لئے ایک حیرت ہے، یہ کٹورا سی آنکھیں پھول سے رخسار بکھرے ہوئے بال! آنکھوں کی خواہش ہے۔ تو ان میں آجائے اور دل کی تمنا ہے تو اس میں سما جائے! تیری آغوں کی صدا سب راگوں سے رسیلی!

(۰)

میرے چاند! تیری معصوم ادا میں ایک لوچ ہے، جو میرا دل لبھا رہا ہے۔ میں نے ایک پوشیدہ راز کو پالیا ہے۔ ماں بننے کے جذبے میں کس درجہ مسرت ہے، بے لوث محبت اور سچی راحت جو تیرے ساتھ وابستہ!

(۰)

اے میری زندگی کے آفتاب۔ میری قسمت کے ستارے۔ معلوم نہیں کب سے تیری اور میری اس محبت کا رشتہ قائم ہے اور کس جادو دانی دنیا میں یہ ہمیں لے جا رہا ہے۔

الیس بی طاہرہ

مہربانی فرما کر تبدیلی پتہ کی ہمیں فوراً اطلاع کر دیجئے۔ مینجر

آج

چہرہ مہر جہاں تاب ہوا ضو افگن
اب بھی کیا تو نہیں بدلیگا؟ تغافل کے چلن
آج کے واسطے آیا ہے ازل سے یہ دن
شام کے بعد ہے پھر اسکا ابد میں مسکن
عہد ماضی پہ نظر ڈال" جنہوں سے اکثر
یوم پیوستہ یہ موجود کا چھوٹا دامن
کھو چکے اس کو تو پھر ڈھونڈھ کے حاصل نہوا
پھر کہاں طور پہ وہ جلوۂ برق ایمن

آدمی پھر قطع نظر اس سے مصیبت یاور
ذیل کے شعر میں ہے جسکی دلیل روشن
بن کے کل آئیگا خود حامل تازہ افکار
آج وہ بار جو من بھر ہے بے گا دو من
ختم ہوگا نہ کبھی سلسلہ افزائش
جمع ہو جائے گا اندوہ والم کا خرمن
تجھ سے! انجام یہ ہوگا " کہ نہو گا کچھ بھی
کام لے عقل سے اے فہم و خرد کے دشمن
"پند دلکش ہے" نہیں فرصت ہستی کچھ بھی
قول صادق ہے کہ امروز بہ فردا ممکن!

(ٹی کارلائل) مترجمہ

شاد عارفی رامپوری

براہ کرم خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر ضرور لکھئے۔ مینجر

خیرات کے طریقے

"مائی تیرا بیٹا جیئے دے خدا کی راہ پر"

ثریا نے ماما سے کہا "دیکھو باہر فقیر بول رہا ہے۔ یہ پیسے بیجا کر دیدو۔

تھوڑی دیر بعد ایک اور فقیر آیا "کوئی ہے اللہ کا پیارا خدا کا دوست جو دیگا اس کا نفع اللہ سے پائے گا"

ثریا نے جھنجھلا کر کہا: رمضان کیا آیا فقیروں کی منہ بولی مراد آگئی۔ صبح سے شام تک فقیروں کا تانتا لگا رہتا ہے ماما تم جا کر پہرے والوں سے کہو یہ فقیر کیوں چلائے جاتے ہیں۔ نہ نماز پڑھی جا سکتی ہے نہ قرآن پڑھ سکتی ہوں آخر آدمی کب تک خیرات دیتا۔ سب سے کہو جمعرات کے دن آیا کریں"

ماما۔ بیگم صاحبہ پہرے والے کہتے ہیں کہ اگر آپ کا حکم ہو تو ہم فقیروں کو دروازہ پر بھی نہ آنے دیں

ثریا۔ فقیروں کو بیخ دینا بھی برا ہے اس لئے میں روکنا بھی نہیں چاہتی۔

حسینہ جب بیخ دینا برا جانتی ہو اور پیسے دے دے کر ان کی ہمت بڑھاتی ہو، پھر ان کی صدا سنکر پریشان ہونے کی کیا ضرورت؟ بہتے کٹے موٹے تازے فقیر آ آ کر چلایا کرتے ہیں۔ ورآپ بے دریغ دیا کرتی ہیں۔ یہ قصور ان کا نہیں ہمارا ہے۔ ہم اگر پیسے دینے چھوڑ دیں تو وہ بھیک مانگنا چھوڑ دینگے

ثریا۔ کیا کروں دل بھی نہیں مانتا کہ ان لوگوں کو اپنے گھر سے خالی پھیر دوں"۔

حسینہ" میں تو کبھی ایسی خیرات کو خیرات نہیں سمجھتی۔ نہ اس سے ثواب حاصل ہو سکتا ہے"۔

ثریا۔ پھر آپ کس طرح خیرات کرتی ہیں:

حسینہ اگر آپ بھی اس طرح خیرات کرنا چاہیں تو میں آپ کو بتا سکتی ہوں ورنہ ناحق میں بک بک کر اپنا دماغ کیوں خراب کروں:

ثریا اگر مجھے آپ کا طریقہ پسند آیا تو میں بھی وہی اختیار کرونگی خدارا آپ کہئے"

حسینہ میں نے تو نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ایک مرتبہ میں سخت علیل ہوئی میری والدہ صاحبہ نے بکرا منگانے کو روپے دیئے۔ میں نے اماجان سے کہا بکرا آپ مت منگائیے۔ بکرا منگا کر ذبح کر کے فقرا کو تقسیم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آپ اس روپے کے کپڑے منگائے اور میرے ہاں ایک غریب معذور آدمی رہا کرتا ہے اسکے بہت سے بچے ہیں اور وہ سردی میں اکڑتا ہے اس کو کپڑے بنا کر دیدیجئے۔

اماجان کو میری رائے پسند آئی۔ ایک جوڑا کپڑوں کا تیار کر کے اس غریب کو دیدیا گیا، جب وہ پہنکر میرے

سامنے آیا تو میرا دل بہت خوش ہوا۔ اور دل میں خیال آیا کہ حقیقی خیرات یہی ہے کی اور اس غریب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دونو ہاتھ اٹھا کر مجھے دعا دے رہا تھا اس کا تمام جسم خوشی سے کانپ رہا تھا۔ ۱۳ صفر کو ہر سال ہمارے ہاں بہت خیرات ہوتی ہے۔ اناج اور روپیے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ میں نے اس سال یہ کیا کہ ہمارے محلہ میں غریب لڑکوں کا سکول ہے۔ اسکول کے بچوں کو بلاکر دریافت کیا کہ تمکو کس چیز کی ضرورت ہے۔ غریب بچوں نے کہا ہم کو فٹ بال منگا دیجئے۔ میں نے ایک فٹ بال بہت اچھی منگا کر ۱۳ صفر کو ان لوگوں کو دیا اور کتابوں کے علاوہ کاغذ اور پنسل کے لئے بھی پیسے دئے۔ کوئی چالیس بچوں کا دل خوش ہوا غریب بچے کہاں سے فٹ بال خرید سکتے تھے۔

ثریا۔ کپڑے وغیرہ تو ہم بھی غریب بچوں کو دیا کرتے ہیں لیکن یہ طریقہ بہت اچھا ہے کہ بکرے کی بجائے کسی غریب کا دل خوش کیا جائے۔ ہم لوگ تو بکرا بھی صدقہ کرتے ہیں اور کپڑے بھی خیرات کرتے ہیں۔ البتہ سکول کے بچوں کو بلاکر میں نے کبھی کوئی چیز نہیں دی۔ یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔

حسینہ۔ میں یہ کب کہتی ہوں کہ خیرات کوئی کرتا نہیں ہے، مجھ سے زیادہ روپیہ آپ خیرات میں دیا کرتی ہیں لیکن خیرات کا جو طریقہ میرا ہے وہ بتا رہی ہوں۔ جب میں سفر کو جایا کرتی ہوں تو ریل میں سوار ہونے سے قبل کچھ نہ کچھ خیرات ضرور کرتی ہوں۔ بعض وقت مجھے بہت مشکل کا سامنا ہوتا ہے کہ کوئی غریب اس وقت موجود نہیں رہتا۔ جب میں امریکہ گئی تھی وہاں سے جب ہم اپنے وطن واپس ہو رہے تھے تو خیرات دینے کا خیال آیا۔ سردی کا موسم تھا مجھے خیال ہوا اگر کپڑے کسی غریب کو دیدوں تو بہت اچھا ہے۔ میرے کپڑے تو کسی کے کام نہ آئیں گے۔ اس لئے میں نے اپنے صاحب سے ایک سوٹ لیا اور ادرادپر رکھ لیا کہ جو غریب ملیگا اس کو دیدوں گی۔ پھر ہوٹل سے نکلکر جب اسٹیشن پر پہونچے ایک آدمی اخبار فروخت کر رہا تھا اس کو میں نے وہ سوٹ دیدیا، وہ حیران ہوگیا کہ یہ بغیر مانگے مجھے کیوں مل رہا ہے۔ مجھے اخبار دینے آیا، میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

ایک مرتبہ ہماری ریل ہندوستان کے اسٹیشن سے گذر رہی تھی۔ اسٹیشن سے ریل آہستہ آہستہ چلتی ہے میں نے دیکھا کہ ایک غریب عورت نہایت پھٹے ہوئے کپڑے پہنے، ایک طرف بیٹھی ہے۔ میں نے کیا کام کیا۔ اپنے بچھونے سے چادر کھینچ کر اس کی طرف زور سے پھینک دی۔ اس نے جلد اٹھالی۔ میرا دل بہت خوش ہوا کہ جلدی سے مجھے چادر دینی یاد آگئی۔

سعیدہ (ثریا سے) حسینہ بی بی نے دعا دینے کا نیا طریقہ مجھے بتایا تھا اب آپ کو خیرات کا طریقہ بتا رہی ہیں

حسینہ۔ نیا کیا ہانا کیا ہر شخص اسی طرح دیا کیا کرتا ہے۔ لیکن میں اپنا خیال ظاہر کر رہی ہوں۔ میں یہ تو

نہیں کہتی کہ آپ سب بھی اس طرح کیا کریں۔ ہر شخص کی خوشی ہر شخص کا اختیار۔

سعیدہ۔ آپ رمضان میں خیرات کس طرح سے کیا کرتی ہیں!

حسینہ۔ کیا میں بڑی حاتم داتا ہوں یا میرے ہاں قارون کا خزانہ ہے جو میں خیرات کرتی جاؤں۔ خیرات کرنا تو آسان ہے لیکن میری دعا یہ ہے کہ میری خیرات سے کسی ایک کا دل خوش ہو۔ بس وہی اصل خیرات ہے۔ سنو ایک واقعہ کہتی ہوں جب میں نیلگری گئی تھی تو چند ماہ وہاں ٹھیری۔ رمضان کا مہینہ وہیں گذرا۔ نیلگری میں ایک سیٹھ صاحب بہت بڑے کروڑپتی تھے۔ ان کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں۔ عیسیٰ سیٹھ یا موسیٰ سیٹھ کچھ ایسا ہی نام تھا وہ ہر سال رمضان میں ایک لاکھ روپیہ خیرات کرتے ہیں فی آدمی ایک کمبل ایک لنگی عورتوں کو ایک ایک ساڑی ایک چادر یہ تقسیم ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ میرے کئی نوکروں نے بھی جاکر کپڑے لے آئے۔ اور مجھے بعد میں خبر ہوئی۔ ان کی خیرات کی وجہ سے نیلگری میں گاؤں گاؤں سے لوگ آن کر جمع ہوگئے تھے۔ مارچ کا مہینہ تھا سردی بہت شدت کی شروع ہوگئی تھی۔ یہ بیچارے غریب آدمی گاؤں سے آن کر درختوں کے نیچے آگ روشن کرکے سردی کی تکلیف سے بچنا چاہتے تھے۔ بہت سے سردی سے بیمار ہوکر مرگئے۔ اور کالرا شروع ہوگیا۔ کیونکہ یہ لوگ خدا جانے کہاں کہاں سے آئے تھے اور اپنے ساتھ کالرا بھی لئے ہوئے۔ خیرات ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - رمضان تک برابر ہوتی رہی اور غریب آدمی خیرات حاصل کرنے ۲۰ رمضان سے آنے شروع ہوئے۔ آخر نیلگری کے مجسٹریٹ نے سیٹھ صاحب کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ خیرات جلد تقسیم کرکے سب کو رخصت کردیجئے۔ یہاں کی ہوا خراب ہورہی ہے۔

سیٹھ صاحب کی خیرات میں نے آنکھوں سے دیکھی ہے۔ ہمارے مکان کے قریب ان کا مکان تھا۔ مجھے اس قدر افسوس ہورہا تھا کہ جس کا بیان نہیں کرسکتی۔ کاش ایک لاکھ روپیہ لگا کر کوئی یتیم خانہ کھولتے یا غریب لوگوں کو صنعت و حرفت سکھانے کا مدرسہ۔ تاکہ غریب بچے تعلیم پاکر اپنی روزی پیدا کرنے کے قابل بنجاتے۔ ہر سال ایک لاکھ روپیہ یہ شخص خیرات کرتا ہے۔ اسی سے خیال کرو کہ اب تک کتنے لاکھ روپیہ اس نے خیرات کردیئے۔ افسوس مسلمانوں کی حالت پر ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ خیرات مت کرو۔ ضرور کرنی چاہئے۔ ورنہ غریبوں کی کس طرح پرورش ہوں۔ مگر اس طرح پر نہیں۔

سعیدہ۔ بات تو معقول ہے۔ شاید ہر سال سیٹھ صاحب اپنے روپے کی زکوۃ نکالتے ہونگے

حسینہ۔ زکوۃ نکالیں یا جو کچھ بھی کریں اس طرح دینے سے تو بیچاروں کو اور تکلیف میں ڈالنا ہے نیلگری سرد مقام ہے گرمی کے مہینہ میں بھی وہاں سردی ہوتی ہے بیچارے غریب پیدل کے راستہ سے دور دور سے چلے آتے ہیں۔ ریل کے کرایہ تک دینے کو انکے پاس ایک پیسہ نہیں ہوتا۔

میں نے تو نذر و نیاز میں بھی ترمیم کر دی ہے۔ میرے ہاں جس نیاز میں دو سو تین سو روپے خرچ ہوا کرتے تھے۔ اب بجائے تین سو کے پچیس خرچ کرتی ہوں، البقیہ رقم کسی یتیم خانہ میں بھجوا دیتی ہوں۔ کسی سال کسی غریب کی شادی میں صرف کر دیتی ہوں کبھی کسی چندہ میں وہ رقم دیدیا کرتی ہوں۔ نیاز میں خرچ کر کے فاتحہ دلوا دیتی ہوں۔ مگر نذر و نیاز تو میں ضرور کرتی ہوں، صرف پیر و پیغمبر ہی کی نہیں بلکہ اپنے بزرگوں کی برسی وغیرہ ہر سال برابر ہوتی ہے۔ میرے خیال میں زیادہ روپے نذر و نیاز میں خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ کسی یتیم خانہ میں وہ رقم بھجوا دیا جائے،

ثریا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ رمضان میں کس طرح خیرات کیجائے

حسینہ کھانا پکوا کر فاتحہ اپنے بزرگوں کے نام پر دلوا کر کسی مدرسہ میں ایک روز بھجوا دو، ایک روز کھانا اور افطار تیار کر کے یتیم خانہ میں بھجوا دو، ایک روز افطاری وغیرہ مسجد میں بھجوا دو۔ اسی طرح کپڑے بھی منگا کر یتیم بچوں کو، معذوروں کو اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دو۔

عید کے لئے جب اپنے بچوں کے کپڑے بناؤ تو ایک جوڑا کسی غریب کے بچے کو بھی بنا دو، قرآن منگا کر مسجدوں میں بھجوا دو" اتنے میں ایک اور فقیر کی صدا آئی "غوث اعظم کی کرامت کا بیاں سن لے بشر؛ ہے دونوں جہاں میں وہ نشر: ان لوگوں کے اشعار بھی عجیب ہوتے ہیں جو دل میں آیا کہے جاتے ہیں:

حسینہ: حیدرآباد میں تو گداگری کی روک تھام پر قانون تیار ہو گیا ہے۔ چند روز میں شاید اس پر عملدرآمد شروع ہو جائیگا۔ یہ فقیر پیسے لیکر افیون وغیرہ کا نشہ کرتے ہیں اور جوا کھیلتے ہیں اکثر شراب خانہ میں جا کر دینے والوں کو دعا دیتے ہیں کہ لے اللہ تو ہمارے دینے والوں کو زیادہ مالدار کر کہ وہ ہمکو پیسے دیا کریں تاکہ ہم شراب نوشی کیا کریں)

ثریا۔ موٹر میں سوار ہو کر کسی شاپ میں کچھ خریدنے جاؤ تو چاروں طرف سے فقرا آ کر گھیر لیتے ہیں کچھ خریدا نہیں جاتا، ان کے شور و غل سے دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے،

حسینہ۔ ایک اور طریقہ خیرات کا یہ ہے کہ چڑی ماروں کے جال سے پرند جانور چڑیاں کبوتر کوے وغیرہ کو آزاد کرا دیا جائے۔ یہ صدقہ ہے۔ بیماری کے وقت اکثر میں اسی طرح کیا کرتی ہوں، میرا خیال ہے کہ جانور جو قید میں رہتا ہے جب ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ اپنے آشیانوں میں پہنچکر خوش و خرم ہوگا تو اس کے دل سے دعا ضرور نکلے گی۔ حقیقت میں بات یہ ہے کہ انسان کا یا حیوان کا دل خوش کرنا سب سے بڑی خیرات ہے۔ ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ایسی خیرات کرے جس سے دوسروں کا دل شاد ہو، اصل خیرات یہی ہے۔

صغرا ہمایوں مرزا حیدرآباد دکن

آئینہ

آپ کو ہنستا دیکھکر ہنستا ہے۔ روتا دیکھکر روتا ہے اور جب آپ منہ چڑاتی ہوں تو وہ بھی آپ کا منہ چڑا دیتا ہے۔ آپ کے چہرے کے عیبوں پر پردہ نہیں ڈالتا۔ نہ آپ کی تصویر میں مبالغہ کا۔ نہ بگڑ کر آپ کے دل میں غرور کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ سو فیصدی وہ بے کم و کاست سچ سچ کہدیتا ہے۔ روزانہ آئینہ استعمال کرتے کرتے آپ اس کی خوبیوں پر غور نہیں کرتیں ورنہ دراصل بڑی حیرت انگیز چیز ہے۔ شروع میں جن لوگوں کو آئینہ ملا ہوگا وہی اس کی قدر و قیمت خوب سمجھ سکتے تھے۔ ذیل میں ہم ایک قصہ درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ آئینہ پہلی مرتبہ پاکر ایک میاں اور بیوی کی خوشگوار زندگی کتنی بدمزہ ہوگئی۔

ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا اسے ایک آئینہ کا گول ٹکڑا پڑا ہوا ملا۔ اس نے حیرت سے اٹھا لیا اور غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں ایک شکل نظر آئی جس کے چہرہ پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور ہونٹوں پر مسکراہٹ کھل رہی تھی "ارے یہ تو میرے باپ کی تصویر ہے۔ ہو بہو یہی چہرہ ہے۔ انکی صورت جوانی میں یہی تھی۔" کہکر اس کو اپنے باپ کی یادگار سمجھ کر چوما اور فرط محبت سے سینے سے لگا لیا اور آئینہ کو لاکر اس نے اپنی بیوی کے زیورات والے صندوقچہ کے اندر حفاظت سے رکھدیا۔ جب اسکو کھیت میں کام کرتے کرتے اپنے باپ کی یاد محسوس ہوتی تھی تو چپکے سے گھر میں آکر بکس نکالتا اور آئینہ لیکر اس تصویر کو محبت بھری نظروں سے دیکھا کرتا۔

"آہ ابا تمہاری کیسی محبت میں ڈوبی ہوئی نظریں ہیں" کہتا تھا اور پھر آئینہ چھپا کر رکھدیا کرتا۔

میاں اور بیوی بہت اتفاق و محبت سے رہتے سہتے تھے۔ شادی کو ابھی ایک ہی سال ہوا تھا۔ میاں کو اپنے کاروبار سے مطلب تہا اور بیوی کو امور خانہ داری سے۔ بیوی نے جب اس کو وقت بے وقت مکان آتے اور کونے میں جاکر کسی چیز کو بہت احتیاط سے دیکھتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں شک پیدا ہوا۔ اس نے کئی مرتبہ پوچھا بھی کہ تم کام چھوڑکر کیوں بار بار آتے ہو لیکن اس نے اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ ایک روز جب وہ آئینہ دیکھ رہا تھا تو اس کی بیوی چھپی ہوئی سب کچھ دیکھ رہی تھی جب وہ چلا گیا تو اس نے غصہ میں جاکر صندوقچہ کو کھولا۔ اور آئینہ نکالکر دیکھا تو اس میں اسے ایک عورت کی تصویر نظر آئی جس کا چہرہ غصہ اور جوش سے بہت بدصورت معلوم ہوتا تھا۔

"آہ!! میں کس مغالطہ میں تھی" وہ آئینہ رکھکر اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بیٹھ گئی" میں کس قدر بیگناہ

سمجھتی ہے اپنے کو کتنا معصوم ظاہر کرتا تھا۔ اچھی بات ہے میں بھی اس کا بدلہ نہ لوں تو سہی"

اس نے اس روز کھانا بھی نہ پکایا تھا۔ اور بستر پر لیٹ کر روتے روتے آنکھیں سجا لیں جب میاں واپس آیا تو بیوی کی یہ خراب حالت دیکھکر بہت تعجب ظاہر کیا۔ بھوک بہت زور کی لگ رہی تھی۔ سارا گھر چھان مارا مگر روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ ملا۔

"آخر تم نے روٹی کیوں نہیں پکائی۔ اس نے بیوی سے پوچھا۔

"کس کے لئے پکاتی۔ ایسے کے لئے جو چھپ چھپ کر دوسری عورتوں سے محبت کرے اور اس کی تصویر دیکھنے میں اتنا مدہوش کہ کام کاج بھی بھول جائے" بیوی نے غصہ میں جواب دیا۔

"کیسی محبت اور کس عورت کی تصویر، یہ تم کہہ کیا رہی ہو" میاں نے تعجب کے لہجہ میں پوچھا،

"اوفوہ ایسے ننھے بنتے ہیں، ایسی بدصورت عورت ہے کہ اسکے چہرہ سے ڈر معلوم ہوتا ہے، لو اپنے کرم دیکھو یہی تصویر ہے" بیوی نے آئینہ میاں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو میرے باپ کی تصویر ہے"۔ اس نے آئینہ دیکھتے ہی بے تاب ہو کر کہا۔

"غلط ہے۔ تم جھوٹ کہتے ہو۔ میں اپنی آنکھوں سے خود دیکھ چکی ہوں" بیوی نے غصہ سے کانپ کر کہا میاں نے لاکھ بار سمجھایا مگر بیوی کے سر سے غصہ کا بھوت نہ اترنا تھا نہ اترا۔ آخر خوب لڑائی ہوئی، بیوی نے ہمیشہ کے لئے میکے جانے کی ٹھانی اور میاں نے دوسری شادی کی۔ رونے پیٹنے اور شور و شغب کی آواز سنکر راستہ میں سے ایک مولوی صاحب آ گئے اور اس لڑائی کا سبب پوچھنے لگے، میاں نے کہا کہ یہ میرے باپ کی تصویر کو ایک عورت کی تصویر بتاتی ہے۔ اور مجھ بیگناہ پر جھوٹا الزام رکھتی ہے"۔ بیوی نے کہا "غلط کہتا ہے۔ دراصل یہ عورت ہی کی تصویر ہے"۔ مولوی صاحب نے آئینہ اٹھا کر دیکھا تو کہنے لگے" تم دونوں غلط کہتے ہو، یہ تو ایک بہت بڑے بزرگ مولوی کی تصویر ہے۔ ایسی پاک چیز تمہارے پاس نہیں رہ سکتی، یہ میں اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں۔

سید ابو طاہر داؤد، بی ایس سی (لک)

عصمت کی خصوصیت

(۱) عصمت کے تمام مضامین مفید و دلچسپ ہوتے ہیں بہترین قسم کا لٹریچر فراہم کرتا ہے۔ بمبئی کرانیکل کی رائے

(۲) عصمت کے مضامین کا معیار بلند ہے رسالہ ہمایون کی رائے

(۳) عصمت عام زنانہ پرچوں کی طرح خرافات مضامین کا مجموعہ نہیں ہوتا اسکے مضامین حقیقتاً مفید ہوتے ہیں روزنامہ ملت،

تاثراتِ غم

میرے ایک عزیز دوست عبدالواجد خاں صاحب ایم۔ اے۔ پرسنل سکریٹری ہز ہائنس فرمانروائے بھوپال کی اہلیہ محترمہ انجم زمانی بیگم ایک بچہ کی ولادت کے سلسلے میں ایک ماہ بیمار رہ کر بہزار دل حسرت و ارمان لئے ہوئے عین عالم شباب میں اس دنیائے ناپائدار سے کوچ کر گئیں۔ اور تین چھوٹے چھوٹے بچے اپنی یادگار چھوڑ گئیں۔ مرحومہ ایک نہایت لائق و قابل اور نہایت فرمانبردار و محبوب بیوی اور گھر کی بہترین منتظم تھیں۔ آپ سرکار عالیہ فردوس آشیاں کی رشتہ میں پوتی ہوتی تھیں۔ آپ کی تعلیم و تربیت بھی تمامتر سرکار عالیہ فردوس آشیاں کی نگرانی میں ہوئی تھی۔ آپ ایک نہایت دیندار خداپرست خاتون ہونے کے ساتھ بڑی علم دوست بھی تھیں۔ انگریزی اردو فارسی میں آپ کو خاص دستگاہ تھی۔ اکثر رسائل خصوصاً عصمت کی خاص قدردان تھیں۔ ان کے غم میں ان کے شوہر کی حالت ناقابل بیان ہے۔ میں نے یہ نظم ان ہی تاثرات کے اظہار میں جو ان کی حسرت ناک موت سے پیدا ہوئے ہیں لکھی ہے۔ اور مرحومہ کی عصمت کے ساتھ دلچسپی کے لحاظ سے میں اس کو عصمت ہی میں اشاعت کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

محمود الحسن صدیقی بی۔ اے۔ ایڈیٹر رسالہ ظل السلطان بھوپال

ہوتی ہے صبح کیسی ہویدا افق سے آج — خونناب دل کا بہتا ہے دیکھو شفق سے آج
اجڑی ہے آج محفل انجم کچھ اس طرح — روتا ہے ذرہ ذرہ وفورِ قلق سے آج
وہ وقت ہے کہ لکھئے چمن میں حدیثِ غم — برگ نہال تازہ پہ گل کے عرق سے آج
بلبل ہجوم یاس میں پھولوں پہ نوحہ زن — غنچے لہو بہاتے ہیں دامانِ شفق سے آج
شبنم نے باندھا گریۂ پیہم سے تارِ اشک — نرگس سکوت میں ہے فنا کے سبق سے آج
دنیا کی بے ثباتی پہ دل خون ہو گیا — کچھ لیجئے درس لالۂ رنگین ورق سے آج
بجلی گری ہے خرمن امید پر کہیں — فریاد حسرتوں کی ہے ربّ الفلق سے آج

پامالِ غم ہیں گردشِ دوراں کا کیا کریں — محرومِ آرزو غمِ ہجراں کا کیا کریں
آزاد ہونا چاہتا ہے۔ دستِ پُرجنون — آئینِ استواریٔ داماں کا کیا کریں
مادِ خزاں کے دستِ تظلم سے پائمال — کرمِ نسیم و لطفِ بہاراں کا کیا کریں
مانا کسی نے جا کے بسائی ہے بزمِ خلد — پر آج ترے خانۂ ویراں کا کیا کریں
رونا ہوا ایک بار تو دل بھر کے رو چکیں — پیہم اس آتشِ غمِ سوزاں کا کیا کریں
پھر جوشِ غم نے دل میں اٹھایا ہے ایک حشر — آتش فزونیٔ غمِ سوزاں کا کیا کریں
صبر و شکیب ضبط تو ہیں سب نمائشیں — کوئی بتائے سوزشِ پنہاں کا کیا کریں

اس چرخِ فتنہ کار میں الفت کی بو نہیں — پیرِ کہن میں مہر و مروت کی خو نہیں
بیٹھے ہیں کیسی خام خیالی میں تشنہ کام — کچھ بھی خوشش اعتباری جام و سبو نہیں
چلتا ہے جانے کس طرح محفل میں دورِ جام — ساقی میں پاسداریٔ الفت کی خو نہیں
ہے کس کو کب امان یہاں گلچیں کے ہاتھ سے — گلشن میں ان گلوں کی کوئی آبرو نہیں
نقشہ ہے بے ثباتیٔ عالم کا سامنے — جز نقشِ پُر سراب کوئی آرزو نہیں
جانے خضر کو کیا ملا طولِ حیات سے — ہمکو تو ایسی زیست کی بھی جستجو نہیں
شبنم نے رو کے رات میں گل سے یہی کہا — زیبا ہے فخر و ناز ترا رنگ و بو نہیں

صبر آزما و حوصلہ فرسا ہے ابتلا — لیکن نہ چھوٹے ہاتھ سے اب دامنِ رضا
سائے جہاں کا ہے اسی آئین پر مدار — ہے عام کائنات میں یہ مسلکِ فنا
خرمن کا کوئی دانہ بھی ایسا نہیں رہا — جس کو نہ پیس ڈالتا ہو دورِ آسیا
ہے کس قدر حباب صفت زینتِ چمن — ہے کیسی بے ثبات یہاں نکہتِ صبا
رونق فزائے بزم رہی جو تمام شب — افسردہ صبح کو ہے وہی شمعِ پُرضیا
کھوٹے کھرے کی اس سے ہی ہوتی ہے یاں تمیز — ہیں بندگانِ خاص ہی بس وقفِ ابتلا
ہر ذرہ ذرہ یاں کا تغیر پذیر ہے — بس ایک ذات ہی کو سزاوار ہے بقا

نائٹروجن

از مسٹر مفتاح الدین ظفر بی۔ ایس۔ سی

انسان کو زندہ رہنے کے لئے اچھی ہوا اور سادہ کھانا نہایت ضروری چیزیں ہیں۔ اگر ہوا خراب ہے تو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کھانے میں کچھ خرابی ہے تو صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ہوا کا وہ حصہ جو ہم سانس کے ذریعہ سے اپنے جسم کے اندر پہونچاتے ہیں آکسیجن کہلاتا ہے۔ آکسیجن کے علاوہ ہوا میں ایک اور گیس ہوتی ہے جسے نائٹروجن کہتے ہیں۔ نائٹروجن گیس آکسیجن گیس سے چوگنی زیادہ مقدار میں ہوا میں ملی رہتی ہے۔ اگر ہوا میں سے آکسیجن گیس نکال لی جائے تو نائٹروجن رہ جائیگی اور اس گیس کے اندر نہ تو انسان سانس لے سکتا ہے اور نہ کوئی حیوان۔ اور نہ پیڑ پودے زندہ رہ سکتے۔

مگر تعجب کی بات ہے جو گیس ہوا میں اتنی مقدار میں ملی ہوئی موجود ہے اور جو آزاد حالت میں ہمیں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہونچاتی بلکہ اس کی موجودگی نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ وہ بھی ہماری زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری چیز ہے جتنی کہ آکسیجن یا اور کوئی چیز۔

نائٹروجن کو ہم روزانہ ایک کثیر مقدار میں استعمال میں لاتے ہیں۔ مگر اس طرح نہیں جیسے کہ آکسیجن کو بلکہ ہم اسے اسکی دوسری شکل میں کام میں لاتے ہیں۔ اگر نائٹروجن دنیا سے ختم ہو جائے تو اس کا دنیا پر وہی اثر پڑے جو پانی کے یا آکسیجن کے ختم ہو جانے سے دنیا پر پڑے۔ تمام مخلوق ختم ہو جائے۔ پیڑ پودے سوکھ جائیں۔ انسان کا وجود نہ رہے اور حیوانات بھی مفقود ہو جائیں۔

ہم نائٹروجن کو کس طرح استعمال کرتے ہیں، یا یہ ہمارے کس کام آتی ہے۔ ہم روزانہ کھانا کھاتے ہیں، کبھی یہ بھی غور کیا کہ اس کھانے میں، لذیذ لذیذ نعمتوں کے پردے میں کونسی چیز ہم روزانہ نوش جان کرتے ہیں کھانے میں زیادہ تر چیز بھی نائٹروجن ہوتی ہے۔ نائٹروجن ہمارے جسم کے اندر پہونچکر اس کو تندرست و توانا بناتی ہے۔ وہی صحت قائم رکھتی ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہم جیتے ہیں۔ ہم ہی نہیں بلکہ تمام پودے زندہ رہتے ہیں اور تمام جاندار چیزیں۔ اصل میں پہلے پودے وغیرہ زمین سے نائٹروجن حاصل کرتے ہیں۔ وہی نائٹروجن ان کے پتوں اور پھلوں کے ذریعہ سے انسان حیوان اور تمام حشرات الارض کے اجسام میں پہونچ جاتی ہے۔ اور اسی طرح سے وہ زندہ رہتے ہیں۔

درخت اور پودے نائٹروجن کھاد سے حاصل کرتے ہیں۔ کھاد میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں۔ سب کو معلوم

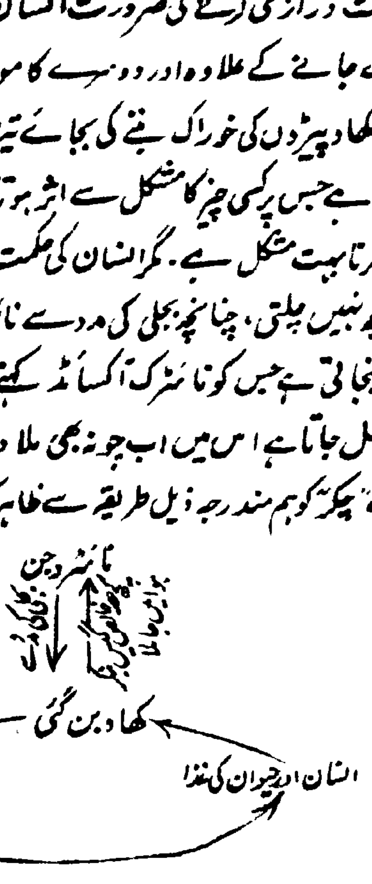
ہوگا۔ جو چیزیں ہم کھاتے ہیں اس کا کچھ حصہ جسم کے اندر خون بن جاتا ہے اور باقی بیکار حصہ کھاد کے کام میں آتا ہے۔ کھادوں میں زیادہ تر نائٹروجن ہوتی ہے کبھی کسی مویشی خانہ میں جانے کا اگر اتفاق ہو تو اس کے در و دیوار پر دیکھئے، ایک قسم کی سفید سفید راکھ سی جمی ہوئی نظر آئیگی۔ اور ایک خاص قسم کی بو بھی معلوم ہوگی۔ یہ بو امونیا کی ہوتی ہے۔ جو جانوروں کی کھاد سے بنی۔ امونیا نائٹروجن سے بنتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد امونیا سے شورہ بنجاتا ہے جو کہ پیڑ پودے کی غذا ہے۔ غرضکہ نائٹروجن کے سلسلہ میں قدرت کا ایک زبردست نظام ہے جو برابر کام کرتا رہتا ہے۔ ہم نے کھانا کھایا، کچھ حصہ جسم میں خون بن گیا اور باقی بیکار، اور ناپاک چیزوں کی شکل میں پودوں کو جا پہونچا۔ پودے بڑھے، ان سے اناج پیدا ہوا اور وہ پھر ہمارے کھانے کے کام میں آگیا۔

لیکن اگر پودوں کو غذا پہونچانے کا دارومدار صرف قدرتی کھاد پر ہی منحصر ہوتا تو انسان کبھی کا بے دست و پا ہوچکا ہوتا۔ انسان کو ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ پودوں کے لئے مصنوعی کھاد بنائے، کھاد میں پودوں کی غذا خاص نائٹروجن ہے، اور اب صرف سوال یہ تھا کہ وہ کسی طریقہ سے ہوا کی نائٹروجن کو ایسی شکل میں لائے جو پودوں کی خوراک میں کام آسکے۔

ہوا کی نائٹروجن پر دست درازی کرنے کی ضرورت انسان کو اس لئے اور بھی محسوس ہوئی کہ دنیا کے کھاد کے خزانے کھاد کے کام میں لائے جانے کے علاوہ اور دوسرے کاموں میں بھی لائے جانے لگے۔ مثلاً کھاد سے تیزاب وغیرہ بننے لگا جس سے کمنوں کھاد پیڑوں کی خوراک بننے کی بجائے تیزاب کی نذر ہونے لگی۔

نائٹروجن گیس ایسی گیس ہے جس پر کسی چیز کا مشکل سے اثر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا اپنی حالت سے کسی دوسری حالت میں تبدیل کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر انسان کی حکمت عملی کے سامنے نائٹروجن تو کیا اور بھی کسی مس نہ ہونے والی چیزوں کی کچھ نہیں چلتی، چنانچہ بجلی کی مدد سے نائٹروجن اور آکسیجن ہوا کی دونوں گیسوں کو ملا دیا جاتا ہے اور ایک نئی گیس بنجاتی ہے جس کو نائٹرک آکسائڈ کہتے ہیں

نائٹرک آکسائڈ پانی میں گھل جاتا ہے اس میں اب چونہ بھی ملا دیتے ہیں اور یہ کھاد کے کام میں آسانی سے آسکتی ہے۔ کائنات میں نائٹروجن کے "چکر" کو ہم مندرجہ ذیل طریقہ سے ظاہر کرسکتے ہیں۔



پھولوں کی کاشت

مندرجہ ذیل پھولوں کی کاشت کے دو موسم ہیں یعنی مارچ میں بھی بوئے جا سکتے ہیں اور جون جولائی میں بھی

کیلنڈولا "Calendula" اسے گل اشرفی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کا پودا تقریباً ایک فٹ بلند ہوتا ہے، پھولوں کا رنگ موتیا نارنجی، سنہری اور ہلکا زرد ہوتا ہے۔ سنہری رنگ کے پھول زیادہ دیدہ زیب نظر آتے ہیں۔ ایک پودے کو بیشمار پھول لگتے ہیں، البتہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بیج بننے شروع نہ ہو جائیں، کیونکہ اس صورت میں پودا پھول دینے بند کر دیگا گل اشرفی پھولدانوں میں سجانے کے لئے بہت پسند کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے پھول کئی روز تک تروتازہ رہتے ہیں،

"**وربینا**" Verbenas یہ پودا بہت سخت جان ہے بارش اور سخت دھوپ دونوں کو برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ کافی عرصہ تک پھول دیتا ہے۔ پودے کی ہر ایک ٹہنی سرے سے چھوٹے چھوٹے پھولوں کے گچھوں سے لدی ہوئی ہوتی ہے۔ پھولوں کے رنگ سفید گلابی کاسنی اور سرخ ہوتے ہیں۔ پودا ۲ انچ سے ۵ انچ تک بلند ہوتا ہے۔ "وربینا" کے پھولوں کی شکل "موسی فلاکس" کی سی ہوتی ہے اس کی کیاری کی مٹی کے لئے کچھ زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ لیکن پودے بے توجہی سے بہت جلد سوکھ جاتے ہیں

"**زینیا**" - Zinnia - اس کا پودا تین فٹ بلند ہوتا ہے اس کے پھول بہت بڑے بڑے اور خوبصورت ہوتے ہیں کئی مہینے تک مختلف رنگوں کے پھول دیتا ہے۔ زینیا کی کیاریاں پھولوں سے لدی ہوئی بہت ہی خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ پھولوں کی ٹہنی مضبوط اور لمبی ہوتی ہے۔ اسی لئے گلدانوں میں پھول سجائے جاتے ہیں، پودا خوب گھنا اور بڑا ہوتا ہے پتے بھی بہت زیادہ تعداد میں نکلتے ہیں، ہندوستان کی آب و ہوا اس کے موافق ہے، اسی لئے زینیا ہر دلعزیز ہے۔

"**ہالی ہاک**" HOLLYHOCK "یہ گل خیرو" کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی کاشت بھی جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے جون جولائی میں ہوتی ہے، لیکن ایک دفعہ کا لگا ہوا ہمیشہ رہتا ہے۔ ایک پودا پانچ فٹ سے سات فٹ تک اونچا ہوتا ہے، باغیچہ کی بہترین زینت گل خیرو کے کھلے ہوئے پھولوں سے ہوتی ہے، پھولوں کے کئی مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ مثلاً سرخ، گلابی۔ سفید، یہ باغیچہ کی سڑک کے دونوں طرف لگا دینے چاہئے وہاں یہ آنے والوں کو خوش آمدید کہتے معلوم دیتے ہیں پھول بڑی بڑی کٹوریوں کی شکل کے ہوتے ہیں، اور ایک ہی وقت میں پودے کی ٹہنی کے سرے پر بے اندازہ نکلتے ہیں، ڈبل ہالی ہاک شمالی ہندوستان میں بھی بھلنا

پھولتا ہے۔ البتہ اکہرے پھول ہر جگہ بوئے جا سکتے ہیں، اور بہت جلدی پھول بھی دینے شروع کر دیتے ہیں

"پٹونیا" Petunia اس کے بیج بہت باریک ہوتے ہیں اس لئے ریت ملا کر بونے چاہئیں اس کا پودا تقریباً ایک فٹ بلند ہوتا ہے۔ کیاریوں میں خوب بہار دیتا ہے ویسے گملوں میں بھی لگایا جاتا ہے۔ تھوڑی سی محنت سے خوب پھلتا پھولتا ہے۔ عام طور پر موسم سرما میں اس کی کاشت ہوتی ہے، لیکن موسم گرما میں بھی لگایا جا سکتا ہے۔ پھولوں کے کئی مخلوط رنگ ہوتے ہیں۔ اور گہرے قرمزی رنگ بھی ہوتے ہیں۔ خواہ کتنا ہی چھوٹا باغیچہ ہو۔ پٹونیا کے بغیر مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ زیادہ بارش اسے نقصان پہنچاتی ہے۔ ایسی جگہ جہاں بارش کم ہو بہت عرصہ تک پھول دیتا ہے، جب پنیری تیار ہو جائے تو پودے کیاری میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر لگا دینے چاہئیں۔ اس کی شاخوں کی داب "ورینا" کی طرح لگائی جاتی ہے

کاس ماس Cosmos عموماً پانچ فٹ بلند ہوتا ہے۔ گلابی، سفید، پیازی اور سرخ پھول خوب بہار دیتے ہیں۔ سخت بارش اور دھوپ کو برداشت کر سکتا ہے۔ البتہ شمالی ہندوستان میں موسم سرما میں بو یا جا سکتا ہے۔ پہاڑوں پر جون جولائی میں اس کی کاشت ہونی چاہئے اور جنوبی ہند اور میدانوں میں ستمبر اکتوبر میں۔ بعض دفعہ کاس ماس کے بہت چھوٹے چھوٹے پودے کو پھول لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں پھول اور کلیاں قینچی سے کاٹ ڈالنے چاہئیں پودے کی زمین کو بعد ازاں آہستہ آہستہ کھود دینا چاہئے پھر انشاء اللہ پودا خوب پھولے گا اور کافی عرصہ تک پھول دیگا

"گلیلارڈیا" -Gaillardia- اس کے اکہرے پھول "ڈیزی" کی شکل کے ہوتے ہیں اور ہر ایک پھول کی ٹہنی تقریباً ۷-۸ انچ لمبی ہوتی ہے اسی لئے گلدستے بنانے کے لئے یہ پھول پسند کئے جاتے ہیں ہر پھول سرخ و زرد دو رنگوں کا ملا ہوا ہوتا ہے۔ پودا تقریباً ½ ۱ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ گرمی اور دھوپ اس پودے کے لئے موافق ہے۔ برسات میں اس کی کاشت خوب ہوتی ہے ہر قسم کی زمین میں بخوبی نشو ونما پاتا ہے،

"سالویا" Salvia اس کی کاشت بہت آسانی سے ہوتی ہے۔ پودا بہت گھنا ہوتا ہے، تمام پھول سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ پودا تقریباً دو فٹ بلند ہوتا ہے۔ کئی مہینے پھول دیتا ہے: سالویا کی کیا۔ یاں بہت خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ جس ٹہنی پہ پھول کھلتے ہیں وہ بھی سرخ ہو جاتی ہے۔ اس کی پھولدار ٹہنی گلدانوں میں سجائے جانے کے قابل ہے۔

سرور جہاں (عنادبنت خان بہادر چودھری نبی احمد)

اس مفید مضمون کی تیسری قسط کے لئے سالگرہ نمبر کا انتظار فرمائیے۔

عورتوں کی ورزش

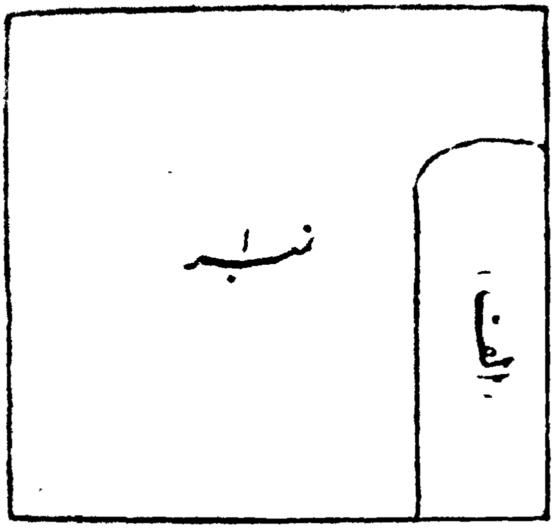
ہندوستانی خواتین کی صحت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے لیکن اب بھی وہ اس طرف بہت کم متوجہ ہیں۔ حالانکہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو ورزش کی زیادہ ضرورت ہے۔ اول تو غذا کے استعمال میں نا مناسبت۔ دوئم ورزش، لیکن عموماً خواتین ورزش بہت کم کرتی ہیں حالانکہ ورزش تندرستی کے لیے ایک جزو لازم ہے اگر وہ چاہیں تو روزمرہ گھر کے کام کاج ہی میں کافی ورزش ہو سکتی ہے اور چلنے پھرنے میں چہل قدمی بھی کافی ہو جاتی ہے۔ اور پھر کسی ورزش کی ضرورت نہیں رہتی۔ اب سے کچھ زمانہ پہلے خواتین صحت کے اصولوں سے محض ناواقف تھیں لیکن پھر بھی ان کی صحت زمانہ حال کی خواتین سے بدرجہا بہتر تھی۔ کیونکہ وہ گھر کے تمام کام خود ہی انجام دیتی تھیں اور اس میں مطلق عار نہیں سمجھتی تھیں۔ اور تفریح کے اوقات بھی ایسی ہی باتوں میں گزارتی تھیں جس سے کافی ورزش ہو سکے مثلاً جھولا جھولنا، جھولا جھولنے سے کافی ورزش ہو جاتی ہے اور پھر اس کے ساتھ گایا بھی جاتا ہے جس سے نہ صرف طبیعت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے بلکہ سینے کی اس سے بڑھ کر شاید ہی اور کوئی ورزش ہو سکے۔ کسی کا قول ہے "ایک پہلوان کو دق اور سل ہو سکتی ہے لیکن ایک گانے والے کو نہیں ہو سکتی"

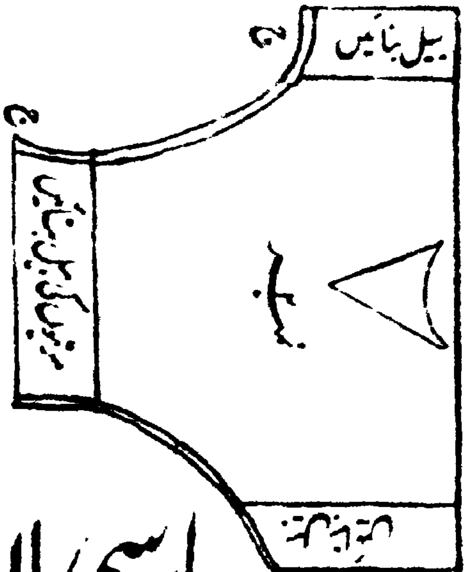
اسوقت ہندوستان میں تین طبقے ہیں۔ ایک مہذب، دوسرا نیم مہذب، تیسرا بالکل غیر مہذب۔ اول طبقہ میں ورزش کا کافی سامان موجود ہے۔ مثلاً شہسواری، ٹینس، بیڈمنٹن، وغیرہ۔ دوسرے طبقہ کے لوگ نہ تو مہذب لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اور نہ بالکل غیر مہذب لوگوں کے اطوار اختیار کرتے ہیں۔ اس طبقہ کی خواتین کو ہمیشہ ایک نہ ایک شکایت لاحق رہتی ہے اور دق و سل کے امراض بھی اس طبقہ میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اب رہا بالکل ہی غیر مہذب طبقہ اسکی خواتین کی صحت قابل رشک ہوتی ہے اور ان کی ورزش بھی کافی ہو جاتی ہے۔ مثلاً چکی پیسنا۔ چرخہ کاتنا، پانی بھرنا۔

یہ تو ہر شخص جانتا ہو کہ اگر جسم کے کسی عضو کو بیکار چھوڑ دیا جائے تو وہ بالکل معطل ہو جائے گا۔ اسی طرح جب تک انسان کچھ کام نہ کرے اس کی صحت کبھی درست نہیں رہ سکتی اور اسکا نہ صرف جسم پر بلکہ دل و دماغ پر بھی بہت اثر پڑتا ہے۔ کوئی بھی کام کیا جائے لیکن وہ جسقدر دشوار اور محنت طلب ہوگا اس سے اسی قدر ورزش ہوگی اور اس کے ختم ہو جانے پر اتنی ہی زیادہ خوشی ہوگی جس سے دل و دماغ پر مفید اثر پڑے گا۔

بعض بیبیاں تمام تمام دن ایک جگہ بیٹھی رہتی ہیں اگرچہ وہ اپنی دانست میں سینے پرونے کا کام کرتی رہتی ہیں لیکن یہ صحت کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور وہی ہمیشہ صحت کی شاکی رہتی ہیں۔

شرافت بیگم بنت محمد سعید خاں۔





پارسی بلاوز

اس بلاوز کی تراش اور سلائی بالکل آسان ہے دن بھر میں دو تین بلاوز تیار کئے جا سکتے ہیں۔

ترکیب

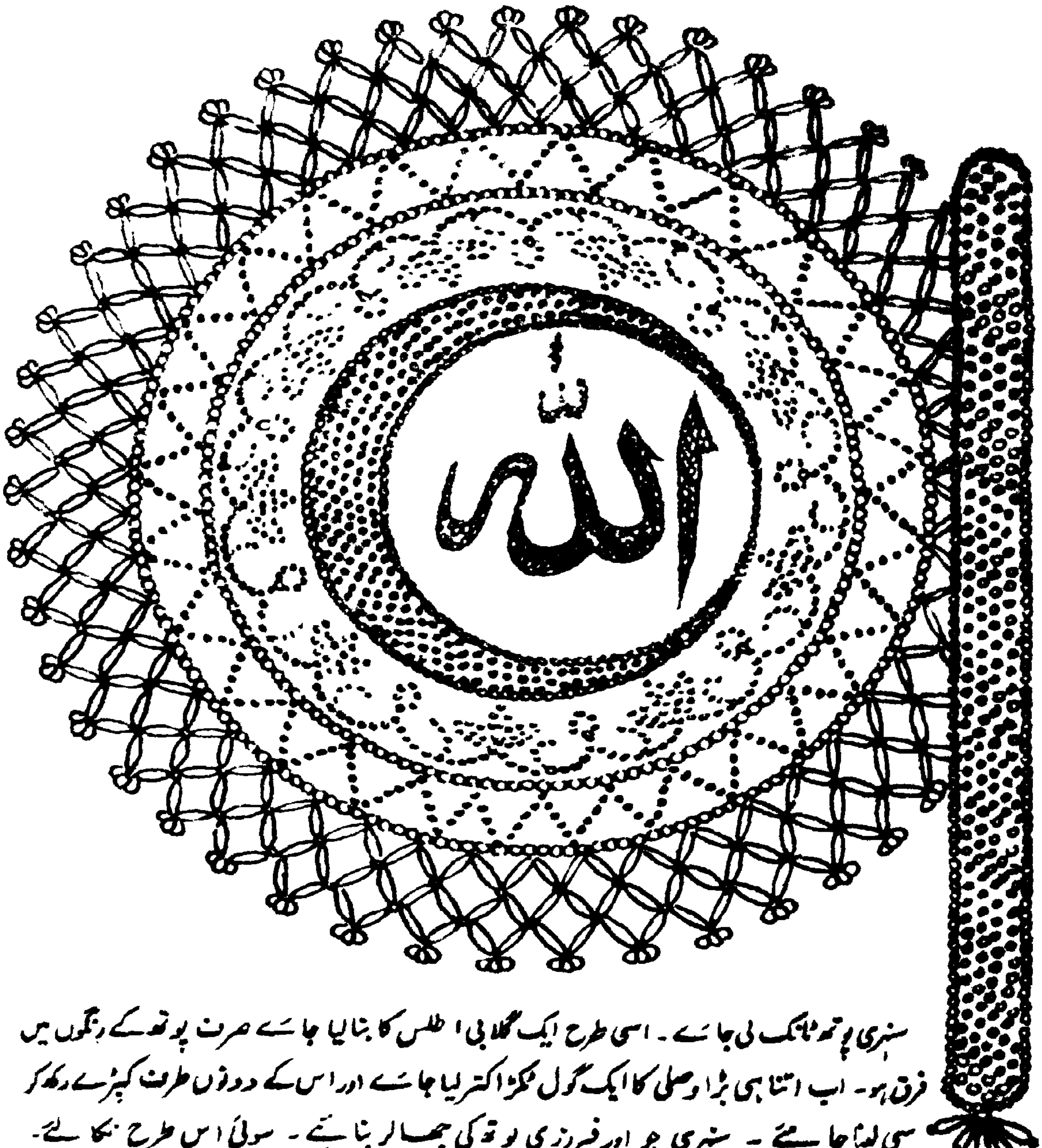
ایک گز ریشمی کپڑا لیکر ایک پاؤ گز کو لر کے واسطے نکال لیں اب تین پاؤ گز ٹکڑے کی چار تہ کر کے کسی سخت جگہ پر رکھ کر نقشہ نمبر ۱ کے مانند تراش لیں اسکے کھولنے سے نقشہ نمبر ۲ کے مانند ہوگا اب حسب پسند کولر گلے پر لگا کر دائیں و بائیں جانب کے بیچ سے بیچ تک، کھلے ہوئے کنارے آلٹے جانب لنگر دیکر مشین و ہر سلائی کرلیں۔ اور آستین پر اور نیچے کی جانب موتیوں کی چوڑی بیل بنا دیں اور گلے پر ہلکا کام بنالیں اگر کسی بہن کے لئے تین پاؤ ٹکڑا چھوٹا ہو تو کولر کے واسطے کپڑا نہ نکالیں پورے ایک گز کو عرض و لمبان سے چوہرا کر کے نقشہ نمبر ۱ کے مطابق تراش لیں اور الف کے بچے ہوئے چار ٹکروں کے کولر بنا لیں یا نمبر ۲ کے مطابق سامنے دی اور پیچھے گول گلا تراش کر موتیوں کی بیل بنادیں۔

(نوٹ) اس بلاوز پر ساری نہیں باندھی جاتی بلکہ یہ ساری کے اوپر سے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

مس رقیہ خانم

موتیوں کا پنکھا

یہ پنکھا پورا بن جانے کے بعد نقشہ سے دوگنا ہوگا۔ لہذا اس کا خیال رکھئے۔ ہرے، فیروزی اطلس گول کتر لی جائے اور پھر ہرے پر گلابی ڈنڈیوں اور پتیوں پر سبز، پھولوں پر گلابی، بیلاں پر روپہلی اور اطراف پر



سنہری پوتھ ٹانک لی جائے۔ اسی طرح ایک گلابی اطلس کا بنا لیا جائے صرف پوتھ کے رنگوں میں فرق ہو۔ اب اتنا ہی بڑا وصلی کا ایک گول ٹکڑا کتر لیا جائے اور اس کے دونوں طرف کپڑے رکھ کر سی لینا چاہیے۔ سنہری جو اور فیروزی پوتھ کی جھالر بنا لیجئے۔ سوئی اس طرح نکالئے۔

کر دونوں کپڑوں کی سلائی پر آجاتے - ایک جو
ایک پوتھ ایک جو پرو کر سوئی کپڑے میں سے نکال لیجئے
پوری قطار اس طرح بنائیے۔ دوسری قطار۔ پہلی قطار
کی پوتھ میں سے سوئی نکال لیجئے - اور ایک جو ایک پوتھ ایک
جو پرو کر سوئی پہلی قطار پوتھ میں سے نکالئے۔ پوری قطار
اسی طرح۔ تیسری قطار ایک جو ایک پوتھ ایک جو پرو کر
دوسری قطار کی پوتھ میں سے سوئی نکالئے - اب تین
تین جو اور پوتھ کے گچھے بنا کر ہر ایک خانے میں لگا دیجئے
ڈنڈی اس طرح بنائیے۔ تین پوتھ پرو کر حلقہ بنا لیجئے۔ اب
پھر سوئی میں تین پوتھ پروئیے اور پہلے پروئی ہوئی ایک
ایک پوتھ میں سے نکال لیجئے۔ اسی طرح تینوں میں سے
تین تین پوتھ پرو کر سوئی نکال لیجئے - اسی طرح بناتی جائیے
جب چار قطاریں ہو جائیں تو بانس کی ڈنڈی چھیل کر اس پر
چڑھا لیجئے اور اسی طرح اس کے گرد بناتی جائیے
چار قطاریں گلابی چار فیروزی۔ جب پوری ڈنڈی بن چکے
تو ایک پرو کر چوتھی پوتھ میں سے نکال لیجئے -
چار مرتبہ ایسا ہی بنائیے - اب جسقدر پوتھ بچے
ہوں ان سب میں سے ایک مرتبہ بغیر پوتھ پروئے
ہوئے سوئی نکال کر ایک سفید مومی موتی پرو کر
چھ جو اور پوتھ کا گچھا بنا لیجئے

ڈنڈی نقشہ سے بڑی بنائی جا سکتی ہے کیونکہ
نقشہ کی طوالت کے باعث چھوٹی بنائی گئی ہے

(از کتاب موتیوں کا کام) شرافت بیگم

دفتر عصمت سے زنانہ دستکاری کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ عصمتی کروشیا۔ عصمتی کشیدہ۔ گلدستہ کشیدہ۔ موتیوں کا کام ۲ - خواتین کی دستکاریاں ۸ / -

(خانہ داری کے مضمون کا بقایا)
دانت برش کا رنگ پکڑ گیا ہو تو [illegible] میں اسے خشک ہو جانے دیں۔
بعد میں کسی ملائم برش سے آہستہ آہستہ جھاڑ دیں۔
اگر جوتے پر چربی گر پڑے - تو اسی وقت اس پر نمک کی چٹکی
چھڑک دی جائے تو جلنے کی بو نہ پھیلے گی

دھونے کے پانی میں دو چمچے نمک کے ڈالنے سے رنگین کپڑوں کا
رنگ خراب نہ ہوگا۔ اگر پیتل کا برتن میلا کچیلا ہو جائے تو آدھے لیموں پر
نمک لگا کے رگڑیں - اور پھر گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ اور نرم کپڑے
سے خشک کر دیں۔ چمک آ جائے گی۔ چائے کے سوکھے
ہوئے پتے دہکتے ہوئے کوئلوں پر ڈالنے سے مکھیاں بھاگ جاتی ہیں
پانی میں شہد ڈالو۔ اگر تبدیلی ظاہر نہ ہو تو اصلی شہد ہے۔ تھوڑے
سے دودھ میں اگر نائٹرک ایسڈ کے تین قطرے ڈالے تو دودھ اور پانی
الگ الگ ہو جاتا ہے سونے کے زیور پر نائٹرک ایسڈ ڈالو اگر زرد
سفید رنگ کا دھبہ پڑ جائے تو سونے میں کھوٹ ہے۔ سفید
کاغذ پر عطر کی دو بوندیں ڈال کے آنچ پر سینکو اگر اڑ جائے تو
اصل ہے - کاغذ پر دھبہ پڑا رہ جائے تو نقلی ہے۔
تکیہ بھرتے وقت روئی میں تھوڑا سا کافور ملانے سے
وہ گرمیوں میں ٹھنڈا رہتا ہے - اور اس میں کھٹمل بھی نہ
رہیں گے
پشمینہ کپڑوں کو پہننے کے بعد کسی پرانے ململ کے کپڑے
سے رگڑنے سے شکنیں جاتی رہتی ہیں۔
روشنائی کے تازہ دھبوں پر باریک نمک بھر کر ململ کے
رگڑنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ جامن کا پھل۔ یا اسی قسم کی کوئی چیز
صاف کرنی ہو تو نمک سے رگڑیں
کاربالک ایسڈ کا ہلکا مرکب بنا کے بدن اور کپڑوں پر چھڑکنے
سے مچھر پاس نہیں پھٹکتے۔ بستر پر چند قطرے ٹپکانے سے
بھی مچھر نہیں آتے۔
سوڈا بائیکارب دو حصہ۔ لیموں کا ست ایک حصہ
دونوں کو علیحدہ علیحدہ پانی میں گھول کے آپس میں ملائیں۔
سوڈا واٹر بن جائے گا۔ میٹھا پہلے ڈالنے سے پیدا نہیں ہوگا
تانبے پر نیلا رنگ آ جائے یا زنگ لگ جائے تو روغن زیتون لگائیں۔
اس سے سب بدرنگی اور زنگ جاتا رہیگا۔ رات بھر تیل کی ایک تہ لگی رہنے دیں اور
صبح کے وقت کسی ملائم جھاڑن سے پونچھ ڈالیں۔



سنگھار کے ٹوٹکے

کھولتے ہوئے پانی کی دیگچی میں ایک چینی کا برتن رکھ کے سپر سیٹی اور خالص سفید موم ایک ایک حصہ اور روغن بادام چار حصے اس میں پگھلائیں جب وہ بخوبی مل جائیں تو اس برتن کو دیگچی میں سے نکال کے مسالحہ کو استعمال کرنے سے پہلے ٹھنڈا ہو جانے دیں روغن بادام کے برابر گلاب کا پانی اور عرق اس میں ملائیں اور سوڈا برائی کاربونیٹ ایک چٹکی کے مقابلہ میں پانچ قطرے کے حساب سے سادہ ٹنکچر آف بنزوائن اس میں ملائیں۔ روغن لیونڈر یا جو خوشبو آپ کو پسند ہو اس میں شامل کر کے کسی مرتبان یا دانے والی شیشی میں بند کر کے رکھ دیں یہ خالص کولڈ کریم بن جائیگی

روغن بادام اور سفید موم ہموزن لیکے گرم کریں اور خوب ہی ملائیں۔ کسی برتن میں گرم گرم ڈال دیں۔ لیونڈر آئل کے دو قطرے شامل کر کے ٹھنڈا ہو جانے دیں اور ڈھک دیں۔ گردن کو خوبصورت بنانے کے کام آتی ہے۔

آئل آف جرانیم oil of geranium ایک قطرہ آئل آف برگاموٹ oil of bergamot ایک قطرہ - روغن بادام دو قطرے۔ پسا ہوا سہاگہ پانچ گرین۔ کولڈ کریم دو ڈرام۔ روز واٹر ۳ ڈرام سفید گلیسرین ۲½ اونس خوب ملائیں اور روزانہ رات کے وقت جلد میں خوب ملیں۔ لیکن پہلے گردن گرم پانی اور دودھ سے دھولیں۔

چکنی جلد کے لئے روز واٹر ڈیڑھ اونس لے کے گرم کریں اور کسی بوتل میں رکھیں اور عرق لیموں کی ایک چمچیہ اس میں ڈال کے خوب ہلائیں۔ سادہ ٹنکچر آف بنزوائن چوتھائی اونس ڈال کے پھر ہلائیں۔ صبح کے وقت چہرہ گرم بارش کے پانی سے دھوئیں اور صابن کی جگہ بیسن استعمال کریں۔ پھر اسے لگائیں۔ دن میں بس ایک مرتبہ لگانا کافی ہے۔ انگلیوں کے لگانے کے بعد پوڈر چھڑک لیں۔

اگر آنکھیں صاف چمکدار ہوں۔ لیکن چھوٹی ہوں۔ سلائی سے ایک نہایت باریک کیڑا دونوں آنکھوں کے گوشوں سے کنپٹیوں کی طرف چوتھائی انچ کھینچیں۔ آنکھیں بڑی معلوم ہونے لگیں گی۔ پوڈر لگانے کے گچھے کو کبھی کبھی دھو لیا کریں ورنہ گچھوں سے جلد دھبہ دار معلوم ہونے لگتی ہے۔

دھلائی کے گر

باریک دھلے کپڑوں پر مشین کے تیل کے دھبے پڑ جائیں تو ٹھنڈے پانی اور خالص دہی کے صابن سے دور ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سے بھی نہ جائیں تو تھوڑا سا فرنچ چاک یا میگنیشیا magnesia

سفوف اس جگہ رگڑیں اور کچھ دیر پڑا رہنے دیں۔

سفید لیس کے دھونے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی مٹی کے برتن کے گرد لپیٹ کے سرے ٹانک دیں اور اس کو ایک پیالی میں رکھ کے ایک دیگچی میں دھر دیں اور اتنا پانی اور صابن ڈالیں کہ مٹی کا برتن ڈوب جائے۔ پانی ابالیں۔ وقتاً فوقتاً اور پانی ڈالتے رہیں نیل کے پانی میں سوڈا ڈال کے کپڑے بھگونے سے نیل کے داغ نہیں پڑتے۔

طلائی تاروں سے گندھی ہوئی چیز صاف کرنے کے لئے راک امونیا rock ammonia کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کے سفوف کریں اور گندے ہوئے مقام پر جلدی جلدی ملیں۔ میل چھٹ جائیگا اور وہ مقام نیا نظر آنے لگیگا

پوستین کے گدے وغیرہ برسات میں نمدار ہو کے خراب ہو جاتے ہیں۔ انہیں الٹ کے دوسری طرف گرم صابن دار پانی سے صاف کریں خوب دھار کے کسی میز یا فرش پر پھیلا دیں اور کناروں پر پن گاڑ دیں تاکہ شکل قائم رہے۔ سوکھنے پر گدوں پر تیل لگا دیں۔

جڑاؤ چیزوں کو انڈے دان میں وسکی بھر کے ڈبوئیں اور بعد میں کسی ملائم کپڑے سے پالش کر دیں۔

مرغی خانہ ۔ جب مرغیوں میں چربی کم ہو جاتی ہے تو ان کی ٹانگوں میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے اور سفید بیٹ کرنے لگتی ہے اور اگر شروع میں خبر نہ لی جائے تو وہ جلد مر جاتی ہیں۔ ایسی مرغی کو بیماری کی حالت میں کاڈ لیور آئل (مچھلی کے تیل) کی ایک چمچہ صبح و شام دی جائے اور ٹانگوں پر روزانہ مالش کی جائے۔ مرغیوں کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے جگر پھیپھڑے سری اور چھیچھڑے تازہ ہی کے ابالیں اور قیمہ کر کے ملائم غذا کے ساتھ ملائیں یہ غذا ہر دوسرے تیسرے دن دیا کریں۔

سرسوں کے تیل میں کچھ لہسن ابالیں حتیٰ کہ لہسن کے جو زرد ہو جائیں۔ ٹھنڈا کر کے اس مرکب کو شیشی میں رکھ لیں۔ یہ عرق ہفتہ میں تین مرتبہ گلے پر ملیں اور ہر دوسرے دن ایک یا دو لہسن کے جو اس کے حلق میں اتار دیں۔ روزانہ گھنٹہ بھر جانور کو دھوپ میں بٹھائیں تاکہ بیمار مرغی کو خوب اچھی طرح سے دھوپ لگ سکے۔ اس بیماری کو گو بعض زکام سمجھتے ہیں لیکن یہ مرغیوں کا ہیضہ ہے اور بہت مہلک ہے۔ مرغی پانی سا دست کرتی ہے جس کا نشان بعد میں زمین پر سفید چونا سا رہ جاتا ہے اور مرنے سے پہلے چونچ سے پانی جاری ہو جاتا ہے کاؤلائن Kaoline ایک چمچہ پانی میں ملا کے پہلے دن گھنٹہ گھنٹہ بعد دیں۔ یا ٹنکچر کمفر کا ایک قطرہ شیرے میں یا روٹی کی گولی میں لگا کے اس کے گلے سے نیچے اتار دیں۔ اگر مرغی مر جائے تو اسے جلد جلا یا دفن کر دینا چاہئیے۔ پانی میں پینے کو پوٹاشیم پرمنگنٹ کے چند دانے ڈال دیا کریں

اس بیماری نے یہاں گڑگانوہ میں سینکڑوں مرغیاں چند روز میں مار ڈالیں۔ مرغی صبح کو بیمار ہوتی تھی اور شام کو مر جاتی تھی۔

جلد کی نگہداشت فرانسیسی عورتوں کے چہروں پر بہت دیر میں شکنیں آتی ہیں۔ ان کے مقابلہ میں انگریزی عورتوں کے چہروں پر جلد جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ اس کا سبب طبیعت پر ضبط رکھنا ہے۔ جو جلد گھبرا جاتی ہیں یا جو ذرا ذرا سی بات پر دل میں ایک کریدسی پیدا کر لیتی ہیں ان کے چہرے جلد شکن دار ہو جاتے ہیں۔ طبیعت میں صبر و سکون پیدا کیجئے اور پھر اس کا اثر دیکھئے۔ فرانسیسی عورتیں اپنے جوان چہروں کا باعث روغن زیتون کا کھانا کھانے

میں باقاعدہ استعمال کرنا بناتی ہیں۔ روزانہ ایک چمچہ روغن زیتون استعمال کرنا جلد کو صاف و ملائم اور شکنوں سے پاک رکھنے میں جادو کا کام کرتا ہے۔

کاٹن وول (نرم روئی) بہت گرم پانی کے گلاس میں جس میں نمک کی ایک چمچہ ملائی جائے ڈبوئیں اور شکن دار حصہ پر اتنا گرم جتنا برداشت ہو سکے لگائیں اور ۱۵ منٹ تک لگا رہنے دیں۔ کسی نرم تولیہ سے خشک کر کے مندرجہ ذیل کریم کی جگہ بنائی جا سکتی ہے استعمال کریں۔ روغن بادام خیرین ۲ ڈرام کوکو بٹر ۱ ڈرام لینولائن Lanoline ۱ ڈرام ۱ اونس گلیسرین ۲ ڈرام۔ کوکو بٹر اور لینولائن ایک کٹوریہ میں رکھ کے چولہے پر گرم پانی کر کے برتن میں دھر دیں۔ روغن بادام آہستہ آہستہ شامل کریں اور ملاتے جائیں۔ آخر میں گلیسرین ڈالیں۔ شیشہ کی ڈبیہ میں پگھلی ہوئی حالت میں ڈال دیں۔

ایک انڈے کی سفیدی خوب پھانٹیں اور سونے سے پہلے چہرہ پر لیپ کرلیں۔ آدھ گھنٹے تک اپنے چہرے کو سکون کی حالت میں رکھیں اور بعد میں ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں۔ اس سے شکنیں نظروں سے چھپ جاتی ہیں اور کسی دعوت یا جلسہ میں شریک ہونے سے پہلے یہ ترکیب کارآمد ہے لیکن ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ ایسا کریں۔

۱۴ چٹکی نمک پانی میں نمک کی ایک چمچہ گھولیں اور کھانے سے گھنٹہ بھر پہلے پی لیا کریں۔ گو یہ ناگوار معلوم ہوگا پہلے پہلے صرف ایک گلاس پئیں بعد میں مذکورہ بالا مقدار تک بڑھائیں۔ آخر میں تین گلاس انتہائی مقدار ہونی چاہئے۔ یہ چہرہ مہرہ نکھارتا ہے۔ یہ پانی آنتوں میں جذب نہیں ہوتا بلکہ جلدی سے ان سے گذر جاتا ہے اور ان کو دھو ڈالتا ہے ایک ہفتہ تک استعمال کر کے آپ اپنی آنکھوں اور جلد میں فرق دیکھ کر حیران رہ جائیں گی۔

اگر صبح کے وقت چائے کی بجائے سنگترہ کا عرق پئیں اور گل بابونہ Camomile flowers کا آب زلال رکھو لتے ہوئے پانی میں آٹھ پھول ڈال کے پانی نتھار لیں) رات کو سوتے ہوئے پی جائیں تو اس طریقہ کا پہلا عمل پورا ہو جاتا ہے۔ دوسرا عمل چہرہ کا لیپ ہے۔ سوتے وقت عمدہ صابن اور اچھے پانی سے چہرہ دھو کے لگائیں۔ عجیب اثر دکھائیگا۔ جو کا آٹا کڑوے بادام کے سفوف میں (دونوں نصف نصف چھٹانک) ملائیں۔ کسی گرم پانی کے برتن میں شہد کسی چیز میں رکھ کے پگھلائیں اور آٹے اور سفوف میں ملا کے لئی بنائیں گردن اور چہرہ پر موٹی تہ پھیلائیں۔ جتنی دیر ہو سکے لگا رہنے دیں۔ پھر گرم پانی سے اور اسکے بعد ٹھنڈے سے دھو ڈالیں۔

انڈے کی سفیدی اسقدر پھانٹیں کہ سخت ہو جائے۔ اس میں پھر دودھ آہستہ آہستہ ملائیں اور اس عرصہ میں برابر پھانٹتے رہیں۔ چہرہ پر پھیلا کے صبح کو ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں۔

ترکاریوں کے فوائد

سبز ترکاریوں میں بالخصوص کثرت سے ہوتا ہے جو نشاستہ والی غذاؤں اور گوشت کے پیدا کئے ہوئے تیزاب کا ازالہ کرتا ہے۔ اس طرح خون میں تیزابیت پیدا ہونے سے جو بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کو ترکاریاں روک دیتی ہیں۔

ترکاریوں کا فولادی جزو جسم میں قوت پیدا کرتا ہے۔ چونا ایل سی ام، ہڈی اور دانت بناتا ہے۔ فاسفورس نظام عصبی کو درست کرتا ہے اور پوٹاشیم نمک کے مانند پٹھوں کو تازہ کرتا ہے۔ طاقت بخش اجزا وٹامن ہے کہ تین ضروری کام یہ ہیں کہ ہم بیماری کا مقابلہ کر سکیں اعصاب کو تروتازہ اور خون کو صاف کر سکیں۔

تمہارے ہاتھ

لندن میں ایک بی بی ہیں جن کی عمر ۷۰ سال ہے لیکن ہاتھ ایسے نرم و نازک ہیں جیسے کسی ۲۰ سالہ عورت کے۔ وہ چھوٹے چھوٹے اور دلکش ہیں ان کی بناوٹ ملائم اور جلد سفید ہے حالانکہ یہ باغ کی کیاریاں اپنے ہاتھ سے بناتی اور پودوں کی خبرگیری کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرے ہاتھوں کی خوبصورتی کا راز ایک نفیس تیل لگا کے مالش کرنا ہے۔ کبھی کبھی سفید کرنیوالا لوشن لگاتی ہوں اور گرم پانی اور سرد ہوا سے ہاتھوں کو بچاتی ہوں۔ اگرچہ ۲۰ سال یا اس سے زیادہ عمر کی ہر لڑکی چہرہ کی کریم استعمال کرتی ہے لیکن ہاتھوں کی نگہداشت کوئی دل چلی ہی کرتی ہے

کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ گرم پانی عرق لیموں اور تیل کی کریم سے ہاتھوں کی مالش کرنی چاہئے۔ اگر ہاتھوں کی تیدی را ایسے دستانے جس میں انگلیاں نہ ہوں بلکہ اس میں پورا ہاتھ ایک ساتھ آجاتا ہو۔ اسے انگریزی میں مٹن **Mitten** کہتے ہیں، گھنٹہ بھر کے لئے روزانہ چڑھائی جائیں تو جلد ملائم ہو جاتی ہے۔ گھر کا کام کاج کرنیوالی بیبیاں جھاڑو بہارو کے وقت دستانے ضرور پہن لیا کریں کیونکہ رگڑ گرد و غبار اور میل کچیل ہاتھوں کو سخت کر دیتے ہیں۔

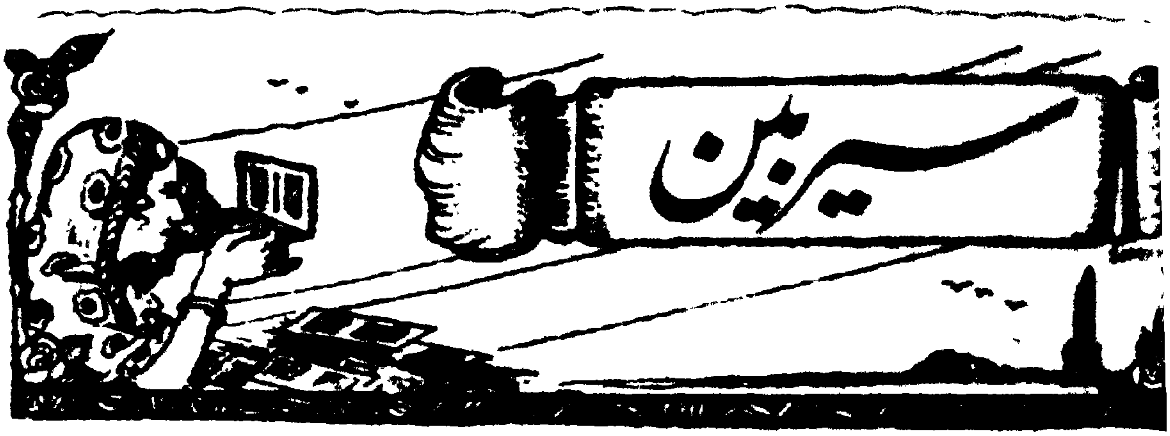
پھرتی کی ورزش

ورزش کا اصل مقصد یہ ہے کہ پٹھے باری باری پھیلیں اور سکڑیں۔ ان کے ساتھ ساتھ خون کی رگیں بھی پھیلتی اور سکڑتی ہیں۔ اس سے خون تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔ باری باری دباؤ اور ڈھیلا پن اس خون کی روانی میں بڑا مدد دیتا ہے۔ چونکہ رگوں میں ایک طرف کو کھلنے والے ڈھکنے لگے ہوتے ہیں اسلئے خون کی واپسی کا کوئی امکان نہیں۔ خون ایک ہی طرف دوڑتا رہتا ہے۔ اسلئے یقینی بات یہ ہے کہ خون آگے بڑھے گا اور نہ ہر ایک جگہ جمع نہ ہونے پائیں گے۔ مندرجہ ذیل ورزش سے کندھے گول نہ ہونے پائیں گے۔ اور سینہ ڈھیلا ہونے لگیگا۔

گھٹنے سیدھے اور انگلیوں کا رخ زمین کی طرف کرکے فرش پر گھٹنے ٹیکو۔ ہاتھ کی انگلیاں آگے کرکے ہتھیلیوں کے بل ٹھیک گھٹنوں کے پیچھے زمین پر ہاتھ رکھ دو۔ کہنیاں بالکل سیدھی رکھو۔ ہاتھوں کو فرش پر آہستہ آہستہ آگے کو اسقدر پھیلاؤ کہ عین سر کے پاس سے ہوتی ہوئی آگے کی طرف پوری طرح پھیل جائیں۔ چوتڑوں کو پیچھے کی طرف پوری طرح سے جاؤ اور ہاتھوں کو آگے کی طرف پوری طرح پھیلاؤ۔ حتیٰ کہ سینہ تقریباً فرش سے چھو جائے اور ساری کمر پر پھیلنے کا پورا اثر معلوم ہو۔ اب آہستہ آہستہ ہاتھوں کو فرش کے سہارے گھٹنوں کی طرف کھینچ لو۔ چوتڑوں کو پیچھے دھکیلو اور کمر کو گول کر کے جسم کو اٹھاؤ اور جسم اٹھتے وقت ہاتھوں کو فرش سے اٹھنے دو۔ کمر کو سیدھی کرو۔ گردن اور سر کو بعد میں سیدھا کرو۔ حتیٰ کہ ایڑیوں کے بل بیٹھنے کی حالت میں آجاؤ۔

خانگی ٹوٹکے۔ عرق لیموں اور سفید نمک میں ملا کے لئی سی بنالیں۔ صاف کرنے والے ملائم چہرہ کے ٹکڑے سے ہاتھ

(باقی دیکھئے صفحہ ۴۹۳ کالم ۲ پر)



اصحاب کی لاشیں

ساحل دجلہ پر دو اصحاب حضرت حذیفہؓ و حضرت عبداللہ بن جابرؓ کا مقبرہ بنے ہوئے ہیں چونکہ اب دریا نے اپنا رویہ تبدیل کرنا شروع کر دیا اور ان مقبروں کے بہ جانے کا اندیشہ ہوا اس کا فیصلہ ہوا کہ ان کی قبریں کھود کے ان کی لاشیں حضرت سلمان فارسیؓ کے قریب دفن کر دی جائیں۔ ہزاروں آدمی جمع ہوگئے۔ لاشیں برآمد ہوئیں۔ جوں کی توں موجود تھیں۔ صرف کفن میلا ہو گیا تھا اور جلد پر نمی کا اثر تھا۔ تیرہ سو برس کے بعد لاشوں کا بعینہٖ برآمد ہونا بڑی کرامت ہے۔

پنجاب میں تعلیم نسواں

سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء میں پنجاب میں لڑکیوں کی تعلیم پر مالی مشکلات کے باوجود ۱۰،۱۵،۵۲۴ روپیہ صرف ہوا۔ زنانہ مدرسوں میں ۵۹۴ کا اضافہ ہوا جن میں ۴۴ مستند قرار پائے۔ ان مدرسوں کی طالبات کی تعداد ۱۰۴۳۰۱ تک بڑھ گئی۔ گویا اس سال ۱۰۱۵۵ کا اضافہ ہوا۔ پانچویں سے دسویں جماعت تک طالبات کی تعداد میں ۵۰۰۴ کا اضافہ ہوا۔ اس لحاظ سے لاہور کی کمشنری اول درجہ پر ہے جہاں زنانہ مدرسے ۹۷۴ ہیں اور طالبات ۲۳۷۴۴۔ راولپنڈی دوسرے درجہ پر جہاں مدارس و مدرسات بالترتیب ۴۰۴ اور ۲۲۱۹۶ ہیں۔ ملتان اور جالندھر کی کمشنریوں میں ہر ایک کے ۴۲۰ مدرسوں میں لڑکیوں کی تعداد ۲۳۰۰۰ سے زیادہ ہے۔ انبالہ میں ان کی تعداد ۱۶۷۹۳ ہے اور مدرسے ۲۱۲ ہیں۔ ابتدائی تعلیم کے معاملہ میں صرف جہلم میں بعض مدرسوں میں لڑکے اور لڑکیاں یکجا تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن یہ شکل ہرگز گاؤں کی طرح مستقل نہ ہوگی۔ صوبہ پنجاب کے ڈائرکٹر تعلیمات اس یکجا تعلیم کو بڑے لڑکے لڑکیوں کے لئے مفید نہیں قرار دیتے کیونکہ شرم کم کرتی و مستورانہ جذبات ترقی نہیں کرتے۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں ۲۵۱ لڑکیاں انٹرنس میں شریک ہوئیں جن میں ۱۱۷ کامیاب ہوئیں۔

نومسلم باپ اصلی ولی

راولپنڈی میں ایک ہندو مسلمان ہوگیا اس نے اپنے لڑکے کو بھی مسلمان کر لیا۔ ایک مرتبہ دادا پوتے کو لے کے گھر گیا۔ دادا نے سکھا پڑھا کے راضی کر لیا تاکہ وہ دوبارہ

ہندو ہو جائے۔ اس نے عدالت ضلع میں لڑکے کے ولی بننے کی درخواست دی۔ عدالت نے وہ نامنظور کر دی۔ عدالت عالیہ لاہور نے اپیل پر قرار دیا کہ باپ لڑکے کا اصل ولی ہے۔ اس کا مذہب تبدیل کر لینا اس کے ولی نہ رہنے کے لئے کوئی وجہ نہیں۔

بے حیائی کی انتہا برٹش کولمبیا میں بہت سے مرد اور عورت مادر زاد ننگے ہو کے بازار میں نکل آئے جنہوں نے انہیں شرم دلائی تو انہیں اُلٹا جواب یہ دیا کہ ہمیں تو شرم نہیں آتی۔ تمہیں آتی ہے تو آیا کرے۔ پولس نے پہلے تو ان کے بدنوں پر ایسی دوا چھڑکی جس سے انہیں کھجلی معلوم ہوتی۔ انہوں نے کھجا کھجا کے بدن نوچ ڈالا۔ لیکن کپڑے نہ پہنے آخر انہیں جیلخانہ میں ڈالا گیا۔ ان میں سے ۴۰ مردوں کو ۳-۲ سال کی قید کا حکم لگا ہے۔ ۳۴ عورتوں پر ابھی مقدمہ چل رہا ہے۔ وہاں بھی ان کی یہی کیفیت ہے۔ ان کی تعداد وہاں ایک سو ستر ہے۔ ایک دوسری جگہ پٹرونیہ کے نزدیک ببرسہ میں ایک غار میں کچھ ننگے مرد و عورت ہیں جو اپنے آپ کو معصوم کہتے ہیں خوب روشنی کر کے کچھ مراسم انجام دے رہے تھے کہ پولس وہاں پہنچی۔ یہ لوگ باہر نکل کر پولس پر جھپٹے۔ پولس کو گولی چلانی پڑی۔ جس سے دو مر گئے اور کچھ سخت زخمی ہوئے۔ باقی گروہ معصوم" غار میں واپس چلا گیا اور باہر نکلنے کا نام نہیں لیا۔ یہ لوگ ننگے پھرنے کے عادی ہیں۔

پرندوں میں غیرت پردمہ کے نزدیک ایک گاؤں میں لق لق کا ایک جوڑا اپنے پرانے گھونسلے میں جو ایک شخص محمد آفندی کے مکان پر بنا ہوا تھا واپس آیا۔ اس جوڑے نے انڈے دئے ایک چھوٹے سے بچے نے ایک بیرو کا انڈا رکھ دیا اور لق لق کا انڈا اٹھا لیا۔ بچے نکل آئے۔ دونوں کو شبہ بھی نہ ہوا۔ ایک دن نر نے گھونسلے میں آکے دیکھا اور غیر جنس بچہ کو دیکھ کے مادہ سے تکرار شروع کی۔ مادہ کا طرز ایسا تھا کہ گویا زور سے بیگناہی ظاہر کر رہی ہے۔ نر لق لق اُڑ کے شہر کے متعلقوں کو بلا لایا۔ وہ سب گھونسلے میں آکے بچہ کو دیکھ کے آسمان میں اُڑ گئے۔ اور وہاں ان میں ایسی چیں پیں ہوئی گویا بحث ہو رہی ہے۔ آخر آدھ گھنٹہ کے بعد نر و دو اور متعلقوں کو لے کے گھونسلے میں اترا اور مادہ کو اس طرح مار ڈالا گویا یہ ایک پاک فرض تھا۔ بعد میں نر نے وہ اجنبی بچہ زمین پر آہستہ سے چھوڑ دیا۔ گویا مادہ کو بیوفائی کے جرم میں قتل کی سزا دی گئی۔ جب لوگوں کو اصل حالات معلوم ہوئے تو انہیں بڑا افسوس ہوا۔ اس وقت یہ سارا قصہ کھلا کہ یہ ایک بچہ کی بیوقوفی کا نتیجہ تھا۔

خیار بلوغ ایک ۱۶ سال آٹھ ماہ کی لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا دعوی کیا۔ پہلی عدالت نے اسے ڈگری دیدی۔ لیکن عدالت اپیل نے یہ ڈگری منسوخ کر دی۔ کیونکہ لڑکی کی عمر اسوقت ۱۵ سال کی تھی اور اُس نے بالغ ہونے کے فوراً ہی بعد دعوئے تنسیخ نکاح نہیں کیا بلکہ ۱۸ ماہ گزر جانے دئے۔ اپیل ثانی پر عدالت عالیہ لاہور نے لڑکی کی ڈگری بحال کر دی اور قرار دیا کہ جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ لڑکی کو اپنے نکاح اور

اس کے منسوخ کرنے کے اختیار کا علم تھا کتنا ہی زمانہ گذر جائے اس کا حق زائل نہیں ہوتا۔

امریکہ میں ہندوستانی معلمہ

مختلف بڑی یونیورسٹیوں میں استادوں کے باہم تبادلہ کا مسئلہ ایک زمانہ تعلیم کے عرصہ سے زیر غور ہے۔ لیکن سرمایہ کی کمی اس کی تکمیل میں رکاوٹ ثابت ہو رہی ہے۔ لکھنؤ کے زنانہ کالج کی پروفیسر کو ہنا کرس تھلا مس پالم نے اپنا تبادلہ ڈاکٹر مس آسٹن پروفیسر علم حیوانات مساچٹ امریکہ سے باہمی امتحانوں سے ایک سال کے لئے منظور کر لیا ہے۔ ان دونوں نے ایک ساتھ کولمبیا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی تھی۔ یہ پہلی ہندوستانی بی بی ہیں جو مغرب کی ایک بڑی یونیورسٹی میں معلمہ کے طور پر جا رہی ہیں۔ ڈاکٹر مذکورہ ۲۰ اپریل کو کلکتہ سے جہاز پر بیٹھیں گی اور برہما ملیشیا چین اور جاپان میں اپنی دوستوں سے ملتی ہوئی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گی۔

آسمان میں چھ میل

ایک ہوائی جہاز بنایا گیا ہے جو تیز رفتار سے پندرہ منٹ میں چار میل آسمان میں چڑھ جاتا ہے اور پھر دو میل اور اوپر جا کے یعنی زمین سے چھ میل اوپر رہ کے دو سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔ اس کی بخوبی جانچ کر لی گئی ہے اور رات کے وقت اڑنے والی مشین اس سے بہتر اب تک ایجاد نہیں ہوئی۔ اس کے نیچے بازو میں ایک گاڑی میں بمب بھرے جا سکتے ہیں اور دو مشین گن اور توپ اس پر چڑھائی جا سکتی ہیں یہ توپیں خود بخود چلتی ہیں۔

زمین سے چار میل اوپر سرد اور رقیق ہوا ملتی ہے اس کے مقابلہ کے لئے ایک بجلی کا گرمی پہنچانے والا آلہ لگایا گیا ہے جو انجن چلانے والے کمرے کو گرم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ آکسیجن ہوا کا سانس لینے کا آلہ بھی ہے۔

لکڑی کا سکہ

موجودہ اقتصادی پستی کا امریکہ پر بھی بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ سالانہ میزانیہ میں تبادلہ کی موجودہ رفتار سے جولائی تک اسی کروڑ پونڈ کا گھاٹا پڑنے کا اندیشہ ہے اس وقت تک اقتصادی حالت کی وجہ سے کئی ہزار بنک بند ہو چکے ہیں۔ ٹینیو شہر میں لکڑی کا سکہ رائج ہو گیا ہے۔ اس شہر کا بنک بند ہو گیا۔ اور کاروبار میں سخت انتشار واقع ہوا۔ روپیہ مفقود ہو گیا اسلئے لکڑی کا سکہ جاری کرنا پڑا۔ ایوان تجارت نے اس سکہ کی ضمانت اپنے سر لی ہے۔ یہ بیباقی کی کارروائی کے دوران میں اور بنک کے دوبارہ جاری ہونے کے چھ ماہ بعد تک کھرا سمجھا جاتا رہیگا ۴۳۳۲۲ ہزار روپے کی قیمت کا سکہ جاری ہوا۔ جس میں سے اس کا پانچواں حصہ لکڑی کا ہے۔ باقی کاغذ کے۔ یہ برطانوی خزانہ کے نوٹ کے برابر ہے۔ چیڑ کی قسم کی نفیس لکڑی سے نہایت باریک دو تہیں کاٹ کر ان کے بیچ میں کاغذ رکھ کے جوڑ دیا گیا ہے۔ وہ کاغذ کے لفافہ سے زیادہ وزنی نہیں۔ چیڑ کا یہ درخت اس ضلع میں ہوتا ہے اور اس کی باریک ترین تہیں تراشنے کا فن وہاں خوب رائج ہے۔ یہ سکہ اس بنک کی اور ریاستوں میں ۵۰ فیصدی تک جا چکا ہے سنہ ۱۹۳۰ء میں جرمنی کے بہت سے شہروں نے کانچ چینی المونیم جست اور لوہے کے سکے جاری کئے تھے۔ سنہ ۱۹۳۱ء

میں گینٹ نے روبے کا سکہ جاری کیا اور ۱۹۱۹ء میں اٹلی نے بھی اسکی تقلید کی۔

روس کی پہلوان عورتیں

دنیا میں ہر جگہ اب تک عورتوں کا اصل مقام گھر سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن روس میں عورتوں کی حالت بالکل جداگانہ ہے۔ کھیتوں کارخانوں پولس فوج وغیرہ میں عورتیں نظر آتی ہیں۔ لاکھوں عورتوں کو فوجی سپاہیوں کی طرح تربیت دی جا رہی ہے۔ بہت سی افسر اور جرنیل ہیں۔ لاکھوں انجن بناتی ہیں لکڑیاں کاٹتی ہیں۔ کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ جج سائنسدان اور انجینیر ہیں۔ بالشویک انقلاب کے خلاف موت کے لشکر نے بڑا کام کیا تھا۔ اس میں عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ ۲ کروڑ دس لاکھ عورتیں محفوظ فوج کی طرح رکھی گئی ہیں۔ انہیں زہریلی گیسوں اور ہوائی حملوں کی مدافعت کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔

فوج کے علاوہ صنعت وحرفت کی پہلوان عورتیں بھی قابل ذکر ہیں۔ چونکہ حکومت نے اپنی پانچ سالہ تدبیر کو کامیاب کرنا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ پانچ سال تک آبادی اسقدر محنت کرے اور اتنی چیزیں بنائے کہ دنیا کے بازار اس سے بھر جائیں اور دنیا کی صنعت وحرفت روس کے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔ چونکہ مرد کافی نہ ملے اسلئے عورتوں نے یہ کمی پوری کی

کارخانوں میں عورتیں آہنی ہل چلاتی ہیں ۵ اسے ۱۸ سال تک کی لڑکیاں اتنی ہی عمر کے لڑکوں کے ساتھ کلوں سے کام کرنا سیکھ رہی ہیں۔ مکانوں کے بنانے میں عورتیں مردوں کے برابر حصہ لے رہی ہیں۔ ان عورتوں کا بیشتر حصہ مردوں کی طرح لمبا تڑنگا ہے۔ وہ پاجامے پہنتی اور مردوں کے سے بہت چھوٹے چھوٹے بال رکھتی ہیں اور ان میں اور مردوں میں تمیز مشکل ہے۔

آرچینگل کے قریب آدھے آرہ کش عورتیں ہیں۔ وہ درختوں پر نشان لگا کے انہیں گراتی ہیں۔ مرد انہیں اٹھا کے لیجاتے ہیں۔ ان کے پاجامے اور بوٹ دیکھنے کے قابل ہیں۔ گھگری انہیں تکلیف دیتی ہے۔ خاصکر اس وقت جب درخت گرتا ہے اسوقت بھاگتے وقت بہت سی عورتیں موت سے بال بال بچتی ہیں۔ لیکن آرہ کش اسے پہننے پر مصر ہیں۔
کھیتوں میں وہ مردوں سے زیادہ کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔

ٹیلیفون کا سانحہ

ایک نوجوان عورت لامنس (فرانس) اپنے گھر سے اپنے شوہر کے ساتھ بات کر رہی تھی کہ شوہر نے مکان گرنے کی آواز سنی اور پھر سناٹا چھا گیا۔ بارش زور شور سے ہونے کی وجہ سے بہت سے مکانوں کے نیچے سے زمین کمزور ہو کے نکل گئی تھی۔ اس مکان کے ساتھ بھی ایسا ہی پیش آیا۔ شوہر دوڑا ہوا گھر آیا۔ دیکھا۔ گھر اینٹوں کا ڈھیر ہے۔ جس کے نیچے بیوی مدفون ہے۔ وہ دن بھر رات بھر اس جگہ دیکھ بھال میں رہا۔ اگلے دن وہ بیوی کی آواز سن کے بہت ہی خوش ہوا۔ میں ابھی زندہ ہوں۔ میرا شوہر کہاں ہے؟ لوگوں نے جلد جلد اس مقام پر کھدائی شروع کی اور راستہ بنا کے اسے باہر نکالا۔ ۱۸ گھنٹے مدفون رہنے کے باوجود اسے چوٹ بہت کم لگی۔

ہوائی محبت ۔ مسٹر مالی سن نے انگلستان سے کیپ ٹاؤن (افریقہ) تک ہوائی جہاز کرکے دوسرے دن کو مات دی۔ اس کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے اس کے بعد بھی دو فرنسیسی ہوائی جہاز رانوں نے اس سفر کو ۳ دن اور ۱۹ گھنٹوں میں پورا کرکے اس سے بازی جیت لی ہے۔ جب مالی سن کیپ ٹاؤن پہنچا تھا تو اسکی بری حالت تھی اسوقت جو گروہ وہاں موجود تھا اس میں مس ایمی مشہور ہوائی جہازراں بھی تھی۔ اس نے گرمجوشی سے اس سے کہا تھا کہ تم تو بہت ہی چھوٹ ہو۔ اس کے بعد ہی اخباروں میں خبر تھی کہ ایلیسن اور ایمی دونوں بحر اوقیانوس پر ایک ساتھ پرواز کرنا چاہتے ہیں لیکن بعد میں اس خبر کی تردید کردی گئی۔ مس ایمی وہ لڑکی ہے جو انگلستان سے آسٹریلیا تک ۲۰ دن میں اڑ کے گئی تھی اور دنیا کو اس کارنامہ سے حیرت زدہ کردیا تھا اب اسکی عمر ۲۴ سال ہے۔ ایک مشہور اخبار نے اسے دس ہزار پونڈ انعام دیا تھا۔ اب خبر ہے کہ ایلیسن اور مس ایمی کی شادی ہونیوالی ہے حالانکہ مالی سن نے پرواز کرنے سے خفیہ طور سے ایک اور لڑکی سے نسبت کرلی تھی۔

پھلجھڑیاں انگلستان میں ایک عورت مری جب پولیس اس کے مکان کی چیزوں کی فہرست بنانے گئی اس کے چیتھڑوں میں کئی ہزار پونڈ کے نوٹ نکل پڑے۔ اس کے برتنوں میں بہت نوٹ پونڈ اور شلنگ اتنے نکلے کہ ان سب کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہوگئی۔ یہ عورت بھیک پر گذارہ کرتی تھی اور الگ تھلگ رہتی تھی مگر اس کے گھر میں نوٹ اور پونڈ اس طرح بکھرے ہوئے تھے کہ چوہے انہیں لیجاتے تھے اور اپنے سوتے تھے۔ اسوقت دنیا میں ساڑھے لاکھ جو زبانیں مختلف ہیں۔ قوموں اور پیشوں میں گنی ہوئی ہیں ۱۹۳۱ء میں انکی تعداد ۴۲ لاکھ تھی۔ فرانس میں ایک صنعتی مقام چیلونس سرسون میں یکایک اس قدر مینڈک نمودار ہوئے کہ کارخانہ بند ہوگیا پانی کے مٹکوں کلوں برتنوں چھینکوں وغیرہ میں لاکھوں مینڈک بھرے ہوئے تھے۔

برلن کے ایک شفاخانہ میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا قد ۲½ انچ اور وزن آدھ سیر ہے۔ امریکہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو اپنا رشتہ دار بتا کے دوسرے شخص سے شادی کردی اور اس کے بدلہ میں ۵ ہزار ڈالر لے لئے۔ نئے خاوند نے پہلے خاوند کو اپنے ہی مکان میں رہنے کی اجازت دیدی لیکن تین ہفتہ بعد وہ دونوں فرار ہوگئے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی اور اب وہ دونوں جیلخانہ میں ہیں اور ان پر مقدمہ چل رہا ہے۔ دنیا میں اسوقت ۳۳۶۰۰۰۶۹۹ مسلمان ہیں سب سے زیادہ افریقہ میں آباد ہیں۔

پچاس سال سے زیادہ محبت کرنے کے بعد مس لیلن جنسن عمر ۷۰ سال اور مسٹر سپنسر عمر ۷۹ سال کی شادی اب پلائی متھ (انگلستان) میں ہوئی ہے۔ ایک شخص نے شرط لگا کے پیٹرول پی لیا اور بازی جیت گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے سگرٹ پینے کی ضرورت ہوئی، اسے پیٹرول کا خیال بھی نہ رہا۔ دیا سلائی جلا کر منہ تک لے ہی گیا تھا کہ پیٹرول نے آگ پکڑلی اور اس کے اندر جا پہنچی اور وہ سیکنڈوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

لندن میں ایک شخص موٹر میں جا رہا تھا آنکھ میں ایک تنکا آ پڑا۔ اسنے ہاتھ سے آنکھ کو ملا کہ وہ نکلجائے اتنے میں موٹر بے قابو ہوگئی اور درخت سے جا ٹکرائی وہ شخص وہیں مرگیا۔ اسی قسم کی اچانک موت ایک اور شخص کو پیش آگئی وہ اپنے کھیت میں دو دانتوں سے ایک لکڑ چیر رہا تھا ایک خچر پاس ہی چر رہا تھا وہ بدک گیا اور اس نے لاتیں چلانی شروع کیں۔ ایک لات لکڑی میں لگی جس سے تانا نکل گیا اور اس شخص کے ہاتھ لکڑی کے تختوں کے بیچ میں آگیا اور ٹوٹ گیا۔ خون اس قدر نکلا کہ وہیں مرگیا۔

ایک جرمن نے ساٹھ سال تک ۲۵ بڑے سگار روزانہ پئے۔ اسکے اندازہ کے مطابق اس نے ایک لاکھ روپیہ کا تمباکو پیا اور زندگی کے دس ہزار گھنٹے تمباکو نوشی کی نذر کئے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ سگار پینے میں وہ مزا ہے جو بیوی کی باتوں میں بھی نہیں۔

پنجاب کی مردم شماری سے معلوم ہوا کہ ہر مذہب میں مردوں کے مقابلہ میں عورتیں کم ہیں۔ مسلمانوں میں ۸۱۶۳۸۳۰۱ مرد ہیں اور ۶۸۱۳۵۱۳ عورتیں ہیں۔

محمد ظفر



میں نہایت خوشی اور مسرت کیساتھ اپنی عصمتی بہنوں کو یہ خوشخبری سناتی ہوں کہ میرے پیارے بھائی شیخ اختر حسین سلمہٗ کی شادی خانہ آبادی بتاریخ یکم مئی بروز اتوار جناب شیخ ریاست علی صاحب رئیس اعظم قصبہ مون ضلع بارہ بنکی کی دختر نیک اختر کیساتھ خدا کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی انجام پائی۔ اس خوشی میں ۲ روپیہ کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات کے لئے ارسال ہے دولہن کو سسرال سے اختر دولہن کا خطاب ملا ہے عصمتی بہنیں دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ طرفین کے لئے برکتوں اور راحتوں کا خزانہ ثابت ہو براہ مہربانی کوئی بہن یا بھائی قطعہ تاریخ شادی لکھکر بذریعہ عصمت مجھے ممنون فرمائیں۔ مسز فخر عالم۔ دختر خان بہادر شیخ مہدی حسین۔ فیض آباد

میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ مطلع کرتی ہوں کہ میری والدہ صاحبہ مرحومہ ہم سب بہن بھائیوں کو روتا پیٹتا چھوڑ کر پہلی تاریخ کو ساڑھے گیارہ بجے شب کو انتقال کیا۔ خدا مرحومہ کو جنت الفردوس عطا کرے اور ہم لوگوں کو صبر دے، مرحومہ عصمت کی بہت قدردان تھیں والدہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے یتیم بچیوں کے واسطے ۵ روپیہ میری جانب سے اور پانچ روپے میری بڑی ہمشیرہ زبیدہ بیگم کی جانب سے روانہ خدمت ہیں اور یتیم بچیوں کے لے دو جوڑہ کپڑے ۲ جوڑہ جوتیاں۔ شاعرہ بہنوں میں سے کوئی تکلیف گوارا فرما کر قطعہ تاریخ لکھدیں ممنون ہونگی احمدی بیگم بنگلور

یقیناً عصمتی بہنیں یہ خبر نہایت مسرت سے سنیں گی کہ عصمت کی مشہور مضمون نگار میری آپا محترمہ گ۔ ل صاحبہ بنت ڈاکٹر شیخ ابوالفضل صاحب ایڈوکیٹ کپورتھلہ کی شادی خانہ آبادی ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ مسٹر شیخ عطاء اللہ سینیر ای سی جی راولپنڈی کے ساتھ مورخہ ۹ اپریل ۳۲ء کو بخیر و خوبی انجام پائی دولہا بھائی نہایت شریف النفس اور با اخلاق اعلیٰ قابلیت کے شخص ہیں عصمتی بہنیں دعا فرمائیں کہ خداوند کریم میری آپا کو اس نئی زندگی میں قدم رکھنا مبارک کرے۔ آمین۔

ایس کے بنت ڈاکٹر شیخ ابوالفضل کپورتھلہ

میں نہایت مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میرے بھائی سید محمد صالح رضوی نے یکم اپریل ۳۲ء کو مدراس سے آنکھوں کے علاج کے امتحان میں ایل او کی ڈگری نہایت کامیابی سے حاصل کی تمام ہندوستان بھر میں یہ پہلے مسلمان ہیں جنکو یہ ڈگری ملی ہے بیگم سید مظفر حسین جعفری اکبرآبادی

اگر کوئی بہن یا بھائی بلغم کے دفعیہ کے علاج سے واقف ہوں، تو ذریعہ پرچہ اطلاع دیں۔ میری والدہ صاحبہ کو عرصہ تین برس سے بلغم کی شکایت ہوگئی ہے جس کے باعث ہر معمولی کام کرنے میں تکلیف محسوس کرتی ہیں جنکو ایسا علاج معلوم کرنا ہے جو آزمودہ ہو اگر کوئی دوا پیٹنٹ ہو تو اس کی بھی اطلاع دیں، مسز سید خورشید حسن بلگرامی، حسن گنج

میرے عرصہ سے بہت سے گوشت خورہ جسکو انگریزی زبان میں پائیریا کہتے ہیں کے علاج کئے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اکثر مسوڑوں سے خون آتا ہے۔ نہ تو کوئی خاص درد ہے، اور نہ دانت ہلتے ہیں۔ کوئی بہن یا بھائی آزمودہ نسخہ یا مفید اخبار کے ذریعہ مطلع کریں تا عمر احسان نہ بھولوں گی۔ ویسے میرے دانت سفید ہیں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ ایک خریدار، از چکوال،

یہ معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ جناب پطرس۔ جناب مبروق۔ مولوی محفوظ علی۔ مسٹر ظفر علی خاں۔ مسٹر شوکت علی کے ظریفانہ مضامین کا مجموعہ یا انکی ظریفانہ کتابیں کہاں سے اور کس کس قیمت پر دستیاب ہو سکتی ہیں، اور ان سے بھی بہتر ظرافت نگار کون کون صاحب تھے اور ان کی کتابیں کہاں سے ملیں گی، کوئی بہن بذریعہ عصمت اس سے اطلاع دیں

راقمہ س۔ ب

رسالہ عصمت ماہ اپریل ۳۲ء میں ایک بہن صاحبہ نے رنگ صاف کرنے کی دوا دریافت فرمائی ہے ان کے لئے یہ آزمودہ نسخہ لکھتی ہوں نارنگی کے چھلکے دو تولہ، حسن یوسف دو تولہ۔ ویسلین اصلی بلانو بتولہ

بہ مدد ملتی ہیں۔ ترکیب: نارنگی کے چھلکے سایہ میں خشک کرکے بہت باریک پیس کر باریک ململ کے کپڑے میں چھان لیجئے۔ اور پھر بیسن پوست کو بھی بہت باریک کپڑے میں چھان لیجئے اور دونوں میں پانی ملائیے کہ گاڑھا سا لیپ ہو جائے۔ روزانہ صبح کے وقت پہلے پیرز سوپ سے منہ دھویا جائے، پھر تمام چہرہ پر وہ لیپ کے مانند لگا دی جائے اور ایک گھنٹہ تک بدستور منہ پر لگا رہنے دیں۔ جب لیپ سوکھ جائے تو ایک گھنٹہ بعد اسکو اوبٹنے کی طرح ملے جب تمام بتیاں چہرہ سے اتر جائیں تو دوبارہ پیرز سوپ سے منہ دھو ڈالئے چہرہ بالکل صاف ہو جائیگا۔ تمام سیاہی دھبہ وغیرہ جو کچھ بھی ہوں گے بہت جلد چھوٹ جائیں گے۔ ایک مہینہ تک روزانہ استعمال کرکے دیکھئے۔ فائدہ ہونے پر بذریعہ عصمت مطلع کیجئے۔ نوٹ: یہ دوا میری ہمشیرہ کی خاص آزمودہ ہے اشتہاری نہیں۔ اطمینان رکھئے۔

خاکسار رحیمہ نکہت، بنت سید الطاف حسین اٹاوہ

ماہ مئی کے پرچہ میں بیگم محمود احمد صاحب جعفری اکاونٹنٹ متھرا لکھتی ہیں کہ میرے دانت ہلنے لگے چنانچہ اس کے جواب میں میں ایک نہایت فائدہ مند نسخہ خاص آپ کے لئے تحریر کرتی ہوں۔ ایک تولہ سرس کو تھوڑے پانی میں پکائیں اور ٹھنڈا کرکے ایک سینک سے تمام دانتوں کی جڑوں کو لگائیں۔ انشاءاللہ دانت ایسے جمیں گے کہ کبھی اکھڑیں گے

امیر فاطمہ آگرہ

اختری خاتون صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ تھوڑا خشک آملہ کو پانی میں بھگو کے دوپہر کے وقت سر پر لگائیں، پانچ چھ روز استعمال کرکے دیکھیں انشاءاللہ بہت فائدہ ہوگا۔ ناک میں گائے کا گھی اور بھیڑ کی چربی دینا بھی مفید ہے جسوقت ناک سے خون جانے لگے اسوقت سر پر باسی پانی ڈالنا چاہئے اور ناک میں سڑکنا چاہئے، پلنگ پر لیٹئے، سر تھوڑا سا لٹکا دیجئے اور مٹی کے ڈھیلے کو پانی سے تر کرکے سونگھئے۔ یہ سب میرا آزمودہ ہے

بنت مولوی فضل الرحمٰن آرہ

جناب سید عاشق حسین صاحب کو واضح ہو کہ پہلے کھدر کے کپڑے سے پاؤں کے تلووں کو خوب رگڑیں، بعدہ سرسوں کا خالص تیل لگا کر ہاتھ پاؤں کو ٹھنڈے پانی میں رکھیں دو تین روز میں فائدہ معلوم ہوگا۔ میرا اپنا آزمودہ ہے۔

محترمہ بہن حمیدالنساء صاحبہ آپ تلوں کا تیل نیم گرم کرکے اپنے کندھے پر خوب زور سے مالش کریں۔ بعد ازاں پرانی روئی درد کی جگہ پر باندھ دیں گھر سے نکلتے وقت ہوا کا خیال رکھیں۔ دوپہر کے وقت ٹنکچر بھی لگایا کریں۔ نیز بادی اور ترش اشیا سے پرہیز۔

(بقیہ صفحہ ۵۰۴ پر)

نئی کتابیں

مشرقی مغربی کھانے

عصمتی دسترخوان کو جو مقبولیت حاصل ہوئی کھانے پکانے کی غالباً کسی اور کتاب کو ہندوستان میں حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ اس کتاب کی تیاری میں ہندوستان کے قریب قریب ہر صوبہ کی معزز خواتین نے حصہ لیا اور ہر ترکیب تجربہ کرنے کے بعد لکھی اور یہ خیال رکھا کہ درستی میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ چھ ماہ کی مسلسل محنت اور سینکڑوں روپیہ خرچ کرکے جب یہ کتاب شائع ہوئی اور اسکی خوبیاں خواتین کے سامنے آئیں تو اس کے دوسرے حصے "مشرقی مغربی کھانے" کو جلد سے جلد شائع کرنے کا ہر طرف سے تقاضا ہونے لگا اور دو سال میں سینکڑوں فرمائشیں مشرقی مغربی کھانے کی موصول ہوئیں۔ ہم چاہتے تھے کہ دوسرا حصے کی تیاری میں خواہ کتنا ہی وقت صرف ہو اور کتنا ہی روپیہ اٹھ جائے مگر حصہ اول سے بھی بڑھا ہوا ہو۔ اور جہاں کھانوں کی ہر ترکیب نئی ہو وہاں اس کے مضامین بھی بے انتہا مفید اور کارآمد ہوں۔ الحمدللہ بڑی حد تک اس کوشش میں ہمیں کامیابی ہوئی اور دو سال کے بعد آج ہم اعلان کرتے ہیں کہ عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ مشرقی مغربی کھانے بھی تیار ہے۔

اس کتاب میں ۹۶ صفحوں کے مضامین ہیں جو کھانے پکانے کے مختلف پہلوؤں پر نہایت قابلیت کے ساتھ ہندوستانی اور یورپین خواتین نے لکھے ہیں۔ سب سے پہلے علم غذا کے متعلق محترمہ فاطمہ ستار خیری کا جو جرمن خاتون ہیں فاضلانہ مضمون ہے۔ پھر انسانی خوراک کے متعلق ایک اور مفید مضمون ہے۔ پھر چھوٹے چھوٹے مضامین ہدایات ہیں جنکا ہر بہن کی نظر سے گذرنا ضروری ہے چند عنوانات یہ ہیں۔ پکانے کے اصول، کھانے کے اصول۔ باورچی خانہ کیسا ہونا چاہئے، باورچی خانہ کے متعلق ضروری ہدایتیں۔ کچی سبزی، سبزی پکانا۔ ترکاریوں کی حفاظت ترکاریوں کے خواص، پھلوں کے فائدے۔ کون کون سے کھانے ایک ساتھ کھانے سے نقصان ہوتا ہے۔ کونسی غذا کتنی دیر میں ہضم ہوتی ہے اناج رکھنے کا صندوق، کھانوں کی حفاظت، نعمت خانہ، کھانے کا کمرہ ایرانی دعوت، مغربی باورچی خانے، برتنوں کا استعمال، باورچی خانہ کے متعلق یاد رکھنے کی باتیں، صفحہ ۹۷ سے کھانوں کی ترکیبیں شروع

ہوتی ہیں عصمتی دسترخوان حصہ اول کی یہ خصوصیت ہے کہ ایک ایک چیز کے تیار کرنے کی کئی کئی ترکیبیں ہیں۔ مشرقی مغربی کھانے میں بھی یہ خصوصیت ہے۔ مگر کوشش کی گئی ہے کہ تمام ترکیبیں نئی ہوں یعنی جو عصمتی دسترخوان میں یا اسی سلسلہ کی دوسری کتابوں ناشتہ، ہنڈکلیا، بچوں کے کھانے بیماروں کے کھانے، مذاقیہ کھانے، میں آگئی ہیں وہ اس میں نہیں ہیں، عصمتی دسترخوان میں مغربی کھانوں کی ترکیبیں کم ہیں مگر حصہ دوم میں جرمنی انگریزی روسی۔ فرانسیسی وغیرہ کھانوں کی کافی ترکیبیں ہیں اور سب نئی۔ ہمیں یقین ہے کہ عصمتی دسترخوان کی طرح یہ دوسرا حصہ مشرقی مغربی کھانے بھی خواتین میں بہت مقبول ہوگا۔ قیمت صرف ۲ روپے علاوہ محصولڈاک ملنے کا پتہ۔ دفتر عصمت دہلی۔

موتیوں کا کام

زنانہ دستکاری کی جو کتابیں دکروشیا کشیدہ وغیرہ کے متعلق دفتر عصمت سے شائع ہوئی ہیں خدا کا شکر ہے کہ وہ بھی خواتین کیلئے نہایت مفید ثابت ہوئیں۔ اور اب اس سلسلہ میں یہ پانچویں کتاب شائع کیجاتی ہے جسکا سال بھر سے عصمتی بہنوں کو انتظار تھا،

سب سے پہلے چار صفحوں میں موتیوں کے کام کے متعلق ضروری ہدایات لکھی ہیں جن سے ناتجربہ کار لڑکیاں بھی پورا پورا فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ اس کے بعد ترکیبیں شروع ہوتی ہیں۔ گلدستہ کشیدہ کی طرح اس کتاب میں بھی یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ہر نمونہ کے متعلق مفصل ترکیب ہو اور کوئی ضروری بات نہ رہ جائے، یہاں تک کہ ہر نمونہ کی ترکیب میں چیزوں کے رنگ تک لکھ دیئے گئے ہیں۔ جن نمونوں کے بنانے میں زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے ان کے متعلق نوٹ اور ہدایات علیحدہ ہیں، اور یہ ترکیبیں اور ہدایتیں اس خوبی سے لکھی گئی ہیں کہ آسانی سمجھ میں آسکتی ہیں۔ صفحہ ۵۰ سے نمونے شروع ہوتے ہیں چودہ باب ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے،

باب ۱ فراک، بلاؤز، جمپر، کشن، میزپوش، رومال، دوپٹہ گریبان، وغیرہ کے لئے ہندوستانی انگریزی وضع کے پھول ۶۱ نمونے

باب ۲ فریم۔ بسم اللہ۔ اللہ اکبر۔ گڈ لک۔ چڑیا، طوطا، مور عصمت۔ چاند تارا۔ وغیرہ، ۱۴ نمونے

باب ۳ ۴۴ خوبصورت جھالریں۔ باب ۴ ۴۲ نفیس بیلیں باب ۵ کچھ اور جھالریں الرشن، باب ۶ جالیاں۔ باب ۷ عمدہ عمدہ ۴ بیلیں۔ باب ۸ و ۹ خوان پوش نکلس ہار وغیرہ کے ۱۰ نمونے باب ۱۰ کف آستین وغیرہ کے ۱ نمونے باب ۱۱ چند متفرق چیزیں جیسے ٹی کوزی، قلم دوات، گلاس پوش دچوڑی کا ڈبہ، سلیپر، لیمپ کے شیڈ ۱۰ نمونے باب ۱۲ ہینڈبیگ منی بیگ بٹوے ۹ نمونے باب ۱۳ موتیوں کے پردے چھ نمونے۔ باب ۱۴ پنکھے ۴ نمونے **کل نمونے ۲۰۶۔**

اس موضوع پر اس سے پہلے اردو میں کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب اس قدر کامیاب ہے کہ موتیوں کا کام کرنے میں اس سے بڑی مدد ملے گی، اور اس دستکاری کا شوق رکھنے والی بہنوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ کاغذ خوب دبیز، نقشے نہایت صاف خوبصورت۔ جرمنی کے ایک مشہور مصور سے بنوائے گئے ہیں۔ ضخامت پونے دوسو صفحے، بڑا سائز، رنگین بلاکوں کا ٹائٹل قیمت صرف دو روپے، ملنے کا پتہ۔ دفتر عصمت دہلی

نغمات موت

محترمہ مس حجاب اسمٰعیل کے مضامین عصمتی بہنیں اکثر ملاحظہ فرماتی رہتی ہیں، محترمہ موصوفہ نے اپنی والدہ مرحومہ محترمہ عباسی بیگم صاحبہ کی یاد میں جو مضامین گذشتہ تین سال میں لکھے تھے اور جو زنانہ و مردانہ رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں، نغمات موت کے عنوان سے ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت میں جمع کئے ہیں۔ محترمہ حجاب اسمٰعیل اس دور کی کامیاب انشاپرداز خواتین میں سے ہیں، ان کے انداز بیان کی دلکشی۔ اور ان کے شاعرانہ خیالات کی نزاکت و رفعت اس مجموعے میں پورے طور پر نمایاں ہے۔ جن دلوں پر اپنے عزیزوں کی جدائی کی چوٹ لگ چکی ہے، جو درد کی دولت بے بہا سے مالا مال ہیں کچھ وہی ان غمناک لطیف مضامین کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت صرف ۶ر

یہ بھی دفتر عصمت سے مل سکتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۰۰) ضروری ہے گھی کا استعمال بھی کسی قدر کم کردیں۔

محترمہ بنت الف سلطان صاحبہ اگر آپ کو جس وقت نیند آنے لگے ٹھنڈے پانی سے منہ دھولیں اور کوئی کام ایسا کرتی رہیں جس پر نیند غلبہ نہ پا سکے، مثلاً کوئی دلچسپ سی کتاب یا کوئی اور نیا مشغلہ جب نیند آنے لگے تو آپ ہرگز نہ سوئیں، دو تین روز کے بعد یہ عادت جاتی رہے گی،

مسز ایم چوہدری مبارک علی شوکت



ملک کی سیاسی حالت جگہ جگہ سے شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ہندوؤں نے ڈاک کے بکسوں میں تیزاب یا جلتے ہوئے چیتھڑے، یا سلائی ڈال کے خط جلا ڈالے۔ غیر محفوظ مقامات سے ایسے بکس اٹھا لیے گئے اور دوسری جگہ پولیس کے پہرے بٹھا دیے گئے۔ جہاں جہاں مجرمان پکڑے گئے انہیں سزائیں دی گئیں۔

مالوی جی اور ان کے ساتھیوں کو جنہیں دہلی کے کانگریسی اجلاس کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا چھوڑ دیا گیا۔ بہت سے کانگریسی شرکا کو جلد ہی چھوڑ دیا گیا۔

پچھلے سال مسٹر پیڈی مجسٹریٹ ضلع کو کسی انقلابی نے قتل کر دیا مگر گرفتاریاں عمل میں آئیں لیکن اصل قاتل اب تک گرفتار نہ ہو سکا۔ ان لوگوں کو شہادت میسر نہ آنے کی وجہ سے چھوڑنا پڑا۔ مسٹر مذکور کے بعد مسٹر ڈگلس وہاں کے کلکٹر مقرر ہوئے۔ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے جلسہ سے اٹھ کر واپس آ رہے تھے کہ ایک بنگالی نے ان پر چھ گولیاں چلائیں جن میں سے تین ان کے بازو سینہ اور پیٹ پر لگیں لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ قاتل گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بنگال میں یہ پانچواں حملہ ہے جو سرکاری آدمیوں پر کیا گیا۔ اپریل ۳۱ء میں مسٹر پیڈی مارے گئے جولائی میں مسٹر گارلک سشن جج عدالت میں مارے گئے۔ کچھ عرصہ بعد مسٹر سیبل پر حملہ کر کے زخمی کیا گیا۔ اکتوبر میں مسٹر ڈرنو کو گولیوں سے زخمی کیا گیا۔ دسمبر میں مسٹر سٹیونس کو دو لڑکیوں نے قتل کر دیا اور اس سال کے شروع میں ایک لڑکی نے بنگال کے لاٹ صاحب سر جیکسن پر گولیاں چلائیں۔

لاہور میں ۱۹ عورتوں کو ایک بدیسی کپڑے والے کی دوکان کے سامنے سیاپا قائم کرنے کے جرم میں چار ماہ کی قید اور تیس تیس روپیہ جرمانہ ہوا۔ اپیل میں ہائیکورٹ نے دو کو بری کر دیا اور باقی ۱۷ عورتوں کی سزا بحال رکھی۔

اجمیر کے کمشنر پر گولی چلائی گئی لیکن خوش قسمتی سے وہ بچ گئے۔ خانصاحب سید احمد انسپکٹر پولیس کو جس نے اس موقع پر اپنی جان خطرہ میں ڈالی ساڑھے سات سو روپیہ انعام ملا ہے۔

بمبئی میں ہندو مسلمانوں میں سخت بلوہ ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا دو لڑکوں میں کچھ جھگڑا ہوا اس کے بعد فساد شروع ہو گیا۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے دو ہلاک اور ۲۶ زخمی ہوئے۔ اگلے روز پھر بلوہ پھوٹ پڑا اور ان میں ۱۵ قتل اور ۲۰۰ زخمی ہوئے۔ بہت کچھ مالی نقصان ہوا۔ عورتیں اور بچے چھری بھونک بھونک کے مارے گئے۔ جگہ جگہ مکانات میں آگ لگائی گئی کانپور کے فساد کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے جس میں نہایت شدید خونریزی ہو رہی ہے۔ اس وقت تک ڈیڑھ سو آدمی قتل ہو چکے ہیں

لاہور میں لارڈ لارنس کا بت مدت سے نصب ہے جن کے ایک ہاتھ میں تلوار ہے اور دوسرے میں قلم اور قدموں میں لکھا ہوا ہے کہ قلم سے حکومت چاہتے ہو یا تلوار سے۔ اس بت کا قلم اور نصف تلوار چار سکھوں نے توڑ دی اور باقی بت بھی خراب کرنے والے تھے کہ گرفتار ہو گئے اب بت پر پہرہ رہتا ہے

اس وقت جب سے نافرمانی شروع ہے کانگریس کی وجہ سے ۳۴۵۰۶ ہندوستانی جیل میں جا چکے ہیں ان میں سے بنگال سے ۱۵۰۱۰ صوبجات متحدہ سے ۵۰۰۰ بمبئی سے ۱۶۰ اپریل تک ۳۴۵۲ بہار و اڑیسہ سے ۵۰۰۰ سرحد سے ۴۴۵ دہلی سے ۱۵۰ علاوہ ازیں کمیٹی کی ذاتی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت خود اختیاری ملنے کے بعد بھی ہندوستان کو بہت زیادہ خرچ کرنا پڑیگا۔ خزانہ خالی ہوگا اور نئی ذمہ داریوں کا بوجھ کمزور پر پڑنے کے بدحواس کرنے کا باعث ہوگا۔

طوفان باد و باراں۔ ستمبر کے شروع ہفتہ میں غضب کا طوفان آیا۔ بنگال میں یہ کیفیت ہوئی کہ وہاں کا بڑا جیل خانہ گر پڑا جھتیں اور دیواریں اس طرح اڑ گئیں گویا کاغذ اڑ رہے ہیں۔ بجلی نے بہت سے آدمیوں کو اندھا کر دیا سینکڑوں مویشی مر گئے۔ جیل خانہ میں جو اس افراتفری میں ۱۰۰ قیدی بھاگ گئے بہت قیدی ملبہ میں دب کے مرگئے۔ لوہے کے شہتیر دور دور اڑ کے جا پڑے۔ ضلع الہ آباد میں چار گاؤں تباہ ہوگئے۔ ہوا نے درختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کے پھینک دیا۔ فصلوں کو بڑا نقصان ہوا۔ ایسا طوفان انسانوں کی یاد میں اب تک اس ملک میں نہیں آیا۔

دیانتداری پر انعام۔ ایک مارواڑی ٹریم گاڑی میں چھ ہزار کی سونے کی سلاخیں بھول گیا۔ ریل میں سوار ہوتے ہوئے اسے یاد آیا اس نے فوراً پولس میں اطلاع کی۔ اس اثنا میں ٹریم والے نے بھی یہ سلاخیں دیکھ لیں۔ اس نے قریب ترین تھانہ میں وہ حوالہ کر دیں پولس کمشنر نے اسے پچاس روپیہ انعام دیئے جانے اور طلائی سلاخیں مارواڑی کو واپس کرنے کا حکم دیا۔

بیوی کا بے رحمانہ قتل۔ لاہور کے ایک پریس کے مسلمان ملازم کو اپنی بیوی سے بدچلنی کی شکایت تھی اس نے بیوی کو قتل کر دیا اور اسی رات گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے عدالت میں بیان دیا کہ میری بیوی بدچلن تھی ہر دفعہ میرا اس پر جھگڑا ہوتا تھا اور ہر دفعہ ارتکاب جرم پر وہ آئندہ کے لئے توبہ کرتی تھی۔ آخر ۱۳ مارچ کو اس قسم کا معاملہ ہوا جب پر دونوں میں جھگڑا ہوا۔ میں نے اسے طلاق دینی چاہی لیکن اس نے کہا کہ تو آج قتل کر ڈال ورنہ میں سر بازار بدکاری کروں گی چنانچہ ہم دونوں میں رات گئے تک یہ بحث رہی آخر میں اُسے قتل کرنے پر رضامند ہوگیا۔ وہ نہائی نئے کپڑے بدلے اور پلنگ پر لیٹ گئی۔ میں نے اُسترے کے پھل سے اس کے گلے پر کئی وار کئے ہر وار پر وہ کلمہ پڑھتی تھی اور توبہ کرتی تھی۔ ایک وار پر اس نے ماں باپ کو سلام کہنے کو کہا اور دو ایک وار کے بعد اس نے ذرا اٹھ کے میرا منہ چوما اور خطا معاف کرائی۔ آخر اسی طرح وار کھاتے اس کی روح پرواز کر گئی۔ عدالت نے اسے سشن سپرد کر دیا۔

چین و جاپان۔ دونوں ملکوں کی گذشتہ جنگ کے روکنے کے لئے سفیروں میں شنگھائی میں گفتگو ہو رہی تھی اور عہد نامہ مرتب ہونیوالا تھا کہ ایک کوریا کے باشندے نے بم پھینکا جس سے چار پانچ جاپانی نمایندے زخمی ہوگئے۔ وزیر تو ہوا میں اُڑ کر زمین پر آرہا اور سخت مجروح ہوا اس سے سخت فکر پھیلا کہ شاید یہ صلح اب مکمل نہ ہو سکے جاپان نے چین کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیا چنانچہ وہ عہد نامہ مکمل کر دیا۔ حالت اطمینان بخش ہوتے ہی جاپان اپنی فوجیں علاقہ شنگھائی سے واپس بلا لیگا۔

جاپان کے وزیر اعظم کو ایک جاپانی نے جو فوجی وردی پہنے تھا طمنچہ سے مار ڈالا۔ وزیر کے مکان پر کچھ عرصہ سے پہرہ لگا دیا گیا تھا لیکن حملہ آوروں نے ان سب کو مار ڈالا۔ ایک ماما نے راستہ روکا اسے بھی زخمی کر دیا گیا۔ قاتل نے وزیر کے کمرہ میں گھس کے وزیر کی کنپٹی اور چہرہ پر گولیاں چلائیں جو مہلک ثابت ہوئیں۔ اسی روز پانچ مختلف جگہوں میں ڈکیسوں بم پھینکے گئے۔ فوج اور ایک خاص گروہ میں یہ بے چینی پھیل گئی ہے جو حکومت کی صلح جو طرز عمل سے ناراض ہے اور شنگھائی کا تازہ بم کے واقع اور چینی و جاپانی جنگ میں جمعیتہ الاقوام کی مداخلت اور چین پر جاپان کے مکمل طور پر فتحیاب نہ ہونے کی ذمہ دار وزارت کو قرار دیتی ہے۔ اس کے نزدیک قومی عزت خطرہ میں ہے ایک گروہ گرفتار ہوا ہے جو خونی برادری کے نام سے اپنے آپکو پکارتا ہے اس کا منشاء ان تمام ملکی مدبروں کو قتل کر دینا ہے جو ملکی مفاد کو اپنے ذاتی اغراض کے تابع بنا رہے ہیں۔ روس والا ڈی واسٹک میں جاپان سے آخری فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے زبردست جنگی طیاریاں کر رہا ہے اور وہ کوریا و چین میں جاپان کے خلاف سخت نفرت پھیل جانے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے

سانپ کا زہر ۔ حیدرآباد شہر میں ایک شخص گھاس کھود رہا تھا کہ ایک سانپ نے اس کی پنڈلی میں کاٹا چند منٹ بعد وہ بیہوش ہو گیا۔ ایک سادھو وہاں سے گزر رہا تھا اس نے مجمع سے معلوم کیا کہ اس غریب کو سانپ کاٹ گیا ہے اس نے مور کے دُم کے چند پر نکالے جنہیں اس نے اپنی چلم میں بھر لیا اور اس میں آگ لگا کے ایک تماشائی سے اسے پینے اور اس کا دھواں مارگزیدہ کے نتھنوں میں چھوڑنے کے لئے کہا۔ اس اثناء میں وہ خود مصنوعی شخص کی تدابیر کرنے لگا مارگزیدہ پر اس کا اثر ہوا اور اسے ہوش آگیا پھر سادھو نے اسے خود چلم پینے کے لئے کہا۔ رات وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ چلتے وقت سادھو نے کہا کہ مور کے پر کی ڈنڈی مارگزیدہ کے زخم پر لگا کے چٹانے سے تو کی سخت زیادتی کو ہٹاتی ہے۔ (ہم بھائی)

ریل میں پردہ ۔ مسٹر راؤ زین سال گزشتہ بمبئی سے دہلی آئے۔ ان کے پاس دوسرے درجہ کا ٹکٹ تھا انہوں نے اول درجہ میں سفر کیا جب ریل والوں نے کہا کہ یا تو آپ دوسرے درجہ میں سفر کریں ورنہ اول درجہ کے کرایہ کی باقی رقم دو ۴ ۱۲ روپیہ کیا ساتھ آنے جب دیں۔ انہوں نے انکار کیا ریل نے دعویٰ کیا۔ مسٹر مذکور نے جواب میں کہا کہ ریل والوں کو معقول جگہ کا انتظام کرنا چاہئے تھا اور وہ کسی مرد کو ایسے درجہ میں جس میں پردہ دار عورتیں بیٹھی ہوں اور وہ بھی رات کے وقت اکیلے سفر کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے مگر مجسٹریٹ نے ریل کو یہ رقم بطور جرمانہ دلادی اور لکھا کہ جب درجہ میں جگہ موجود ہو پردہ وغیرہ کا سوال فضول ہو انہیں ان عورتوں کے ہی ہمراہ دوسرے درجہ میں سفر کرنا چاہئے تھا۔ مسٹر مذکور نے یہ مقدمہ ایک اصول قائم کرنے کے لئے لڑا تھا۔ شاید وہ اپیل کریں۔

کرنل کا بچہ قتل ۔ کرنل لینڈ برگ کا ۲۰ مہینے کا بچہ امریکہ کے بچہ چوروں نے اڑا لیا تھا۔ دایہ چلائی۔ کرنل دوڑا ہوا کمرہ میں گیا۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور ایک سیڑھی لگی ہوئی پڑی تھی۔ کمرہ میں ایک کاغذ پر لکھا تھا کہ ایک لاکھ تیس ہزار ۲۲۰۰۰ روپیہ دو ورنہ بچہ مار ڈالا جائیگا۔ ماں باپ نے جوش محبت میں مقرر کی ہوئی رقم جگہ پر بھجوا دی لیکن بچہ پھر بھی نہ ملا۔ اب دو مہینے بعد بچہ گھر سے تھوڑے فاصلہ پر مردہ پڑا ملا۔ کپڑے چوری کے وقت کے پہنے ہے ڈھانچہ رہ گیا ہے سر میں زخم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ایک شخص نے ہاتھوں میں تھام لیا اور دوسرے نے اس کا سر پھوڑ دیا۔ اسے موٹر سے زمین پر پھینک دیا گیا۔ خیال یہ ہے کہ چوری کے فوراً بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ کرنل نے ہر طرح کے جتن کئے کہ بچہ صحیح سالم مل جائے اور وہ کسی کا بال بیکا نہ ہونے دیگا لیکن چوروں نے اس کا بچہ بھی مارا اور روپیہ کا روپیہ ہضم کیا۔ اس کی بیوی اب پھر حاملہ ہے۔ سارا امریکہ جوش غضب سے پاگل ہو رہا ہے اور مجرموں کی تلاش کی جارہی ہے ایک ساتھ ملک پتی کے ذریعہ اغوا کرنے والوں کے ساتھ نامہ و پیام ہوا تھا اب اس ملک پتی نے اقبال کر لیا ہے کہ یہ حرکت اس نے فرضی کی تھی اس کے کاروبار کا دیوالہ نکل چکا تھا اس کی وجہ سے تحقیقات میں بہت سا روپیہ اور وقت برباد ہوا۔ امریکہ والے اس کی سزا اور گرفتاری کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ریل میں ڈاکہ ۔ عورتوں کو خوب زیور پہن لدلدا کے ریل میں سفر کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا زیور کے دشمن جگہ جگہ ہیں۔ ایک مسافر گاڑی ڈونگار گڑھ اسٹیشن سے آدھ میل ادھر تھی کہ کسی نے زنجیر کھینچ کر گاڑی ٹھیرا لی۔ گارڈ وجہ معلوم کرنے اترا گولی چلی اور اس کی ہتھیلی میں گھس گئی وہ گر پڑا۔ ڈاکوؤں کے جو ساتھی تھے اور جو ریل کے اسٹیشن کے قریب آنے کی وجہ سے ہلکی رفتار ہونے پر اس پر چڑھ گئے تھے جلدی جلدی مارواڑی اور بنگالی سوداگر سے ۳۲ ہزار روپیہ چھین لیا اور زنجیر کھینچ کے فوراً اتر پڑے اور ایک موٹر میں جو دس قدم پر پہلے سے ان کے انتظار میں کھڑی تھی دوڑ کے بیٹھ گئے اور غائب ہو گئے۔ ریل چلادی گئی اور اسٹیشن پر پہنچ کے گارڈ شفاخانہ میں بھیجدیا گیا جہاں گولی اگلے دن صبح کو نکال لی گئی۔ اس سلسلہ میں ۱۳ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔

گالی پر قتل ۔ ایک سکھ نے اپنے ملازم کو کتے کا بچہ کہہ کے پکارا اور کہا کہ تو میری گھاس کیوں نہ چرا لیتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو نہیں چراتا جو چرائیگا قید میں جائے گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے گالی نہ دو۔ اس پر سکھ غصہ میں آگیا اور چھری کا مٹھ اس کے سر پر مارا جس سے خون نکلنے لگا سکھ گھر جا کے پکڑا یا اور پھر نوکر کو گالی دینے لگا۔ عبداللہ نوکر خاموش رہا۔ جب سکھ واپس جا رہا تھا عبداللہ نے تیشہ سے اسے مار ڈالا۔ عدالت نے اُسے پھانسی کی سزا دی۔ مگر عدالت عالیہ لاہور نے یہ قرار دیتے ہوئے کہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں خواہ اس کا درجہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ کسی دوسرے کو گالی دے بدلے کی گرے پھانسی کی سزا

تاروں کا جھرمٹ ۔ فرانس کا صدر ایک روسی ڈاکٹر کی گولی سے ہلاک ہو گیا۔ ایک ہندو نے ایک ہزار روپیہ ہندی کا بہترین مضمون لکھنے والے کو تحفہ دینے کے لئے وقف کئے تھے اس سال مضمون نگاری کے پہلے مقابلہ میں لکھنؤ کے سبز [illegible] کی لڑکی کماری ترویدی اول آئی اور اس کا مضمون منتخب کیا گیا مضمون یہ تھا: تلسی داس کی رامائن میں سیرت نگاری کی خصوصیات ۔

۵ قیدی لاہور لے جائے جا رہے تھے جب گاڑی نروانہ جنکشن سے ادھر ویران جگہ میں پہنچی تو قیدیوں نے اپنے بدن پر [illegible] ہاتھ لگا پاس والوں نے چھینکنے شروع کر دیئے بعد میں ان کی بندوقیں چھین کے ان پر گولیاں چلانے لگے ۔ ایک قیدی نے زنجیر کھینچ کے گاڑی ٹھہرائی ۔ دس قیدی زنجیروں سے بندھے ہونے کے باوجود کود کود کے جنگل میں بھاگ گئے ۔ ریل ۲ ½ گھنٹہ دیر سے لاہور پہنچی ایک ہیڈ کانسٹیبل مر گیا اور باقی زخمی ہو گئے ہیں ۔ گیارہ دن کی سخت تلاش کے بعد سات قیدی گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔

صوبہ برار میں دو بھائیوں کو اپنی بہن کی بدچلنی کی وجہ سے ایک کمپونڈر سے زہر کی پچکاری بدن میں لگوا کے مار ڈالنے کے جرم میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی ۔ عدالت عالیہ ناگپور نے ان دونوں کو بری کر دیا ہے کہ شہادت سے یقین نہیں ہوتا کہ ملزم نے اپنی بہن کو قتل کرایا ۔ اس مقدمہ میں وہ کمپونڈر سرکاری گواہ بن گیا تھا ۔ تنادلی (مدراس) میں ایک بیوہ کو اس کے شوہر کے بھائی بہت تنگ کرتے تھے اور اسے گذارہ بھی نہ دیتے تھے اس نے پریشان ہو کے اپنے چار سال کے بچے اور ۱۸ ماہ کی بچی کو پھانسی دے کے مار ڈالا اور پھر اپنے آپ کو پھانسی دینے کی کوشش کی عورت گرفتار کر لی گئی اور اس پر قتل کا مقدمہ قائم کر دیا گیا ہے ۔ دکن میں ایک عورت نے ایک سادھو سے کہا کہ شوہر نے تنگ کر رکھا ہے اپنے جادو سے آہستہ آہستہ مار ڈال اس نے چالیس روپیہ مانگے ۔ اس نے کچھ زیور بیچ کے یہ رقم ادا کی ۔ سادھو اسے اور اس کی دس سالہ لڑکی کو لے کے ایک ویرانہ میں منتر پڑھنے گیا ۔ وہاں اس نے دونوں کو زہر دے کے مار ڈالا اور ان کے زیور لے کے چلتا بنا ۔ اب اس پر مقدمہ چل رہا ہے ۔ غالباً اس نے اقبال کر لیا ہے ۔ جس عورت نے اپنی آوارہ صاف کرنے کے لئے اپنی ۸۰ سالہ لڑکی گنگا اسر سے مار کے دیوی کی بھینٹ چڑھائی تھی اور اسے عدالت سے پھانسی کی سزا ملی تھی اپیل پر عدالت عالیہ اودھ نے اسے کالے پانی کی سزا دی ہے ۔ الہ آباد کے ایک بنئے نے پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری عورت کر لی ۔ برادری نے اس پر ۶۶۵ روپیہ کا ڈنڈ ڈالا اور پانچ ہزار روپیہ بنک میں جمع کرنے کا حکم دیا ۔ تاکہ اس سے پہلی بیوی کا گذارہ چلتا رہے ۔ ناسری (دکن) میں ایک ہندو نے دوسری عورت سے شادی کر لی تھی ۔ جسے پہلی بیوی برداشت نہ کر سکی اس نے اپنی ساری پر مٹی کا تیل چھڑک کے آگ لگا دی ۔ اس کی چیخوں پر اس کی سوکن دوڑی لیکن وہ لڑکی تھوڑی دیر بعد مر گئی ۔ مدراس میں ایک ہندو لڑکا تیزاب گندھک پانی سمجھ کے پی گیا وہ بیہوش ہو کے گر پڑا ۔ ہسپتال جا کے مر گیا ۔ دہلی میں ایک مرد پر جو ڈپٹی [illegible] جنرل کے دفتر میں ملازم تھا مقدمہ چل رہا ہے ۔ وہ بڑے بڑے مسلمانوں کو یہ خط لکھتا تھا کہ میں اور میرا شوہر مسلمان ہو گئے ہیں ۔ ہندو رشتہ داروں نے غلط دعوے پر پچاس ہزار کا دعوی کر کے قید کرا دیا ہے اور اب میں سخت مصیبت میں ہوں مدد کرو ۔ بہت سے مسلمانوں نے اسے بڑی بڑی رقمیں بھیجیں اور ایک رنگون کا شخص اسے ۸ ماہ سے ۵۰ روپیہ ماہوار وظیفہ دے رہا تھا ۔ ناگپور میں پانچ عورتیں جیل خانہ بھیجی گئیں ایک قوم سے نیچی تھی ۔ عدالت کو اس کے ایک بچی ہوئی ۔ اسے جیلخانہ بھیج دیا گیا ایک اور ہندو عورت کے جو ملتان جیل میں دو سال کی قید بھگت رہی ہے جیل میں لڑکا ہوا ۔ دونوں سیاسی قیدی ہیں ۔ [illegible] کے سٹیشن کے پاس ایک جھونپڑی میں آگ لگی آگ بجھنے پر دو بھائی جن کی عمریں پانچ اور سات سال تھی ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے کوئلہ ہوئے دیئے گئے ۔ مدراس میں چند لڑکے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے ۔ ایک لڑکا ایک صندوق میں جا چھپا ڈھکنا بند ہو گیا اور وہ دم گھٹ کے مر گیا ۔ ہونولولو میں ایک دیسی نے ایک گوری عورت پر حملہ کیا ۔ اس چار امریکنوں نے اس شخص کو مار ڈالا ۔ ان پر مقدمہ چلا قتل کی سزا وہاں ایک سے دس سال تک قید سخت مقرر ہے ان ملزموں کے لئے رحم کی سفارش کی گئی ہے ۔ ایک سکھ عورت جہلم ضلع کے ایک گاؤں میں گھر میں اکیلی تھی ۔ قاتل آیا اس نے اسے مار ڈالا اور زیور لے کے چلتا بنا ۔ کالی کٹ کی طرف ایک خانہ بدوش قوم کی ۴۵ سالہ عورت جنگلی جڑوں کی تلاش میں پھر رہی تھی کہ جنگل میں سے ایک جنگلی سور نکل کے اسے چیر کے مار ڈالا ۔ حصار میں ایک ریل کے پولس کے سپاہی کا ۲ ½ سالہ بچہ محض بٹنوں کے لئے مار ڈالا ۔ جن پر چاندی کا خول چڑھا ہوا تھا ۔ ملزم نے ان بٹنوں کو چار آنے میں بیچا ۔ حصار کے سشن جج نے اسے پھانسی کی سزا دی جو اپیل میں بحال رہی ۔ جہلم کے قریب ایک گاؤں میں تین مسلمان عورتیں اپنے گھر کے احاطہ میں سو رہی تھیں کہ چور آئے ان کی آنکھ کھل گئی عورتوں نے غل مچایا ۔ چوروں نے ان پر چاقوؤں سے حملہ کیا جن سے ایک عورت مر گئی اور دو سخت زخمی ہوئیں ۔

بچوں کیلئے اچھی کتابیں

سرکار کا دربار — دو عالم کے سردار جناب سرکار حضرت پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بچیوں اور نا سمجھ کم استعداد پڑھنے والے بھائیوں کے لئے بقول ایک مشہور عالم و ادیب یہ کتاب واقعی ایک نعمت ہے۔ تاریخی صحت، مطالب کی ترتیب اور ادب و احترام کے پورے التزام کے ساتھ نہایت دلکش انداز اور شیریں سادہ اور پیاری زبان میں لکھی گئی ہے۔ تقریباً جملہ متعلقہ حالات آگئے ہیں۔ مستند رسائل اور معزز علماء نے اس کو بہت پسند کیا ہے کتابت اعلیٰ، طباعت پاکیزہ، سرورق سہ رنگی قیمت عہ تھی اب صرف ۸/ ہے

ہمارا دین — مصنفہ سید نواب علی صاحب پرنسپل ہما الدین کالج جوناگڈھ ایک مختصر رسالہ جس میں کلمۂ طیبہ، ایمان مفصل، برکات اسلام تعلیم دین اور ارکان خمسہ اسلام کی خوبیاں عام فہم اردو میں مذکور ہیں۔ مسلمان بچیوں کے لئے ایسے رسالہ کا مطالعہ بہت ہی عجیب چیز ہے نیز ان لوگوں کے لئے بھی جو اسلامی تعلیم سے واقف ہیں اور ہونا چاہتے ہیں قیمت ۲/

ہمارے نبی — ننھے بچوں کے لئے نہایت ہی آسان زبان میں سرور کائنات کی سیرت پر نہایت مشہور کتاب جس کی ہزار کے کئی کئی ایڈیشن چھپے ہیں۔ مولوی نواب علی صاحب پرنسپل بڑودہ کالج نے لکھی ہے قیمت ۳/

ہمارے رسول — بچوں کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر یہ رسالہ مناسب اسلوب بیان اور آسان زبان میں لکھا گیا ہے۔ ناقدین نے بچوں کی تعلیم کے لئے اس رسالہ کی سفارش کی ہے چنانچہ اسلامی مدارس کے نصاب میں داخل ہے قیمت ۶/

نبیوں کے قصے — اس کتاب میں حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک تمام نبیوں کے حالات لکھے ہیں کتاب چونکہ خاص طور پر بچوں کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے زبان بڑی صاف و شیریں ہے۔ نبیوں کے قصے بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں قیمت ۶/

ترکوں کی کہانیاں — یہ ترک بچوں کی بہادری اور ہمت و جرات کی چند صحیح اور سچی کہانیاں ہیں جن کے پڑھنے سے بچوں میں قومی جوش پیدا ہوتا ہے اور ان ترک بچوں کی طرح وہ بھی تندرست اور بہادر رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نئے دو بالا ولائی پر رخصت ہوتے ہیں۔ معصوم نو طلبہ اور سیلی کیا تم ہو۔ بڑا مزے کی کہانیاں ہیں قیمت صرف ۴/

قوم پرست طالب علم — طلبہ کے دلوں میں ہندستان کی محبت اور ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے والا ڈراما بے انتہا سبق آموز ہے مناسب موقع پر گیت اور گانے بھی ہیں۔ یہ ڈراما جامعہ ملیہ کے بچوں نے ڈاکٹر انصاری اور ملک کے چند بڑے بڑے لیڈروں کے سامنے کیا تھا بہت پسند کیا گیا۔ قیمت چار آنہ ۴/

بچوں کا انصاف — یہ ڈراما خاص طور پر بچوں کے لئے لکھا گیا ہے ہندوستان کے مدرسوں کی عام خرابیاں بتائی گئی ہیں اچھے اور شریر لڑکوں کا مقابلہ کیا گیا ہے بچے بہت پسند کرتے ہیں ۴/

دنیا کے بسنے والے — حبشیوں، امریکہ کے پرانے باشندوں، بدوعربوں، افریقہ کے بونوں اور جاپان، سوئٹزرلینڈ اور ان ملکوں کے لوگوں کے حالات جہاں ہزاروں میل برف ہی برف ہے کتاب میں تقریباً پچاس تصویریں ہیں جن میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ انہیں دیکھ کر ہنسی ضبط کرنا محال ہے۔ از سید ماسٹر صاحب مسلم یونیورسٹی اسکول قیمت ۶/

تاریخ ہند کی کہانیاں — محترمہ بنت نصیر الدین تیمیہ نے سیکڑوں برس پہلے کے ہندوستان کی تاریخی کہانیاں نہایت سلیس اور پیاری زبان میں لکھی ہیں جسے پڑھ کر بچوں کو تاریخی معلومات ہوتی ہیں قدیم ہندوستان اور یہیں کے باشندوں کے متعلق اس سے زیادہ دلچسپ کہانیاں مل نہیں سکتیں۔ قیمت صرف ۴/

موش و گربہ — چوہے بلی کی لڑائی کا نہایت مزیدار فارسی قصہ مع رنگین تصویر جس کی چھپائی نہایت خوبصورت کتابت اعلیٰ قیمت ۵/

شادی کی ضرورت

راجپوتانہ کے ایک شریف خاندان میں ۳۰ سالہ غریب نوجوان کے لئے جو برسر روزگار رہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی کسی غریب اور شریف خاندان کی ہو اور امور خانہ داری سے اچھی طرح واقف ہو۔ ۲۰ سال سے زیادہ عمر نہ ہو۔

"ک" معرفت دفتر عصمت دہلی

June 1932

Vol. 48

No. 6

Regd. No. L. 1872

The Ismat Delhi.

India's Leading Literary Ladies Magazine.

جولائی ۱۹۳۲ء

بنات دهلي

ADVERTISEMENTS

The Ismat

Widest circulated

Ladies Magazine

Murari Art Press, Delhi